فتاوی ودودیہ کا اردو ترجمہ اور تحقیقی مطالعہ

(کتاب الطھارۃ)

تحقیقی مقالہ برائے ایم فل علوم اسلامیہ

مقالہ نگار

خلیل الرحمان حقانی سواتی

رول نمبر: BB771902

گاوں گڑاسہ، ڈاکخانہ کوکاری

تحصیل بابوزی، ضلع سوات

نگران مقالہ

پروفیسر ڈاکٹر علی اصغر چشتی صاحب

ڈین شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

15-2014

بسم الله الرحمن الرحيم
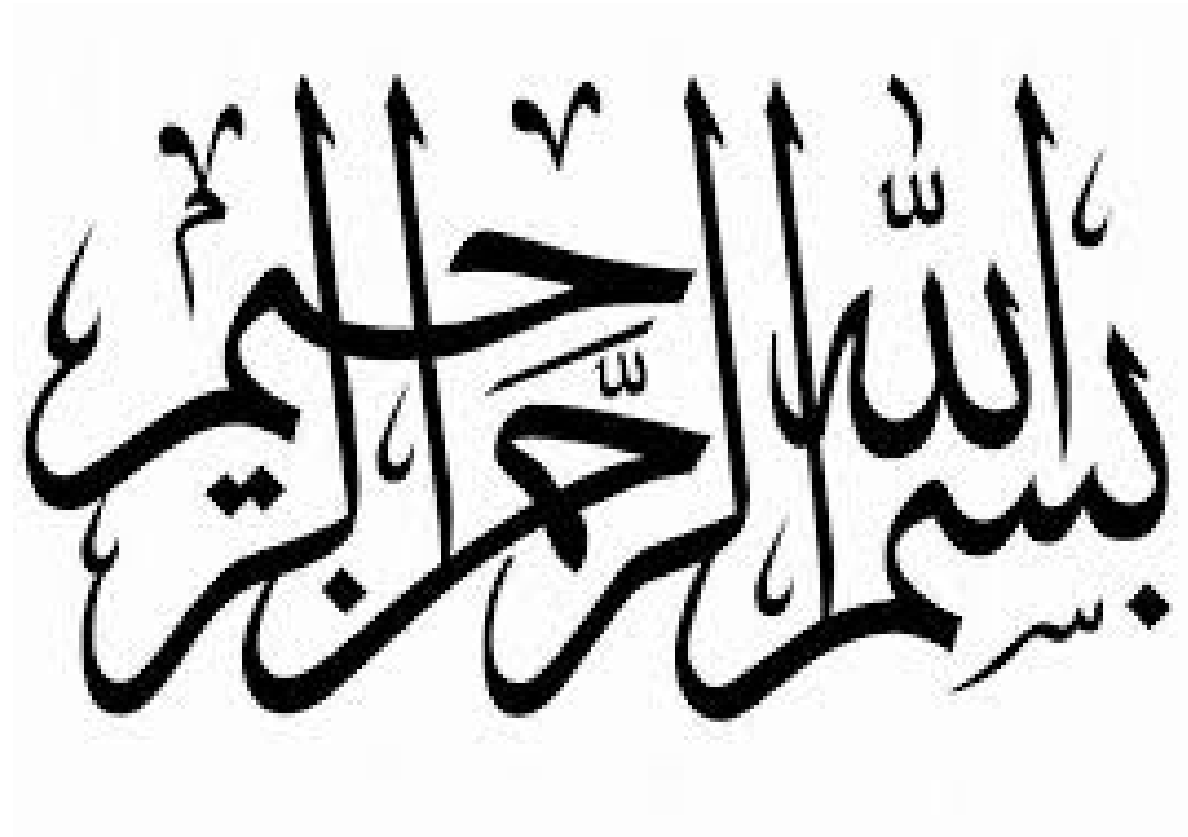
Certificate of the supervisor

It is certified that Mr.Khalilur Rahman S/O Muhammad khan, student of M.Phil Islamic studies, Roll No:BB771902 has completed his research on the topic of:

فتاوی ودودیہ کا اردو ترجمہ اور تحقیقی مطالعہ (کتاب الطہارۃ)

in partial fulfillment of the requirements for the degree of Master of Philosophy in Islamic studies under my guidance and supervision. I am satisfied with the quality of student's research work and Thesis and consider it up to mark of awarding M.Phil degree from Allama Iqbal Open University,Islamabad .

Singnature:_________________

professor Dr.Ali Asghar Chishti

Dean faculty of Arabic & Islamic Studies

AIOU Islamabad.

ACCEPTANCE BY THE VIVA VOCE COMMITTEE

Title of the thesis:

فتاوی ودودیہ کا اردو ترجمہ اور تحقیقی مطالعہ (کتاب الطھارۃ)

Name of the student Khalilur Rahman S/O Muhammad Khan Roll No: BB771902, accepted by the faculty of Arabic and Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad in Partial fulfillment of requirement for the degree of Master of Philosophy in Islamic Studies.

Viva Voce Committee:

Dean:_________________________

Chairman______________________

External Examiner:______________

Supervisor:_____________________

Dated: _______________________

Decleration

Khalilur Rahman S/O Muhammad Khan, Roll:NoBB771902 Registration No. 06-NST-0230 a student of M.Phil at the Allama Iqbal Open University ,Islamabad do hereby sloemnly declare that the thesis entitled:

فتاوی ودودیہ کا اردو ترجمہ اور تحقیقی مطالعہ (کتاب الطہارۃ)

is submitted in partial fulfillment of M.Phil degree in Islamic Studies is my original work and has not been submitted or published earlier and shall not in further be submitted by me for obtaining any degree from this or another University or Institution.

Signature________

Khalilur Rahman

موضوع کا تعارف

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبیّ بعدہ : امابعد

اسلام ایک جامع، آفاقی اور عالمگیر دین ہے اور ایک ایسا ضابطہ حیات ہے جس میں زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق مکمل احکام اور مسائل کا حل موجود ہے۔ دین اسلام صرف عبادات پر مشتمل احکام کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ اسمیں انسان کی انفرادی، اجتماعی، سیاسی اور معاشرتی زندگی کی رہنمائی کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی تعلقات کے استوار کرنے کے بارے میں بھی رہنما اصول وضوابط موجود ہیں۔ اسی اہمیت کے پیش نظر اسلامی تاریخ کے تقریباً ہر دور میں ان اصولوں کے ماہرین یعنی فقہاء، محدثین اور مفسرین کا وقت کے خلفاء اور حکمرانوں کے ساتھ گہرا تعلق رہا ہے اور انہوں نے ہمیشہ فرض منصبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے لمحہ بہ لمحہ درپیش مسائل میں شریعت کے قوانین کے مطابق راہنمائی کی ہے نیز نئے اور پیش آمدہ مسائل کی تعبیر و تشریح کا کام وقت کے تقاضے کے مطابق ہمیشہ نصوص شریعہ کی روشنی میں جاری رکھا ہے۔

بالخصوص فقہاء کرام آزادانہ طور پر جس طرح استنباط اور استخراج احکام کے لئے مساعی جمیلہ سرانجام دیتے چلے آئے ہیں اسی طرح اس سلسلے میں بعض خلفاء اور سربراہوں کی ذاتی دلچسپی اور فقہی ذوق کی وجہ سے ان کی زیر سرپرستی بھی فقہاء کرام نے مسائل کے استنباط اور استخراج کا کام کیا ہے۔ چنانچہ "مجلۃ الاحکام العدلیہ "سلطنت عثمانیہ اور "فتاوی ہندیہ المعروف بہ فتاوی عالمگیریہ" مغلیہ دور میں اس قسم کی تقنینی کاوشوں کے بہترین مظاہر ہیں۔ جو ریاستی امور چلانے کے لئے فقہی اور قانونی دستاویزات کی شکل میں مرتب کی گئیں ہیں ان دونوں فقہی ذخائر کی زبان چونکہ عربی ہے اسی لئے افادہ عام کیلئے ان کے اردو تراجم بھی چھپ کر منصّہ شہود پر آچکے ہیں۔

اس مقالے کے موضوع (فتاوی ودودیہ کا اردو ترجمہ اور تحقیق) کا تعلق بھی ایک ایسی کتاب سے ہے جس کی جلد ثانی ریاست سوات کے سربراہ کی دلی خواہش و تمنا پر ریاستی سطح کے قانون سازی کی ضروریات پوری کرنے کیے لئے مرتب کی گئی۔ اور اس کی جلد اوّل ریاست کے باشندوں کی دینی تربیت اور انہیں فقہی مسائل سے روشناس کرانے کے لئے فقہی طرز پر تحریر وترتیب دی گئی ہے جس کی تدوین وتالیف اگرچہ مولانا محمد ابراہیم صاحب نے کی ہے تاہم اس وقت کے جید علماء کرام کی سرپرستی و نگرانی اور بادشاہ صاحب کی طرف سے ضروری وسائل کی فراہمی اور مثالی حوصلہ افزائی ان کو حاصل رہی ہے۔ اس کتاب کی دونوں جلدیں پشتو زبان میں ہے اور اسکی وجہ ظاہر ہے کہ ریاست سوات کے اکثر باشندے پشتون ہیں اس لئے اس کی افادیت عام کرنے کی غرض سے اسی زبان کا انتخاب کیا گیا۔ اس کتاب کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اسمیں فقہ حنفی کی معتبر اور مستند کتب سے استفادہ کرکے متداول کتب میں ایک ہی موضوع سے متعلق بکھرے ہوئے مسائل کو عام فہم انداز میں قاری کی سہولت کیلئے یکجا جمع کیا گیا ہے نیز ان مسائل میں عرف و رواج کو بھی اس انداز سے مد نظر رکھا گیا ہے کہ یہ خطہ ہر قسم کی فرقہ واریت سے محفوظ رہ سکے۔

اسی اہتمام کے پیش نظر سربراہ ریاست سوات، مفتیان کرام اور علماء کرام کے ہاں درپیش مسائل کو حل کرنے میں فتاویٰ ودودیہ کو اوّلیت اور فوقیت حاصل تھی۔ اور سربراہ ریاست نے ریاست کے تمام قضاۃ، علماء اور مفتیان کرام کو اس بات کا پابند بنایا تھا کہ وہ فتاوی ودودیہ کو اپنے زیر مطالعہ رکھے۔ جبکہ ریاست کے ہر خواندہ کو اس کا نسخہ شاہی فرمان کے مطابق بطور ہدیہ ملتا تھا۔

اس دستاویز کی اہمیت کے پیش نظر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی کلیۃ عربی اور علوم اسلامیہ کے اساتذہ کرام نے ایم فل کی سطح پر پراجیکٹ کا اہتمام کیا ہے جس کے تحت اس کے مختلف ابواب طلبہ میں تقسیم کئے گئے ہیں تاکہ وہ اپنے اپنے مخصوص حصوں پر طے شدہ منصوبے کے مطابق کام کرے۔

تراث اسلامی کی تحقیق وتدوین جدید

اس وقت عالم اسلام کو بے شمار چیلنجوں کا سامنا ہے۔ طاغوتی طاقتیں اسلام کو نیست ونابود کرنے کے درپے ہیں۔ ان حالات میں پیش آمدہ مسائل کا حل ملت اسلامیہ کی ذمہ داری ہے۔ اس وجہ سے دنیائے اسلام میں تراث اسلامی کی تدوین کا احساس تیزی سے پروان چڑھ رہا ہے۔ مفکرین اسلام اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ تالیفات کی شکل میں اسلاف کی خدمات جلیلہ کے مختلف پہلوں کا جائزہ لیا جائے اور مسائل جدیدہ کی روشنی میں ان تالیفات کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے , تاکہ علمی میدان میں پیش رفت ہو سکے اور عصر حاضر کے تقاضے بھی حاصل ہو سکیں۔

اہمیت موضوع اور اسباب اختیار:

مقالہ زیر بحث کے موضوع کا تعلق دینی مسائل یعنی عبادات، معاملات اور قضاء سے ہے۔ جس کا نام فتاوی ودودیہ ہے۔ جو ریاستی سرپرستی میں سپرد قرطاس کیا گیا ہے۔ اور اس کے مؤلف اور نگران اپنے دور کے نابغہ روزگار شخصیات تھیں جن کا تعلق درس و تدریس اور عملی طور پر قضاء کے ساتھ تھا جس کی وجہ سے اس دستاویز کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے اور اس بات کی اشد ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ اس اہم فقہی ذخیرہ کا فائدہ عام بنانے کے لئے اسے اردو زبان میں منتقل کیا جائے اور جدید تحقیقی خطوط پر اس کی تخریج کی جائے تاکہ پشتو زبان کے علاوہ دوسری زبانوں کے علماء، طلباء اور عوام بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔ اس کے علاوہ اس موضوع کے اختیار کرنے کے اسباب درج ذیل ہیں۔

1: چونکہ یہ ایک تقنینی کاوش تھی اس لئے مقالہ نگار کی ذاتی رغبت اسے اردو زبان میں منتقل کرنے کا سبب بنی تاکہ اس سے مملکت پاکستان کے تمام باشندے استفادہ کر سکیں۔

2: اس وقت مارکیٹ میں فتاوی ودودیہ کے کئی نسخے معمولی تغیر و تبدل کے ساتھ عام دستیاب ہیں جبکہ اصل نسخہ اُس وقت کے علماء کرام کے گھروں میں پایا جاتا ہے اس لئے اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ اُس اصل نسخے کو سامنے رکھ کر اُس کا ترجمہ کیا جائے۔

3: فتاوی ودودیہ میں مسائل ذکر کرتے ہوئے مآخذ کی اجمالی نشاندہی پر اکتفا کیا گیا ہے اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ان مآخذ کی تفصیلی نشاندہی کے ساتھ ساتھ جدید طریقہ تحقیق کے مطابق احادیث مبارکہ، تفسیری اور فقہی اقوال کی تخریج کی جائے۔

4: چونکہ فتاوی ودودیہ حنفی فقہ پر مشتمل زمانہ قریب کے علماء کی عمدہ کاوش ہے جسے منظر عام پر لانا وقت کی ضرورت ہے اور اس پراجیکٹ پر کام کا مقصد فقہ حنفی کی حفاظت اور تدوین جدید ہے۔

5: فقہائے احناف کی علمی اور فقہی کاوشوں اور خدمات کو منظر عام پر لانے کی ذاتی رغبت اور شوق ہے۔

6: فتاوی ودودیہ کو مرتب کرتے وقت بہت سارے ایسے مصادر سے بھی استفادہ کیا گیا ہے جو اس وقت مارکیٹ میں ناپید ہیں لیکن بعض لائبریریوں میں موجود ہیں اس تحقیق کے نتیجے میں قاری ان مصادر سے روشناس ہو جائے گا۔

7: ریاست سوات میں اپنے دور کے عظیم علمی اور روحانی شخصیات نے فتاوی ودودیہ کی ترتیب وتدوین میں کسی نہ کسی شکل میں حصہ لیا لیکن ان کے حیات و خدمات سے عام طور پر علماء اور طلبہ ناواقف ہیں زیر تحقیق کاوش میں فتاوی کے مؤلف اور نگران علماء و قضاۃ کا مختصر تعارف بھی بیان کیا جائے گا۔ تاکہ ان کے تراجم سے بھی آگاہی حاصل ہو جائے۔

بنیادی سوال:

اس مقالے کا بنیادی سوال فتاوی ودودیہ کے کتاب الطھارۃ کا اردو ترجمہ، فقہی اقوال، احادیث مبارکہ، اور تفسیری اقوال کی تحقیق، اور مؤلف کے زیر مطالعہ کتب سے تخریج ہے۔

اہداف تحقیق:

اس مقالے کے اہداف درج ذیل ہیں۔

1: فتاوی ودودیہ میں مذکور احادیث مبارکہ اور فقہی اقوال کی تخریج و تحقیق کرنا۔

2: فتاوی ودودیہ میں مذکور تفسیری اقوال کی تخریج و تحقیق کرنا۔

3: فتاوی ودودیہ کا اردو ترجمہ کرنا۔

4: فتاوی ودودیہ کو جدید تحقیقی خطوط کے مطابق استوار کرنا۔

5: اس اہم دستاویز کا افادہ عام کرنا ہے۔ تاکہ دوسری زبانوں کے لوگ بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔

6: فتاوی ودودیہ کے مؤلف اور نگران علماء و قضاۃ کا مختصر تعارف کرنا۔

منہج تحقیق:

1: اس مقالے پر کام کرنے کے دوران مقالہ نگار کا منہج تحقیقی یہ ہوگا۔

2: اس مقالہ میں مذکور احادیث و آثار اور اخبار کی تخریج اصل مآخذ سے کی جائے گی۔

3:اس مقالہ میں مذکور فقہی اور تفسیری اقوال کی تخریج اصل مآخذ سے کی جائے گی۔

4:زیر نظر مقالہ میں فتاوی ودودیہ کے مؤلف اور نگران علماء و قضاۃ کا مختصر تعارف بھی بیان کیا جائے گا۔

5: صفحہ کے بالا حصہ میں ترجمہ متن لکھا جائے گا جبکہ تحقیقی کام لیکر کے نیچے لکھا جائے گا۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ:

فتاوی ودودیہ کی تخریج و تحقیق پر جدید طرز تحقیق کے مطابق کام مقالہ نگار کے علم کے مطابق اس سے پہلے کسی بھی یونیورسٹی میں نہیں ہوا۔البتہ اس کے پشتو نسخے پر فقہی اقوال کی تخریج مفتی محمد وہاب منگلوری نے کی ہے۔ لیکن ان کی رسائی فتاوی کے مصادر و مراجع بیان کرنے میں ان تمام کتب تک نہیں ہو سکی ہے۔ جو مؤلف کے زیر مطالعہ تھیں اور جنکا مؤلف نے اجمالی حوالہ بھی دیا ہے بلکہ تخریج میں ان کا انحصار چند متداول فقہی کتب پر رہا ہے، جیسے فتاوی شامی وغیرہ جب کہ اس مقالے کا مقصد انکی کاوش کو پایہ تکمیل تک پہنچاتے ہوئے فتاوی میں مذکور مصادر کی بنیاد پر تخریج ہے۔تاکہ اصل مصادر تک رسائی کے علاوہ علماء اور طلبہ ان مصادر سے بھی واقفیت حاصل کر سکے جو اس وقت عام دستیاب نہیں ہیں۔اب تک تفحص اور تتبع کے نتیجے میں مقالہ نگار زیر تحقیق کتاب کے بارے میں چوراسی (84) مصادر و مراجع پر مطلع ہو سکا ہے۔ جن کی تفصیل فہرست مصادر و مراجع میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

جہاں تک اس کے اردو ترجمے کا تعلق ہے تو بعض حضرات کے بقول اس کا اردو ترجمہ ساٹھ کی دہائی سے پہلے ہو چکا تھا لیکن نہ مترجم کے بارے میں کوئی جانتا ہے اور نہ ہی مارکیٹ میں وہ ترجمہ کہیں دستیاب ہے۔ باوجود تلاش بسیار اور تحقیق کے کسی لائبریری یا کتب خانے میں اس کا سراغ نہ لگ سکا اس لئے اس پر کام کرنے کی تشنگی محسوس ہوتی ہے۔

اظہار تشکر

الحمد للہ کما یلیق بشانہ والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد النبی الامی۔ صحیح معنوں میں کوئی کسی کے احسان کا بدلہ ادا نہیں کر سکتا، لیکن اس فرمان رسول" جو مخلوق کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا" پر عمل کرتے ہوئے میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کے ادارہ عربی وعلوم اسلامیہ کا تہہ دل سے شکر ادا کرتا ہوں جس نے مجھے علوم اسلامیہ میں تحقیقی کام کرنے کا موقع فراہم کیا اور میرے موضوع فتاوی ودودیہ کا اردو ترجمہ اور تحقیقی مطالعہ کی منظوری دی۔

پروفیسر ڈاکٹر علی اصغر چشتی صاحب اور احسان اللہ چشتی صاحب کا بھی میں بے حد شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنا قیمتی وقت نکال کر میرے مقالے کی بروقت تصحیح کی اور مجھے قیمتی مشورے دیکر میری راہنمائی فرمائی۔اس کے علاوہ میں مولانا عالم سعید،انوار الحق حقانی(ایم فل سکالرز علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی) کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے جمل و تراکیب کی تصحیح اور پروف ریڈنگ میں میری مدد کی۔اور پروفیسر ڈاکٹر باچا سردار صاحب کا بھی میں بے حد شکر گزار ہوں جنہوں نے میری رہائش وغیرہ کا انتظام اپنے ذمہ لیا تھا جو تاحال جاری ہے۔

فجزاھم اللہ احسن الجزاء

مقالہ نگار

خلیل الرحمان سواتی

فہرست مضامین و عنوانات

فہرست ابواب اور فصول:

باب اول

فتاویٰ ودودیہ کا تاریخی اور سیاسی پسِ منظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

☆شیرین ترازحکایت مانیست قصۂ

تاریخ ایں دیارسراپا مینویشتم ☆

فصل اول: ریاست سوات کی مذہبی تاریخ:

وادئ سوات ایک تعارف:

وادئ سوات سیر وسیاحت کے حوالے سے دنیا بھر میں غیر معمولی شہرت کی حامل ہے۔ قدرت نے اس خطے کو حسن ودل کشی، رعنائی وزیبائی کے متعدد رنگوں سے سجایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں آنے والا ہر شخص اس کی خوبصورتی اور رعنائی کے سحر میں کھو جاتا ہے۔

دنیا کے حسین ترین خطوں میں شامل یہ علاقہ، پاکستان کے دارالحکومت اِسلام آباد سے شمال مشرقی جانب 254 کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے جب کہ صوبائی دارالحکومت پشاور سے اس کا فاصلہ 170 کلو میٹر ہے۔

1998 کی مردم وخانہ شماری کے مطابق یہاں کی کل آبادی بارہ لاکھ ستاون ہزار چھ سو دو 1257602 (جبکہ 2017 کے مردم وخانہ شماری کے مطابق 2309570 تیئس لاکھ نو ہزار پانچ سو ستر) ہے اور اس کا رقبہ 3756 مربع کلو میٹر ہے۔ اس کے شمال میں چترال، جنوب میں بونیر، مشرق میں شانگلہ اور مغرب میں دیر ومالاکنڈ کے اضلاع واقع ہیں۔

قدرت نے وادئ سوات کو بے حد حسین اور دل کش بنایا ہے۔ بلند وبالا سرسبز پہاڑ، پھلوں سے لدے پھندے درخت، صاف وشفاف پانی کی ندیاں، گنگناتے چشمے اور شور مچاتی ابشاریں جنّت کا منظر پیش کرتے ہیں۔

سردی کے موسم میں یہاں خوب برف باری ہوتی ہے۔ برف کی سفید چادر ہر چیز کو ڈھانپ لیتی ہے۔ گرمیوں میں جب برف پگھلتی ہے تو پوری وادی نکھر سی جاتی ہے۔ موسم خوشگوار ہو جاتا ہے۔ درختوں کو نئی زندگی ملتی ہے اور ہر طرف سبزہ ہی سبزہ نظر آنے لگتا ہے۔ رنگ برنگے پھول ذہن کو آسودگی اور دل کو راحت سے معمور کر دیتے ہیں۔

یہاں کے لوگ:

جس طرح وادئ سوات قدرتی حسن ودل کشی سے مالامال ہے، اسی طرح اس کے باشندے بھی ظاہری اور باطنی خوبیوں سے مالامال ہے۔ ان کو پشتون کہلانے پر فخر محسوس ہوتا ہے۔ یہاں کے مکین فطری طور پر خوش اخلاق، ملنسار اور مہمان نواز ہیں۔ اجنبی کی رہنمائی، مہمانوں کی عزت وتکریم اور خواتین کا احترام یہاں کی ثقافت کا لازمی عنصر ہے۔ یہاں کا عمومی لباس شلوار اور قمیص ہے جبکہ

زبان پشتو ہے۔[1]

سوات کے لوگوں کی مذہبی وابستگی:

سوات تخلیقی لحاظ سے قدرت کے خالقانہ کمال شاہکار ہے۔ گویا کہ 03756 مربع میل پر مشتمل یہ چھوٹا سا قطعۂ ارض ایک دُنیاوی جنّت ہے۔ اس حسین و جمیل خطّے کی تاریخ ڈھائی ہزار (2500) سال قدیم ہے۔ اور یہ حسین وطن دُنیا کی بہت سے اقوام کا وطن و مسکن رہا ہے۔

وادئ سوات حسن و جمال کے ساتھ ساتھ تاریخی اعتبار سے بھی بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ وادئ جغرافیائی اہمیت کی وجہ سے بیرونی حملہ اوروں کا شکار رہی ہے۔ تاہم تاریخ گواہ ہے کہ یہاں رہنے والوں نے ہر دور میں غلامی کی زندگی پر موت کو ترجیح دی ہے اور کسی بھی دور میں کسی کے زیر نگیں رہنا قبول نہیں کیا۔ اس مردم خیز سرزمین نے بہت سی قابل اور تاریخ ساز شخصیات کو جنم دیا ہے جو اپنے غیر معمولی کارناموں کی وجہ سے تاریخ کے اوراق میں آج بھی زندہ جاوید ہیں۔

مذہبی لحاظ سے تاریخ سوات:

326 قبل مسیح:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے سکندر اعظم یونان سے اپنی افواج کے ہمراہ ایران سے ہوتے ہوئے براستہ کابل، کونڑ اور باجوڑ سوات آئے تھے۔ اس زمانے میں سوات میں بدھ مت بادشاہ ارنس راجہ بر سر اقتدار تھا۔ بادشاہ کی وجہ سے اہلِ سوات کا مذھب بھی بدھ مت تھا۔ سکندر اعظم نے اس سے منگلور کے مقام پر جنگ کی اور سکندر اعظم نے جنگ جیت کر سوات کے اونچے اونچے پہاڑوں اور حسین وادیوں کو پار کرکے دریائے کابل کو عبور کرتے ہوئے پنجاب میں داخل ہوئے۔ (بقول سر اوریل ستمائن)[2]

304 قبل مسیح:

میں سکندر اعظم کے ایک فوجی جرنیل سیلوکس نے ہندوستان پر حملہ کیا اور سوات اور اس کے متعلقات کو ہندوستان کے

---

[1] راہی فضل ربی سوات سیاحوں کا جنت صفحہ 15 تا 17 شعیب سنز پبلیشرز اینڈ بکسلرز مینگورہ سوات ایڈشن سوم مئی 2012

2 محمد آصف خان تاریخ ریاست سوات و سوانح بانی ریاست سوات میانگل گل شہزادہ عبدالودود خان بادشاہ صاحب سن 27 ستمبر 1958 میں شاہی دربار سے شائع شدہ ص 25۔ ریاست سوات از ڈاکٹر سلطان روم ص 33 ترجمہ پروفیسر احمد فواد صاحب شعیب سنز منگورہ سوات طبع اول سن 2013ء، سوات سیاحوں کی جنت فضل راہی

راجہ چندر گپت کے حوالے کیا جنہوں نے عوام کو پوری پوری مذہبی آزادی دی۔

45عیسوی:۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ولادت کے 45 سال بعد یہ وادی بدھ مت بادشاہ راجہ کنشک کی بادشاہت کا حصہ تھی ۔موصوف کادارالخلافہ پشاور باگرام تھاوہ آرام اور سیر و تفریح کے لئے سوات آتا تھا،سوات اس دور میں بھی آباد اور خوشحال تھا۔

رام راجہ:۔

کنشک کے بعد بدھ مذھب کے راجاؤں میں رام راجہ کا زمانہ تھا۔ جس کا صدر مقام خدو خیل تھا۔[1]

200ء :

کووارٹھ کی بادشاہی اور اس کے بعد راجہ کی بیٹی کی حکومت تھی۔

راجہ ہوڈی:۔

راجہ کی بیٹی کے بعد راجہ ہوڈی کی حکومت تھی جس کا دارالخلافہ ہوڈیگرام نامی گاؤں تھا۔[2]

اخری بدھ راجہ گیرا:۔

گیارہویں(1100) صدی عیسوی تک سوات پر راجاؤں کی حکومت رہی۔اس سلسلے کا اخری راجہ گیرا تھا جس پر سلطان محمود غزنوی نے گیارہویں صدی میں اپنے جرنیل پیر خوشحال کے ذریعے حملہ کیا اور اس کی حکومت کا خاتمہ کیا۔راجہ گیرا کی چھاؤنی کے کھنڈرات اور محمود غزنوی کی مسجد کے کھنڈرات آج بھی موجود ہیں۔[3]

سوات میں چینی سیاحوں کی آمد:

بدھ مت کے زمانے میں ابتدا سے انتہا تک سوات کو عبادت و ریاضت کے حوالے سے بہت مقدس مقام کی حیثیت حاصل تھی۔اس

---

[1] ایضا۔ ریاست سوات از ڈاکٹر سلطان روم ص 33 ترجمہ پروفیسر احمد فواد صاحب شعیب سنز منگورہ سوات طبع اول سن 2013ء، سوات سیاحوں کی جنت فضل راہی ص 26

[2] ایضا ص26

[3] ایضاص27

لئے کہ سوات ایک خاموش ، پُر فضا، سر سبز ، حسین و جمیل اور ریاضت وعبادت کے لئے انتہائی موزوں مقام تھا۔اسی وجہ سے چین، جاپان، تبت وغیرہ ممالک سے بدھ مذہب کے پیروکار جوق در جوق عبادت و ریاضت اور سیر وسیاحت کے لئے سوات آتے تھے۔

خاص طور پر دریائے سوات کے کناروں پر بدھ مت کی عبادت گاہیں (دھرم شالے) ہزاروں کی تعداد میں موجود تھیں۔

1۔فاہین 403ء:۔

فاہین 403 میں چین سے براستہ ہندوکش سوات پہنچ گئے اور وہ اپنے سفر نامے میں لکھتے ہیں: "سوات کے عوام کا مذھب بدھ مت ہے اور یہ عبادت و ریاضت کے لئے مخصوص جگہ ہے۔"

2۔سنگ یون:

519ء میں سنگ یون چین سے کافرستان کے راستے سوات میں داخل ہوئے اور وہ لکھتے ہیں: " بدھ مذہب کی عبادت گاہیں اطراف عالم سے آئے ہوئے لوگوں سے بھری پڑی ہیں اور لوگ بہت زور و شور سے عبادت میں مصروف ہیں۔ سوات جنّت کا ٹکڑا ہے اور لوگ کاشتکاری کے پیشے سے گزارہ کرتے ہیں۔"[1]

ہیون سانگ :۔

630ء میں ہیون سانگ چین سے براستہ کابل سوات آئے۔ وہ لکھتے ہیں: " دریائے سویوفاسوتو کے دونوں جانب چودہ سو قدیم خانقاہیں ہیں لیکن ان میں سے زیادہ تراب ویران پڑی ہیں، کسی زمانے میں ان میں اٹھارہ ہزار کے قریب بدھ بھشکو ہوا کرتے تھے جو کم ہوتے ہوتے صرف چند سو رہ گئے ہیں۔ سوات کے عوام محنت کش، خوش اخلاق، نرم دل اور مہمان نواز ہیں۔"

وکنگ:۔

742ء میں چین کے آخری مؤرخ وکنگ سوات آئے اور پھر سوات کے ایک دھرم شالے میں راہب ہوئے۔

خلیفۂ سوم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں خراسان فتح ہوا مگر سوات، دیر، چترال اور کوہستان ویسے ہی رہ گئے۔ اس خطے میں اسلام کی آمد محمود غزنوی کے دور میں سن 1100ء میں ہوئی۔[2]

---

[1] محمد آصف خان تاریخ ریاست سوات وسوانح بانئ ریاست سوات میانگل گل شہزادہ عبدالودود خان بادشاہ صاحب سن 27 ستمبر 1958 میں شاہی دربار سے شائع شدہ ص28

[2] ایضا ص29

فتح کے بعد بدھ مت والے بعض تو کوہستان چلے گئے اور بعض نے اسلام قبول کیا۔1400عیسوی تک سوات میں دلازاک اور سواتی یکجا آباد تھے۔ پھر اختلافات کے بعد دلازاک کو ملک بدر کیا گیا۔[1]

سوات کا پرانا نام:۔

قدیمی کتب میں سوات کا ذکر مختلف ناموں سے آیا ہے۔اور سارے نام سوات کے حسن کی وجہ سے منسوب ہوئے ہیں۔ جیسے "

1. اودیانہ: سنسکرت زبان میں گلستان یا باغ کو کہتے ہیں.
2. سویتا: بمعنی سفید وشفاف پانی،
3. صوت: بمعنی اواز اور گونج کے ہیں۔چونکہ یہاں آوازیں گردوپیش کے اونچے پہاڑوں سے ٹکرا کر گونج کی شکل میں لوٹتی ہیں۔
4. چونکہ سوات اپنے حسن وجمال،خوبصورتی اور عبادت وریاضت میں ہر وقت تروتازہ اور اپنی مثال آپ تھا اس وجہ سے بابر اور مغل دور کے مؤرخ اسے عربی لفظ "سواد" لکھتے ہیں یعنی سرسبز وشاداب اور تروتازہ سے مشہور تھا۔(جیسا کہ شام اور عراق کیلئے لفظ "سوادین" عربی میں استعمال ہوا ہے۔

سواد الكوفة وقع فيه خسف في الأمم الماضية والخسف الذهاب في باطن الأرض. والسواد اسم للأرض كثيرة الخصب)[2]

مغلیہ دور کے مقامی لکھنے والے خوشحال خان خٹک اُسے سواد کی جگہ سوات کہنے لگے[3]۔

1400ءاور اس کے بعد سوات:

1400 عیسوی میں یوسفزئی مردان کے علاقے میں آباد ہوئے اور رفتہ رفتہ سوات پر قبضہ کیا۔ 1515ء میں سوات کے بادشاہ سلطان اویس کو تخت سے معزول کرکے سوات کے پُرانے باشندوں کو مانسہرہ،ہزارہ چلے جانے پر مجبور کردیا گیا۔1518ء میں مغل بابر کا دور رہا1530ء میں شیخ ملی بابا کے طرز پر عارضی تقسیم اور خانہ بدوشی کا سلسلہ جاری رہا۔جلال الدین اکبر بادشاہ 1556ء میں جب تخت نشین ہوا تو 1585ء میں زین خان کے قیادت میں لشکر کو سوات پر حملہ آور کیا لیکن 1592ء تک ان کو کوئی حقیقی اور دیرپا فتح

---

[1] ایضا ص32

[2] شرح وتعليق على صحيح البخاري د. مصطفى ديب البغا أستاذ الحديث وعلومه في كلية الشريعة ص94ج1 تحت بَابُ الصَّلاَةِ فِي مَوَاضِعِ الخَسْفِ وَالعَذَابِ - جامعة دمشق كالتالي: رقم الحديث (والجزء والصفحة) في ط البغا، يليه تعليقه، ثم أطرافه

[3] سلطان روم ڈاکٹر ریاست سوات(1915تا1969)پی ایچ ڈی مقالہ صفحہ25شعیب سنز پبلیشرز اینڈ بک سیلرز منگورہ سوات ایڈیشن پہلا سن 2013

حاصل نہیں ہوئی۔ پھر بایزید الانصاری المعروف باپیر روشن کا دور چلا جس کے اثرات راجہ ٹوڈر مل نے ختم کئے اور عارضی طور سوات اور بونیر اکبر بادشاہی کا حصہ بنا۔اس دور میں عوام کے عقائد ویسے ہی خراب تھے۔اس اثناء میں سید علی شاہ ترمذیؒ المعروف پیر باباؒ اور علامہ عبدالرشید المعروف اخوند دریزہ باباؒ نے منگورہ کے مقام پر پیر روشن سے مناظرے کئے بالآخر وہ تیراہ چلے گئے 1586ء میں وفات پائی۔اکبر بادشاہ کے بعد جھانگیر اور عالمگیر کا زمانہ آیا لیکن انہوں نے سوات کو نظر انداز کیا۔1667ء میں سوات میں یوسفزئی مغلوں سے برسرمدد کے لئے آئے اور سواتی یوسفزئی افراد نے مغل عہد میں اپنی آزادی برقرار رکھی بلکہ درانیوں اور سکھوں کے ہاتھوں بھی ان کو کچھ خاص نقصان نہیں پہنچا۔اور 1748ء میں احمد شاہ ابدالی اور اس کے بعد 1821 ء میں سکھوں کا دور آیا اور پھر 1823ء میں سید احمد شہید اور سیدو باباؒ اور یوسفزئی قوم نے مل کر نوشہرہ کے مقام پر سکھوں کے خلاف مشہور جہاد کیا۔[1]

اپریل 1827ء:

میں سید احمد شہیدؒ جہادی سرگرمیوں میں سوات آئے اور 1829ء جنوری تک یہاں مقیم رہے۔

صاحب سوات المعروف سیدو باباؒ 1794 سے 12 جنوری 1877ء:۔

شعر۔ زبان پہ بار اللہ تعالیٰ یہ کس کا نام آیا کہ میری نطق نے بوسے میری زباں کے لئے (غالب)

سیدو باباؒ کا اصل نام عبدالغفور اور والد کا نام عبدالواحد تھا۔آپ سوات کے علاقہ شامیزو کے جبڑی نامی گاؤں میں 1794ء میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم آٹھ (8) سال کی عمر تک سوات میں حاصل کرنے کے بعد آپ گوجر گڑھ مردان میں مولانا عبدالحلیم صاحب سے استفادہ کیا اور بعد میں حضرت کاکا صاحب کے علاقے میں تحصیل علم کے ساتھ ساتھ کاکا صاحبؒ کی مسجد میں باطنی تزکیہ کے لئے پہلا چلہ کیا۔ [2]

اس کے بعد پشاور میں حضرت جی صاحبؒ سے (جو سلسلہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ تھے) سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے۔ پھر شیخ محمد شعیب صاحبؒ توڑ ڈھیری کی خدمت میں حاضر ہوئے۔1816ء میں جب ان کی وفات ہوئی تو سیدو باباؒ وہاں سے نکل آئے اور دریائے کابل کے کنارے بیکی کے مقام پر بارہ سال گزارے اور وہاں پر قادریہ طریقہ میں وظائف مکمل کیے۔اسی دوران سکھوں کے خلاف سید احمد شہیدؒ کے ساتھ مشہور جنگ میں شریک ہوئے۔1828ء میں جب سید احمد شہید صاحبؒ اور مختلف خوانین کے درمیان اختلاف رونما ہوا تو سیدھا نمل چلے گئے۔ وہاں سے سلیم خان چلے گئے اور وہاں پر اخوند صاحب (علامہ اور ڈاکٹر) کے وصف سے

---

[1] ایضاً س 38 سے 74 بااختصار کشیر محمد آصف خان تاریخ ریاست سوات و سوانح بانی ریاست سوات میانگل گل شہزادہ عبدالودود خان بادشاہ صاحب سن 27 ستمبر 1958 میں شاہی دربار سے شائع شدہ۔

[2] ایضاً، ص 77 بااختصار کشیر محمد آصف خان تاریخ ریاست سوات محولہ بالہ

موصوف ہوئے۔1835ء میں کابل کے امیر دوست خان کے ساتھ مل کر سکھوں کے خلاف جہاد کیا اس جہاد میں وہ انگریزوں کے مکروفریب سے باخبر ہوئے اور انگریزوں کے خلاف جہاد کا مصمم ارادہ کیا[1]۔

وطن واپسی:

آپ 24 برس بعد ستمبر 1835ء میں براستہ باجوڑ اپنے وطن سوات واپس تشریف لائے۔اور مختلف مقامات پر تصوف کے چلےّ پورے کئے جن میں مرغزار خاص طور پر مشہور ہے۔

1845ء میں آپؒ نے سیدو شریف میں مستقل طور پر سکونت اختیار کی۔ سیدو بابا کی موجودہ شاہی مسجد کے سامنے مسجد اور لنگر خانے کا پروگرام بنایا۔ایران ،افغانستان اور وزیرستان الغرض دور دور سے سالکین حصول رشد ہدایت کے لئے آپ کے پاس آتے تھے اور رشد وہدایت کا سلسلہ شروع فرمایا۔[2]

تزکیہ نفوس کے اس سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے 1849ء میں جب انگریزوں نے پشاور پر قبضہ کیا تو آپ نے سوات، دیر اور باجوڑ کے سرداروں کو بلایا اور ان کو انگریز کے ناپاک ارادوں سے باخبر کیا اور ساتھ ہی اس کا حل حکومت کے قیام کی شکل میں ظاہر کیا۔[3]

1850ء تک سوات میں کوئی سیاسی تنظیم نہیں تھی۔اس لئے اس علاقے کی سالمیت کے لئے اس دور کے خوانین کی مشاورت سے حضرت اخوند عبدالغفور (سیدو باباؒ) نے پیر باباؒ کے اولاد میں سے سید اکبر شاہ کو بطور منتظم اور راہنما مقرر کیا۔

سوات میں تو ویسے ہی شرعی طور پر تھوڑے بہت فیصلے صاحب سوات کی آمد کے دور سے جاری تھے۔ سارے لوگ جہاد کے لئے تیار ہوئے مگر امیر شریعت صاحب سوات ہوں گے کی شرط پر راضی ہوئے مگر سیدو باباؒ نے معذرت کی اور امیر شریعت کے لئے سید اکبر شاہ جو کہ سید احمد شہید کے ساتھی تھے مقرر کیا۔اور موضع غالیگے دارالامارت مقرر کیا گیا۔1849ء میں سوات میں باقاعدہ ایک حکومت کا قیام سید اکبر شاہ کی قیادت میں 11 مئی 1857ء تک ہوا۔اس نے جہاد کی تیاری اور سوات کے دفاع کا کام شروع کیا مگر اس کی وفات کے ساتھ شرعی حکومت بھی ختم ہوئی اور سوات میں شرعی حکومت کامیاب نہ ہو سکی۔

اکبر کے بعد اس کے بیٹے مبارک شاہ نے اور پھر سیدو بابا کے بڑے بیٹے میاں گل عبدالحنان نے امارت سنبھالنے کی کوشش کی مگر دونوں کو صاحب سوات نے خاموش کر دیا۔[4]

---

[1] ایضاص 85 بااختصار کثیر
[2] ایضاص 88 محوالہ بالہ
[3] ایضاص 88 بااختصار کثیر
[4] ایضاص 92 بااختصار کثیر

اس کے ساتھ ہی عوام میں جہاد کا جذبہ شروع ہوااور 1863ء میں امبیلہ بونیر کے مقام پر سید احمد شہید صاحب اور ان کے مجاہدین کے ساتھ انگریزوں کے خلاف مشہور جہاد میں بھی شریک ہوئے اور انگریزوں کا مقابلہ کرکے 28 دسمبر 1863ء کو انگریزوں کو شکستِ فاش سے دوچار کیا۔

1867ء میں کابل کے امیر شیر علی خان نے جلال آباد سے اپنے حاکم احمد خان کو سفیر مقرر کیااور صاحب سوات کے پاس انگریزوں کے خلاف کامیاب جہاد کی دُعا کی درخواست کے لئے بھیج دیا۔ صاحب سوات نے احمد خان کو دعا کے ساتھ جنگ میں شرکت کا وعدہ بھی کیا اور اس وقت سے جنگ کی تیاری میں مصروف رہے اور اپنے دونوں بیٹوں میاں گل عبدالحنان صاحب اور میاں گل عبدالخالق صاحب کو مجاہدین کے ساتھ بھیج دیا۔ جب وہ تالاش ضلع دیر کے مقام پر پہنچے تو صاحب سوات 22 جنوری 1877ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ۔ انالله واناالیہ راجعون۔ [1]

صاحب سوات کا روضہ سیدو شریف کی جامع مسجد میں واقع ہے جس کے بارے میں ایک شاعر نے کہا ہے۔

شعر کہ دسوات زمکہ گوتئ دہ ستا روضئے نگینہ دہ یومکتب دروحانیت دے،یو ورکوٹے مدینہ دہ

صاحب سوات کے وفات کی بعد ان کی اولاد اور سید اکبر کی اولاد میں بادشاہت کے لئے ایک طویل کش مکش شروع ہوگئ جو دیر اور باجوڑ کی وجہ سے اور بھی پیچیدہ صورت اختیار کرگئی۔

1883ء میں میاں گل عبدالودود اخون صاحب کے چھوٹے بیٹے میاں گل عبدالخالق کے ہاں پیدا ہوئے۔ 1887ء میں میاں گل عبدالحنان صاحب مسند رشد وہدایت پر تکیہ نشین ہوئے مگر وہ ناکام رہے ۔اور ان کی وفات کے بعد میاں گل عبدالخالق صاحب تکیہ نشین ہوئے۔ موصوف نے رشد وہدایت کا سلسلہ اور ساتھ ہی شرعی حکومت کا قیام اور بیعت وسلوک کا سلسلہ صاحب سوات سے بھی اگے بڑھایا۔ مگر زندگی نے وفانہ کی اور جوانی کے عالم میں 35 سال کی عمر میں 1892ء میں وہ دار فنا سے دار بقا چلے گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعونَ

1892ء میں ان کے بیٹے میاں گل شہزادہ عبدالودود خان کو صرف تکیہ نشین مقرر کیا گیا۔ اپریل 1895ء میں انگریزوں نے مقامی لوگوں کی طرف سے کئی دنوں سے جاری شدید مزاحمت کا سامنا کرنے کے بعد مالاکنڈ پر قبضہ کیااور صرف چوکیاں بنائیں اور دوسال بعد انگریزوں کے خلاف سب سے خوفناک بغاوت جولائی 1897ء میں سعداللہ خان (سرتور فقیر) کی سربراہی میں نمودار ہوئی جن کا دعوی یہ تھا کہ انگریزوں کو صرف مالاکنڈ نہیں بلکہ پشاور سے نکال کر دم لیں گے۔ مگر انگریز بڑا جانی نقصان اٹھانے کے باوجود بالاخر 19 اگست 1897ء کو ہینگورہ میں داخل ہونے میں کامیاب ہوئے۔ 1892ء سے 1915ء تک یہ دور انتہائی سخت، قبائلی اور مذہبی لحاظ سے فرقہ واریت، بدعات، رسومات اور ظلم وستم کا دور تھا۔ اس دوران 1913ء میں بونیر کے عبدالجبار شاہ صاحب کو بادشاہ بننے کی

---

[1] ایضاص 108 بااختصار کثیر محمد آصف خان تاریخ ریاست سوات محولہ بالہ

رسمی دعوت دی گئی اور مسلسل انکار کے بعد اندرونی حالات کی وجہ سے اخر کار لوگوں کے اصرار پر اور عبدالودود اور سنڈاکئی بابا کے انکارِ حکومت پر عبدالجبار شاہ اپریل 1915ء کو سوات آ گئے اور 24 اپریل 1915ء میں ان کو سوات کا بادشاہ بنادیا گیا۔اور آخر کار 2 ستمبر 1917ء میں نل قلعہ شامیزئی میں سوات کے عوام نے مشترکہ جرگہ میں سوات کی حکومت پر غور کر کے عبدالجبار شاہ کو انتہائی آدب کے ساتھ مطلع کیا کہ اب لوگوں کو ان کی خدمات درکار نہیں ہیں اس لئے وہ 4 ستمبر 1917ء کو فوراسوات سے چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد خُدا کے فضل سے بادشاہ صاحب میاں گل عبدالودود خان صاحب کے سر پر حکمرانی کی باقاعدہ دستار ستمبر 1917ء کے دوسرے ہفتہ میں کبل کے سرسبز وشاداب مقام پر رکھ دی گئی اور سارے قبائل نے آہستہ آہستہ ان کی حیثیت تسلیم کرلی۔ 1917ء کے آخر میں مکمل کمانڈ حاصل کرلی۔اس وقت ہندوستان اور پاکستان پر حکومتِ برطانیہ اپنے پورے دبدبہ سے قائم تھی۔انگریزوں کے طرز حکومت کے بالکل برعکس شرعی قانون کے زریعے ریاست میں امن وامان قائم کرنااور حکومت مضبوط کرناہر کسی کا کام نہیں تھا۔یہ ملکہ اللہ تعالٰی نے صرف صاحب سوات کے خاندان کی فولادی شخصیت میاں گل عبدالودود خان صاحب کو عطا کیا.[1]

تعلیمی نظام:

بادشاہ صاحب میاں گل عبدالودود صاحب اوّلاًاستحکام ریاست کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے فارغ ہو کر مارچ 1922ء میں ایک پرائمری اسکول کی بنیاد رکھی ۔ جس کے پہلے استاد مظفر حسین صاحب تھے۔ اس کے علاوہ بریکوٹ،چارباغ ،چکیسر،ڈگراور پاچاکلے بونیر میں بھی پرائمری سکول کھولے۔1927ء میں پہلا مڈل اسکول سیدوشریف میں کھولا۔1940ء میں ودودیہ ہائی سکول اور دوسرے بہت سے اسکول بھی کھولے گئے۔1949ء میں سوات میں ایک ہائی 7لوئر مڈل اسکول اور 28پرائمری اسکول موجود تھے۔اس طرح بادشاہ صاحب کے دور حکومت کے اخر تک ریاست میں اسکولوں کی کل تعداد 36 تھی[2]۔

اس کے ساتھ ساتھ ہر علاقے میں مدرسین تنخواہ پر مقرر کیے گئے تاکہ عوام کو دین کے مسائل اور خط سکھائیں۔یوں بادشاہ صاحب نے ترقی کے راہیں ہموار کردیں [3]۔

ریاست سوات میں شرعی قوانین کا نفاذ:

---

[1] سلطان روم ڈاکٹر ریاست سوات(1915تا1969)پی ایچ ڈی مقالہ صفحہ 25 شعیب سنزپبلیشرز اینڈ بک سیلرز منگورہ سوات ایڈیشن پہلا سن 2013ص39تا63 مختصر

[2] ایضاص179 سلطان روم ڈاکٹر ریاست سوات(1915تا1969)پی ایچ ڈی مقالہ صفحہ 25

[3] ایضاص98 وص 178،

بادشاہ صاحب نے عجیب انداز سے شرعی قوانین کو علاقائی جرگے کے طریقہ پر نافذ کیا۔ اور سب لوگوں کو اختیار دیا کہ وہ شرعی اور رواجی قوانین میں سے جس کے مطابق چاہے فیصلے کروائیں۔ کیونکہ ارد گرد تو انگریزوں کی حکومت تھی اور ان کے سامنے اسلامی قانون کا نفاذ شیر کے منہ میں ہاتھ ڈالنے کے مانند تھا۔ دوسری بڑی وجہ 1892ء سے 1916ء تک سوات کی اسودہ حالات اور اس میں زندگی بسر کرنا انتہائی مشکل تھا۔ بادشاہ صاحب کی دانائی کی سب سے بڑی بات یہ تھی کہ انھوں نے ایک قانون بنایا اور اس پر بلا تخصیص عمل کرنے کی تاکید کی۔

1:۔ قتل کے بدلے قتل

2:۔ زنا کے بدلے قتل

3:۔ ڈاکہ اور رہزنی پر قتل

4:۔ جس علاقے میں قتل، چوری اور ڈاکہ وغیرہ الغرض غیر اخلاقی اور ملکی قانون کے خلاف کوئی کام کیا جاتا تو سارے علاقے پر لازم تھا کہ مجرم کو متعلقہ وقت میں حاضر کریں۔ ورنہ علاقے کے سارے عوام ذمہ دار ہونگے اور سب کو جرمانہ ادا کرنا پڑے گا۔ اور علاقے میں جو صوبیدار وغیرہ سرکاری اہلکار ہوتے ایسی صورت میں ان کو فوراً نوکری سے برخاست کر دیا جاتا تھا۔

5:۔ سب وشتم پر جرمانہ مقرر کیا۔ وغیرہ وغیرہ

اس کا فائدہ یہ ہوا کہ 50 سالہ دور حکومت میں تمام ریاست میں صرف 24 قتل ہوئے جس میں صرف 6 ریاست سوات میں اور 18 کوہستان میں ہوئے۔

محکمہ قضاء کی تشکیل کے لئے اعلیٰ فضلائے دیوبند، سہارن پور اور فتح پوری (دہلی ہندوستان) کی کمیٹی مقرر کی خود بھی ان کے پاس بیٹھتے اور قاضیوں کا فیصلہ دارالعلوم کو توثیق کے لئے بھیج دیا جاتا تھا۔ تاکہ کوئی قاضی غلط فیصلہ نہ کرے۔ قضاۃ وغیرہ پر رشوت کے ثبوت پر معطلی اور جیل میں بند کرنے کی سزا مقرر تھی وغیرہ[1]۔

ولی عہد صاحب کے دور حکومت میں جرمانے اس شرح سے وصول کیے جاتے تھے۔

1۔ ارتکاب زنا: 500 روپے (صرف مردوں سے وصول کیا جاتا تھا۔)

2۔ کسی پر گولی چلانے کا جرمانہ 200 روپے۔

[1] قاضی غفران الدین صاحب کوکاری کی انٹرویو۔ بحیثیت قاضی از 1949ء تا 1998ء وفاضل مدرسہ فتح پوری دھلی ہندوستان

3۔ کسی کے مکان میں نقب زنی 200 روپے۔

4۔ لواطت 200 روپے صرف فاعل سے۔

5۔ عورت سے چھیڑ چھاڑ 100 روپے۔

6۔ بیوی کی ناک، کان وغیرہ کاٹنے پر دو ہزار جرمانہ اور طلاق کرنا۔

7۔ قاتلوں سے بعد میں بھاری جرمانہ اور 7 یا 10 سال قید کی سزا۔[1]

عدالتی نظام کی خصوصیات:

عدالتی فیصلے کی کیفیت یہ ہوتی کہ ہر گاؤں، تحصیل اور حاکمی کی سطح پر قاضی مقرر کئے تاکہ دادرسی کے لئے متاثرین کو لمبا فاصلہ نہ طے کرنا پڑے۔ دارالحکومت میں موجود اعلیٰ ترین عدالت قاضی القضاۃ اور فقہ اسلامی میں ماہر فقہاء پر مشتمل تھی۔ اہم مقدمات کا فیصلہ اس عدالت میں ہوتا اور یہ اسلامی فقہ کے مطابق فیصلے کرنے والا اعلیٰ ترین ادارہ تھا۔ قاضیان صاحبان فیصلہ کر کے دارالعلوم کی توثیق کے بعد وہی دن نافذ العمل ہوتے۔ ایسا مثالی عدالتی نظام تھا جس میں بغیر اجرت اور ٹال مٹول کے فیصلے کیے جاتے تھے۔ اور قتل وغیرہ کے صورت میں قصاص بادشاہ صاحب کے شاہی محل کے سامنے ایک معین جگہ میں لیا جاتا تھا۔

اس کے علاوہ بادشاہ صاحب موٹر میں دارالعلوم کے ایک استاد اور ایک قاضی کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے اگر دوران سفر کسی بھی جگہ کوئی مسئلہ درپیش اتا تو اسی وقت اس کا فیصلہ سنایا جاتا۔ اس کا زندہ ثبوت مینگورہ تھانہ کے سامنے بادشاہ صاحب کے دو صوبیدار مسمیان دلبر اور گل نبی کے درمیان کسی معاملہ پر تلخ کلامی ہوئی تو دلبر نے گل نبی کو گولی مار کر قتل کر دیا۔ خُدا کی قدرت کہ موقع پر بادشاہ صاحب پہنچے اور اردلی (سیکورٹی گارڈ) سے پوچھا کہ گولی کی آواز کہاں سے آئی ہے؟ معلوم ہوا کہ ایسا واقعہ ہوا حکم دیا کہ دلبر کو پکڑو اور گل نبی کے ورثاء کو اپنا بندوق دو کہ اپنا قصاص خود لیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ گل نبی کے وارث نے مقتول کا بدلہ لیا اور یہ فیصلہ اتنی جلدی ہوا کہ مقتول کی لاش اٹھانے سے پہلے پہلے قاتل کو بھی قصاصاً قتل کر دیا گیا۔

زنا کے بارے میں ایسا سخت حکم تھا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی پر زنا کا دعویٰ کرتا تو زانی اور مزنیہ دونوں کو قتل کرتے اور کہتے کہ بلا وجہ کوئی اپنی بیوی پر یہ تہمت نہیں لگا سکتا حقیقت میں ایسا ہی ہوا ہوگا۔[2]

---

[1] سلطان روم ڈاکٹر ریاست سوات (1915 تا 1969) پی ایچ ڈی مقالہ صفحہ 25، ص 171

[2] قاضی غفران الدین صاحب کو کاری سے انٹروی۔ بحیثیت قاضی از 1949ء تا 1998ء وفاضل مدرسہ فتح پوری دھلی ہندوستان

ان سخت قوانین کی وجہ سے ایساامن وامان قائم ہوا کہ بادشاہ صاحب خود فرماتے کہ میری ریاست میں ایک عورت زیورات سے بھرپور ریاست کے مشرق ومغرب میں چلے اگر کسی نے اس کو نقصان پہنچایا تواس کی ذمہ داری مجھ پر ہو گی۔

جس کے بارے میں مولانا محمد ابراہیم صاحبؒ لکھتے ہیں۔

ہے دیار سوات میں وہ امن وامان	ایک جا پیتے ہیں پانی بکری وشیر ببر
چپّہ چپّہ پر مسرت بن گی ٔفصل بہار	گلستان ملک میں گلپاش ہے ہر ایک شجر
یاخُداان کو ہمیشہ شادر کھ آبادر کھ	فضل تیراان پہ ہو سایہ فگن شام وسحر
بار گاہ حق تعالیٰ میں بہ صد عجزونیاز	بس کہ ابراھیم کی ہے یہ دعاء مختصر

اسی دوران تین ہزار پٹھان طلباءہندوستان کے مختلف مدارس میں زیر تعلیم تھے۔[1]

مذہبی تعلیم:

1943ء میں باقاعدہ طور پر مکانباغ جامع مسجد میں دارالعلوم کی بنیاد رکھی گئی۔ جس کے لئے علماء کرام کے مشوروں سے مارتونگ شانگلہ سے استادالعلماء مولانا خان بہادر صاحب کو بمعہ طلباء کرام ،استاد العلماء مولانا عبدالمجید صاحب کو بازار گی بونیر سے ،استاد العلماء مولانا محمد نذیر صاحب الحق صاحب کو چکیسر شانگلہ سے اوراستادالعلماء مولانا عبدالحلیم صاحب کواوڈیگرام سوات سے اپنے رواں درس اور طلباء کرام کے ساتھ سیدوشریف لایا گیا۔ساتھ ہی علم قرأت کے لئے مینگورہ نویکلے سے قاری امیر رحمان صاحب کاانتخاب کیا گیااور دارالعلوم کی نظامت کاکام مسجد کے پیش امام کے سپرد کیا گیا۔

(نوٹ :۔وہ تمام اساتذہ کرام جو فتاویٰ ودودیہ کے کمیٹی کی ممبر تھےان کے حالات تفصیل سے اگے بیان ہوں گے ان شاءاللہ)

چند سال یہاں درس وتدریس کے بعد سنٹرل ہسپتال کے سامنے ایک خوبصورت عمارت جس میں تمام لوازمات تھے،دارالعلوم کے لئے چُنا گیااور ساتھ ہی تازہ پانی کے لئے بڑا کنواں کھودا گیا جس سے ہر وقت صاف پانی میسر ہوتااور ساتھ ہی دارالعلوم کے لئے چوکیدار مسمیٰ خیر البشر مقرر کیا۔یہاں درس وتدریس کا سلسلہ خوب جاری رہاافغانستان،ایران اور پاکستان کے مختلف قبائلی علاقوں کے طلباء علم دین کے حصول کے لئے آتے تھے اور یہ طلباء کرام مینگورہ کی مختلف مساجد میں رہائش پذیر ہوتے تھے۔1945ء میں چار باغ

[1] ایضا قاضی غفران الدین صاحب کو کاری سے انٹر وی۔بحیثیت قاضی از1949ءتا1998ءوفاضل مدرسہ فتح پوری دھلی ہندوستان

دارالعلوم کی بنیاد رکھی گئی۔ طلبہ کے رہن سہن، کتب اور ان کی دیگر اخراجات ریاستی حکومت برداشت کرتی تھی۔ دارالعلوم کا نصاب عربی نحو و صرف، منطق، فقہ اسلامی، حدیث تفسیر، تاریخ وغیرہ تھا[1]۔

1946ء میں بادشاہ صاحب کی ذاتی دلچسپی اور شوق دینی علوم کے ساتھ مزید بڑھ گیا چنانچہ وہ خود فرماتے تھے: "دوسری بات یہ تھی کہ میں چاہتا تھا کہ سواتیوں کی روحانی اور اخلاقی اصلاح کے لئے کچھ کروں۔ اس مقصد کے لئے میں روشن فہمیدہ علماء کے ایک گروہ کے ہمراہ قریہ قریہ گھوم کر ان کی کردار سازی اسلامی اصولوں کے مطابق کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ اچھے باعمل مسلمان بن سکیں"[2]

بذات خود جب جید عالم دین سے حصول علم کا شوق دامن گیر ہوا تو اس کا اظہار اپنے بیٹے والی صاحب کے سامنے کیا جو اس وقت سلطنت کے تمام امور سنبھال چکے تھے تو والی صاحب نے محکمہ قضاء اور دارالعلوم کے مدرسین کو جمع کر کے ان سے اپنے والد صاحب کے لئے ایک ایسے جید اور عصری علوم سے اشنا استاد کا مطالبہ کیا تو تمام علماء نے مولانا عبدالمجیدؒ صاحب عرف بازار گی بابا کے فرزندارجمند مولانا محمد ابراہیمؒ صاحب کا نام تجویز کیا جو اس وقت اجمیر شریف ہندوستان میں مدرس اور مفتی کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ والی صاحب نے ان کو خط بھیجا۔ تو مولانا موصوف نے سوات آمد کو خوش دلی سے قبول کیا اور بہت پروقار اور باعزت طریقہ سے ان کو سوات لایا گیا اور آتے ہی انہوں نے بادشاہ صاحب کو پڑھانا شروع کیا۔ (مولانا محمد ابراہیم صاحب کی زندگی کی حالات تفصیلاً آگے بیان ہوں گے ان شاءاللہ)

بادشاہ صاحب کی زندگی شریعت محمدی ﷺ کے تابع تھی۔ ان کے اوصاف حمیدہ میں یہ وصف بے حد قابل تعریف ہے کہ علم کی ترقی اور اشاعت کتب کے شیدائی تھے۔ بادشاہ صاحب نے ذاتی مالیت سے جو کتابیں شائع کروا کر مفت تقسیم کی ہیں ان میں مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں انوار سہیلی، (ورلڈ کلاسک) تاریخ فرشتہ، کتاب الصرف۔ تاریخ سوات۔ تاریخ ہندوستان، فتاویٰ وودودیہ جلد اول و دوم وغیرہ[3]۔

میاں گل عبدالحق جہانزیب والی صاحب جو ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان تھے اور 1942ء سے اپنے والد محترم کی موجودگی میں امورِ سلطنت احسن طریقے سے چلانا شروع کر چکے تھے۔ عوام کی خواہش تھی کہ اب ریاست کی ذمہ داریاں باقاعدہ طور پر ان کے حوالے کی جائیں۔ چنانچہ 12 دسمبر 1949ء میں بادشاہ صاحب کی دعوت پر ریاست کے معززین، پاکستان اور بیرونِ دنیا کے شاہان اور افسران جس میں پاکستان کے لیاقت علی خان اپنی اہلیہ کے ساتھ والی صاحب کی تاج پوشی کی تقریب میں شریک ہوئے۔ اس تقریب کو پروقار بنانے کے لئے مولانا محمد ابراہیم صاحبؒ (مؤلف فتاویٰ وودودیہ) نے موقع کے مناسبت سے بڑے جامع انداز میں پر مغز تقریر کی

---

[1] سلطان روم ڈاکٹر ریاست سوات (1915تا1969) پی ایچ ڈی مقالہ صفحہ 25 شعیب سنز پبلیشرز اینڈ بک سیلرز منگورہ سوات ایڈیشن پہلا سن 2013 ،صفحہ 191

[2] ایضا صفحہ 192

[3] ایضاً صفحہ 178

۔مولاناصاحب کی علمیت اور فصاحت دیکھ کر سارے لوگ حیران رہ گئے۔اس تقریب میں حکومت کے اختیارات باقاعدہ طور پر شہزادہ میاں گل عبدالحق جہانزیب کے حوالے کئے گئے۔

بادشاہ صاحب اور والی صاحب کی اپنی ذاتی آمدن، جائیداد اور کاروبار کی آمدنی اتنی تھی کہ وہ ریاست کی تنخواہ کے محتاج نہ تھے بلکہ ابتداء میں محکمہ قضاء، دارالعلوم اور سکولوں کے اساتذہ کی تنخواہ ذاتی مال سے دیتے رہے اور حکومت کے خزانے پر اس کام کا بوجھ انہوں نے نہیں ڈالا۔(قاضی غفران الدین صاحب کی انٹرویو)

عہد جہانزیب میں تعلیم :

عہد جہانزیب میں ریاست کی ترقی کا سورج بام عروج پر تھا خصوصا تعلیم کے عروج کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ 1949ء تک تو ریاست سوات میں کل 36 سکول تھے۔اور جب جہانزیب والی صاحب کے دور میں تعلیم کے لئے علیحدہ محکمہ قائم کیا اور 1969ء میں جب سوات کو پاکستان میں بطور ضلع مدغم کیا گیا اس وقت سوات میں ایک بڑا کالج۔37 ہائی سکول، 33 مڈل سکول، 14 لوئر مڈل سکول، 164 پرائمری سکول، 120 لوئر پرئمری سکول موجود تھے۔اور ایک ڈگری کالج بونیر میں، ایک کالج مٹہ سوات میں۔مالی سال 1967-68 کے بجٹ میں رقوم مختص کرکے کام تکمیل کے اخری مراحل میں تھے لیکن افتتاح ریاست کے ادغام کے بعد عمل میں لایا گیا۔

اس کے ساتھ ساتھ قابل طلباء کو وظائف اور اچھی کارکردگی پر اساتذہ کو انعام اور بری کارکردگی پر سزادی جاتی۔[1]

تعلیم نسواں:۔

1926ء میں سیدو میں پہلا گرلز سکول کھولا گیا۔بعد میں ان کی تعداد میں اضافہ ہوا۔

شرح خواندگی:۔

1961 میں شرح خواندگی کچھ یوں تھی"12.4 فیصد مرد او 1.3 فیصد عورت"(شہروں میں 25.3 فیصد اور اور دیہی علاقوں میں 6.1

فیصد تھی)[1]

---

[1] سلطان روم ڈاکٹر ریاست سوات (1915تا1969) پی ایچ ڈی مقالہ صفحہ 25 شعیب سنز پبلیشرز اینڈ بک سیلرز منگورہ سوات ایڈیشن پہلا سن 2013، ص181

صحت:۔

1927 میں سیدو میں ایک ڈسپنسری کھولی گی20 اپریل 1929 کو صوبائی حکومت سے ملحق ہوئی،1947 تک تین ہسپتال سینٹرل،سیدواورڈ گر،1968میں 611 بستروں پر مشتمل16 ہسپتال تھے اور 45ڈسپنسریاں تھیں،علاج اور مریض کو خوراک بلکل مفت تھی۔ مستقل اراضی کا بندوبست1970 اور بعض علاقوں میں1990 کو ہوا۔

مواصلات:

1906ء میں صرف مینگورہ تک سڑک ،1924 تک سیدو کو توسیع،1925 میں ملیزی،1927 میں منگورہ سے 36 میل دریا کے کنارے سڑک مکمل ہوئی،1928 میں کانجو کے مقام پر دریائے سوات پر پُل،1949 تک ریاست میں 350 میل سڑکوں کا جال بچھایا گیا تھا۔

1968 میں 600 میل لمبی سڑک میں116 میل پختہ ،500 مختلف مقامات پر پُل تعمیر کئے گئے تھے۔[2]

ٹیلیفون:۔

1927 میں لنڈاکی اور سیدو شریف بذریعہ ٹیلیفون مربوط ہوا، جبکہ 1968 میں ٹیلیفون کے کل 17 ایکس چینچ موجود تھے۔

محکمہ ڈاک:

1968 تک سوات میں کل 39 پوسٹ آفس موجود تھے۔

سنیما:

1965 تک سوات میں کل دو سنیما گھر بن چکے تھے۔

مختصر یہ کہ والئ سوات میاں گل جہانزیب سوات کو پیرس بنانا چاہتے تھے۔اوراس راہ ترقی پر وہ اتنی برق رفتاری سے گامزن تھے کہ 1969 ءتک کوئ کلام سوات کے دفاعی،انتظامی، تعلیمی اور صحت الغرض کوئ بھی شعبہ جو زندگی سے متعلق ہو نہ رہی اور مکمل انداز میں تمام شعبہ ہائی زندگی سے ریاست کو مزین کیا تھا۔

---

[1] ایضاص184

[2] سلطان روم ڈاکٹر ریاست سوات(1915تا1969)پی ایچ ڈی مقالہ صفحہ 25 شعیب سنز پبلیشرز اینڈ بک سیلرز منگورہ سوات ایڈیشن پہلا سن 2013 ،صفحہ 203 وما قبل

اوراخر کار 28 جولائی 1969 کو پیر کے دن سوات ایک ضلع کے حیثیت سے حکومت پاکستان میں مدغم ہوا۔ [1]

بقول اقبال:۔ ؎ گلہ ہائے جفائے وفا نما جو حرم سے اہل حرم کو ہے

کسی بت کدے میں بیان کروں تو صنم بھی کہدے ہری ہری

[1] ایضاً صفحہ 223

فصل دوم: فتاوی ودودیہ کا تعارف

فتاویٰ ودودیہ کا باعث تالیف، ضرورت واہمیت:۔

تقریباہر دور میں ہر حکومت وقت نے ذاتی دلچسپی یاوقت کی ضرورت کے مطابق کسی نہ کسی فن میں تصنیف کی کوشش کی ہے۔چونکہ سوات ایک قبائلی علاقہ تھا۔اس میں اگرچہ علماء کرام اور طلباء کے درمیان درس وتدریس کا سلسلہ جاری تھا۔ سینکڑوں طلباء ریاست کے علاوہ افغانستان، ایران، بلوچستان اور دوسرے قریبی ممالک میں نامور اساتذہ کرام سے فقہ، حدیث کے علاوہ علم منطق، ریاضی، جغرافیہ، فلکیات، حساب، جیومیٹری، صرف ونحوا الغرض ہر قسم کے علوم حاصل کرتے تھے۔عوام کی حالت یہ تھی کہ نہ ان کو ان علوم سے واسطہ تھااور نہ علماء ان کی طرف توجہ دیتے۔ان حالات میں بادشاہ صاحب کی دِلی خواہش کے طور پر یہ بات سامنے آئی کہ سوات کے عوام کو دینی اور عصری علوم سے روشناس کرایا جائے عصری علوم کا انتظام تو پہلے سے ہی ریاست میں موجود تھاتاہم دینی علوم سے مناسبت پیدا کرنے کے لئے بادشاہ صاحب کے ذہن میں ایک ایسی کتاب کا خیال پیدا ہوا کہ ایسی کتاب ہونی چاہئے کہ جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ریاست میں خواندہ حضرات یکساں طریقے سے بغیر کسی اختلاف اور تفرقہ کے دینی مسائل سمجھ سکیں۔کیونکہ بادشاہ صاحب کا ایک اہم کارنامہ تمام ریاست کو مذہبی فرقہ بندی اور اختلافات سے صاف رکھنا تھا۔اور دوسری طرف عصری تعلیم بھی روبہ عروج تھی اس کا بھی ڈر تھا کہ کہیں عصری تعلیم مذہبی تعلیم پر غالب نہ آجائے۔

نیز ریاست چلانے کے لئے باقاعدہ ایک آئین(دستور) کی ضرورت بھی تھی تاکہ فروعی مسائل اور قضاء کے معاملات وغیرہ میں روزمرہ کے اہم اور کارآمد مسائل عام فہم وآسان لہجے میں ایک کتابی شکل میں ہوناضروری سمجھتے تھے۔

ڈاکٹر سلطان روم صاحب لکھتے ہیں "کچھ غیر اسلامی رسوم ورواج کو ختم کرنے کی بھی کوشش کی گئی جیسے ایک فتویٰ کے ذریعے اسقاط کے عمل کو غیر شرعی قرار دیا گیا۔اس سے پہلے ابتدائی طور اس ضمن میں خرچ کی جانی والی رقم کی حد بندی، تجہیز تکفین میں اصلاحات، عید اور بقر عید کے بارے میں ضابطے طبع کئے گئے۔مزید یہ کہ لوگوں کو فقہ کی روشنی میں اسلامی احکام وہدایات سے روشناس کرانے کے لئے،اس طرح قاضیوں کا کام آسان بنانے کی خاطر اور ان کی مدد اور رہنمائی کے لئے فتاویٰ ودودیہ کے نام سے دو جلدوں میں ایک کتاب مرتب کی گئی۔اس کا نام میاں گل عبدالودود کے نام پر رکھا گیا"[1]

---

[1] سلطان روم ڈاکٹر ریاست سوات(1915تا1969)پی ایچ ڈی مقالہ صفحہ 25 شعیب سنز پبلیشرز اینڈ بک سیلرز منگورہ سوات ایڈیشن پہلا سن 2013، ص92،191

اس کے لئے بادشاہ صاحب نے فارسی، اردو، اور عربی زبان میں ایک جامع کتاب کی تلاش شروع کی۔ مگر ان کی خواہش کے مطابق کوئی کتاب نہ مل سکی۔ کیونکہ وہ اسی کتاب کے تالاش میں تھے کہ جس میں احناف کے مفتیٰ بہ اقوال اور اصح مسائل سارے کے سارے علی الترتیب ایک فصل وعنوان کے ذیل میں مذکور ہوں۔ قاری کو کتاب کے متفرق مقامات کے مطالعہ کی ضرورت نہ ہو۔ ہر خواندہ بوقت ضرورت ہر قسم کے مسائل باآسانی معلوم کر سکتا ہو۔ بعض ایسے باریک اور پوشیدہ مسائل بھی درج ہوں جن کو علماء کرام علی الاعلان ممبر و محراب پر بیان نہ کر سکتے ہوں اور اساتذہ کرام بھی ان کی وضاحت طلباء کے سامنے مناسب نہ سمجھتے ہوں اور عوام ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے میں علماء سے حیاء کرتے ہوں اور فقہ کی کتابوں میں متعلقہ عنوان/باب و فصل کے ذیل میں بیان نہ ہوئے ہوں کسی اور جگہ جملہ معترضہ یا اور باب کے ضمن میں مذکور ہوں اور عوام کو اس کا حصول دشوار بلکہ ناممکن ہو وغیرہ ان صفات کی حامل کتاب کی تصنیف کے لئے ریاست کے علماء کو جمع کیا اور اس امر کے بارے میں مشورہ کیا کہ مذکورہ صفات کی حامل کتاب ہونی چاہئے۔ اس مقصد کے لئے ریاست کے نامور علماء کرام اور قضاۃ حضرات نے اتفاقِ رائے سے مولانا محمد ابراہیم صاحب کا انتخاب فرمایا جو کہ بادشاہ صاحب کے استاد اور اجمیر شریف ہندوستان کے سابق مفتی اور مدرس تھے اور ہر قسم کے علوم میں ماہر تھے اور خصوصاً علم فقہ میں بہت اعلیٰ دسترس رکھتے تھے۔ مولانا موصوف نے اس فتاویٰ کی تالیف میں شاہی کتب خانہ سے بھی استفادہ کیا اور بوقت ضرورت بادشاہ صاحب بیرونی ممالک سے بھی ان کے لئے کتب منگواتے رہے۔

اس کتاب کو مرتب کرنے کے لئے مختلف علاقوں کی پشتو زبانوں میں سے بابوزئی کی پشتو کا انتخاب کیا گیا جو کہ انتہائی نرم اور آسان زبان تھی۔ اولاً اس کتاب کی جلد ثانی منظر عام پر آئی جو قضاء اور معاملات پر مشتمل تھی جب اس جلد کو مختلف علاقوں کے علماء کے سامنے پیش کیا گیا تو اس عظیم خدمت پر علماء کرام نے بادشاہ صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ یہ حصہ ریاست/سٹیٹ کے لئے آئین و دستور کے مانند رہا۔ اس کے بعد بادشاہ صاحب نے مولانا محمد ابراہیم صاحب سے عبادات کے بارے میں جلد اول لکھنے کی درخواست کی۔ جسے مولانا صاحب نے قبول کیا۔

مولانا موصوف نے جلد اول کو انتہائی محتاط انداز میں احناف کے مفتیٰ بہ اور اصح اقوال کی روشنی میں تحریر کرنے کا آغاز کیا اور اس کی تکمیل بیماری کی حالت میں سنٹرل ہسپتال میں دورانِ علاج ہوئی۔ اس طرح اس کتاب کی دونوں جلدیں مکمل ہو گئیں۔ اس کے بعد بادشاہ صاحب نے مزید توثیق کے لئے دونوں جلدوں کے نسخے ہندوستان و افغانستان کے نامور علماء اور مدارس کو بھیج دیئے تاکہ ان مسائل پر کوئی کلام نہ رہے۔ تو علماء ہند نے اپنے ان ہی فضلاء (مولانا خان بہادر صاحب، مولانا عبدالحلیم صاحب، مولانا عبدالمجید صاحب اور مولانا محمد نذیر صاحب وغیرہ) پر اور مولانا موصوف پر مکمل اعتماد کا مظاہرہ کیا اور بادشاہ صاحب کی اس عظیم خدمت پر بے حد شکریہ ادا کیا۔

بادشاہ صاحب نے اپنے ذاتی خرچ سے فتاویٰ ودودیہ کی مفت تقسیم کا سلسلہ شروع فرمایا اور ہزاروں کی تعداد میں ہر خواندہ (مرد، عورت) عوام و خواص میں فتاویٰ ودودیہ کے نسخے تقسیم کیے اور جب تک بقید حیات رہے اس سلسلے کو جاری رکھا۔

فتاویٰ ودودیہ میں مؤلفؒ کی منہج واسلوب:

مؤلفؒ نے کتاب کو تصنیف کرتے وقت چند ضروری اور اہم اصول سامنے رکھی ہیں۔

1. سب سے آسان پشتو زبان جو تحصیل بابوزی کے عوام کی تھیں۔ تصنیف کیلئے چُنا تاکہ ہر خواندہ اور پشتو زبان کو جاننے والا اس سے باآسانی فائدہ اُٹھا سکے۔
2. کتاب کے ابتداء میں خود چند ضروری اصطلاحات بیان کی جو کتاب میں اِستعمال ہوئی ہے۔
3. فقہ حنفی کے ضروری اور روز مرہ استعمال کے مسائل کو مختلف جگہوں سے اور مختلف کتابوں سے علی الترتیب لیکر ایک کتاب اور باب کے اندر ترتیب کے ساتھ جمع کیا۔
4. کسی مسئلہ میں صاحبین یا طرفین یا شیخین کے درمیان اختلاف ہو تو پہلے اس کو ذکر کیا اور بعد میں مفتی بہ قول کو ذکر کیا ہے.
5. پشتون معاشرہ میں جو مسائل عام ہوتی ہے اس کو نہایت خوبصورت انداز میں ذکر کیا۔
6. اپنے اوپر لازم کیا ہے کہ اصح اور مفتی بہ اقوال کو ذکر کرونگا۔
7. باب کے ابتداء میں اکثر آیت قرانی بیان کرتے ہیں۔
8. فضائل کے خاطر مختلف جگہوں میں اَحادیث بیان کرتے ہیں۔
9. کسی مسئلہ میں حوالہ اکثر بنیادی مآخذ سے دیتے ہیں۔
10. مسئلہ کو بیان کرتے ہوئے حوالہ کتاب ضرور دیتا ہے۔
11. کبھی ایک مسئلہ کو مختلف کتب سے بیان کرتے ہیں تو باقاعدہ اس کا بیان کرتا ہے۔
12. کبھی مسئلہ کو بیان کرتے ہوئے مختلف کتابوں سے استفادہ کرتے ہیں اور حوالہ دیتا ہے۔
13. کبھی مسئلہ میں وجہ ترجیح بھی بیان کیا ہے۔
14. ہر باب کے ابتداء میں آیت قرانی اور اَحادیث کے بعد ترتیب سے فرائض، واجب، سنت، مستحب، حرام، مکرہ، مباح، اور مفسد بیان کرتے ہیں۔
15. مسئلہ کے اندر یا ساتھ ہی ضروری جزئیات کو بیان کرتے ہیں۔
16. عرف کے مطابق ضروری مقولہ یا محاورہ کو بھی بیان کرتا ہے۔
17. مزید وضاحت کیلئے اکثر نیچے حاشیہ میں یا متن میں فائدہ کی لفظ استعمال کرتا ہے۔
18. کبھی کسی مسئلہ میں وضاحت طلب ہو تو اپنے طرف سے اس کی وضاحت کرتا ہے اور آخر میں مصنف یا منہ لکھتا ہے۔

19. مسئلہ میں ضمناً بحث آجائے اور اس پر تفصیل دوسری جگہ ہو تو وہی مقام کو مصنف متعین کرتا ہے کہ اس پر بحث فلاں باب میں آئیگا۔

20. کسی مسئلہ میں ائمہ کا اختلاف ہو یا مصنفوں نے اس کی مختلف صورت بیان کی ہو تو اشارتاً مصنفؒ یہ لکھتا ہے کہ اس میں اختلاف ہے۔ یا فلاں کتاب میں یہ ایسا بیان ہوا ہے۔

21. کبھی حاشیہ میں مزید وضاحت اگر کسی کتاب سے لکھا ہو تو اس کا حوالہ ضرور دیتا ہے۔

22. اختلاف کے صورت بیان کرنے کے ساتھ متعلقہ کتاب میں جو بحث ہو اس کو بھی اشارۃً بیان کرتا ہے۔

23. کتاب کے ابتداء میں مذہب حنفی کے ائمہ کے حالات بیان کی ہے۔

24. اور ریاست سوات کے والی اور بادشاہ صاحب کے کارنامے بھی بیان کیا ہے۔

25. ہر مسئلہ کو انتہائی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے تاکہ اسمیں کوئی ابہام نہ رہ جائے۔ یا تو اس کی تفصیل اِسی مسئلہ میں بیان کیا ہو گا یا دوسرے جزئیات یا حاشیہ یا فائدہ وغیرہ کے صورت میں ہو گا۔ یہاں تک کہ قاری کو کوئی ابہام نہ رہ جائے۔

مختصر یہ کہ مصنفؒ نے اس کتاب کے تدوین کرنے میں ہر قسم کی اصول و قواعد کا خیال رکھا ہے۔ تصنیف کے لحاظ سے کہ کوئی ابہام نہ رہ جائے اور اصول فقہ کے لحاظ سے اس کے علاوہ عبارتاً گوئی ابہام ہو تو نکتہ کی صورت میں بیان کیا ہے

اور ہمارے مذہب کے معتبر کتب سے اس کے مسائل چنے ہیں۔

یہ منہج کتاب الطہارت میں مصنف نے اپنایا ہے۔

- بانیٔ ریاست سوات اور والی ریاست سوات

بانیٔ جدید ریاست سوات، میاں گل عبدالودود (بادشاہ سوات):

میاں گل عبدالودود بادشاہ صاحب جدید ریاست سوات کے بانی تھے۔ آپ 1883ء میں پیدا ہوئے۔آپ صاحب سوات (سیدو باباؒ) کے پوتے تھے۔آپ کے والد حضرت اخوند صاحبؒ کے چھوٹے بیٹے میاں گل عبدالخالق تھے اور آپ کی والدہ محترمہ سابق مہتر چترال امان الملک کی دختر تھی۔

حضرت اخوند صاحبؒ کی وفات (1877ء) سے بادشاہ صاحب کے آغاز حکومت (1917ء) تک سوات میں بدامنی اور خانہ جنگی کا دور دورہ رہا۔ اخوند صاحب سوات نے اپنی زندگی میں سوات اور اہل سوات کو متحد کرنے اور ان کے مابین چپقلش ختم کرنے کی جو کوششیں کی تھیں وہ برباد ہو چکی تھیں۔ کئی بار مضبوط حکومت کا قیام عمل میں بھی آیا مگر بااثر خوانین کی خانہ جنگی نے پھر انتشار پھیلا دیا۔ سوات کے دوسرے حکمران عبدالجبار شاہ کے دور میں جب حالات بلکل خراب ہونے لگے تو اہل سوات نے ان کو معزول کر کے بادشاہ صاحب کو والی سوات تسلیم کر لیا۔اس وقت سوات کی حدود بھی کم تھیں۔ کالام کوہستان اور بونیر کے علاقے ریاست سوات میں شامل نہ تھے۔

دریائے سوات کے پار کے بعض علاقے جو خاص سوات کے حصے تھے۔ ریاست دیر میں شامل تھے۔ بادشاہ صاحب نے ابتدائی استحکام کے بعد 1919ء میں دیر نواب سے بزور شمشیر لئے۔اس عظیم فتح کے بعد ان خوانین کا مزاج بھی درست کیا جو مستحکم حکومت کے اصول و قوانین ماننے پر آمادہ نہ تھے اور خانہ جنگی کی اگ بھڑکاتے رہتے تھے۔ بعد ازاں بادشاہ صاحب نے ریاست سوات کی حدود میں بونیر، کالام، کوہستان کے علاقے بھی شامل کر لئے اور ریاست سوات کی سرحدیں ہر طرف سے محفوظ کر لیں۔

بادشاہ صاحب بہت نڈر، اسلام پسند، مدبر اور روشن خیال حکمران تھے۔ انھوں نے ریاست میں عوام کی فلاح و بہبود اور بھلائی کے لئے بے شمار ترقیاتی کام کئے۔ جگہ جگہ سکول، ہسپتال، سڑکیں، دریاوں اور ندیوں پر پُل بنوائیں، نہریں کھدوائیں، جنگلات کی حفاظت کی اور مزید درخت لگوائے۔ تجارتی سرگرمیوں کو وسعت اور بے روزگاروں کو روزگار کے مواقع فراہم کئے۔ لوگوں میں اپنی مدد آپ کا جذبہ پیدا کیا۔ شرعی قوانین نافذ کئے اور انصاف کے حصول کو بہت اسان بنا دیا۔ غرض انہوں نے سوات کو امن، ترقی اور خوشحالی کا گہوارہ بنا دیا۔

12 دسمبر 1949ء کو بانیٔ جدید ریاست سوات میاں گل عبدالودود بادشاہ صاحب نے خود حکومت سے کنارہ کشی اختیار کی اور عنان سلطنت اپنے ولی عہد شہزادہ میاں گل عبدالحق جہاں زیب کے سپرد کر دی۔ آپ نے باقی زندگی عوام کی خدمت اور اللہ تعالی کی عبادت میں گزاری۔ سوات کے اس ''مرد اہن'' نے یکم اکتوبر 1971ء میں وفات پائی اور آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو عقبہ

سیدو شریف میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ انَّا لِلّٰہِ وَانَّا الَیْہِ رَاجِعونَ

میاں گل عبد الحق جہان زیب (سابق والیٔ ریاست سوات):۔

سوات کی عظیم اور تاریخ ساز شخصیات میں سابق والیٔ سوات میاں گل عبد الحق جہانزیب کا نام نامی سب سے زیادہ نمایاں اور غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ان کی شخصیت کا پیکر تراشتے وقت ان کی بہت سی خوبیاں اور اعلیٰ صفات نظروں کے سامنے جلوہ گر ہوتی ہے۔ جن میں ان کی جدید تعلیم اور روشن خیالی کا وصف خصوصی طور پر قابل ذکر ہے۔انہوں نے نہ سوات میں تعلیم کا حصول سہل بنا کر یہاں کے لوگوں کو علم واگاہی اور تہذیب وشائستگی کے زیور سے آراستہ کیا بلکہ ریاست سوات کو بھی جدید ریاست کی شکل میں ڈھال دیا تھا۔اس لئے خیبر پختون خواہ کی تمام سابق ریاستوں میں سوات کے عوام سب سے زیادہ تعلیم یافتہ اور مہذب ہیں۔

سر زمین سوات کی تاریخ ساز شخصیت 5جون 1908ء میں پیدا ہوئی۔ جب وہ چار سال کے ہوئے تو انہیں گھر پر قرآن شریف پڑھنا شروع کیا گیا۔ جب انہوں نے عمر کے پانچویں سال میں قدم رکھا تو انہیں اعلیٰ تعلیم و تربیت کے لئے اسلامیہ کالجیٹ سکول پشاور بھیج دیا گیا۔ جہاں 1926ء میں انہوں نے ایف اے کا امتحان پاس کیا اور مئی 1926ء میں سوات واپس آئے۔ 1923ء میں صرف 15 سال کی عمر میں ولی عہد کی بھاری ذمے داریاں ان کے کندھوں پر ڈال دی گئیں۔اور وہ انٹر کرنے کے بعد اپنے والد میاں گل عبدالودود (بادشاہ صاحب) کی زیر نگرانی عملی سیاست اور ریاست کے نظم ونسق میں ان کا ہاتھ بٹانے لگے۔

1940ء میں بادشاہ صاحب نے ان کے ذمہ داریوں میں اضافہ کرکے،انہیں ریاستی فوج کا سپہ سالار مقرر کیا۔ یوں والی صاحب کی ذمے داریاں روز بروز بڑھتی گئیں اور انہیں ملکی نظم ونسق چلانے میں اپنے والد کے سنگ کئی اہم ذمہ داریاں نبھانی پڑیں۔ چنانچہ 1943ء میں وزارت عظمیٰ کا اہم عہدہ بھی انہیں تفویض کر دیا گیا۔ جب بادشاہ صاحب کو محسوس ہوا کہ امور مملکت کی تمام تر ذمہ داریاں ولی عہد بخوبی ادا کرنے کا متحمل ہو چکا ہے تو انہوں نے 12دسمبر 1949ء کو حکومت کی تمام تر ذمہ داریاں والی سوات محمد عبدالحق جہان زیب کے سپرد کر دیں۔اسی تاریخ کو وزیر اعظم پاکستان جناب نواب زادہ لیاقت علی خان (شہید ملت) نے اپنے ہاتھوں سے والی صاحب کی دستار بندی بھی کی۔

14اگست 1951ء میں والی صاحب کو پاکستان آرمی میں اعزازی بریگیڈئر کا عہدہ دیا گیا اور 1955ء میں انھیں میجر جنرل کے اعزازی عہدے سے نوازا گیا۔ والی سوات کو کشمیر میں نمایاں خدمات انجام دینے پر حکومت پاکستان نے انھیں غازیٔ ملت کا قابل فخر خطاب بھی عطا کیا۔ مارچ 1959ء میں انہیں ہلال قائد اعظم اور 1961ء میں ہلال پاکستان کے اعزازت سے نوازا گیا۔ 1962ء میں اٹلی حکومت نے انہیں ایک اعلیٰ اعزاز دیا۔اس طرح انہیں حکومت پاکستان نے 15 توپوں کی سلامی کے ساتھ ہزہائی نس کا خطاب بھی دیا۔ سوات کو غیر معمولی تعلیمی ترقی دینے کے وجہ سے انھیں سلطان العلوم کا خطاب دیا گیا اور پشاور یونیورسٹی کی طرف سے انھیں

ایل ایل ڈی (ڈاکٹر اف لاء) کی اعزازی ڈگری بھی دی گئی۔

28 جولائی 1969ء کو صدر یحییٰ خان نے ملک کی تمام ریاستوں کو پاکستان میں باقاعدہ مدغم کرنے کا اعلان کیا۔اور اسی سال 15 اگست کو والی صاحب کو باضابطہ طور پر حکمرانی سے دستبردار ہونا پڑا۔ انھوں نے جدید تعلیم اور روشن خیالی کے باعث سوات کو ایک جدید ریاست بنانے کی پوری کوشش کی۔ سوات بھر میں سکول و کالج تعمیر کیئے، طبّی سہولتوں کی بہتر فراہمی کے سلسلے میں جگہ جگہ شفاخانے اور ہسپتال قائم کیئے، مضبوط سڑکوں کا بچھایا، ڈاک وتار، بجلی، جنگلات، ریاست کے نظم ونسق، غرض ہر شعبۂ زندگی میں انھوں نے خوشگوار اور انقلابی تبدیلیاں برپا کیں۔ جس قدر ممکن تھا، انھوں نے ریاستِ سوات کو نئے دور کے جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ان کے دور میں سوات نے صحیح معنوں میں غیر معمولی ترقی کی بے مثال منزلیں طے کیں۔

ریاستِ سوات کا طرزِ حکومت اگرچہ جمہوری نہیں بلکہ شخصی تھا۔ ہر قسم کی سیاسی سرگرمیوں پر مکمل پابندی عائد تھی اور ان سے اختلاف رکھنے والوں کو یا تو طاقت کے ذریعے دبایا جاتا یا انھیں ریاست بدر کر دیا جاتا لیکن اس کے باوجود امن وامان کی صورت حال مثالی تھی۔ ریاست کے عام افراد کو انصاف کے حصول میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی تھی اور اگر انہیں مزید حکومت کرنے دیا جاتا تو ریاستِ سوات کو سوئٹزرلینڈ بنانے کا اپنا کیا ہوا وعدہ پورا کرتے۔

والی سوات عام زندگی میں نہایت خوش خلق، ہمدرد، ملنسار اور محبّت سے پیش آنے والے انسان تھے۔ انہیں کاروبارِ مملکت سے از حد دلچسپی تھی۔ وہ اپنے دفتر میں وقت پر حاضری دیتے اور ان سے ہر شخص بڑی آسانی سے ملاقات کر سکتا تھا۔ حکمرانی سے سبکدوشی کے بعد اپنی زندگی کے آخری ایام میں ان کا رجحان مذہب کی طرف زیادہ ہو گیا تھا اور اکثر موت کو یاد کرتے تھے۔ 14 ستمبر 1987ء کو ریاستِ سوات کے آخری حکمران اور الوالعزم تاج دار بالآخر اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ انَّا لِلّٰہِ وَانَّا الَیْہِ رَاجِعونَ [1]

[1] ایضاً سوات سیاحوں کی جنت ص 170

فصل سوم: مؤلف ونگران فتاوی ودودیہ کے زندگی کے حالات:

مؤلف فتاویٰ ودودیہ مولانا محمد ابراہیمؒ صاحب :

مولانامحمد ابراہیمؒ صاحب علا قہ سالارزئی ضلع بونیر کے گاؤں کینگرگلی میں1914 ء کو مولانا عبدالمجیدؒ المعروف بازارگی باباؒ کے گھر میں پیدا ہوئے۔آپ چھ (6)سال کی عمر میں اپنےوالدین کریمین کی محبت وشفقت کی جدائی برداشت کرکے اپنے چچا قاضی القضاۃ مولوی عبدالرحیم صاحب کے ساتھ رنگون (برمامیان مار)تحصیل علم کے لئے چلے گئے۔ وہاں پراپنے چچا کے ساتھ رہتےہوئےکچھ ابتدائی کُتب ان سے پڑھیں۔اس کے بعد دہلی میں اپنےوالد صاحب کے ساتھ رہتے ہوئے مدرسہ فتح پور میں تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔اوروالدصاحب کے وطن واپس آنے کے بعدآپ نے فنون مکمل کیےاور سندِ فراغت مدرسہ امینیہ دہلی سے حاصل کی۔ عام طور پر کسی بھی ادارے کے فارغ التحصیل علماءدوقسم کے ہوتے ہیں ۔ایک وہ جو فخر سے ادارے کانام لیتے ہیں اوردوسری قسم ان علماء کی ہے جن کے نام پر ادارہ فخر کرتا ہے۔ مولانامحمد ابرہیم صاحب کا شمار مدرسہ امینیہ دہلی کے اس دوسری قسم کےعلماءمیں ہوتاہے۔ یہی وجہ تھی کہ جب اجمیرشریف کے باشندوں نے مدرسہ امینیہ سے ایک جید عالمِ دین کا مطالبہ کیا تو مدرسہ کی نظرِ انتخاب مولانا محمد ابراہیم صاحب پر پڑی اور انکو اجمیر شریف جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ حکم کی تعمیل کرتے ہوئےمولانا صاحب اجمیر شریف چلےگئےاوروہاں پر درس وتدریس اور افتاء کے فرائض انجام دینا شروع کیے۔ اور ساتھ ہی اجمیر شریف کی جامع مسجد کی خطابت کی ذمہ داری بھی بخوبی سرانجام دینے لگے ۔ دوران تدریس انھوں نے ایک کتاب" خیرالکلام فی شھر الصیام "کے نام سے تصنیف کی جس کی اشاعت کاسلسلہ اجمیر شریف سے تاحال جاری ہے۔اسی زمانے میں ریاست سوات کے بانی میاں گل عبدالودودنے تحصیلِ علم کا ارادہ کیا ۔توان کے بیٹے والی سوات میاں گل عبدالحق جہانزیب صاحب نے ریاست کے نامور اور جید علماء سے دورِ حاضر کے ایک جید اوردینی ودنیوی علوم سے آراستہ عالم کے فیض سے والد محترم کو فیضاب کرنے کا مشورہ لیا ۔تو بالاتفاق علماء مولانا عبدالمجید صاحب کے فرزند ارجمند مولانا محمد ابراہیم صاحب اس ذمہ داری کےاہل قرار پائے۔

والی سوات کے درخواست پر مولانامحمد ابراہیم صاحب اپنےوالد صاحب کی اجازت سےاجمیر شریف کو الوداع کہہ کر سوات تشریف لائے۔اوردارالعلوم حقانیہ سیدوشریف(موجودہ گورنمنٹ دارالعلوم اسلامیہ سیدوشریف سوات) میں چند مہینے طلباء کرام کو مختلف کتابیں پڑھانے کے بعد ریاست سوات کے بادشاہ صاحب کی دینی تعلیم کا سلسلہ اس شرط پر منظور فرمایا کہ میں تصنیف کا شوق رکھتاہوں تومیں فارغ وقت میں اپنا تصنیف وتالیف کا کام جاری رکھوں گا ۔ بادشاہ صاحب نے بخوشی نہ صرف اس کارخیر کوپسند کیا بلکہ لکھنے کےلئے مواد یعنی کُتب وغیرہ فراہم کرنے کا وعدہ بھی کیا اور مولانا محمد ابراہیم صاحب بادشاہ صاحب کے ساتھ شاہی محل میں شاہی کتب خانہ کے سامنے رہائش پذیر ہوئے۔مولانا صاحب نے بادشاہ صاحب کی تعلیم کے ساتھ ساتھ تصانیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا ۔انہوں نے ایک

کتاب" ریاض الصرف "پہلی دفعہ یہاں لکھی جوکہ دارالعلوم چارباغ کے نصاب میں شامل کی گئی ۔ اس کے بعد مولانا صاحب نے جمعہ کا ایک خطبہ تحریر کیا جو جمیع اکناف حکومت میں ہر مسجد کے امام کودیا گیا اور کہہ دیا گیا کہ ہرامام صاحب یہ خطبہ دیا کریں ۔ اور اس کے بعد ریاضی کے اشکال تحریر کیے جو کہ خاص کر علماء افغانستان میں بہت مقبول ہوئے۔ اور اس کے بعد فتاویٰ وددودیہ کی دوجلدیں بھی مکمل کیں۔ایک جلدجوکہ پہلے مکمل ہوئی معاملات اور قضاء جیسے اہم احکام اوران کے مسائل پر مشتمل تھی جوکہ ریاست کے لئے ائین کی حیثیت رکھتے تھے اور جو جلد بعد میں لکھی گئی وہ عبادات پر مشتمل تھی ۔ان دونوں جلدوں کو جید علماء کرام کی شاندار تصدیق وتوثیق کے بعد بادشاہ صاحب نے ذاتی خرچ پر شائع کیا ۔ اور بادشاہ صاحب کا یہ معمول رہاکہ بطور صدقہ جاریہ ہرپڑھے لکھے شخص کو عبادات والی جلد مفت عنایت فرماتے۔ جبکہ علماءکرام کو معاملات اورعبادات والی دونوں جلدیں مفت میں دیا کرتے تھے اور ساتھ ہی ہر تحصیل کے قاضی پر لازم کیا گیا کہ فتاویٰ وددودیہ کی دوسری جلد اپنے پاس رکھیں ۔ بادشاہ صاحب نےان کتب کو عام مسلمانوکے لئے وقف کرکےان پر کسی قسم کی اجرت لینا گوارہ نہیں کی۔

1948 ء میں باشاہ صاحب نے تاج سلطنت اپنے بیٹے جہانزیب کے سپرد کرنا چاہا۔ تو اس کے لئے سابق وزیر اعظم خان لیاقت علی خان کو مدعو کیا ۔ اور ساتھ ہی ریاستِ سوات کے اکابرین اور خواص کو بھی بکثرت مدعو کیا گیا ۔ اس عظیم الشان اجتماع میں مولانا محمد ابراہیم صاحب نے موقع کی مناسبت سے ایک جامع اور فصیح خطاب فرمایا جو کہ مولانا صاحب کا آخری خطاب ثابت ہوا کیونکہ اس کے تقریبا چار مہینے بعد مولانا صاحب ایک جان لیوا مرض (ٹی بی) میں مبتلا ہوئے۔

والی صاحب کے حکم پر سنٹرل ہسپتال سیدو شریف میں ایک خصوصی نگہداشت کے وارڈ میں داخل کیےگئے ۔ جس میں تمام رہائشی سہو لیات موجود تھیں۔ اور والی سوات نے ڈاکٹر کیپٹن غلام محمد کومتنّبہ کیاتھا کہ مولانا صاحب کے علاج میں کسی قسم کی سستی برداشت نہ کی جائے گی۔اور مولاناصاحب کے ساتھ والی صاحب کی عقیدت ومحبت کاعالم یہ تھاکہ اپنی تمام مصروفیات کو معطل کرکے بنفس نفیس ان کی تیمارداری کے لئے ہر دوسرے روز ہسپتال تشریف لاتے۔ اور آتے ہی ہسپتال کے عملے کی دوڑ لگ جاتی۔ جب تک مولانا صاحب ہسپتال میں زیر علاج تھے ۔یہ دونوں صاحبان معمول کے مطابق تشریف لاتے رہے۔ لیکن جب مولانا صاحب کی صحت میں بہتری کے آثار نظر نہ آئے تو مزید علاج کی لئے پشاور لیڈی ریڈنگ ہسپتال منتقل کردیئے۔ اور وہاں چند مہینے گزرنے کے بعد واپس سنٹرل ہسپتال سیدوشریف لائے گئے۔ لیکن صحت روبہ زوال تھی اور بہتری کی ناپیدی تھی ۔ مولانا موصوف ہسپتال میں ہی جمعۃ المبارک کی رات 15 شعبان1950 ء میں مالک حقیقی جاملے۔ انَّا لِلّٰہِ وَانَّا الَیْہِ رَاجِعونَ

ان کے جسد خاکی کو والئ سوات نے خود آپنی گاڑی میں آبائی گاوں بازار گی پہنچانے کا انتظام کیا۔ مولانا صاحب جو پشتو،فارسی ،عربی اور اردو کے بہترین شاعر بھی تھے۔ انہوں نے اپنی بیماری کے دوران ایک منظوم مناجات ہسپتال میں تحریر کی جو کہ پشتو زبان میں ہے اس کے بارے میں مولانا صاحب کی وصیت یہ تھی کہ میرے جنازے کی آدئیگی کے بعد اس منظوم مناجات کا ایک ایک شعر بلند آواز سے مناجات پڑھایاجائے اور عوام اس پر آمین کہیں ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مولانا محمد ادریس صاحب نے جنازے کے فوراً بعد بلند آواز سے مناجات پڑھا اور جنازے کے شریک لوگوں نے ہر شعر پر آمین کہا ۔ جیسے بعد میں فتاویٰ وددویہ کے جلداول میں شامل کیا گیا ۔ جنازے میں شرکت کے لئے حکمران ریاست سوات خود تشریف لائے اور کفن دفن کا سارہ انتظام اپنی سعادت سمجھ کر کیا۔ مولانا محمد ابراہیم صاحبؒ کی دوبیویاں تھیں لیکن صاحب اولاد نہ تھے۔ ایک بیٹا سے اللہ نے نوازا تھا ۔ وہ بھی ان کے زندگی ہی میں وفات پاگیا تھا ۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب کے اشعار کا نمونہ درجہ ذیل ہیں۔

اردو زبان میں ریاستِ سوات کی حکومت کی حال بیان کرتے ہو ئے"

ہے دیارِ سوات میں وہ عدل وہ امن وامان — یک جا پیتے ہیں پانی بکریو شیر وببر

چپّہ چپّہ پر مسرّت بن گئی فضل بہار — گلستان ملک میں گلپاش ہے ہر اک شجر

یااللہ تعالیٰ ان کو ہمیشہ شاد رکھ اباد رکھ — فضل تیرا ان پہ ہو سایہ فگن شام وسحر

بارگاہ حق تعالیٰ میں بہ صد عجز ونیاز — بس کہ ابراہیم کی ہے یہ دُعاءِ مختصر

فارسی اشعار کا نمونہ:

دُعا

بحرِ متقارب

وجودش چورحمت بلاریب شد — بدینوجہ نامش جہان زیب شد

درےاقدسش قابل دید ہست — محکِّ جباہِ صنادید ہست

چناں عدل گستردانددرجہاں — کہ رشک میخورد روحِ نوشیروان

دُعاء ابراہیم شام وپگاہ — ہمیں است ازبارگاہ الٰہ

یہی خواہ ایں دولت اباد باد وبدخواہِ ایں ملک براباد باد(امین)[1]

2: حضرت مولانا عبدالمجید بازارگی ؒ باباجی صاحب :

مولانا عبدالمجید ؒ المعروف بازارگی بابا جی صاحب 1880 ء میں ایک بزرگ عالم دین مولانا سید احمد صاحب ؒ کے ہاں ضلع بونیر کے گاؤں بامپوخہ سالارزی میں پیدا ہوئے۔چھ (6)سال کی عمر میں شفقتِ پدری کے سایہ سے محروم ہوئے۔مولانا صاحب ؒ خود فرماتے تھے کہ میرا والدصاحب ؒ مجھے بارہا ر یہ تلقین کرتے کہ "بیٹا علمِ دین کے حصول کے لئے حتٰی الامکان کوشش کرنا "مولانا صاحب خود فرماتے ہیں کہ والد محترم کے وفات کی وفات بعد گھر بار کی ذمہ داری ہمارے چھ ماموں نے قبول کی ۔اور مجھ کو بے فکری اور اطمینان کے ساتھ والدہ محترمہ نے علم دین کے حصول کے لئے گھر سے روانہ کردیا۔

چھ برس کی عمر میں اپنے بھائی عبدالخالق صاحب کے ساتھ تورورسک بونیر میں اپنی تعلیم کا آغاز کیااور پھرانغاپور (بونیر)جاکرابتدائی کتب یہاں پڑھ کر پھر سوات کے علاقہ کبل(چنداخورہ)چلے گئے اوروہاں کافی عرصہ گزارنے کے بعد علاقہ ہشتنگر گئے۔اس کے بعد چکیسر(شانگلہ)میں گناہگر علاقہ میں منطق اور حکمت کے معروف علماء سے فیض حاصل کیا۔وہاں سے فارغ ہوکر ہندوستان کا رُخ کیا اور سیدھا دارالعلوم دیوبند گئے جہاں مختلف علوم کی تکمیل کے بعد شیخ الھند مولانا محمود الحسن صاحب ؒ سے حدیث میں سند فراغت حاصل کی دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت لے کرآپ واپس وطن آئے۔

دیوبند سے آتے ہی طلباء کا آنا شروع ہوا اور رفتہ رفتہ طلباء کی تعداد زیادہ ہوئی تو مولانا صاحب ؒ نے کچھ طلباء کرام کو گاؤں جوڑ کی مختلف مساجد میں اور بعض کو گاؤں چھڑے اور بازارگی کی مساجد میں بسانا شروع کیا ۔زیادہ تر طلباء علم منطق،ریاضی اور حکمت کے تنشگان تھے۔اورساتھ ہی دورہ حدیث بھی شروع ہوا کیونکہ مولانا صاحب تمام علوم میں مہارت تامہ رکھتے تھے اور تجرباتی طریقہ سے مولانا صاحب طلباء کو سکھاتے تھے جس کے لئے ترکان سے لکڑی کا گول کرّہ تیار کرواکرطول بلد اور عرض بلد کا تعین کرتے۔اس کے ساتھ علم حساب میں جیومیٹری اور الجبرہ میں اپنے مقام آپ تھے علم فرائض کے لئے مختلف علاقوں مثلا افغانستان،کوہستان۔ دیر ،باجوڑ اور بلوچستان وغیرہ سے طلباء آتے تھے۔چنانچہ چند سال تدریس جاری رکھنے کے بعد مولانا صاحب اپنے بھائی مولوی عبدالرحیم صاحب اور اپنے بیٹے محمد ابراہیم صاحب سے ملنے کے لئے رنگون چلے گئے اور عارضی طور پر درس کو موقوف کیا اوراپنے ساتھ اس

---

[1] مولانا عتیق الرحمن یکےاز علمائےدیوبند حضرت علامہ عبدالمجید المعروف بازارگی مولوی صاحب فاران پرنٹنگ پریس سیدوروڈ مکان باغ منگورہ سوات (س۔ن ۲۰۰۹)

علاقے کے قاضی شریف خان کو بھی لے گئے۔دہلی میں قیام کے دوران مدرسہ فتح پوری چلے گئے ۔ معلوم ہونے پر مدرسہ کے مہتمم صاحب نے انکو مدرسہ میں شرح حکمت(میبذی)ور صدریٰ پڑھانےپر اصرار کیاچنانچہ اپنےبیٹے محمد ابراہیم صاحب سے رنگون میں ملاقات کے بعد واپسی پرمدرسہ فتح پوری میں تدریس شروع کی اور وہاں سرحد مولانا سے مشہور ہوگئے۔

مولاناصاحب نہ صرف یہ کہ اسلامی علوم میں مہارت رکھتے تھے بلکہ ہندوستان کے مناظرہ کمیٹی کا باقاعدہ ممبر بھی تھے اور خود فرماتے تھے کہ ''میں نے عیسائی،ہندواور دہریہ مذاہب کی تمام کتب کا بغور مطالعہ کیا ہے اوران کے مذاہب سے خوب واقف ہوں اور بہت سارے مناظرے میں نے ان کے ساتھ کیے ہیں۔ اورکامیابی ہمیشہ مقدر پڑی ہے''۔ اس سفر میں مولانا صاحب بنگال بھی چلے اور وہاں بھی مدرس ہوئےآپؒ فرماتے "کہ سمندر کے کنارے پُشتے کے سنگ بنیادکے دعاکےلئے مجھے بلایا گیا"اس کےبعد واپس دہلی تشریف لاکر مدرسہ فتح پوری میں تدریس شروع کی اس دوران ترکی پر برطانیہ نے حملہ کیا تو علماء کرام کو انگریزوں کے خلاف جنگ کےلئے مختلف علاقوں میں بھیج دیاگیاچنانچہ مولانا صاحب کواپنےوطن بونیر بھیج دیاگیا جہاں انگریزوں کے خلاف جہاد میں مولانا صاحب مجاہدیں کے ساتھ شانہ بشانہ جہاد میں شریک ہوئےاور درس وتدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ اس کے بعد اپنےگاؤں میں باقاعدہ درس وتدریس کے ساتھ علاقے والوں کی اصلاح کا سلسلہ بھی جاری رکھا ۔آپؒ اپنےطلبہ کے ساتھ نہایت شفقت کرتے تھے۔

معمولات:

درس وتدریس اور پنجگانہ نماز ادائیگی کےساتھ ساتھ نوافل اور تلاوتِ قران مجید کے انتہائی پابند تھے۔رات کے پہلے حصہ میں کتب کا مطالعہ فرماتے تہجداوراشراق کے بھی پابند تھے۔

دارالعلوم سیدوشریف آمد:

مولانا صاحب والی سوات کی دعوت پر سیدو شریف تشریف لائے اور مینگورہ میں میجر رحمت اللہ صاحب کی مسجد میں سکونت اختیارکی۔مولانا صاحب کی خوش خلقی ،کمال تقویٰ اور علمی مقام نے اہل منگورہ کو شیداکیا تھا۔مولانا محمد ابراہیم صاحب کی وفات کے بعدان کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہوا ایک طرف دارالعلوم کا درس اور دوسری طرف بادشاہ صاحب کی پڑھائی کچھ عرصہ یہی طریقہ جاری رہاپھر والی سوات اور بادشاہ صاحب کے اصرار پر مولانا صاحب شاہی محل میں تشریف لےآئے اور یہاں مستقل رہائش اختیار کیں ۔ اکثر اوقات بادشاہ صاحب کو پڑھانے

میں گزارتے اور فارغ اوقات میں اپنے چھوٹے بیٹے مولوی عتیق الرحمن صاحب کو پڑھاتے۔ بادشاہ صاحب کے شاہی محل میں ڈیپز حال میں مولانا صاحبؒ ،مارتونگ بابا جیؒ،شہزادہ سلطان روم، بادشاہ صاحب اور دوسرے وزراء اور خواص اکٹھے کھانا کھایا کرتے۔عصر کے بعد بادشاہ صاحب کے ساتھ موٹر میں تفریح کے لئے نکل جاتے اور مغرب کی نماز کے لئے عقبہ واپس تشریف لاتے اور مغرب کے بعد مولانا صاحب ،مارتونگ باباجیؒ اور بادشاہ صاحب خصوصی کمرہ میں مسائل اور اسلامی معلومات میں بحث کرتے عشاء کی نماز اور کھانے کے بعد یہ تینوں حضرات اپنے اپنے کمروں میں چلے جاتے۔

سال میں ایک دو دفعہ بادشاہ صاحب کے جیپوں کے ذریعے دوردراز علاقوں میں سیر و تفریح کے لئے جاتے ۔ اتوار اور جمعرات بادشاہ صاحب کے شکار کے دن تھے تو بادشاہ صاحب مولانا صاحب کو اور ان کا بیٹا مولانا عتیق الرحمن کواپنی موٹر میں بونیر لے جایا کرتے اور ان کے گاؤں بازارگی میں اتارتے اور شکار سے واپسی پر گاڑی میں واپس سیدو شریف لئےآتے تھے۔

سفید محل میں میں بھی مولانا صاحب کے لئے ایک کمرہ خاص تھا گرمیوں میں عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد مولانا صاحب ، بادشاہ صاحب اور دیگر متعلقین مرغزار چلے جاتے اور وہاں رات گزار کر صبح واپس سیدو شریف آتے اور دفتر میں بادشاہ صاحب سبق پڑھتے ۔

مولانا صاحب کے شاگرد :

ویسے تو مولانا صاحب کے شاگرد ہند ،افغانستان ،بنگال،ایران اور پاکستان میں ہزاروں کی تعداد میں تھے ۔لیکن بعض نامور شاگردوں کے نام یہ ہیں۔

مولانا زرداد صاحبؒ صدر مدرس دارالعلوم سیدوشریف وبانی دارالعلوم معارف القرآن

مولانا رحیم اللہ صاحبؒ صدر مدرس دارالعلوم سیدوشریف،

مولانا محمد افضل خان المعروف شاہ پور شیخ صاحبؒ،

مولانا محمد گل جعفریؒ صدر مدرس دارالعلوم سیدوشریف،

مولانا عنایت الرحمنؒ مہتمم دارالعلوم درگئی،

مولانا عنایت اللہ صاحبؒ چکیسر مدرس دارالعلوم سیدوشریف،

مفتی نظام الدین شامزئیؒ صاحب نیوٹاون کراچی،

مولانا غلام محمد صاحبؒ بونیر،

مولانا عبداللہ صاحب ؒکوہستانی مدرس دارالعلوم سیدوشریف ،

مولانا عبدالحق صاحبؒ کوہستانی مدرس دارالعلوم سیدوشریف،

مولانا محمد ادریس صاحبؒ چکیسری صدر مدرس دارالعلوم چارباغ سوات،

مولانا مغفور اللہ صاحبؒ شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک،

مولانا فضل مولیٰ صاحبؒ شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک،

مولانا عبد الشکورؒ بونیر اور مولانا انورشاہ بدخشانیؒ صاحب نمایاں مشہور ہیں ۔

سوات سے بونیر واپسی :

پیرانہ سالی اور بیماری کی وجہ سے1978 ء میں مولانا صاحب سوات سے واپس اپنے آبائی گاوں بازارگی تشریف لائے اوریہاں بھی تدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور زیادہ تر عبادات میں مشغول رہتے نماز میں وعید کی آیات تلاوت کرتے اور دیر تک روتے تھے۔

وفات :

مولانا صاحب نے اپنے پوتے کو فرمایا " بیٹا پریشان نہ ہونا اپنے قریبی رشتہ داروں کو کہہ دینا کہ میرے لیے فلان جگہ قبر کا بندوبست کریں ۔عتیق الرحمن کسی کام کی غرض سے مردان گیا ہوا ہے ۔واپسی پر وہ تھک چکا ہوگا اور پھر اس کو تکلیف ہوگی ۔ میں تم سے رخصت ہونے والا ہوں شام کو واپسی پر رشید احمد صاحب (پوتے)نے اپنے والد کو سارہ ماجرا سنایا کہ باباجی کی دماغی حالت کمزور ہوچکی ہے ۔بابا جی نے اپنے بیٹے سے سفر کے حالات پوچھ لئے اور اچھے انداز میں گفتگو کی اور رات کے تین بجے باباجیؒ اپنے رب سے جا ملے۔ انَّا لِلہِ وَانَّا الَیْہِ رَاجِعونَ

تاریخ وفات:

21جنوری1990 ء بروز اتوارآپ اس دار فانی سے رخصت ہوئے نماز جنازہ مولانا رحیم اللہ صاحب نے پڑھائی اور آبائی قبرستان شوان نامی مقبرہ میں دفن کیا گیا ۔ باباجیؒ نے دارالعلوم سالارزئی کے نام پر ایک دارالعلوم جو (نوکنال) اراضی

پر محیط ہے کی بن یادر کھی جوان کی حیات ہی میں تکمیل کو پہنچا۔[1]

مولاناخان بہادر صاحب المعروف مارتونگ باباجیؒ:

آپ کا اصل نام خان خان بہادر تھااور بلاد خراساں میں مارتونگ باباجیؒ کے نام سے جانے جاتے تھے۔آپؒ 1316ھ کو چغرزی علاقے کے دیدل کماچ (موجودہ ضلع شانگلہ) میں پیدا ہوئے۔آپ تین سال کی عمر میں پہنچے ہی تھے کہ والد محترم ہندوستان کے سفر پر روانہ ہوئے ،زہے قسمت اسی سفر کے دوران وہ لاپتہ ہوگئے۔ والدہ محترمہ نے اپنے بھائیوں کے گھر میں رہتے ہوئے اپنے بیٹے کی تربیت کاآغاز کر دیا،جب آپ کی عمر سات سال پوری ہوئی اور آٹھویں سال میں داخل ہوئے تو والدہ محترمہ کے سایہ شفقت سے بھی محروم ہوگئے ۔مولاناصاحب کے چچا مولاناشیر بہادر صاحب (جو چکیسر میں اس وقت مولاناامان اللہ صاحب کے ساتھ معقولات کی کتابیں پڑھتے تھے) آپ کو اپنے ساتھ چکیسر لئے گئے۔وہاں پر چھ ماہ میں قران شریف ناظرہ مکمل کر لیا۔پھر وہاں پر فارسی کی کتابیں اور خط وکتابت مولاناعبداللہ صاحب اور مولاناعتیق اللہ صاحب سے پڑھیں فارسی میں زلیخاختم کرنے کے بعد تین ماہ میں صرف میر بمع کبیر زبانی یاد کی ،اس کے بعد علم صرف کے دوسرے رسائل کی تعلیم بھی یہاں سے حاصل کی اور مراح الارواح کے شروع کے بعد اپنے چچاکے ساتھ ضلع ہزارہ کے گاوں بڑانہ تشریف لے گئے اور وہاں پر مراح کے ساتھ قانون کھیوالی،اور فصول اکبری ازبر یاد کر لیں۔علم صرف سے فارغ ہو کر علم نحو کی کتابیں نظم مأۃ عامل اور شرح مأۃ عامل علاقہ چھچھ میں پڑھیں،جب ہدایۃالنحو نصف تک پہنچی تو واپس چچاکے اصرار پر بلیانئ تشریف لےآئے دوسری جانب آپ کا چچاوہاں سے دہلی تشریف لے گئے وہاں مدرسہ نعمانیہ میں صدر مدرس مولاناپردل خان صاحب کے ہاں مقیم ہوئے اور ساتھ ہی مسجد کی ذمہ داریاں بھی سنبھالیں آپ کے چچانے آپ کو وہاں اپنے پاس بلالیا۔چچاکے ایثار کاعالم یہ تھاکہ محلہ والے کھاناصرف ایک شخص کے لئے بھیجا کرتے تھے آپ یہ کھانااپنے بھتیجے کو کھلاتے اور خود فاقہ کر لیتے تھے۔نامساعد حالات کے ہاتھوں مجبور ہو کرآپ ٹونک چلے گئے اور مدرسہ قافلہ میں داخل ہوئے کافیہ ،شرح ملا جامی اور منطق کی کتابیں ملاحسن ،میبذی اور حمد اللہ، حساب اور سکندرنامہ کی تعلیم وہاں پر حاصل کی۔

بعدازاں1330ھ میں مدرسہ فتح پوری میں داخل ہونے کے لئے تشریف لے گئے جہاں انکاامتحان میبذی کے مشکل ترین حصہ سے لیا گیاامتحان میں تمام سوالات کے برجستہ جوابات دے کر اساتذہ اکرام کو مطمئن کیا، تین سال تک اسی مدرسہ میں زیر تعلیم رہے اور فنون کی تکمیل یہاں سے ہی کی۔علم کی پیاس کو مزید بجھانے کے لئے 1333ھ میں مولاناقطب الدین کے ساتھ منڈوچلے گئے جہاں پر انہوں نے شرح مطامع،شرح اشارات ،خیالی اور شرح چغمنی جیسی شاہکار کتب کی تعلیم حاصل کی ۔آپ کی کاوشوں کو بارگاہالٰہی سے قبولیت کا پروانہ اس طرح سے ملا کہ استاد محترم مولاناقطب الدین صاحب کی طرف سے آپ کو مجتھد کے لقب سے نوازا گیا۔علم کے سمند

[1] مولاناعتیق الرحمن یکے از علمأ دیوبند حضرت علامہ عبدالمجید المعروف بازار گی مولوی صاحب فاران پرنٹنگ پریس سیدوروڈ مکان باغ منگورہ سوات (س۔ن ۲۰۰۹)

ر کی لہریں ایسی دلربا ہوتی ہیں کہ جو بھی ان سے ٹکراتا ہے وہ ان میں ڈوب ہی جاتا ہے، کچھ ایسی ہی کیفیت آپ کی تشنگیٔ علم کی تھی۔آپ نے اس سفر کو مزید جاری رکھنا چاہا، علم کی گہرائیوں میں اترنا چاہا، اس کے لئے آپ 1335ھ میں دیوبند تشریف لے گئے داخلہ فارم میں جب شرح اشارات، قاضی اور شرح چغمنی جیسی کتب کا نام لکھا تو داخلہ ٹیسٹ لینے والے ممتحن مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے بھی مشکل ترین سوالات کئے، ممتحن مولانا انور شاہ کشمیری اس قدر مطمئن ہوئے کہ فوری طور پر ان کو داخلہ دے دیا۔ موقوف علیہ کی تعلیم کا سلسلہ آگے بڑھنے لگا۔اس دوران مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب کی شاگردی بھی اختیار کی، مولانا شبیر احمد عثمانی انتہائی قدر کی نگاہ سے آپ کو دیکھتے تھے۔ مگر زہے مقدر قدرت کو آپ کا یہاں کا قیام کچھ زیادہ عرصہ تک منظور نہ تھا کہ علاقہ کے آب وہوا آپ کے مزاج کے موافق نہ ہوئی، اس کا آپ پر برا اثر مرتب ہوا اور آپ بیمار پڑ گئے، غایت آدب کا لحاظ کرتے ہوئے آپ نے تمام اساتذہ اکرام سے مشورہ کیا یوں ان کے حکم سے آپ کو مجبوراً امروہہ ضلع مرادآباد (جہاں کی آب وہوا بہت عمدہ تھی) کی طرف زاد راہ اختیار کرنا پڑا۔ وہاں پر جلالین مولانا حافظ عبدالرحمن امروھی سے (جو مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت گنگوہیؒ صاحب کے براہ راست شاگرد تھے)اور مشکوۃ شریف مولانا رضا حسن صاحب سے پڑھی جو کہ اپنے عصر کے کامل اولیاء میں اور اکابر محدثین اور معقول علماء میں شمار ہوتے تھے۔

زمانہ طالب علمی سے ہی مولانا صاحب اپنے اساتذہ کرام کے مشورہ سے فارغ اوقات میں معقولات کی کتابیں جیسے صدریٰ، قاضی اور حمداللہ بھی پڑھاتے تھے، ان کا طریقہ تعلیم اس قدر شاندار تھا کہ مدرسہ کی طرف سے معقول ماہانہ وظیفہ بھی مقرر کر دیا گیا۔1336ھ کے آخر میں دورۂ حدیث سے فارغ ہو کر اپنے چچا کے حکم سے واپس اپنے وطن تشریف لے گئے جہاں پر اپنے چچا کے ساتھ تدریس کا باقاعدہ آغاز کر دیا۔ دو تین سال کے مختصر عرصہ میں اطراف واکناف میں اس قدر شہرت حاصل کی کہ تشنگان علوم نبوت کا ایک تانتا بندھ گیا۔

آپ نے تصوف کی بنیادی تعلیم حضرت مولانا ولی احمد صاحبؒ المعروف سنڈاکئی بابا جی سے حاصل کی۔ اس کے بعد دل میں تبلیغ کا جذبہ غالب ہوا تو چند علماء اور صلحاء کو ساتھ لیکر پہاڑی علاقوں میں تبلیغ کے کام آغاز بھی کر دیا۔ 5 شوال 1348ھ کو حج مبارک کی آدائیگی کے لئے تشریف لے گئے، اسی دوران مدینہ النبی ﷺ میں شیخ سنوی اور مولانا عبدالغفور صاحب سے ملاقات ہوئی جنہوں نے مولانا صاحب کو سند حدیث میں مکمل اجازت عنایت فرمادی اور اپنے دست مبارک سے سند لکھ کر انکو تحریری سند عطا فرمائی۔مکہ معظمہ میں قیام کے دوران آپ کی ملاقات مولانا عبدالسلام تنولی صاحب سے ہوئی، تنولی صاحب بھی آپ کی علمیت سے متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اسی ملاقات کے دوران ہی تنولی صاحب نے مولانا صاحب سے مکہ مکرمہ میں تدریس کی درخواست کی لیکن آپ نے مقدس ماحول میں رہ کر علوم نبوت کی خدمت کرنے کی بجائے عام ماحول میں رہ کر انسانوں کی مقدس ماحول کی طرف راہنمائی کو ترجیح دیتے ہوئے معذرت کی۔ یوں کچھ عرصہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی پر نور فضاؤں میں قیام کے دوران اپنی روح کو معطر کر کے وطن واپس آ گئے۔

مولانا صاحب نے تدریس کے ساتھ بیعت کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ شیخ سید عبدالرزاق صاحب نے پہلے ایک تحریری حکم نامہ ارسال فرمایا جس کے مطابق سلسلہ قادریہ میں خلیفہ مقرر کیے گئے۔ کچھ عرصہ بعد شیخ صاحب پیر باباؒ تشریف لائے پھر آپ پورن اور مارتونگ کی طرف کوچ کر گئے جہاں پر انہوں نے چشتیہ اور نقشبندیہ مجددیہ معصومیہ میں مولانا صاحب کو اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ مارتونگ میں تدریس کے دوران خواب میں حضور ﷺ کی زیارت بار ہا نصیب ہوئی اور صدیقہ کائنات ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی زیارت بھی خواب میں نصیب ہوئی۔

تقسیم ہند سے قبل والی سوات اور بادشاہِ وقت نے دارالعلوم کے قیام کا ارادہ کیا تو نظر انتخاب مولانا صاحب پر پڑی، آپ بادشاہ کی

درخواست پر وہاں سے سوات تشریف لے آئے اور بادشاہ صاحب کے شاہی محل میں تقریباپندرہ سال رہائش اختیار کی اور بعد میں منگورہ ڈبہ مسجد میں تشریف لے گئے۔جب آپ دارالعلوم سیدوشریف سے ریٹائر ہوئے توآپ نے مدرسہ مظہرالعلوم مینگورہ میں بھی تدریس کا سلسلہ شروع کردیا، بالاخر 1974ء کو اپنے آبائی وطن مارتونگ تشریف لے گئے۔زندگی کے اخری لمحات کے حوالے سے آپؒ کے پوتے قطب الدین صاحب کے حوالے سے درج ذیل واقعہ ضبط تحریر میں لاناضروری سمجھتاہوں۔

وفات :

وفات سے چند دن پہلے باباؒ نے اپنے بیٹے مولانارشید احمد صاحب سے کہا کہ اثار بتارہے ہیں کہ میں اس فانی دنیا سے جلد کوچ کرنے والا ہوں۔ 22جولائی 1976ء بروز جمعرات دوپہر ایک بجے باباؒ نے مولانارشید احمد صاحب سے کہا کہ میرا وقت قریب ہے۔تم وضو کرلو اور میرے قریب بیٹھو۔حکم کی تعمیل میں وہ وضو کے لئے اٹھ گئے۔باباؒ کے پاس ان کے بیٹے برکات احمد صاحب رہ گئے تو باباؒ کی حالات کو دیکھ کر برکات احمد نے اپنے بھائی رشید احمد صاحب کوآواز دی۔وہ آئے دیکھاتو باباؒ کی روح قفس عنصری سے عالم بالا کی طرف پرواز کرچکی تھی۔انَّا لِلہِ وَانَّا الَیْہِ رَاجِعونَ۔وفات کی خبر ملک میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔

دوسرے دن 23جولائی کو 1976ء نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی، نماز جنازہ ان کے بیٹے مولانارشید احمد صاحب نے پڑھائی۔جنازہ میں دوردراز سے آپ کے طلباء، علماء اور کثیر تعداد میں دیگر لوگوں نے شرکت کی۔انہیں ان کے خاندانی قبرستان میں سپرد خاک کردیا گیا۔۔مارتونگ باباؒ کے ہزاروں شاگرد آج بھی علم دین کی روشنی پھیلانے میں ہمہ وقت مصروف ہیں۔جو یقیناایک صدقہ جاریہ ہے۔اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو اپنی خصوصی رحمتوں، عنایتوں اور انوار سے منور کردے۔امین۔[1]

4:مولانامحمد نذیرؒ چکیسری:

آپ کا نام محمد نذیر صاحب اور والد محترم کا نام مولانافضل احمد صاحب تھا۔آپ بروز پیر 07مارچ 1901 میں پیدا ہوئے۔آپ فطرتا دین اور اہل دین سے محبت رکھنے والے تھے۔آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد اور بڑے بھائی مولاناغلام احمد صاحب سے گھر میں حاصل کی اور بعد میں غورغشتو باباجیؒ کے پاس تین سال گزارے اور وہ ہاں سے سیدھا کوہستان میں کولئی باباجیؒ کے پاس جاکر علم معقولات ومنقولات پر تین سال کے دوران مکمل دسترس حاصل کی۔اور اس کے بعد افغانستان جاکر وہاں کے اکابر علماء سے فیض حاصل کیا۔واپسی پر دارالعلوم اسلامیہ حقانیہ سیدوشریف سوات میں تقریباپانچ سال تک درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔

اسی دوران فتاویٰ ودودیہ کے مجلس شوری کے اہم ممبر بھی رہے۔فقہ حنفی میں فتاویٰ ودودیہ کو چار چاند لگادیے۔دارالعلوم سیدوشریف میں تدریس کے بعد واپس اپنے آبائی وطن چکیسر آئے۔اور تدریس کو اپنا مشغلہ بنا کر پندرہ سال تک یہاں علم دین کے طلباء کی علمی پیاس

---

[1] روخان فضل محمود مارتونگ باباکی کہانی خودان کی زبانی طبع دوم 2007شعیب سنز منگورہ سوات، ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک(دارالعلوم حقانیہ) شمارہ نمبر 3،2 جلد نمبر 8شوال المکرم/ذیقعدہ 1392ھ بمطابق نومبر،دسمبر 1972ء(بااختصار کثیر)

کو بجھاتے رہے۔ اور ساتھ ہی والی سوات صاحب کی طرف سے علاقہ کے قاضی بھی رہے۔ علم ظاہر کے ساتھ علم باطنی میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔ انتہائی سادہ زندگی بسر کرنے والے تھے۔ لباس سفید زیب تن فرماتے اور سر پر ہمیشہ عمامہ باندھتے۔

سیاست میں مولانا صاحب اکابر علماء دیوبند کے ساتھ تھے۔ جس کی وجہ سے 1960ء میں حضرت مولانا ایوب جان صاحبؒ بنوری چکیسر تشریف لائے اور مولانا صاحب کی سرپرستی میں یہاں رکنیت سازی کا آغاز کیا۔ اور اس کے بعد مولانا صاحب تاحیات تحصیل چکیسر کے امیر جماعت علماء اسلام رہے۔ مولانا مفتی محمودؒ اور مولانا غلام غوث ہزارویؒ سے ہر وقت ہم مجلس رہتے تھے۔

تصوف میں سلسلہ نقشبندیہ سے وابستہ تھے اور اس میں خلیفہ مجاز تھے۔ آپ کی تصانیف بہت ساری تھیں لیکن افسوس کہ ان کے تلامذہ نے یہ علمی خزانہ لیکر نہ واپس کیا اور نہ ہی طبع کرایا۔ ان کی تصانیف میں شرح بیضاوی، کشف الظلم فی حل سلم۔ شرح چغمنی اور شرح مرزا قطبی شامل ہیں۔

مولانا صاحب کے شاگرد ویسے تو پاکستان اور افغانستان میں کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ لیکن حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ بانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، مولانا عبدالحلیم صاحبؒ کوہستانی، مولانا عبدالقدوس صاحب،ؒ مولانا رحیم اللہ صاحبؒ اور مولانا زرداد باباجیؒ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ الغرض دارالعلوم حقانیہ سیدوشریف کے ابتدائی طلباء خاص طور پر شامل ہے۔

اس کے علاوہ مولانا صاحب نے بونیر پیر باباؒ کے مزار کے قریب ایک مدرسہ میں بھی تدریس کی۔ تین سال دارالعلوم اسلامیہ شیر گڑھ میں تدریس کی حتیٰ کہ شیر گڑھ مہتمم صاحب نے بھی آپ سے کسب فیض کیا ہے۔

مولانا صاحب ایک دن نماز فجر کے بعد مسجد سے گھر آرہے تھے کہ راستے میں فالج کا حملہ ہوا اور دو تین دنوں کے بعد بالآخر 19 رمضان المبارک 1971ء کو بروز جمعرات یہ چمکتا ہوا ستارہ ہم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا۔ [1] انَّا لِلّٰہِ وَانَّا الَیْہِ رَاجِعونَ

5: مولانا عنایت اللہ صاحبؒ چکیسری:

مولانا عنایت اللہ صاحبؒ 1935ء کو حضرت مولانا محمد نذیرؒ کے گھر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر اپنے والد محترم اور چچا صاحب سے حاصل کی۔ اور اعلیٰ تعلیم بھی دارالعلوم سیدوشریف میں حاصل کی گویا مولانا صاحب دارالعلوم سیدوشریف کے متقدمین طلباء میں سے تھے۔ دوران طالب علمی بھی طلباء کو پڑھاتے تھے۔ اور پھر دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے سند حدیث حاصل کی۔ سیاسی وابستگی جمیعت علماء اسلام سے تھی۔ اور والد محترم کے بعد تادم آخر جمیعت علماء اسلام کے امیر رہے۔ تصوف میں اپنے والد بزرگوار سے بیعت تھی اور سلسلہ نقشبندیہ میں اپنے والد محترم کے خلیفہ مجاز تھے۔ ابتدائی تدریس دارالعلوم اسلامیہ سیدوشریف میں تقریباً چار سال تک

[1] منٹوی احسان الحق علماء شانگلہ طبع اول سن 2014 مکتبہ صدیقیہ منگورہ سوات صفحہ 87

کی اوراس دوران فتاویٰ ودودیہ کی کمیٹی کا ممبر بھی رہے۔اس کے بعد والد محترم کے اصرار پر چکیسر تشریف لے گئے۔اور منز مسجد میں تقریباچالیس سال تک مسلسل تدریس کرتے رہے۔اس دوران ایک سال جامعہ اشرفیہ پشاور میں تدریس کی اور عمر کے آخری حصہ میں تین سال مسلسل مدرسہ تعلیم القرآن شاہ منصور صوابی میں تدریس کرتے رہے۔ مولاناموصوف نے دوران درس وتدریس طلباء کو ہر تقریر قلم بند کرواتے تھے۔ مگر افسوس کہ ان کا یہ علمی اثاثہ طلباء کرام کے پاس ہی رہااور منظر عام پر نہ اسکا۔ غیر مطبوعہ تصانیف میں خیالی، شرح عقائد، ملا جلال اور مرزا قطبی کی شروحات جبکہ مطبوعہ میں عمدۃ الحواشی علی شرح القاضی۔رفع الغواشی علی شرح حمداللہ وغیرہ شامل ہیں۔

مولاناموصوف کے تلامذہ بھی پاکستان کے علاوہ بیرونی دنیا میں درس وتدریس اور دوسرے اہم عہدوں پر فائز ہیں۔ جن میں مشہور مولانااختر محمد عثمانی(سابق وزیرافغانستان)مولانانیک محمد صاحب(سابق وزیرافغانستان) مولاناشاہ زمان(سابق وزیرافغانستان) اور مولانا شیخ القرآن محمد افضل خانؒ صاحب شاہ پور، مولاناعبدالرحیم چترالیؒ، مولاناعبیداللہ چترالیؒ،اور مولانا سلیم شاہ صاحب اسلام آباد خاص طور پر مشہور ہیں۔

شاہ منصور سے واپسی پر گھر تشریف لائے تو 1995ء میں فالج کا حملہ ہوااور یوں وسیع تدریسی میدان کا بہار خزاں کا شکار ہو گیا۔ لیکن دوران علالت بھی حتیٰ الوسع طلبہ کو پڑھاتے رہے اور آخر کار 2 مئی بروز ہفتہ صبح سات بجے 1998ء کو مولاناصاحب اپنے خالق حقیقی سے جا ملے [1]۔انَّا لِلهِ وَانَّا الَيْهِ رَاجِعونَ

6: مولاناعبدالحلیم اوڈیگرامیؒ:

مولاناعبدالحلیم اوڈیگرامیؒ المعروف اوڈیگرام باباؒ جو اپنے علاقے میں میرہ مولوی صاحب سے مشہور تھے۔آپ 1902ء کو اوڈیگرم میں پیدا ہوئے۔ابتدائی کچھ تعلیم گھر میں حاصل کی اور بعد میں ہندوستان کی فوج میں بھرتی ہونے کے غرض سے اپنے بڑے بھائی عبدالرحمن صاحب المعروف قاضی بابا ؒ جو کہ دیوبند میں پڑھتے تھے کے ساتھ ہندوستان جاکر مدرسہ میں داخل ہوئے اور سبق کے ساتھ ساتھ فوج میں بھرتی کاانتظار کرنے لگے کہ ایک رات ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں مسجد کے برآمدے میں اپنے استاذ صاحب سے سبق پڑھ کر یاد کر رہے تھے کہ اچانک آسمان سے روشنی آئی اور مولاناصاحب فرماتے تھے کہ میں نے اللہ سے دُعا کی'' اے اللہ میری مغفرت فرمااور زیادہ علم عطاء فرما'' کچھ وقت بعد استاد محترم جو مسجد کے حال میں تشریف فرماتے باہر تشریف لائے اور مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا''عبدالحلیم !کیاتو نے اللہ سے کوئی سوال کیا گویا کہ یہ روشنی لیلۃالقدر کی تھی'' مولاناصاحب نے جواب دیا جی ہاں تواستاد محترم نے فرمایا بچہ تم کامیاب ہوئے اور میں تو بالکل کوئی سوال نہ کر سکا۔ مولاناصاحب فرماتے تھے کہ اس دن کے بعد میں اللہ

---

[1] منٹوی احسان الحق علماء شانگلہ طبع اول سن 2014 مکتبہ صدیقیہ منگورہ سوات صفحہ 91

کے فضل سے سالانہ اپنے اساتذہ کرام سے دو دو درجے سبق پڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ مجھ سے ہندوستان میں کوئی ایسا علم باقی نہ رہا جو علم دین سے وابستہ ہو اور میں نے اللہ کے فضل سے کامل طریقہ سے دیوبند سے حاصل نہ کیا ہو۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ دیوبند کے شیوخ کرام نے آپ کی سند میں تحریر کیا تھا" کہ عبدالحلیم نے 23 قسم کے علوم و فنون دیوبند سے اپنے علاقے میں لیے ہیں۔ وطن واپسی پر انہوں نے اوڈیگرام میں طلباء کرام کے لئے درس وتدریس سلسلہ شروع کیا اور بہت جلد اطراف واکناف سے طلباء یہاں جوق درجوق علم کے حصول کے لئے آنے لگے جب بادشاہ صاحب نے دارالعلوم شروع کرنے کا مشورہ طلب کیا تو علماء وقت نے یہ مشورہ دیا کہ فلاں فلاں جگہوں سے علماء کرام کو بمعہ طلباء لیکر آجائیں حالاًدارالعلوم کامیاب ہو جائے گا تو اس میں مولانا صاحب کا نام سرفہرست تھا۔ صبح کی نماز گھر میں پڑھ کر دارالعلوم نکل جاتے اور یہ راستہ مولانا صاحب اکثر پیدل طے کرتے اور راستہ پر جاتے ہوئے بھی طلبہ کو سبق پڑھاتے گویا کہ ان کا سفر وحضر کو دین الہی کی نشر واشاعت کے لئے وقف تھا۔ ظہر کے وقت دارالعلوم سے واپس تشریف لاتے اور حسب عادت طلبا راستے میں بھی اپنا علمی پیاس بجھاتے گھر واپس آکر پرا اکثر مطالعہ میں مصروف ہو جاتے۔ ایک دفعہ گھر والوں نے جب کہا کہ آپ دارالعلوم جاتے ہوئے بھی اور وہاں بھی اور واپسی پر راستہ میں سبق پڑھاتے ہیں تو کیا آپ تھک نہیں جاتے تو فرمایا" ہائے تمہیں کیا معلوم کہ اس دین کے سبق کا مزہ تو دنیا کی ہر چیز سے زیادہ ہے" اس وجہ سے اکثر اوقات مطالعہ اور تدریس میں گزارتے تھے ۔ جمعہ اور عیدین کی نماز باباجی مسجد (اوڈیگرام کی جامع مسجد میں پڑھاتے تھے)اور رمضان میں تراویح کے بعد لوگ آپ کے ارد گرد بیٹھ کر آپ سے فقہی میں سوالات کرتے تھے اور آپ احسن طریقہ سے سب کو سمجھاتے تھے۔ اس کے علاوہ فتاویٰ وددویہ کی کمیٹی کے ممبر بھی تھے۔

آپ کی زندگی بڑی سادہ تھی سفید کپڑے اور سادہ ٹوپی ہمیشہ زیب تن فرماتے تھے۔ بادشاہ صاحب اور والی سوات صاحب کے پاس بغیر کسی ضروری کام کے نہیں جاتے تھے ۔حج مبارک سے واپس ہوئے تو دوران ملازمت 1965ء کو 63 سال کی عمر میں وفات پائے اور بادشاہ صاحب نے خود ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اپنے گاوں کے آبائی قبرستان (قاضی بابا) میں مدفون ہوئے۔ انَّا لِلهِ وَانَّا الَيْهِ رَاجِعونَ -

مولانا صاحب کے تین بیٹے تھے بڑے بیٹے کا نام عبدالعلی اور دوسرے بیٹے کا نام عبدالحئ صاحب اور چھوٹے بیٹے کا نام عبد الحق تھا۔ اب صرف عبدالحئ صاحب زندہ ہیں باقی اللہ کو پیارے ہوئے ہیں۔ [1]

7: مولانا شیر زادہ صاحبؒ قاضی ریاست سوات:

قاضی شیر زادہ صاحب مولانا عارف اللہ صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ والد محترم چونکہ فوت ہو گئے تھے اس لئے مالی حالت کی کمزوری کے باوجود اپنے شوق سے اعلیٰ تعلیم کے لئے مولانا امیر زادہ صاحب کے ساتھ ہندوستان چلے گئے۔ اور

[1] عبدالحئ صاحب برخودار باباجی سے انٹروی (21 دسمبر 2015 مولانا صاحب کے رہائش گاہ بمقام اوڈیگرام)

وہاں مدرسہ عالیہ سہارنپور سے سند فراغ حاصل کی۔ واپسی پر محکمہ عالیہ قضاء میں قاضی مقرر ہوئے اور صبح کی نماز پڑھ کر وظائف سے فارغ ہو کر پیر محمد خان کمانڈر کے ساتھ محکمہ قضاء پیدل جاتے تھے۔ اور دوپہر کو واپسی پر اپنے ساتھ لازماً چار یا پانچ مہمان لیکر آتے تھے۔ اور پھر نماز عصر کے بعد مسجد میں بیٹھ کر عوام کے مسائل اور حالات سنتے تھے اور ساتھ ہی مسجد میں مخصوص شاگردوں کو جن میں شیر شاہ تحصیلدار، کشور خان مشیر کے بھائی۔ رحیم اللہ باباجیؒ اور قباء خان نمایاں ہیں پڑھاتے تھے۔ اور اس کے علاوہ مسجد میں رہائش پزیر طلباء کو بھی پڑھاتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ فتاویٰ ودودیہ کی کمیٹی کے ممبر بھی تھے۔ کتابوں کا ایک وسیع ذخیرہ آپ کے پاس موجود تھا جن میں سے اکثر سہارنپور سے آپ نے ساتھ لائے تھے۔ وفات کے بعد ان کی کچھ کتابیں رحیم اللہ باباجیؒ کو اور بعض مولانا امیر زادہ کو دی گئیں۔ ہاتھ کے لکھے ہوئے مخطوطے طبیہ کالج لاہور کے میوزیم (عجائب گھر) کو دیے گئیں جو کہ وہاں پر مولانا قاضی شیر زادہ کے نام پر موجود بکس میں موجود ہیں۔ 1953ء میں آپ حج مبارک کا سفر کیا اور واپسی پر سارے علماء کرام نے استقبال کیا اور ایک عظیم اجتماع کا انعقاد کیا۔ اور اس کے بعد عرب کے علماء کرام بھی آپ کے پاس تشریف لاتے تھے۔ آپ نے محکمہ قضا سے دلی رضامندی سے استعفیٰ دیا جو کہ منظور ہوا اور اس کے بعد آپ نے غلہ کا کاروبار شروع کیا۔ لیکن تجربہ نہ ہونے کے وجہ سے کافی نقصان اٹھانا پڑا اور آخری عمر میں ایک بار پھر فقر وفاقہ کی لپیٹ میں آگئے اور بالآخر آپ 19 فروری 1965ء کو فوت ہوئے۔

آپ کی نماز جنازہ مولانا امیر زادہ صاحب نے پڑھائی اور منگورہ کے بڑے مقبرہ میں مدفون ہوئے[1] انَّا لِلّٰہِ وَانَّا الَیْہِ رَاجِعون اولاد میں ابراہیم سلیم فاضل طب والجراحت لاہور طبیہ کالج اور جسٹس (ر) عطاء اللہ خان ہائی کورٹ بینچ ہیں.

8: قاضی سید محب اللہ صاحبؒ :

قاضی سید محب اللہ صاحب 1923ء کو محلہ پیر خیل قمبر میں سید رحمت اللہ ولد سید مبارک شاہ جو کہ عبدالجبار شاہ صاحب (اول بادشاہ سوات) کے چچازاد تھے کے ہاں پیدا ہوئے۔ بچپن میں سایہ پدری سے محروم ہو گئے تھے اور والدہ صاحبہ اور ایک بہن کے ساتھ زندگی گذار رہے تھے کہ ایک دن بادشاہ صاحب جناب عبدالودود خود قمبر تشریف لے گئے اور وہاں پر قمبر میں پیر خیل مسجد میں چنار کے درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے اور قاضی صاحب کو دیوبند میں علم حاصل کرنے کے لئے اجاگر کیا، اور اگلے دن اپنے گاڑی میں بیٹھا کر درگئی تک خود لے گئے۔ اور وہاں سے ہندوستان جانے والے ٹرین پر بیٹھایا آپ سیدھے دیوبند چلے گئے۔ اور وہاں پر 14 سال گذار کر علوم میں کمال حاصل کرنے کے بعد واپس اپنے وطن آئے۔ یہاں پر بادشاہ صاحب نے ان کو قاضی مقرر کیا اور رہائش اپنے بنگلہ عقبیٰ میں دی اور اپنا پستول بھی ان کو دیا۔ چونکہ وہ کمسن تھے اور ڈرتے تھے کہ کوئی نقصان نہ پہنچ آئے تو بادشاہ صاحب نے ان پر پہرہ مقرر کیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد آپ نے اپنی رہائش اپنے علاقے قمبر میں مستقل کی اور وہاں سے اپنے موٹر کار کے زریعے قضا عالیہ کو جاتے تھے۔ نماز عصر کے بعد آپنی مسجد میں احادیث مبارکہ اور فقہ کا درس طلبہ کو دیتے تھے اور ساتھ ہی طلبہ کو قہوہ چائے بھی پلاتے تھے۔ مولانا صاحب سخاوت میں اپنے زمانے کے حاتم طائی تھے۔ رات دیر تک کتابوں کا مطالعہ کرتے تھے۔ عربی، فارسی، انگریزی، اردو اور

---

[1] ڈاکٹر ابراہیم سلیم صاحب فاضل طب ولجراحت طبیہ کالج سے انٹرویوں (2016/1/20)

پشتو پر کمال مہارت رکھتے تھے۔ سید و دارالعلوم میں کچھ زمانہ صدر مدرس رہے اور فتاویٰ ودودیہ کی کمیٹی کے ممبر بھی تھے۔ پھر ضیاء الحق کے مارشل لاء کے دور میں تمام ملاکنڈ کے لئے قاضی مقرر کئے گئے اور چکدرہ میں میجر صاحب کے ساتھ رہتے تھے۔ اس کے بعد سینہ کے مرض میں مبتلا ہوئے اور بالآخر 11 ستمبر 1996ء کو فوت ہوئے۔ نماز جنازہ نماز مغرب کے بعد

قاضی غفران الدین صاحب نے پڑھائی۔ اور اپنے آبائی مقبرہ میں دفن کیے گئے۔ انّا للہِ وَانّا الَیہِ رَاجِعونَ اولاد میں سید عنایت اللہ، سید ہدایت اللہ، سید سمیع اللہ، سید رفیع اللہ، سید شوکت اللہ اور سید ندیم اللہ شامل ہیں۔

9: مولانا قاضی عزیزالرحمن صاحبؒ:

مولانا قاضی عزیزالرحمن صاحب 1914ء کو مولانا عبدالرشید صاحب کے ہاں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی اور پھر 1933ء میں دیوبند چلے گئے اور وہاں پر اپنے والد صاحب کے ساتھ رہائش اختیار کی۔ 1942ء میں تکمیل علم پر وہاں سے سند حاصل کی۔ سوات واپس آنے پر اپنے بھائی خلیل الرحمن صاحب کی جگہ خطابت کے فرائض انجام دینے لگے۔ سابق حکمران سوات کو ایک اسلامی دارالعلوم کی تجویز پیش کی جن میں جید علماء کرام کی برکت سے کافی دینی طلبہ مستفید ہوئے ان علماء کی بدولت اس دارالعلوم کی ایک شاخ چار باغ سوات میں بھی کھل گئ۔ جس میں پہلے صدر مدرس قاضی عزیزالرحمن صاحب تھے۔ بعد میں حکمران سوات کے مسجد میں خطابت کے فرائض سرانجام دنے لگے اور آپ 1974ء تک قاضی القضاۃ سوات رہے۔ اور 1978ء تک ناظم محکمہ قضاء رہے۔ اس کے علاوہ حکمران سوات کو مفید مشوروں سے بھی نوازتے رہے۔ اور دینی امور اور خطابت کے علاوہ آپ کے سیاسی زندگی بھی خوشگوار طریقے سے گذار گئی۔ جمیعت علماء اسلام کے ممتاز رہنماؤں میں سے تھے۔ فتاوی ودودیہ کی کمیٹی کے ممبر بھی رہے۔ اور آخر کار 73 سال کی عمر میں عیدالفطر کے دن نماز عید کے بعد خطبہ اولیٰ کے بعد خطبہ پڑھتے ہوئے دل کا دورہ پڑنے سے اسی جگہ آپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انّا للہِ وَانّا الَیہِ رَاجِعونَ۔ قاضی صاحب نے اپنے زندگی کے زائد اوقات علم حاصل کرنے اور بعد ازاں علم کے روشنی پھیلانے میں گذاری[1]

10۔ مولانا قاضی عالم گل صاحب:

مولانا قاضی محمد عالم گل 1914ء کو حضرت گل کے ہاں دیولئی سوات میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم 13 سال کی عمر تک گھر میں حاصل کی اور پھر ہندوستان کا سفر کرکے مدرسہ دیوبند میں داخل ہوئے۔ اور پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے وہاں سے مدرسہ عالیہ سہارنپور چلے گئے۔ واپسی پر مسجد ناصر خیل میں خطیب مقرر ہوئے اور 1943ء میں محکمہ قضاء ریاست سوات بحیثیت قاضی مقرر ہوئے اور تاحیات اس عہدے پر تھے۔ 1963ء میں حج مبارک کے سعادت حاصل کی۔ اور ساتھ ہی اپنے مسجد میں طلباء کرام کو ترجمہ، احادیث مبارکہ

[1] روزنامہ جدّت پشاور 18 جون 1987 تحریر سلیم خان منگورہ

اور فقہ واصول فقہ کے درس دے تھے۔ طلباء کرام دور دراز علاقوں سے آتے تھے۔اور یہی معمول تاحیات جاری تھا۔ مولانا صاحب اخر کار بروز جمعرات بعد نماز عصر 24 دسمبر 1992ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔اپ کا نماز جنازہ جمعہ کی رات کو سید و بابا کے شاہی مسجد میں شیخ الحدیث مولانا تاج محمد خان صاحب نے پڑھائی اور سید و شریف کے قبرستان مین دفن ہوئے انَّا لِلهِ وَانَّا الَیْهِ رَاجِعونَ۔[1]

11۔ قاضی عبد الخالق کوٹکی شانگلہ:

مولانا موصوف کے بارے میں بہت مرتبہ ان کے آبائی گاوں میں بندہ چلے گئے لیکن کوئی معلومات ان کے ورثاء سے حاصل نہیں ہوئے ۔لہٰذا وہ قاضی القضاۃ یعنی ریاست کے پہلے قاضی تھے اور دیوبند سے فارغ تھے۔اور علاقہ میں ان کے وفات کے بعد آبائی گھر میں اگ لگ گئی تھی جس کی وجہ سے ان کے سارے کتب اور سند وغیرہ جل گئے ہے اس لئے کوئی معلومات قلمبند نہ ہو سکے۔

[1] قاضی عبید اللہ صاحب سے انٹرویو ۲۲ ستمبر ۲۰۱۶

باب دوم:

مقدمہ فتاویٰ ودودیہ

(نوٹ:۔اصل کتاب یہاں سے شروع ہوئی)

فتاوی ودودیہ کے مضامین کی فہرست

فہرست

عرض حال :۔ یہ کتاب فتاویٰ ودودیہ کی پہلی جلد ہے لیکن اشاعت کے لحاظ سے اس فتاویٰ کی دوسری جلد اس سے پہلے سن 1949ء میں اکتوبر کے مہینے میں سلطان العلوم اعلیٰ حضرت بانئ ریاست سوات تقدس مآب جناب عبدالودود صاحب کے حکم پر چھپ ہو کر شائع ہو چکی ہے. وہ جلد معاملات پر مشتمل ہے اور یہ جلد عبادات پر مشتمل ہے پہلے کی طرح یہ جلد بھی مجھے اعلیٰ حضرت سلطان العلوم نے حوالہ کی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ اس کے فضل وکرم سے یہ جلد بھی میرے اہتمام سے اچھے طریقے پر طبع ہو گئی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ والی سوات اور بانئ سوات کا پشتو زبان اور پشتون قوم پر ایک بڑا احسان ہے کہ ان کی توجہ سے فتاویٰ ودودیہ کی طرح ایک علمی مذہبی اور فقہی کتاب پشتو زبان میں قوم کو پیش کی گئی. میں امید رکھتا ہوں کہ جس طرح فتاویٰ ودودیہ کی دوسری جلد ان کی توجہ سے ساری قوم کے فہمیدہ طبقوں اور علماء کرام نے منظور کیا اور اس کی مدح کی. تو اسی طرح یہ جلد بھی مقبول ہو جائے گی.اور پھر خصوصا اس لحاظ سے کہ یہ جلد عبادات پر مشتمل ہے اور زیادہ مقبول عام ہو جائے گی۔اللہ تعالیٰ اس بڑی علمی اور دینی خدمت کا کماحقہ اجر اور بدلہ والی سوات صاحب اور بادشاہ صاحب کو دارین میں نصیب فرمائے اور ان کا یہ علمی سرچشمہ ہمیشہ کیلئے جاری رہے

وَيَرحَمُ اللهُ عَبدَاً قَالَ آميناً ط

جب ہر کتاب کی ابتداء میں اس کے مضامین کی فہرست لکھنا ضروری اور مفید ہے تو اس وجہ سے میں نے اس کتاب کی فہرست مرتب کی اور کتاب کے اول میں شامل کی۔

چنانچہ یہ فہرست درجہ ذیل ہے۔

یاداشت

فہرست کے آخر میں یہ بات صرف مناسب نہیں بلکہ ضروری سمجھتا ہوں کہ فتاویٰ ودودیہ کے مؤلف مولانا محمد ابراہیم صاحب ابن حضرت مولاناعبدالمجید صاحب فتاویٰ ودودیہ کے تدوین کے بعد قضائے الٰہی کے ساتھ براءت کے مہینہ میں وفات پاگئے انالله وانا الیہ راجعون مرحوم کی تاریخ وفات یہ ہے جمعۃ المبارک کی رات پندراں شعبان المعظم 1370ھ،حالت مرض میں اعلیٰ حضرت والی سوات صاحب نے ان کے علاج کے سلسلہ میں قابل قدر مالی امداد کیا تھااور جب وہ فوت ہوئے تو والی صاحب اپنی کار میں ان کی میت کو سیدو ہسپتال سے بازار گی بونیر انتہائی قدر واحترام سے لے آئے۔اور ان کی تجہیز وتکفین اور مزار بنانے میں بہت مالی معاونت کی مرحوم نے اپنی زندگی کے آخری دن ایک منظوم مناجات لکھی تھی اور اپنے والد صاحب کو یہ وصیت کی تھی کہ اس کو فتاویٰ ودودیہ میں ضرور شامل کریں اور مجھے بھی خط کے ذریعے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ میری وفات کے بعد فتاوی ودودیہ میں میری تاریخ وفات لکھی جائے تو اس وجہ سے میں نے پہلے ان کے تاریخ وفات ذکر کی اور بعد میں اس کا منظوم مناجات کو بھی ذکر کرتا ہوں اللہ ان کی مغفرت اور بے پایاں رحمت نصیب فرمائے اور اعلیٰ حضرت والی صاحب کو علم پروری کی وجہ سے ہمیشہ کامران اور شادمان رکھیں آمین۔

دعاءِ مُناجات

مولوی محمد ابراہیم صاحب مرحوم ادخلہ اللہ فی الجنان بفضلہ وکرمہ

اے خالق د کل جہان اے مولی غنی سبحان　　رحم د زیات دے د ہر چانہ اے رحیم اے رحمانہ

تہ پہ ماشے مہربانہ

تہ باطن او ہم ظاہر ئے ہم اول او ہم آخر ئے　　پہ ہر شے باندے قادر ئے او قدرت لرے بیشانہ

تہ پہ ماشے مہربانہ

ہر زرہ د د صنعت لوئی دفتر د معرفت　　دلائل دی د وحدت خہ محکم دی بے گمانہ

تہ پہ ماشے مہربانہ

تہ ئے واجب الوجود پہ ہر زائے کے ئے موجود　　مجال نشتہ د حجود بالائے د مکان او ر دا امکانہ

تہ پہ ماشے مہربانہ

قُل ھواللہُ احد ھوُالفرد ولم یتخذ ولد　　اور سردار د مرسلانوں محمد صاحب د مرتبے دے عالیشانہ

تہ پہ ماشے مہربانہ

زمونگ نبی د پاک سرور حضرت خیر البشر　　لوئی شفیع دے د محشر بِھتر دے د ہر چانہ

تہ پہ ماشے مہربانہ

پہ رگ رگ کے مے اسلام خہ نیولے دے مقام　　زہ پے شاکریمہ مدام امان راکڑہ د شیطانہ

تہ پہ ماشے مہربانہ

تہ بادشائے خود مختار اونوم ددے غفار　　　زہ بندہ یم گنہگار داسوال کووم لہ تانہ

تہ پہ ماشے مہربانہ

چہ زنکدن می شی آغاز اوروح شی پہ پرواز　　　اوچت مے کڑہ آواز پہ کلمے دشہادت سرہ گویانہ

تہ پہ ماشے مہربانہ

منکر نکیر چی پہ شتاب رانہ اوغواڑی جواب　　　توفیق مے مل کڑے اَصواب چہ راتہ دواڑاشی حیرانہ

تہ پہ ماشے مہربانہ

نوعالم تہ یم روان ڈیر زیات یمہ حیران　　　نہ پوھیگم ھیث پہ زان پروت یمہ بے زانہ

تہ پہ ماشے مہربانہ

دگناہ غرمے دے پہ سر زہ عاصی یم سراسر　　　سہ رنگ بہ طے شی دسفر خُومد دوکڑہ مستعانہ

تہ پہ ماشے مہربانہ

تہ شہنشاہ ئے بالیقین مونگہ ٹول یومساکین　　　پہ تحقیق سرہ ایاک نستعین مدد غواڑو خاص لہ تانہ

تہ پہ ماشے مہربانہ

زہ اگر کہ گنہگار یم خود شرکہ نہ ویزار یم　　　ستالہ فضلہ امیدوار یم اوپُریمہ دخطانہ

تہ پہ ماشے مہربانہ

دعرض لرم تاتہ کہ ونہ گورے تہ ماتہ　　　نواووایمہ بل چاتہ خدائے نشتہ بے لہ تانہ

تہ پہ ماشے مہربانہ

لحد مے کڑہ پُرنور پہ خپل رحمت سرہ معمور　　　اوروح می کڑہ مسرور چہ مناسب وی ستالہ شانہ

تہ پہ ماشے مہربانہ

چہ صاحب وی دحیات ورتہ پیخی گی واقعات　　　خو پکار دے لوئی ثبات صبر دغواڑی لہ مولانہ

تہ پہ ماشے مہربانہ

کہ پہ غم وکڑے فریاد خپل وخت بہ کڑے برباد　　　　نہ حاصلیگی ہیث مراد بے رضا علی القضانہ

تہ پہ ماشے مہربانہ

زہ محمد ابراہیم　　　　دمودے نہ یم سقیم

جڑا کوم لکہ یتیم　　　　پہ خپل تقصیریمہ خپیمانہ

تہ پہ ماشے مہربانہ

مدرار اللہ مدرار مدیر اخبار نوائے ملت مردان

مورخہ 10 جنوری 1952

فصل اول: دیباچہ کتاب اور والئ سوات کی حکومت کی برکات

تقریظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم نے اس کتاب کو ملاحظہ کیا واقعی یہ پشتون قوم کے لئے نہایت مفید اور ضروری ہے۔جناب مولانا محمد ابراہیم صاحبؒ اعلیٰ حضرت بادشاہ صاحب کے معلم دامت برکاتہم العالیہ نے نہایت کوشش اور تحقیق کے ساتھ معتبر کتب کے حوالہ جات کے ساتھ انتہائی صحیح اور ضروری مسائل کو عام فہم اور سلیس (پشتو) زبان میں قلم بند کیا ہے۔اور دینِ اسلام کی ایک عظیم خدمت بے مثال طریقے سے سرانجام دی ہے۔فجزاھم اللہ تعالیٰ فی الدارین خیرا۔ہم دُعا کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ بانئ صاحب ریاست سوات اور ولی عہد صاحب ریاست سوات اوران کے متعلقات خلدّاللہ ملکہ وحکومتہ کے مراتب دوجہانوں میں بُلند رکھے اور یہ حکومت ہمیشہ کے لئے قائم ودائم رکھے جو عوام کے فائدہ اور آسانی کو ہر وقت مدنظر رکھتی ہے۔

1: فقیر خان بہادر آف مارتونگ کان اللہ لہ صدر مدرس دارالعلوم حقانیہ سیدوشریف ریاست سوات

2: عبدالمجید بازار گوی کان اللہ لہ مدرس دارالعلوم حقانیہ سیدوشریف ریاست سوات

3: عبدالحلیم ہوڈیگرامی عفی عنہ مدرس دارالعلوم حقانیہ سیدوشریف ریاست سوات

4: محمد نذیر چکیسری رحمہ ربہ مدرس دارالعلوم حقانیہ سیدوشریف ریاست سوات

5: عنایت اللہ چکیسری عفی عنہ مدرس دارالعلوم حقانیہ سیدوشریف ریاست سوات

6: عزیز الرحمن عفرلہ ساکن قمبر (استاد شہزادہ جواں بخت وجواں سال عالیحضرت محمد اورنگزیب خان ولیعہد ریاست سوات ومتعلقات دام اقبالہم) محکمہ عالیہ قضا جامع مسجد سیدوشریف

1: عبدالخالق عفی عنہ متوطن کوٹکی شانگلہ قاضی القضاۃ ریاست سوات ومتعلقات

2: محمد شیر زادہ عفرلہ ساکن منگورہ قاضی محکمہ عالیہ حضوری

3: محب اللہ عفرلہ ساکن قمبر قاضی محکمہ عالیہ حضوری

4: محمد عالم گل عفی عنہ مسجد ناصر خیل سیدوشریف قاضی محکمہ عالیہ حضوری

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ حقیقت محتاجِ بیان نہیں ہے کہ حکومت سوات ومتعلقات (بونیر، شانگلہ) اہل اسلام کے لئے عموماً اور باشندگان ریاستِ سوات کے لئے خصوصاً رحمت الٰہی کا ایک مجسمہ ہے۔ جس نے اپنے حسنِ تدبیر کے زریعے بہت سے لوگوں کو انتہائی پستیوں سے اٹھا کر ترقی کے اعلیٰ مقام تک پہنچایا۔ اعلی حضرت بانی ریاست سوات اور اس کے ملحقات جناب بادشاہ صاحب محمد عبدالودود خان صاحب دامت برکاتہم کا شمار ان نامور حکمرانوں میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے دنیا میں ایک عظیم الشان دینی واصلاحی انقلاب پیدا کیا ہے۔ اور اپنی حکومت کے ذریعے مخلوقِ خُدا کی ڈوبتی کشتی کو پار کنارے لگایا ہے۔ لیکن بادشاہ صاحب کی حکمرانی کی ابتداء اور اختتام اور درمیانی تمام حالات کو ایک امتیازی شان حاصل ہے۔ اگر کہوں کہ تاریخ عالم اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتی۔ تو بے جانہ ہوگا۔

1 : بادشاہ صاحب نے کشمکش اور اضطراب کے اس زمانہ میں حکومت کی سنگ بنیاد رکھی جس وقت امن اور اصلاح کا نام لینا ایک بڑا جرم تھا۔ عوام کی حالت یہ تھی کہ شب وروز باہمی جنگ وجدال، حرب وقتال، ڈاکہ زنی کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ قتل وغارت رہزنی اور خون ریزی کا بازار گرم تھا۔ ظلم وستم، جبر وتشدد، غاصبانہ قبضہ، عوام کو جبری محکوم بنانا اور کمزور قبائل کو ملک بدر کرنا اور اپنے گھروں اور جائیداد سے محروم کرنا۔ آج اِدھر کل اُدھر اس طرح دربدر خاک بسر پھرنا۔ نہ خُدا کی شناسی اور نہ احکام رسول ﷺ کی پابندی، نہ شریعت کا کوئی لحاظ، نہ کوئی سکون وآرام حتیٰ کہ ہر طرف ایسی تباہی وبربادی کہ الامان الامان۔ الغرض اس وقت کے انسانیت سوز اور حسرتناک واقعات کو سننے کے لئے سنگ دل اور آھنی جگر کی ضرورت ہے۔

شعر: تازہ خواہی داشتن گر داغ ہائی سینہ را | گاہے گاہے یاد کن ایں قصہ ء پارینہ را[1]

2: یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم تھا کہ بادشاہ صاحب کو اپنی ذاتی قابلیت اور اپنے ذاتی تجربے کی بنیاد پر بغیر جبر وتشدد کے قوم کی اصلاح، جرائم کے انسداد، احکام الہی کے نفاذ، جہالت کے خاتمے اور مظالم اور فتنہ وفساد کو جڑ سے ختم کرنے میں محیر العقول کامیابی حاصل ہوئی۔ اور ترقی کے تمام اسباب مہیا ہوئے۔ اور منکرات کا خاتمہ ہوا۔ اور یہ قوم مہذب قوموں میں شمار ہونے لگی۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ریاست کے طول وعرض میں امن وامان اور عدل وانصاف کا ایسا نظام قائم ہوا جس کی مثال تاریخ میں شاذ ونادر ہی ملتی ہے۔

ہے دیار سوات میں وہ عدل وہ امن وامان | ایک جا پیتے ہیں پانی بکری وشیر وببر

چپّہ چپّہ پر مسرت بن گئی فصل بہار | گلستانِ ملک میں گلپاش ہے ہر ایک شجر

[1] ترجمہ: اگر آپ اپنے سینے کے زخموں کو تازہ رکھنا چاہتے ہیں۔ تو کبھی کبھی ان پرانے قصوں کو یاد کیا کریں۔

یااللہ تعالیٰ ان کو ہمیشہ شادر کھ ابادر کھ　　　　فضل تیراان پہ ہو سایہ فگن شام وسحر

بارِ گاہ حق تعالیٰ میں بہ صد عجز و نیاز

بس کہ ابراہیم کی ہے یہ دعاءِ مختصر

3:عاقبۃالامر باد شاہ صاحب نے پینسٹھ(65) سال کی عمر میں علم عربی کی تعلیم شروع کی۔اور اب وہ شرح جامی اور نفحۃالعرب پڑھ رہے ہیں۔اور تعلیم کا سلسلہ ذوق وشوق سے جاری ہے۔اور باد شاہ صاحب کے استاد ہونے کا شرف مجھ بندہ فقیر کو حاصل ہے۔دسمبر 1949ء میں باد شاہ صاحب اپنی ہی مرضی سے حکومت کے تمام معاملات سے دستبر دار ہوئے اور محمد عبدالحق جہانزیب خان ولی عہد ریاست سوات ومتعلقات کی تاج پوشی کی تقریب شرعی اور قانونی طریقے سے منعقد کی گئی۔ اگرچہ حکومت کے تمام انتظامات واختیارات ان کی تاج پوشی سے چھ سال پہلے ہی ولی عہد کے زمانے میں ان کو سپرد کیئے گئے تھے۔لیکن اب مستقل والی حکومت بن گئے۔اور باد شاہ صاحب نے حکومت کے جملہ تعلقات سے یکسوئی اختیار کی۔یہاں تک کہ باد شاہ صاحب اب اپنے تمام ذاتی اخراجات اور اپنے ذاتی عملہ کے اخراجات ذاتی جائیداد اور مال سے کرتے ہیں۔ہم باد شاہ صاحب کے لئے اللہ سے دست بدُعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو دونوں جہانوں میں بلند درجات عطاء فرمائیں اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔(آمین)

غازئی ملت والئ سوات کی حکومت کی برکات:

اعلٰی حضرت سلطان بن سلطان محمد عبدالحق جہان زیب خان والی ریاست سوات ومتعلقات اللہ ان کی حکومت اور ملک کو تابندہ رکھے۔ان کے حسن انتظام وکمال اہتمام کے ساتھ ریاست سوات ومتعلقات نے ترقّی کے جو مدارج طے کئے ہیں اور کر رہے ہیں باخبر لوگ اس سے اچھی طرح واقف ہیں ۔ والی صاحب کے عدل وانصاف ،دیانت داری ،پرہیز گاری، تقویٰ، حق شناسی ،رعایا پروری، خُدا ترسی ہمدردی، اعانتِ مظلوم وغیرہ وغیرہ مسلم الثبوت اوصاف ہیں۔جتنا ممکن تھا والی صاحب نے اپنی رعایا کے آرام وسکون وراحت اور ترقی کے لئے تمام اسباب مہیا کئے۔اور ہر وقت اپنی رعایا کی آسائش کی فکر میں رہتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ریاست کے عوام امن وامان کے ساتھ اطمینان سے زندگی بسر کر رہے ہیں ۔ اور ہر شخص اپنے شفیق اور مہربان باد شاہ صاحب کی تعریف کرتا ہے۔اور ان کے ایک اشارے پر ان کی عزت وابرو پر قربان ہونے کو سعادت دارین وفخر سمجھتا ہے۔

خوشامد کے بغیر اور بلا مبالغہ یہ ایک حقیقت ہے جو صاحب بصارت وبصیرت ہو وہ ایک دفعہ حق بینی کے ساتھ ریاست سوات کے نظم ونسق، تہذیب وتمدن، طرز معاشرت، انتظام حکومت، راعی اور رعایا کے تعلقات اور دوسرے حالات کو ملاحظہ فرمائے۔تو دعویٰ کے ساتھ کہتا ہوں کہ بے اختیار ان کے مُنہ سے تحسین وآفرین کے نعرے نکلنے لگیں گے۔اس مدعا کے اثبات میں دلائل وواقعات کے انبار لگ سکتے ہیں۔لیکن یہاں تفصیل مقصود نہیں پھر بھی مناسب ہو گا کہ والی صاحب کے چند کارنامے مثال کے طور پر قلمبند کروں۔

1: ریاست سوات کے ہر علاقہ میں ایک ایک سکول قائم کیا گیا ہے۔اور بعض بڑے بڑے علاقوں میں دو دو اور تین تین بھی کھولے گئے ہیں۔ابھی ریاست سوات میں ایک ہائی سکول، چار مڈل، بارہ لوئر مڈل، اور تیس پرائمری سکول موجود ہیں۔ تعلیم بالکل مفت ہے اور کوئی فیس طالب علم سے نہیں لی جاتی اور جبکہ تعلیمی بجٹ ساڑے تین لاکھ روپے ہیں۔جو کہ تعلیم پر صرف کیا جارہا ہے۔ اور نئے سکولوں کے قیام کا سلسلہ اَب بھی جاری ہے۔والی صاحب نے اِرادہ کیا ہے کہ ریاست کی آمدنی کا دس فیصد حصہ یعنی سالانہ پانچ لاکھ روپے تعلیم کی مد کے لئے مختص کیا جائے گا۔اور ایک سال سے زائد سیدو شریف ہائی سکول کے نزدیک ایک انٹرمیڈیٹ کالج کا افتتاح ایک وسیع ،خوشنما اور پختہ دومنزلہ عمارت زیر تعمیر ہے جو آئندہ دو سال میں اختتام پذیر ہو جائیگا۔اور اس کی کل لاگت دو لاکھ روپے ہو گی۔

2: پُرانے زمانے میں دینی علوم عربیہ کی تحصیل کے لئے پشتون طلباء ہندوستان جاتے تھے۔اور تعلیم کے دوران گونا گوں تکالیف و مشکلات سے دوچار ہوتے تھے۔ تو والی صاحب نے بادشاہ صاحب سے مشاورت کے بعد ایک بڑے دینی درسگاہ کا افتتاح کیا اور اپنی ریاست کے جید علماء کرام کو تدریس پر مامور کیا ہے۔اور اس مدرسہ کا نام والی صاحب کے نام گرامی سے منسوب کیا ہے یعنی "مدرسہ عالیہ عربیہ دارالعلوم حقانیہ" اس مدرسہ میں علم تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، فرائض، نحو، صرف، ادب ، معانی، بیان، منطق، حکمت، ہندسہ، ہیئت وغیرہ وغیرہ سب فنون عربیہ کی تعلیم مکمل طریقہ سے دی جاتی ہے۔اہل ریاست (باشندگان ریاست سوات) کے علاوہ دور دراز علاقوں کے طلبہ بھی اس چشمہ فیض سے سیراب ہو رہے ہیں۔اور ہر سال تقریباً تیس طلبہ سند فراغت حاصل کرتے ہیں۔اور فوقانی شعبہ کی ایک وسیع دیدہ زیب عمارت سٹیٹ ہسپتال (سنٹرل ہسپتال سیدو شریف) کے قریب واقع ہے۔واقعتاً والی صاحب کے دل میں مخلوقِ خُدا کی ہر قسم کے امراض کے علاج کا جذبہ ہے۔خواہ وہ مرض جسمانی ہو یا روحانی اور ہر قسم کی اصلاح خواہ دُنیاوی ہو یا اخروی مد نظر رکھی ہے۔

3 : سڑکوں میں قابل تعریف وسعت اور استقامت لائے ہیں۔اور حسب ضرورت نئی نئی سڑکیں بناتے ہیں ۔ اور مضبوط پتھریلی پل تعمیر کئے ہیں۔اور پُلوں کی پختگی کا سلسلہ تاحال جاری ہے۔اور سڑکوں کی تعمیر پر گذشتہ چھ سالوں میں چودہ لاکھ روپیہ خرچ ہوئے ہیں۔اور ابھی کوہستان (مدین، بحرین، کالام) کو سڑک جاری ہے۔اور تقریباً اس پر دو لاکھ روپے لاگت آئے گی۔اور دور دراز علاقوں کو روزانہ ڈاک رسانی کا سلسلہ باقاعدہ جاری ہے۔

4: سیدو شریف میں شفاخانہ حیوانات اور لیڈیز ہسپتال (زنانہ کے لئے علیحدہ ہسپتال) کے علاوہ ایک سٹیٹ ہسپتال (سنٹر ہسپتال) ہے۔ایک ہسپتال بونیر، مٹہ، مدین اور ایک کروڑہ (شانگلہ) میں نیا تعمیر ہو رہا ہے۔اور ان ہسپتالوں کے سالانہ اخراجات تقریباً دو لاکھ روپیہ ہیں۔اور اس کے علاوہ اور بھی ہسپتال زیر تجویز ہیں۔

غریب مریضوں کے لئے قیام و طعام کا مکمل انتظام ریاست کی طرف سے کیا گیا ہے۔اور اس کے علاوہ قیمتی ٹھیکے بھی مفت دیئے جاتے ہیں۔اور لاوارث مُردوں کی تکفین وتدفین بھی سرکاری مدسے کی جاتی ہے۔

1950ء میں اس کتاب کے اختتام پر مجھ پر(مولانا ابراہیم صاحب) سل دِق (ٹی بی) نے دوبارہ حملہ کیا اور سٹیٹ ہسپتال میں داخل ہوا۔ ٹی بی وارڈ میں غریب بیمار و ں کے لئے سٹیپٹومائی سین(steptomycine) انجکشن کا مکمل انتظام سرکاری طریقہ سے کیا جارہا تھا۔اور اللہ تعالی کے فضل سے میرا علاج بھی حسب سابق حکومت عالیہ کی مہربانی سے ڈاکٹر غلام محمد خان صاحب نے اچھے طریقے سے کیا۔ موصوف ڈاکٹر صاحب اپنے فن میں بہت ماہر اور تجربہ کار ہیں۔

5: جہادِ کشمیر کے دوران والی صاحب نے کمال اشتیاق کے ساتھ جو فوجی اور مالی مدد کی تھی کسی سے پوشیدہ نہیں اس وجہ سے حکومت پاکستان نے والی صاحب کو غازیٔ ملت کا خطاب دیا ہے۔اور حکومت پاکستان کی وفاداری میں ولی عہد صاحب نے جو کوشش کی ہیں۔ وہ اہل اسلام پاکستان سے پوشیدہ نہیں ہے۔

6:والی صاحب جمعہ مبارک کی نماز سیدو بابا کی جامع مسجد میں ادا کرتے ہیں۔اور نماز کے بعد فقراء ،غرباء،ومساکین ، یتیموں، معذورں اور بیواؤں میں کافی رقم تقسیم کرتے ہیں۔اور ایک زمانہ سے ان کا معمول رہا ہے۔اس کے علاوہ مستحقین کے لئے وظائف بھی باقاعدہ مقرر ہیں۔

7: علاقہ سالارزئی(بونیر) کے چند گاؤں میں پانی کی شدید قلت تھی اور وہاں کے باشندگان موسم گرما میں پانی کے حصول کے لئے تقریبا دو میل پہاڑی راستے طے کرتے تھے۔اور مشہور محاورہ تھا کہ گدھے کی آواز سے نماز ٹوٹ جاتی ہے[1]۔اور دوسرے موسموں میں بڑی بڑی جھیلوں کا پانی پیتے تھے۔ جو کہ طبیعت انسانی کے موافق نہ تھا۔ بلکہ بحالت مجبوری استعمال کرتے۔ اب والی صاحب نے ایک لاکھ روپے کی لاگت سے پائپ کے ذریعے کڑاکڑ پہاڑ کے اوپر حصے سے(مصنف کتاب کے علاقے) بازارگے تک پانی پہنچادیا ہے۔ اور راستہ میں مختلف محلّوں کو بھی اس سے پانی دیا ہے اور ہر وقت بے تکلف پانی مہیا ہے اب علاقہ کے عوام وخواص اور حیوانات والی صاحب کے بہت مشکور ہیں۔

8:سلارزئی (بونیر) کے ایک گاؤں بامپوخہ جو کہ پانی کی قلت وعدم دستیابی میں ضرب المثل ہے۔والی صاحب نے کثیر رقم خرچ کرنے پر سات میل سے اس علاقے کو پختہ نالیاں بناکر پانی پہنچایا۔اور مذکورہ علاقے کی ضرورت اب پوری ہوچکی اور ماضی کی تمام باتیں یکدم ختم ہو گئ۔

---

[1] مثلاایک آدمی نے گدھے کو پانی لانے کیلئے بھیجا تھا۔ ضرورت کی بنیاد پر نماز کو تیمم سے شروع کیا۔ دورانِ نماز گدھے کی آواز سن کر سمجھ گیا کہ گدھا پانی لے کر پہنچ گیا تو نماز ٹوٹ گئی۔

9 : والی صاحب کے عمال اور حکام عموماً حق شناس اور خُدا ترس ہیں ۔ مگر پھر بھی مزید احتیاط کی خاطر انکو کبھی کبھی مراعات حق کی تاکید کی جاتی ہے۔ تحصیلدار، صوبیدار اور جمعہ دار وغیرہ کو اپنے علاقہ کے اندر اجارہ داری اور رہن وغیرہ کے معاملات کرنے کی سخت ممانعت کی ہے۔

10: عوام کی سہولیات کی خاطر بہت سے مفید احکامات جاری کئے ہیں۔ اور مقدمات کی مکمل تحقیق اور جنگ وجدال میں رعایتِ حق کی پابندی کی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ولی عہد صاحب کے پاس امیر وغریب سب فریادرسی کے لئے باسانی وبلا تکلف حاضر ہو جاتے ہیں۔

11: بعض لوگ دورانِ گفتگو ایک دوسرے پر مجبوراً ناحق طلاق ڈالتے تھے جو کہ شرعی لحاظ سے سنگین مسئلہ تھا۔ والی صاحب نے اس بات پر سخت حکم جاری کیا اور جرمانہ بھی مقرر کیا ہے۔

12 : ہندوستان کے بعض متبرک مزاروں کی طرح پیر باباؒ صاحب کے مزار پر بھی شرک کی فضاء چل رہی تھی۔ یہاں تک کہ بعض زائرین سلام کی خاطر اپنے اوپر غلاف ڈال کر مزار کے پائے پر سر رکھتے تھے۔ اور غیر اللہ کو سجدہ کرتے تھے اس فساد کے خاتمہ کے لئے والی صاحب نے سرکاری ملازمین مقرر کئے ۔ اب مزار کو سجدہ کرنا اور اس میں دوسرے غیر شرعی کاموں کی مکمل پابندی ہے۔ البتہ مسنون طریقہ سے زائرین دعا کر کے چلے جاتے ہیں۔ ایک دفعہ بعض لوگوں نے ان سرکاری ملازمین کو معطل کرنے کی غرض سے درخواست کی کہ ہم مزار اقدس کے گرد جنگلہ لگائیں گے تو والی صاحب نے فرمایا کہ میں کامل موّحد ہوں جب تک جنگلہ تیار نہیں ہوتا۔ تب تک یہ ملازمین باقاعدہ طور پر اپنے فرائض سرانجام دینگے۔ اور یہ ایک ایسا ایمان افروز جملہ تھا کہ صاحب قبر پیر باباؒ کی روح پُر فتوح بھی اس سے خوش ہوئی ہو گی۔

نماز جنازہ میں سجدہ کی عدم موجودگی کی اصل وجہ غیر اللہ کے سامنے سجدہ کی مشابہت (ممانعت) ہے۔ الحمدللہ جس طرح ولی عہد صاحب نے ہماری دنیوی اصلاحات پر توجہ دی ہے۔ اس طرح ہماری اخروی اصلاحات پر بھی کامل توجہ مبذول کی ہے۔

سر عیب کو زین کے سر پر تمام قلم کیا　　　　آگے جھان چل جا تعظیم وسلام پر[1]

12: موسم بہار میں لوگ پیر باباؒ صاحب اور سید وباباؒ کی زیارت کے لئے بکثرت آتے ہیں۔ اسی ازدحام میں جیب تراشی، جنگ وجدال اور دھوکہ دہی جیسے ناگوار واقعات کے اِمکانات زیادہ ہوتے ہیں۔ اور بعض دوکاندار حضرات، ہوٹل والے اور گاڑیوں والے مسافروں کے ساتھ زیادتی کرتے تھے۔ تو ولی عہد صاحب نے ان تمام مفاسد کے انسداد کے لئے پولیس فورس مقرر کی ہیں۔ اور اسی سہولت کے ساتھ ان زائرین کے لئے سفر کی دشواریاں حضر میں تبدیل ہو گیئں۔

---

[1] : نوٹ: یہ مصنفؒ نے ولی عہد کے نام پر ایک معمیٰ بنایا ہے کیونکہ عیب کی ابتداء عین (ع) سے ہوئی ہے۔ اور زمین کی ابتداء پر قلم کیا جو کہ لفظ زاء ہے۔ تو عین کے بجائے زا لا کر زیب ہوا۔ اور پھر اسکے آگے جھان لا کر جھان زیب (خلد اللہ ملکہ وحکومتہ) بن گیا۔

یہ مثالیں صرف نمونہ کے طور پر ذکر کی گئی ہیں۔ ورنہ جو اصلاحی کام ولی عہد نے کئے ہیں اور کر رہے ہیں ان کی تفصیل بیان کرنے کے لئے بہت وقت اور ضخیم کتاب در کار ہے۔ میں اپنے اس مضمون کو فارسی کے اس شعر پر ختم کرتا ہو۔

دامانِ نگہ تنگ وگل حسنِ تو بسیار　　　گلچین بہارِ تو ذراماں گلہ وارد[1]

صاحب سوات سید و باباؒ سے ولی عہد تک اس خاندان عالی نے مخلوقِ خُدا کی جو خدمت کی ہے رعایا کمال عقیدت کے ساتھ اس کا اعتراف کرتی ہیں۔ پس ہم دُعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت اس حکومت کو مسلمانوں کے مفاد کے لئے تاقیامت قائم ودائم رکھیں آمین ثم آمین۔

حقیقت

عالم کہ منور رخ تابان د جہان زیب　　　زکہ ٹول جہان دے ثناخوان د جہان زیب

خائیگی چہ تحریر پہ آب زر سرہ شی　　　ہر ہر کرادر او ہر فرمان د جہان زیب

اسباب د ترقئے ئے فراہم کڑہ لہ ہر جنسہ　　　اقبال د ترقی شو پہ دوران د جہان زیب

داعدل دانصاف او دامن وامان　　　حقاچہ کرامت دے نمایاں د جہان زیب

کہ د عیب[2] پہ ستر گو زے جہان پرہ کڑے　　　پیدا بہ نہ کڑے ہم پشان د جہان زیب

اللہ د پہ کونیوں کے دائم لری عظمت　　　او تل د مقتدر لری خاندان د جہان زیب

ابراہیمؒ پہ دے چمن کے نہ تنہا دے لب کشا

لہ ہر طرف نہ بلبلان دی غزل خواں د جہان زیب

---

[1] : ترجمہ : میرا دامن چھوٹا ہے اور تیرے حسن کے پھول بے شمار ہیں۔ تیرے بہار کے پھول لینے والے اپنے دامن سے گلہ مند ہیں۔

[2] اس عبارت کا ظاہری ترجمہ یہ ہے کہ اگر بد خواہ گھومے پھرے تو بھی والی صاحب کی طرح خیر خواہ کو کوئی پیدا نہ کرے گا۔ اور یہاں تو اس سے مراد والی صاحب کے نام پر معمیٰ ہے اس لئے کہ انکھ کو عربی مین عین کہتے ہے اور زائے سے مراد حرف ز ہے اور پرہ لغت میں کنارہ کو کہا جاتا ہے اور دائیں اور بائیں کو کہا جاتا ہے جیسا کہ غیاث اللغات وغیرہ میں اگیا ہے تو اس سے مراد یہ ہوا کہ عین کی جگہ ز کو رکھا جائے اور لفظ جہان کو پہلے لا یا جائے تو خاص جہان زیب نام اس سے ظاہر ہو جاتا ہے خلد اللہ ملکہ و حکومتہ، مولانا ابراہیمؒ۔

دُعا

بحرِ متقارب

وجودش چورحمت بلاریب شد　　بدینوجہ نامش جہان زیب شد

درےاقدسش قابل دید ہست　　محکِّ جباہِ صنادید ہست

چناں عدل گستر داندر جہاں　　کہ رشک میخورد روحِ نوشیروان

دُعاء ابراہیم شام وپگاہ　　ہمیں است از بارگاہ الٰہ

یہی خواہ ایں دولت آباد باد　　وبدخواہِ ایں ملک برآباد باد

امین

فصل دوم: علم دین کی ضرورت اور باعث تالیف اور کتاب سے متعلق ضروری ہدایات

علم دین کی ضرورت اور باعث تالیف:

کائنات عالم کی دو قسمیں ہیں۔ایک وہ جو انسان کی دسترس اور اختیار سے باہر ہے مثلا درخت، پتھر، پہاڑ، زمین، اسمان، بادل، ہوااور بارش وغیرہ۔ دوسراوہ کہ جس کی وجود میں انسانی عقل اور اختیارات کو دخل ہے۔ مثلا کپڑا، برتن، میز

کرسی، موٹر، ریل، جہاز، مکان اور دوکان وغیرہ اور یہ بات تو ظاہر ہے۔ کہ عالم کی ہر ایک چیز خواہ پہلی ہو یا دوسری وہ کچھ نہ کچھ فوائد حکمت و مصلحت پر ضرور مشتمل ہونگے۔

اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ خالق کائنات نے انسان کو بڑی بندگی عطاء کی ہے۔ اور اسے اشرف المخلوقات ٹھہرایا ہے۔ اور باقی چیزوں کو اس کے فائدے کیلئے پیدا کئے ہیں۔ تاکہ وہ سب اسی اشرف المخلوقات کام آجائیں۔ اب عقل سلیم اور طبع مستقیم کے لئے لازمی ہے کہ اس پر سوچیں کہ جب دُنیا کی کوئی چیز غرض وغایت سے خالی نہیں تو پھر انسان جو کہ افضل ہے کی تخلیق بھی یقینا کوئی مقصد تو رکھتی ہو گی ؟اور پیدائش آدم میں حکمت و مصلحت واقع ہے کہ نہیں ؟ کیا انسان صرف اس لئے پیدا ہوا ہے کہ کھائے، پیئےاور دنیامیں زندگی بسر کریں اور بس ؟ایسا ہر گز نہیں ہے۔ ارشاد الٰہی ہے۔ افَحَسِبْتُمْ انَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَانَّكُمْ الَيْنَا لا تُرْجَعُونَ (115)'' ایا تمہیں یہ گمان ہے کہ ہم نے تمہیں بے فائدہ (عبث) پیدا کیا ہے اور تم لوگ ہماری طرف نہیں لوٹے جاوگے'' ایسا نہیں ہے بلکہ انسان کو جس مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے، حق تعالیٰ نے اس کی بھی تشریح خود فرمائی ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالانسَ الا لِيَعْبُدُونِ (56)'' ہم نے انسانوں اور جنوں کو صرف اپنی عبادت اور معرفت کے لئے پیدا کیا ہے'' گویا مقصد تخلیق یہ ہے کہ اپنے خالق اور مالک کو پہچانیں اور اس کی بندگی اور اطاعت کے وسیلے سعادت دارین حاصل کریں۔

جب تخلیق آدم کا مدعا اپنے رب کی پہچان اور عبادت ہے تو یہ سب کچھ علم دین حاصل کئے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے علم دین کے ضروری مسائل سے واقف ہونا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

اس لئے تو ہمارے محبوب پیغمبر ﷺ نے فرمایا "طلب العلم فريضة علي كل مسلم و مسلمة" *حصول علم ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

تحقیقی کام:

(*)283- (حديث) "طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ" رُوِي من حديث أنس وجابر وابن عمر وابن عباس وعليّ وأبي سعيد، وفي كل طرقه مقال، وأجودها طريق قتادة، وثابت عن أنس وطريق مجاهد عن ابن عمر، وأخرجه ابن ماجه عن كثير بن شنظير، عن محمد بن سيرين، عن أنس، وكثير مختلف فيه، فالحديث حسن. وقال ابن عبد البر: رُوي من وجوه كلها معلولة، ثم رُوي عن إسحاق بن راهويه أن

....

في إسناده مقالاً، ولكن معناه صحيح. وقال البزار في مسنده: رُوي عن أنس بأسانيد واهية وأحسنها ما رواه إبراهيم بن سلام، عن حماد بن أبي سليمان، عن إبراهيم النخعي عن أنس، وابن سلام لا نعلم روى عنه إلا أبو عاصم، وأخرجه ابن الجوزيّ في منهاج القاصدين من جهة أبي بكر بن أبي داود، حدثنا جعفر بن مسافر، حدثنا يحيى بن حسان عن سليمان بن قرم، عن ثابت البناني عن أنس. قال ابن أبي داود: سمعت أبي يقول: ليس في أن طلب العلم فريضة أصح من هذا. وقال المزي: هذا الحديث رُوي من طرق تبلغ رتبة الحسن.قلت: قال الديلمي رُوي

أيضاً من حديث أبيّ بن كعب وحذيفة وسلمان وسمرة بن جندب ومعاوية بن عبدة وأبي أيوب وأبي هريرة وعائشة بنت الصديق وعائشة بنت قدامة وأم هانئ.[1]

ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔ یہ حدیث حضرت انسؓ، جابرؓ، ابن عمرؓ، ابن عباسؓ، حضرت علیؓ، اور حضرت ابی سعیدؓ سے روایت کیا گیا ہے۔ اور ہر سند پر کلام واقع ہوا ہے، اور سب سے مضبوط ترین سند قتادہؓ اور ثابتؒ نے حضرت انسؓ اور مجاہد نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے اور اور ابن ماجہ نے کثیر ابن شنظیر سے انہوں نے محمد ابن سیرین سے انہوں نے حضرت انسؓ اور اس میں زیادہ مختلف فیہ بھی ہے، پس حدیث حسن ہے۔ اور ابن عبد البر نے لکھا ہے کہ اس حدیث کے سارے طرق کمزور ہیں۔ پھر اسحاق ابن راھویہ سے نقل کیا ہے کہ بے شک اس کے اسناد پر کلام ہے لیکن معنٰی کے لحاظ سے صحیح ہے۔ اور بزار نے اپنے مسند میں ذکر کیا ہے کہ یہ روایت حضرت انسؓ سے مختلف اسناد میں ذکر کیا ہے اور ان سب میں بہترین سند جو ابراہیم ابن سلام نے حماد ابن ابی سلیمان سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے حضرت انسؓ سے کی طرق ہے۔ اور ابن سلام کے بارے میں ہمیں معلوم نہیں کہ اس سے ابو عاصم کے علاوہ کسی اور نے روایت کی ہے۔ اور ابن جوزیؒ نے منہاج القاصدین میں ابی بکر ابن داودؒ سے انہوں فرمایا کہ ہمیں حدیث بیان کیا ہے جعفر ابن مسافر نے یحیٰی بن حسان سے انہوں نے سلمان بن قرم سے انہوں نے ثابت البنانی سے انہوں نے حضرت انسؓ سے بیان کیا ہے۔ ابن ابی داودؒ نے فرمایا: کہ میں اپنے والد سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ طلب العلم فریضۃ میں زیادہ صحیح سند اس سے اور کوئی نہیں۔ اور مزیؒ نے لکھا ہے کہ یہ حدیث بہت طریقوں سے روایت کیا گیا ہے جو کہ حسن کہ درجہ کو پہنچ سکتا ہے۔ میں کہتا ہو کہ دیلمی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث بھی اسی طرح حضرت ابی ابن کعبؓ، حضرت حذیفہؓ، حضرت سلمانؓ، حضرت سمرۃ ابن جندبؓ، حضرت معاویۃ ابن عبدۃؓ، حضرت ابی ایوبؓ اور حضرت ابی ہریرہؓ اور حضرت عائشہؓ بنت صدیق اور حضرت عائشہ بنت قدامہ اور حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا وعنہم سے روایت کی ہیں۔

* ((طلب العلم فريضة على كلِّ مسلم ومسلمة)) ومعلوم أنَّ لفظ (و مسلمة) مدرجٌ في الحديث، وليس منه انظر: حسين جوزو: الإسلام والعصر، ص: 476.
قال السخاوي في " المقاصد الحسنة " ص 277: (قد ألحق بعض المصنفين بآخر هذا الحديث " ومسلمة " وليس لها ذكر في شيء من طرقه، وإن كان معناها صحيحا).

....

قلت: والحديث بدون هذه الزيادة روي عن عدد من الصحابة، من طرق كثيرة لا يخلو إسناد منها من ضعف، فقد نقل المناوي في " فيض القدير " 267/4 عن السيوطي قوله: (جمعت له خمسين طريقا).قلت: وبانضمام هذه الطرق بعضها إلى بعض يرتقي الحديث إلى درجة الحسن إن شاء الله تعالى، وقد حسنه بعض الأئمة، وصححه غيرهم، أذكر عنهم طرفا من ذلك:قال الذهبي في " تلخيص العلل المتناهية " (26): (روي عن علي وابن مسعود وابن عمر وابن عباس وجابر وأنس وأبي سعيد - - رضي الله عنهم -، وبعض طرقه أولى من بعض، وبعضها

[1] عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى: 911هـ) الدرر المنتثرة في الأحاديث المشتهرة تحقيق: الدكتور محمد بن لطفي الصباغ الناشر: عمادة شؤون المكتبات - جامعة الملك سعود، الرياض عدد الأجزاء: 1

صالح، والله أعلم).و قال المزي فيما نقله عنه الزركشي ووافقه في " اللآلئ المنثورة " ص 43: (روي من طرق تبلغ رتبة الحسن).و قال العراقي فيما نقله السخاوي في " المقاصد " ص 276: (قد صحح بعض الأئمة بعض طرقه، كما بينته في تخريج الإحياء).و حسنه السيوطي في " الدرر المنتثرة " ص 130. بل نقل عنه المناوي في " الفيض " 267/4 قوله: (و حكمت بصحته لغيره، ولم أصحح حديثا لم أسبق إلى تصحيحه سواه).قلت: وفي ذلك نظر، لما نقلناه عن العراقي قبل.و نقل ابن عراق في " تنزيه الشريعة " 258/1 عن الحافظ العراقي الشافعي قوله:(حديث حسن غريب).[1]

ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔ اور یہ معلوم ہے کہ لفظ مسلمۃ مدرج فی الحدیث ہے۔ اور حدیث میں سے نہیں ہے۔ اِس بارے میں حسین جوزو کی کتاب'' الاسلام والعصر'' ص 476 دیکھئے۔ اور سخاوی نے مقاصد حسنہ ص 277 میں لکھا ہے کہ بعض مصنفین نے اس حدیث کے اخر میں پیوست کیا ہے مسلمۃؓ اور اس کا ذکر احادیث کی کسی سند میں نہیں ہے اگر اس کا معنٰی صحیح ہے۔ میں جواب میں کہتا ہو یہ حدیث اس زیادۃ کے بغیر صحابہ کرامؓ کے ایک جماعت سے منقول ہے، جس کے اسناد میں کوئی نہ کوئی مقال ضروری ہے۔ مناوی نے فیض القدیر ص 4/267 میں سیوطیؒ سے نقل کیا ہے کہ '' میں نے اس کے پچاس سند جمع کی ہیں'' میں کہتا ہو کہ ان اسانید کی جمع کی وجہ سے یہ حدیث حسن کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے ان شاءاللہ۔ اور بعض علماء نے اس کو حسن قرار دیا ہے اور ان کے علاوہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ میں اس سے کچھ کو بیان کرتا ہوں: امام ذہبیؒ نے تلخیص العلل المتناھیہ میں فرمایا ہے کہ: حضرت علی وابن مسعود وابن عمر وابن عباس وجابر وانس وابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے۔ اور اس میں بعض اسناد بعض سے زیادہ بہتر ہے اور بعض بہتر ہے اللہ اس کو زیادہ جانتا ہے۔ اور مزی نے زرکشی سے نقل کیا ہے اور اس سے لآلئ المنثورہ ص 43 میں موافقت کیا ہے کہ '' یہ بہت سندوں سے بیان کیا گیا ہے جو حسن کے مقام کو پہنچ جاتا ہے۔ اور عراقی نے سخاوی کے المقاصد ص 276 کے نقل کردہ میں فرمایا ہے کہ: بے شک بعض علماء نے بعض اسناد کو صحیح کیا ہے جیسا کہ ہم نے تخریج الاحیاء میں بیان کیا ہے اور سیوطیؒ نے درر منتثرہ ص 130 میں بلکہ اس سے مناوی نے فیض القدیر ص 4/267 میں نقل کیا ہے'' اور حکمت اس کی دوسری سندوں کی صحت کی وجہ سے ہے، اور اس سے پہلے میں کوئی حدیث اس کی علاوہ تصحیح کو اس سے پہلے نہیں کی'' میں کہتا ہو اس میں نظر ہے جو کہ ہم نے نقل کیا ہے عراقی سے اس سے پہلے۔ اور ابن عراق نے تنزیہ الشریعہ ص 1/258 میں حافظ عراقی شافعی سے یہ فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن اور غریب ہے۔

اس طرح یہ مقولہ بھی مشہور ہے۔"اطلبوالعلم ولو كان بالصين" *علم کو حاصل کرتے جاؤ خواہ اس کے لئے چین جانا پڑے۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ حصول تعلیم کی راہ میں مشکلات اور تکالیف آجائے تو ان کو بھی برداشت کرنا چاہیے۔ لیکن افسوس کہ ہم دُنیاوی لذتوں کو مقصود زیست سمجھ کر عالم بقا سے یکسر غافل اور بے پرواہ ہو چکے ہیں۔ اکثر لوگ دُنیاوی اسباب معاش کی تلاش میں بہت زیادہ جد وجہد کرتے ہیں۔ وہ سعادت اخرت حاصل کرنے کی راہ میں اس کا بیسواں حصہ بھی نہیں کرتے۔

[1] أحمد عبد الكريم نجيب ،موسوعہ الرد على الصوفيہ الطرق الصوفية وانتشار البدع باب الطرق الصوفيتوالبونستوالہرمسک مکتبہ شاملہ ج 61 ص52

اور مقام شکر و مسرت ہے کہ بانئ ریاست سوات اور والی سوات صاحب نے جیسا کہ ہمارے لوگوں کی معاشرتی اور تمدنی زندگی کو انتہائی زوال سے کمال عروج تک پہنچایا ہے اسی طرح ہماری روحانی اور اخروی ترقی پر بھی کامل توجہ مبذول کی اور پٹھانو کے لئے ہر ممکن سہولت فراہم کی ہے۔ من جملہ ان سب میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ بادشاہ صاحب نے عوام کی سہولت کی خاطر بعض مفید کتابوں کے اسان اور سلیس پشتو میں تراجم شائع کئے ہیں۔ اور اس طریقہ سے پشتو زبان کی کمی کو پورا کیا ہے۔ لیکن شرعی مسائل کی ایک ایسی جامع کتاب جس میں حنفی مذہب کے تقریبا تمام ضروری مسائل موجود ہوں پشتو زبان میں موجود نہ تھی اور اسکی ضرورت بہت زیادہ تھی ۔لہٰذا میں نے ان کے حکم عالی سے فتاوی ودودیہ کا اخری حصہ لکھا۔ اور جب میں دوسرا حصہ (قضاء) سے فارغ ہوا تو پہلے حصہ یعنی عبادت کی تالیف پر بھی حاکم اعلیٰ نے مامور کیا۔ میں نے اس کتاب کے تعمیل میں اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کی ہے۔

اپنے مذہب حنفی کی معتبر کتابوں اور مستند فتاؤوں سے ضروری مسائل چھانٹے اور پھر عام فہم سادہ اور اسان پشتو میں انہیں باب در باب قلم بند کر دئے۔ یہ بڑا فریضہ اس بندہ ناچیز کی شان سے بعید تھا لیکن محض اللہ پاک کے فضل و کرم سے اخر کار مکمل ہو گیا۔ اب دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی کرے کہ رب العزت کی بارگاہ اقدس میں قبول ہو اور میرے لئے توشہ اخرت بن جائے (امین)

کتاب کے متعلق چند ضروری ہدایات:

1: اس کتاب کے مسائل جن کتابوں سے لیئے گئے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

---

*325 - أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الْفَقِيهُ، ----- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّينِ , فَإِنَّ طَلَبَ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ» هَذَا حَدِيثٌ مَتْنُهُ مَشْهُورٌ , وَأَسَانِيدُهُ ضَعِيفَةٌ , لَا أَعْرِفُ لَهُ إِسْنَادًا يَثْبُتُ بِمِثْلِهِ الْحَدِيثُ وَاللَّهُ أَعْلَمُ .[1]

ترجمہ: ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر الفقیہ نے ۔۔۔ حضرت انس بن مالکؓ سے وہ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" علم کو حاصل کرتے جاؤ خواہ اس کے لئے چین جانا پڑے' بے شک علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے" اس حدیث کا متن مشہور ہے اور اس کے اسانید ضعیف ہے۔ میں اس کے لئے اسناد کو نہیں پہچانتا جو اس کے مثل حدیث کو ثابت کریں واللہ اعلم۔

ہدایہ، در مختار، ردالمحتار المعروف باشامی، فتاوی عالمگیری المعروف باہندیہ، فتاوی قاضی خان المعروف باخانیہ، بحر الرائق، مبسوط، مجمع الانہر، درالمنتقیٰ، خلاصۃ الفتاوی، طحطاوی، رسائل الارکان، مراقی الفلاح، شرح الوقایہ، کنزالدقائق، زیلعی، منیۃ المصلی، صغیری، کبیری، وغیرہ۔

---

[1] أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي (المتوفى: 458هـ) المدخل إلى السنن الكبرى ج1 ص241 دار الخلفاء للكتاب الإسلامي – الكويت

2: ہر مسئلے کا حوالہ باقاعدہ طور پر حاشیہ میں دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں مناسب مقامات پر دوسرے ضروری احکام، اشارات و نکات اور مفید باتیں بھی جگہ جگہ حاشیہ میں درج ہیں۔

3: بعض اہم مقامات کی ابتداء ایات مبارکہ وحدیث کی روشنی میں ترغیب و ترہیب کے مختصر مضمون کے ساتھ کی ہے۔ اکثر احادیث مبارکہ صحاح ستہ سے اور بعض دوسری کتب احادیث سے لی گئی ہیں۔ حدیث کا حوالہ بھی حاشیہ میں باقاعدہ طور پر درج ہے۔

4: بعض مسائل ایسے ہوتے ہیں کہ جن کی بابت پوچھتے ہوئے اکثر لوگ شرماتے ہیں۔ حالانکہ دین کے مسائل میں شرمانا مناسب نہیں۔ مشہور مقولہ ہے۔ کہ تین صورتوں میں شرمانہ خود پر ظلم کرنے کے مترادف ہوتا ہے۔

1: ایک ان پڑھ شخص کسی مسئلہ کے بارے میں عالم سے نہیں پوچھتا اور جہالت میں رہتا ہے۔

2: دوسرا وہ بھوکا جو کھانے کی موجودگی میں رسما کھانے سے انکار کریں۔

3: تیسرہ وہ بیمار جو طبیب کے سامنے اپنے مرض کو بیان نہ کریں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالی عنہا حضرت محمد ﷺ سے "حیض" کے متعلق کوئی مسئلہ دریافت کر رہی تھی۔

توساتھ یہ بھی کہا کہ یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ پاک بھی حق بات میں شرم نہیں فرماتے"*

---

*314- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ ابِي شَيْبَةَ، اخْبَرَنَا سَلَّامُ بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ ابْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَتْ اسْمَاءُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَيْفَ تَغْتَسِلُ احْدَانَا اذَا طَهُرَتْ مِنَ الْمَحِيضِ؟ قَالَ: «تَاخُذُ سِدْرَهَا وَمَاءَهَا فَتَوَضَّا، ثُمَّ تَغْسِلُ رَاسَهَا، وَتَدْلُكُهُ حَتَّى يَبْلُغَ الْمَاءُ اصُولَ شَعْرِهَا، ثُمَّ تُفِيضُ عَلَى جَسَدِهَا، ثُمَّ تَاخُذُ فِرْصَتَهَا فَتَطَّهَّرُ بِهَا» قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَيْفَ اتَطَهَّرُ بِهَا. قَالَتْ: عَائِشَةُ فَعَرَفْتُ الَّذِي يَكْنِي عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهَا: تَتَبَّعِينَ بِهَا اثَارَ الدَّمِ .

316 - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، اخْبَرَنِي ابِي، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ ابْرَاهِيمَ يَعْنِي ابْنَ مُهَاجِرٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، انَّ اسْمَاءَ سَالَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ قَالَ: «فِرْصَةً مُمَسَّكَةً». قَالَتْ: كَيْفَ اتَطَهَّرُ بِهَا قَالَ: «سُبْحَانَ اللَّهِ تَطَهَّرِي بِهَا وَاسْتَتِرِي بِثَوْبٍ»، وَزَادَ وَسَالَتْهُ عَنْ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ فَقَالَ: «تَاخُذِينَ مَاءَكِ فَتَطَّهَّرِينَ احْسَنَ الطُّهُورِ وَابْلَغَهُ، ثُمَّ تَصُبِّينَ عَلَى رَاسِكِ الْمَاءَ، ثُمَّ تَدْلُكِينَهُ حَتَّى يَبْلُغَ شُؤُونَ رَاسِكِ، ثُمَّ تُفِيضِينَ عَلَيْكِ الْمَاءَ» قَالَ: وَقَالَتْ عَائِشَةُ: «نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْانْصَارِ لَمْ يَكُنْ يَمْنَعُهُنَّ الْحَيَاءُ انْ يَسْالْنَ عَنِ الدِّينِ، وَانْ يَتَفَقَّهْنَ فِيهِ»[1]

ترجمہ: عثمان بن ابی شیبہ، سلام بن سلیم، ابراہیم بن مہاجر، صفیہ بنت شیبہ، حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اسماء بنت شکل انصاریہ جناب رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ جب کوئی عورت حیض

مطلب یہ تھا کہ دینی مسائل کی دریافت میں شرم جائز نہیں۔ اس وجہ سے میں پوچھ رہی ہوں۔ الغرض اس قسم کے مسائل ہماری مذہبی کتابوں میں الگ الگ لکھے گئے ہیں۔ میں نے اس کتاب میں ان مسائل کو یکجا کر کے باب مرتب کئے ہیں۔ اس لئے کہ بعض اوقات

---

[1] أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني (المتوفى: 275هـ) سنن أبي داود ص44ج1الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت

استاد شاگرد کواس قسم کے مسائل پڑھانا مناسب نہیں سمجھتے اور شاگرد کو خود مطالعہ کی ہدایت کرتے ہیں۔ تو شاگرد کے لئے خود مطالعہ کرنا اسان رہے گا۔

سے پاک ہو تو وہ غسل کس طرح کرے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیری کا ملا ہوا پانی لے کر پہلے وضو کرے پھر سر دھوئے اور سر ملے۔ یہاں تک کہ پانی اچھی طرح بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔ اس کے بعد اپنے تمام جسم پر پانی بہائے پھر اپنا فرصہ لے کر اس سے پاکی حاصل کرے۔ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس سے میں کس طرح پاکی کروں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جو بات آپ ﷺ نے اشارہ سے فرمائی تھی میں اس کو خوب اچھی طرح سمجھ گئی میں نے اس عورت سے کہہ دیا کہ جس جگہ خون لگا ہوا ہو اس کو صاف کر ڈال (پھر وہ جگہ پانی سے دھو لے)

316۔ عبید اللہ بن معاذ، ان کے والد۔ شعبہ، ابراہیم بن مہاجر، صفیہ بنت شیبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا اس کے بعد گزشتہ حدیث جیسی روایت بیان کی۔ آپؐ نے فرمایا مشک لگا ہوا فرصہ۔ تو اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس میں کس طرح صفائی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ صفائی کر و اور پھر چہرہ کو کپڑے سے ڈھانپ لیا۔ اس روایت میں مزید اضافہ ہے کہ انہوں نے غسل جنابت کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم پانی لے کر مکمل طور پر پاکی حاصل کر و اس کے بعد سر پر پانی ڈال کر ملو۔ یہاں تک کہ پانی بالوں کی جڑوں تک اچھی طرح پہنچ جائے۔ اس کے بعد اپنے جسم پر پانی ڈالو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انصاری عورتیں بہت اچھی تھیں ان کو حکمِ شرع معلوم کرنے اور مسئلہ کی اصل حقیقت دریافت کرنے میں کسی قسم کی حیا اور شرم مانع نہیں ہوتی تھی۔

فصل سوم: احکام شریعت اور فقہائے احناف کا تعارف

احکام شریعت:

احکام حکم کی جمع ہے اور حکم شریعت کے رو سے اس خطاب اللہ تعالیٰ وندی کو کہتے ہیں۔ جو کہ مکلف بندوں کے افعال واعمال کے ساتھ متعلق ہوں۔ حکم کی تین قسمیں مندرجہ ذیل ہیں۔

1: وہ حکم جس سے مراد فعل کرنا ہو (یعنی متضمن ہو معنٰی طلب کو گو حقیقتا ہو یا حکما)

2: وہ کہ جس سے مراد فعل نہ کرنا ہو (یعنی نہی)

3: وہ کہ جس میں کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہو۔ *

پس جس حکم میں طلبِ فعل ہو وہ چار قسم کے ہیں۔ یعنی فرض، واجب، سنت، نفل اور جس حکم میں فعل نہ کرنے کی طلب ہو وہ تین قسم پر ہیں۔ حرام، مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی۔ اور جس میں اختیار دیا گیا ہے ایک قسم پر ہے۔ یعنی مباح۔ **

اس سے معلوم ہوا کہ کل احکام شریعت اٹھ ہیں۔

1: فرض: فرض وہ ہے کہ جو دلیلِ قطعی سے ثابت ہو۔ اور اس کے متعلق یہ حکم ہے کہ اس کا منکر کافر ہے اور جو کسی خاص عذر کے بغیر چھوڑے تو وہ فاسق ہے اور عذاب کا مستحق ہے۔

*(الْمُتَعَلِّقُ بِافْعَالِ الْمُكَلَّفِينَ) يُخْرِجُ مَا لَيْسَ كَذَلِكَ فَبَقِيَ فِي الْحَدِّ نَحْوُ {وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ} [الصافات: 96] مَعَ انَّهُ لَيْسَ بِحُكْمٍ فَقَالَ (بِالِاقْتِضَاءِ) ايْ الطَّلَبِ وَهُوَ امَّا طَلَبُ الْفِعْلِ جَازِمًا كَالْايجَابِ اوْ غَيْرَ جَازِمٍ كَالنَّدْبِ وَامَّا طَلَبُ التَّرْكِ جَازِمًا كَالتَّحْرِيمِ اوْ غَيْرَ جَازِمٍ كَالْكَرَاهَةِ (اوْ التَّخْيِيرِ) ايْ الْابَاحَةِ [1]

ترجمہ: وہ حکم جو مکلف بندوں کے افعال کے متعلق ہو) اس قید سے خارج ہوا وہ جو اس طرح نہ ہو پس یہ ایک حد میں باقی رہ گیا جیسا [بے شک اللہ نے تم کو پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو] بمعہ یہ کہ یہ حکم نہیں پس فرمایا(بالا قتضاء) یعنی طلب اور وہ یا تو فعل کا طلب یقینی ہو گا جیسا واجب اور یا غیر یقینی جیسا مندوب اور جب طلب ترک ہو یقینا جیسا حرام یو غیر یقینی جیسا مکروہ اور یا اختیار ہو یعنی مباح۔

**ان فعل المكلف اما ان يترجح جانب فعله او تركه اولا يترجح والاول اما ان يكفر جاحده فهو الفرض اولا فاما ان يتعلق العقاب بتركه فهو واجب اولا فاما ان يكون ظاهراو اظبه النبى ﷺ فهو السنة المشهورة اولا فهو النفل والتطوع والمندوب والثانى اما ان يتعلق

[1] سعد الدين مسعود بن عمر التفتازاني (المتوفى: 793هـ) مكتبة صبيح بمصر بدون تاريخ عدد الأجزاء: 2 توضيح تلويح ص ۳۶ مکتبہ رحمانیہ ۔

اب فرض کی بھی دو قسمیں ہیں۔یعنی "فرض عین" اور "فرض کفایہ" فرض عین سے مراد وہ ہے جس کی ادائیگی ہر ایک کے لئے لازم ہے۔اور بغیر کسی عذر کے اس کو چھوڑنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے۔مثلا پانچ وقت کی نماز اور رمضان کے روزے وغیرہ۔*

فرض کفایہ وہ ہے کہ جس کی ادائیگی ہر کسی کے لئے لازم نہیں۔بلکہ چند ادمیوں کی ادائیگی سے دوسرے بھی بری الذمہ ہو جاتے ہیں۔اور اگر کوئی بھی اسے ادا نہ کرے تو سب گناہ گار ہو جاتے ہیں۔مثلاً نمازِ جنازہ وغیرہ**

2: واجب: واجب وہ ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو۔اس کی ادائیگی کے لئے بھی یہ حکم ہے۔کہ جو اسے بلا عذر اور بغیر تاویل کے ترک کرے تو فاسق اور مستحقِ عذاب ٹھہرتا ہے۔اس کا منکر فاسق تو ہے مگر کافر نہیں۔

العقاب باتیانہ فھو الحرام اولا فھو المکروہ والثالث ھو المباح [1]

ترجمہ: بے شک مکلف کا کام یا تو اس کے کرنے کے طرف کو راجح ہو گا یا چھوڑنے کو اور یا کسی بھی طرف کو راجح نہ ہو گا۔اور پہلا قسم یا تو اس کا منکر کافر ہو گا پس وہ فرض ہے یا کافر نہ ہو گا یا اس کے چھوڑنے پر سزا دیا جائے گا پس وہ واجب ہے یا نہیں دیا جائیگا۔پس یا تو وہ ظاہر ہو گا اور نبی ﷺ نے اس پر دوام کیا ہو گا پس وہ سنت مشہورہ ہو گا یا نہیں پس وہ نفل تطوع اور مستحب ہو گا اور دوسرہ قسم یا اس کے کرنے پر سزا متعلق ہو گا پس وہ حرام ہو گا اور یا نہ ہو گا پس وہ مکروہ ہے اور تیسرہ قسم وہ مباح ہے

*فالفرض ما ثبت وجوبہ بدلیل لاشبھۃ فیہ وحکمہ اللزوم علما وتصدیقا بالقلب وعملا بالبدن حتیٰ یکفرجاحدہ ویفسق تارکہ بلا عذر [2]۔

ترجمہ: پس فرض وہ ہے جس کا وجوب بلا شبہ دلیل سے ثابت ہو اور اس کا حکم لازم العمل ہے علماً اور تصدیق قلبی کے ساتھ اور سارے جوارح پر عملاً انفذ کرنا ہو گا یہاں تک کہ فرض کا منکر کافر ہے اور اس کو بلا عذر چھوڑنے والا فاسق ہے۔

ففرض العین : ھو ما یفترض القیام بہ علی کل مکلف بعینہ ،ولا یسقط بفعل بعض الناس عن بعض ۔ کاداء الصلوات المکتوبۃ،وصیام رمضان،واداءالزکاۃ،والجہاد فی سبیل اللہ ان کان النفیر عاما ،وکتعلم ما یحتاج الیہ العبد فی اقامتدینہ،واخلاص عملہ للہ تعالی ومعاشرۃ عبادہ سبحانہ [3]

ترجمہ: پس فرض عین وہ ہے جس پر عمل خاص ہر مکلف پر فرض ہے اور ایک کے ادا کرنے سے دوسرے کا ذمہ فارغ نہیں ہوتا جیسا کہ فرض نماز کی ادائیگی۔اور رمضان کے روزے،زکواۃ کو ادا کرنا اور اللہ کے راہ میں جہاد کرنا اگر عام لشکر کی اعلان ہوئی اور اتنا علم دین حاصل کرنا جس کو انسان روزمرہ زندگی گزارنے میں محتاج ہو اور ہر کام میں خالص اللہ تعالی کی رضا مدنظر رکھنا۔اور اللہ کے بندوں سے حسن سلوک سے پیش آنا۔

3: سنّت: سنت کی دو قسمیں ہیں۔سنت ہدیٰ اور سنت زائدہ۔

---

[1] البنبانی محمد یعقوب (م 1308ھ)الحاشیہ لمولینا محمد یعقوب البنبانی المشھور بمولوی الحسامی ص 247درمطبع پریس ھند وباھتمام پیاری لال کوٹ وارث وزیر آباد (سن 1310ھ)طبع اول

[2] حسام الدین محمدابن محمد الاخسیثی حسامی ص ۱۲۲ فصل فی عزیمۃ والرخصۃ۔مکتبہ مجیدیہ ملتان بدون التاریخ

[3] ابن ساعاتی الحنفی الامام مظفرالدین احمد بن علی بن ثعلب (م۶۹۴ھ)مجمع البحرین وملتقی النیرین فی الفقہ الحنفی ص 21 دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان الطبعۃ الاولیٰ ۲۰۰۵م

ا:سنّت مؤکدہ سے ہی مراد سنت ہدیٰ ہے۔اور یہ وہ سنت ہے کہ جسے حضور ﷺ ہمیشہ بطریق عبادت ادا فرماتے رہے ہیں۔اور بلا عذر بھی کبھی کبھی اس سے در گزر کرتے رہے ہیں۔اور اگر در گزر نہ بھی کیا ہو تو در گزر کرنے والے پر زجر نہ کیا ہو۔اس کے لئے حکم یہ ہے۔اس سے بلا عذر در گزر کرنے والا قابل ملامت تو ہے لیکن گنہگار نہیں۔لیکن جو کوئی اسے عادتاً ترک کرے گا تو وہ گنہگار ہے۔اور سنت جیسا کہ حضور کریم ﷺ کے فعل سے ثابت ہوتی ہے۔اس طرح خلفاء راشدین کے فعل سے بھی ثابت ہوتی ہیں۔

ب:سنت زائدہ سے مراد وہ ہے کہ جس کی پیروی نہ کرنے میں کوئی بُرائی اور کراہت نہیں ہے۔جیسا کہ حضور ﷺ کی عادات مبارکہ واخلاق مبارکہ یا لباس مبارکہ یا نشست برخاست مبارکہ وغیرہ۔اس کا حکم یہ ہے کہ اس کی ادائی گی نہ کرنے میں کوئی گناہ نہیں لیکن سنت نبوی ﷺ کی متابعت کی نیت سے ادا کرنے کے بدلہ میں ثواب ملتا ہے۔

** وفرض الکفایۃ: وھوا ما یلزم بہ جماعۃ المکلفین ۔فاذا قام بہ بعضھم سقط عن الباقین، وبترکہ یعصی المتمکنون من کلھم۔ ویتناول ما ھو دینی مثل غسل المیت والصلاۃ علیہ ،وحملہ، ودفنہ، واستماع القران الکریم ، وحفظہ۔۔۔ وما ھو دنیوی کاالصنائع المحتاج الیھا،وما ھو شامل لھما جمیعا کالامر بالمعروف،والنہی عن المنکر ،والجہادفی سبیل اللہ ان لم یکن النفیرعاما، وانقادالغریق واطفاً الحریق ونحوھا[1]

ترجمہ:اور فرض کفایہ وہ ہے کہ مسلمانوں کے ایک گروہ پر لازم ہو۔جب ایک گروہ یعنی بعض ادا کریں تو باقی تمام کا ذمہ فارغ ہوا اور اس کے چھوڑنے پر سب گنہگار رہینگے اور یہ ہماری دین کو سمٹ کرتا ہے جیسا کہ میت کو غسل دینا اور اس پر نمازِ جنازہ ادا کرنا اور اس کا کفن دفن کرنا اور قران مجید کا سننا اور قران کا حفظ کرنا۔۔۔اور ہر کہ دنیاوی ہے جیسا کہ کاریگر جس کو سارے لوگ محتاج ہو اور جو اس دنیا کیلئے شامل ہو گا جیسا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، جہاد فی سبیل اللہ جب عام حکم نہ ہو اور دریا میں غرق کو نکالنا اور جہاں آگ لگ گیا ہو اس کا بجھانا اور اس کے مانند اور۔

2 :الثانی واجب وھو ما ثبت بدلیل فیہ شبھۃ کصدقۃ الفطر والاضحیۃ فانھا ثبتا بخبر الواحد وحکمہ اللزوم عملا لا علما علی الیقین فھو مثل الفرض فی العمل دون العلم حتی لا یکفر جاحدہ[2]

ترجمہ: دوسرہ واجب ہے اور وہ یہ کہ ایسے دلیل پر ثابت ہوا ہو جس میں شبہ ہو جیسا کہ صدقہ فطر اور قربانی۔پس یہ دونوں ثابت ہے خبر واحد پر اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر عمل لازم ہے اور علما یقین اس پر ضروری نہیں پس یہ فرض کی طرح ہے عمل میں نا کہ علم میں یہاں تک کہ اس کا منکر کافر نہیں ہے۔

ا: وبلا منع الترك ان كان مما واظب عليه الرسول - صلى الله عليه وسلم - او الخلفاء الراشدون من بعده فسنة،[3]

---

[1] ابن ساعاتی الحنفی الامام مظفرالدین احمد بن علی بن ثعلب (م۶۹۴ھ)مجمع البحرین وملتقی النیرین فی الفقہ الحنفی ص 21 دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان الطبعۃ الاولیٰ ۲۰۰۵م

[2] نورالانوار ص 170 محولہ بالہ

[3] ابن عابدین شامی ص 102ج1 مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ بدون التاریخ

4: نفل: وہ فعل ہے کہ جس کی اچھائی پر ایک قسم کی دلیل موجود ہو اور حضور ﷺ نے اس پر مواظبت نہ کر چکے ہوں۔ اسکا حکم یہ ہے کہ اس کی ادئی گی میں ثواب ہے اور اسکے نہ کرنے میں کوئی عذاب نہیں ہے۔ اور مندوب، ادب، تطوع (نفل) فضیلت اور مستحب بھی اسی قسم کے ہیں۔

5: حرام: حرام اسے کہتے ہیں۔ جو دلیل قطعی سے ثابت ہو۔ حکم اس کا یہ ہے کہ اس کا منکر کافر ٹھہرتا ہے۔ اور بلا عذر اسے کرنے والا فاسق اور مستحق عذاب ہے۔

6: مکروہ تحریمی: مکروہ تحریمی وہ ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو اس کے لئے بھی یہ حکم ہے کہ بغیر عذر کے اسے کرنے والا گنہگار ہے ۔اور اس کا منکر فاسق ہے جیسا کہ منکرِ واجب فاسق ہے۔

7: مکروہ تنزیہی: مکروہ تنزیہی وہ ہے جس کا نہ کرنا اچھا ہوتا ہے۔ اور جس کے کرنے میں کوئی گناہ یا عتاب نہیں۔ مکروہ تنزیہی حلال سے قریب ہوتا ہے۔ اور مکروہ تحریمی حرام کے نزدیک ہوتا ہے۔

8: مباح: وہ فعل ہوتا ہے جس کے کرنے میں کوئی ثواب نہیں اور نہ کرنے میں کوئی گناہ یا برائی بھی نہیں (*)

ترجمہ: اور چھوڑنے والے کے ملامتی کے بغیر اگر اس پر نبی اکرم ﷺ نے دوام کیا ہو یا خلفاء راشیدین نے اور اس کے بعد والوں نے تو یہ سنت ہے

ب: والثانی الزوائد وتارکھا لا یستوجب اساءۃ کسیر النبی ﷺ فی لباسہ وقعودہ وقیامہ یثاب المرء علیٰ فعلھا ولا یعاقب علیٰ ترکھا [1]

ترجمہ: اور دوسرہ سنن زوائد ہے اور اس کا چھوڑنے والا گناہ کا مستحق نہیں ہے جیسا کہ حضور ﷺ کے عادات مبارک لباس اور اٹھنا بیٹھنا کہ اس کے کرنے پر ثواب ملتا ہے اور اس کے نہ کرنے پر عذاب نہیں ملتا۔

4: والنفل ومنه المندوب یثاب فاعله ولا یسيء تاركه، قیل: وهو دون سنن الزوائد.[2]

ترجمہ: اور نفل اور اس میں سے مندوب یعنی مستحب ہے کہ اس کے کرنے والے کو ثواب ملتا ہے اور نہ کرنے والے کو گناہ نہیں ہوتا اور بعض نے کہا ہے کہ یہ سنن زوائد سے کم ہے۔

والثانی واجب وھوما ثبت بدلیل فیہ شبھۃ۔۔۔والرابع النفل وھوما یثاب الحرء علی فعلہ ولا یعاقب علیٰ ترکہ ۔[3]

ترجمہ: دوسرہ واجب ہے اور وہ یہ کہ جو ایک ایسے دلیل سے ثابت ہو جس میں شک ہو۔۔۔ اور چہارم نفل ہے اور وہ یہ کہ اس کے

....

---

[1] نورالانوار ص 171 محولہ بالہ

[2] ابن عابدین شامی 103ج1 محولہ بالہ

[3] ملاجیون شیخ احمد (م ١١٣٠)نورالانوار ص١٧٠ مبحث الاحکام المشروعۃ فصل المشروعات علی النوعین مکتبہ کلام کمپنی کراچی بدون تاریخ

کرنے پر آزاد بندہ کو ثواب اور نہ کرنے پر عذاب نہیں ملتا۔

(*)اما ان یتعلق العقاب باتیانہ فھو الحرام اولا فھو المکروہ والثالث ھو المباح۔[1]

ترجمہ: یا تو کام کرنا متعلق ہو کہ اس کے کرنے پر عذاب ملتا ہو تو حرام ورنہ مکروہ اور تیسرہ وہ مباح ہے

اور علامہ تفتازانیؒ نے وجہ حصر یہ لکھا ہے

فَاعْلَمَ انَّ مَا يَاتِي بِهِ الْمُكَلَّفُ، امَّا وَاجِبٌ اوْ مَنْدُوبٌ اوْ مُبَاحٌ اوْ مَكْرُوهٌ كَرَاهَةَ تَنْزِيهٍ اوْ مَكْرُوهٌ كَرَاهَةَ تَحْرِيمٍ اوْ حَرَامٌ فَهَذِهِ سِتَّةٌ، ثُمَّ لِكُلِّ وَاحِدٍ طَرَفَانِ طَرَفُ الْفِعْلِ وَطَرَفُ التَّرْكِ يَعْنِي عَدَمَ الْفِعْلِ فَصَارَتْ اثْنَيْ عَشَرَ فَفِعْلُ الْوَاجِبِ وَالْمَنْدُوبِ مِمَّا يُثَابُ عَلَيْهِ وَفِعْلُ الْحَرَامِ وَالْمَكْرُوهِ تَحْرِيمًا وَتَرْكُ الْوَاجِبِ مِمَّا يُعَاقَبُ عَلَيْهِ وَالْبَاقِي لَا يُثَابُ، وَلَا يُعَاقَبُ عَلَيْهِ فَلَا يَدْخُلُ فِي شَيْءٍ مِنْ الْقِسْمَيْنِ وَانْ ارِيدَ بِالنَّفْعِ عَدَمُ الْعِقَابِ وَبِالضَّرَرِ الْعِقَابُ فَفِعْلُ الْحَرَامِ وَالْمَكْرُوهِ تَحْرِيمًا وَتَرْكُ الْوَاجِبِ يَكُونُ مِنْ الْقِسْمِ الثَّانِي ايْ مِمَّا يُعَاقَبُ عَلَيْهِ وَالتِّسْعَةُ الْبَاقِيَةُ تَكُونُ مِنْ الْاوَّلِ ايْ مِمَّا لَا يُعَاقَبُ عَلَيْهِ وَانْ ارِيدَ بِالنَّفْعِ الثَّوَابُ وَبِالضَّرَرِ عَدَمُ الثَّوَابِ فَفِعْلُ الْوَاجِبِ وَالْمَنْدُوبِ مِمَّا يُثَابُ عَلَيْهِ، ثُمَّ الْعَشَرَةُ الْبَاقِيَةُ مِمَّا لَا يُثَابُ عَلَيْهِ عَلَيْهَا وَيُمْكِنُ انْ يُرَادَ بِمَا لَهَا وَمَا عَلَيْهَا مَا يَجُوزُ لَهَا وَمَا يَجِبُ عَلَيْهَا فَفِعْلُ مَا سِوَى الْحَرَامِ وَالْمَكْرُوهِ تَحْرِيمًا وَتَرْكُ مَا سِوَى الْوَاجِبِ مِمَّا يَجُوزُ لَهَا وَفِعْلُ الْوَاجِبِ وَتَرْكُ الْحَرَامِ وَالْمَكْرُوهِ تَحْرِيمًا مِمَّا يَجِبُ عَلَيْهَا بَقِيَ فِعْلُ الْحَرَامِ وَالْمَكْرُوهِ تَحْرِيمًا وَتَرْكُ الْوَاجِبِ خَارِجَيْنِ عَنْ الْقِسْمَيْنِ وَيُمْكِنُ انْ يُرَادَ بِمَا لَهَا وَمَا عَلَيْهَا مَا يَجُوزُ لَهَا وَمَا يُحَرَّمُ عَلَيْهَا فَيَشْمَلَانِ جَمِيعَ الْاصْنَافِ [2]

ترجمہ: تو جان لیں کہ مکلف جو افعال سر انجام دیتا ہے وہ افعال یا تو واجب ہوں گے یا مندوب یا مباح یا مکروہ تنزیہی یا مکروہ تحریمی اور یا حرام ہوں گے پس یہ چھ قسمیں ہو گئیں۔ان میں سے ہر ایک قسم کی دو جہتیں ہیں۔طرف فعل اور طرف ترک یعنی عدم فعل اور اس طرح یہ کل بارہ قسمیں ہو گئیں۔پس فعل واجب اور فعل مندوب ان افعال میں سے ہیں جن پر سزا دی جائے گی۔اور باقی قسموں (فعل مکروہ تنزیہی، ترک حرام، ترک مکروہ تحریمی، ترک مندوب، فعل مباح اور ترک مباح) پر نہ تو ثواب دیا جائے گا نہ عقاب۔لٰہذا یہ قسمیں مذکورہ دونوں قسموں (ثواب، عقاب) میں شامل نہیں ہوں گے۔اگر نفع مالھا سے عدم عقاب اور ضرر علیھا سے عقاب مراد لیا جائے تو فعل حرام، مکروہ تحریمی اور ترک واجب قسم ثانی یعنی مما یعاقب علیہ جن پر سزا ملتی ہے میں داخل ہوں گے اور باقی نو قسمیں قسم اول یعنی مما لا یعاقب علیہ میں داخل ہوں گے۔اگر نفع مالھا سے ثواب اور ضرر علیھا سے عدم ثواب مراد لیا جائے تو اس صورت میں فعل واجب اور فعل مندوب مما یثاب علیہ میں داخل ہوں گے اور ما لھا میں مندرج ہوں گے اور ان کے علاوہ باقی بقیہ دس قسمیں لا یثاب علیہ میں داخل ہوں گی۔اور چوتھا احتمال یہ ہے کہ مالھا سے مایجوز لھا اور ماعلیھا سے ملجب علیھا مراد ہوں اس صورت میں

ائمہ اربعہ (فقہائے احناف کا تعارف)

[1] البنبانی محمد یعقوب (م 1308ھ)الحاشیہ لمولینا محمد یعقوب البنبانی المشھور بمولوی الحسامی ص 247درمطبع پریس ھند وباھتمام پیاری لال کوٹ وارث وزیر آباد (سن 1310ھ)طبع اول

2 السعد التفتازاني سعد الدين مسعود بن عمر التفتازاني (712 - 793 هـ = 1312 - 1390 م) : شرح التلويح على التوضيح الناشر: مكتبة صبيح بمصر الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ عدد الأجزاء: 2

مذاہب کے ائمہ چار ہیں۔ جن کے مذاہب اسلامی دنیا میں رائج اور مقبول ہیں۔امام اعظم ابو حنیفہؒ،امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ۔ان چاروں نے اپنی زندگیاں خدمت علوم اور اجتہادِ فقہی مسائل میں بسر کیں۔اور کمال عرق ریزی کے ساتھ اسلام کی عظیم الشان خدمات بجالائے ہیں۔ان سب کے مابین شرعی اصولی اختلاف تو کوئی نہیں۔ مگر فروع میں اجتہادی اختلاف ان میں چلاایا ہے۔ ہر امام کے مقلدین ہر دور میں بکثرت موجود تھے اور اب بھی ہیں۔ لیکن امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مذہب کو جو فوقیت ، مقبولیت عامہ اور جاذبیت تامہ حاصل ہے وہ دوسرے مذاہب کو نصیب نہیں ہم سب امام اعظمؒ کے مقلد ہیں۔ جن کا مرتبہ دوسرے اماموں سے بلند ہے۔اس لئے اپؒ امام اعظمؒ کے نام سے مشہور ہیں۔ مناسب ہوگا کہ اس موقع پر امام اعظمؒ اور ان کے صاحبینؒ کے مختصر حالات بیان کروں۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ:

امام اعظمؒ کے والد محترم کا نام گرامی ثابتؒ تھا، جو کوفہ شہر میں پیدا ہوئے۔ تجارت ان کا زریعہ معاش تھا۔80ھ میں جب ان کی عمر چالیس سال ہو گئی تو قدرت نے ان کے ہاں ایک فرزند تولد کیا جس کا نام نعمان رکھا گیا۔اگے چل کر یہی "نعمان" امام اعظمؒ مشہور ہوئے۔امام صاحب کا نام نعمانؒ ہے،لقب امام اعظمؒ اور کنیت ابو حنیفہؒ ہے۔ لیکن یہ کنیت حقیقی نہیں بلکہ وصفی ہے۔یعنی ابو الملۃ حنفیہ جیسا کہ قران پاک میں بھی اللہ تعالیٰ وند پاک نے مسلمانوں کو مخاطب فرمایا ہے۔وَتَّبِعُوا مِلَّةَ ابْرَاهِيمَ حَنِيفًا (95) ہمارے امام صاحب کے لئے بھی اسی مناسبت سے یہ کنیت پسند

کی گئی۔امام صاحبؒ کے اغاز شباب تک چند صحابہ کرام بھی زندہ تھے۔ حضرت انس بن مالکؓ جو کہ حضور ﷺ کے خاص خادم تھے، 93ھ میں فوت ہوئے۔ سہل بن سعیدؓ نے 91ھ میں رحلت فرمائی۔اور ابو طفیل عامرؓ بن واثلہ تو 100ھ تک زندہ رہے۔اس لیئے اکثر علماء امام صاحب کو تابعی کہتے ہیں۔ کیونکہ حضرت انسؓ جیسے صحابی کو امام صاحب دیکھ چکے تھے۔امام صاحب نے فقہ کی تحصیل متعدد علماء سے کی ہے۔ لیکن زیادہ تر حمادؒ صاحب سے پڑھی۔انہیں امام صاحب دوسرے فنون میں بھی مہارت حاصل تھی۔ لیکن انہوں نے محسوس کیا کہ شرعی تفصیلی احکاموں کی یک جائی اور تدوین کی از حد ضرورت ہے۔اس وجہ سے اپنی تمام تر توجہ اس طرف مبذول کی۔ اور فقہی مسائل کو ایسے کمالِ تحقیق اور جانفشانی سے مکمل یکجا کیا اور پھر ان کی تدوین ایسے احسن طریقے سے کی کہ جن سے امام

حرام اور مکروہ تحریمی کے ماسوائ کا فعل اور واجب کے ماسوائ کا ترک یجوزلہ میں داخل ہوں گے اور فعل واجب، ترک حرام اور ترک مکروہ تحریمی دونوں قسموں سے خارج ہوگی۔ پانچواں احتمال یہ ہے کہ مالھا سے مایجوزلہا اور ماعلیھا سے مایحرم علیھا مراد لیا جائے اس صورت میں جملہ اقسام شامل ہوں گے۔

صاحب اسمانِ فصاحت کے افتاب علمتاب کی حیثیت سے ابھرے۔اور ان کے مذہب کو مذاہب میں عالمگیر شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی۔ اجتہاد ،ذہانت ، باریک بینی، لطافت طبع،عبادت وریاضت،استغناء، حق گوئی اور استقلالِ مزاج وغیرہ امام صاحب کے مشہور

ومعروف اوصاف ہیں۔ اس ضمن میں کُتبِ تواریخ میں مؤرخین اور سوانح نگاروں نے ان کے متعلق بہت واقعات نقل کئے ہیں۔ جن کی تفصیل کی گنجائش یہاں نہیں۔ امام صاحب کی سخاوت وفیاضی بھی مشہور ہیں۔ ذریعہ معاش چونکہ تجارت تھی۔ لہٰذا فارغ البال تھے۔ لین دین کے معاملات کمال ایمانداری سے کرتے تھے۔ اور علماء کرام ومشائخ عظام کے لئے اپنے خزانے سے وظیفے مقرر کئے تھے۔ حتّٰی الوسع غریبوں کی امداد بھی کھلے دل سے کرتے اور اکثر طلباو غرباءؑ کے لئے وظائف بھی مقرر کئے تھے۔

132ھ میں خلافت بنی امیّہ کا خاتمہ ہوا۔ اور عباسی دور خلافت شروع ہوا۔ عباسی خلیفہ اول ابوالعباس سفاح جب چار سال حکومت کرنے کے بعد 136ھ میں فوت ہوا۔ توان کا بھائی منصور تخت نشین ہوا۔ جب منصور نے بغداد کو اپنادارالخلافہ مقرر کیا۔ اور 146ھ میں بغداد ایا۔ توامامؒ صاحب کے نام پایہ تخت پر حاضری کا فرمان روانہ کیا۔ امام صاحب بنوامیہ کی تباہی کے بعد مکہ معظمہ سے اکر اپنے ابائی وطن کوفہ میں مقیم تھے۔ حسب الحکمِ خلیفہ امام صاحب جب بغداد پہنچے تو خلیفہ نے انہیں منصب قضاء سنبھالنے کی دعوت دی۔ امام صاحب نے صاف انکار کیا کہ میں قاضی ہونے کا قابل نہیں ہوں۔ منصور غصّہ ہوئے اور امام صاحب سے کہا کہ تم جھوٹے ہو۔ امام صاحب نے کہا کہ اگر جھوٹا ہوں تو پھر دروغ گو شخص قاضی نہیں ہو سکتا۔ اور اگر سچا ہوں تو اہل نہیں ہوں۔ وجوہات انکار یہ تھیں اصل میں حقوق العباد کے سبب قضاء کی ذمہ داری بہت زیادہ تھی۔ توامام صاحب نے محض اللہ تعالیٰ ترسی کی وجہ سے منصب قضاء جیسا عظیم بار اٹھانے سے انکار کیا۔ اس پر منصور بہت غصّہ ہوااور امام صاحب کو قید کی سزادی۔ لیکن یہ قید ایک قسم کی نظر بندی تھی۔ لہٰذا اس حالت میں طالبان علم کمال جوق درجوق اپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ اور امام صاحب کے درس اور فیض صحبت سے استفادہ کرتے تھے۔ لیکن افسوس کہ ماہ رجب 150ھ میں امام صاحب اسی قید میں ہی قیدِ حیات سے ازاد ہوگئے۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے۔ کہ منصور کوامام صاحب کی ذات سے کچھ اندیشے تھے۔ کیونکہ منصور نے ساداتِ کرام پر بے انتہا ظلم کئے تھے۔ چنانچہ سادات کرام نے ان کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ یہاں تک کہ امام مالکؒ نے بھی ان کی تائید میں فتویٰ دیا تھا۔ اور جب سید ابراہیم نے علم خلافت بلند کیا۔ تو دوسرے پیشوایان مذاہب کی طرح امام صاحبؒ نے بھی سید ابراہیم کی تائید کی۔ ابراہیم نے مردانہ دار مقابلہ کیا لیکن بصرہ میں شہید ہوئے۔ منصور غالب ایا۔ تو اس کے بعد امام صاحبؒ کو نظر بند کر دیا توامام صاحب کی ہاں مخلوق خُدا کے آمد ورفت روز بروز بڑھنے لگی۔ منصور کو جو خدشہ پہلے سے تھا اب بھی زائل نہیں ہوا۔ اخر کار اسکے حکم سے امام صاحب کو حالت بے خبری میں زہر دیا جائے۔ امام صاحب نے جب زہر کا اثر محسوس کیا تو فوراً سجدے میں گرپڑے اور اسی عالم میں جان شرین جان افرین کے حوالے کر دی اور روحِ مبارک نے عالم اقدس کو پرواز کیا۔ اپ کا روضہ بغداد میں اج تک زیارت گاہ خاص وعام ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

اس زمانے میں اندلس کے سوا عالم اسلام (اسلامی دنیا) کا کوئی گوشہ ایسا نہیں تھا۔ کہ جس میں امام صاحب کے شاگرد نہ ہوں۔ ان کے شاگرد اطراف واکناف میں موجود تھے۔ اور ان کے شاگردوں میں بہت سارے افراد بام عروج تک پہنچ چکے تھے، اور غیر معمولی شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ اور فقہ حنفی کی تدوین وترتیب میں امام صاحب کے دست وبازوں تھے۔ اور اکثر مسائل میں امام

صاحب کے قول کے ساتھ ان کے اقوال بھی مذکور ہیں(اور یہ بھی امام صاحب کا ایک قول مانا جاتا ہے) ۔ان میں دو افراد قابلِ ذکر ہیں۔ امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ

امام ابویوسفؒ:

قاضی ابویوسف بنا بر اختلاف اقوال 113ھ یا 110ھ کو کوفہ میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں حصول علم کے شائق تھے۔ لیکن ان کے والد اجازت نہیں دیتے تھے۔ وہ ایک غریب ادمی تھے۔ جو کہ محنت مزدوری کر کے پیٹ پالتے تھے۔ان کی یہ ارزو تھی کہ ابویوسف کوئی ہنر اور کسب سیکھیں تاکہ دُنیاوی کاروبار کریں لیکن اسکے باوجود ابویوسفؒ کو فرصت ملتی تو علماء کے ہاں حاضر ہوتے تھے۔ اور تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ایک دفعہ وہ امام اعظمؒ کے درس میں بیٹھے تھے کہ والد صاحب ائے اور ابویوسف کو زبردستی درس سے اٹھا کر گھر لے گئے۔ پھر انہیں گھر میں نصیحت کی کہ میرے بیٹے، ابوحنیفہ کو اللہ تعالی نے بڑی دولت دی ہے۔ تو تم اس کی ہمسری مت کرو۔ اس کے بعد ابویوسفؒ نے مجبوراً انا جانا چھوڑ دیا۔ تین چار دن گزرے تو امام صاحبؒ نے لوگوں سے پوچھا کہ یعقوب کیوں نہیں اتا۔ تو پھر ابویوسف حاضر ہو کر ساری کیفیت بیان کی۔ تب امام صاحبؒ نے اسے سو(100) روپیہ پر مشتمل ایک تھیلی دی اور یہ بھی فرمایا کہ جب یہ رقم صرف ہو جائے۔ تو مجھے اطلاع دو۔ چنانچہ اس کے بعد امام صاحبؒ وقتاً فوقتاً ان کے مدد کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ابویوسف صاحب جملہ فنون میں کمال تک پہنچ گئے۔ اور استاد وقت بن گئے اور خصوصاً علوم فقہ میں ''امام'' کے لقب سے یاد ہوئے۔

166ھ میں خلیفہ مہدی عباسی نے انہیں عہدۂ قضاء پر مامور کیا۔ اور پھر مہدی کے بعد ہادی کے دور میں بھی قاضی رہے۔ ہادی کے بعد جب ہارون الرشید نے ان کے علمی کمالات دیکھے تو اپنے قلمرو اور تمام اسلامی ممالک کا قاضی القضاۃ مقرر کیا۔ کہ اس وقت تک یہ مرتبہ تاریخ اسلامی میں کسی کو نہیں ملا تھا۔ محکمہ قضاء میں قاضی صاحب نے جو ترقی کے بلند مدارج طے کئے ہیں۔ان کی تفصیل ان اوراق میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ اخر کار جمعرات کے دن دوپہر کے وقت پانچ ربیع الاول 182ھ میں جامِ حیات بھر گیا اور دار فانی سے دار بقاء کو رحلت کر گئے۔ اپ دولتمند تھے لیکن دولت کارِ خیر میں صرف کرتے رہے۔ مرتے وقت وصیت فرمائی کہ چار لاکھ کی رقم مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، کوفہ اور بغداد کے فقیروں میں تقسیم کی جائے۔(رحمۃ اللہ علیہ)

امام محمدؒ بن حسن الشیبانی:

امام محمد بن حسن الشیبانی 135ھ میں شہر واسط میں پیدا ہوئے۔ سن بلوغت کے اغاز میں کوفہ گئے۔ اور تحصیل علم میں مصروف ہوئے، محدثین، فقہاء اور علماء کی صحبتوں میں اکثر رہا کرتے تھے۔ خصوصاً امام اعظمؒ سے علم فقہ میں بہت استفادہ کیا اور امام اعظمؒ کی وفات کے بعد امام محمدؒ نے بقایا علوم کی تکمیل امام ابویوسفؒ سے کی۔ پھر مدینہ منورہ میں تین سال امام مالکؒ سے علم حدیث حاصل کیا۔ بیس سال کی عمر میں اپ خود مستند فاضل بن گئے۔ اور درس کے لئے بیٹھے۔ بہت جلد اپ کو اللہ تعالیٰ داد مقبولیت اور جاذبیت حاصل

ہوئی۔اور بے شمار تشنگانِ علم اس دریائے فیض سے سیراب ہونے لگے۔اور جب ہارون الرشید کو ان کی عظمت اور عالمانہ شان کا پتہ چلا تو عہدہ قضاء پر مامور کیا۔اور اکثر اپنے ساتھ رکھتے تھے۔189ھ میں جب ہارون الرشید "رے" چلے گئے تو امام صاحبؒ ساتھ تھے۔رے کے نزدیک رنبوایہ نامی گاؤں میں پہنچے تو امام صاحب جہان فانی سے رخصت ہوگئے۔اور روح مبارک قفس عنصری سے عالم بالا کو پرواز کرگئی۔امام کسائیؒ جو علم نحو کے امام گزرے ہیں۔اسی سفر میں خلیفہ کے ہم رکاب تھے۔اور اتفاقا اسی سفر میں اسی مقام پر وہ بھی رحلت فرم اگئے۔ہارون الرشید کو ان دواماموں کی رحلت کا شدید صدمہ ہوا۔تب اس نے حالت غم میں کہا۔کہ اج ہم نے فقہ اور نحو کو اس جگہ دفن کردیا۔

امام محمدؒ کے شاگردوں میں بھی بڑے نامور عالم گزرے ہیں۔اور اس سلسلہ میں امام شافعیؒ کانام گرامی قابل ذکر ہے۔وہ اکثر کہتے تھے۔کہ میں نے امام محمدؒ سے بارِ شتر (اونٹ کے بار) جتنا علم حاصل کیا ہے وعنه(وباسناده عن الشافعي)"قال حملت عن محمد بن الحسن وقري بختى كتبا"[1]*۔امام شافعیؒ ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔کہ امام محمدؒ کی مقبولیت دربارِ خلافت میں بہت زیادہ تھی۔میں ان کے ہاں اتاجاتا تھا۔میں نے دل میں سوچا کہ علم فقہ میں ان سے بہتر دوسرا کوئی نہیں۔لہٰذا میں ان سے مسائل پڑھتا رہا اور لکھتا بھی رہا۔امام محمدؒ کی عالمانہ عظمت اس سے بھی ثابت ہوتی ہے۔کہ ایک دفعہ امام احمد بن حنبلؒ سے کسی نے پوچھا کہ اپ نے یہ باریک مسائل کہاں سے حاصل کئے ہیں۔فرمایا کہ امام محمدؒ کی کتابوں سے۔رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔

اب اس بیان کے بعد ایک دوسری قابل ذکر بات یہ ہے کہ فقہاء کرام اختصار کے لئے کبھی کبھی /جگہ جگہ /گاہے گاہے خاص الفاظ استعمال کرتے ہیں۔مثلاً صاحبین، شیخین، طرفین

صاحبین سے مراد امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ صاحب

شیخین سے مراد امام اعظمؒ اور امام ابو یوسفؒ صاحب

طرفین سے مراد امام اعظمؒ اور امام محمدؒ صاحب

اس کتاب کے بعض مقامات میں اس قسم کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

---

* وعنه(وبإسناده عن الشافعي)"قال حملت عن محمد بن الحسن وقري بختى كتبا"

ترجمہ:۔کہ میں نے امام محمدؒ سے بارِ شتر (اونٹ کے بار) جتنا علم حاصل کیا ہے

---

[1] أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي (المتوفى: 676هـ)تهذيب الأسماء واللغات عنيت بنشره وتصحيحه والتعليق عليه ومقابلة أصوله: شركة العلماء بمساعدة إدارة الطباعة المنيرية يطلب من: دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان عدد الأجزاء: 4.ص98ج1 فصل فى احرف من مناقب وصفاته۔

7: جب میری یہ کتاب اختتام کو پہنچی تو زیادہ تحقیق کی غرض سے فاضل محقق ومدقیق ماہر المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول حضرت علامۃ الدہر مولانا واستاذ والد ماجد صاحب مدّت فیوضھم کے خدمت میں پیش کی۔ الحمدللہ انہوں نے عدم فراغت کے باوجود اس کتاب کا مطالعہ اول سے اخر تک کیا۔ توان کی ہدایت کے مطابق اور بھی مفید مضامین لکھے۔ اوران کے حکم کی تعمیل پوری کی۔ فجزاھم اللہ تعالی فی الدارین احسن الجزاء

العبد

حقیر فقیر محمد ابراہیم بونیری بازار گوئی کان اللہ لہ والوالدیہ واحسن الیھما والیہ

ابن جناب مولانا مولوی قاضی محمد عبدالمجید صاحب

مدرس دار العلوم حقانیہ واقع سیدو شریف ریاست سوات جمعۃ المبارک یکم ذی الحج 1369ھ

باب سوم

وضوء، غسل اور پانی کے احکام

کتاب الطہارت

الحمدلله رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوة والسلام علی خیرخلقه نبینا وشفیعنا ومولانامحمد وعلی اله واصحابه اجمعین

فصل اول: وضوء کے احکام

مبحث اول: وضوء اور غسل کی فضیلت

کیا وضو کرنا دوسری امّتوں کے لئے بھی تھا یا نہیں؟ اس بارے میں اختلاف موجود ہے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ نہیں تھا بلکہ یہ خصوصیت صرف اس امّت کی ہے۔ لیکن اکثر علماء کا کہنا ہے کہ دوسری امّتوں میں بھی تھا۔ البتہ یہ شرف امّتِ محمّدیہ ﷺ کو حاصل ہے کہ قیامت کے دِن اس امّت کے وضو کرنے والوں کے وضو والے اعضاء چمک رہے ہوں گے۔ وضو کی یہ فضیلت صرف امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لئے مخصوص ہے۔(*)

(*)وَالصَّلَاةُ مِنْ اعْلَى مَعَالِمِ الدِّينِ مَا خَلَتْ عَنْهَا شَرِيعَةُ الْمُرْسَلِينَ - صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ اجْمَعِينَ [1] -

ترجمہ: اور نماز دین کے اعلیٰ نشانیوں میں سے ہے اس سے کوئی بھی شریعت انبیاء کرام کا خالی نہ رہا۔ اللہ تعالیٰ کے درود اور سلام ان تمام انبیاء پر ہوں۔

لیکن صاحب در مختار وشامی نے مناسب تفصیل سے بیان کیا ہے۔

وَدُفِعَ بِانَّ وُجُودَهُ فِي الْانْبِيَاءِ لَا يَدُلُّ عَلَى وُجُودِهِ فِي امَمِهِمْ؛ وَلِهَذَا قِيلَ انَّهُ مِنْ خَصَائِصِ هَذِهِ الْامَّةِ بِالنِّسْبَةِ الَى بَقِيَّةِ الْامَمِ دُونَ انْبِيَائِهِمْ، لِحَدِيثِ الْبُخَارِيِّ «انَّ امَّتِي يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ اثَارِ الْوُضُوءِ»وَاجِيبَ بِانَّ الظَّاهِرَ مِنْهُ انَّ الْخَاصَّ بِهَذِهِ الْامَّةِ الْغُرَّةُ وَالتَّحْجِيلُ لَا اصْلُ الْوُضُوءِ، وَبِانَّ الْاصْلَ انَّ مَا ثَبَتَ لِلْانْبِيَاءِ يَثْبُتُ لِامَمِهِمْ، يُؤَيِّدُهُ مَا فِي الْبُخَارِيِّ مِنْ قِصَّةِ سَارَةَ مَعَ الْمَلِكِ انَّهُ لَمَّا هَمَّ بِالدُّنُوِّ مِنْهَا قَامَتْ تَتَوَضَّا وَتُصَلِّي، وَمِنْ قِصَّةِ جُرَيْجٍ الرَّاهِبِ انَّهُ قَامَ فَتَوَضَّا، قِيلَ يُمْكِنُ حَمْلُ هَذَا عَلَى الْوُضُوءِ اللُّغَوِيِّ. اقُولُ: حَيْثُ ثَبَتَ الْوُضُوءُ الشَّرْعِيُّ لِلْانْبِيَاءِ بِحَدِيثِ هَذَا وُضُوئِي الَخْ، فَحَمْلُ الْوُضُوءِ الثَّابِتِ لِامَمِهِمْ بِالْقِصَّتَيْنِ الْمَذْكُورَتَيْنِ عَلَى اللُّغَوِيِّ لَا بُدَّ لَهُ مِنْ دَلِيلٍ؛ لِانَّ الْاصْلَ عَدَمُ الْفَرْقِ.[2]

*ترجمہ: اور اس سے یہ اعتراض دفع ہوا کہ وضو کا ہونا گذشتہ انبیاء کرام میں ان کی اُمتوں میں موجود ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ اور اس وجہ سے بعض نے کہا ہے کہ وضو اس امت کی خاصیت ہے بنسبت دوسری امتوں کی نا کہ ان کی انبیاء کرام کی۔ کیونکہ بخاری کے شریف حدیث میں ہے " بے شک میرے اُمتی قیامت کے دن بلائے جائیں گے اور ان حالیکہ ان کے اعضاء وضو سے چمک رہے ہوگے " اور اس کا جواب

حدیث شریف 1: جس وقت مسلمان وضو کرتا ہے تو جب وہ منہ دھوتا ہے تو اس کی آنکھوں کے گناہ پاک ہو جاتے ہیں پانی کے ساتھ۔ یا فرمایا تھا کہ پانی کے اخری قطرے کے ساتھ(یہ راوی کا شک ہے) ۔ پھر جب ہاتھوں کو دھوتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ دور ہو جاتے ہیں پانی کے ساتھ یا فرمایا تھا اخری قطرے کے ساتھ۔ پھر جب دونوں پاؤں دھوتا ہے تو اسکے پاؤں سے گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ پانی سے یا فرمایا کہ پانی کے اخری قطرے سے۔ یہاں تک کہ وضو کرنے والا گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے۔

[1] محمد بن أحمد بن أبي سهل شمس الأئمة السرخسي (المتوفى: 483هـ) المبسوط ص4 ج1۔الناشر: دار المعرفة – بيروت الطبعة: بدون طبعة تاريخ النشر: 1414هـ - 1993م۔عدد الأجزاء: 30

[2] ابن عابدين، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي الحنفي (المتوفى: 1252هـ)رد المحتار على الدر المختار۔ص 208ج1 الناشر: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ بدون التاريخ۔

اس طرح دیاجاتاہے کہ اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتاہے کہ اس اُمت کے ساتھ اعضاء کا چمکدار ہوناخاص ہے نہ کہ صرف وضو،اور اصل میں جوانبیاء کیلئے ہوتاہے وہ ان کی امت کیلئے بھی ہوتاہے۔اور اس کی تائید بُخاری میں حضرت سارہ کے بادشاہ کے ساتھ پیش آنے والے واقعہ سے ہوتی ہے جب بادشاہ نے اس کے نزدیک ہونے کاارادہ کیاتو وہ وضواور نماز کیلئے اُٹھی۔اور اس طرح جر یج راہب کاقصہ کہ وہ اُٹھ گیااور وضو کیا۔اور بعض نے کہاکہ اس کاحمل لغوی وضو پر ہے۔میں کہتاہو جہاں وضو شرعی حدیث مبارک سے انبیاء کیلئے ثابت ہے تو وضو کاثابت ہوناان دونوں قصّوں سے ان کی امت کیلئے بھی ہے۔اور وضو لغوی کے اثبات کیلئے دلیل کی ضرورت ہے۔کیونکہ اصل میں عدم فرق ہے۔

1:*وعن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا توضا العبد المسلم او المؤمن فغسل وجهه خرج من وجهه كل خطيئة نظر اليها بعينيه مع الماء مع اخر قطر الماء فاذا غسل يديه خرجت من يديه كل خطيئة بطشتها يداه مع الماء او مع اخر قطر الماء فاذا غسل رجليه خرج كل خطيئة مشتها رجلاه مع الماء او مع اخر قطر الماء حتى يخرج نقيا من الذنوب)[1]. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہارسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔جب مسلمان یامومن آدمی وضو کرتاہے پس اپنا چہرہ دھوتاہے اس کے چہرے سے ہر گناہ نکل جاتاہے جس کی طرف اپنی دونوں آنکھوں کے ساتھ دیکھا تھا پانی کیساتھ یافرمایاپانی کے آخری قطرہ کے ساتھ جس وقت دھولیتاہے اپنے دونوں ہاتھ اس کے ہاتھوں سے ہر گناہ نکل جاتاہے کہ اُس کو پکڑا تھااس کے ہاتھوں نے پانی کیساتھ یافرمایاپانی کے آخری قطرہ کے ساتھ۔پس جب دھوتاہے پاؤں نکلتاہے ہر گناہ جس کی طرف اس کے پاؤں چلے تھے پانی کے ساتھ یافرمایاپانی کے آخری قطرہ کے ساتھ یہاں تک کہ گناہوں سے پاک ہو جاتاہے۔ (روایت کیاہے اس کو مسلم نے)

32 - (244) حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ انَسٍ، ح، وَحَدَّثَنَا ابُو الطَّاهِرِ، وَاللَّفْظُ لَهُ اخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ انَسٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ ابِي صَالِحٍ، عَنْ ابِيهِ، عَنْ ابِي هُرَيْرَةَ، انَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «اذَا تَوَضَّا الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ - اوِ الْمُؤْمِنُ - فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ الَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ - اوْ مَعَ اخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ -، فَاذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ اوْ مَعَ اخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ -، فَاذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ - اوْ مَعَ اخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ - حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ»[2]

یہ مضمون صحیح حدیث کاہے علماء کرام کہتے ہیں کہ اس حدیث میں مذکورہ گناہوں سے مراد،گناہ صغیرہ ہیں یعنی چھوٹے گناہ،انکھوں کے گناہ جیساکہ نامحرم عورت کو دیکھنا۔ہاتھوں کاگناہ جیساکہ بدنیتی سے چھونا،پاؤں کاگناہ کارِ گناہ کے لئے قدموں پر چلنا۔(1)

حدیث شریف2 *: حضرت انسؓ ایک ایسے جلیل القدر صحابی ہیں۔جنھوں نے دس سال حضور ﷺ کی خدمت کی ہے۔وہ ایک طویل حدیث میں فرماتے ہیں۔کہ حضور ﷺ نے مجھے فرمایااے انس! غسل جنابت میں زیادہ کوشش (مبالغہ کیاکرو یعنی جب تم پر غسل لازم ہو جائے تونہانے میں مبالغہ کر) ایساکرنے سے بے شک تم غسل خانے سے ایسی حالت میں نکلوگے کہ کسی گناہ سے تمھارہ

---

[1] مشکوۃ المصابیح ص 53 ج 1

[2] مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261هـ)الصحيح المسلم ص 125ج1 الناشر: قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی بدون التاریخ۔

جسم الودہ نہیں رہے گا۔(یہاں بھی گناہوں سے مراد صغیرہ(چھوٹے) گناہ ہیں) حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا! اے اللہ کے رسول ﷺ غسل میں مبالغے کا طریقہ کیا ہے؟ تو فرمایا کہ طریقہ یہ ہے کہ بالوں کی جڑوں کو خوب گیلا کرو

244-32: مجھے حدیث بیان کیا ہے سوید بن سعید نے، انس بن مالک، ح اور حدیث بیان کیا ہے ابو طاہر نے اور الفاظ اس کے ہیں مجھے خبر دی ہے عبد اللہ بن وہب نے مالک بن انس، سہیل بن ابی صالح سے، انھوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے ابی ہریرہؓ سے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب مسلمان آدمی وضو کرتا ہے یا مومن پس اپنا چہرہ دھوتا ہے اس کے چہرے سے ہر گناہ نکل جاتا ہے جس کی طرف اپنی دونوں آنکھوں کے ساتھ دیکھا تھا پانی کیساتھ یا فرمایا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ جس وقت دھولیتا ہے اپنے دونوں ہاتھ اس کے ہاتھوں سے ہر گناہ نکل جاتا ہے کہ اُس کو پکڑا تھا اس کے ہاتھوں نے پانی کیساتھ یا فرمایا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ۔ پس جب دھوتا ہے پاؤں نکلتا ہے ہر گناہ جس کی طرف اس کے پاؤں چلے تھے پانی کے ساتھ یا فرمایا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ یہاں تک کہ ہو جاتا ہے گناہوں سے پاک۔

(1) (خَرَجَتْ خَطَايَاهُ) تَمْثِيلٌ وَتَصْوِيرٌ لِبَرَاءَتِهِ، لَكِنَّ هَذَا الْعَامَّ خُصَّ بِالصَّغَائِرِ الْمُتَعَلِّقَةِ بِحُقُوقِ اللَّهِ تَعَالَى لِمَا سَيَأْتِي مَا لَمْ يَاتِ كَبِيرَةً، وَلِلْاجْمَاعِ عَلَى مَا حَكَاهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ، عَلَى انَّ الْكَبَائِرَ لَا تُغْفَرُ الَّا بِالتَّوْبَةِ وَانَّ حُقُوقَ الْادَمِيِّينَ مَنُوطَةٌ بِرِضَاهُمْ، كَذَا نَقَلَهُ ابْنُ حَجَرٍ وَفِيهِ: انَّهُ بِظَاهِرِهِ مُخَالِفٌ لِلنَّصِّ الْقَاطِعِ الَّذِي عَلَيْهِ مَدَارُ مَذْهَبِ اهْلِ السُّنَّةِ وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالَى {انَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ انْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ} [النساء: 48][1]

ترجمہ:(اس کے گناہ نکل گئے) یہ اس کی برأت کی مثال ہے لیکن اس عام پر ان صغائر کو جو حقوق اللہ کے ساتھ خاص ہیں جب تک کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کرے۔ اور اجماع اس پر ہے جس کی حکایت ابن عبد البر نے کی ہے کہ کبائر توبہ کے بغیر سے معاف نہیں ہوتے اور حقوق العباد ان کی رضاء پر منحصر ہے اسی طرح ابن حجر نے نقل کی ہے: کہ یہ اپنے ظاہر میں مخالف ہے اہل سنۃ کی نص قاطع کے جس پر اس مذہب کا دار و مدار ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے'' بے شک اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرتا اور اس سے کم کو معاف کرتا ہے جس کو چاہے''سورۃ النساء:48

۔اور بدن کو اچھی طرح صاف کرو(دوران غسل بدن کی صفائی کرنا یعنی رگڑنا یا مالش کرنا مستحب ہے کیونکہ خوب صفائی اسی طرح آتی ہے۔نہ کہ صرف بدن پر پانی ڈالنے سے) پھر نبی ﷺ نے حضرت انسؓ کو شفقت سے یوں مخاطب کیا'' اے میرے بچے! اگر تم ہر وقت باوضو رہ سکو تو یہ بھی بہت احسن ہے(یہ بھی مستحب ہے)اس لئے جو کوئی بھی باوضو مرے گا تو وہ شہادت کے مرتبے پر براجمان ہو گا(مضمون حدیث ختم ہوا)

(2):*3624 - حدثنا يحيى بن ايوب حدثنا محمد بن الحسن بن ابي يزيد الصدائي حدثنا عباد المنقري عن علي بن زيد عن سعيد بن المسيب : عن انس بن مالك قال : قدم رسول الله صلى الله عليه و سلم المدينة وانا ابن ثمان سنين فاخذت امي بيدي فانطلقت بي الى رسول الله صلى الله عليه و سلم فقالت : يا رسول الله انه لم يبق رجل ولا امراة من الانصار الا وقد اتحفتك بتحفة واني لا اقدر على ما

[1] علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري (المتوفى: 1014هـ) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ص9 ج2 (م،ش 345،1) مكتبہ رشیدیہ کوئٹہ بدون التاریخ۔

اتحفك به الا ابني هذا فخذه فليخدمك ما بدا لك فخدمت رسول الله صلى الله عليه و سلم عشر سنين فما ضربني ضربة ولا سبني سبة ولا انتهرني ولا عبس في وجهي وكان اول ما اوصاني به ان قال : (يا بني اكتم سري تك مؤمنا) فكانت امي وازواج النبي صلى الله عليه و سلم يسالنني عن رسول الله صلى الله عليه و سلم فلا اخبرهم به وما انا بمخبر سر رسول الله صلى الله عليه و سلم احدا ابدا وقال : (يا بني عليك باسباغ الوضوء يحبك حافظاك ويزاد في عمرك ويا انس بالغ في الاغتسال من الجنابة فانك تخرج من مغتسلك وليس عليك ذنب ولا خطيئة) قال : قلت : كيف المبالغة يا رسول الله ؟ قال (تبل اصول الشعر وتنقي البشرة ويا بني ان استطعت ان لا تزال ابدا على وضوء فانه من ياته الموت وهو على وضوء يعط الشهادة[1]

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو اس وقت میں دس سال کا تھا۔ تو میری ماں (ام سلیمؓ) مجھے رسول اکرم ﷺ کے پاس لے گئیں اور عرض کی: یارسول اللہ! انصار کے مردوں وعورتوں نے آپ کو تحائف پیش کیے اور میرے پاس میرے اس بچے کے علاوہ کوئی چیز نہیں تھی جو میں آپ ﷺ کو بطور تحفہ کے پیش کرتی میرے اس بچے کو قبول فرمالیں یہ آپ ﷺ کی خدمت کیا کرے گا۔ دس برس میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی اس پورے عرصے میں کبھی بھی مجھے آپ ﷺ نے نہ مارا اور نہ گالی دی اور نہ اپنے چہرے میں شکن لے آئے(تیوری چڑھائی) اور آپ ﷺ نے جو پہلی وصیت جس چیز پر کی فرمایا: اے میرے بچے ! میرے راز کو راز رکھو! تم مومن ہو جاؤں گے، پس میری ماں اور حضور ﷺ کی بیبیاں مجھ سے حضور ﷺ کے بارے میں پوچھتی تھی اور میں ان کو خبر نہیں دیتا تھا۔ اور ہمیشہ میں حضور ﷺ کے راز کو کسی کے سامنے بیان نہ کرتا، اور حضور ﷺ نے فرمایا: اے میرے بچے تم لازم پکڑو وضو کو کامل کرو تو تم سے تمہارے حفظہ ملائیک محبت کریگا اور تیری عمر زیادہ ہوگی اور اے انس! غسل جنابت میں خوب مبالغہ کرو بے شک تم اپنے غسل خانہ سے نکلوگے اور تم پر کوئی گناہ(صغیرہ) نہ رہیگا۔ تو انسؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ مبالغہ کیسا ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بالوں کے بیچ کو خوب گیلا کرو اور جِلد کو اچھی طرح صاف کرو اور اے بیٹے! تم ہمیشہ وضو میں رہو جتنی تمہاری طاقت ہو بے شک جس کو حالت وضو میں موت آئے اس کو شہید کا درجہ دیا جائیگا۔

مبحث دوم وضوء کے فرائض

(*)(یہاں وضو سے مراد صرف چار اعضاء کو دھونا ہے۔ استنجے کا بیان کتاب الطہارت کے آخر میں بالتفصیل آئے گا)

ایسی ہیں کہ ان میں سے ایک بھی چھوڑ دی جائے یا اس میں کچھ کمی آئے تو وضو درست نہیں ہوتا۔ انہیں رکن اور فرض کہتے ہیں۔ اور بعض امور ایسے ہیں کہ جن کے چھوڑنے سے وضو تو ہو جاتا ہے لیکن کرنے میں ثواب ہے اور نہ کرنے میں عتاب ہے۔ اور جو کوئی عادتا

[1] أحمد بن علي بن المثنى أبو يعلى الموصلي التميمي۔ مسند أبي يعلى ص 690۔الناشر : دار المأمون للتراث – دمشق الطبعة الأولى ، 1404 - 1984

چھوڑے گنہگار ہو جاتا ہے۔ایسے امور کو سنت کہتے ہیں۔اور بعض ایسے ہیں کہ جن کی ادائیگی میں ثواب ہے اور چھوڑ دینے میں کوئی گناہ یا عتاب نہیں،انہیں مستحب کہتے ہیں۔

مسئلہ 1: ایک بار پورا چہرہ (منہ) دھونا،ایک مرتبہ دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونااور ایک مرتبہ چوتھائی سر کا مسح کرنا،ایک ایک بار دونوں پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھونا۔وضو میں فقط یہ چار فرض ہیں۔اس لیئے وضو کو چار اندام (پشتو میں) بھی کہتے ہیں۔ان میں اگر ایک بھی چھوڑ دیا جائے یاان میں سے کسی میں ایک بال کے برابر جگہ بغیر دُھوئے رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا۔

(*)(قَوْلُهُ: عَبَّرَ بِالْأَرْكَانِ) أَيْ وَلَمْ يُعَبِّرْ بِالْفَرَائِضِ كَمَا عَبَّرَ غَيْرُهُ.(قَوْلُهُ: لِأَنَّهُ) أَيْ التَّعْبِيرَ الْمَأْخُوذَ مِنْ عَبَّرَ ط.(قَوْلُهُ: أَفْيَدُ) أَيْ أَكْثَرُ فَائِدَةً: قَالَ فِي الْمِنَحِ: لِأَنَّ الرُّكْنَ أَخَصُّ، وَلِيُنَبِّهَ عَلَى أَنَّ مُرَادَ مَنْ عَبَّرَ بِالْفَرْضِ الْأَرْكَانُ. اهـ.(قَوْلُهُ: مَعَ سَلَامَتِهِ الَخْ) اعْتَرَضَ بِأَنَّ كَمَا اعْتَرَفَ بِهِ فَرْضٌ دَاخِلُ الْمَاهِيَّةِ، فَهُوَ أَخَصُّ مِنْ مُطْلَقِ الْفَرْضِ وَلَازِمُ الْأَعَمِّ لَازِمٌ لِلْأَخَصِّ. وَأُجِيبَ عَنْهُ بِأَنَّ مَفْهُومَ الرُّكْنِ مَا كَانَ جُزْءَ الْمَاهِيَّةِ وَإِنْ لَزِمَ هُنَا أَنْ يَكُونَ فَرْضًا؛ لِأَنَّ الْمُعْتَبَرَ فِي الْمَاهِيَّاتِ الِاعْتِبَارِيَّةِ مَا اعْتَبَرَهُ الْوَاضِعُ عِنْدَ وَضْعِ الِاسْمِ لَهَا، وَلَمْ يُعْتَبَرْ فِي الرُّكْنِ ثُبُوتُهُ بِقَطْعِيٍّ أَوْ ظَنِّيٍّ.[1]

ترجمہ: یہ قول کہ ارکان سے تعبیر کیایعنی فرائض سے تعبیر نہیں کیاجیسا کہ مصنف کے علاوہ دوسروں نے کیا ہے،اور یہ قول لانہ یعنی وہ تعبیر جوعبر لفظ سے ماخوذ ہے۔اور یہ قول افید یعنی زیادہ فائدہ والے منح میں فرمایا گیا ہے کہ رکن خاص ہے اور اس پر تنبیہ کی ہے کہ جس نے فرائض سے تعبیر ارکان کیا ہے اور یہ قول مع سلامتہ اس پر اعتراض کیا جیسا کہ اس کے فرض کی ماہیت میں داخل ہونے پر اعتراف کیا۔پس وہ خاص ہے مطلق فرض سے اور عام کیلئے لازم خاص کے لئے بھی لازم ہے۔اور اس سے جواب دیا جاتا ہے کہ رکن کا مفہوم یہ ہے کہ ماہیت کا جز ہو گا اور اگر وہاں لازم ہوا کہ یہ فرض ہے کیونکہ ماہیات میں اعتبار واضع کے وضع کی ہے جب وہ کسی نام کو وضع کرتا ہے اور یہ رکن میں معتبر نہیں کسی ثبوت یقینی یا ظنی سے.

مسئلہ 1: (وَأَمَّا) أَرْكَانُ الْوُضُوءِ فَأَرْبَعَةٌ: (أَحَدُهَا) : غَسْلُ الْوَجْهِ مَرَّةً وَاحِدَةً، لِقَوْلِهِ تَعَالَى {فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ} [المائدة: 6]---(وَالثَّانِي) غَسْلُ الْيَدَيْنِ مَرَّةً وَاحِدَةً لِقَوْلِهِ تَعَالَى {وَأَيْدِيَكُمْ} [المائدة: 6] وَمُطْلَقُ الْأَمْرِ لَا يَقْتَضِي التَّكْرَارَ. وَالْمِرْفَقَانِ يَدْخُلَانِ فِي الْغَسْلِ عِنْدَ أَصْحَابِنَا الثَّلَاثَةِ,---(وَالثَّالِثُ) : مَسْحُ الرَّأْسِ مَرَّةً وَاحِدَةً لِقَوْلِهِ تَعَالَى {وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ} [المائدة: 6]---(وَالرَّابِعُ) غَسْلُ الرِّجْلَيْنِ مَرَّةً وَاحِدَةً، لِقَوْلِهِ تَعَالَى: {وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ} [المائدة: 6] بِنَصْبِ اللَّامِ مِنْ الْأَرْجُلِ مَعْطُوفًا عَلَى قَوْلِهِ تَعَالَى: {فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ} [---، ثُمَّ الْكَعْبَانِ يَدْخُلَانِ فِي الْغَسْلِ عِنْدَ أَصْحَابِنَا الثَّلَاثَةِ وَعِنْدَ زُفَرَ لَا يَدْخُلَانِ[2]

ترجمہ: وضو کے ارکان چار ہے ان میں سے پہلا رکن ایک بار چہرے کا دھونا ہے۔ کیونکہ حکم خداوندی ہے کہ فاغسلوا وجوھکم (اپنے چہرے کو دھوؤ) وضو کا دوسرا فرض دونوں ہاتھوں کو ایک بار دھونا کیونکہ ارشاد خداوندی ہے (وایدیکم) اور اپنے دونوں ہاتھوں

مسئلہ 2: چہرے کا احاطہ لمبائی میں ماتھے سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے کے حصّے تک اور چوڑائی میں ایک کان کے نرم حصے سے دوسرے کان کے نرم حصے تک ہے۔اس درمیانی احاطے میں انسانی چہرے کا جو حصہ داخل ہے وضو میں اس کا دھونا فرض ہے۔البتہ منہ،ناک اور آنکھوں کے اندرونی حصہ کو دھونا فرض نہیں۔البتہ انکھوں کے اطراف کو دھونا اور اسی طرح فطری طور پر مُنہ بند ہونے سے جو ہونٹوں کو بند کر دیا جاتا ہے اور جو ظاہر حصہ نظر اتا ہے اس کا دھونا فرض ہے۔ لیکن منہ دھوتے وقت انکھوں اور ہونٹوں کو سختی سے بند کرنا نہیں چاہیئے۔

---

[1] ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختارص213ج1 محولہ بالہ

[2] علاء الدين، أبو بكر بن مسعود بن أحمد الكاساني الحنفي (المتوفى: 587هـ) بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ص 7 ج1الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الثانية، 1406هـ - 1986م ،عدد الأجزاء: 7

کو دھوؤ) کے الفاظ آتے ہیں۔اور مطلق امر تکرار کا تقاضہ نہیں کرتا۔وضو کا تیسرا فرض سر کا مسح ہے کیونکہ ارشاد ہے(وامسحو برؤسکم) اور اپنے سروں پر مسح کرو اور چوتھا فرض دونوں پاؤں کو ایک بار دھونا کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے(وار جلکم الی الکعبین) اور دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوؤ اس میں ارجلکم میں لام پر زبر ہے کیونکہ اس کا عطف ہے فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق پر) ٹخنے ہمارے تین ائمہ کرام کے نزدیک پاؤں میں شامل ہیں لیکن امام زفرؒ کے نزدیک ٹخنے پاؤں میں داخل نہیں ہیں۔

مسئلہ 2: (غسل الوجه) اي اسالة الماء مع التقاطر ولو قطرة.وفي الفيض: اقله قطرتان في الاصح (مرة) لان الامر لا يقتضي التكرار (وهو) مشتق من المواجهة، واشتقاق الثلاثي من المزيد اذا كان اشهر في المعنى شائع، كاشتقاق الرعد من الارتعاد واليم من التيمم (من مبدا سطح جبهته) اي المتوضئ بقرينة المقام (الى اسفل ذقنه) اي منبت اسنانه السفلى (طولا) كان عليه شعر او لا، عدل من قولهم من قصاص شعره الجاري على الغالب، الى المطرد ليعم الاغم والاصلع والانزع (وما بين شحمتي الاذنين عرضا) وحينئذ (فيجب غسل المياقي) وما يظهر من الشفة عند انضمامها (وما بين العذار والاذن) لدخوله في الحد، وبه يفتى (لا غسل باطن العينين) والانف والفم واصول شعر الحاجبين واللحية والشار وونيم ذباب للجرح[1]

ترجمہ: پہلا فرض وضو کا چہرہ کا دھونا ہے یعنی پانی کا بہانا ٹپکنے کے ساتھ اگرچہ ایک ہی قطرہ ٹپکے اور فیض میں ہے ٹپکنے کا کمتر رتبہ یہ ہے کہ دو قطرے ٹپکیں صحیح تر قول میں ایک بار دھونا فرض ہے کیونکہ فاغسلوا کا امر تکرار کا مقتضی نہیں اور وہ یعنی وجہ کا لفظ مشتق یعنی نکلا ہے مواجہہ سے اور اشتقاق ثلاثی مجرد کا ثلاثی مزید سے جبکہ مزید مشہور تر ہو مجرد سے رائج اور مشہور ہے جیسے اشتقاق رعد کا ارتعاد سے اور یم کا تیمم سے۔چہرے کا دھونا فرض ہے پیشانی متوضی کی سطح کے سرے سے اس کی ٹھوڑی تک یعنی جہاں نیچے کے دانت جمتے ہیں یہ حد ہے باعتبار طول چہرہ کے خواہ پیشانی پر بال ہو یا نہ ہو وہاں کا دھونا فرض ہے شارح نے ضمیر پیشانی کا مرجع متوضی کو قرار دیا مقام وضو کے قرینہ سے۔اور مصنفین کے قول من قصاص شعرہ سے عدول کیا اس قول مذکور کی طرف جو شامل ہے سب آدمیوں کو تاکہ اغم(وہ جس کے سر سے بال اتر کے پیشانی پر جمے ہوں) اور اصلع(جس کے مقدم سر پر بال نہ ہو) اور انزع(جس کے پیشانی کے دونوں جانب بال سے خالی ہونے) کو بھی شامل ہو اور دونوں کانوں کے لو(نرمہ گوش) کے درمیان عرض میں چہرہ کی حد ہے۔اور چہرہ کی طول اور عرض کی حد معلوم ہوئی تو واجب ہو گا اس کا دھونا اور اس قدر لب کا کہ جتنا کھلا رہتا ہے منہ بند ہونے کے وقت اور واجب ہے دھونا اس سفیدی کا جو ڈاڑھی اور کان کے بیچ میں ہے بسبب داخل ہونے اس جگہ کے چہرہ کے حد مذکور میں اور یہی قول مفتٰی بہ ہے اور فرض نہیں آنکھوں اور ناک اور منہ کے اندر کا دھونا اور بھوؤں اور داڑھی اور مونچھ کے بالوں کی جڑوں کا اور مکھی کے گوہ کا دھونا فرض نہیں حرج اور مشقت کے سبب سے۔

مسئلہ 3: جو حصہ گال اور کان کے درمیان ہے اسے کنپٹی کہتے ہیں اس کا دھونا ضروری ہے ۔ چاہے وضو کرنے والے کی داڑھی ہو یا نہ ہو ۔ اور اگرابرو یا مونچھوں یا داڑھی کے بال اتنے گھنے ہوں کہ چمڑا بالکل نظر نہ آتا ہو۔ تو جلد کا دھونا فرض نہیں بلکہ بالوں پر سے پانی بہانا اور دھونا ضروری اور کافی ہے۔ اوراگرداڑھی اتنی لمبی ہو کہ چہرے سے نیچے لٹکتی ہو تو جو حصہ داڑھی کا چہرے کی حد سے باہر ہو اس کا دھونا ضروری نہیں بلکہ اس کا مسح سنّت ہے۔

اور ردالمحتار نے آخری جملہ کی تفصیل کی ہے
قَوْلُهُ: عِنْدَ انْضِمَامِهَا اشَارَ بِصِيغَةِ الِانْفِعَالِ الَى انَّ الْمُرَادَ مَا يَظْهَرُ عِنْدَ انْضِمَامِهَا الطَّبِيعِيِّ لَا عِنْدَ انْضِمَامِهَا بِشِدَّةٍ وَتَكَلُّفٍ. اهـ[2]

[1] محمد بن علي بن محمد الحِصْني المعروف بعلاء الدين الحصكفي الحنفي (المتوفى: 1088هـ) الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار ص20ج1الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى، 1423هـ- 2002م عدد الأجزاء: 1

[2] ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختارص 216ج1محولہ بالہ

ترجمہ: اور یہ قول عند انضمامھااس میں باب انفعال سے اشارہ کیا کہ اس سے مراد عام طبعی حالت میں بند ہونے کی صورت ہے نہ کہ سخت اور تکلیف سے بند ہونے کی صورت۔

مسئلہ 3: (من مبدا سطح جبهته) اي المتوضئ بقرينة المقام (الى اسفل ذقنه) اي منبت اسنانه السفلى (طولا) كان عليه شعر او لا، عدل من قولهم من قصاص شعره الجاري على الغالب، الى المطرد ليعم الاغم والاصلع والانزع (وما بين شحمتي الاذنين عرضا) وحينئذ (فيجب غسل المياقي)وما يظهر من الشفة عند انضمامها (وما بين العذار والاذن) لدخوله في الحد، وبه يفتى (لا غسل باطن العينين) والانف والفم واصول شعر الحاجبين واللحية والشارب[1]

ترجمہ: چہرے کا دھونا فرض ہے پیشانی متوضی کی سطح کے سرے سے اس کی ٹھوڑی تک یعنی جہاں نیچے کے دانت جمتے ہیں یہ حد ہے باعتبار طول چہرہ کے خواہ پیشانی پر بال ہو یا نہ ہو وہاں کا دھونا فرض ہے شارح نے ضمیر پیشانی کا مرجع متوضی کو قرار دیا مقام وضو کے قرینہ سے۔اور مصنفین کے من قصاص شعرہ کے قول سے عدول کیا اس قول مذکور کی طرف جو شامل ہے سب آدمیوں کو تاکہ اغم (وہ جس کے سر سے بال اتر کے پیشانی پر جمے ہوں) اور اصلع (جس کے مقدم سر پر بال نہ ہو) اور انزع (جس کے پیشانی کے دونوں جانب بال سے خالی ہو) کو بھی شامل ہو جائے اور دونوں کانوں کے لو (نرمہ گوش) کے درمیان عرض میں چہرہ کی حد ہے۔اور چہرہ کی طول اور عرض کی حد معلوم ہوئی تو واجب ہو گا اسی کا دھونا اور اس قدر لب کا کہ جتنا کھلا رہتا ہے منہ بند ہونے کے وقت اور واجب ہے دھونا اس سفیدی کا جو داڑھی اور کان کے بیچ میں ہے بسبب داخل ہونے اس جگہ کے چہرہ کے حد مذکور میں اور یہی قول مفتیٰ بہ ہے اور فرض نہیں آنکھوں اور ناک اور منہ کے اندر کا دھونا اور بھوؤں اور ڈاڑھی اور مونچھ کے بالوں کی جڑوں کا اور مکھی کے گوہ کا دھونا فرض نہیں حرج اور مشقت کے سبب سے۔

اور صاحب ردالمحتار نے یوں بیان کیا ہے

(وَمَا بَيْنَ شَحْمَتَيْ الْأُذُنَيْنِ عَرْضًا) وَحِينَئِذٍ (فَيَجِبُ غَسْلُ الْمَيَاقِي) وَمَا يَظْهَرُ مِنْ الشَّفَةِ عِنْدَ انْضِمَامِهَا (وَمَا بَيْنَ الْعِذَارِ وَالْأُذُنِ) لِدُخُولِهِ فِي الْحَدِّ وَبِهِ يُفْتَى (لَا غَسْلُ بَاطِنِ الْعَيْنَيْنِ) وَالْأَنْفِ وَالْفَمِ وَاصُولِ شَعْرِ الْحَاجِبَيْنِ وَاللِّحْيَةِ وَالشَّارِبِ[2]

ترجمہ: اور جو دونوں کانوں کے نرم گوشہ کے درمیان ہو عرضاً پس اسی وقت کو یوں کا دھونا بھی فرض ہے اور جو طبعی طور پر ہونٹ ظاہر ہوتا ہے بند ہونے کے وقت اور واجب ہے دھونا اس سفیدی کا جو داڑھی اور کان کے بیچ میں ہے بسبب داخل ہونے اس جگہ کے چہرہ کے حد مذکور میں اور یہی قول مفتیٰ بہ ہے اور فرض نہیں آنکھوں اور ناک اور منہ کے اندر کا دھونا اور بھوؤں اور داڑھی اور مونچھ کے بالوں کی جڑوں کا دھونا فرض نہیں حرج اور مشقت کے سبب سے۔

مسئلہ 4: اگر کسی کا ہاتھ کلائی سے اوپر کٹ چکا ہو یا پاؤں کٹ چُکا ہو ٹخنے سے اوپر تو اس کا دھونا لازم نہیں ۔ لیکن ہاتھ اگر کلائی سے نیچے کٹا ہوا ہو تو اس صورت میں کلائی کا بمع نچلا حصہ دھونا فرض ہے اسی طرح اگر پاؤں کٹ چُکا ہو ٹخنے کے نیچے سے تو ٹخنے اور پاؤں کے نچلے حصہ کا دھونا فرض ہے ۔ اور اگر ہاتھ عین کلائی سے اور پاؤں عین ٹخنے سے کٹ گیا ہو تو کلائی اور ٹخنے کا جتنا حصہ باقی ہے اس کا دھونا فرض ہے۔

لیکن اس کے متعلق زیادہ جامع عبارت یہ ہے

---

[1] الدر المختار الحصكفي الحنفي (المتوفى: 1088هـ) ص 20 ج1محوله بالا

[2] ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار ص220ج1محوله بالا

"وَالْبَيَاضُ الَّذِي بَيْنَ الْعِذَارِ وَبَيْنَ شَحْمَتَيْ الْاذُنِ يَجِبُ غَسْلُهُ عِنْدَ الْوُضُوءِ .هَكَذَا ذَكَرَ الطَّحَاوِيُّ فِي كِتَابِهِ قَالَ هُوَ الصَّحِيحُ وَعَلَيْهِ اكْثَرُ مَشَايِخِنَا .كَذَا فِي الذَّخِيرَةِ وَيَغْسِلُ شَعْرَ الشَّارِبِ وَالْحَاجِبَيْنِ وَمَا كَانَ مِنْ شَعْرِ اللِّحْيَةِ عَلَى اصْلِ الذَّقَنِ وَلَا يَجِبُ ايصَالُ الْمَاءِ الَى مَنَابِتِ الشَّعْرِ الَّا انْ يَكُونَ الشَّعْرُ قَلِيلًا تَبْدُو مِنْهُ الْمَنَابِتُ .كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ . فِي النِّصَابِ وَاذَا كَانَ شَارِبُ الْمُتَوَضِّئِ طَوِيلًا وَلَا يَصِلُ الْمَاءُ تَحْتَهُ عِنْدَ الْوُضُوءِ جَازَ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى بِخِلَافِ الْغُسْلِ كَذَا فِي الْمُضْمَرَاتِ--- وَالشَّعْرُ الْمُسْتَرْسِلُ مِنْ الذَّقَنِ لَا يَجِبُ غَسْلُهُ .كَذَا فِي الْمُحِيطَيْنِ .[1]

ترجمہ :داڑھی یاجبڑے اور کانوں کے بیچ میں جو سفیدی ہے وضو میں اس کا دھوناواجب ہے طحاوی نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہی صحیح ہے اور اکثر مشائخ کا یہی مذہب ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔مونچھوں اور بھوؤں کے بال اور داڑھی کے بال جو ٹھوڑی کی جڑ پر ہیں ان کو دھودے اور جس جگہ سے بال جمے ہیں وہاں پانی پہنچاناواجب نہیں لیکن اگر بال تھوڑے ہوں اور جہاں سے وہ جمے ہوں وہ جگہ کھلی ہوئی ہو تو وہاں پانی پہنچاناواجب ہے یہ فتاوی قاضی خان میں لکھا ہے۔نصاب میں ہے اگر وضو کرنے والے کی مونچھیں بڑی ہوں اور وضو کے وقت ان کے نیچے پانی نہ پہنچے تو وضو جائز ہے اسی پر فتویٰ ہے۔ غسل کا حکم اس کے بر خلاف ہے یہ مضمرات میں لکھا ہے...اور جو بال ٹھوڑی سے نیچے لٹکے ہیں ان کا دھوناواجب نہیں یہ دونوں محیطوں میں لکھا ہے۔

مسئلہ 4: وَلَوْ قُطِعَتْ يَدُهُ اوْ رِجْلُهُ فَلَمْ يَبْقَ مِنْ الْمِرْفَقِ وَالْكَعْبِ شَيْءٌ سَقَطَ الْغُسْلُ، وَلَوْ بَقِيَ وَجَبَ،[2]

ترجمہ: اور اگر ہاتھ یاپاؤں کٹ گیاہواور اس میں کوئی جگہ کہنی یا ٹخنی سے نہ رہ گیاہو تو دھوناساقط ہو گیااور اگر باقی ہو تو پھر واجب ۔

اور علامہ کاسانیؒ نے بھی یہی بیان کیاہے

وَلَوْ قُطِعَتْ يَدُهُ مِنْ الْمِرْفَقِ، يَجِبُ عَلَيْهِ غَسْلُ مَوْضِعِ الْقَطْعِ عِنْدَنَا خِلَافًا لَهُ.[3]

ترجمہ: اور اگر ہاتھ کٹ گیاہو کہنی میں تو اس پر ہمارے نزدعین کاٹے گئے جگہ کا دھونالازم ہے بخلاف اس کے ۔

اور اس طرح کی عبارت علامہ شامیؒ نے اور ابن الھمام نے فتح القدیر میں بیان کی ہے فرماتے ہیں۔

وَلَوْ قُطِعَتْ يَدُهُ اوْ رِجْلُهُ فَلَمْ يَبْقَ مِنْ الْمِرْفَقِ وَالْكَعْبِ شَيْءٌ يَسْقُطُ الْغُسْلُ، وَلَوْ بَقِيَ وَجَبَ،[4]

مسئلہ 5: اگرناخنوں کے بیچ اٹا پھنسا ہو اور خشک ہو چکا ہو یا ہاتھ وغیرہ پر موم بہہ کر چمٹ گیا ہو اور وضو کرنے کے بعد صاحبِ وضو اسے دیکھ لے ۔ توچونکہ پانی اس جگہ تک نہیں پہنچا ،پانی نہ پہنچنے کے وجہ سے وضو نہیں ہوتا ۔ لہٰذا اسے دور کرے اور پھر مطلوبہ مقام پر پانی ڈالے اور اگرپانی ڈالنے سے پہلے اسی وضو پر نماز اداکرچکا ہو تو وہ نماز بھی نہیں ہوئی ۔ ہاں اگربدن کا کوئی حصہ یا مقام مچھر یا کھٹمل کے گوں(فضلے) سے الودہ ہو یا مہندی یا تیل یا ناخنوں میں میل ہو یا مٹی ہو تو اس سے وضو میں کوئی خلل نہیں اتا لیکن صفائی بہر صورت اچھی ہے۔

---

[1] الشیخ نظام وجماعۃ من علماء الھند الاعلام فتاویٰ العالمکیریہ المعروف بالفتاویٰ الھندیہ ص4 ج 1 مکتبہ الرشیدیہ کوئٹہ بدون التاریخ۔

[2] زين الدين بن إبراهيم بن محمد، المعروف بابن نجيم المصري (المتوفى: 970هـ) البحر الرائق شرح كنز الدقائق ص 13ج 1الناشر: دار الكتاب الإسلامي الطبعة: الثانية - بدون تاريخ عدد الأجزاء:8

[3] علاء الدين، أبو بكر بن مسعود بن أحمد الكاساني الحنفي (المتوفى: 587هـ) بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ص4 ج1محولہ بالہ

[4] كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي المعروف بابن الهمام (المتوفى: 861هـ) فتح القدير ص16ج1الناشر: دار الفكرالطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ عدد الأجزاء: 10

ترجمہ: اوراگرہاتھ یاپاؤں کٹ گیاہواوراس میں کوئی جگہ کہنی یاٹخنے سے نہ رہ گئی ہو تودھوناساقط ہوگیااوراگرباقی ہوتوپھرواجب ۔

مسئلہ5: امرءۃٌاغتَسَلَت وَقَدبَقِیَ فِی اظفَارِھَا عَجِین قَد جَفَّ لَم یَجز غُسلُہا وَکَذا الوَضوء---لا فرق بین المراۃوالرجل لان فی العجین لزوجۃوصلابۃتمنع نفوذالماء۔[1]

ترجمہ: ایک عورت نے غسل جنابت کیا اور اس کے ناخنوں میں خشک آٹا پھنس گیا ہو تو اس کا غسل جائز نہیں ہوا اور نہ وضو ... عورت اور مرد میں فرق نہیں کیونکہ آٹا میں قوت جاذبیت نہیں اس وجہ سے پانی کو اندر جانے سے روکتا ہے۔

اور علامہ شامیؒ نے زیادہ تفصیل بیان کی ہے

(وَلَا يَمْنَعُ) الطَّهَارَةَ (وَنِيمٌ) ايْ خُرْءُ ذُبَابٍ وَبُرْغُوثٍ لَمْ يَصِلْ الْمَاءُ تَحْتَهُ (وَحِنَّاءٌ) وَلَوْ جُرْمَهُ بِهِ يُفْتَى (وَدَرَنٌ وَوَسَخٌ) عَطْفُ تَفْسِيرٍ وَكَذَا دُهْنٌ وَدُسُومَةٌ (وَتُرَابٌ) وَطِينٌ وَلَوْ (فِي ظُفْرٍ مُطْلَقًا) ايْ قَرَوِيًّا اوْ مَدَنِيًّا فِي الْاصَحِّ بِخِلَافِ نَحْوِ عَجِينٍ (قَوْلُهُ: بِخِلَافِ نَحْوِ عَجِينٍ) ايْ كَعِلْكٍ وَشَمْعٍ وَقِشْرِ سَمَكٍ وَخُبْزٍ مَمْضُوغٍ مُتَلَبِّدٍ جَوْهَرَةٌ[2]

ترجمہ: اور طہارت کا مانع نہیں مکھی اور مچھر کا وہ گوں جس کے نیچے پانی نہیں پہنچتا اس واسطے کہ اس سے بچنا ممکن نہیں اور نہ مہندی طہات کی مانع ہے اگرچہ مہندی کا جرم لگا ہوا سی پر فتوی ہے۔ اور نہ میلِ بدن مانعِ طہارت ہے اور اسی طرح تیل اور چکنائی مانع طہارت کی نہیں شارح نے کہاوسخ عطف تفسیر ہے یعنی دونوں ایک معنٰی اور خشک مٹی اور گیلی مٹی مانع طہارت کی نہیں اگرچہ ناخن کے اندر ہو خواہ وہ شخص گنوار ہو یا شہر کا رہنے والا دونوں برابر ہیں قول صحیح میں برخلاف گوندھے آٹے کے مانند کے وہ طہارت کا مانع ہے عدم نفوذ کی وجہ سے جیساعلک، موم، مچھلی کی کھال اور چپائی ہوئی روٹی یہ جوہرہ میں ہے

مسئلہ 6: وقد یجاف بان نقل البلۃ یجوز ھنا بدلیل ظاھر الاحادیث فتکون حینئذ عادۃ العوام موافقۃ لعرف الشرع ولذا قال ابن حجر فی ''التحفۃ''[3]

ترجمہ: احادیث مشہورہ کی وجہ سے ایک خشک رہ گئی جگہ کا دھونا جائز ہے پس یہاں اب عرف عام کی وجہ سے یہ موافق

مسئلہ 6: اگر وضو کرنے کے بعد پتہ چلے کہ کوئی حصہ خشک رہ گیا ہے مثلاً معلوم ہو کہ ایک ٹخنہ خشک رہ گیا ہے تو اب صرف اسی خشک جگہ پر پانی ڈالنے سے وضو ہوجائے گا مطلب یہ کہ صرف اسی خشک مقام کی وجہ سے از سر نو وضو کرنے کی ضرورت نہیں ۔

---

[1] الحلبی العلامہ الشیخ ابراھیم غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی ص 42 مکتبہ نعمانیہ کانسی روڈ کوئٹہ بدون التاریخ -

[2] ابن عابدین،رد المحتار علی الدر المختارص 316ج1محولہ بالہ

[3] ابن عابدین ص 247ج1 محولہ بالہ

مسئلہ7: جو امور وضو میں فرض ہیں ۔ اگروہ مکمل ہوئے تو وضو ہو چکا خواہ وضو کرنے کی نیت کی ہو یا نہیں اور اگر بدن کو ٹھنڈا کرنیکی نیت سے یا صفائی کی نیت سے نہائے اور تمام بدن پر پانی ڈالے یا حوض میں گر جائے یا گرایا جائے یا بارش سے بھیگ جائے اس طرح کہ وضو والے اعضاء دھل جائے تو وضو ہوجائے گی ۔البتہ اسے ثواب نہیں ملے گا ۔ ثواب تب حاصل ہوتا ہے کہ بندہ برائے طاعت وضو کرنے سے پہلے نیتِ وضو کرچکا ہو

شرع قرار پایا گیا اور اس وجہ سے ابن حجر نے تحفہ میں لکھا ہے۔

اور ھندیہ میں یہ تفصیل ذکر کی گئی ہے

وَلَوْ بَقِيَتْ عَلَى الْعُضْوِ لُمْعَةٌ لَمْ يُصِبْهَا الْمَاءُ فَصَرَفَ الْبَلَلَ الَّذِي عَلَى ذَلِكَ الْعُضْوِ الَى اللُّمْعَةِ جَازَ .كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ .[1]

ترجمہ: اگرکسی عضوکاایک ٹکڑاخشک رہ جائےاوراسی عضوکی تری اس ٹکڑے پر پہنچائی جائے تو جائز ہے یہ خلاصہ میں ہے۔

مسئلہ7: (قَوْلُهُ: وَصَرَّحُوا بِانَّهُ بِدُونِهَا) ايْ الْوُضُوءَ بِدُونِ النِّيَّةِ لَيْسَ عِبَادَةً، وَذَلِكَ كَانْ دَخَّلَ الْمَاءَ مَدْفُوعًا اوْ مُخْتَارًا لِقَصْدِ التَّبَرُّدِ اوْ لِمُجَرَّدِ ازَالَةِ الْوَسَخِ كَمَا فِي الْفَتْحِ.[2]

ترجمہ:اور یہ قول کہ وضو بغیر نیت کے عبادت نہیں اور یہ تب ہے جب پانی کو داخل کیاجائے ٹھنڈک کی غرض سے یا مَیل دور کرنے کی غرض سے جیسا کہ فتح میں ہے۔

مبحث سوم وضو کی سنتیں

---

[1] ایضا الفتاویٰ الھندیہ ص7 ج 1 محولہ بالہ

[2] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختارص238ج1محولہ بالہ

*وضو کی سنتیں : وضو کی چودہ سنتیں یہ ہیں : ا۔ نیتِ وضو ۔۲ ۔شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا ۔ ۳۔پہلے دونوں پاک ہاتھ کلائیوں تک دھونا (اگر نجس ہو تو دھونا واجب ہے) ۔۴ ۔تین مرتبہ نئے پانی سے کلی کرنا ۔ ۵ ۔مسواک کرنا ۔ ۶ ۔تین مرتبہ پانی سے استنشاق یعنی نتھنوں (ناک)میں پانی ڈالنا ۔ ۷ ۔وضو میں جن اعضاء کا دھونا فرض ہے ان پر تین مرتبہ کافی پانی ڈالنا ۔ ۸ ۔داڑھی کا خلال کرنا ۔ ۹ ۔ایک مرتبہ تمام سر کا مسح کرنا ۔ ۱۰ ۔کانوں کا مسح کرنا ۔ ۱۱ ۔ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال کرنا ۔۱۲ ۔پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا ۔۱۳ ۔ترتیب سے وضوء کرنا ۔ ۱۴ ۔ولاء یعنے پے درپے وضوء کرنا (اس کے علاوہ ہر اندام کے لئے نیا پانی لینا اور دائیں ہاتھ سے ڈالنا بھی سنت ہے)

* (البداية بالنية) اي نية عبادة لا تصح الا بالطهارة. كوضوء او رفع حدث.(و) البداءة (بالتسمية) قولا، (قبل الاستنجاء وبعده) (و) البداءة (بغسل اليدين) الطاهرتين ثلاثا قبل الاستنجاء وبعده،(والسواك) سنة مؤكدة كما في الجوهرة عن المضمضة،(وغسل الفم) اي استيعابه، (بمياه) ثلاثة (والانف) ببلوغ الماء. (وتخليل اللحية) (و) تخليل (الاصابع) (وتثليث الغسل) المستوعب، (واذنيه) معا ولو (بمائه) (والترتيب) المذكور في النص، (والولاء) بكسر الواو: غسل المتاخر او مسحه قبل جفاف الاول بلا عذر:[1]

ترجمہ:سنت ہے وضو کا شروع کرنانیت کے ساتھ یعنی اس عبادت کاارادہ کرناجو بغیر طہارت کے صحیح نہیں چنانچہ وضو کی نیت کرنایا حدث دور کرنے کی نیت کرنا،اور وضو کو بسم اللہ سے شروع کرنا،استنجاء کرنے سے پہلے اور اس کے بعد،اور دونوں ہاتھوں کو تین بار دھونے سے ابتداء کرنااستنجاء کرنے سے پہلے اور بعد اس کے،مسواک کرناسنت ہے چنانچہ جوہرۃالنیرہ میں ہے۔کلی کرنے کے وقت سنت ہےاور منہ کے اندر کادھوناسنت ہےیعنی داخل منہ کادھونا،تین بار جداجداپانیوں سے،اور ناک کے اندر کادھونا،اور داڑھی کاخلال کرنااور انگلیوں کاخلال کرنا،اور ہر عضو مغسول کاتین باراستیعاب سے دھونا،اور سارے سر کامسح کرنااور دونوں کانوں کاساتھ ہی مسح کرنا،اور ترتیب جونص قرانی میں مذکور ہےاور ولاء بکسر واویعنی پےدرپے وضو کرناعبارت ہے عضومتاخر کے دھونے سے یامسح کرنے سے عضواول خشک ہو جانے سے پہلے بغیر عذر کے خشک ہو،

اور علامہ شامی نے یوں بیان فرمایاہے

(قَوْلُهُ: الْبِدَايَةُ) قِيلَ: الصَّوَابُ الْبُدَاءَةُ بِالْهَمْزَةِ، وَفِيهِ نَظَرٌ، فَقَدْ ذُكِرَ فِي الْقَامُوسِ مِنْ الْيَائِيِّ، وَبَدَيْتُ بِالشَّيْءِ وَبَدِيتُ ابْتَدَات اهـ اَيْ بِفَتْحِ الدَّالِ وَكَسْرِهَا. مَطْلَبُ الْفَرْقُ بَيْنَ النِّيَّةِ وَالْقَصْدِ وَالْعَزْمِ(قَوْلُهُ: بِالنِّيَّةِ) بِالتَّشْدِيدِ وَقَدْ تُخَفَّفُ قُهُسْتَانِيٌّ. وَهِيَ لُغَةً عَزْمُ الْقَلْبِ عَلَى الشَّيْءِ. وَاصْطِلَاحًا كَمَا فِي التَّلْوِيحِ قَصْدُ الطَّاعَةِ وَالتَّقَرُّبِ اِلَى اللَّهِ تَعَالَى فِي اِيجَادِ الْفِعْلِ، (قَوْلُهُ: اَيْ نِيَّةِ عِبَادَةٍ) الْاَوْلَى التَّعْبِيرُ بِالطَّاعَةِ لِيَشْمَلَ نَحْوَ مَسِّ الْمُصْحَفِ، وَالتَّسْمِيَةُ مَحَلُّهَا اللِّسَانُ وَغَسْلُ الْيَدَيْنِ بِالْفِعْلِ (قَوْلُهُ: وَالْبُدَاءَةُ بِغَسْلِ يَدَيْهِ) قَالَ ابْنُ الْكَمَالِ (قَوْلُهُ: الطَّاهِرَتَيْنِ) اَمَّا غَسْلُ النَّجِسَتَيْنِ فَوَاجِبٌ بَحْرٌ (قَوْلُهُ: ثَلَاثًا) لَمْ يَكْتَفِ بِقَوْلِ الْمُصَنِّفِ الْاٰتِي: وَتَثْلِيثُ الْغَسْلِ، لِاَنَّ الْمُتَبَادِرَ مِنْهُ اَنَّ الْمُرَادَ بِهِ غَسْلُ الْاَعْضَاءِ الثَّلَاثَةِ، (قَوْلُهُ:: وَالسِّوَاكُ) بِالْكَسْرِ: بِمَعْنَى الْعُودِ الَّذِي يُسْتَاكُ بِهِ وَبِمَعْنَى الْمَصْدَرِ. قَالَ فِي الدُّرَرِ: وَهُوَ الْمُرَادُ هَاهُنَا فَلَا حَاجَةَ اِلَى تَقْدِيرِ اسْتِعْمَالِ السِّوَاكِ. اهـ. (قَوْلُهُ: وَلِذَا عَبَّرَ بِالْغَسْلِ) اَفَادَ اَنَّ الِاسْتِيعَابَ يُفَادُ بِالْغَسْلِ دُونَ الْمَضْمَضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ (قَوْلُهُ:: وَتَخْلِيلُ اللِّحْيَةِ) هُوَ تَفْرِيقُ شَعْرِهَا مِنْ اَسْفَلَ اِلَى فَوْقَ، بَحْرٌ، (قَوْلُهُ: وَتَخْلِيلُ الْاَصَابِعِ) هُوَ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ اتِّفَاقًا سِرَاجٌ، (قَوْلُهُ: الْيَدَيْنِ) اَيْ اَصَابِعِ الْيَدَيْنِ ط (قَوْلُهُ: بِالتَّشْبِيكِ) نَقَلَهُ فِي الْبَحْرِ بِصِيغَةِ قِيلَ. وَكَيْفِيَّتُهُ كَمَا قَالَ الرَّحْمَتِيُّ: اَنْ يَجْعَلَ ظَهْرَ الْبَطْنِ لِئَلَّا يَكُونَ اَشْبَهَ بِاللَّعِبِ (قَوْلُهُ: وَالرِّجْلَيْنِ اِلَخْ) ذَكَرَ هَذِهِ الْكَيْفِيَّةَ فِي الْمِعْرَاجِ وَغَيْرِهِ، (قَوْلُهُ: وَتَثْلِيثُ الْغَسْلِ) اَيْ جَعْلُهُ ثَلَاثًا ، فَمَجْمُوعُ الثَّانِيَةِ وَالثَّالِثَةِ سُنَّةٌ وَاحِدَةٌ، (قَوْلُهُ: مَرَّةً) لَوْ قَالَ بَدَلَهُ بِمَاءٍ وَاحِدٍ كَمَا فِي الْمُنْيَةِ لَكَانَ اَوْلَى لِمَا فِي الْفَتْحِ.

----

[1] محمد بن علي، الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار ص 22 محولہ بالہ

رَوَى الْحَسَنُ عَنْ اَبِي حَنِيفَةَ فِي الْمُجَرَّدِ اِذَا مَسَحَ ثَلَاثًا بِمَاءٍ وَاحِدٍ كَانَ مَسْنُونًا (قَوْلُهُ: وَاُذُنَيْهِ) اَيْ بَاطِنَهُمَا بِبَاطِنِ السَّبَّابَتَيْنِ، وَظَاهِرَهُمَا بِبَاطِنِ الْاِبْهَامَيْنِ قُهُسْتَانِيٌّ (قَوْلُهُ: مَعًا) اَيْ فَلَا تَيَامُنَ فِيهِمَا كَمَا سَيَذْكُرُهُ (قَوْلُهُ: وَلَوْ بِمَائِهِ) قَالَ فِي الْخُلَاصَةِ: لَوْ اَخَذَ لِلْاُذُنَيْنِ مَاءً جَدِيدًا فَهُوَ حَسَنٌ، وَذَكَرَهُ مُلَّا مِسْكِينٌ رِوَايَةً عَنْ اَبِي حَنِيفَةَ. (قَوْلُهُ: الْمَذْكُورُ فِي النَّصِّ) اَيْ التَّرْتِيبُ الْمَذْكُورُ فِي آيَةِ الْوُضُوءِ. (قَوْلُهُ: وَالْوِلَاءُ) اسْمُ مَصْدَرٍ وَالْمَصْدَرُ الْمُوَالَاةُ. قَالَ الْحَمَوِيُّ: لَا تَتَحَقَّقُ الْمُوَالَاةُ اِلَّا بَعْدَ غَسْلِ الْوَجْهِ اهـ وَفِيهِ تَأَمُّلٌ، اِذْ مَا ذَكَرَهُ اِنَّمَا يَتَّجِهُ اَنْ لَوْ كَانَتْ الْمُوَالَاةُ مُعْتَبَرَةً فِي جَانِبِ فَرَائِضِ الْوُضُوءِ فَقَطْ، [1]

ترجمہ: اور یہ قول کہ البدائۃ بعض نے کہاہے کہ صحیح بُداءۃ ہمزہ کے ساتھ ہے اور اس میں محل اعتراض ہے کہ قاموس میں یا سے لکھا ہے۔ اور میں نے ابتداء کی ایک چیز کی اور میں نے شروع کیا ابتداء کے ساتھ دال کے نصب اور کسرہ دونوں کے ساتھ۔ مطلب قصد نیت اور عزم کے درمیان فرق یہ قول کہ نیت کے ساتھ شد کے ساتھ اور کبھی کبھی تخفیف کے ساتھ۔ قہستانی، اور نیت لغت میں دل کا ارادہ کسی چیز پر اور اصطلاح میں جیسا کہ تلویح میں ہے نیکی کے کام میں اللہ تعالیٰ کے تقرب کو حاصل کرنا (یہ قول کہ نیت عبادت ہے) بہتر اس میں طاعت تعبیر کرنا ہے تاکہ شامل ہو جائے مس مصحف کو اور تسمیہ زبان پر اور ہاتھوں کو دھونا (قول کہ شروع کرنا دونوں ہاتوں کے دھونے سے) ابن کمال نے یہ کہاہے (یہ قول کہ دونوں پاک ہو) اور جب دونوں ہاتھ نجس ہو تو پھر دھونا واجب ہے۔ بحر۔ (یہ قول کہ تین مرتبہ) مصنف کے قول پر اکتفا نہیں کیا کہ ہر اندام کا تین مرتبہ دھونا کیونکہ اس سے مراد تین انداموں کا دھونا ہے۔ (یہ قول کہ مسواک) کسرہ کے ساتھ مطلب وہ لکڑی جس سے مسواک کیا جاتاہے اور مصدر کے معنٰی میں ہے۔ در مختار میں ہے اور یہی مراد ہے یہاں پس عبارت کے تقدیر نکالنے یعنی مسواک کے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں۔ (یہ قول اور اسی وجہ سے غسل سے تعبیر کی) یہ فائدہ کیا کہ دھونے پر سارے اعضا کا استیعاب کرنا مضمضہ اور استنشاق کے علاوہ (یہ قول کہ داڑھی کا خلال کرنا) یہ بالوں کو منتشر کرنا ہے نیچے سے اوپر کی طرف۔ بحر (یہ قول کہ انگلیوں کا خلال کرنا) یہ اتفاقا سنت موکدہ ہے سراج۔ (یہ قول کہ دونوں ہاتھ) یعنی ہاتوں کی انگلیاں (یہ قول کہ تشبیک سے) بحر میں صیغہ قیل سے نقل کیاہے اور اس کا طریقہ رحمتی نے یہ لکھاہے۔ کہ دنوں ہاتھوں کے باطن کو ایک دوسرے کو ظاہر کریں تاکہ کھیل کے مشابہ ہو۔ (یہ قول کہ دونوں پاؤں) اس کیفیت کو معراج میں ذکر کیاہے۔ (یہ قول کہ تین بار وھونا) یعنی تین مرتبہ پس دوبارہ اور سہ بار سنت ہے (یہ قول کہ ایک دفعہ) اگر کہا جائے کہ اس کا بدل ایک بار پانی پر ہے جیسا کہ منیہ میں ہے تو یہ بہت بہتر ہوگا جیسا کہ فتح میں ہے۔ اور حسنؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کیاہے کہ جب تین مرتبہ مسح کیا جائے ایک پانی سے تو یہی سنت ہوگا۔ (یہ قول کہ دونوں کانوں کو) یعنی باطن اور سبابہ کے باطن اور ظاہر ابہامہ کے باطن پر قہستانی۔ (یہ قول کہ ایک ساتھ) کہ کانوں کہ مسح میں تیامن نہیں ہے یہ قول کہ اسی کی پانی سے خلاصہ میں لکھاہے اگر کانوں کیلئے نیا پانی لیا تو یہ بہتر ہوگا اور ملا مسکین نے اس بارے میں امام صاحب سے ایک روایت بھی نقل کی ہے۔ اور یہ قول کہ نص میں مذکور ترتیب جو آیۃ وضو میں مذکور ہے اور یہ قول اور پے در پے یہ اسم مصدر ہے اور اس سے مصدر موالاۃ ہے کہ موالاۃ متحقق نہیں مگر چہرہ دھونے کے بعد اور اس میں سوچ ہے کہ موالاۃ صرف فرائض میں معتبر ہے وضو کے۔

---

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار ص252 ج1 محولہ بالہ

مسئلہ 8: اگرایک چلوبھر پانی لے کر اس میں سے کچھ منہ میں پہلے اور کچھ بعد میں نتھنوں (ناک)میں ڈالا جائے تو یہ بھی کافی ہے ۔یعنی اصل مضمضہ اور استنشاق کی سنت ادا ہوگئی ۔ اور اگرپہلے ناک میں ڈالے اور بعد میں منہ میں ڈالے تو یہ مضمضہ کے لئے کافی نہیں کیونکہ ناک میں پانی ڈالنے سے وہ مستعمل ہوا ہے۔

مسئلہ 9: اگروضو کا پانی تھوڑا ہو کہ مضمضہ اور استنشاق کے ساتھ صرف فرائض وضوکےلئے کافی ہواور مضمضہ واستنشاق کے بغیر وضو کے تین اعضاء (ہاتھ،منہ اور پاؤں) باقاعدہ طور پر تین تین مرتبہ دھل سکتے ہو ں اور سر کا مسح بھی ہوسکتا ہوتو پہلی صورت افضل اور بہتر ہے۔

مسئلہ8:وغسل الفم بمیاہ) جدیدۃ ثلاثا وغسل الانف بمیاہ کذالک عبر بالغسل عن المضمضۃ والاستنشاف اختصار واشعارا بان المبالغۃ سنۃ [1]

ترجمہ: اور منہ کا دھونا تین مرتبہ نئے پانی سے اور ناک میں علیحدہ پانی ڈالنا اسی طر ح مضمضہ اور استنشاق کی تعبیرغسل سے کی اور اختصار کی وجہ سے اس لئے کہ مبالغہ سنت ہے۔

لیکن شامی میں وضاحت زیادہ ہے

وَلَوْ اخَذَ مَاءً فَمَضْمَضَ بِبَعْضِهِ وَاسْتَنْشَقَ بِبَاقِيهِ اجْزَاهُ، وَعَكْسُهُ لَا---(قَوْلُهُ: وَعَكْسُهُ) ايْ بِانْ قَدَّمَ الِاسْتِنْشَاقَ لَا يُجْزِيه لِصَيْرُورَةِ الْمَاءِ مُسْتَعْمَلًا بَحْرٌ ايْ لِانَّ مَا فِي الْانْفِ لَا يُمْكِنُ امْسَاكُهُ، بِخِلَافِ مَا فِي الْفَمِ، [2]

ترجمہ : اور کسی متوضی نے کف میں پانی لیا اور منہ میں بعض ڈالا اور باقی ناک میں ڈالا تو یہ جائز ہے اور اس کے برعکس جائز نہیں یہ قول کہ اس کی برعکس کیونکہ پانی اب ناک میں ڈالنے سے مستعمل ہوا کذا فی البحر، یعنی ناک میں پانی رُوک جانے کی صلاحیت نہیں سوائے منہ کے کہ اسمیں موجود ہے۔

مسئلہ 9:ولو عندہ ماء یکفي للغسل مرۃ معها وثلاثا بدونها غسل مرۃ.[3]

ترجمہ: اوراگرمتوضی کے پاس اتناپانی ہوکہ اگرمضمضہ اوراستنشاق کرے توایک بار سارے اعضاء کودھوسکےاورجوان کوکئے بغیر تین باردھوسکے توایک باراعضاء کودھولےاورمضمضہ اوراستنشاق کرے۔

اورعلامہ شامی نے یوں بیان کیاہے

---

[1] محمد بن علی محمد الحصنی (م ١٠٨٨) درالمنتقیٰ ص 25ج1 دارالکتب العلمیہ لبنان بدون التاریخ

[2] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختارص255ج 1 محولہ بالہ

[3] محمد بن علي الحصكفي الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحارص22 ۔محولہ بالہ

وَلَوْ عِنْدَهُ مَاءٌ يَكْفِي لِلْغَسْلِ مَرَّةً مَعَهُمَا وَثَلَاثًا بِدُونِهِمَا غَسَلَ مَرَّةً. (قَوْلُهُ: وَلَوْ عِنْدَهُ مَاءٌ الَخْ) فِي شَرْحِ الزَّاهِدِيِّ عَنْ الشِّفَاءِ:

مسئلہ 10: مسواک اوپر اور نیچے دونوں جبڑوں کے دانتوں پر کرنا چاہیے ۔ اور دونوں اطراف میں دائیں طرف سے شروع کرکے اور ہر مرتبہ مسواک کو پانی سے گیلا کرنا چاہیے اور مسواک پکڑنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ انگوٹھا اور انگشت اسکے نیچے اوردرمیانی تینوں انگلیاں اوپر ہونی چاہئیں ۔مسواک بالشت بھر سے زیادہ اچھا نہیں ۔ مسواک کرنے کے بعد مسواک کو ایک جانب کھڑا کرنا چاہیے دوسرے طریقے سے گرا ہوا رکھنا اچھا نہیں۔

الْمَضْمَضَةُ وَالِاسْتِنْشَاقُ سُنَّتَانِ مُؤَكَّدَتَانِ، مَنْ تَرَكَهُمَا يَأْثَمُ. قَالَ الزَّاهِدِيُّ: وَبِهَذَا تَبَيَّنَ انَّ مَنْ عِنْدَهُ مَاءُ الْوُضُوءِ مَرَّةً مَعَهُمَا وَثَلَاثًا بِدُونِهِمَا؛ فَانَّهُ يَتَوَضَّا مَرَّةً مَعَهُمَا اهـ كَذَا فِي الْحِلْيَةِ ايْ لِانَّهُمَا اكَدُ فِي التَّثْلِيثِ بِدَلِيلِ الْاثْمِ بِتَرْكِهِمَا، لَكِنْ قَدَّمْنَا حَمْلَالْاثْمِ عَلَى اعْتِيَادِ التَّرْكِ بِلَا عُذْرٍ[1]

ترجمہ: اور اگر متوضی کے پاس اتنا پانی ہو کہ اگر مضمضہ اور استنشاق کرے تو ایک بار سارے اعضاء کو دھو سکے اور ان کو کئے بغیر تین بار دھو سکے تو ایک بار اعضاء کو دھولے اور مضمضہ اور استنشاق کرے۔ یہ قول کہ اگر اس کے ساتھ پانی ہو شرح زاھدی میں شفاء سے نقل کیا ہے کہ مضمضہ اور استنشاق سنت مؤکدا ہے جس نے اس کو چھوڑا گنہگار ہوگا زاھدی نے لکھا ہے اور اس وجہ سے واضح ہوا کہ اگر اس کے پاس اتنا پانی ہو کہ ایک دفعہ وضو کیلئے کافی ہو اور اس کے بغیر تین دفعہ تو وہ اس کے ساتھ وضو کریں ایک مرتبہ اس طرح حلیہ میں لکھا ہے کیونکہ یہ دونوں تثلیث سے زیادہ مؤکد ہیں اور دلیل اس کی یہ ہے کہ ان کا چھوڑنا گناہ ہے۔ لیکن ہم نے گنہگار ہونے کو بلا عذر عادۃً ترک کرنے والے پر محمول کیا ہے۔

مسئلہ 10: (والسواک) سنة مؤكدة كما في الجوهرة عن المضمضة،واقله ثلاث في الاعالي وثلاث في الاسافل (بمياه) ثلاثة.(و) ندب امساكه (بيمناه) وكونه لينا، مستويا بلا عقد، في غلظ الخنصر وطول شبر.ويستاك عرضا لا طولا، ولا مضطجعا فانه يورث كبر الطحال، ولا يقبضه فانه يورث الباسور، ولا يمصه فانه يورث العمى، ثم يغسله، ولايزاد على الشبر[2]

ترجمہ :اور مسواک کرنا سنت موکدہ ہے چنانچہ جوہرہ میں مذکور ہے کلی کرنے کے وقت سنت ہے۔ اور ادنیٰ درجہ مسواک کا تین مرتبہ پھیرنا ہے اوپر کے دانتوں میں اور تین بار نیچے کے دانتوں میں تینوں مرتبہ الگ پانی سے اور مستحب ہے اس کا پکڑنا داہنے ہاتھ میں اور مستحب ہے مسواک کا ہونا نرم سیدھا برابر، بے گروہ، بقدر چھنگلی کے موٹا اور بالشت بھر لمبا ہونا اور مسواک کرے دانتوں کے عرض میں نہ کہ طول میں اور مسواک نہ کرے کروٹ کے بل لیٹ کر کیونکہ اس سے تلی بڑھ جاتی ہے اور اس کو مٹھی بھر نہ پکڑے اس واسطے کہ اس سے بواسیر پیدا ہوتی ہے اور اسے نہ چوسے اس لئے کہ اس سے آدمی اندھا ہو جاتا ہے۔ اور پھر مسواک کو دھوڈالے اور ایک بالشت سے مسواک زیادہ نہ کیجئے۔

اور علامہ شامی نے یوں بیان فرمایا ہے۔

(وَالسِّوَاكُ) سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ كَمَا فِي الْجَوَاهِرِ عِنْدَ الْمَضْمَضَةِ--- وَاقَلُّهُ ثَلَاثٌ فِي الْاعَالِي وَثَلَاثٌ فِي الْاسَافِلِ (بِمِيَاهٍ) ثَلَاثَةٌ.--- وَلَا يُزَادُ عَلَى الشِّبْرِ--- وَلَا يَضَعُهُ بَلْ يَنْصِبُهُ، (قَوْلُهُ: فِي الْاعَالِي) وَيَبْدَا مِنْ الْجَانِبِ الْايْمَنِ ثُمَّ الْايْسَرِ وَفِي الْاسَافِلِ كَذَلِكَ بَحْرٌ (قَوْلُهُ: بِمِيَاهٍ ثَلَاثَةٍ) بِانْ يَبِلَّهُ فِي كُلِّ مَرَّةٍ--- وَالسُّنَّةُ فِي كَيْفِيَّةِ اخْذِهِ انْ يَجْعَلَ الْخِنْصَرَ اسْفَلَهُ وَالْابْهَامَ اسْفَلَ رَاسِهِ وَبَاقِي الْاصَابِعِ فَوْقَهُ كَمَا رَوَاهُ ابْنُ مَسْعُودٍ[3]

---

[1] ایضاابن عابدین،ص254ج1محولہ بالہ

[2] محمد بن علي الحصكفي ،الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحارص21 محولہ بالہ

[3] ایضا ابن عابدین،ص 248ج1محولہ بالہ

ترجمہ: اور مسواک کرنا سنت مؤکدہ ہے چنانچہ جواہر میں مذکور ہے کلی کرنے کے وقت سنت ہے۔ اور ادنیٰ درجہ مسواک کا تین مرتبہ پھیرنا ہے اوپر کے دانتوں میں اور تین بار نیچے کے دانتوں میں تین پانی سے اور ایک بالشت سے زیادہ نہ کریں اور لیٹ کر نار کھیں بلکہ

فائدہ: مسواک ملنے (استعمال کرنے) کے بڑے فوائد ہیں ۔ کچھ دُنیوی اور کچھ اخروی ۔بعض علماء نے اسکے تیس فوائد بتلائے ہیں ۔ جن میں سے ادنیٰ فائدہ دانتوں کی بدبو دور کرنا اور اعلیٰ فائدہ بوقتِ نزع کلمہ شہادت یاد آنا ہے۔

مسئلہ 11: اگر مسواک نہ ہو (یا مسواک کرنے والے کے دانت نہ ہوں) تو کھردرا کپڑا بھی مسواک کا کام دے سکتا ہے ۔ اسی طرح انگلی بھی خواہ کوئی بھی ہو مگر دونوں ہاتھوں کی شہادت کی انگلیاں بہتر ہیں ۔پہلے بائیں ہاتھ کی انگلی سے دائیں طرف کے دانتوں کو پھر دائیں ہاتھ کی انگلی سے بائیں طرف کے دانتوں کو مل لیں ۔اور اگرچاہے تو اول دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے دائیں طرف کے اوپر اور نیچے والےدانت مل لیں پھر دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے بائیں طرف کے اوپر اور نیچے والے دانت مل لیں ۔

سیدھار کھیں۔ یہ قول کہ اوپر میں اور داہنے طرف سے شروع کریں پھر بائیں طرف سے اور اس طرح نیچے میں بحر،اور یہ قول کہ تین پانی سے یعنی کہ ہر مرتبہ گیلا کریں اور مسواک پکڑنے میں سنت طریقہ یہ ہے کہ چھنگلی نیچے اور ابہامہ اس کے سر سے نیچے اور باقی تین انگلیاں اس کے اوپر رکھیں جیسا کہ ابن مسعودؓ سے منقول ہے۔

فائدہ: فيندب للصلاة كما يندب لاصفرار سن وتغير رائحة وقراءة قران---،ومن منافعه: انه شفاء لم دون الموت، ومذكر للشهادة عنده.[1]

ترجمہ: پس نماز کیلئے مسواک مستحب ہے جیسے کہ مستحب ہے مسواک کرنا دانتوں کی زردی اور منہ کے بدبو کے سبب سے اور قرآن شریف پڑھنے کیلئے---اور منجملہ مسواک کے فائدے یہ ہے کہ موت کے سواہر مرض کی شفاہے اور موت کے وقت کلمہ شہادت کو یاد کرنی والی ہے۔

اور علامہ شامی نے یوں بیان فرمایا ہے۔

وَمِنْ مَنَافِعِهِ انَّهُ شِفَاءٌ لِمَا دُونَ الْمَوْتِ، وَمُذَكِّرٌ لِلشَّهَادَةِ عِنْدَهُ--- وَمِنْ مَنَافِعِهِ الَخْ) فِي الشُّرُنْبُلَالِيَّةِ عَنْ حَاشِيَةِ صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ لِلْفَارِضِيِّ: انَّ مِنْهَا انَّهُ يُبْطِئُ بِالشَّيْبِ، وَيُحِدُّ الْبَصَرَ. وَاحْسَنُهَا انَّهُ شِفَاءٌ لِمَا دُونَ الْمَوْتِ، وَانَّهُ يُسْرِعُ فِي الْمَشْيِ عَلَى الصِّرَاطِ. اهـ. وَمِنْهَا مَا فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ وَغَيْرِهِ انَّهُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ، وَمَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ، وَمَفْرَحَةٌ لِلْمَلَائِكَةِ، وَمَجْلَاةٌ لِلْبَصَرِ، وَيُذْهِبُ الْبَخَرَ وَالْحَفْرَ، وَيُبَيِّضُ الْاسْنَانَ، وَيَشُدُّ اللِّثَةَ، وَيَهْضِمُ الطَّعَامَ، وَيَقْطَعُ الْبَلْغَمَ، وَيُضَاعِفُ الصَّلَاةَ، وَيُطَهِّرُ طَرِيقَ الْقُرْانِ، وَيَزِيدُ فِي الْفَصَاحَةِ، وَيُقَوِّي الْمَعِدَةَ، وَيُسْخِطُ الشَّيْطَانَ، وَيَزِيدُ فِي الْحَسَنَاتِ، وَيَقْطَعُ الْمُرَّةَ، وَيُسَكِّنُ عُرُوقَ الرَّاسِ، وَوَجَعَ الْاسْنَانِ، وَيُطَيِّبُ النَّكْهَةَ، وَيُسَهِّلُ خُرُوجَ الرُّوحِ.

قَالَ فِي النَّهْرِ: وَمَنَافِعُهُ وَصَلَّتْ الَى نَيِّفٍ وَثَلَاثِينَ مَنْفَعَةً، ادْنَاهَا امَاطَةُ الْاذَى، وَاعْلَاهَا تَذْكِيرُ الشَّهَادَةِ عِنْدَ الْمَوْتِ، رَزَقَنَا اللّٰهُ بِمَنِّهِ وَكَرَمِهِ[2]

ترجمہ: اور منجملہ مسواک کے فائدے یہ ہے کہ موت کے سواہر مرض کی شفاہے اور موت کے وقت کلمہ شہادت کو یاد کرنی والی ہے۔ شرنبلالی میں حاشیہ بخاری شریف لفارضی سے نقل کی ہے۔ کہ مسواک کے فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ بوڑھاپے میں تاخیر کرتا ہے، نظر کو تیز کرتا ہے،اور سب سے بہتر یہ کہ مسواک موت کے علاوہ سب امراض کا علاج ہے،اور پُل صراط پر تیز جانے دیتا ہے اور بعض منیہ کے شرح میں ذکر کیا ہے کہ مسواک منہ کی صفائی ہے اور رب کریم کی رضا کا ذریعہ ہے اور ملائیک کیلئے خوشبو ہے اور نظر کو

---

[1] ایضا الحصفکی الحنفی ص 21 محول بالہ

[2] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختارص 252ج1محول بالہ

تیز کرتا ہے،اور بلغم وغیرہ کو دور کرتا ہے اور دانتوں کو سفید کرتا ہے اور مسوڑوں کو مضبوط کرتا ہے اور طعام کو جلد ہضم کرتا ہے اور نماز کو دوچند کرتا ہے،اور تلاوت قرآن کے راستہ کو صاف کرتا ہے۔اور فصاحت میں اضافہ کرتا ہے۔معدہ کو مضبوط کرتا ہے۔اور

مسئلہ 12: اگرداڑھی لمبی ہو تو جب تین مرتبہ چہرہ دھوئے تو داڑھی کا خلال کرنا چاہئے (یہ سنت اور قول احسن ہے) لیکن حالت احرام میں مکروہ ہے۔

مسئلہ 13: پورے سر پر مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں اور ہتھیلیوں پر پانی ڈالے ۔ پھر انگلیوں کو یعنی تین تین انگلیوں کو اپس میں ملائیں ۔ یعنے خنصر،بنصر اور وسطی(چھنگلی،اسکے ساتھ والی اور درمیانی) اور سر کے اگلے درمیانی حصے پر رکھ دیں ۔دونوں ہاتھوں کی ہتیھلیوں کے ساتھ انگشت شہادت اور انگوٹھے کو اونچا رکھے اور ان تین تین انگلیوں کو پشت گردن کے اوپر حصے تک سر پر سے گزاردیں ۔پھر وہاں سے سرکے دونوں اطراف سے منہ تک دونوں ہتیھلیوں کو مسح کرتے ہوئے لے ائے۔ تو پورے سر کا مسح ہو گیا ۔پھر کانوں کا مسح کرے اندر والے حصے کا شہادت کی انگلیوں سے اور باہر والے (بیرونی) حصے کا انگوٹھوں سے اور بعض کتابوں میں پورے سر کے مسح کے لئے یہ طریقہ پسند کیا گیا ہے کہ دونوں کف ساتھ انگلیوں کے سر کے اگلے حصے پر رکھ کر پشتِ گردن تک لے جائے ۔ اس طرح کہ پورے سر کا مسح ہوجائے۔

شیطان کو غصہ کرتا ہے۔اور نیکیوں میں اضافہ کرتا ہے اور زرد پانی کو دور کرتا ہے،اور سر کے رگوں کوآرام دیتا ہے،اور دانتوں کے درد کو ختم کرتا ہے،اور روح نکلنے میں آسانی پیدا کرتا ہے،اور نہر میں ہے کہ اس کے فائدے چھتیس تک پہنچ جاتے ہیں،ادنی فائدہ منہ سے بدبو کو دور کرنااور اعلیٰ فائدہ کلمہ شہادۃ کو موت کے وقت یاد کرنااللہ ہمیں اپنے فضل وکرم سے نصیب فرمائیں۔

مسئلہ 11:وعند فقده او فقد اسنانه تقوم الخرقة الخشنة او الاصبع مقامه، كما يقوم العلك مقامه للمراة مع القدرة عليه.[1]

ترجمہ:اور جس وقت مسواک نہ ہو یادانت باقی نہ رہے ہوں تو کھردرا کپڑایاانگلی قائم مقام مسواک کے ہو جاتی ہے۔جیسا کہ صنوبر اور بطم(ایک درخت کانام ہے) کا گوند چباناعورت کے حق میں قائم مقام ہے مسواک کے باوجود قادر ہونے کے مسواک پر۔

اور علامہ شامی نے یہ تفصیل بیان کی ہے

وَعِنْدَ فَقْدِهِ اوْ فَقْدِ اسْنَانِهِ تَقُومُ الْخِرْقَةُ الْخَشِنَةُ اوْ الْاصْبُعُ مَقَامَهُ۔ (قَوْلُهُ: اوْ الْاصْبُعُ) قَالَ فِي الْحِلْيَةِ: ثُمَّ بِايِّ اصْبُعٍ اسْتَاكَ لَا بَاسَ بِهِ. وَالْافْضَلُ انْ يَسْتَاكَ بِالسِّبَابَتَيْنِ، يَبْدَا بِالسَّبَّابَةِ الْيُسْرَى ثُمَّ بِالْيُمْنَى، وَانْ شَاءَ اسْتَاكَ بِابْهَامِهِ الْيُمْنَى وَالسَّبَّابَةِ الْيُمْنَى، يَبْدَا بِالْابْهَامِ مِنْ الْجَانِبِ الْايْمَنِ فَوْقَ وَتَحْتَ، ثُمَّ السَّبَّابَةُ مِنْ الْايْسَرِ كَذَلِكَ[2]

---

[1]محمد بن علي، الحصكفي ،الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحارص22 ۔محولہ بالہ

[2]ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختارص 253ج1 محولہ بالہ

ترجمہ:اور جس وقت مسواک نہ ہو یا دانت باقی نہ رہے ہوں تو کھر درا کپڑا یا انگلی قائم مقام مسواک کے ہو جاتی ہے۔ یہ قول کہ یا انگلی،حلیہ میں لکھاہے کہ کسی بھی انگلی سے مسواک کرنے میں کوئی حرج نہیں،اور بہتر یہ کہ مسواک کریں سبابہ سے شروع کریں بائیں سبابہ سے پھر دائیں سے،اور ابہامہ پر دائیں طرف کے اوپر نیچے سے شروع کریں پھر سبابہ سے بائیں طرف اسی طرح۔

مسئلہ 12: وكيفية تخليل اللحية ان يدخل اصابعه بعد التثليث من السفل الى العلو ۔[1]

فائدہ: عربی میں چھوٹی انگلی(چھنگلی) کو خِنصر،اسکے بعد والی کو بَنصر اور درمیان والی کو وسطیٰ کہتے ہیں اسکے بعد والی کو(شہادت کی انگلی) سبابہ اور انگوٹھے کو ابہامہ کہتے ہے۔

مسئلہ14: اگرسر کے مسح کے بعد پگڑی یا ٹوپی کو ہاتھ لگادے مثلا پگڑی یا ٹوپی کو انگلیوں سے سیدھا کیا اس صورت میں کہ وضو کرنے والے نے ابھی تک کانوں کا مسح نہ کیا ہو تو اب کانوں پر مسح کرنے کے لئے نیا پانی لینا ہوگا۔

ترجمہ: اورڈاڑھی کے خلال کا طریقہ یہ ہے کہ چہرہ کے تین بار دھونے کے بعد اپنی انگلیوں کو نیچے یعنی گردن کی طرف سے اوپر کی طرف داخل کرے

مسئلہ 13: (وَمَسْحُ كُلِّ رَاسِهِ مَرَّةً وَاذُنَيْهِ بِمَائِهِ) ايْ وَمَسْحُ كُلِّ اذُنَيْهِ بِمَاءِ الرَّاسِ ؛ لِانَّهُ مَعْطُوفٌ عَلَى الرَّاسِ وَتَكَلَّمُوا فِي كَيْفِيَّةِ الْمَسْحِ .وَالْاظْهَرُ انَّهُ يَضَعُ كَفَّيْهِ وَاصَابِعَهُ عَلَى مُقَدَّمِ رَاسِهِ ، وَيَمُدُّهُمَا الَى قَفَاهُ عَلَى وَجْهٍ يَسْتَوْعِبُ جَمِيعَ الرَّاسِ[2]

ترجمہ:اور تمام سر کا مسح ایک مرتبہ اور کانوں کا اسی پانی سے یعنی کانوں کا مسح سر کے پانی سے کرلے کیونکہ یہ سر پر عطف ہے۔ اور مسح کرنے کے بارے میں کلام کیا گیا ہے لیکن اس میں زیادہ ظاہر ہاتھ کی ہتھیلی اور انگلیوں کو سر کے ابتدائی حصہ پر رکھیں اور پشت گردن تک لے جائیں اس طرح کہ تمام سر کا مسح ہوجائے۔

اورصاحب منیہ نے یوں بیان کیا ہے۔

وَكيفيةُ استيعابِ المسح ان يَاخذَ الماء ويبل كفيه واصابعه ثم يلصق الاصابع ويمسک ابهاميه وسبابتيه ويجافِ في بطن كفيه عن راسه ويمدهما الى القفاءِ ثمَ يضع كفيه على جانبي الراس ويمسحها ويمدهاالیٰ مقدم الراس ويمسح ظاهر اذنيه بباطن ابهاميه وباطن اذنيه بباطن اى بباطن مسبحتيه قال زيلعیؒ وهذا لا يفيد اذلابد من الوضع والمد فان كان مستعملابالوضع الاول فكذا بالثانى فلا يفيد تاخيره انتهٰى وايضا قد اتفقو ان الماء ما دام فى العضو لم يكن مستعملا فالاولیٰ ان يضع كفيه قاصابعه على مقدم راسه ويمدهما الى قفاء على وجه يستوعب جميع الراس ثم اذنيه باصبعيه ولا يكون الماء مستعملا لان الاستيعاب بماء واحد لا يكون الا بهذاالطريق [3]

ترجمہ:اور سارے سر کے مسح کا طریقہ یہ ہے ۔ کہ پانی سے ہتھیلیوں اور انگلیوں کو گیلا کریں۔پھر انگلیوں کو ایک دوسرے سے ملائیں اور سبابہ اور انگوٹھےاورہتھیلیوں کو اوپر کریں اور پشت گردن تک لے جائیں پھر دونوں ہتھیلیوں

---

[1] الشیخ محمد بن علی بن محمد الحصنی المتوفی (۱۰۸۸ھ) الدرالمنتقیٰ فی شرح الملتقیٰ ص26ج1 دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان بدون التاریخ

[2] الشَّيْخُ عُثْمَانُ الزَّيْلَعِيُّ ؒ(تَبْيِينُ الْحَقَائِقِ شَرْحُ كَنْزِ الدَّقَائِقِ)التاریخ 1315ھ ص 11ج1 محولہ بالہ

[3] الحلبی الشیخ ابراھیم شرح منیہ غنیۃ المستملی العروف بالکبیری ص 22 مکتبہ نعمانیہ کانسی روڈ کوئٹہ بدون التاریخ

کو سر کے دونوں طرف رکھیں اور سر کے آگے کی طرف لے آئیں اور کانوں کے ظاہر کو سبابہ کے باطن سے اور باطن کی انگوٹھے کے باطن سے مسح کریں زیلعی نے فرمایا ہے اسکا فائدہ نہیں کیونکہ رکھنا اور کھینچنا ضروری ہے پس اگر پہلی دفعہ رکھنے سے مستعمل ہوا ہو پس اس طرح دوسرے سے بھی پس اسکا مؤخر کرنا کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ اور اسی طرح سب متفق ہے کہ

مسئلہ 15: انگلیوں کا خلال تب سنت ہے کہ جب دوران وضو انگلیوں کے بیچ میں وضو کا پانی اچھی طرح پہنچ چکا ہو ۔ اور اگردھوتے وقت انگلیوں کو باہم پھنسا کر ملایا گیا ہو تب تو خلال فرض ہے ۔ تا کہ پانی بیچ تک پہنچ جائے اور کوئی جگہ خشک نہ رہے۔

مسئلہ 16:قران مجید میں وضو سے متعلق جن چار اعضاء کی ترتیب کا ذکر ہے ۔یعنی منہ دھونا پھر دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا ،پھر سر کا مسح پھر دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھونا ۔ تو یہ ترتیب بھی سنت ہے

جب پانی کسی عضو پر ہو وہ مستعمل نہیں پس بہتر یہ ہے کہ ہتھیلی کو اور انگلیوں کو سر پر اگے رکھ دیں اور سارے سر پر پشت گردن تک لے جائیں اسی طرح کے تمام سر کو گھیر ڈالے پھر کانوں کوبگلیوں سے اور پانی مستعمل نہیں ہونا کیونکہ سارے عضو کاگھیرنا ایک پانی سے نہیں ہوتا مگر اس طریقہ سے۔

مسئلہ 14:لَكِنْ لَوْ مَسَّ عِمَامَتَهُ فَلَا بُدَّ مِنْ مَاءٍ جَدِيدٍ[1]

ترجمہ: لیکن اگر عمامہ (پگڑی) کو ہاتھ لگادیاپس کانوں کیلئے نیاپانی لیناضروری ہے۔

اور علامہ شامی نے زیادہ تفصیل سے بیان کیاہے

لَكِنْ لَوْ مَسَّ عِمَامَتَهُ فَلَا بُدَّ مِنْ مَاءٍ جَدِيدٍ(قَوْلُهُ: لَكِنْ الَخْ) ذَكَرَهُ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ، وَلَعَلَّهُ مَحْمُولٌ عَلَى مَا اذَا انْعَدَمَتْ الْبِلَّةُ بِمَسِّ الْعِمَامَةِ. قَالَ فِي الْفَتْحِ: وَاذَا انْعَدَمَتْ الْبِلَّةُ لَمْ يَكُنْ بُدٌّ مِنْ الْاخْذِ. اهـ. وَقَدْ يُقَالُ: لَا بُدَّ مِنْ الْاخْذِ مُطْلَقًا لِانَّهُ بِمَسِّ الْعِمَامَةِ يَحْصُلُ الِانْفِصَالُ فَيُحْكَمُ عَلَى الْبِلَّةِ بِالِاسْتِعْمَالِ، وَعَلَى هَذَا يَنْبَغِي انْ يُقَالَ: لَوْ مَسَحَ رَاسَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا قَبْلَ مَسْحِ الْاذُنَيْنِ فَلَا بُدَّ مِنْ اخْذِ مَاءٍ جَدِيدٍ وَلَوْ كَانَتْ الْبِلَّةُ بَاقِيَةً، تَامَّلْ[2]

ترجمہ:لیکن اگر پگڑی کو ہاتھ لگادیاتوکانوں کے مسح کیلئے نیاپانی لیناضروری ہے۔ یہ قول کہ لکن،شرح منیہ میں ذکر کیاہے شاید یہ محمول ہو کہ جب گیلا ہوناختم ہو جائے پگڑی کو ہاتھ لگانے سے۔فتح میں لکھاہے جب گیلی ہوناختم ہوجائے تو پھر نیاپانی لیناضروری ہے۔اور کبھی یہ کہا گیاہے کہ ہر حال میں نئے پانی کالیناضروری ہے کیونکہ پگڑی کو ہاتھ لگانے سے فصل واقع ہوتاہے۔پس اس کی گیلا ہونے پر حکم کیاجاتاہے۔اور بنابراس مناسبت ہے کہ کہاجائے۔اگر سر کااپنے ہاتھ سے مسح کیاپھران دونوں ہاتھ کوکانوں کے مسح سے پہلے اٹھایا تونیاپانی لیناضروری ہےاگر کہ گیلا پن باقی ہواس میں سوچ کر۔

---

[1] ایضا الحلبی ص22 محولہ بالہ

[2] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختارص 264ج1محولہ بالہ

مسئلہ15: (و) تخلیل (الاصابع)الیدین بالتشبیك والرجلین بخنصر یده الیسری بادئا بخنصر رجله الیمنی وهذا بعد دخول الماء خلالها، فلو منضمة فرض [1]

ترجمہ: اور سنت ہے دونوں ہاتھوں کے انگلیوں کا خلال کرنا بطریق تشبیک یعنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنا جس طرح پنجہ کرتے ہیں اور دونوں پاؤں کا خلال بائیں ہاتھ کی چھنگلی سے کرلے، ابتداء کرے داہنے پاؤں کے چھنگلی سے اور ختم کرے بائیں پاؤں کی چھنگلی پر۔ اور یہ جب پانی اس میں داخل ہو جائے۔ اور اگر پیوست ہو تو پھر خلال فرض ہے

۔اگر کسی نے اس ترتیب کی خلاف ورزی کی جیسا کہ پہلے پاؤں دھوئے پھر سر کا مسح کیا پھر ہاتھ دھوئے اخر میں منہ ۔ یا دوسرے طریقے سے اس ترتیب کی خلاف ورزی کی تو وضو تو ہو جائیگا مگر سنت کے خلاف ہے۔

اور علامہ شامی نے یون بیان فرمایاہے

(وَ) تَخْلِيلُ (الْاَصَابِعِ) الْيَدَيْنِ بِالتَّشْبِيكِ وَالرِّجْلَيْنِ بِخِنْصَرِ يَدِهِ الْيُسْرَى بَادِئًا بِخِنْصَرِ رِجْلِهِ الْيُمْنَى، وَهَذَا بَعْدَ دُخُولِ الْمَاءِ خِلَالَهَا، فَلَوْ مُنْضَمَّةً فَرْضٌ (قَوْلُهُ: فَرْضٌ) ايْ التَّخْلِيلُ لِانَّهُ حِينَئِذٍ لَا يُمْكِنُ ايصَالُ الْمَاءِ الَّا بِهِ فَافْهَمْ. [2]

ترجمہ: اور سنت ہے دونوں ہاتھوں کے انگلیوں کا خلال کرنا بطریق تشبیک یعنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنا جس طرح پنجہ کرتے ہیں اور دونوں پاؤں کا خلال بائیں ہاتھ کے چھنگلی سے کرلے، ابتداء کرے داہنے پاؤں کے چھنگلی سے اور ختم کرے بائیں پاؤں کی چھنگلی پر۔ اور یہ جب پانی اس میں داخل ہو جائے۔ اور اگر پیوست ہو تو پھر خلال فرض ہے یہ قول کہ فرض ہے یعنی خلال اس لئے کہ تب پانی کا انگلیوں کے اندر پہنچنا ممکن نہیں ہو مگر اس پر سمجھ لو۔

مسئلہ 16: والترتیب المنصوص(والترتیب المنصوص) ای المذکور فی ایۃ الوضو لان العطف فیھا بالواو وھی لمطلق الجمع [3]

ترجمہ: اور وہ ترتیب جو نص میں مذکور ہے یعنی آیۃ وضو میں مذکور ہیں کیونکہ اس میں عطف واو پر ہے اور وہ مطلق جمع کیلئے ہے۔

اور مجمع الانھر میں ہے

(وَالتَّرْتِيبُ الْمَنْصُوصُ) وَهُوَ شَرْطٌ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ لِقَوْلِهِ تَعَالَى {فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ} [المائدة: 6] الْآيَةَ وَالْفَاءُ لِلتَّعْقِيبِ فَيَدُلُّ عَلَى انَّ غَسْلَ الْوَجْهِ عَقِيبَ الْقِيَامِ الَى الصَّلَاةِ بِلَا مُهْلَةٍ فَيَكُونُ مُقَدَّمًا عَلَى سَائِرِ الْاَرْكَانِ فَيَجِبُ التَّرْتِيبُ فِي الْبَاقِي ايْضًا؛ اذْ لَا قَائِلَ بِالْفَصْلِ، وَلَنَا انَّ الْمَذْكُورَ فِي الْآيَةِ حَرْفُ الْوَاوِ، وَهِيَ لِمُطْلَقِ الْجَمْعِ لَا لِلتَّرْتِيبِ، وَامَّا الْفَاءُ فَانَّهَا دَاخِلَةٌ عَلَى الْمَجْمُوعِ حَقِيقَةً كَانَّهُ قِيلَ: اذَا قُمْتُمْ الَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا الْاَعْضَاءَ الثَّلَاثَةَ كَمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى {اذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا الَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ} [الجمعة: 9] وَلِمَا رُوِيَ «انَّهُ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - نَسِيَ مَسْحَ رَاسِهِ فَتَذَكَّرَهُ بَعْدَ فَرَاغِهِ فَمَسَحَهُ بِبَلَلٍ كَفِّهِ» وَلَوْ كَانَ التَّرْتِيبُ وَاجِبًا لَاعَادَ الْوُضُوءَ. [4]

ترجمہ: اور ترتیب جو منصوص ہے اور وہ امام شافعیؒ کے نزد شرط ہے اس قول باری تعالی کے وجہ سے۔ کہ اپنے چہروں کو دھوس اس میں فا تعقیب کیلئے ہے پس یہ دلالت کرتا ہے کہ چہرہ کا دھونا نماز کو کھڑے ہونے سے پہلے ہے بغیر کسی مہلت کے پس یہ تمام ارکان پر مقدم ہوگا پس ترتیب واجب ہوگی باقی میں بھی۔ کیونکہ فصل پر کوئی قائل نہیں۔ اور ہمارے لئے دلیل یہ کہ آیت میں حرف واو ذکر ہے اور وہ مطلق جمع کیلئے ہے نہ کہ ترتیب کیلئے، اور فا تو مجموعہ حقیقت پر داخل ہے گویا کہ کہا گیا ہے " کہ جب نماز کیلئے اٹھوں تو تین اندامون کو

---

[1] حمد بن علي الحصكفي، الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحارص22 ج1محولہ بالہ

[2] ایضا ابن عابدین،ص 256ج1محولہ بالہ

[3] ملتقی الابحر لامام ابراهیم ابن محمد ابن ابراهیم الحلبی المتوفی ۹۵۶ھ ص 28ج1 دارالکتب العلمیہ لبنان

[4] عبد الرحمن بن محمد بن سليمان المدعو بشيخي زاده, يعرف بداماد أفندي (المتوفى: 1078هـ) مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر ص 15ج1 الناشر: دار إحياء التراث العربي-الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ-عدد الأجزاء: 2

دھولوں جیسا کہ قول ربانی میں ہے" جب نماز جمعہ کیلئے بلادیا جائے تو نماز کیلئے دوڑو اور کاروبار چھوڑوں" اور یہ کہ روایت کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ نے مسح کو بھول گئے پس وضو کے بعد کسی نے آپکو یاد دلایا تو حضور ﷺ نے گیلی ہتھیلی کے ساتھ اس کا مسح کیا" اور اگر ترتیب واجب ہوتی تو حضور ﷺ ضرور وضو کو دوبارہ کرتے۔

اور فتاوی ہندیہ میں مندرجہ ذیل تفصیل سے مذکور ہے

(وَمِنْهَا التَّرْتِيبُ) وَهُوَ انْ يَبْدَا بِمَا بَدَا اللَّهُ تَعَالَى بِذِكْرِهِ .كَذَا فِي التَّبْيِينِ عَدَّ الْقُدُورِيُّ النِّيَّةَ وَالتَّرْتِيبَ وَالِاسْتِيعَابَ مِنْ الْمُسْتَحَبَّاتِ وَعَدَّهَا صَاحِبُ الْهِدَايَةِ وَالْمُحِيطِ وَالتُّحْفَةِ وَالْايضَاحِ وَالْوَافِي مِنْ السُّنَنِ وَهُوَ الْاصَحُّ .كَذَا فِي مِعْرَاجِ الدِّرَايَةِ[1]

مسئلہ 17: وضو میں بعدوالے عضو کا دھونا یا مسح کرنا گذشتہ عضو کے خشک ہونے سے قبل سنت ہے اس کو " ولا" کہتے ہیں ۔ اگر بیچ میں بغیر کسی عذر کے اتنا وقفہ کرے کہ پہلا عضو خشک ہو جائے۔ اور پھر دوسرے کو دھونا شروع کرے تو یہ خلافِ سنت ہے ہاں اگر کوئی عذر ہو مثلاً پانی ختم ہوچکا تو پھر کوئی حرج نہیں اسی طرح غُسل اور تیمم کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

ترجمہ: منجملہ وضو کی سنتوں میں ترتیب ہے اور وہ یہ کہ اللہ نے جس کا ذکر اول کیا ہے اس کو اول کرے یہ تبین میں ہے قدوری نے نیت اور ترتیب اور پورے سر کے مسح کو مستحبات میں سے شمار کیا ہے اور صاحب ہدایہ اور محیط اور تحفہ اور ایضاح اور وافی نے ان کو سنتوں میں داخل کیا ہے اور یہی صحیح ہے اور یہ معراج الدرایہ میں لکھا ہے۔

مسئلہ 17:(والولاء) بكسر الواو: غسل المتاخر او مسحه قبل جفاف الاول بلا عذر: حتى لو فني ماؤه فمضى لطلبه لا باس به، ومثله الغسل والتيمم،[2]

ترجمہ: اور سنت ہے ولاء بکسر واو یعنی پے در پے وضو کرنا عبارت ہے عضو متاخر کے دھونے سے یا مسح کرنے سے عضوِاول کے خشک ہو جانے سے پہلے بغیر کسی عذر کے یہاں تک کہ اگر درمیان وضو کے پانی ختم ہو گیا سو وہ اس کے لینے کو گیا اور عضو خشک ہو گیا تو پے درپے سنت فوت نہ ہو گئی اس عذر سے اور وضو کے مانند غسل اور تیمم ہے کہ ان کے افعال بھی پے در پے مسنون ہے

صاحب ہندیہ کی تفصیلِ عبارت یہ ہے

(وَمِنْهَا الْمُوَالَاةُ) وَهِيَ التَّتَابُعُ وَحَدُّهُ انْ لَا يَجِفَّ الْمَاءُ عَلَى الْعُضْوِ قَبْلَ انْ يَغْسِلَ مَا بَعْدَهُ فِي زَمَانٍ مُعْتَدِلٍ وَلَا اعْتِبَارَ بِشِدَّةِ الْحَرِّ وَالرِّيَاحِ وَلَا شِدَّةِ الْبَرْدِ وَيُعْتَبَرُ ايْضًا اسْتِوَاءُ حَالَةِ الْمُتَوَضِّئِ كَذَا فِي الْجَوْهَرَةِ النَّيِّرَةِ [3]

[1] ایضا الفتاویٰ الهندیہ ص8ج 1 محولہ بالہ

[2] محمد بن علي بن محمد الحِصْني المعروف بعلاء الدين الحصكفي الحنفي (المتوفى: 1088هـ) الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحارص22 ج1۔الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى، 1423هـ- 2002م عدد الأجزاء: 1

[3] ایضا هندیہ ص 8ج1 محولہ بالہ

ترجمہ:اور منجملہ وضو کے سنتوں میں موالات ہے اور موالات سے مراد یہ ہے کہ ایک عضو کو دھو کر اس کے بعد دوسرا عضو بھی دھوئے اور حد اس کی یہ ہے کہ اعتدال کے موسم میں پچھلے عضو کے دھونے سے قبل پہلا عضو خشک نہ ہو جائے گرمی کی شدت اور ہوا کی شدت کا ارعتبار نہیں البتہ وضو کرنے والے کی حالت یکساں رہنے کا اعتبار کیا جائے گا۔یہ جوہرۃ النیرہ میں لکھا ہے

مبحث چہارم:وضو کے مستحبات اور مکروہات:

وضومیں یہ پندرہ امور مستحبات* میں سے ہیں ۔۱۔بوقت وضو قبلہ رُخ ہونا ۔۲۔اونچی جگہ بیٹھنا۔ ۳۔ناک بائیں ہاتھ سے صاف کرنا ۔۴۔ اگرڈھیلی انگھوٹی ہاتھ میں ہو تو اسے گھمانا ۔۵۔سردی کے موسم میں اعضاء دھونے سے پہلے گیلا ہاتھ پھیرنا ۔۶۔جس عضو کو دھوئے اسے خوب ملنا (بعض کہتے ہیں کہ یہ سنت ہے) ۔ ۷۔بغیر ضرورت کے دنیاوی باتیں نہ کرنا۔ ۸۔ اگرعذر خاص نہ ہو تو خود وضو کرنا۔ ۹۔وضو اطمینان سے کرنا ۔ ۱۰۔دھونے میں دائیں عضو کو اولیت دینا ۔ ۱۱۔گردن کا مسح ۔ ۱۲۔کانوں کا مسح کرتے وقت کانوں کے سوراخوں میں چھوٹی انگلی(چھنگلی انگلی) گیلی کرکے داخل کرنا۔ ۱۳۔پاؤں بائیں ہاتھ سے دھونا لیکن پانی دائیں سے ڈالنا۔۱۴۔پاؤں کی انگلیوں میں بائیں ہاتھ کی چھنگلی سے خلال کرنا۔ ۱۵۔ہر عضو دھوتے وقت بسم اللہ اور کلمہ شہادت پڑھنا اور جو دعائیں منقول ہیں وہ پڑھنا .

*(اس عبارت میں اشارہ ہے کہ وضو کے مستحبات اور بھی زیادہ ہیں مثلاً پانی مٹی کے برتن میں لینا،لوٹا بائیں طرف رکھنا،ہاتھ تین مرتبہ دھونا ، مضمضہ اور استنشاق میں مبالغہ وغیرہ وغیرہ ۔بلکہ بعض علماء نے تو تقریباً ساٹھ تک ذکر کئے ہیں اسی طرح اس کتاب کے اکثر مقامات میں مستحبات وغیرہ میں جو عدد مذکور ہے اس عدد میں حصر نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ میں نے بھی ایسے مقامات کہ یہ سنن ہیں اور یہ نہیں کیا کہ بس یہی سنن ہیں اور نہیں ہیں ۔ مولفؒ)

مگر اس میں علامہ شامی کی روایت زیادہ مفید ہے۔

(وَالْوِلَاءُ) بِكَسْرِ الْوَاوِ: غَسْلُ الْمُتَاخِّرِ اوْ مَسْحِهِ قَبْلَ جَفَافِ الْاَوَّلِ بِلَا عُذْرٍ. حَتَّى لَوْ فَنِيَ مَاؤُهُ فَمَضَى لِطَلَبِهِ لَا بَاسَ بِهِ، وَمِثْلُهُ الْغُسْلُ وَالتَّيَمُّمُ،[1]

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختارص 264ج1محولہ بالہ

ترجمہ: اور سنت ہے ولاء بکسر واو یعنی پے در پے وضو کرنا۔ عبارت یہ ہے کہ عضو متاخر کے دھونے سے یا مسح کرنے سے عضو اول کے خشک ہو جانے سے پہلے بدون عذر کے یہاں تک کہ اگر درمیان وضو کے پانی ختم ہو گیا سو وہ اس کے لینے کو گیا اور عضو خشک ہو گیا تو پے در پے سنت فوت نہ ہو گئی اس عذر سے اور وضو کے مانند غسل اور تیمم ہے کہ ان کے افعال بھی پے در پے مسنون ہے۔

(وضو میں یہ پندرہ امور مستحبات* میں سے ہیں۔)

(ومن ادابه) عبر بمن لان له ادبا اخر اوصلها في الفتح الى نيف وعشرين، واوصلتها في الخزائن الى نيف وستين (استقبال القبلة ودلك اعضائه) في المرة الاولى (وادخال خنصره) المبلولة (صماخ اذنيه) عند مسحها (وتقديمه على الوقت لغير المعذور) تحريك خاتمه الواسع) ومثله القرط، وكذا الضيق ان علم وصول الماء والا فرض(وعدم الاستعانة بغيره) الا لعذر، واما استعانته عليه الصلاة والسلام بالمغيرة فلتعليم الجواز (و) عدم (التكلم بكلام الناس) الا لحاجة تفوته (والجلوس في مكان مرتفع) تحرزا عن الماء المستعمل. وعبارة الكمال: وحفظ ثيابه من التقاطر، وهي اشمل (والجمع بين نية القلب وفعل اللسان) هذه رتبة وسطى بين من سن التلفظ بالنية ومن كرهه لعدم نقله عن السلف (والتسمية) كما مر (عند غسل كل عضو) وكذا الممسوح (والدعاء بالوارد عنده) اي عند كل عضو، وقد رواه ابن حبان وغيره عنه عليه الصلاة والسلام من طرق،[1]

....

ترجمہ: اور وضو کے اداب میں سے وضو کے وقت قبلہ رو بیٹھنا ہے شارح نے کہا کہ مصنف نے من کا لفظ جو بعض پر دلالت کرتا ہے بولا اس واسطے کہ آداب وضو سوائے متن کے اور بھی ہیں فتح القدیر میں آداب وضو کو بیس اور کئی تک پہنچایا ہے اور میں نے خزائن الاسرار میں(جو پہلے شرح لکھی تھی اس متن کی ساٹھ اور کئی آداب تک نوبت پہنچائی۔ قبلہ رو خ ہونا، اپنے اعضاء کو ملنا اول بار کے دھونے میں ،اپنی بھیگی چھنگلی کا داخل دونوں کانوں کے سوراخ میں ان کے مسح کرنے کے وقت، اور نماز کے وقت سے پہلے وضو کرنا غیر معذور کو، اور کشادہ انگوٹھی کا گھمانا اور یہی حال ہے کان کی بالی کا اور اس طرح تنگ انگوٹی کی تحریک مستحب ہے اگر اس کے نیچے پانی کا پہنچنا معلوم ہو گیا ہو اور اگر معلوم نہ ہو تو اب تحریک فرض ہے اور غیر سے مدد نہ چاہنا مگر معذور کو استعانت جائز ہے اور رسول ﷺ کا مدد چاہنا وضو میں مغیرہ بن شعبہ سے بیان جواز تعلیم امت کیلئے ہے، وضو میں نہ بولنا عام آدمیوں کی سی بات کا مگر کسی حاجت کیلئے جو بدون بولنے کے فوت ہوتی ہو، اور اونچے مکان پر بیٹھنا مستعمل پانی سے بچنے کے لئے، اور شیخ کمال الدین کی عبارت یوں ہے کہ بچانا کپڑوں کا تقاطر سے، جمع کرنا دل کی نیت میں اور زبان کے لفظ میں، اور یہ زبانی قول کو مستحب کہنا میانہ روی ہے دو قول میں ایک قول اس شخص کا جو سنت کہتا ہے اور دوسرا قول اس شخص جو مکروہ کہتا ہے کیونکہ نیت کو زبان سے کہنا سلف سے منقول نہیں، اور بسم اللہ کہنا چنانچہ مذکور ہو چکا ہر عضو کے دھونے کے وقت، اور اسی طرح مسح کرنے کے ساتھ، اور دعا کرنا جو اخبار وآثار میں وارد ہے ہر عضو کے دھونے اور مسح کرنے میں اور اسی کو ابن حبان وغیرہ نے رسول اللہ ﷺ سے چند طریقوں سے۔ روایت کیا ہے۔

اور علامہ شامی نے یوں فرمایا ہے۔

(وَمُسْتَحَبُّهُ) (التَّيَامُنُ)--- (وَمَسْحُ الرَّقَبَةِ) بِظَهْرِ يَدَيْهِ--- (اسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ، وَدَلْكُ اعْضَائِهِ) فِي الْمَرَّةِ الْاولَى (وَادْخَالُ خِنْصَرِهِ) الْمَبْلُولَةِ (صِمَاخَ اذُنَيْهِ) عِنْدَ مَسْحِهِمَا--- (وَتَحْرِيكُ خَاتَمِهِ الْوَاسِعِ) وَمِثْلُهُ الْقُرْطُ،--- (وَعَدَمُ الِاسْتِعَانَةِ بِغَيْرِهِ) الَّا لِعُذْرٍ--- (وَ) عَدَمُ (التَّكَلُّمِ بِكَلَامِ النَّاسِ) الَّا لِحَاجَةٍ تَفُوتُهُ (وَالْجُلُوسُ فِي مَكَانٍ مُرْتَفِعٍ)--- (وَالتَّسْمِيَةُ) كَمَا مَرَّ (عِنْدَ غَسْلِ كُلِّ عُضْوٍ) ، وَكَذَا الْمَمْسُوحُ (وَالدُّعَاءُ بِالْوَارِدِ عِنْدَهُ) ايْ عِنْدَ كُلِّ عُضْوٍ--- وَغَسْلُ رِجْلَيْهِ بِيَسَارِهِ،--- وَبَلُّهُمَا عِنْدَ ابْتِدَاءِ الْوُضُوءِ فِي الشِّتَاءِ [2]

[1] محمد بن علي، الحصكفي ،الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحارص23 ج1۔محولہ بالہ

[2] ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختارص266ج1محولہ بالہ

ترجمہ :اور وضو کے اداب میں سے : دائیں طرف سے شروع کرنا،اور گردن کا مسح کرناہاتھ کے ظاہر پر ،وضو کے وقت قبلہ روخ ہونا ،اپنے اعضاء کو ملنااول بار کے دھونے میں ،اپنی بھیگی چھنگلی کاداخل دونوں کانوں کے سوراخ میں ان کے مسح کرنے کے وقت ،اور کشادہ انگوٹھی کا گھمانااور یہی حال ہے کان کی بالی کااور غیر سے مدد نہ لیناچاہنا مگر معذور کو استعانت جائز ہے ،وضو میں نہ بولناعام آدمیوں کی سی بات کا مگر کسی حاجت کیلئے جو بدون بولنے کے فوت ہوتی ہے ،اور اونچے مکان پر بیٹھنا مستعمل پانی سے بچنے کے واسطے ،اور بسم اللہ کہنا چنانچہ مذکور ہو چکاہر عضو کے دھونے کے وقت ،اور اسی طرح مسح کرنے کے ساتھ ،اور دعا کرناجو اخبار وآثار میں وارد ہے ہر عضو کے دھونے اور مسح کرنے میں ،اور پاؤں کو بائیں ہاتھ سے دھونا،اور سردی میں دونوں پاؤں کو وضوء کے ابتداء میں گیلا کرنا

اور صاحب منیۃ المصلی نے یہ عبارت بیان کی ہے

وان یجلس مستقبل القبلۃ عند غسل سائرالاعضا وان یکون جلوسہ علی مکان مرتفع وان لا یتکلم فی اثنا الوضؤ بکلام الدنیا وان یتشہد عند غسل کل عضو وان یدعو بما جا فی الأثار وان یمضمض ویستنشق بیدہ الیمنیٰ ویمتخط ویسنشر بیدہ الیسریٰ وینبغی ان یاخذ لکل واحد منہما ما جدیدا وان یستاک بالسواک ان کان لہ مسواک والا فبالاصبع وان یبالغ فی المضمضۃ والاستنشاق الا ان یکون صائما والمبالغۃ فی المضمضۃ ----وان یدخل اصبعیہ الخنصرین فی صماخ اذنیہ عند المسح وان یخلل اصابع رجلیہ بخنصریدہ الیسری وان یحرک خاتمہ ان کان واسعا وان کان

فائدہ :

1: کُلی کرتے ہوئے یہ دعا پڑھیں۔

اللَّهُمَّ اعِنِّي عَلَى تِلَاوَةِ الْقُرْانِ وَعلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

ترجمہ: اےاللہ مجھے توفیق دے قران مجید پڑھنے کی اور تیرا ذکروشکرادا کرنے اوراچھے طریقے سے عبادت کرنے کی

2:نتھنوں (ناک) میں پانی ڈالتے وقت یہ دعا پڑھیں۔

اللَّهُمَّ ارِحْنِي رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَلَا تُرِحْنِي رَائِحَةَ النَّارِ

ترجمہ: اے اللہ مجھے خوشبوئے جنت سے نوازدے اور دوزخ کی بد بو سے بچالے۔

3:منہ دھوتے وقت یہ دعا پڑھیں

اللَّهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِي يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ

ترجمہ : اےاللہ میرے چہرے کو سفید کر اس دِن جب کچھ چہرے سفید اور کچھ سیاہ ہوں گے(یعنی قیامت کے دن)

4: دایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھیں۔

اللَّهُمَّ اعْطِنِي كِتَابِي بِيَمِينِي وَحَاسِبْنِي حِسَابًا يَسِيرًا

ترجمہ : اے اللہ میرا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دے دیں اور میرا حساب آسانی سے لینا ۔

ضیقا --- وان لایسرف فی الما --- وان لا یقتر فی الما وان یملا انائہ ثانیا وان یقول عند تمامہ او فی خلالہ اللھم اجعلنی من التوابین الخ وان یقول بعد فراغہ سبحنک اللھم وبحمدک اشھدان لاالہ الاانت الخ ---[1]

ترجمہ:اور وضو کے مستحبات میں سے یہ کہ ! تمام اعضاء دھونے کے وقت قبلہ روخ بیٹھنااور یہ کہ اس کا بیٹھنا اونچی جگہ پرہوں اور یہ کہ دوران وضوءعام لوگوں کی طرح دنیا والی باتیں نہ کرے اور یہ کہ ہر اندام کے دھونے کے وقت کلمہ تشہد پڑھے،اور دعائے ماثورہ پڑھے، اور یہ کہ مضمضہ اور استنشاق داہنے ہاتھ سے کریں اور ناک کی صفائی بائیں ہاتھ سے، اور ہر ایک کیلئے علیحدہ پانی لے، اور یہ کہ مسواک کریں اگر ہوں ورنہ انگوٹھی سے اور مضمضہ اور استنشاق میں مبالغہ کریں اگر روزہ دار نہ ہو اور یہ کہ مسح کے وقت چھنگلی کو کانوں کے سوراخ میں داخل کرے، اور یہ کہ پاؤں کے انگلیوں کا

5: بایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھیں۔

اللَّهُمَّ لَا تُعْطِنِي كِتَابِي بِشِمَالِي وَلَا مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي ولا تحاسبنی حساباعسیرا۔

ترجمہ: اےاللہ پاک مجھے میرا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں نہ عطا فرما اور نہ میرے پیچھے سے اور میراحساب سختی سے نہ لینا۔

6: سر پر مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھیں

اللَّهُمَّ اظِلَّنِي تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ الَّا ظِلُّ عَرْشِكَ

ترجمہ: اے اللہ مجھے اپنے عرش کے نیچے سایہ عطا فرمادے اس دن جب کوئی سایہ نہ ہوگا سوائے آپ کے عرش کے سایہ کے (قیامت کے دن)

7:کانوں پر مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھیں۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنْ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ احْسَنَه

ترجمہ: اےاللہ مجھے ان افراد میں ٹھرا / بنا دے جو بات سنتے ہیں اور پھر ان میں سے جو بات اچھی ہو اس کی متابعت کرتے ہیں۔

---

[1] الکاشغری العلامۃ الشیخ سدید الدین المنیۃ المصلی ص 12 حاجی فضل احد تاجران کتب پشاور بدون التاریخ

8: گردن کا مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھیں

اللَّهُمَّ اعْتِقْ رَقَبَتِي مِنْ النَّارِ

اےاللہ پاک میری گردن کو آزاد کردے دوزخ سے (مرادپورا بدن ہے)

9:دایاں پاؤں دھوتے وقت دعا پڑھیں ۔

اللَّهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِي عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَزِلُّ الْأَقْدَام

ترجمہ : اےاللہ پاک پُل صراط پر میرے قدم مضبوط کر اس روز جبکہ اکثر لوگوں کے قدم پھسلیں گے(یعنی روز جزاء)

خلال بائیں چھنگلی سے کرےاور یہ کہ حرکت دے انگوٹھا کو اگر کھلا ہو ورنہ فرض ،اور پانی کے استعمال میں اسراف نہ کرے ، اور نہ کمی کرے اور دوبارہ برتن کو نہ بروائیں،اور یہ کہ وضو کے مکمل ہونے کے بعد یا درمیان میں یہ دعا اللهم اجعنی من التوابین الخ اور وضو کے بعد سبحنک اللھم وبحمدک اشھدان لااله الا انت الخ پڑھیں

10: بایاں پاؤں دھوتے وقت یہ دعا پڑھیں۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِي مَغْفُورًا وَسَعْيِي مَشْكُورًا وَتِجَارَتِي لَنْ تَبُورَ[1]

ترجمہ: اےاللہ پاک میرے گناہ معاف کردے، میری کوشش کو فائدہ مند کردے، اور میرے لئے تجارت کو سود مند ٹھہرا/بنادے(یعنی بے نقصان ٹھہرا/بنادے)

مسئلہ 18:بعض کہتے ہیں کہ وضوکرنے والا جب پاؤں دھولے تو وضو کے بقایا پانی سے تھوڑاسا پانی روبہ قبلہ ہوکر پی لینا مستحب ہے بشرطیکہ روزہ نہ ہو ۔ اور بعض کہتے ہیں کہ کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر پیئے۔ بہر حال بغیر اس پانی کے اور اب زم زم کے دوسری صورتوں میں پانی کھڑے ہو کر پینا مکروہ ہے۔ اور وضو کرنے کے بعد درودشریف (*)پڑھنا مستحب ہے۔اور یہ دعاپڑھنا بھی مستحب ہے۔

فائدہ :وَالدُّعَاءُ بِالْمَاثُورَاتِ مِنْ الْادْعِيَةِ عِنْدَ غَسْلِ كُلِّ عُضْوٍ بِانْ يَقُولَ عِنْدَ الْمَضْمَضَةِ " اللَّهُمَّ اعِنِّي عَلَى تِلَاوَةِ الْقُرْانِ وَعَلَى ذِكْرِك وَشُكْرِك وَحُسْنِ عِبَادَتِك " وَعِنْدَ الِاسْتِنْشَاقِ " اللَّهُمَّ ارِحْنِي رَائِحَةَ الْجَنَّةِ " وَعِنْدَ غَسْلِ وَجْهِهِ " اللَّهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِي يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ "

[1]ابوزکریا محیی الدین یحییٰ بن شرف النووی الاذکار للنووی ص76ج1 مکتبہ دارابن حزم للطباعۃ والنشر سن 2004

وَعِنْدَ غَسْلِ يَدِهِ الْيُمْنَى " اللَّهُمَّ اعْطِنِي كِتَابِي بِيَمِينِي وَحَاسِبْنِي حِسَابًايَسِيرًا " وَعِنْدَ يَدِهِ الْيُسْرَى " اللَّهُمَّ لَا تُعْطِنِي كِتَابِي بِشِمَالِي، وَلَا مِنْ وَرَاءَ ظَهْرِي وَلَا تُحَاسِبْنِي حِسَابًا عَسِيرًا " وَعِنْدَ مَسْحِ رَاسِهِ وَاذُنَيْهِ " اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنْ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ احْسَنَهُ " وَعِنْدَ مَسْحِ عُنُقِهِ " اللَّهُمَّ اعْتِقْ رَقَبَتِي مِنْ النَّارِ " وَعِنْدَ غَسْلِ رِجْلِهِ الْيُمْنَى " اللَّهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِي عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَزُولُ فِيهِ الْاقْدَامُ " وَعِنْدَ غَسْلِ رِجْلِهِ الْيُسْرَى " اللَّهُمَّ اجْعَلْ سَعْيِي مَشْكُورًا وَذَنْبِي مَغْفُورًا وَعَمَلِي مَقْبُولًا مَبْرُورًا وَتِجَارَةً لَنْ تَبُورَ بِفَضْلِك يَا عَزِيزُ يَا غَفُورُ " وَالصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - بَعْدَ الْوُضُوءِ وَانْ يَقُولَ " اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنْ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنْ الْمُتَطَهِّرِينَ "[1]

ترجمہ :اور ہر عضو کے دھونے کے وقت ادعیاماثورہ کوپڑھیں اس طرح کہ کُلی کرتے ہوئے یہ دعا پڑھیں۔"اے اللہ مجھے توفیق دے قران مجید پڑھنے کی اور تیرا ذکروشکرادا کرنے اوراچھے طریقے سے عبادت کرنے کی "،نتھنوں (ناک) میں پانی ڈالتے وقت یہ دعا پڑھیں" اے اللہ مجھے خوشبوئے جنت سے نوازدے اور دوزخ کی بد بو سے بچالے"منہ دھوتے وقت یہ دعا پڑھیں" اےاللہ میرے چہرے کو سفید کر اس دِن جب کچھ چہرے سفید اور کچھ سیاہ ہوں گے(یعنی قیامت کے دن)" دایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھیں" اے اللہ میرا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دے دیں۔اور میرا حساب آسانی سے لینا " بایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھیں" اےاللہ پاک مجھے میرا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں نہ عطا فرما اور نہ میرے پیچھے سے اور میراحساب سختی سے نہ لینا" سر پر مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھیں" اے اللہ مجھے اپنے عرش کے نیچے سایہ عطا فرمادے اس دن جب کوئی سایہ نہ ہوگا سوائے آپ کے عرش کے سایہ کے (قیامت کے دن)"کانوں پر مسح کرتے

~~~~~~

وقت یہ دعا پڑھیں" اےاللہ مجھے ان افراد میں ٹھہرا / بنا دے جو بات سنتے ہیں اور پھر ان میں سے جو بات اچھی ہو اس کی متابعت کرتے ہیں" گردن کا مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھیں"اےاللہ پاک میری گردن کو آزاد کردے دوزخ سے (مرادپورا بدن ہے)"دایاں پاؤں دھوتے وقت دعا پڑھیں "اےاللہ پاک پُل صراط پر میرے قدم مضبوط کر اس روز جبکہ اکثر لوگوں کے قدم پھسلیں گے(یعنی روز جزاء)" بایاں پاؤں دھوتے وقت یہ دعا پڑھیں" اےاللہ پاک میرے گناہ معاف کردے، میری کوشش کو فائدہ مند کردے، اور میرے لئے تجارت کو سود مند ٹھہرا/بنادے(یعنی بے نقصان ٹھہرا/بنادے)"اور حضورﷺ پر درود شریف پڑھنا وضو کے بعد اور یہ دعا پڑھنا "اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں سے ٹھہرادے اور مجھے ٹھہرادے پاک لوگوں میں سے"

مسئلہ 18:اللهم اجْعَلْنِي مِنْ التوابين واجعلنى من المتطهرين واجعلنى من عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ، وَاجْعَلْنِي مِنْ الَّذِينَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُونَ

---

[1] عبد الرحمن بن محمد بن سليمان المدعو بشيخي زاده, يعرف بداماد أفندي (المتوفى: 1078هـ) مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر ص17ج1،الناشر: دار إحياء التراث العربي ،الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ،عدد الأجزاء: 2
~~~~~~

ترجمہ: اے اللہ پاک مجھے ٹھہرادیں/بنادے توبہ کرنے والوں میں سے اور بنا دیں مجھے پاکیزہ لوگوں میں سے اور اپنے نیک بندوں میں سے ۔ اور مجھے ٹھہرا دے ان لوگوں میں سے جن کے لئے کوئی خوف نہیں اور جو کبھی غمزدہ نہیں ہوں گے(یعنی مجھے ان کے جماعت میں داخل کریں)۔

اور علامہ شامی نے یوں بیان کیا ہے۔

فَيَقُولُ بَعْدَ التَّسْمِيَةِ عِنْدَ الْمَضْمَضَةِ: اللَّهُمَّ اعِنِّي عَلَى تِلَاوَةِ الْقُرْانِ وَذِكْرِك وَشُكْرِك وَحُسْنِ عِبَادَتِك، وَعِنْدَ الِاسْتِنْشَاقِ: اللَّهُمَّ ارِحْنِي رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَلَا تُرِحْنِي رَائِحَةَ النَّارِ، وَعِنْدَ غَسْلِ الْوَجْهِ: اللَّهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِي يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ، وَعِنْدَ غَسْلِ يَدِهِ الْيُمْنَى: اللَّهُمَّ اعْطِنِي كِتَابِي بِيَمِينِي وَحَاسِبْنِي حِسَابًا يَسِيرًا، وَعِنْدَ غَسْلِ الْيُسْرَى: اللَّهُمَّ لَا تُعْطِنِي كِتَابِي بِشِمَالِي وَلَا مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي، وَعِنْدَ مَسْحِ رَاسِهِ: اللَّهُمَّ اظَلَّنِي تَحْتَ عَرْشِك يَوْمَ لَا ظِلَّ الَّا ظِلُّ عَرْشِك، وَعِنْدَ مَسْحِ اذُنَيْهِ: اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنْ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ احْسَنَهُ، وَعِنْدَ مَسْحِ عُنُقِهِ: اللَّهُمَّ اعْتِقْ رَقَبَتِي مِنْ النَّارِ، وَعِنْدَ غَسْلِ رِجْلِهِ الْيُمْنَى: اللَّهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِي عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَزِلُّ الْاقْدَامُ، وَعِنْدَ غَسْلِ رِجْلِهِ الْيُسْرَى: اللَّهُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِي مَغْفُورًا وَسَعْيِي مَشْكُورًا، وَتِجَارَتِي لَنْ تَبُورَ، كَمَا فِي الْامْدَادِ وَالدُّرَرِ وَغَيْرِهِمَا، وَثَمَّ رِوَايَاتٌ اخَرُ ذَكَرَهَا فِي الْحِلْيَةِ وَغَيْرِهَا وَسَيَاتِي انَّهُ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - ¯

ترجمہ: پس تسمیہ (بسم اللہ) پڑھنے کے بعد کلی کرتے ہوئے یہ دعا پڑھیں۔اے اللہ مجھے توفیق دے قران مجید پڑھنے کی اور تیرا ذکروشکرادا کرنے اوراچھے طریقے سےعبادت کرنے کی ''نتھنوں (ناک) میں پانی ڈالتے وقت یہ دعا پڑھیں'' اے اللہ مجھے خوشبوئے جنت سے نوازدے اور دوزخ کی بد بو سے بچالے''منہ دھوتے وقت یہ دعا پڑھیں'' اےاللہ میرے چہرے کو سفید کر اس دِن جب کچھ چہرے سفید اور کچھ سیاہ ہوں گے(یعنی قیامت کے دن)'' دایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھیں'' اے اللہ میرا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دے دیں اور میرا حساب آسانی سے لینا '' بایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھیں'' اےاللہ پاک مجھے میرا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں نہ عطا فرما اور نہ میرے پیچھے سے اور میرااحساب سختی سے نہ

لینا'' سر پر مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھیں'' اے اللہ مجھے اپنے عرش کے نیچے سایہ عطا فرمادے اس دن جب کوئی سایہ نہ ہوگا سوائے آپ کے عرش کے سایہ کے (قیامت کے دن)''کانوں پر مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھیں'' اےاللہ مجھے ان افراد میں ٹھہرا / بنا دے جو بات سنتے ہیں اور پھر ان میں سے جو بات اچھی ہو اس کی متابعت کرتے ہیں'' گردن کا مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھیں''اےاللہ پاک میری گردن کو آزاد کردے دوزخ سے (مرادپورا بدن ہے)''دایاں پاؤں دھوتے وقت یہ دعا پڑھیں ''اےاللہ پاک پُل صراط پر میرے قدم مضبوط کر اس روز جبکہ اکثر لوگوں کے قدم پھسلیں گے(یعنی روز جزاء)'' بایاں پاؤں دھوتے وقت یہ دعا پڑھیں'' اےاللہ پاک میرے گناہ معاف کردے، میری کوشش کو فائدہ مند کردے، اور میرے لئے تجارت کو سود مند ٹھہرا/بنادے(یعنی بے نقصان

ٹھہرا/بنادے)'' جیسا کہ امداد اور درمختار وغیرہ میں ہے اور بعض روایات کو حلیہ وغیرہ میں ذکر کیا ہے کہ حضورﷺ پر درود شریف پڑھیں۔

(*) (وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ بَعْدَهُ) اىْ بَعْدَ الْوُضُوءِ، لَكِنْ فِي الزَّيْلَعِيِّ اىْ بَعْدَ كُلِّ عُضْوٍ (وَانْ يَقُولَ بَعْدَهُ) اىْ الْوُضُوءِ (اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنْ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنْ الْمُتَطَهِّرِينَ، وَانْ يَشْرَبَ بَعْدَهُ مِنْ فَضْلِ وُضُوئِهِ) كَمَاءِ زَمْزَمَ (مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قَائِمًا) اوْ قَاعِدًا، وَفِيمَا عَدَاهُمَا يُكْرَهُ قَائِمًا تَنْزِيهًا؛[1]

ترجمہ:اور حضورﷺ پر وضو کے بعد درودشریف پڑھنا ،لکن زیلعی میں ہے کہ ہر اندام کے دھونے کے بعد اور یہ کہ وضو کے بعد یہ دعا کہے اے اللہ پاک مجھے ٹھہرادیں/بنادے توبہ کرنے والوں میں سے اور بنا دیں مجھے پاکیزہ لوگوں میں سے۔اور وضو سے باقی ماندہ پانی جیسا کہ ابِ زم زم کو قبلہ روخ ہوکر کھڑے یا بیٹھے ہوئے پیتے ہیں اور اس کے علاوہ پانی کھڑے ہوکر پینا مکروہ تنزیہی ہے۔

صاحب منیۃ المصلی نے لکھا ہے۔

وان یشرب فضل وضوئہ قائما ویقول اللھم اشفنِی بشفائک وداونی بدوائک واعصمنی من الوھل والامراض والاوجاع ویکرہ الشرب قائما الا ھذا وشرب زمزم الخ[2]

ترجمہ: اور یہ کہ وضو کے باقی ماندہ پانی کھڑے ہوکر پیئے اور اس کے بعد پڑھیں '' اے اللہ یہ میرے لئے اپنے جانب سے صحت مند بخشے اور اپنے طرف سے دوائی بخشے اور مجھ کو بیماریوں اور گمانوں اور دردوں سے بچا۔ اور کھڑے ہو کر پانی پینا منع ہے مگر یہ اور زم زم ۔

مسئلہ19:سردی کے موسم میں ہر عضو کو دھونے سے قبل اس پر گیلا ہاتھ پھیرنا بھی لازم ہے۔ یہ اس لئے کہ سردی کے موسم میں خشکی بدن پر زیادہ ہوتی ہے۔اور مسامات بند ہوتے ہیں ۔ اس لئے جلد پانی جذب نہیں کرتی۔

مسئلہ20:انگوٹھی ،چوڑیاں،مُنّی اور کنگن وغیرہ اگراتنے کُھلے ہوں کہ بغیرحرکت دیئے بھی ان میں سے پانی جِلد تک پہنچ سکے۔ توپھربھی ان کو ہلانا اور حرکت دینا مستحب ہے۔ اور اگرمذکورہ زیورات اتنے تنگ (فِٹ)ہوں کہ بغیر ہلائے اور حرکت دیے پانی ان کے اندر سے نہ گزرنے کا گمان ہو ۔ تو پھر ان کو ہلانا اور حرکت

مسئلہ19:وَعَنْ خَلَفِ بْنِ ايُّوبَ قَالَ يَنْبَغِي لِلْمُتَوَضِّئِ فِي الشِّتَاءِ انْ يَبُلَّ اعْضَاءَهُ بِالْمَاءِ شِبْهَ الدُّهْنِ ثُمَّ يَسِيلُ الْمَاءُ عَلَيْهَا؛ لِانَّ الْمَاءَ يَتَجَافَى عَنْ الْاعْضَاءِ فِي الشِّتَاءِ كَذَا فِي الْبَدَائِعِ[1]

---

[1] ا یضاابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختارص266ج1محولہ بالہ

[2] الکاشغری العلامۃ الشیخ سدید الدین المنیۃ المصلی ص 14 حاجی فضل احد تاجران کتب پشاور بدون التاریخ

ترجمہ: اور خلف بن ایوب سے وہ فرماتے ہے کہ وضو کنندہ کیلئے مناسب ہے کہ سردی کے موسم میں اعضاء کو پانی سے تیل کی طرح ملے پھر اس پر پانی ڈالے کیونکہ موسم سردی میں پانی اعضاء سے کنارہ کرتی ہے جیسا کہ بدائع میں ہے۔

اور علامہ شامی نے یوں بیان کیا ہے۔

وَبَلُّهُمَا عِنْدَ ابْتِدَاءِ الْوُضُوءِ فِي الشِّتَاءِ وَالتَّمَسُّحُ بِمِنْدِيلٍ-- (قَوْلُهُ: وَبَلُّهُمَا الَخْ) ايْ الرِّجْلَيْنِ، لَكِنْ فِي الْبَحْرِ عِنْدَ الْكَلَامِ عَلَى غَسْلِ الْوَجْهِ عَنْ خَلَفِ بْنِ ايُّوبَ انَّهُ قَالَ: يَنْبَغِي لِلْمُتَوَضِّئِ فِي الشِّتَاءِ انْ يَبِلَّ اعْضَاءَهُ بِالْمَاءِ شِبْهَ الدَّهْنِ ثُمَّ يُسِيلُ الْمَاءَ عَلَيْهَا لِانَّ الْمَاءَ يَتَجَافَى عَنْ الْاعْضَاءِ فِي الشِّتَاءِ[2]

ترجمہ:اور اعضا ء کو وضو کے ابتداء میں گیلا کرنا موسم سردی میں اور وضو کے بعد تولیہ سے خشک کرنا -- یہ قول کہ گیلا کرنا یعنی دونوں پاؤں کو لیکن بحر الرائق میں منہ دھوتے وقت پر ہے اور خلف بن ایوب سے روایت ہے وہ فرماتے ہے کہ وضو کنندہ کیلئے مناسب ہے کہ سردی کے موسم میں اعضاء کو پانی سے تیل کی طرح ملے پھر اس پر پانی ڈالے کیونکہ موسم سردی میں پانی اعضاء سے کنارہ کرتی ہے۔

مسئلہ20: (وتحريك خاتمه الواسع) ومثله القرط، وكذا الضيق ان علم وصول الماء والا فرض[3]

ترجمہ:اور کشادہ انگوٹھی کا گھمانا اور یہی حال ہے کان کی بالی کا اور اس طرح تنگ انگھوٹی کی تحریک مستحب ہے اگر اس کے نیچے پانی کا پہنچنا معلوم ہو گیا ہو اور اگر معلوم نہ ہو تو اب حرکت دینا فرض ہے۔

دینا لازمی اور ضروری ہے۔ تاکہ ان کے نیچے کا حصہ خشک نہ رہ جائے ۔ اسی طرح ناک پر کوئی زیور لونگ(نتھلی) چارگل وغیرہ اگرہو تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ کہ چہرہ دھوتے وقت ناک کے زیور لونگ وغیرہ ۔مذکورہ اگرناک کا سوراخ کھلا بھی ہو تو بھی مذکورہ زیور لونگ وغیرہ کا گھمانا مستحب ہے۔ اور اگرمذکورہ چھید(ناک کی سوراخ جس میں زیورات لگ جاتے ہیں) تنگ ہو تب تو لونگ وغیرہ زیور کا ہلانا ضروری ہے اور اسکے اندر تک پانی کا پہنچانا ضروری ہے۔

مسئلہ 21: دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ سے پہلے اور دایاں پاؤں بائیں پاؤں سے پہلے دھونا مستحب ہے۔ لیکن کانوں کے مسح کے تیمّن(دایاں والی)میں استحباب نہیں ہے۔ بلکہ دونوں کانوں کا مسح ایک ساتھ کریں ہاں اگروضو کرنے والے کا ایک ہاتھ ہو اوردوسراہاتھ کٹا ہوا ہو یا معذورہو اور اس پر کان کا مسح نہ کرسکتاہو تو پہلے دائیں کان پر مسح کریں پھر بائیں کان پر ۔

---

[1] زين الدين بن إبراهيم بن محمد، المعروف بابن نجيم المصري (المتوفى: 970هـ) البحر الرائق شرح كنز الدقائق ص11ج1وبالحاشية: منحة الخالق لابن عابدين الناشر: دار الكتاب الإسلامي الطبعة: الثانية - بدون تاريخ عدد الأجزاء:8

[2] ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختارص279ج1محوله باله

[3] محمد بن علي الحصكفي ،الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحارص23 ج1۔محوله باله

مسئلہ22: اگر وضو کرنے والا معذور نہ ہو تو نماز کا وقت ہونے سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے۔

اور علامہ شامی نے یہ تفصیل اس طرح بیان کی ہے

(وَتَحْرِيكُ خَاتَمِهِ الْوَاسِعِ) وَمِثْلُهُ الْقُرْطُ، وَكَذَا الضَّيِّقِ انْ عَلِمَ وُصُولَ الْمَاءِ، وَالَّا فُرِضَ--- (قَوْلُهُ: وَمِثْلُهُ الْقُرْطُ) ايْ فِي الْغَسْلِ، وَالَّا فَلَا مَدْخَلَ لَهُ هُنَا لِانَّهُ مَا يُعَلَّقُ فِي الْاذُنِ قَامُوسٌ[1]

ترجمہ: اور کشادہ انگوٹھی کا گھمانااور یہی حال ہے کان کی بالی کااور اس طرح تنگ انگوٹی کی تحریک مستحب ہے اگر اس کے نیچے پانی کا پہنچنا معلوم ہو گیاہواور اگر معلوم نہ ہو تو اب حرکت دینا فرض ہے اور یہ قول کہ بالی یعنی غسل میں، ورنہ یہاں وضو میں کوئی حاجت نہیں کیونکہ بالی وہ ہے جو کانوں میں لٹکائی جاتی ہے قاموس۔

مسئلہ21: التَّيَامُنُ[2]

ترجمہ: یعنی دائیں طرف سے وضو کو شروع کرنا۔

لیکن علامہ شامیؒ نے تفصیل بیان کی ہے

(وَمُسْتَحَبُّهُ) وَيُسَمَّى مَنْدُوبًا وَادَبًا-- (التَّيَامُنُ) فِي الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ وَلَوْ مُسِحَا، لَا الْاذُنَيْنِ وَالْخَدَّيْنِ، (قَوْلُهُ: لَا الْاذُنَيْنِ) ايْ فَيَمْسَحُهُمَا مَعًا انْ امْكَنَهُ، حَتَّى اذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ الَّا يَدٌ وَاحِدَةٌ اوْ بِاحْدَى يَدَيْهِ عِلَّةٌ وَلَا يُمْكِنُهُ مَسْحُهُمَا مَعًا يَبْدَا بِالْاذُنِ الْيُمْنَى ثُمَّ الْيُسْرَى[3]

ترجمہ: اور وضو کے مستحبات اس کو مندوب اور ادب بھی کہا گیا ہے ۔ دائیں طرف سے شروع کرنا یعنی ہاتھوں اور دونوں پاؤں میں اگر کہ مسح ہو، نہ کہ کانوں میں اور رخساروں میں اور یہ قول کہ نہ کہ کانوں میں کیونکہ ان کا مسح تو ایک بار معاً

مسئلہ23: اگر وضو کے بعد کسی تولیہ وغیرہ سے بدن کو خشک کرے ۔ تو اس میں بُرائی کوئی نہیں مگر اتنا مبالغہ نہیں کرنا چاہیئے کہ گیلا ہونے کا اثر باقی نہ رہے اور جس کپڑے سے مقام استنجاء کو خشک کیا جائے تو اس سے چاراندام کے اندام (چار اعضاءوضو) کا خشک کرنا مکروہ ہے*۔

کی جاتی ہے اگر ممکن ہو یہاں تک کہ اگر وضو کنندہ کا ایک ہاتھ ہو یا ایک ہاتھ پر معذور ہو اور اس پر مسح کرنا ممکن نہ ہو یکبارگی کے ساتھ تو پھر دائیں کان سے شروع کریں پھر بائیں۔

2ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختارص 271ج1محولہ بالہ

[2] إبراهيم بن محمد بن إبراهيم الحَلَبي الحنفي (المتوفى: 956هـ) ملتقى الأبحر ص 29ج1 الناشر: دار الكتب العلمية - لبنان/ بيروت الطبعة: الأولى، 1419هـ - 1998م ،عدد الأجزاء: 4

[3] ایضاابن عابدين، رد المحتار على الدر المختارص 266ج1محولہ بالہ

مسئلہ22:(وتقدیمہ علی الوقت لغیر المعذور) وھذہ احدی المسائل الثلاث المستثناۃ من قاعدۃ الفرض افضل من النفل لان الوضوء قبل الوقت مندوب وبعدہ فرض.[1]

ترجمہ: اور نماز کے وقت سے پہلے وضو کرنا غیر معذور کو یعنی وہ معذور جس کا پیشاب اور ریح ہر وقت جاری ہو اس کے حق میں تقدیم وضو مستحب نہیں اور یہ یعنی تقدیم وضو کا مسئلہ ایک ہے ان تینوں مسئلوں سے جو مستثنیٰ ہے اس قاعدہ سے کہ فرض افضل ہے نفل سے اس واسطے کہ وضو مستحب ہے وقت سے پہلے اور وقت آنے کے بعد فرض ہے۔

مسئلہ 23:ولاباس للمتوضی والمغتسل ان تمسح بالمندیل روی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یفعل ذالک ومنہم من کرہ ذلک ومنہم من کرہ للمتوضی دون المغتسل والصحیح ما قلنا الا انہ ینبغی ان لا یبالغ ولا یستقصیٰ فی اثر الوضوئ علی اعضائہ[2]

ترجمہ: اور وضو و غسل کرنے والے کیلئے جائز ہے کہ تولیہ سے بدن خشک کرے کیونکہ حضور ﷺ سے مروی ہے یہ خشک فرمانا اور بعض نے اس کو مکروہ ٹھہرادیا ہے اور بعض نے ان دونوں میں سے وضو کرنے والے کیلئے مکروہ اور غسل والے کیلئے جائز مگر صحیح یہ ہے جو ہم نے بیان کیا ہے مگر اتنا مبالغہ نہ کریں کہ وضو کے اعضاء سے اثر وضو ختم ہو جائے۔

اور علامہ شامی نے یوں بیان فرمایا ہے

وَالتَّمَسُّحُ بِمِنْدِيلٍ، قَوْلُهُ: وَالتَّمَسُّحُ بِمِنْدِيلٍ) ذَكَرَهُ صَاحِبُ الْمُنْيَةِ فِي الْغُسْلِ. وَقَالَ فِي الْحِلْيَةِ: وَلَمْ ارَ مَنْ ذَكَرَهُ غَيْرَهُ، وَانَّمَا وَقَعَ الْخِلَافُ فِي الْكَرَاهَةِ؛ فَفِي الْخَانِيَّةِ: وَلَا بَاسَ لِلْمُتَوَضِّئِ وَالْمُغْتَسِلِ. رُوِيَ عَنْ رَسُولِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - انَّهُ كَانَ يَفْعَلُهُ، وَمِنْهُمْ مَنْ كَرِهَ ذَلِكَ وَمِنْهُمْ مِنْ كَرِهَهُ لِلْمُتَوَضِّئِ دُونَ الْمُغْتَسِلِ. وَالصَّحِيحُ مَا قُلْنَا، الَّا انَّهُ يَنْبَغِي انْ لَا يُبَالِغَ وَلَا يَسْتَقْصِي فَيُبْقِي اثَرَ الْوُضُوءِ، عَلَى اعْضَائِهِ اهـ وَكَذَا وَقَعَ بِلَفْظِ لَا بَاسَ فِي خِزَانَةِ الْاكْمَلِ وَغَيْرِهَا، وَعَزَاهُ فِي الْخُلَاصَةِ الَى الْاصْلِ اهـ مَا فِي الْحِلْيَةِ، ثُمَّ ذَكَرَ ادِلَّةَ الْاقْوَالِ الثَّلَاثَةِ وَالْقَائِلِينَ بِهَا مِنْ السَّلَفِ وَاطَالَ وَاطَابَ كَمَا هُوَ دَابُهُ - رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى - وَقَدَّمْنَا عَنْ الْفَتْحِ انَّ مِنْ الْمَنْدُوبَاتِ تَرْكُ التَّمَسُّحِ بِخِرْقَةٍ يَمْسَحُ بِهَا مَوْضِعَ الِاسْتِنْجَاءِ ايْ الَّتِي يَمْسَحُ بِهَا مَاءَ الِاسْتِنْجَاءِ لِاسْتِقْذَارِهَا، وَلَيْسَ فِيهِ مَا يُفِيدُ تَرْكَ التَّمَسُّحِ بِغَيْرِهَا فَافْهَمْ[3]

مسئلہ24:ایک وضو جب تک باقی ہو تو جتنی بھی نمازیں چاہے اسی وضو کے ساتھ ادا کی جاسکتی ہیں۔خواہ وہ نمازیں مختلف اوقات ہی کی کیوں نہ ہو اور اگر وضو ہونے کے باوجود تازہ وضو کرے تو مستحب ہے ۔ بلکہ نورٌ علی نور ہے ۔ لیکن اگر پہلے وضو کرنے کے بعد اسی وضو سے کوئی عبادت نہ کی ہو ۔ تو پھر نیا وضو نہ کرے (باوضو ہوتے ہوئے)اس لئے کہ یہ اسراف ہے اور اگر سابق وضو سے کم از کم دو رکعت نفل ادا کی ہو مثلا تو پھر وضو کرنے میں کوئی برائی نہیں بلکہ بہتر ہے۔(نوٹ شامی (*) نے اس میں تفصیل اور اختلاف بیان کیا ہے)۔

---

[1] محمد بن علي، الحصكفي، الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحارص22ج1۔محولہ بالہ

[2] قاضی خان ص 8ج1 فصل فی المائ المستعمل المکتبہ فی المطابع العالی الواقع فی اللکنو للمنشی نول کشور

[3] ایضا ابن عابدین،ص279ج1محولہ بالہ

ترجمہ: اور تولیہ سے بدن خشک کرنا منیہ میں صاحب منیہ نے غسل کے بیان میں ذکر کیا ہے ،حلیہ میں ہے کہ منیہ کے علاوہ کسی نے ذکر نہیں کیا ہے ،اور اس میں علماء کا اختلاف تو کراہیت میں ہے پس خانیہ میں ہے کہ وضو کنندہ اور غسل کرنے والے کیلئے اسمیں کوئی حرج نہیں کہ حضورﷺ سے منقول ہے کہ آپﷺ یہ کرتے تھے۔

اور ان میں بعض نے مکرہ کہا ہے اور بعض نے وضو کرنے والے کیلئے مکروہ اور غسل کرنے والے کیلئے جائز لیکن صحیح وہ ہےجو ہم نے کہا ہے مگر یہ کہ زیادہ مبالغہ نہ کریں تاکہ اثر وضو باقی رہے ان کے اعضاء پر ۔ اور خزانۃ الاکمل وغیرہ میں لفظ لاباس ہے اور خلاصہ میں اصل پر عمل کیا ہے جو کہ حلیہ میں ہے، پھر اس پر اقوال سلف اور قائلین کے تینوں دلائل اپنے نہج کے مطابق ذکر کئے ہیں ۔ اللہ ان پر رحم فرمائیں ۔ اور اس سے پہلے ہم نے فتح القدیر سےبیان کیا ہے کہ مستحبات میں سےاعضاءوضوکو خشک نہ کرنا اس کپڑے سے جس پر استنجاءکی جگہ کو مسح کیا گیا ہو بوجہ اسمیں گندگی کے۔ اور اس میں اس کے علاوہ خشک کرنے سے منع کہیں ذکر نہیں ۔

(*) وان لا يمسح اعضاه بالخرقة التي يمسح بها موضع الاستنجا[1]

ترجمہ: اور یہ کہ وضو کے اعضا کو خشک نہ کرے اس کپڑے سےجس سےاستنجاء کے جگہ کو مسح کیا گیا ہو ۔

مسئلہ24: الْوُضُوءِ لَا بَاسَ بِهِ--- انَّ الْوُضُوءَ عِبَادَةٌ غَيْرُ مَقْصُودَةٍ لِذَاتِهَا فَاذَا لَمْ يُؤَدَّ بِهِ عَمَلٌ مِمَّا هُوَ الْمَقْصُودُ مِنْ شَرْعِيَّتِهِ كَالصَّلَاةِ وَسَجْدَةِ التِّلَاوَةِ وَمَسِّ الْمُصْحَفِ يَنْبَغِي انْ لَا يُشْرَعَ تَكْرَارُهُ قُرْبَةً؛ لِكَوْنِهِ غَيْرَ مَقْصُودٍ لِذَاتِهِ فَيَكُونُ اسْرَافًا مَحْضًا[2]

ترجمہ:وضو کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ... کیونکہ وضو بذاتہ عبادۃغیر مقصودلذاتہا ہے پس جب اس پر کوئی عمل نہ کیا جائے اس سے جو مقصود ہو شرعا جیسا نماز ،سجدہ تلاوۃ مسح مصحف تو مناسب ہےکہ اس کا تکرار شرعا ثواب نہ ہوگا کیونکہ یہ غیر مقصود لذاتہ ہے پس عبادت نہ کرنے کے بغیر یہ دوبارہ کرنا اسراف ہوگا ۔

(*)(قَوْلُهُ: اوْ لِقَصْدِ الْوُضُوءِ عَلَى الْوُضُوءِ) ايْ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنْ الْاوَّلِ بَحْرٌ. وَفِي التَّتَارْخَانِيَّةِ عَنْ النَّاطِفِيِّ: لَوْ زَادَ عَلَى الثَّلَاثِ فَهُوَ بِدْعَةٌ، وَهَذَا اذَا لَمْ يَفْرُغْ مِنْ الْوُضُوءِ؛ امَّا اذَا فَرَغَ ثُمَّ اسْتَانَفَ الْوُضُوءَ فَلَا يُكْرَهُ بِالِاتِّفَاقِ اهـ وَمِثْلُهُ فِي الْخُلَاصَةِ. وَعَارَضَ فِي الْبَحْرِ دَعْوَى الِاتِّفَاقِ بِمَا فِي السِّرَاجِ مِنْ انَّهُ مَكْرُوهٌ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ: وَاجَابَ فِي النَّهْرِ بِانَّ مَا مَرَّ فِيمَا اذَا اعَادَهُ مَرَّةً وَاحِدَةً، وَمَا فِي السِّرَاجِ فِيمَا اذَا كَرَّرَهُ مِرَارًا، وَلَفْظُهُ فِي السِّرَاجِ: لَوْ تَكَرَّرَ الْوُضُوءُ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ مِرَارًا لَمْ يُسْتَحَبَّ، بَلْ يُكْرَهُ لِمَا فِيهِ مِنْ الْاسْرَافِ فَتَدَبَّرْ اهـ.

قُلْت: لَكِنْ يَرِدُ مَا فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ الْكَبِيرِ حَيْثُ قَالَ: وَفِيهِ اشْكَالٌ لِاطْبَاقِهِمْ عَلَى انَّ الْوُضُوءَ عِبَادَةٌ غَيْرُ مَقْصُودَةٍ لِذَاتِهَا فَاذَا لَمْ يُؤَدَّ بِهِ عَمَلٌ مِمَّا هُوَ الْمَقْصُودُ مِنْ شَرْعِيَّتِهِ كَالصَّلَاةِ وَسَجْدَةِ التِّلَاوَةِ وَمَسِّ الْمُصْحَفِ يَنْبَغِي انْ لَا يُشْرَعَ تَكْرَارُهُ قُرْبَةً؛ لِكَوْنِهِ غَيْرَ مَقْصُودٍ لِذَاتِهِ فَيَكُونُ اسْرَافًا مَحْضًا، وَقَدْ قَالُوا فِي السَّجْدَةِ لَمَّا لَمْ تَكُنْ مَقْصُودَةً: لَمْ يُشْرَعْ التَّقَرُّبُ بِهَا مُسْتَقِلَّةً وَكَانَتْ مَكْرُوهَةً، وَهَذَا اوْلَى. اهـ.

اقُولُ: وَيُؤَيِّدُهُ مَا قَالَهُ ابْنُ الْعِمَادِ فِي هَدِيَّتِهِ. قَالَ فِي شَرْحِ الْمَصَابِيحِ: وَانَّمَا يُسْتَحَبُّ الْوُضُوءُ اذَا صَلَّى بِالْوُضُوءِ الْاوَّلِ صَلَاةً، كَذَا فِي الشِّرْعَةِ وَالْقُنْيَةِ. اهـ. وَكَذَا مَا قَالَهُ الْمُنَاوِيُّ فِي شَرْحِ الْجَامِعِ الصَّغِيرِ لِلسُّيُوطِيِّ عِنْدَ حَدِيثِ «مَنْ تَوَضَّا عَلَى طُهْرٍ كُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ» مِنْ انَّ الْمُرَادَ بِالطُّهْرِ الْوُضُوءُ الَّذِي صَلَّى بِهِ فَرْضًا اوْ نَفْلًا كَمَا بَيَّنَهُ فِعْلُ رَاوِي الْخَبَرِ وَهُوَ ابْنُ عُمَرَ، فَمَنْ لَمْ يُصَلِّ بِهِ شَيْئًا لَا يُسَنُّ لَهُ تَجْدِيدُهُ. اهـ. وَمُقْتَضَى هَذَا كَرَاهَتُهُ، وَانْ تَبَدَّلَ الْمَجْلِسُ مَا لَمْ يُؤَدِّ بِهِ صَلَاةً اوْ نَحْوَهَا لَكِنْ ذَكَرَ سَيِّدِي عَبْدِ الْغَنِيِّ النَّابْلُسِيُّ انَّ الْمَفْهُومَ مِنْ اطْلَاقِ الْحَدِيثِ مَشْرُوعِيَّتُهُ وَلَوْ

---

[1] الکاشغری العلامۃ الشیخ سدید الدین المنیۃ المصلی ص 16 حاجی فضل احد تاجران کتب پشاور بدون التاریخ

[2] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختارص259ج1محولہ بالہ

بِلَا فَصْلٍ بِصَلَاةٍ اوْ مَجْلِسٍ اخَرَ، وَلَا اسْرَافَ فِيمَا هُوَ مَشْرُوعٌ، امَّا لَوْ كَرَّرَهُ ثَالِثًا اوْ رَابِعًا فَيُشْتَرَطُ لِمَشْرُوعِيَّتِهِ الْفَصْلُ بِمَا ذُكِرَ، وَالَّا كَانَ اسْرَافًا مَحْضًا اهـ فَتَامَّلْ. مَطْلَبٌ كَلِمَةُ لَا بَاسَ قَدْ تُسْتَعْمَلُ فِي الْمَنْدُوبِ

(قَوْلُهُ: لَا بَاسَ بِهِ) لِانَّهُ نُورٌ عَلَى نُورٍ وَقَدْ امِرَ بِتَرْكِ مَا يَرِيبُهُ الَى مَا لَا يَرِيبُهُ مِعْرَاجٌ، وَفِي هَذَا التَّعْلِيلِ لَفٌّ وَنَشْرٌ مُشَوَّشٌ، وَفِيهِ اشَارَةٌ الَى انَّ ذَلِكَ مَنْدُوبٌ، فَكَلِمَةُ لَا بَاسَ وَانْ كَانَ الْغَالِبُ اسْتِعْمَالُهَا فِيمَا تَرْكُهُ اوْلَى، لَكِنَّهَا قَدْ تُسْتَعْمَلُ فِي الْمَنْدُوبِ كَمَا صَرَّحَ بِهِ فِي الْبَحْرِ مِنْ الْجَنَائِزِ وَالْجِهَادِ، فَافْهَمْ. (قَوْلُهُ: وَحَدِيثُ فَقَدْ تَعَدَّى الَخْ) جَوَابٌ عَمَّا يَرِدُ عَلَى قَوْلِهِ لَا بَاسَ بِهِ، وَقَدْ تَقَدَّمَ الْحَدِيثُ فِي عِبَارَةِ النَّهْرِ: قَالَ فِي الْبَحْرِ: وَاخْتُلِفَ فِي مَعْنَى قَوْلِهِ: - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - «فَمَنْ زَادَ عَلَى هَذَا» عَلَى اقْوَالٍ؟ فَقِيلَ: عَلَى الْحَدِّ الْمَحْدُودِ، وَهُوَ مَرْدُودٌ بِقَوْلِهِ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - «مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ انْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ» وَالْحَدِيثُ فِي الْمَصَابِيحِ، وَاطَالَةُ الْغُرَّةِ تَكُونُ بِالزِّيَادَةِ عَلَى الْحَدِّ الْمَحْدُودِ، وَقِيلَ: عَلَى اعْضَاءِ الْوُضُوءِ، وَقِيلَ: الزِّيَادَةُ عَلَى الْعَدَدِ وَالنَّقْصُ عَنْهُ. وَالصَّحِيحُ انَّهُ مَحْمُولٌ عَلَى الِاعْتِقَادِ دُونَ نَفْسِ الْفِعْلِ، حَتَّى لَوْ زَادَ اوْ نَقَصَ وَاعْتَقَدَ انَّ الثَّلَاثَ سُنَّةٌ لَا يَلْحَقُهُ الْوَعِيدُ كَذَا فِي الْبَدَائِعِ، وَاقْتَصَرَ عَلَيْهِ فِي الْهِدَايَةِ؛ وَفِي الْحَدِيثِ لَفٌّ وَنَشْرٌ؛ لِانَّ التَّعَدِّي يَرْجِعُ الَى الزِّيَادَةِ وَالظُّلْمُ الَى النُّقْصَانِ. اهـ.

اقُولُ: وَصَرِيحُ مَا فِي الْبَدَائِعِ انَّهُ لَا كَرَاهَةَ فِي الزِّيَادَةِ وَالنُّقْصَانِ مَعَ اعْتِقَادِ سُنِّيَّةِ الثَّلَاثِ، وَلِذَا ذُكِرَ فِي الْبَدَائِعِ ايْضًا انَّ تَرْكَ الْاسْرَافِ وَالتَّقْتِيرِ مَنْدُوبٌ، وَيُوَافِقُهُ مَا فِي التَّتَارْخَانِيَّةِ لَا يُكْرَهُ الَّا انْ يَرَى السُّنَّةَ فِي الزِّيَادَةِ، وَهُوَ مُخَالِفٌ لِمَا مَرَّ، مِنْ انَّهُ لَوْ اكْتَفَى بِمَرَّةٍ وَاعْتَادَهُ اثِمَ وَلِمَا سَيَاتِي بَعْدَ وَرَقَةٍ مِنْ انَّ الْاسْرَافَ مَكْرُوهٌ تَحْرِيمًا وَمِنْهُ الزِّيَادَةُ عَلَى الثَّلَاثِ؛ وَلِهَذَا فَرَّعَ فِي الْفَتْحِ وَغَيْرِهِ عَلَى الْقَوْلِ بِحَمْلِ الْوَعِيدِ عَلَى اعْتِقَادِ سُنِّيَّةِ الزِّيَادَةِ اوْ النَّقْصِ بِقَوْلِهِ: " فَلَوْ زَادَ " لِقَصْدِ الْوُضُوءِ عَلَى الْوُضُوءِ، اوْ لِطُمَانِينَةِ الْقَلْبِ عِنْدَ الشَّكِّ، اوْ نَقَصَ لِحَاجَةٍ لَا بَاسَ بِهِ، فَانَّ مُفَادَ هَذَا التَّفْرِيعِ انَّهُ لَوْ زَادَ اوْ نَقَصَ بِلَا غَرَضٍ صَحِيحٍ يُكْرَهُ وَانْ اعْتَقَدَ سُنِّيَّةَ الثَّلَاثِ، وَبِهِ صَرَّحَ فِي الْحِلْيَةِ فَقَالَ: وَهَلْ لَوْ زَادَ عَلَى الثَّلَاثِ مِنْ غَيْرِ قَصْدٍ لِمَا ذُكِرَ يُكْرَهُ؟ الظَّاهِرُ نَعَمْ؛ لِانَّهُ اسْرَافٌ لَكِنْ لَوْ كَانَ قَصْدُهُ بِالزِّيَادَةِ الْوُضُوءَ عَلَى الْوُضُوءِ، انَّمَا تَنْتَفِي الْكَرَاهَةُ اذَا كَانَ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنْ الْاوَّلِ وَصَلَّى بِهِ اوْ تَبَدَّلَ الْمَجْلِسُ عَلَى مَا مَرَّ وَالَّا فَلَا، وَعَلَى كُلٍّ فَيَحْتَاجُ الَى التَّوْفِيقِ بَيْنَ مَا فِي الْبَدَائِعِ وَغَيْرِهِ، وَيُمْكِنُ التَّوْفِيقُ بِمَا قَدَّمْنَاهُ مِنْ انَّهُ اذَا فَعَلَ ذَلِكَ مَرَّةً لَا يُكْرَهُ مَا لَمْ يَعْتَقِدْهُ سُنَّةً، وَانْ اعْتَادَهُ وَاصَرَّ عَلَيْهِ يُكْرَهُ وَانْ اعْتَقَدَ سُنِّيَّةَ الثَّلَاثِ الَّا اذَا كَانَ لِغَرَضٍ صَحِيحٍ، هَذَا مَاظَهَرَ لِفَهْمِي الْقَاصِرِ فَتَدَبَّرْهُ (قَوْلُهُ: وَلَعَلَّ الَخْ) جَوَابٌ عَمَّا اوْرَدَهُ فِي الْبَحْرِ مِنْ انَّ قَوْلَهُمْ: لَوْ نَوَى الْوُضُوءَ عَلَى الْوُضُوءِ لَا بَاسَ بِهِ مُخَالِفٌ لِمَا فِي السِّرَاجِ مِنْ انَّ تَكْرَارَهُ فِي مَجْلِسٍ مَكْرُوهٌ، وَحَمْلُهُ عَلَى اخْتِلَافِ الْمَجْلِسِ بَعِيدٌ. وَحَاصِلُ الْجَوَابِ حَمْلُ الْكَرَاهَةِ عَلَى التَّنْزِيهِيَّةِ، فَلَا تُنَافِي قَوْلَهُمْ لَا بَاسَ بِهِ لِانَّ غَالِبَ اسْتِعْمَالِهَا فِيمَا تَرْكُهُ اوْلَى. اقُولُ: وَفِي الْجَوَابِ نَظَرٌ، لِمَا قَدَّمْنَاهُ مِنْ تَعْلِيلِهِمْ بِانَّهُ نُورٌ عَلَى نُورٍ، فَهِيَ مُسْتَعْمَلَةٌ فِي الْمَنْدُوبِ لَا فِيمَا تَرْكُهُ اوْلَى فَالْاحْسَنُ الْجَوَابُ بِمَا قَدَّمْنَاهُ عَنْ النَّهْرِ مِنْ انَّ (الْمَكْرُوهَ تَكْرَارُهُ فِي مَجْلِسٍ الَخْ) تَرَقٍّ فِي الْجَوَابِ، وَهُوَ مُخَالِفٌ لِمَا سَيَاتِي مِنْ انَّ الْاسْرَافَ مَكْرُوهٌ وَلَوْ بِمَاءِ النَّهْرِ؛ وَلِذَا قَالَ: تَامَّلْ، وَيَاتِي تَمَامُ الْكَلَامِ عَلَيْهِ.[1]

ترجمہ:یہ قول کہ ایک وضوکے اوپر دوسرا وضویعنی پہلے وضو سے فارغ ہونے کے بعد بحرالرائق۔اور تاتارخانیہ میں ناطفی سے منقول ہے کہ اگرتین باروضو کیا تو یہ بدعت ہےاور یہ جب وہ وضو سے فارغ نہ ہوجائے،جب وضو سے فارغ ہوجائے اور نماز پڑھے پھر مکروہ نہیں ہے اتفاقاً۔اور اس طرح خلاصہ میں ہے۔ اور بحر والا نےاس اتفاق والی قول سےمعارضہ کی جو کہ سراج میں ہے کہ ایک مجلس میں یہ مکروہ ہے۔اور نہر میں جواب دیا ہے کہ ایک دفعہ اعادہ کریں اورجو سراج میں ہے اس سےمراد بارباروضوکرناہے۔ اور یہ الفاظ سراج میں ہے کہ اگر کوئی کسی مجلس میں بارباروضو کریں تو یہ مستحب نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے کیونکہ اس میں پانی کی ضیاع ہے سوچ کرو۔

میں کہتا ہوں کہ اس پراعتراض وارد ہوتا ہے جوکہ منیہ کی شرح کبیری میں ہےجس نے کہا ہے اور اسمیں مختلف طبقوں کے اشکال ہیں اس بات پر کہ وضو عبادة غیرمقصود لذاتہ ہےپس جب اس پر جو مقصود ہوتے ہے ادا نہ ہو جائے جیسا کہ نماز ،سجدہ تلاوت اور مس مصحف تو مناسب ہے کہ اس کا تکرار شریعت میں قربت کا سبب نہ بنے،کیونکہ یہ

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختارص259ج1محولہ بالہ

غیر مقصود لذاتہ ہے پس یہ محض اسراف ہوجائے گا اور اسی طرح صرف سجدہ جب مقصود نہیں تو اس پر قربۃ حاصل نہیں ہوتا اور یہ مکروہ ہے اور یہ توجیہ بہتر ہے، میں کہتا ہوں اور اسکی تائید ابن عماد کی ہدایہ میں قول کرتا ہے اس نے شرح مصابیح میں ذکرکیا ہے کہ جب ایک وضو پر نماز پڑھ لیا جائے تو دوسرہ وضو مستحب ہے اسی طرح شرعیہ اور قنیہ میں ہے اور اسی طرح جو مناوی نے شرح جامع صغیر لسیوطی میں اس حدیث پرذکر کیا ہے کہ جس نے باوجودپاکی بھی وضو کیا تو اس کیلئے دس نیکیاں ہےکہ اس میں وضو سے مراد وہ وضو ہے جس پر فرض یا نفل نمازادا کیا ہو جیسا کہ راوی خبر حدیث کے ابن عمرؓ کے فعل سے ثابت ہے جس نے اس پر کوئی نماز ادا نہیں کی تو اس کیلئے تجدید سنت نہیں ۔اور اسکامقتضیٰ کراھیۃ ہے اگر کہ مجلس کو بدل کرے جہاں تک اس پر نماز وغیرہ ادا نہ کریں ۔ لیکن سید عبد الغنی نابلسی نے بیان کیا ہے کہ حدیث سے مراد جائز ہونا ہے اگر کہ بلا فصل نماز یا مجلس ہو ،اور جو کام مشروع ہو اس میں اسراف نہیں ہو تا ۔ اور جب اسکو تیسرے یا چوتھے مرتبہ مکرر کریں تو اس کے مشروعیت کیلئے فصل شرط ہے۔ ورنہ یہ اسراف ہوگا ،اس میں سوچ کر یہ مطلب کہ کلمہ لا بأس کبھی کبھی مستحبات میں بھی استعمال ہوتے ہے۔ یہ قول کہ اسمیں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ نور علی نور ہے اور انسان کو امر کیا گیا ہے کہ جو چیز آپکو شک میں ڈالتا ہے اس کو چھوڑو اور بلا شک والا اختیار کرو ۔معراج۔اور اس میں علت لف نشر مشوش ہے اور اسمیں اشارہ ہے کہ یہ کام مستحب ہے پس کلمہ لاباس اگر کہ غالب استعمال میں اس کا چھوڑنا اولیٰ کیلئے ہےلیکن اس کا استعمال مندوب میں سے بھی ہے۔جیسا کہ اسپر تصریح کی بحر میں جنائز اور جہاد میں سمجھ لو ۔ اور یہ قول کہ حدیث میں فقد تعدیٰ ہے یہ جواب اس سوال کاہے کہ لاباس بہ اور حدیث نہر کی عبارت میں ذکر ہوئی بحر میں کہا گیا ہے اس قول کے معنی میں اختلاف کیا گیا ہے جو حضورﷺ نے فرمایا ہےکہ جس نے اسپر زیادتی کی "بہت اقوال ہے بعض نے کہا ہے ایک محدود حد میں اور یہ مردود ہے اس حدیث سے کہ جس کا طاقت ہو کہ چمکتے ہوا اعضا لمبے ہو تو یہ کام کریں " اور یہ حدیث مصابیح میں ہےاور چمکنے کی لمبائی تو اپنے حد سے زیادتی پر ہوگی اور بعض نے کہا ہے کہ وضو کے اعضاء میں اور بعض نے کہا ہے کہ شمار کے کمی زیادتی میں ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ محمول ہے اعتقاد پر نہ کہ نفس کرنے پر ۔یہاں تک کہ اگر زیادہ کیا یا کم کیا اور یہ اعتقاد ہو کہ تین مرتبہ دھونا سنت ہے تو اسپر وعید نہیں اسی طرح بدائع میں ہے اور اسپر اقتصار کیا ہے ہدایہ میں کہ حدیث میں لف نشر ہے کیونکہ تعدیٰ زیادۃ کے طرف اور ظلم نقصان کے طرف جاتا ہے۔ میں

مسئلہ 25: وضو کرنے والے کو چاہیے کہ پانی کے استعمال میں زیادتی نہ کرےخواہ دریا کے کنارے پر ہی کیوں نہ ہو اور زیادہ کمی بھی نہیں کرنی چاہیے۔ اور پانی کے ساتھ منہ پر تھپڑ مارنا یا چلو میں لئے ہوئے پانی میں پھونکنا یا پانی اس طرح پھینکنا کہ دھاریں بن جایئں یا کسی عورت کے وضو سے بقیہ (باقی ماندہ)پانی سے وضوکرنا یا وضو کے پانی میں

تھوکنا وغیرہ وغیرہ یہ سب مکروہ ہیں ۔ کسی گندی جگہ پر بھی وضو نہیں کرنا چاہیے۔ اسی طرح مسجد میں بھی ۔ لیکن اگر کسی برتن میں کرے (البتہ کہا جاتا ہے وضو کے لئے برتن خاص(*) کرنا ٹھیک نہیں ہے)یا وضو کے لئے کوئی جگہ بنی ہو تو اس میں وضو

کہتا ہو اور اس پر صریح ہے جو بدائع میں ہے کہ تین کہ سنتیت کے اعتقاد کے باوجود زیادۃ اور نقصان میں کراھیۃ نہیں ۔اور اسی وجہ سے بدائع میں ذکر کیا گیا ہے کہ اسراف اور تقصیر کا چھوڑنا مستحب ہے۔اور اس کی بات کی موافقت تاتارخانیہ کی عبارت لایکرہ مکروہ نہیں سے ہے مگر جب زیادۃ میں سنت ہونا مقصود ہو اور یہ پہلے بیان کے مخالف ہے کہ اگر وہ ایک دفعہ پر اکتفا کریں اور یہ عادت بنادیں تو گنہگار رہیگا ۔ اور اس کے ایک ورق بعد آتا ہے کہ اسراف مکروہ تحریمی ہے اور اسمیں تین پر زیادۃ ہے اور اس وجہ سے فتح میں تفریع کیا ہے اس قول کا حمل اس اعتقاد پر کہ زیادۃ یا کمی سنت ہے وعید کی۔ اس قول پر کہ اگر زیادہ کیا ۔ اس قصد پر کہ وضو علی وضو ہو یا دل کے اطمنیان شک کے وقت،یا کمی کسی ضرورت کی وجہ سے کی تو پھر لاباس۔ پس بیشک اس تفریع کا فائدہ کہ زیادہ کیا یاکم کیا بغیر صحیح غرض کے تو مکروہ ہے اگر کہ تین مرتبہ کی سنت ہونے کا اعتقاد ہو ۔اور اس پر تصریح کیا ہے پس کہا ہے حلیہ میں کہ اگر زیادتی کی تین پر بغیر قصد کے جو بیان کیا گیا تو مکروہ ہے؟ تو ظاہر یہ ہے کہ ہاں ،کیونکہ یہ اسراف ہے لیکن اگر اس کا مقصد زیادۃ پر وضو علی وضو ہو بیشک یہ کراھۃ کو نفی کرتا ہے جب یہ پہلے سے فارغ ہونے کے بعد ہو اور اس پر نماز ادا کی ہوکی ہو یا مجلس بدل لی ہو جیسا کہ گزر چکا ،ورنہ مکروہ نہیں اور ہر حال میں یہ موافقت کا محتاج ہے جو کہ بدائع وغیرہ میں ہےکہ اگر ایک دفعہ کیا بغیر سنتیت کہ تو مکروہ نہیں اور اگر عادت بنا دیں تو پھر مکروہ ہے اگر کہ تین کی سنتیت کا اعتقاد ہو ۔مگر جب صحیح غرض پر ہو ،یہ میرے قاصر بندہ کے فہم کے مطابق تھی۔ اور یہ قول کہ لعل الخ یہ جواب ہے اسکاجو بحر میں وارد ہوا ہے کہ اس کا یہ قول کہ اگر نیت کی ہو ایک وضو پر دوسری وضو کی تو اسمیں کوئی مضائقہ نہیں یہ مخالف ہے جو سراج میں ہے کہ ایک مجلس میں تکرار مکروہ ہے اور اسکا حمل مجلس بعید پر کیا ہے ۔ اور حاصل جواب یہ ہے کہ اسکا حمل کراھیۃ تنزیہی پر ہے پس یہ قول لاباس کی منافی نہیں کیونکہ اکثر اس لفظ کا استعمال ترک اولی میں ہوتا ہے میں کہتا ہو کہ اس جواب میں نظر ہےکہ ہم نے پہلے بیان کیا اس کی علت کہ یہ نور علی نور ہے پس یہ مستحب میں استعمال ہوتا ہے نہ کہ ترک اولی میں پس بہترین جواب جو ہم نے نہر سے بیان کیا ہے کہ مکروہ اس کا مکرر کرنا ہے ایک مجلس میں یہ جواب میں تریاق ہے ۔ اور وہ مخالف ہے جو ائے گا کہ اسراف مکروہ ہے اگر کہ نہر کے پانی میں ہو اور اسی وجہ سے کہا کہ سوچ کر اور کلام کی اتمام اس پر آئے گا ۔

کرے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

مسئلہ 25: (ومكروهة: لطم الوجه) او غيره (بالماء) تنزيها، والتقتير (والاسراف) ومنه الزيادة على الثلاث (فيه) تحريما لو بماءالنهر والمملوك له.--- ومن منهياته التوضؤ بفضل ماء المراة وفي موضع نجس، لان الماء الوضوء حرمة، اوفي المسجد الا في اناء او في موضع اعد لذلك، والقاء النخامة، والامتخاط في الماء.[1]

ترجمہ: اور مکروہ تنزیہی ہے چہرہ وغیرہ پر پانی کو زور سے مارنااور حاجت سے کم وبیش استعمال کرنااور ہر اندام کا تین بار سے زیادہ دھونا لیکن تسکین دل یاوضو علی وضو کی خاطر زیادت درست ہے پانی میں اسراف مکروہ تحریمی ہے اگر نہر کے پانی سے یااپنے مملوک پانی ہی سے وضو کیوں نہ ہو---اور وضو کی ممنوعات میں سے عورت کے وضو یا غسل کے باقی رہے پانی سے وضو کرنااور ناپاک مکان میں وضو کرنااسلئے کے وضو کی پانی کی کچھ حرمت ہے مسجد میں وضو کرنا مگر مسجد میں برتن کے اندر وضو جائز ہے یا مسجد کے اندر ایسی جگہ جو وضو کیلئے بنائی گئی ہو،اور پانی میں تھوکنااور سنکنا بھی مکروہ ہے۔

اور علامہ شامی نے تفصیل یوں فرمائی ہے

(وَمَكْرُوهُهُ: لَطْمُ الْوَجْهِ) اوْ غَيْرِهِ (بِالْمَاءِ) تَنْزِيهًا، وَالتَّقْتِيرُ (وَالْاسْرَافُ) وَمِنْهُ الزِّيَادَةُ عَلَى الثَّلَاثِ (فِيهِ) تَحْرِيمًا وَلَوْ بِمَاءِ النَّهْرِ، وَالْمَمْلُوكِ لَهُ--- وَمِنْ مَنْهِيَّاتِهِ: التَّوَضُّؤُ بِفَضْلِ مَاءِ الْمَرْاةِ وَفِي مَوْضِعٍ نَجِسٍ؛ لِانَّ لِمَاءِ الْوُضُوءِ حُرْمَةً، اوْ فِي الْمَسْجِدِ، الَّا فِي انَاءٍ، اوْ فِي مَوْضِعٍ اعِدَّ لِذَلِكَ، وَالْقَاءُ النُّخَامَةِ، وَالِامْتِخَاطُ فِي الْمَاءِ.[2]

ترجمہ: اور مکروہ تنزیہی ہے چہرہ وغیرہ پر پانی کو زور سے مارنااور حاجت سے کم وبیش استعمال کرنااور ہر اندام کا تین بار سے زیادہ دھونا لیکن تسکین دل یاوضو علی وضو کی خاطر زیادت درست ہے پانی میں اسراف مکروہ تحریمی ہے اگرچہ نہر کے پانی سے یااپنے مملوک پانی سے ہی وضو کیوں نہ ہو---اور وضو کی ممنوعات میں سے عورت کے وضو یا غسل کے باقی رہے پانی سے وضو کرنااور ناپاک مکان میں وضو کرنااسلئے کے وضو کی پانی کی کچھ حرمت ہے مسجد میں وضو کرنا مگر مسجد میں برتن کے اندر وضو جائز ہے یامسجد کے اندر ایسی جگہ جو اس کیلئے بنائی ہواور پانی میں تھوکنااور سنکنا بھی مکروہ ہے.

*(وَمِنْ ادَابِهِ) عَبَّرَ بِمِنْ لِانَّ لَهُ ادَابًا اخَرَ اوْصَلَهَا فِي الْفَتْحِ الَى نَيِّفٍ وَعِشْرِينَ وَاوْصَلْتُهَا فِي الْخَزَائِنِ الَى نَيِّفٍ وَسِتِّينَ---وَعَدَمُ التَّوَضُّؤِ بِمَاءٍ مُشَمَّسٍ، وَانْ لَا يَسْتَخْلِصَ انَاءً لِنَفْسِهِ،[3]

ترجمہ: اور وضو کے مستحبات میں سے مصنف نے من کا لفظ بولا جو بعض پر دلالت کرتاہے اس لئے کہ وضو کے اور آداب بھی ہے فتح القدیر میں آداب وضو کو بیس اور کئی تک پہنچایاہے اور میں نے خزائن الاسرار میں ساٹھ اور کئی لکھی ہے---اور سورج سے گرم کیے گئے پانی سے وضو نہ کرنااور اپنے لئے کسی برتن کو خاص نہ کرناوغیرہ.

مبحث پنجم: وضو کرنے کا مسنون طریقہ (یعنی چار اندام) اور دوسرے مسائل:

[1] محمد بن علي، الحصكفي، الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحارص23ج1۔محولہ بالہ

[2] ایضا ابن عابدين ص280ج1محولہ بالہ

[3] ایضا ابن عابدين ص278ج1محولہ بالہ

جس وقت وضو کرنا چاہو۔1: تو اونچی جگہ پر بیٹھ کے،2: کپڑے سمیٹ لو تاکہ اس پر چھینٹیں نہ پڑیں۔3:اور وضو شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھ لو،4:پہلے دونوں ہاتھوں کو کلائیوں تک تین دفعہ دھولو،5: پھر تین بار منہ میں پانی ڈال کر اچھی طرح سے کلی کرلو 6:مسواک بھی کرو،7: اور اگر روزہ نہ ہو تو کلی کرنے میں مبالغہ کرو یعنی غراروں کے ذریعے پورے منہ کے اندر پانی پہنچاؤ۔اور اگر روزہ ہو تو غرارہ نہیں کرنا چاہیئے۔ایسا نہ ہو کہ پانی حلق سے گزر جائے۔ پھر ناک میں پانی ڈالو سانس کھینچ کر اسے اوپر کھینچو اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرو۔اور روزہ ہو تو جہاں تک ناک کا نرم گوشت ہے اس سے اگے پانی نہ لے جاؤ۔ایسا نہ ہو کہ روزہ میں کچھ فرق اجائے۔اور ناک میں بھی تین بار پانی ڈالنا سنت ہے۔ پھر تین بار منہ (چہرہ) پر پانی ڈالو

مبحث پنجم: وضو کرنے کا مسنون طریقہ (یعنی چار اندام) اور دوسرے مسائل:

جس وقت وضو کرنا چاہو۔1:(وان يكون جلوسه على مكان مرتفع[1])ترجمہ: اور یہ کہ اونچی جگہ پر بیٹھنا ہو،2:(وَحِفْظُ ثِيَابِهِ مِنْ التَّقَاطُرِ،[2])ترجمہ: اور کپڑے سمیٹ لیں تاکہ اس پر چھینٹیں نہ پڑیں۔ 3:(وتسمية الله تعالى فى ابتدائه [3]) ترجمہ:اور وضو شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھ لیں،4:((قَوْلُهُ: غَسَلَ يَدَيْهِ الَى رُسْغَيْهِ ابْتِدَاء) يَعْنِي: غَسْلُ الْيَدَيْنِ ثَلَاثًا الَى رُسْغَيْهِ فِي ابْتِدَاءِ الْوُضُوءِ سُنَّةٌ وَالرُّسْغُ مُنْتَهَى الْكَفِّ عِنْدَ الْمَفْصِلِ وَفِي ضِيَاءِ الْحُلُومِ الرُّسْغُ بِالْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ مَوْصِلُ الْكَفِّ فِي الذِّرَاعِ)[4]اور یہ قول کہ پہلے دونوں ہاتھوں کو کلائیوں تک یعنی ہاتھوں کا کلائیوں تک تین دفعہ دھونا سنت ہے اور رسغ کلائی کا آخر ہے جوڑ کے سامنے اور ضیاالعلوم میں ہے کہ رسغ غین معجمہ کے ساتھ کلائی کا ہاتھ میں پیوست کرنے والا5:((وَغَسْلُ الْفَمِ) ايْ اسْتِيعَابُهُ، وَلِذَا عَبَّرَ بِالْغَسْلِ - اوْ لِلِاخْتِصَارِ (بِمِيَاهٍ) ثَلَاثَةٌ)[5]۔ترجمہ: اور منہ کو دھو یعنی سارے بل استیعاب اور اسی وجہ سے غسل سے تعبیر کیا اور اختصار کے وجہ سے تین بار پانی ڈال کر۔6: ("والسواك" بكسر السين اسم للاستياك والعود ايضا والمراد الاول لقوله صلى الله عليه وسلم: "لولا ان اشق على امتي لامرتهم بالسواك عند كل صلاة" او "مع كل صلاة"[6]) ترجمہ: اور مسواک سین کے کسرہ کے ساتھ یہ نام ہے مسواک کرنے اور وہ لکڑی جس سے مسواک کیا جاتا ہے دونوں کیلئے اور یہاں مراد اول ہے کیونکہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میری امتی پر گران نہ ہوتا تو میں انکو ہر نماز کیلئے مسواک کرنے کا حکم کرتا۔

---

[1] الكاشغرى العلامة الشيخ سديد الدين المنية المصلى ص 12 حاجى فضل احد تاجران كتب پشاور بدون التاريخ

[2] ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختارص281ج1محولہ بالہ

[3] ايضا منية المصلى ص 8 محولہ بالہ

[4] ايضا ابن نجيم المصري (المتوفى: 970هـ) البحر الرائق شرح كنز الدقائق ص 18 ج1 محولہ بالہ

[5] ابن عابدين ص 278ج1

[6] حسن بن عمار بن علي الشرنبلالي المصري الحنفي (المتوفى: 1069هـ) مراقي الفلاح شرح متن نور الايضاح ص32ج1،الناشر: المكتبة العصرية الطبعة: الأولى، 1425 هـ - 2005 م عدد الأجزاء: 1

اسی طرح کہ ہر بار چہرے کے سب احاطے پر سے نیچے تک کافی پانی بہہ جائے۔انکھوں کی پلکوں اور ابروؤں کے نیچے تک پانی پہنچ جائے۔ اور ماتھے کے اوپر کے حد سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کے نرم حصہ سے لے کر دوسرے کان کے نرم حصہ تک چہرہ کا جو احاطہ ہے اس میں کوئی جگہ خشک نہ رہ جائے۔ پھر تین مرتبہ دایاں ہاتھ دھولے بازوں تک پھر بایاں ہاتھ دھوئے بازو تک کلائی بھی دونوں ہاتھوں کے دھونے میں داخل ہے۔ پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم پھنسا کر خلال کرے۔ پھر ایک مرتبہ سارے سر کا مسح کرے اور پھر شہادت کی انگلیوں سے کانوں کے اندرونی حصوں کا مسح اور بیرونی حصوں کا مسح انگوٹھوں سے کرے۔ کانوں پر مسح کے لئے تازہ پانی کی ضرورت نہیں۔ بلکہ سر کے مسح سے انگلیوں پر بقیہ پانی ہی کافی ہے۔ پھر انگلیوں کی پشت سے گردن کا مسح کرے حلق یعنی سامنے جو ٹھوڑی کے نیچے ہے جیسے اندرونی گردن بھی کہاجاتاہے) کا مسح منع ہے بلکہ بدعت ہے۔ پھر دایاں پاؤں تین مرتبہ دھولو ٹخنے تک۔ پھر بایاں پاؤں۔اسی طرح ٹخنے بھی دھونے میں شامل ہیں

7:(وَغسْلُ الْفَمِ) ايْ اسْتِيعَابُهُ، وَلِذَا عَبَّرَ بِالْغسْلِ (بِمِيَاهٍ) ثَلَاثَةٌ (وَالْانْفِ) بِبُلُوغِ الْمَاءِ الْمَارِنِ (بِمِيَاهٍ) وَهُمَا سُنَّتَانِ مُؤَكَّدَتَانِ مُشْتَمِلَتَانِ عَلَى سُنَنٍ خَمْسٍ: التَّرْتِيبُ، وَالتَّثْلِيثُ، وَتَجْدِيدُ الْمَاءِ، وَفِعْلُهُمَا بِالْيُمْنَى (وَالْمُبَالَغَةُ فِيهِمَا) بِالْغَرْغَرَةِ، وَمُجَاوَزَةِ الْمَارِنِ (لِغَيْرِ الصَّائِمِ) لِاحْتِمَالِ الْفَسَادِ؛ --- وَهَلْ يُدْخِلُ اصْبُعَهُ فِي فَمِهِ وَانْفِهِ؟ الْاوْلَى نَعَمْ قُهُسْتَانِيٌّ. غَسْلُ الْوَجْهِ (مِنْ مَبْدَا سَطْحِ جَبْهَتِهِ) ايْ الْمُتَوَضِّئِ بِقَرِينَةِ الْمَقَامِ (الَى اسْفَلِ ذَقَنِهِ) (وَمَا بَيْنَ شَحْمَتَيْ الْاذُنَيْنِ عَرْضًا) وَحِينَئِذٍ (فَيَجِبُ غَسْلُ الْمَيَاقِي) وَمَا يَظْهَرُ مِنْ الشَّفَةِ عِنْدَ انْضِمَامِهَا (وَمَا بَيْنَ الْعِذَارِ وَالْاذُنِ) لِدُخُولِهِ فِي الْحَدِّ وَبِهِ يُفْتَى (لَا غَسْلُ بَاطِنِ الْعَيْنَيْنِ) وَالْانْفِ وَالْفَمِ وَاصُولِ شَعْرِ الْحَاجِبَيْنِ وَاللِّحْيَةِ وَالشَّارِبِ ---وَغسْلِ الْيَدَيْنِ (وَالرِّجْلَيْنِ) (مَعَ الْمِرْفَقَيْنِ وَالْكَعْبَيْنِ) (وَمَسْحُ كُلِّ رَاسِهِ مَرَّةً) وَاذُنَيْهِ) مَعًا وَلَوْ (بِمَائِهِ) (وَادْخَالُ خِنْصَرِهِ) الْمَبْلُولَةَ (صِمَاخَ اذُنَيْهِ) عِنْدَ مَسْحِهِمَا (وَمَسْحُ الرَّقَبَةِ) بِظَهْرِ يَدَيْهِ (لَا الْحُلْقُومِ) لِانَّهُ بِدْعَةٌ. (وَ) تَخْلِيلُ (الْاصَابِعِ) الْيَدَيْنِ بِالتَّشْبِيكِ)[1]۔

ترجمہ: اور کلی کرنا یعنی بالاستیعاب منہ میں پانی ڈالنا اور اس وجہ سے دھونے سے تعبیر کی۔ تین مرتبہ پانی ڈالنا اور ناک میں نرم گوشت تک علیحدہ پانی پہنچانا اور یہ دونوں سنت موکدہ ہے جو کہ پانچ سنتوں پر مشتمل ہے جو کہ ترتیب، تثلیث اور نئے پانی لینا اور دونوں کو دائیں ہاتھ سے پانی ڈالنا اور ان دونوں میں مبالغہ کرنا غرغرہ اور نرم گوشت تک پہنچانے پر جب روزہ نہ ہو بوجہ روزہ مفسد ہونے کے اور کیا منہ اور ناک میں انگلی داخل کریگا قہستانی میں ہے جی ہاں۔اور چہرہ کو دوھونا ماتھے کے اوپر سے ٹھوڑی کے نیچے تک طولاً اور کانوں کے نرلوں تک عرضاً دھونا اور اسی وقت کان اور رخسار کے درمیان والی اور وہ جو ظاہر ہوتا ہے ہونٹوں سے طبعاً اور جو حصہ کان اور رخسار کے درمیان ہو بوجہ حد چہرہ کے دھونا بھی داخل ہے۔اور اسی پر فتویٰ ہے مگر آنکھوں کے اندرونی حصہ اور منہ ناک اور ابرو ڈاڑھی اور مونچھوں کے بالوں کا دھونا داخل نہیں ہے۔اور دونوں ہاتھوں اور پاؤں کو ٹخنوں اور ایڑیوں سمیت دھونا اور سارے سر کا مسح ایک مرتبہ اور کانوں کا مسح سر کے ساتھ اگرکہ سر کے باقی ماندہ پانی سے ہو اور مسح کے وقت چھنگلیوں کا کانوں کے سوراخ میں داخل کرنا،اور گردن کا مسح ہاتھ کے ظاہری حصہ کے ساتھ نہ کہ گلے کا مسح کرنا کیونکہ یہ بدعت ہے اور ہاتھوں کے انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کرنے سے خلال کرنا۔

---

[1] ابن عابدین ماخوذۃ (من ارکان الوضو،سنن الوضو،مندوبات الوضؤ) محولہ بالہ

اور بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے پاؤں کی انگلیوں میں نیچے سے خلال بھی کرنا چاہیے۔اس طرح کی دائیں پاؤں کے چھوٹی انگلی سے شروع کر کے بائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی پر ختم کرنا چاہیے۔

فائدہ: وضو تین قسم پر ہے۔فرض،واجب، مستحب۔فرض وضو نماز کے لئے ہوتا ہے۔خواہ نماز فرض ہو یا غیر فرض۔واجب وضو برائے طواف ہوتا ہے۔ مستحب برائے نیند ہوتا ہے۔اور دروغ گوئی وغیبت گوئی کے بعد (اللہ تعالیٰ نخواستہ)اور برائے جنابت،اگر کھانا پینا ہو یا سونا چاہیے یا مجامعت چاہیے بلکہ مستحب وضو کے لئے علماء تیس سے زیادہ مقامات بیان کرتے ہیں۔

("وفي الرجلين باصبع من يده" بينه الزاهدي في القنية بان يخلل بخنصر يده اليسرى يبتدىء من خنصر رجله اليمنى من اسفل ويختم بخنصر رجله اليسرى كذا ورد ورجح النووي هذه الكيفية في الروض وللكمال هنا مناقشة وكذا لابن امير حاج فليرجع اليهما من رام ذلك)[1]

ترجمہ:اور دونوں پاؤں میں خلال دائیں ہاتھ کی چھنگلی سے کرنا جو کہ زاہدی نے قنیہ میں ذکر کیا ہے کہ دائیں چھنگلی سے بائیں پاؤں کی چھنگلی سے شروع کر کے دائیں پاؤں کی چھنگلی پر نیچے سے اوپر کی طرف ختم کریں اسی طرح نووی میں ہے اور اس نے روضہ میں راجح کیا ہے اور کمال نے وہاں پر مناقشہ کیا ہے اور اسی طرح ابن امیر الحاج نے پس جس کو اسمیں شک ہو وہاں سے رجوع فرمائیں۔

فائدہ: فَرْضٌ لِلصَّلَاةِ وَوَاجِبٌ لِلطَّوَافِ، قِيلَ وَمَسُّ الْمُصْحَفِ لِلْقَوْلِ بِأَنَّ الْمُطَهَّرِينَ الْمَلَائِكَةُ، وَسُنَّةٌ لِلنَّوْمِ، وَمَنْدُوبٌ فِي نَيِّفٍ وَثَلَاثِينَ مَوْضِعًا ذَكَرْتهَا فِي الْخَزَائِنِ: مِنْهَا بَعْدَ كَذِبٍ وَغِيبَةٍ وَقَهْقَهَةٍ وَشِعْرٍ وَأَكْلِ جَزُورٍ وَبَعْدَ كُلِّ خَطِيئَةٍ، وَلِلْخُرُوجِ مِنْ خِلَافِ الْعُلَمَاءِ.[2]

ترجمہ:اور صفت طہارت یہ ہے کہ وضو نماز کے لئے فرض ہے اور مکہ معظمہ کے طواف کے لئے واجب اور بعضوں نے کہا ہے کہ وضو واجب ہے مصحف کے چھونے کے واسطے اس قول کی وجہ سے کہ مطہرین سے ملائکہ مراد ہے۔اور سونے کے لئے وضو سنت ہے اور وضو تیس سے زائد کچھ مواضع میں مستحب ہے جن کو میں نے خزائن میں ذکر کیا ہے ان میں سے جھوٹ بیانی کے بعد غیبت اور قہقہہ مارنے اور شعر خوانی اور اونٹ کے گوشت کھانے کے بعد اور ہر گناہ کے بعد صغیرہ ہو یا کبیرہ اور عالموں کے اختلاف سے بچنے کے واسطے۔

---

[1] أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي الحنفي - توفي 1231 ھ حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح ۔ص71
الناشر: دار الكتب العلمية بيروت – لبنان ،الطبعة: الطبعة الأولى 1418ھ - 1997م ،عدد الأجزاء: 1

[2] ابن عابدين ص 90ج1 محولہ بالہ

مبحث ششم: نواقض وضو کا بیان (جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے):

فائدہ: وضو نو(9) چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے۔ (یعنی ان نو(9) میں سے ایک پر) ۱: الہ تناسل یا مقعد سے کسی چیز کا خارج ہونا ماسوائے اس ہوا کے جو اگے سے نکلے۔ ۲: بدن کے کسی حصہ سے خون یا نجاست کا بہنا ایسی جگہ پر جس کا دھونا فرض ہو۔ ۳: منہ بھر کر قے کرنا ۔ ۴: قوتِ امساک کو دور کرنے والی نیند۔ ۵: ماسوائے نماز جنازہ کے کسی دوسری نماز میں بالغ کا قہقہہ۔ ۶: بے ہوشی ۔ ۷: سُکر(نشہ)۔ ۸: دیوانگی۔ ۹: مباشرتِ فاحشہ

مسئلہ 26: پیشاب اور پاخانہ (چھوٹا اور بڑا پیشاب) دبر/پچھلی کی راہ سے خارج ہونی والی ہوا سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح الہ تناسل (مرد سے ہو یا عورت سے، دونو کے لئے ایک حکم ہے) یا مقعد سے اگر کوئی کیڑا یا پتھری وغیرہ نکلے تو اس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ہاں اگر اگے سے ہوا خارج ہو جیسا کہ بیماری میں کبھی کبھی بعض لوگوں سے ایسا ہوتا ہے۔ تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح ناک، کان اور منہ سے اگر کوئی کیڑا اگر پڑے تو اس سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح کسی پھوڑے اور زخم سے اگر کوئی کیڑا گر پڑے یا زخم سے گوشت گرے اور ساتھ پیپ وغیرہ نہ بہے تو اس سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا۔

فائدہ: (وَيَنْقُضُهُ) خُرُوجُ نَجَسٍ مِنْهُ ايْ مِنْ الْمُتَوَضِّئِ الْحَيّ مُعْتَادًا اوْ لَا مِنْ السَّبِيلَيْنِ اوْ لَا الَى مَا يُطَهَّرُ وَ خُرُوجُ غَيْرِ نَجَسٍ مِثْلِ رِيحٍ اوْ دُودَةٍاوْ حَصَاةٍ مِنْ دُبُرٍ لَاخُرُوجُ (رِيحٍ مِنْ قُبُلٍ) غَيْرِ مُفْضَاةٍ، امَّا هِيَ فَيُنْدَبُ لَهَا الْوُضُوءُ، وَقِيلَ: يَجِبُ، وَقِيلَ: لَوْ مُنْتِنَةً وَذَكَرٍ وَ يَنْقُضُهُ قَيْءٌ مَلَا فَاهُ وَ يَنْقُضُهُ دَمٌ مَائِعٌ مِنْ جَوْفٍ اوْ فَمٍ(غَلَبَ عَلَى بُزَاقٍ) حُكْمًا لِلْغَالِبِ (اوْ سَاوَاهُ) احْتِيَاطًا لَا يَنْقُضُهُ الْمَغْلُوبُ بِالْبُزَاقِ(وَكَذَا يَنْقُضُهُ عَلَقَةٌ مَصَّتْ عُضْوًا وَامْتَلَاتْ مِنْ الدَّمِ، وَمِثْلُهَا الْقُرَادُ) كَانَ (كَبِيرًا) لِانَّهُ حِينَئِذٍ يَخْرُجُ مِنْهُ دَمٌ مَسْفُوحٌ سَائِلٌ وَالَّا لَاوَ يَنْقُضُهُ حُكْمًا نَوْمٌ يُزِيلُ مُسْكَتَهُ --- وَالَّا يُزِلْ مُسْكَتَهُ لَا يَنْقُضُ--- وَ يَنْقُضُهُ اغْمَاءٌ--- وجنون وسكر--- وَقَهْقَهَةُ هِيَ مَا يَسْمَعُ جِيرَانُهُ بَالِغٍ وَلَوْ امْرَاةً سَهْوًا يَقْظَانَ--- (يُصَلِّي) (صَلَاةً كَامِلَةً)اى ذات ركوع وسجود فَلَا تَنْقُضُ فِي صَلَاةِ جِنَازَةٍ وَسَجْدَةِ تِلَاوَةٍ وَلَوْ عِنْدَ السَّلَامِ عَمْدًا، فَانَّهَا تُبْطِلُ الْوُضُوءَ لَا الصَّلَاةَ(وَمُبَاشَرَةٌ فَاحِشَةٌ) بِتَمَاسِّ الْفَرْجَيْنِ وَلَوْ بَيْنَ الْمَرْاتَيْنِ وَالرَّجُلَيْنِ مَعَ الِانْتِشَارِ (لِلْجَانِبَيْنِ)[1]

ترجمہ: اور وضو کو توڑتا ہے ہر ناپاک چیز کا نکلنا زندہ وضو کرنے والے سے چاہے عادت کی چیز ہو بول و براز کی راہ سے جو نجاست نکلے یا نہ ناقض وضو ہے نجاست کا بدن کے اس مقام تک پہنچنا جسے پاک کیا جاتا ہے اور وضو کو توڑتا ہے پاک چیز کا نکلنا مقعد سے چنانچہ ہوا یا کیڑا یا پتھری، اور ناقض وضو نہیں ہوا کا نکلنا اس عورت کے فرج سے جو مفضاۃ نہ ہو لیکن مفضاۃ کو وضو کرنا مستحب ہے فرج کے ہوا نکلنے سے اور بعضوں نے کہا واجب ہے اور بعضوں نے کہا کہ اگر بدبو ہے ہوا میں تو واجب ہے ورنہ نہیں۔ اور ناقض وضو ہے وہ قے جو منہ بھر ہو اور وضو کو توڑتا ہے وہ پتلا خون پیٹ یا منہ کا جو غالب ہو گیا ہو تھوک پر اس واسطے کہ غالب پر حکم ہوتا ہے۔ یا خون برابر ہو تھوک کے تو بھی ناقض ہو گا احتیاطاً اور وہ خون وضو کو نہیں توڑتا جو تھوک سے کم ہو اور اسی طرح وضو کو توڑتا ہے وہ کیڑا اور جونک جس نے عضو کو چوسا اور خون سے پُر ہو گیا اور چیچڑی جونک کے برابر ہے وضو توڑنے میں بشر طیکہ بڑی چیچڑی ہو کہ اس سے دم مسفوح نکلتا ہو جونک کے مانند خانیہ میں ہے اور نیند وضو کو توڑتی ہے وہ نیند ناقض وضو ہے جو آدمی کی قوت ماسکہ کو اور وضو کو توڑتا ہے اغما اور اسی قسم سے ہے غشی یعنی اغما اور غشی دونوں ناقض ہیں۔ دیوانگی اور نشہ۔۔۔ قہقہہ وہ ہنسی ہے جس کو پاس کے لوگ سنیں اور قہقہہ جاگتے بالغ کا ناقض ہے اگرچہ عورت ہو گو بھول کر قہقہہ کیا ہو بالغ مذکور پوری نماز پڑھتا ہو یعنی رکوع اور سجدہ والا ہو پس

---

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختارص284ج1محولہ بالہ

مسئلہ 27: بدن میں کسی بھی مقام سے اگر خون یاپیپ ایسی جگہ تک پہنچے کہ جس کا دھوناوضو یا غسل میں فرض ہو۔ تواس سے وضوٹوٹ جاتاہے۔ مثلاً کسی کے ناک سے خون جاری ہوا یافصد کھلوائے یا کوئی جگہ زخمی ہو جائے کہ جس سے خون نکلے یا پھوڑے اور زخم سے خون یاپیپ نکلے تو وضوٹوٹ جاتاہے۔ لیکن خون یاپیپ زخم کے منہ تک ائے اور بہنے نہ پائے۔ تواس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔اسی طرح سوئی اگرانگلی میں چبھ گئی اور خون کی سرخی قدرے ظاہر ہو گئی اور خون نہ بہاتواس سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا۔اور اگر تھوڑاسا بھی بہہ گیاتو وضو ءختم ہو گیا.

نہیں ٹوٹتے نماز جنازہ میں اور سجدہ تلاوت میں اگرکہ سلام کے وقت قصداًہو بے شک یہ وضو کو توڑتاہے نہ کہ نماز کواور ناقض وضو ہے کھلی مباشرت دونوں شرمگاہوں کے بھڑ جانے سے اگرچہ یہ امر دوعورتوں میں واقع ہو یادومردوں میں اِستادگی کے ساتھ جانبین کے وضوتوڑتاہے

مسئلہ 26:(خروج شئ) اى ظهوره حقيقة او حكما فينقض بول نزل الى القلفة لظهوره حكما (من احد السبيلين) قليلا كان او كثيرا معتادا او غير معتاد كالدود والحصى [1]

ترجمہ: یعنی کسی چیز کا خارج ہونا مطلب اس کا ظاہر ہونا حقیقۃ یا حکما پس وہ پیشاب وضو کو توڑتاہے جو حشفہ کو اترے حکماًاس کے ظاہر ہونے سے دونوں میں سے ایک راستہ سے تھوڑی ہو یازیادہ معتاد ہو یاغیر معتاد جیساکہ کیڑااور پتھری۔

اور باقی شامی نے بیان کیاہے

(وينقضه خروج) كل خارج (نجس) بالفتح وبكسر (منه) اي من المتوضئ الحي معتادا او لا، من السبيلين--- (و) خروج غير نجس مثل (ريح او دودة او حصاة من دبر لا) خروج ذلك من جرح، ولا خروج (ريح من قبل) غير مفضاة،اما هي فيندب--- وانما قيد بالريح لان خروج الدودة والحصاة منهما ناقض اجماعا كما في الجوهرة (ولا) خروج (دودة من جرح او اذن او انف) او فم (وكذا لحم سقط منه) لطهارتهما وعدم السيلان فيما عليهما وهو مناط النقض [2]

ترجمہ:اور ہر ناپاک چیز کا نکلنا وضو کو توڑتاہے (فتحہ اور کسرہ دونوں کے ساتھ) زندہ وضو کرنے والے سے چاہے عادت کی چیز ہو بول وبراز کی راہ سے جو نجاست نکلے یانہیں ناقض وضو ہے۔ نجاست کا بدن کے اس مقام تک نہ پہنچنا جسے پاک کیا جاتاہے۔اور پاک چیز کا نکلنامقعد سے وضو کو توڑتاہے چنانچہ ہوایا کیڑایاپتھری۔اور ناقض وضو نہیں ہواکانکلنااس عورت کے فرج سے جو مفضاۃ نہیں ہے. لیکن مفضاۃ کو وضو کرنا مستحب ہے اور مصنف نے ریح کی قید نہیں لگائی مگر اس واسطے کہ کیڑے اور پتھری کا نکلنا فرج اور ذکر سے وضو کا توڑنے والا ہے بالاتفاق چنانچہ جوہرہ میں ہے کیڑے کا زخم سے نکلنا یاکان سے یاناک سے یامنہ سے نہیں توڑتااوراسی طرح گوشت جو گرپڑازخم سے بسبب پاک ہونے کیڑے اور گوشت کے اور اس رطوبت کے نہ بہنے جواُن دونوں پر ہے اور سیلان یہی مدار ہے وضو توڑنے کایعنی غیر سبیلین میں۔

مسئلہ 27:(يلحقه حكم التطهير) فى الوضو او الغسل ،وفائدة ذكر الحكم دفع ورود داخل العين وباطن الجرح اذ حقيقة التطهير فيها ممكنة[3]

---

[1] الدرالمنتقیٰ ص 30ج1 محولہ بالہ

[2] محمد بن علي الحصكفي، الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار ص24ج1 محولہ بالہ

[3] الدرالمنتقیٰ ص 31ج1 محولہ بالہ

مسئلہ 28: کسی جگہ پر زخم یا پھوڑا ہو اسکے سر کو نوچ اگیا یا کھرچ دیا گیا۔ اور نیچے سے خون یا پیپ ظاہر ہو گیا۔ تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ جب تک کہ اس سے خون نہ بہے۔ اسی طرح خون یا پیپ کو اگر زور سے نکالا جائے تو اسکے بہنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ 29: زخم سے معمولی خون نکلا جس پر مٹی ڈال دی یا کپڑے وغیرہ سے صاف کیا۔ اسکے بعد پھر معمولی سا خون نکلا۔ اور صاحب زخم نے پھر اس کو مذکورہ طریقے سے صاف کیا۔ مختصر یہ کہ اس طرح تھوڑا تھوڑا خون نکلتا رہا۔ اور وہ شخص اسکے ساتھ یہی کرتا رہا۔ تاکہ خون بہنے نہ پائے۔ تو کیا اس سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ اسکے لئے حکم یہ ہے کہ دیکھنا چاہیے کہ اگر وہ شخص اس طرح مذکورہ طریقے سے خون کو بہنے سے نہ روکتا تو ایا خون اتنا تھا کہ بہہ جاتا یا نہیں؟ اگر خون اس قدر تھا کہ اگر روکا نہ جاتا تو بہہ جاتا۔ تب تو وضو ٹوٹ گیا ورنہ نہیں۔

ترجمہ: جہاں تک صفائی کا حکم پیوست ہوتا ہے وضو اور غسل میں اور فائدہ اس حکم کے ذکر کرنے کا یہ ہے کہ اس پر جو وارد ہوتا ہے اس کو دفع کرنا جیسا آنکھ کے اندوالی حصہ کا اور زخم کے اندر والی حصہ کا کیونکہ پاکی کا حقیقت اسمیں ممکن ہے۔

اور منیہ میں ہے

واما الدم ونحوه اذا خرج من البدن ان سال عن الجرح نقض والا فلا --- ومنها نفطة قشرت فسال منها ما ء او صديد ان سال عن راس الجرح نقض وان لم يسل لاينقضه وتفسير السيلان ان يتجاوز عن راس الجرح واما اذاعلا على راس الجرح ولم يتجاوز لا يكون سائلا وقال بعضهم اذا خرج وتجاوز الىٰ موضع يلحقه حكم التطهير-- وعلى هذا مسائل كثيرة منها نقطة قشرت فسال منها ماء او دم او صديد ان سال عن راس الجرح نقض وان لم يسل لا ينقضه[1]

ترجمہ: اور خون یا اس کے مثل جب وضو کنندہ کے بدن سے نکلے اگر زخم سے بہہ جائے تو وضو ٹوٹتا ہے ورنہ نہیں--اور اس میں سے ایک پھوڑی کا پھٹ جانا ہے پس اگر اس سے پانی یا پیپ جاری ہوا اگر زخم کے باہر نکل جائے تو وضو ٹوٹتا ہے ورنہ نہیں اور بہہ جانے کا تفسیر یہ ہے کہ زخم کے سر سے تجاوز کریں اور جب زخم کے سر پر ٹھہر گیا اور آگے تجاوز نہ کیا ہو تو بہنے والی نہیں اور بعض نے کہا ہے کہ جب زخم سے نکل جائے اس جگہ کو جہاں صفائی کا حکم پیوست ہوتا ہو اور اسی پر بہت مسائل مبنی ہے ان میں سے بعض ایک پھوڑا پھٹ جانے لگا کہ اس کے سر سے پانی یا خون یا پیپ بہہ جائے تو وضو ٹوٹ گیا ورنہ نہیں۔

مسئلہ 28: (فَانْ قُشِرَتْ نَفْطَةٌ فَسَالَ مِنْهَا مَاءٌ اوْ صَدِيدٌ اوْ غَيْرُهُ انْ سَالَ عَنْ رَاسِ الْجُرْحِ نَقَضَ ، وَانْ لَمْ يَسِلْ لَا يَنْقُضُ) (قَوْلُهُ وَهَذِهِ الْجُمْلَةُ نَجِسَةٌ) يَعْنِي الْمَاءَ وَالْقَيْحَ وَالصَّدِيدَ (قَوْلُهُ : لِانَّهُ مُخْرَجٌ وَلَيْسَ بِخَارِجٍ) لَا تَاثِيرَ يَظْهَرُ لِلْاخْرَاجِ وَعَدَمِهِ فِي هَذَا الْحُكْمِ ، بَلْ النَّقْضُ لِكَوْنِهِ خَارِجًا نَجِسًا ، وَذَاكَ يَتَحَقَّقُ مَعَ الْاخْرَاجِ كَمَا يَتَحَقَّقُ مَعَ عَدَمِهِ فَصَارَ كَالْفَصْدِ وَقَشْرِ النَّفْطَةِ فَلِذَا اخْتَارَ السَّرَخْسِيُّ فِي جَمَاعَةٍ النَّقْضَ[2]

ترجمہ: پس اگر ایک پھوڑا پھٹ جانے لگا اگر اس کے سر سے پانی یا خون یا پیپ بہہ جائے تو وضو ٹوٹ گیا ورنہ نہیں ٹوٹ جاتا یہ قول کہ یہ سارہ جملہ یعنی پانی، زرد یا پیپ نجس ہے اور یہ قول کہ یہ نکالا گیا نہ کہ خود نکل گیا اس میں نکلنے یا نہ نکلنے کا کوئی اثر نہیں حکم میں بلکہ وضو کا ناقض ہونا کہ نجس خارج ہوا اور یہ نکلنے کے ساتھ متحقق ہوتا ہے جیسا کہ متحقق ہوتا ہے اس کے عدم کے ساتھ پس یہ فصد یعنی سینگ لگانے اور پھوڑا پھٹ جانا اسی وجہ سے سرخسی نے ایک گروہ نقض میں مختار کیا ہے۔

---

[1] الحلبی الشیخ ابراهیم منیة المصلی ص 79 محولہ بالہ و شرح منیہ غنیة المستملی العروف باکبیری ص 75 محولہ بالہ

[2] فتح القدیر ص 86ج1

مسئلہ 30: اگر جونک نے اس قدر خون پی لیا کہ اب اس جونک کو درمیان سے کاٹا جائے تو خون بہہ جائے گا تو وضو ٹوٹ گیا اور اگر اس سے کم پیا ہے تو وضو نہیں ٹوٹتا جیسا کہ مچھر، پسو، کھٹمل اور جوں وغیرہ کے کاٹنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ 31: اگر کان میں پھوڑا ہوا اور وہ پھوٹ گیا تو خون یا پیپ اگر سوراخ میں اس جگہ تک محدود رہے کہ جس کا دھونا غسل میں فرض نہیں تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اگر خون یا پیپ ایسی جگہ پہنچے کہ جس کا دھونا غسل میں فرض ہو تو پھر وضو ٹوٹ گیا۔ اس طرح اگر کسی کی انکھ میں پھوڑا ہوا اور وہ پھٹ جائے اور اس کا پانی (پیپ وغیرہ) انکھ ہی میں پھیل جائے۔ اور باہر نہ نکلے تو اس سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا اور اگر انکھ سے باہر نکل ائے تو پھر وضو ٹوٹ گیا۔

مسئلہ 29: وان مسح الدم عن راس الجرح بقطنۃ ثم خرج فمسح ثم وثم او القی التراب علیہ ینظر ان کان بحال لو ترکہ لسال نقض والا فلا[1]

ترجمہ: اور اگر زخم کے سر سے خون کو پینہ کے ذریعے صاف کیا پھر خون نکل گیا پس اس نے صاف کیا بار بار یا اس پر مٹی ڈالی تو دیکھا جائے گا کہ اگر اس کو اس حال پر چھوڑ دیا جاتا تو بہہ جاتا تو وضو ٹوٹ گیا ورنہ نہیں.

اور صاحب در مختار نے لکھا ہے

ثم المراد بالخروج من السبيلين مجرد الظهور، وفي غيرهما عين السيلان ولو بالقوة لما قالوا، لو مسح الدم كلما خرج ولو تركه لسال نقض، وإلا لا،[2]

ترجمہ: پس اس سے مراد کہ خروج سبیلین فقط ظاہر ہونا ہے بدون سیلان کے اور سبیلین کے علاوہ میں خروج بعینہ سیلان ہے اگرچہ سیلان بالفعل نہ ہو بلکہ بالقوہ ہو یعنی بہنے کی لیاقت اور قابلیت رکھتا ہوں تو ناقض وضو ہو گا اس لئے فقہانے کہا ہے کہ اگر خون نکلنے کو پہنچتا رہا اور بہنے نہ دیا لیکن اگر نہ پہنچتا تو بہتا تو ایسا خون وضو کو توڑتا ہے اور جو ایسا نہیں وہ ناقض نہیں۔

مسئلہ 30: وَكَذَا يَنْقُضُهُ عَلَقَةٌ مَصَّتْ عُضْوًا وَامْتَلَأَتْ مِنْ الدَّمِ، وَمِثْلُهَا الْقُرَادُ كَانَ كَبِيرًا لِأَنَّهُ حِينَئِذٍ يَخْرُجُ مِنْهُ دَمٌ مَسْفُوحٌ سَائِلٌ وَإِلَّا تَكُنْ الْعَلَقَةُ وَالْقُرَاد كَذَلِكَ لَا يَنْقُضُ كَبَعُوضٍ وَذُبَابٍ كَمَا فِي الْخَانِيَّةِ لِعَدَمِ الدَّمِ الْمَسْفُوحِ. قَوْلُهُ: وَامْتَلَأَتْ كَذَا فِي الْخَانِيَّةِ، وَقَالَ: لِأَنَّهَا لَوْ شُقَّتْ يَخْرُجُ مِنْهَا دَمٌ سَائِلٌ.[3]

ترجمہ: اور اسی طرح وضو کو توڑتا ہے وہ کیڑا اور جونک جس نے عضو کو چوسا اور خون سے پُر ہو گیا اور چیچڑی جونک کے برابر ہے وضو توڑنے میں بشرطیکہ بڑی چیچڑی ہو کہ اس سے دم مسفوح نکلتا ہو جونک کے مانند کذا فی الخانیہ اور اگر جونک اور چیچڑی ایسی نہ کہ اس سے خون جاری نکلے تو وہ ناقض وضو نہیں مچھر اور مکئی کے کانٹے کے مانند چنانچہ خانیہ میں مذکور ہے کہ وضو نہیں ٹوٹتا خون سائل کے نہ ہونے سے اور یہ قول کہ خون سے پُر ہو گیا اسی طرح خانیہ میں ہے اور کہا کہ اگر اسکو پھاڑ چیڑا جائے تو اس سے بہنے والا خون نکل آئے گا۔

مسئلہ 31: یلحقہ حکم التطہیر فی الوضوء او الغسل وفائدۃ ذکر الحکم دفع ورود داخل العین وباطن الجرح اذ حقیقۃ التطہیر فیھا ممکنۃ[4]

---

[1] الحلبی الشیخ ابراهیم شرح منیہ غنیۃ المستملی العروف باکبیری ص 80 مکتبہ نعمانیہ کانسی روڈ کوئٹہ بدون التاریخ

[2] محمد بن علي الحصكفي، الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار ص23ج1 محولہ بالہ

[3] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختارص291ج1محولہ بالہ

[4] درلمنتقیٰ ص 31ج1 محولہ بالہ

مسئلہ 32: اگر کسی نے ناک صاف کیااور موادِ ناک میں خون کا کوئی منجمد ٹکڑا گر پڑا۔ تواس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ وضوتب ٹوٹتا ہے جبکہ خون کی پتلی دھار بہہ جائے۔ اسی طرح اگر کسی نے ناک میں انگلی ڈال دی اور جب انگلی باہر نکالی تواس پر اسے خون کا داغ نظر ائے۔ وہ بھی صرف انگلی پر ہو یعنی بہہ کر باہر نہ نکلا ہو تواس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ 33: اگر تھوک میں پتلا (معمولی) خون نظر ائے۔ تواس کے متعلق تین صورتیں ہیں۔ یا توخون مذکورہ تھوک کے مساوی ہوگا یا تھوک سے زیادہ ہوگا یا کم ہوگا۔ پس اگر خون برابر ہو۔ یا زائد ہو تو وضو ٹوٹ گیا اور اگر کم ہو تو نہیں ٹوٹا اور یہ سب رنگ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اگر تھوک سُرخی مائل ہو تو وضوء ختم ہوگا اور اگر سفیدی یا زردی مائل ہو تو وضو قائم ہے۔

ترجمہ: اگر خون وغیرہ ایسے جگہ پر پہنچ جائے جس پر صفائی کا حکم لگ جاتا ہے وضواور غسل میں اور فائدہ اس حکم کے بیان کا یہ ہے کہ اس سے اشکال کے وارد ہونے کا دفع ہے کہ آنکھ کے داخل ہونے کا اور زخم کے اندر کا کیونکہ اس میں تطہیر کا حقیقت ممکن ہے۔

اور در مختار میں ہے۔

(کما) لا ينقض (لو خرج من اذنه) ونحوها كعينه وثديه (قيح) ونحوه كصديد وماء سرة وعين (لا بوجع وان) خرج (به) اي بوجع (نقض) لانه دليل الجرح، فدمع من بعينه رمد او عمش ناقض، فان استمر صار ذا عذر.مجتبى، والناس عنه غافلون.[1]

ترجمہ: جیسے وضو نہیں ٹوٹتا اگر متوضی کے کان سے اور اس کے مثل آنکھ یا پستان سے درد کے بغیر پیپ نکلا اور اس کے مانند چنانچہ زرد آب اور ناف کا پانی وغیرہ یعنی ناف کا پیپ اور زرد پانی نکلا ناقض نہ ہوگا بدون درد کے اور اگر پیپ وغیرہ درد کے ساتھ نکلا تو وضو کا ناقض ہوگا اس لئے کہ درد کے ساتھ نکلنا وجود زخم کی دلیل ہے تو آنسوں اس شخص کا جس کی آنکھ اٹھنے آئی اور دکھتی ہے یا ایسی چوندھی اور چیڑی کہ اکثر پانی بہا کرتا ہے ناقض وضو ہے اور اگر آنسو بہنا دائمی ہو گیا تو یہ شخص معذور ہو گیا اور لوگ اس مسئلے کے حکم سے غافل ہیں۔

اور صاحب ہندیہ نے یہ تفصیل بیان کی ہے ۔

وَلَوْ نَزَلَ الدَّمُ مِنْ الرَّاسِ الَى مَوْضِعٍ يَلْحَقُهُ حُكْمُ التَّطْهِيرِ مِنْ الْانْفِ وَالْاذُنَيْنِ نَقَضَ الْوُضُوءَ .كَذَا فِي الْمُحِيطِ.-- اذَا كَانَ فِي عَيْنِهِ قُرْحَةٌ وَوَصَلَ الدَّمُ مِنْهَا الَى جَانِبٍ اخَرَ مِنْ عَيْنِهِ لَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ ؛ لِانَّهُ لَمْ يَصِلْ الَى مَوْضِعٍ يَجِبُ غَسْلُهُ .كَذَا فِي الْكِفَايَةِ .[2]

ترجمہ: خون سر کی طرف سے ایسی جگہ کو اترے جہاں حکم پاک کرنے کا ہے مثلا ناک یا کان تو وضو ٹوٹ جائے گا یہ محیط میں لکھا ہے-۔ اگر انکھ میں زخم ہو اور اس میں خون نکل کر آنکھ کے اندر ہی دوسری جانب کو پہنچا تو وضو نہیں ٹوٹے گا اس لئے کہ وہ خون ایسی جگہ نہیں پہنچا جس کا دھونا واجب ہو یہ کفایہ میں لکھا ہے۔

مسئلہ 32: رجل انتثر فسقطت من انفہ كُتلة دم لم ينتقض وان قطرت انتقض[3]

ترجمہ: ایک شخص نے چھینک ماری پس اس کے ناک سے خون کا منجمد ٹکڑا نکل آیا تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا اور اگر قطرے خون

---

[1] ایضاالدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار ص25ج1 محولہ بالہ

[2] ایضا الفتاوىٰ الهنديہ ص13 ج 1 محولہ بالہ

[3] الکاشغری الشیخ سدید الدین منیۃ المصلی ص 80 مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ بدون التاریخ

مسئلہ 34: اگر کوئی خلال کر رہا تھا اور خِلال(انگلیوں پر) میں اسے خون کا داغ نظر ایا۔ یا دانتوں سے کچھ کاٹ رہا تھا۔ تو اس چیز پر خون کا نشان دیکھ لیا اور تھوک میں خون کا اثر دکھائی نہ دیا تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اور بعض علماء کہتے ہیں کہ اس صورت میں چاہیے کہ اس جگہ کو انگلی یا کسی کپڑے سے صاف کرے تو اگر خون کپڑے یا انگلی پر نظر ائے تو وضو ختم ہو جائے گا۔

کے نکلے تو ٹوٹ گیا۔

اور در مختار میں ہے

(ولا) خروج (دودة من جرح او اذن او انف) او فم (وكذا لحم سقط منه) لطهارتهما وعدم السيلان فيما عليهما[1]

ترجمہ: کیڑے کا زخم سے یا کان سے یا ناک سے یا منہ سے نکلنا وضو نہیں توڑتا اور اسی طرح گوشت جو گر پڑا زخم سے بسبب پاک ہونے کیڑے اور گوشت کے اور نہ بہنے اس رطوبت کے جو اُن دونوں پر ہے اور سیلان یہی مدار ہے غیر سبیلین میں وضو توڑنے کی۔

مسئلہ 33: وَ يَنْقُضُهُ دَمٌ مَائِعٌ مِنْ جَوْفٍ اوْ فَمٍ غَلَبَ عَلَى بُزَاقٍ حُكْمًا لِلْغَالِبِ اوْ سَاوَاهُ احْتِيَاطًا لَا يَنْقُضُهُ الْمَغْلُوبُ بِالْبُزَاقِ قَوْلُهُ: غَلَبَ عَلَى بُزَاقٍ بِالزَّايِ وَالسِّينِ وَالصَّادِ كَمَا فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ، وَعَلَامَةُ كَوْنِ الدَّمِ غَالِبًا اوْ مُسَاوِيًا انْ يَكُونَ الْبُزَاقُ احْمَرَ، وَعَلَامَةُ كَوْنِهِ مَغْلُوبًا انْ يَكُونَ اصْفَرَ[2]

ترجمہ: اور وضو کو توڑتا ہے وہ پتلا خون پیٹ یا منہ کا جو غالب ہو گیا ہو تھوک پر اس واسطے کہ غالب پر حکم ہوتا ہے یا خون برابر ہے تھوک کے تو بھی ناقض ہو گا احتیاط کی راہ سے یہ قول کہ تھوک پر غالب ہو جیسا کہ شرح منیہ میں ہے کہ بزاق زا سین اور صاد کے ساتھ اور خون کے غالب اور مغلوب ہونے کی علامت یہ ہے کہ تھوک سرخ ہو گا اور مغلوب ہونے کی نشانی یہ ہے کہ تھوک زرد ہو گا

اور مراقی الفلاح میں لکھا ہے

(و) ينقضه (دم) من جرح بفمه (غلب على البزاق) اي الريق (او ساواه) ، احتياطا، ويعلم باللون فالاصفر مغلوب وقيل الحمرة مساو وشديدها غالب[3]

ترجمہ: اور وضو توڑتا ہے وہ خون جو منہ کی زخم سے نکل جائے اور تھوک پر غالب ہو جائے یا مساوی ہو احتیاطا اور رنگ سے بھی پہچانا جاتا ہے تو زرد رنگ لعاب مغلوب کیلئے اور سُرخ یا زرد یا زیادہ سرخ غالب کیلئے یہ علامت ہو گی کہ خون زیادہ ہے اور بہنے کے قابل ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر وضو نہیں ٹوٹتا۔ لیکن اس جانچ پڑتال میں احتیاط ضروری ہے۔

مسئلہ 34: ومنها لو عض شيئافرای اثر الدم عليه فلا وضوءعليه وكذا لو رای الدم على الخلال لانہ ليس سائل قالہ القاضيخان وقال بعض المشائخ ينبغی ان يضع كمہ او اصبعہ فی ذالک الموضع فينظر ان وجد الدم فيہ ای فی الذی وضعہ من الكم او الاصبع نقض الوضوءوالافلا

---

[1] درمختار ص 23 محولہ بالہ

[2] ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختارص291ج1محولہ بالہ

[3] مراقی الفلاح ص 34 محولہ بالہ

مسئلہ 35: اگر کان میں درد ہو اور اس سے پانی نکلے تو یہ پانی ناپاک ہے اور اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ جب کان کے سوراخ سے وہ پانی بہہ نکلے اور ایسی جگہ کو جا پہنچے جس کا دھونا غسل میں فرض ہو۔ اسی طرح ناف یا پستان سے اگر پانی نکلے اور مذکورہ مقامات پر درد ہو تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر ایسی صورت میں پانی نکلے جب درد نہ ہو تو وضوء نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ 36: اگر آنکھوں سے زخم کی وجہ سے پانی نکلے۔ چاہے زخم ظاہر ہو یا ظاہر تو نہ ہو مگر علامات سے یا کسی ماہر طبیب کی تشخیص سے معلوم ہوا ہو۔ تو ایسی صورت میں وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اگر پانی مسلسل آنکھوں سے بہے تو پھر وہ شخص معذور ہے اور معذور کے لئے جو حکم ہے وہ اس کتاب کے معذور سے متعلق باب (مسئلہ 282 سے 292 تک) میں بیان ہوگا اور اگر یوں ہی آنکھوں سے انسو بہہ رہے ہو تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

وهذا هو الاحوط[1]

ترجمہ: اور ان میں سے اگر کوئی کسی چیز کو دانتوں سے کاٹے پس اسپر خون کے نشان کو دیکھ لے تو اس پر وضو نہیں ہے اور اسی طرح اگر کسی نے خلال کے دوران انگلیوں پر خون دیکھا تو اس پر بھی وضو نہیں کیونکہ یہ بہہ جانے والا خون نہیں ہے۔ یہ قاضی خان نے ذکر کیا ہے اور بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ مناسب ہے کہ اپنے استین یا انگلی کو اس جگہ پر رکھ دے پس اگر خون اس پر موجود ہو تو وضو ٹوٹ گیا ورنہ نہیں اور اس میں احتیاط ہے۔

مسئلہ 35: (کما) لا ينقض (لو خرج من اذنه) ونحوها كعينه وثديه (قيح) ونحوه كصديد وماء سرة وعين (لا بوجع وان) خرج (به) اي بوجع (نقض) لانه دليل الجرح، فدمع من بعينه رمد او عمش ناقض، فان استمر صار ذا عذر.[2]

ترجمہ: جیسے وضو نہیں ٹوٹتا اگر متوضی کے کان سے یا اس کے آنکھ یا پستان سے درد کے بغیر پیپ نکلے یا اس کی طرح زرد پانی اور ناف کا پانی وغیرہ یعنی ناف کا پیپ اور زرد پانی نکلا تو ناقض نہ ہوگا درد کے بغیر اور اگر پیپ وغیرہ درد کے ساتھ نکلے تو وضو ناقض ہوگا اس لئے کہ درد کے ساتھ نکلنا زخم کے موجود ہونے کی دلیل ہے تو آنسوں اس شخص کے جس کی آنکھ اٹھنے آئی اور دکھتی ہے یا ایسی چوندھی اور چیڑی کہ اکثر پانی بہا کرتا ہے ناقض وضو ہے اور اگر آنسوں بہنا دائمی ہو گیا تو یہ شخص معذور ہو گیا۔

مسئلہ 36: كَمَا لَا يَنْقُضُ لَوْ خَرَجَ مِنْ اذُنِهِ وَنَحْوِهَا كَعَيْنِهِ وَثَدْيِهِ قَيْحٌ وَنَحْوُهُ كَصَدِيدٍ وَمَاءِ سُرَّةٍ وَعَيْنٍ لَا بِوَجَعٍ وَانْ خَرَجَ بِهِ اىْ بِوَجَعٍ نَقَضَ لِانَّهُ دَلِيلُ الْجُرْحِ، فَدَمْعُ مَنْ بِعَيْنِهِ رَمَدٌ اوْ عَمَشٌ نَاقِضٌ، اذَا عَلِمَ بِاِخْبَارِ الْاَطِبَّاءِ اوْ بِعَلَامَاتٍ تَغْلِبُ ظَنَّ الْمُبْتَلَى، يَجِبُ فَانْ اسْتَمَرَّ صَارَ ذَا عُذْرٍ مُجْتَبَى[3]

---

[1] الحلبی الشیخ ابراھیم شرح منیہ غنیۃ المستملی المعروف بأکبیری ص116 محولہ بالہ

[2] محمد بن علي، الحصكفي، الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار ص25ج1 محولہ بالہ

[3] ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختارص305ج1محولہ بالہ، والدرالمختار ص25ج1محولہ بالہ

مسئلہ 37: اگر نہاتے (غسل کرتے) وقت کانوں میں پانی چلا جائے پھر بعد میں وہ ناک سے نکلے یا کان سے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا

۔

مسئلہ 38: اگر کان میں کسی نے تیل ٹپکایا اور وہ دن بھر دماغ میں رہا پھر کان یا ناک کے راستے باہر نکلا تو اس سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا۔

ترجمہ: جیسے وضو نہیں ٹوٹتا اگر متوضی کے کان سے یا اس کے آنکھ یا پستان سے درد کے بغیر پیپ نکلے یا اس کی طرح زرد پانی اور ناف کا پانی وغیرہ یعنی ناف کا پیپ اور زرد پانی نکلا تو ناقض نہ ہو گا درد کے بغیر اور اگر پیپ وغیرہ درد کے ساتھ نکلا تو وضوء ناقض ہو گا اس لئے کہ درد کے ساتھ نکلنا زخم کے موجود ہونے کی دلیل ہے تو آنسو اس شخص کے جس کی آنکھ اٹھنے آئی اور دکھتی ہے یا ایسی چوندھی اور چیڑی کہ اکثر پانی بہا کرتا ہے ناقض وضو ہے جب طبیبوں کے خبر سے یا ایسی علامات جو مریض کے گمان پر غالب ہو پھر وضو واجب ہے اور اگر آنسو بہنا دائمی ہو گیا تو یہ شخص معذور ہو گیا مجتبیٰ میں ذکر ہے۔

مسئلہ 37: وان صب الدهن فی اذنہ ثم عاد بعد یوم من انفہ او اذنہ لا وضوء علیہ وکذاالماء[1]

ترجمہ: اگر کان میں تیل ڈالا پھر ایک دن بعد وہ ناک یا کان سے خارج ہوا تو اس پر وضو نہیں اور اسی طرح پانی بھی۔

مسئلہ 38 وان صب الدهن فی اذنہ ثم عاد بعد یوم ان خرج من انفہ او اذنہ لا وضو علیہ [2]

ترجمہ: اگر کان میں تیل ڈالا پھر ایک دن بعد وہ ناک یا کان سے خارج ہوا تو اس پر وضو نہیں۔

کبیری میں ہے۔

وان صب الدهن فی اذنہ ثم عاد بعد یوم من انفہ او اذنہ لا وضوء علیہ وکذاالماءوان عاد من فمہ نقض لانہ لایخرج من الفم الا بعد الوصول الی الجوف وھو موضع النجاسۃ وفی الاول ینزل من الدماغ وھو لیس موضع النجاسۃوکذا السعوط ازا عاد من الانف بعد ایام لا ینقض [3]

ترجمہ: اگر کان میں تیل ڈالا پھر ایک دن بعد وہ ناک یا کان سے خارج ہوا تو اس پر وضو نہیں اور اسی طرح پانی بھی اور اگر یہ منہ سے نکلے تو وضو ٹوٹ جائیگا کیونکہ یہ منہ سے خارج نہیں ہوتا تب کہ پیٹ میں نہ چلا جائے اور پیٹ موضع نجاست ہے اور پہلی صورت میں یہ دماغ سے نکلتا ہے اور وہ موضع نجاست نہیں ہے اور اس طرح ناک کے اندر سے جب وہ کچھ دن بعد نکلے وضو نہیں ٹوٹتا۔

---

[1] الحلبی الشیخ ابراهیم شرح منیہ غنیۃ المستملی المعروف باکبیری ص110 مکتبہ نعمانیہ کانسی روڈ کوئٹہ بدون التاریخ

[2] الحسن بن مبصور بن محمود فتاوی قاضی خان ص 18ج1 فی المطابع العالی الواقع فی الکنوبدون التاریخ

[3] ایضا کبیری ص110 محولہ بالہ

متلی کے مسائل:

مسئلہ 39: اگر کسی کو قے (متلی) آئے یا ہو جائے اور اس میں یونہی پانی یا بلغم یا کڑوا پانی اگلے۔ اگر منہ بھر کر ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر بھرے منہ سے کم ہو تو پھر وضو نہیں ٹوٹتا۔ بھرے منہ سے مراد یہ ہے کہ منہ میں بمشکل ٹھرایا جائے۔ اور اگر قے میں صرف بلغم اگل دیا تو اس سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا چاہے منہ بھرا ہو یا کم۔ اور اگر قے میں خون اگل دیا تو مذکورہ خون اگر پتلا اور بہنے والا ہو تو وضو ٹوٹ گیا چاہے زیادہ ہو یا کم۔

مسئلہ 39: وبملء الفم في القيء لان بزوال القشرة تظهر النجاسة في محلها فتكون بادية لا خارجة بخلاف السبيلين لان ذلك الموضع ليس بموضع النجاسة فيستدل بالظهور على الانتقال والخروج وملء الفم ان يكون بحال لا يمكن ضبطه الا بتكلف لانه يخرج ظاهرا فاعتبر خارجا[1]

ترجمہ: اور منہ بھر قے سے ناکہ چھلکا اترنے سے نجاست اپنے محل میں ظاہر ہو گی تو یہ نجاست ظاہر ہونے والی کہلائے گی نہ کہ خارج ہونے والی۔ بر خلاف سبیلین کے کیونکہ یہ جگہ موضع نجاست نہیں ہے کہ ظہور سے انتقال پر استدلال کیا جائے۔ اور منہ بھرنا یہ ہے کہ بغیر تکلیف کے اس کا ضبط کرنا ممکن نہ ہو کیونکہ وہ ظاہر ہو کر نکلے گا۔ پس اس کو خارج سمجھائے گا۔

اور اس کی زیادہ موزوں تفصیل صاحب کبیری نے بیان کی ہے۔

اما القئ فانہ اذا کان ملاالفم بان کان لایمکن معہ التکلم وقیل لایمکن امساکہ الا بتکلف فانہ ینتقض الوضوء سواء کان ذالک طعاما او ماء او مرۃ او صفراء او سوداء۔۔۔ فان کان القئ بلغما لاینقض الوضو عند ابی حنیفۃؒ سواء نزل من الراءس اوصعد من الجوف۔۔۔ وان قاء دما فاما ان یکون من الراءس ینقض سائلا او علقا ان کان سائلا نزل من الراءس ینقض اتفاقا ان ساوی البزاق لکن فی تسمیتہ قیاء تسامح وان کان علقا ای منجمدا لا ینقض اتفاقا[2]

ترجمہ: اور قے جب منہ بھر ہو اس طرح کے اس کے ساتھ باتیں ممکن نہ ہو اور بعض نے کہا ہے کہ اس کا منہ میں رکھنا مشکل ہو بے شک یہ وضو کو توڑتا ہے اگر کہ یہ خوراک، یا پانی، زرد پانی یا کھڑوا یا کالا وغیرہ ہو اور اگر قے بلغم کا ہو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا امام صاحب کے نزدیک اگر کہ یہ بلغم پیٹ سے ہو یا سر سے۔ اور اگر خون کا قے کیا تو یا سر سے خون اتر گیا ہو اور بہنے والا ہو یا منجمد ہوا گر یہ بہنے والا ہو اور سر کی طرف سے ہوں تو وضو اتفاقاً ٹوٹتا ہے اور اگر لعاب کے برابر ہو لکن قے کا نام لینے میں تسامح کی اور اگر منجمد ٹکڑے ہو تو اتفاقاً وضو نہیں ٹوٹتا۔

---

[1] المرغيناني، الهداية في شرح بداية المبتدي ص17ج1 محولہ بالہ

[2] الحلبی الشیخ ابراهیم شرح منیہ غنیۃ المستملی المعروف باکبیری ص119 محولہ بالہ

مسئلہ 40: اگر متعدد بار تھوڑی تھوڑی قے ہوتی ہے۔اور سب مل کر اتنی ہو کہ یک بار ہو جاتی ہے تو پھر بھی بھرے منہ کی مقدار سے کم ہی ہوتی۔تواس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔اور اگر بھرے منہ کی مقدار کے برابر ہو تو اب دیکھنا چاہیئے کہ بارِاول جیسا جی متلانا ابھی باقی ہے یا نہیں۔ اگر تھوڑی تھوڑی قے کرتے وقت خرابی دل کی وہ کیفیت قائم ہو تو وضو ٹوٹ گیا اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ ایک بار جی متلایا تھوڑی سی قے کر گیا پھر طبیعت صاف ہوئی پھر جی متلایا اور تھوڑا سا قے کر دیا اور یہ ایک ایک بار قے بھرے منہ سے کم ہو تو وضو نہیں ٹوٹا۔ مطلب یہ ہے کہ ایک بار جی متلا کے سبب سے جس قدر قے کر چکا ہو چاہے بھرے منہ یکبار ہو یا جدا جدا۔ تواس سے وضو ٹوٹتا ہے بصورت دیگر نہیں۔

فائدہ: جس چیز کے نکلنے سے بوجہ کم ہونے کے وضو نہیں ٹوٹتا۔ تو وہ ناپاک (پلید) بھی نہیں ہے۔اس لئے اگر قے بھرے منہ سے کم ہو اور قے میں یونہی پانی یا طعام یا زرد رنگ کا پانی باہر نکلے یا تھوڑا سا خون زخم سے نکلے اور ابھی بہا نہ ہو تو یہ قے اور خون ناپاک نہیں ۔اس لئے اگر مذکورہ اشیاء میں سے کوئی بدن یا کپڑے پر بھی لگ جائے تو اس کا دھونا واجب نہیں۔ لیکن صفائی احسن ہے۔ہاں اگر مذکورہ اشیاء تھوڑے پانی یا دوسرے بہنے والی چیز میں گر پڑے تو احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم اسے ناپاک کہیں۔اور اگر مذکورہ قے منہ بھر کر ہو یا زخم سے خون نکلا اور بہہ گیا تو پلید (ناپاک) ہے اور اگر کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو اس کا بھی دھونا واجب ہے۔

مسئلہ 40:(ویجمع متفرق القیئ) ویجعل کقیئ واحد (لاتحاد السبب) الغثیان عند محمد وھو الاصح، لان الاصل اضافة الاحکام الی اسبابها الا لمانع، کما بسط في الکافي.[1]

ترجمہ: اور متفرق قے کو جو منہ بھر کے نہ نکلے جمع کیا جاتا ہے اور ایک قے اس کو ٹھہرائے سبب کے متحد ہونے کے واسطے اور سبب قے کا متلی ہے محمد کے نزدیک یعنی اگر ایک متلی سے چند یا تھوڑی قے آئی اور مجموع کرنے سے پُری منہ کو پہنچی ہے تو وضو کے لئے ناقض ہے امام محمد کے نزدیک اور یہی قول صحیح تر ہے اس واسطے کہ نسبت کرنا احکام کا ان اسباب کی طرف اصل ہے مگر یہ کہ اسباب کی طرف نسبت کرنے سے کوئی چیز مانع ہو تو اب سبب کی طرف نسبت نہ ہوگی چنانچہ اس کی تشریح کافی میں ہے۔

فائدہ: وَ كُلُّ مَا لَيْسَ بِحَدَثٍ اصْلًا بِقَرِينَةِ زِيَادَةِ الْبَاءِ كَقَيْءٍ قَلِيلٍ وَدَمٍ لَوْ تُرِكَ لَمْ يَسِلْ لَيْسَ بِنَجَسٍ عِنْدَ الثَّانِي، وَهُوَ الصَّحِيحُ رِفْقًا بِاصْحَابِ الْقُرُوحِ خِلَافًا لِمُحَمَّدٍ. وَفِي الْجَوْهَرَةِ: يُفْتَى بِقَوْلِ مُحَمَّدٍ لَوْ الْمُصَابُ مَائِعًا. (قَوْلُهُ: مَائِعًا) ايْ كَالْمَاءِ وَنَحْوِهِ، امَّا فِي الثِّيَابِ وَالْابْدَانِ فَيُفْتَى بِقَوْلِ ابِي يُوسُفَ[2]

---

[1] محمد بن علي بن محمد الحِصْني، الدر المختار شرح تنویر الأبصار وجامع البحار ص24ج1 محولہ بالہ

[2] ابن عابدین،رد المحتار علی الدر المختارص294ج1محولہ بالہ۔ وکذافی الدرالمختار ص24ج 1محولہ بالہ

ترجمہ: اور جو چیز حدث نہیں یعنی ناقض وضو کی نہیں کسی طرح سے چنانچہ تھوڑی قے اور خون جو اس کو چھوڑ یے تو سائل نہ ہو تو وہ ناپاک نہیں امام ابویوسفؒ کے نزدیک اور قلیل قے اور خون کا نجس نہ ہونا یہی قول صحیح ہے زخمیوں کی آسانی کے واسطے بر خلاف محمدؒ

مسئلہ 41: اگر کمسن بچہ قے کرے تو اسکے لئے بھی یہ حکم ہے کہ بھرے منہ سے اگر کم ہو تو نجس نہیں ہے اور اگر بھرے منہ ہو یا زیادہ ہو تو ناپاک ہے۔ اگر کسی کے بدن یا کپڑے پر لگ جائے تو نماز ادا کرنے سے قبل اس کو دھونا لازم ہے۔

مسئلہ 42: اللہ تعالیٰ نخواستہ اگر کسی نے شراب پی لی یا کوئی پیشاب پی لیا اور پھر اسی کی قے کر دی تو یہ قے بہر صورت ناپاک ہے خواہ کم ہو یا زیادہ۔

کے یعنی ان کے نزدیک قے قلیل اور خون قلیل ناپاک ہے اور جوہرۃالنیرہ میں ہے کہ امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ دیا جائے اگر سائل چیز میں قلیل قے یا خون مل گیا یعنی اگر پانی وغیرہ میں تھوڑا خون مل جائے تو ناپاک ہو جائے گا اور اگر کپڑے اور بدن وغیرہ خشک چیز میں لگے تو اس میں فتویٰ امام ابی یوسفؒ کے قول یعنی پاک سمجھیے۔

مسئلہ 41: (و) ينقضه (قئ ملا فاه) بان يضبط بتكلف (من مرة) بالكسر: اي صفراء (او علق) اي سوداء، واما العلق النازل من الراس فغير ناقض (او طعام او ماء) اذا وصل الى معدته وان لم يستقر، وهو نجس مغلظ ولو من صبي ساعة ارتضاعه هو الصحيح لمخالطة النجاسة. ذكره الحلبي..[1]

ترجمہ: اور ناقض وضو منہ بھر کے قے ہے اس طرح کہ بہت تکلف سے منہ کے اندر تھم سکے صفراء سے ہو یا سودا سے مرہ بکسر میم و تشدید راء عبارت ہے صفراء سے یعنی زرد کڑوا پانی اور علق بفتح عین و لام عبارت ہے سودا سے اور جو خون کہ سر سے اترا وہ تو وضو کو نہیں توڑتا اور یا قے ہو کھانے یا پانی کی جب کہ کھانا یا پانی پیٹ تک پہنچ گیا اگرچہ اس میں نہ ٹھہرا فوراً گر پڑا ناقض وضو ہے اور وہ قے مذکور نجس مغلظ ہے اگرچہ شیر خوار لڑکے نے دودھ پی کر فوراً قے کی ہو بسبب مل جانے نجاست معدہ کے یہی قول صحیح ہے ایسا ذکر کیا ہے حلبی نے

۔

مسئلہ 42: فانه نجس، كقيء عين خمر او بول، وان لم ينقض لقلته لنجاسته بالاصالة لا بالمجاورة [2]

ترجمہ: بر خلاف میت کے رال کے اس واسطے کہ وہ نجس ہے جیسے نفس شراب یا پیشاب کی قے اگرچہ وہ ناقض نہ ہو قلت کی وجہ سے بسبب ناپاک ہونے شراب یا پیشاب کے اپنی اصل میں نہ پیٹ کی نجاست مل جانے سے بر خلاف اور چیزوں کے کہ وہ اختلاط نجاست سے ناپاک ہو جاتی ہیں ذات ان کی ناپاک نہیں۔

---

[1] محمد بن علي بن محمد الحِصْني، الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار ص24ج1 محولہ بالہ

[2] ایضاالدرالمختار ص 30 محولہ بالہ

اور مجمع الانھر میں ہے

(وَسُؤْرُ الْادَمِيِّ) مُطْلَقًا الَّا حَالَ شُرْبِ الْخَمْرِ فَانَّ سُؤْرَهُ فِي تِلْكَ الْحَالَةِ نَجَسٌ قَبْلَ بَلْعِ رِيقِهِ فَانْ بَلَعَ رِيقَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ طَهُرَ فَمُهُ عِنْدَ الْامَامِ[1]

مسئلہ 43: اگر مقعد (پاخانہ کی راہ سے) قدرے ہوا خارج ہوئی اور اس شخص کو یقین محکم سے یہ معلوم ہو کہ یہ وہ خاص بد بو دار شکم سے خارج ہونیوالی ہوا نہیں ہے۔ مذکورہ ہوا کے اخراج کے ساتھ اواز یا بد بو وغیرہ بھی محسوس نہ ہو تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا بلکہ اس کو اختلاج کہتے ہیں۔ لیکن اس معاملے کی تحقیق میں غور و فکر سے کام لینا چاہیئے یوں نہ ہو کہ کوئی بغیر وضو کے نماز پڑھ لے۔

مسئلہ 44: اگر کسی شخص کی ہوا خارج ہو گئی اور مقام مذکور کے برابر شلوار وغیرہ کا کچھ حصہ گیلا پایا گیا تو اسے یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ شلوار وغیرہ پلید ہو گئی۔ کیونکہ اس سے ناپاکی واقع نہیں ہوتی، اس لئے کہ یہ ہوا بذات خود پلید یا نجس نہیں۔

مسئلہ 45: اگر کوئی سو گیا یا بالکل سیدھا یا پہلو پر یا پشت اوپر کر کے (الٹا) سو گیا۔ تو وضو باطل ہو گیا یا زمین پر بیٹھے نشست جمائے زیرین لگائے ہوئے سو گیا۔ اس طرح کہ خاص چیز کو ٹیک لگا یا ہو۔ اور اگر مذکورہ چیز نہ ہوتی تو گر جاتا تو اس طرح سونے سے بھی وضو باطل ہو جاتا ہے۔ لیکن (اس قول میں) احتیاط ہے۔ اس صورت میں کہ کوئی اکڑوں بیٹھا ہو سو جائے تو اس سے وضو کے ضائع ہونے کے مسئلے پر سب علماء متفق ہیں، کوئی اختلاف نہیں۔

ترجمہ: اور انسان کا جھوٹا پاک ہے مگر شراب پینے کی حالت میں اس کا جھوٹ ناپاک ہے رال کو پی جانے سے پہلے اگر رال کو تین مرتبہ پی لیا تو امام صاحب کے نزدیک اس کا منہ پاک ہوا۔

مسئلہ 43: وَلَا خُرُوجُ رِيحٍ مِنْ قُبُلٍ غَيْرِ مُفْضَاةٍ، امَّا هِيَ فَيُنْدَبُ لَهَا الْوُضُوءُ، وَقِيلَ: يَجِبُ، وَقِيلَ: لَوْ مُنْتِنَةً وَذَكَرٍ لِانَّهُ اخْتِلَاجٌ؛ حَتَّى لَوْ خَرَجَ رِيحٌ مِنْ الدُّبُرِ وَهُوَ يَعْلَمُ انَّهُ لَمْ يَكُنْ مِنْ الْاعْلَى فَهُوَ اخْتِلَاجٌ فَلَا يَنْقُضُ،[2]

ترجمہ: اور ناقض وضو نہیں ریح کا نکلنا اس عورت کی فرج سے جو مفضاۃ نہیں ہے لیکن مفضاۃ کو تو وضو کرنا مستحب ہے فرج کے ریح نکلنے سے اور بعضوں نے کہا واجب ہے اور بعض نے کہا کہ اگر ریح بد بو دار ہے تو وضو واجب ہے ورنہ نہیں۔ اور ناقض وضو نہیں ناشیزے کی ریح اس واسطے کہ یہ اختلاج ہے یعنی عضو کا پھڑکنا ہے در حقیقت خروج ریح نہیں یہاں تک کہ اگر خارج ہوئی ریح مقعد سے اور وہ جانتا ہے کہ اوپر سے نہیں اتری تو وہ بھی اختلاج ہے در حقیقت خروج نہیں تو ناقض وضو نہیں ہو گا۔

اور مجمع الانھر میں یہ عبارت لکھی گئی ہے

(سِوَى رِيحِ الْفَرْجِ وَالذَّكَرِ) ؛ لِانَّهَا غَيْرُ نَجِسَةٍ لِعَدَمِ الِانْبِعَاثِ عَنْ مَحَلِّ النَّجَاسَةِ الَّا انْ يَتَّحِدَ فَرْجُهَا مَعَ دُبُرِهَا فَحِينَئِذٍ الْمُنْتِنَةُ نَاقِضَةٌ دُونَ غَيْرِهَا.[3]

ترجمہ: فرج اور مقعد کی ریح کے علاوہ کیونکہ یہ نجس نہیں بوجہ یہ کہ نجس جگہ سے خارج نہیں اتری مگر اس حال میں کہ فرج اور مقعد پھٹ کر ایک ہو جائے پس اس دوران بد بو والے ناقض ہو گا اور غیر بد بو والے ناقض نہ ہو گا۔

---

[1] عبد الرحمن بن محمد بن سليمان المدعو بشيخي زاده, يعرف بداماد أفندي (المتوفى: 1078هـ) مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر ص35ج1 دار إحياء التراث العربي الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ ـعدد الأجزاء: 2

[2] محمد بن علي بن محمد الحِصْني ، الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار ص24ج1 محولہ بالہ

[3] مجمع الانہر ص17ج 1محولہ بالہ

مسئلہ44: وَ خُرُوجُ غَيْرِ نَجَسٍ مِثْلِ رِيحٍ اوْ دُودَةٍ (قَوْلُهُ: مِثْلُ رِيحٍ) فَانَّهَا تَنْقُضُ لِانَّهَا مُنْبَعِثَةٌ عَنْ مَحَلِّ النَّجَاسَةِ لَا لِانَّ عَيْنَهَا نَجِسَةٌ؛ لِانَّ الصَّحِيحَ انَّ عَيْنَهَا طَاهِرَةٌ، حَتَّى لَوْ لَبِسَ سَرَاوِيلَ مُبْتَلَّةً اوْ ابْتَلَّ مِنْ الْيَتَيْهِ الْمَوْضِعُ الَّذِي تَمُرُّ بِهِ الرِّيحُ فَخَرَجَ الرِّيحُ لَا يَتَنَجَّسُ، وَهُوَ قَوْلُ الْعَامَّةِ[1]

ترجمہ: اور وضو کو توڑتا ہے پاک چیز کا مقعد سے نکلنا چنانچہ ہوا اور کیڑا یہ قول کہ جیسا کہ ہوا یہ وضو کو ٹوٹتا ہے کیونکہ یہ نجس جگہ

---

[1] ایضا ابن عابدین ص286ج1محولہ بالہ

مسئلہ 46: اگر نماز میں کوئی سو گیا۔ کھڑے کھڑے یا بیٹھنے کی حالت میں رکوع میں یا سجدہ میں۔اور اگر سجدہ سنت کے مطابق ہو تو اس سے وضو زائل نہیں ہوتا۔ لیکن عورت اگر حالتِ سجدہ میں سو گئی اور سجدہ اس طریقے کے مطابق ہو جو کہ مستورات کے لئے ہیں تو اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ 47: اگر سرنگوں بیٹھے (سُرین زمین کے ساتھ لگائے ہوئے ہو اور دونوں ہاتھ پنڈلیوں کے گرد رکھے ہو یا دونوں پنڈلیوں کو کسی چیز کمر بند وغیرہ سے کمر کے ساتھ باندھ کر سر گھٹنوں پر رکھے ہوئے سو جائے) کسی چیز کو پُشت لگائے بغیر کسی کو نیند آجائے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

سے اتری ہے نہ یہ کہ اس کی ذات نجس ہے کیونکہ صحیح یہ ہے کہ اس کی ذات پاک ہے۔یہاں تک کہ اگر کوئی گیلی شلوار پہنے یا مقعد کی جگہ گیلی ہو جائے پس اسپر ریح چل پڑے تو یہ جگہ نجس نہیں ہوتی اور یہ عام علماء کا متفقہ قول ہے۔

مسئلہ 45: والنوم مضطجعا او متكئا او مستندا الى شيء لو ازيل عنه لسقط " لان الاضطجاع سبب لاسترخاء المافصل فلا يعرى عن خروج شيء عادة والثابت عادة كالمتيقن به والاتكاء يزيل مسكة اليقظة لزوال المقعد عن الارض ويبلغ الاسترخاء عايته بهذا النوع من الاستناد غير ان السند يمنعه من السقوط [1]

ترجمہ: اور نیند بحالتِ کروٹ ہو یا تکیہ لگا کر ہو یا کسی چیز سے ٹیک لگا کر ہوا گر وہ چیز ہٹادی جائے تو یہ شخص گر پڑے۔کیونکہ اضطجاع (کسی پہلو پر لیٹنا) سبب ہے جوڑ بند کے ڈھیلے ہو جانے کا۔ پس عادۃً کسی چیز کے نکلنے سے خالی نہ ہو گا اور جو چیز عادۃً ثابت ہو وہ ایسی ہے جیسے اس کا یقین ہو۔اور تکیہ لگانا بیداری کی رکاوٹ زائل کر دیتا ہے زمین سے مقعد زائل ہونے کی وجہ سے اور ڈھیلا پن نیند میں اس قسم کے ٹیک سے اپنی انتہا کو پہنچ جائے گا مگر ٹیک اس کو گرنے سے روکتی ہے۔

اور شامی میں ہے۔

وهذا اذا لم تكن مقعدته زائلة عن الارض والا نقض اتفاقا كما في البحر وغيره.[2]

ترجمہ: اور یہ اس صورت میں ناقض نہیں جب اس کا مقعد زمین سے زائل نہ ہو جائے اور اگر زائل ہو جائے تو اتفاقاً وضو کو ٹوٹ جاتا ہے جیسا کہ بحر وغیرہ میں ہے

مسئلہ 46:وَانْ تَعَمَّدَهُ فِي الصَّلَاةِ اوْ غَيْرِهَا عَلَى الْمُخْتَارِ كَالنَّوْمِ قَاعِدًا وَلَوْ مُسْتَنِدًا الَى مَا لَوْ ازِيلَ لَسَقَطَ عَلَى الْمَذْهَبِ، وَسَاجِدًا عَلَى الْهَيْئَةِ الْمَسْنُونَةِ وَلَوْ فِي غَيْرِ الصَّلَاةِ (قَوْلُهُ: وَسَاجِدًا) وَكَذَا قَائِمًا وَرَاكِعًا بِالْاوْلَى، وَالْهَيْئَةُ الْمَسْنُونَةُ بِانْ يَكُونَ رَافِعًا بَطْنَهُ عَنْ فَخِذَيْهِ مُجَافِيًا عَضُدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ كَمَا فِي الْبَحْرِ. قَالَ ط: وَظَاهِرُهُ انَّ الْمُرَادَ الْهَيْئَةُ الْمَسْنُونَةُ فِي حَقِّ الرَّجُلِ لَا الْمَرْاةِ[1]

---

[1] المرغيناني، الهداية في شرح بداية المبتدي ص18ج1 محولہ بالہ

[2] ابن عابدين ص295 ج1محولہ بالہ

مسئلہ 48: اگر کوئی بیٹھے بیٹھے سو جائے اور اس طرح سونے سے اس کا وضو زائل نہ ہوتا ہو اس طرح جھولتے جھولتے یک لخت گر پڑا اب اگر زمین تک پہنچتے ہوئے جاگ پڑا تو وضو زائل نہیں ہوا۔ہاں اگر زمین پر گر پڑنے کے کچھ وقفہ بعد جاگ پڑا تو وضوء ٹوٹ گیا۔

مسئلہ 49: اگر کوئی بیٹھے بغیر تکیہ لگائے سو جائے۔اس طرح کہ سرین ایڑیوں سے لگائے ہو تو اس سے بھی وضو زائل نہیں ہوتا۔

ترجمہ: اور اگر ایسی نیند نہیں یعنی اس کی قوت ماسکہ کو زائل نہیں کیا تو وہ نیند ناقض وضو کی نہیں اگرچہ آدمی قصدا سو گیا ہو نماز میں یا غیر نماز میں بنا بر قول مختار جیسے دونوں سرین پر بیٹھ کر سونا اگرچہ ایسی چیز کے سہارے سے سو گیا ہو کہ اگر اس کو ہٹا لیجئے تو سونے والا گر پڑے بنا بر درست مذہب یا سونا سجدہ کرنے میں سنت کے طور پر اگرچہ نماز کے سوا میں اس طرح سو گیا ہو۔وضو نہیں جاتا یہ قول کہ سجدہ کرنے کی حالت میں اور اسی طرح قائماً اور راکعاً تو بطریق اولی وضو نہیں ٹوٹتا۔سجدہ مسنونہ کی صفت یہ ہے کہ پیٹ اونچا رکھے رانوں سے اور بازوں علیحدہ ہوں پہلوں سے اس طرح کہ اس میں استمساک باقی رہے جیسا کہ بحر میں ہے اور ظاہر یہ ہے کہ ہیئت مسنونہ مرد کے حق میں ہے نہ کہ عورت کے حق میں۔

مسئلہ 47: ولو ناما محتبیا بان جلس علی الیتیہ ونصب رکبتیہ وشد ساقیہ الی نفسہ بیدیہ او بشیء یحیط من ظھرہ علیھا لاوضوء علیہ لشدۃ تمکن المقعدۃ وعدم تمام الاسترخاءوکذا لو وضع فی ھذہ الحالۃ راسہ علی رکبتیہ لما قلنا [2]

ترجمہ: اور اگر کوئی سر نگوں بیٹھے سو جائے اسی طرح کہ سرین زمین سے لگائے اور دونوں پنڈلیوں کو اوپر کر کے دونوں ہاتوں سے مضبوط جوڑ دیں یا کسی چیز کے ساتھ کمر کے ساتھ باندھ کر سر گھٹنوں پر رکھے تو اس پر وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ اس کا مقعد مضبوط زمین پر ہے اور استرخاء مفاصل کے حد میں نہیں ہے اور اسی طرح اگر کسی نے اسی حال پر کہ اگر سر پنڈلیوں پر ہو جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔

مسئلہ 48: وَلَوْ نَامَ قَاعِدًا بِتَمَايُلٍ فَسَقَطَ، انْ انْتَبَهَ حِينَ سَقَطَ فَلَا نَقْضَ بِهِ يُفْتَى (قَوْلُهُ: حِينَ سَقَطَ) ايْ عِنْدَ اصَابَةِ الْأرْضِ بِلَا فَصْلٍ شَرْحُ مُنْيَةٍ، وَكَذَا قَبْلَ السُّقُوطِ اوْ فِي حَالِ السُّقُوطِ، امَّا لَوْ اسْتَقَرَّ ثُمَّ انْتَبَهَ نُقِضَ لِانَّهُ وُجِدَ النَّوْمُ مُضْطَجِعًا حِلْيَةٌ[3]

ترجمہ: اور جو بیٹھے سو رہا تھا جھوم جھوم کر پھر گر پڑا اگر گرتے ہی جاگ پڑا تو ناقض وضو نہیں اسی قول پر فتوی ہے اور یہ قول کہ جب گر جاتا یعنی زمین کو پہنچنے کے وقت بغیر کسی وقفہ کے جیسا کہ شرح منیہ میں ہے اور اسی طرح گر جانے سے پہلے یا عین گر جانے کے وقت ۔اور جب تھوڑا اقرار پایا پھر بیدار ہوا وضو ٹوٹ گیا کیونکہ اس نے خواب کو کروٹ لگاتے پالیا اسی طرح حلیہ میں ہے۔

شرح منیہ میں ہے

وان سقط النائم نوما لا ینتقض ینظر ان انتبہ بعد ما سقط علی الارض فعلیہ الوضوء وعن ابی حنیفۃؒ ان انتبہ عند اصابۃ الارض بلا

---

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار ص295ج1محولہ بالہ

[2] الحلبی الشیخ ابراھیم شرح منیہ غنیۃ المستملی المعروف باکبیری ص122 محولہ بالہ

[3] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار ص298ج1محولہ بالہ ، و ایضا ذکرہ الحلبی ص122 محولہ بالہ

مسئلہ 50: اگر کوئی نماز میں قہقہہ لگائے یعنی زور سے ہنسے اس طرح کہ اسکے دائیں بائیں نمازی سُن لیں۔ خواہ جو کوئی بھی ہو تو ہنسنے والے کا وضو زائل ہو گیا اور نماز بھی ٹوٹ گئی۔ خواہ مرد ہو یا عورت اور قصداً قہقہہ لگایا ہو یا بھول سے۔ البتہ نماز سے باہر قہقہہ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ 51: اگر نماز میں نابالغ لڑکا یا نابالغ لڑکی قہقہہ لگائے یا کوئی بالغ نماز میں سو جائے اور سوتے میں قہقہہ لگائے یا نماز جنازہ میں کوئی قہقہہ لگائے یا سجدہ تلاوت میں قہقہہ لگائے تو ان سب صورتوں میں یہ حکم ہے کہ وضو زائل نہیں ہوتا۔

فصل لم ينتقض وضوءه وعن ابی یوسف ان انتقج وان انتبه قبل السقوط فلا وضوء علیه الخ [1]

ترجمہ: اور اگر کسی سونے والے کو اس کی نیند نے گرا دیا تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا تو دیکھا جائے گا کہ اگر زمین پر گرنے کے بعد بیدار ہوا پس اس پر وضو لازم ہے اور امام صاحبؒ سے روایت ہے کہ زمین کو پہنچتے وقت بیدار ہوا بغیر کسی فصل کے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا اور ابو یوسفؒ سے روایت ہے اگر گرنے سے پہلے بیدار ہوا تو اس پر وضو نہیں۔

مسئلہ 49: وان نام قاعدا اوواضعا الیتیه علی عقبیه او واضعا بطنه علی فخذیهلا ینتقض ذکره محمد فی کتاب الاثار [2]

ترجمہ: اور کوئی بیٹھے سو گیا اسی طرح کہ سرین کو ایڑیوں پر رکھے ہو یا پیٹ رانوں پر رکھا ہو تو وضو زائل نہیں ہوتا۔ یہ امام محمدؒ نے کتاب الاثار میں بیان کیا ہے

مسئلہ 50: " والقهقهة في كل صلاة ذات ركوع وسجود " والقياس انها لا تنقض وهو قول الشافعي رحمه الله تعالى لانه ليس بخارج نجس ولهذا لم يكن حدثا في صلاة الجنازة وسجدة التلاوة وخارج الصلاة ولنا قوله عليه الصلاة والسلام: " الا من ضحك منكم قهقهة فليعد الوضوء والصلاة جميعا " وبمثله يترك القياس والاثر ورد في صلاة مطلقة فيقتصر عليها والقهقهة ما يكون مسموعا له ولجيرانه والضحك ما يكون مسموعا له دون جيرانه وهو على ما قيل يفسد الصلاة دون الوضوء [3]

ترجمہ: اور قہقہہ رکوع سجدہ والی نماز میں اور قیاس یہ ہے کہ قہقہہ نہ ہو اور یہ امام شافعیؒ کا قول ہے کیونکہ یہ نجس نکلنے والی چیز نہیں ہے اور اسی وجہ سے قہقہہ حدث نہ ہو گا نماز جنازہ میں اور سجدہ تلاوت میں اور نماز سے باہر میں اور ہماری دلیل یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا خبردار جو شخص تم میں سے قہقہہ سے ہنسا تو وہ وضو اور نماز دونوں کا اِعادہ کرے اور اس جیسی نص سے قیاس ترک کر دیا جائے گا، اور نص وارد ہوئی ہے صلوٰۃ مطلقہ میں پس اسی پر اکتفا کیا جائے گا۔ اور قہقہہ وہ ہے جو آدمی کو خود سنائی دے اور پاس والوں کو بھی سنائی دے اور ضحک وہ ہے جو آدمی کو خود سنائی دے نہ کہ پاس والوں کو اور ضحک اس قول کی بنا پر جو کہا گیا نماز کو

---

[1] ایضا الحلبی محولہ بالہ

[2] الکاشغری الشیخ سدید الدین منیۃ المصلی ص 85 مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ بدون التاریخ

[3] المرغيناني، الهداية في شرح بداية المبتدي ص15ج1محولہ بالہ

البتہ نماز ٹوٹ گئی۔اسی طرح سجدہ تلاوت بھی ادانہ ہوا۔

مسئلہ 52: اگر کوئی نماز میں ہنسے یعنی اس طرح ہنسے کہ ہنسی کی آواز وہ خود تو سن لے لیکن اسکے دائیں بائیں جو آدمی ہوں انہیں بخوبی سنائی نہ دے۔ مطلب یہ کہ اس طرح ہنسے کہ اس کا ہنسنا قہقہے تک نہ پہنچے اس سے وضو زائل نہیں ہوتا۔البتہ نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ہاں تبسم سے یعنی لبوں پر معمولی خاموش مسکراہٹ سے نہ وضو ٹوٹتا ہے اور نہ نماز۔

فاسد کر دیتا ہے نہ کہ وضو کو۔

مسئلہ 51:(وقهقهة) هي ما يسمع جيرانه (بالغ) ولو امراة سهوا (يقظان) فلا يبطل وضوء صبي ونائم بل صلاتها، به يفتى (يصلي) ولو حكما[1]

ترجمہ: اور قہقہہ یعنی ٹھٹھامار کے ہنسنا ناقض وضو ہے یہ وہ ہنسی ہے جس کو پاس کے لوگ سنیں۔قہقہہ جاگتے جوان کا ناقض ہے اگرچہ عورت ہو گو بھول کر قہقہہ کیا ہو۔تو نابالغ اور سوتے کا قہقہہ وضو کو باطل نہ کرے گا بلکہ دونوں کی نماز کو باطل کرے گا خواہ افعال نماز کے بالفعل ادا کرتا ہے یا نمازی کا حکم رکھتا ہے۔

اور صاحب منیہ نے یوں بیان فرمایا ہے

وان قهقه فی الصلواة الجنازة او فی سجدة التلاوة لا تنقض وضوٗہ وان نام فی صلاته ثم قهقه فسدت صلوته ولا ینقض وضوٗہ وبه اخذ عامة التاخرین وان قهقه صبی فی صلاته لا ینتقض الوضوٗ والصلوة[2]

ترجمہ: اور اگر نماز جنازہ میں یا سجدہ تلاوت میں قہقہہ لگایا تو اسکا وضو زائل نہیں ہو گا اور اگر وہ اپنی نماز میں سو گیا پس سونے کے اس نے قہقہہ لگایا تو اسکی نماز فاسد ہو گی اور وضو زائل نہیں ہوا اور اسی پر متاخرین کا فتویٰ ہے اور اگر بچے نے نماز میں قہقہہ لگایا تو اسکی نماز اور وضو زائل نہیں ہوئے۔

مسئلہ 52:وحد التبسم ما لا یکون مسموعا له جیرانه وذکر فی الخاقانیة التبسم لا یبطل الوضوءوالصلاة۔ والضحک یفسد الصلاة لا الوضوء وحد الضحک ان یکون مسموعا له دون جیرانه[3]

ترجمہ: اور تبسم وہ ہنسی ہے جس میں مطلق آواز نہ ہو بلکہ فقط دانت کھل جائے اور اس کے پاس والے بھی نہ سنے اور خاقانیہ میں ذکر کیا ہے کہ تبسم وضو اور نماز کو نہیں توڑتا اور ضحک نماز کو توڑتا ہے اور وضو کو زائل نہیں کرتا اور ضحک وہ ہنسی ہے کہ جس کو خود سنے اور پاس والے نہ سنے۔

---

[1] الحصفکی الدرالمختار ص 25محولہ بالہ

[2] الکاشغری ایضا ص 87 محولہ بالہ

[3] الکاشغری الشیخ سدید الدین منیة المصلی ص 86 محولہ بالہ

مسئلہ 53: اگر حالت نماز میں کوئی اخری قعدہ میں بیٹھا ہو اور تشہد کی مقدار پوری کر چکا ہو اور سلام پھیرنے سے قبل قہقہہ لگائے تو وضو زائل ہو گیا البتہ نماز ادا ہو گئی۔

مسئلہ 54: اگر کوئی بے ہوش ہو گیا یا دیوانہ ہو گیا تو یہ دیوانگی اور بے ہوشی اگرچہ مختصر وقفے کے لئے ہو لیکن اس سے وضو ٹوٹ گیا اور اگر کوئی نشہ اور چیز کھا یا پی گیا اور بے ہوش ہوا تو اس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ 55: اگر کسی کے حواس میں خلل پیدا ہوا اور یہ خلل بے ہوشی یا دیوانگی کی حد تک پہنچا نہ ہو تو اس سے وضو میں خلل نہیں اتا (نہیں ٹوٹتا)۔

مسئلہ 53: صَلَاةً كَامِلَةً وَلَوْ عِنْدَ السَّلَامِ عَمْدًا، فَانَّهَا تُبْطِلُ الْوُضُوءَ لَا الصَّلَاةَ، قَوْلُهُ: لَا الصَّلَاةَ لِانَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ فَرَائِضِهَا شَيْءٌ وَتَرْكُ السَّلَامِ لَا يَضُرُّ فِي الصِّحَّةِ، امْدَادٌ[1]

ترجمہ: جب کامل نماز ہو اور سلام پھیرنے کے وقت عمداً قہقہہ لگائے تو یہ وضو کو زائل کریگا نہ کہ نماز کو اور یہ قول کہ نہ نماز کو کیونکہ اب نماز کے فرائض میں کوئی چیز باقی نہ رہی اور سلام کو چھوڑنا نماز کی صحت کے منافی نہیں کذا فی الامداد۔

اور در مختار میں لکھا گیا ہے

(صلاة كاملة) ولو عند السلام عمدا فانها تبطل الوضوء لا الصلاة،[2]

ترجمہ: بالغ مذکورہ پوری نماز پڑھے گا اگرچہ سلام کے وقت عمداً قہقہہ کیا اس واسطے کہ یہ قہقہہ وضو کو باطل کرتا ہے نہ کہ نماز کو۔

مسئلہ 54: (و) ينقضه (اغماء) ومنه الغشي (وجنون وسكر) بان يدخل في مشيه تمايل ولو باكل الحشيشة[3]

ترجمہ: اور وضو کو توڑتا ہے اغماء اور اس کی قسم سے ہے غشی یعنی اغما اور غشی دونوں ناقض ہیں اور جنون یعنی دیوانگی اور نشا کہ مست اپنی چال میں اِدھر اُدھر جھکتا جاتا ہوا اگرچہ بھنگ کے کھانے سے نشہ حاصل ہوا ہو۔

مسئلہ 55: قوله: "وهو خفة الخ" قال بعضهم هو سرور يغلب على العقل بمباشرة بعض الاسباب الموجبة له فيمنع الانسان عن العمل بموجب عقله من غير ان يزيله ولذا بقي اهلا للخطاب وقيل يزيله وتكليفه زجر له والتحقيق الاول كما في البحر[4]

ترجمہ: اور یہ قول وھو خفۃ بعض نے کہا ہے کہ یہ ایک بیہوشی ہے جو بعض اسباب کے استعمال کی وجہ سے عقل پر طاری ہوتا ہے۔ پس

---

[1] ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختارص302ج1محولہ بالہ

[2] الحصفکی ص 25ج1 محولہ بالہ

[3] الحصفکی ص 25ج1 محولہ بالہ

[4] أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي الحنفي ۔ حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح ص 91محولہ بالہ

مسئلہ 56: اگر باوضو ہو اور ناخن تراش لے یا سر منڈوائے یا اللہ تعالی نہ کرے داڑھی منڈوائے یا کسی زخم سے پوستِ مردار(ابھرا ہو چھلکا) کُرچ لے اور خون نہ نکلے تو اس سے وضو میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔اور وضو تازہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ مقام مذکورہ کو گیلا کرنے کے بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ 57: اگر کسی کو یہ یاد ہو کہ وضو کیا ہے۔لیکن پھر وہ بھول گیا کہ وضو قائم ہے یا نہیں۔تو اس صورت میں وضو قائم تصور ہو گا۔ لیکن اگر وہ تازہ وضو کرے تو احسن ہے۔ہاں اگر صورت ایسی ہو کہ وضو کنندہ کو توڑنا یاد ہے لیکن دوبارہ وضو کرنا بھول گیا ہو۔تو وضو زائل تصور ہو گا۔غرضیکہ جس شیئ کے متعلق یقین ہو تو وہ شک سے زائل نہیں ہوتا۔اگر وضو کرتے وقت کسی کو کسی عضو کے دھونے کے متعلق شک ائے۔تو مذکورہ عضو پھر دھولے اس لئے کہ اس کا دھونا یقینی ہے اور اگر بعد وضو کے کسی کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس نے ایک عضو نہیں دھویا۔لیکن اسے یہ معلوم نہیں کہ کونسا عضو نہیں دھویا تو اس صورت میں چاہیئے کہ وہ بائیں پاؤں کو

انسان کو کام کرنے سے منع کرتا ہے عقل کی وجہ سے اور اسی وجہ سے وہ مخاطب ہونے کا اہل ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ یہ عقل کو زائل کرتا ہے اور اس کا تکلیف اس کیلئے زجر ہے اور پہلی تحقیق صحیح ہے جو بحر میں ہے۔

اور علامہ شامی نے یوں لکھا ہے

وَالْعَتَهُ لَا يَنْقُضُ (قَوْلُهُ: وَالْعَتَهُ) هُوَ افَةٌ تُوجِبُ الِاخْتِلَالَ بِالْعَقْلِ بِحَيْثُ يَصِيرُ مُخْتَلِطَ الْكَلَامِ فَاسِدَ التَّدْبِيرِ الَّا انَّهُ لَا يَضْرِبُ وَلَا يَشْتِمُ بَحْرٌ[1]

ترجمہ:اور اختلال عقلی اور اختلاط کلامی ناقض وضو نہیں یہ قول کہ العتہ یعنی آفت ہے موجب اختلال عقل اس طرح پر شخص مختلط الکلام فاسد التدبیر ہو جاتا ہے مگر وہ کسی کو نہیں مارتا اور نہ کسی کو گالی دیتا ہے ایسا مذکور ہے بحر میں۔

مسئلہ 56: ولو حلق الشعر ای راسہ او لحیتہ او شاربہ او قلم الاظفاربعد توضا لا یجب علیھا اعادۃ الوضوء ولا اعادۃ غسل ما تحت الشعر او الظفر ولا مسحہ لان الغسل والمسح فی محلہ وقع طھارۃ حکمیۃ للبدن کلہ من الحدث لا یختص بذالک المحل فلا یزول حکمہ بزوالہ وعلی ھذا لو کان فی بعض اعضائہ بثرۃ قد انتثر جلدھا فوقع الغسل او المسح علیھا ثم قشرت او قشر بعض جلد رجلہ او غیرھا من الاعضاءبعد الوضو او الغسل لا تبطل الطھارۃ ماتحت ذالک لما قلنا[2]

ترجمہ:اگر وضو کے بعد بال کو منڈوایا یعنی سر،داڑھی یا مونچھیں یا ناخن تراشے تو ان پر وضو کا اعادہ نہیں ہے اور نہ بال کے نیچے چمڑا یا کٹے گئے ناخن کا نہ دھونا اور نہ مسح کرنا لازم ہے۔کیونکہ دھونا یا مسح کرنا ان کا صحیح ہے جس میں حکمی طہارت سارے بدن کیلئے ہو بے وضوئی سے جس سے یہ خاص نہیں ہوتا پس اسکا حکم محل کے زوال سے زائل نہیں ہوتا اور اگر کسی کے بدن میں پھوڑا ہو اور وہ پھٹ جائے تو اس کے نیچے جگہ کو دھولیا یا مسح کر لیا پس اس کے بعد اور جگہ پھٹ گی تو اس سے وضو زائل نہیں ہوتا جیسا کہ ہم نے بیان

---

[1] ا یضا ابن عابدین، ص298ج1محولہ بالہ

[2] الحلبی الشیخ ابراھیم شرح منیہ غنیۃ المستملی المعروف باکبیری ص126 محولہ بالہ

دھولے۔اس طرح اگر دوران وضو میں یہ شک پیش ائے تو اخری عضو کو دھولے۔ مثلا کوئی وضو کنندہ ہاتھ کلائی تک دھو چکا تو اب اسے شک پیش ایا۔ تو اب اسے چہرہ(منہ) دھوناچاہیئے۔ لیکن یہ حکم اس وقت کے لئے ہے کہ وضو کنندہ شک کے مرض میں مبتلانہ ہوا گر وہ شکی مزاج ہو تو شک کا خیال کرنا نہیں چاہیئے۔

مسئلہ 58: اگر بعد وضو کے الہ تناسل کے بالمقابل کوئی جگہ گیلی معلوم ہو۔اب یہ شک پیدا ہو جائے کہ یہ پانی ہے یا پیشاب ہے۔ تو اس صورت میں اگر یہ شک اول بار پیش ایا ہو۔ تو دوبارہ اسے وضو کرنا چاہیے۔ لیکن شکی مزاج کو یوں کرنا چاہیے کہ ہمیشہ وضو کرنے کے بعد اپنے آلہ تناسل کی جگہ پر اور شلوار کے اگلے اسن پر پانی چھڑکے۔ تاکہ وہ شک سے محفوظ رہے۔ لیکن شکی مزاج کے لئے زیادہ احسن ''قطنہ'' آلہ تناسل کے سوراخ میں روئی وغیرہ رکھنا ہے۔اور اگر بغیر ''روئی'' رکھے ادائی گی نماز تک کے وقفے کے لئے بھی اس کا شک نہیں مٹتا۔ تو اسکے لئے قطنہ رکھنا واجب ہے۔اس کا بیان دوسرے مسئلے میں بھی آجائے گا۔

کیا ہے۔

مسئلہ 57: ومن تيقن فى الوضوء اى تيقن به وشک فى الحدث وكانه عدى التيقن يفى مشاكلة للشک فلا وضوءعليه الاصل فى هذا ان اليقين لا يزول بالشک وان القرينة ترجح احد طرفى الشک فعليه يبتنى مثل هذه المسائل فاذا انه متوضئ والشک هل انتقض وضوه ام لا فهو على وضو ه ومن الشک فى الوضوء وتيقن فى الحدث اى تيقن انه احدث وشک هل توضا بعد ذالک ام لا فهو محدث فعليه الوضو ومن شک فى خلال الوضوفى غسل بعض اعضائه هل غسله ام لا فعدم غسله كان متيقنافلا يزول بالشک فعليه غسل ما شک فيه وان شک فى ذلک بعد تمام الوضوفلا يلتفت الى الشک ولايلزم غسل ما شک فيه الخ[1]

ترجمہ: اور اگر کسی کا یقین ہو کہ اس نے وضو کیا ہے مگر اسے شک ہو کہ توڑ دیا ہے یا نا گویا کہ اس نے یقین کی شک سے نفی کی پس اسپر وضو نہیں کیونکہ اس میں اصل کلیہ یہ ہے کہ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا اور اس میں قرینہ یہ ہے کہ شک کے ایک طرف کو راجح کر کے اسپر بنا کرے اسی طرح کے مسائل میں۔ پس اگر وضو کرنے والا کو شک ہو کہ زائل ہوا ہے یا نہیں پس یہ وضو قائم ہے اور جس کا وضو کرنے میں شک ہو اور وضو زائل کرنے میں یقین ہو اور شک ہو کہ وضو زائل ہونے کے بعد دوبارہ وضو کیا ہے یا نہیں پس وہ بے وضو ہے اس پر وضو کرنا کالازم ہے۔اور جس کو شک ہو جائے وضو کے درمیان میں کہ اس نے کونسے اعضاء دھوئے اور کونسے رہ گئے تو اس پر جس کے نہ دھونے کا یقین ہو اور اس میں شک ہو دوبارہ دھونالازم ہے اور اگر وضو کے ختم ہونے کے بعد اس کو شک ہو جائے تو شک کو نہیں دیکھا جائے گا اور نہ ان مشکوک جگہوں کا دھونالازم ہو گا۔ وسوسہ کو دفع کرنے کیلئے۔اور خلاصہ میں کہا گیا ہے لکن حلیہ میں ہے یہ فائدہ اس وقت دیتا ہے جس نے نیا وضو کیا ہو اور جب وضو کے کافی وقت ہو جائے اور تمام اعضاء خشک ہو جائے پس یہ فائدہ نہیں دیتا اور پنبہ کو رکھنا ہر حال میں فائدہ دیتا ہے۔

اور شامی میں ہے

ورش الماء على الفرج وعلى السروال بعد الوضوء[2]

ترجمہ: اور پانی کے چھینٹیں مارنا آلہ تناسل اور پاجامہ پر وضو کے بعد بھی صحیح ہے۔

---

[1] الحلبى الشيخ ابراهيم شرح منيه غنية المستملى المعروف باكبيرى ص127 محوله باله

[2] ابن عابدين ص 269ج1 محوله باله

مسئلہ 59: اگر پیشاب کا قطرہ آلہ تناسل کے نیچے تک آیا تو محض اس سے وضو نہیں ٹوٹتا جب تک وہ سوراخ کے سرے تک نہ پہنچے۔ اور اگر وہ شخص ایسا ہو کہ جس کا ختنہ نہ ہوا ہو یعنی جو چمڑا کاٹنا سنت ہے اسی کے اندر رہے اور باہر نہ نکلے۔ تب بھی وضو ٹوٹ گیا۔ اگر پیشاب کا قطرہ عورت کی فرجِ خارج تک نکلا تب بھی اس کا وضو ٹوٹ گیا، اگرچہ بیرونی چمڑے سے نہ بھی نکلا ہو۔

مسئلہ 60: اگر کسی نے روئی رکھ دی۔ یعنی بندش پیشاب کے لئے آلہ تناسل کے سوراخ میں روئی کا پھایہ دے دیا مذکورہ پھنبے کا ایک سرا چھپ گیا اور دوسرا ظاہر ہے۔ اب اگر ظاہر سرا سوراخ سے باہر ہو یا اس میں برابر ہو تو قطرے سے وضو تب ٹوٹے گا۔ جب گیلا پن پھنبے کے بیرونی حصے تک پہنچ جائے۔ اور اگر صرف اندرونی حصہ روئی کا گیلا ہو جائے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اور اگر روئی کا ظاہری حصہ سوراخ کے اندر رہو اس صورت میں اگر ساری روئی بھی گیلی ہو جائے۔ تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ جب تک کہ نمی سوراخ کے سروں تک نہ پہنچے۔ اور اگر روئی نکل آئے تو اس صورت میں اگر روئی گیلی ہو تو وضو ختم ہو گیا۔ اگر روئی خشک ہو تو وضو قائم ہے اگر عورت فرج داخل (یعنی عورت کے اندام نہانی کا اندرونی حصہ ہے اور فرض خارج سے مراد بیرونی حصہ) میں روئی رکھ دے تو اسکے لئے بھی یہی حکم ہے، لیکن فرج خارج کا اعتبار نہیں۔

مسئلہ 61: اگر کسی مفضاۃ عورت (وہ عورت جس کے اندام نہانی دونوں ایک ہو چکے ہوں) کے اندام خاص (فرج) سے ہوا نکلے تو بعض کہتے ہیں کہ وضو ٹوٹ گیا۔ اب اس کے لئے وضو واجب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مستحب ہے اور بعض نے اس کا دارو مدار بدبو پر رکھا ہے۔

مسئلہ 58: ومن رای بللا بعد الوضوء لا یعلم هل هو ماء او بول ان كان اول ما عرض له اعاد الوضوء وان كان الشيطان يريبه كثيرا لايلتفت اليه لتيقنه بالطهارة وشكه فى الحدث وينبغى ان ينضح فرجه وسراويله بالماء اذا توضا قطعا لوسوسة قال فى الخلاصة لكن هذه الحيلة انما تنفع اذا كان قريب العهد بالوضوء اما اذابعد وجف العضو فلا والذى ينفع بكل حال حشو القطن[1]

ترجمہ: اور جس نے وضو کے بعد پاجامہ پر گیلا پن دیکھا اور اسے معلوم نہیں کہ یہ پانی ہے یا پیشاب۔ پس اگر پہلی مرتبہ اس کو یہ شک ہو اہو تو اس پر وضو دوبارہ کرنا لازم ہے۔ اور اگر شیطان اس کو بار بار وسوسہ کرے تو اس کی طرف التفات نہ کرے اپنی طہارت پر یقین کی وجہ سے اور اس کا شک بے وضوئی پر اور اس کیلئے مناسب ہے کہ الہ تناسل اور پاجامہ پر پانی کے چھینٹیں مارے جب وہ وضو کرے۔

مسئلہ 59: فلو نزل البول الى قصبة الذكر لا ينقض لعدم ظهوره، بخلاف القلفة فانه بنزوله اليها ينقض الوضوء، وعدم وجوب غسلها للحرج، لا لانها في حكم الباطن كما قاله الكمال[2]

ترجمہ: پس اگر پیشاب کا قطرہ آلہ تناسل کے نیچے تک آیا تو جب تک ظاہر نہیں ہوا وضو زائل نہیں ہوتا بخلاف ناختنہ کے بے شک

---

[1] ایضا الحلبی الشیخ ابراهیم ص145 محولہ بالہ

[2] ایضا ابن عابدین ص 306ج1محولہ بالہ

مسئلہ 62: اگر کسی مرد کاآلہ تناسل حالت انتشار میں (کھڑا ہونے میں) کسی عورت کے اندام مخصوص سے لگ جائے اور درمیان میں کوئی کپڑا وغیرہ حائل نہ ہو تو دونوں کا وضو ٹوٹ جاتاہے اور اگر انتشار میں نہ ہو تو صرف عورت کا وضو ٹوٹ جاتاہے اور آدمی کا وضو قائم رہتاہے جب تک کوئی چیز خارج نہ ہو اور اس کو مباشرت فاحشہ کہتے ہیں۔ معاذاللہ اگر دو عورتوں نے اس قسم کے مباشرت کا فعل کیا یا دو مردوں نے انتشار کی حالت میں ایسا کیا تو یہی حکم ہے کہ دونوں کا وضو ٹوٹ گیا۔

اسی جگہ کو پیشاب کے قطرہ کے پہنچ پر وضو زائل ہوتاہے اور اس کا دھونا حرج کی وجہ سے واجب نہیں نہ یہ کہ باطن کے حکم میں ہے جیسا کہ کمال نے لکھاہے۔

مسئلہ 60: (کَمَا) يَنْقُضُ (لَوْ حَشَا احْلِيلَهُ بِقُطْنَةٍ وَابْتَلَّ الطَّرْفُ الظَّاهِرُ) هَذَا لَوْ الْقُطْنَةُ عَالِيَةٌ اوْ مُحَاذِيَةٌ لِرَاسِ الْاحْلِيلِ وَانْ مُتَسَفِّلَةً عَنْهُ لَا يُنْقَضُ وَكَذَا الْحُكْمُ فِي الدُّبُرِ وَالْفَرْجِ الدَّاخِلِ (وَانْ ابْتَلَّ) الطَّرْفُ (الدَّاخِلُ لَا) يَنْقُضُ وَلَوْ سَقَطَتْ؛ فَانْ رَطْبَةُ انْتَقَضَ، وَالَّا لَا بِخِلَافِ مَا اذَا ابْتَلَّ الطَّرْفُ وَكَانَ مُتَسَفِّلًا عَنْ رَاسِ الْاحْلِيلِ ايْ غَائِبًا فِيهِ لَمْ يُحَاذِهِ وَلَمْ يَعْلُ فَوْقَهُ، فَانَّ ابْتِلَالَهُ غَيْرُ نَاقِضٍ اذَا لَمْ يُوجَدْ خُرُوجٌ فَهُوَ كَابْتِلَالِ الطَّرَفِ الْاخَرِ. الَّذِي فِي دَاخِلِ الْقَصَبَةِ (قَوْلُهُ: وَالْفَرْجِ الدَّاخِلِ) امَّا لَوْ احْتَشَتْ فِي الْفَرَجِ الْخَارِجِ فَابْتَلَّ دَاخِلُ الْحَشْوِ انْتَقَضَ، سَوَاءٌ نَفَذَ الْبَلَلُ الَى خَارِجِ الْحَشْوِ اوْ لَا لِلتَّيَقُّنِ بِالْخُرُوجِ مِنْ الْفَرْجِ الدَّاخِلِ وَهُوَ الْمُعْتَبَرُ فِي الِانْتِقَاضِ لِانَّ الْفَرْجَ الْخَارِجَ بِمَنْزِلَةِ الْقُلْفَةِ[1]

ترجمہ: جیسا کہ وضو زائل ہوتاہے اگر مرد نے پیشاب کے سوراخ میں روئی بھر دی ہو اور روئی کی ظاہری طرف تر ہو گئی ناقض وضو گا یہ حکم اُس صورت میں ہے کہ اگر روئی سوراخ کے سرے سے باہر ہو یا برابر ہو اور اگر سوراخ کے سرے سے اندر ہو اور طرف ظاہر تر ہو جائے تو تر ہونا ناقض نہ ہو گا اس واسطے کہ خروج متحقق نہ ہوا اور اسی طرح حکم ہے مقعد اور فرج داخل کی روئی کا یعنی اگر وہاں کی روئی وغیرہ اونچی یا برابر ہے تو طرف ظاہر کے تر ہونے سے وضو ٹوٹے گا ورنہ وضو قائم ہے۔ اس کے برعکس اگر اس کی ایک طرف گیلی ہو اور یہ آلہ تناسل کے سر کے باہر نہ ہو تو یہ ناقض وضو نہیں جب اس کے باہر نکلنا نہیں پائے گا گویا کہ یہ دوسری طرف ہے پس یہ آلہ تناسل کے اندر کے مانند ہے اور یہ قول کہ فرج داخل یعنی اگر فرج خارج میں رکھا گیا اور اندر کی طرف روئی گیلا ہو تو وضو زائل ہوا۔ برابر ہے کہ وہ گیلا پن روئی کے باہر کو پہنچا ہو یا نہ ہو، بوجہ یہ کہ فرج داخل سے یہ نکل گئی ہے اور اسی کا اعتبار ہے زائل ہونے میں کیونکہ فرج خارج بمنزلہ ناختنہ کے ہے۔

مسئلہ 61: وان خرج من المفضاة يجب عليها الوضؤ وذكر فی جامع الصغير لقاضی خان يستحب لها ان تتوضا[2]

ترجمہ: اور اگر مفضاۃ عورت کے اندام نہانی سے ہوا خارج ہو جائے تو اس پر وضو کا اعادہ لازم ہے اور قاضی خان نے جامع الصغیر میں لکھا ہے مستحب ہے اس کیلئے کہ وضو کرے۔

مسئلہ 62: (وَمُبَاشَرَةٌ فَاحِشَةٌ) بِتَمَاسِّ الْفَرْجَيْنِ وَلَوْ بَيْنَ الْمَرْاتَيْنِ وَالرَّجُلَيْنِ مَعَ الِانْتِشَارِ (لِلْجَانِبَيْنِ) الْمُبَاشِرُ وَالْمُبَاشَرُ، وَلَوْ بِلَا بَلَلٍ عَلَى الْمُعْتَمَدِ.

---

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختارص306ج1محولہ بالہ

[2] ا یضاالکاشغری منیۃ المصلی ص 76محولہ بالہ

مسئلہ 63: مذی اور ودی کے اخراج سے وضو ٹوٹتا ہے اور اگر منی بغیر شہوت کے خارج ہو بیماری وغیرہ سے تو بھی صرف وضو ٹوٹتا ہے۔ اور اگر منی شہوت سے خارج ہو تو غسل فرض ہو جاتا ہے۔ ان تینوں کے فرق کے متعلق تفصیل بابِ جنابت میں آئے گی۔ (مسئلہ نمبر 78 کے بعد فائدہ میں ملاحظہ فرمائے)

مسئلہ 64: اگر کسی کے مقعد سے کچھ حصہ (کچھومر) نکل آئے تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے خواہ وہ حصہ پھر خود ہی واپس داخل ہو جائے یا دوسرے طریقوں سے داخل کرایا جائے۔

---

[1] (قَوْلُهُ: بِتَمَاسِّ الْفَرْجَيْنِ) ايْ مِنْ غَيْرِ حَائِلٍ مِنْ جِهَةِ الْقُبُلِ اوْ الدُّبُرِ-- (قَوْلُهُ: لِلْجَانِبَيْنِ) فَيَنْتَقِضُ وُضُوءُ الْمَرْاةِ

ترجمہ: اور ناقض وضو ہے کھلی مباشرت دونوں شرمگاہوں کے بھڑ جانے سے اگرچہ یہ امر دو عورتوں میں واقع ہو یا دو مردوں میں استادگی کے ساتھ جانبین یعنی لگانے والا اور جس کے لگا یا دونوں کے وضو کے لئے ناقض ہے اگرچہ مباشرت مذکور میں مذی نہ ہو۔ بنا بر معتمد قول کے اور یہ قول بتماس الفرجین یعنی بغیر کسی پردہ کے قبل یا دبر میں اور یہ قول للجانبین پس یہ عورت کے وضو کو زائل کرتا ہے۔

مسئلہ 63: الْمَذْيُ يَنْقُضُ الْوُضُوءَ وَكَذَا الْوَدْيُ وَالْمَنِيُّ اذَا خَرَجَ مِنْ غَيْرِ شَهْوَةٍ بِانْ حَمَلَ شَيْئًا فَسَبَقَهُ الْمَنِيُّ اوْ سَقَطَ مِنْ مَكَانٍ مُرْتَفِعٍ يُوجِبُ الْوُضُوءَ .كَذَا فِي الْمُحِيطِ .[2]

ترجمہ: مذی وضو کو زائل کرتا ہے اسی طرح ودی اور منی جب بغیر شہوت کے خارج ہو جائے اس طرح کہ کوئی بھاری چیز اٹھائے پس اس سے منی خارج ہو جائے اور یا اونچی جگہ سے نیچے گر جائے یہ وضو زائل کرتا ہے اسی طرح محیط میں ہے۔

اور مراقی الفلاح میں یہ بیان لکھا گیا ہے

"وما ينقض الوضوء بخروجه من بدن الانسان "كالدم السائل والمني والمذي والودي والاستحاضة والحيض والنفاس والقيء ملء الفم[3]

ترجمہ: اور ہر وہ چیز جس کا نکلنا انسان کے بدن سے وضو زائل کرتا ہے جیسا کہ بہنے والا خون، منی، مذی، ودی، دم استحاضہ، دم حیض و نفاس اور قے منہ بھر کے۔

مسئلہ 64: باسوري خرج دبره، ان ادخله بيده انتقض وضوءه، وان دخل بنفسه لا؛ (قوله: بيده) او بخرقة بحر (قوله: انتقض) لانه يلتزق بيده شيء من النجاسة بحر: اي فيتحقق خروجها (قوله: لا) اي لا ينتقض لعدم تحقق الخروج، لكن ذكر بعده في البحر عن الحلواني انه ان تيقن خروج الدبر تنتقض طهارته بخروج النجاسة من الباطن الى الظاهر. اهـ.وبه جزم في الامداد (قوله: وكذا) اي في عدم النقض. وهذا ذكره في البحر عن التوشيح تخريجا على مسالة الباسوري[4]

ترجمہ: بواسیر والے کی دبر باہر نکلی اگر اس کو اپنے ہاتھ سے اندر کر دیا تو اس کا وضو ٹوٹا اور اگر خود بخود داخل ہو گئی تو وضو نہیں ٹوٹا اور یہ قول ہاتھ پر یا کپڑے پر بحر الرائق میں ہے، یہ قول کہ وضو زائل ہو گیا۔ کیونکہ اس نے اپنے ہاتھ کے ساتھ نجاست کو پیوست کیا بحر، پس نجاست کا خروج متحقق ہوا۔ اور یہ قول کہ نہیں یعنی وضو زائل نہیں کرتا کیونکہ نجاست اس صورت میں متحقق نہیں۔ لیکن اس کے بعد بحر میں حلوانی سے ذکر کیا گیا ہے کہ اگر اسکا یقین ہو دبر کے نکلنے کا تو وضو زائل کرتا ہے کیونکہ باطن سے نجاست ظاہر ہو کر

---

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار ص303ج1محولہ بالہ

[2] ایضا الفتاویٰ الھندیہ ص12ج 1 محولہ بالہ

[3] ایضا مراقی الفلاح ص65 محولہ بالہ

[4] ایضا ابن عابدین 304ج1 محولہ بالہ

خارج ہو گئی۔اور اس پر امداد میں سکوت اختیار کیا ہے۔اور یہ قول کہ اسی طرح یعنی عدم نقض میں اور یہ بحر میں ذکر کیا ہے توشیح سے جس نے بواسیر کے مسئلہ پر تخریج کیا ہے۔

اور صاحب ھندیہ نے یوں لکھا ہے

اذَا خَرَجَ دُبُرُهُ انْ عَالَجَهُ بِيَدِهِ اوْ بِخِرْقَةٍ حَتَّى ادْخَلَهُ تَنْتَقِضُ طَهَارَتُهُ ؛ لِانَّهُ يَلْتَزِقُ بِيَدِهِ شَيْءٌ مِنْ النَّجَاسَةِ وَذَكَرَ الشَّيْخُ الْامَامُ شَمْسُ الْائِمَّةِ الْحَلْوَانِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى انَّ بِنَفْسِ خُرُوجِ الدُّبُرِ يَنْتَقِضُ وُضُوءُهُ .كَذَا فِي الذَّخِيرَةِ .[1]

ترجمہ: اگر کسی کی دبر کااندرونی حصہ نکل جائے اگر اس کو ہاتھ یا کپڑے سے واپس اندر تک داخل کرے تو اس کا وضو زائل ہو گیا کیونکہ اس کے ہاتھ کے ساتھ نجاست پیوست ہو گئی۔اور شیخ الامام شمس ائمہ الحلوانیؒ نے ذکر کیا ہے کہ نفس خروج پر وضو ٹوٹ جاتا ہے اس طرح ذخیرہ میں ہے۔

فصل دوم: غسل کے احکام

[1] ایضا الھندیہ ص12ج 1 محولہ بالہ

مبحث اول: غسل کی اقسام:

غسل کی چار اقسام ہیں۔ فرض، واجب، سنت اور مستحب

تین صورتوں میں غُسل فرض ہے۔ ۱. جنابت ۲. حیض سے پاک ہونے پر ۳. نفاس کے ختم ہونے کے بعد (*)

ان تینوں کے متعلق تفصیلاً ذکر اپنے اپنے متعلقہ باب میں آئے گا۔

مندرجہ ذیل چار صورتوں میں غسل واجب ہے۔

۱: کوئی کافر مسلمان ہو گیا حالت جنابت میں یا کوئی عورت حالت حیض و نفاس میں مسلمان ہو گئی تو اس پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔ یعنی نو مسلم اگر جنابت میں ہو تو غسل واجب ہے۔

۲: مسلمان اگر مر جائے تو اسکی نعش کو غسل دینا زندوں پر واجب ہے۔ کفایۃً یعنی ایک نے غسل کرایا تو سب کی ذمہ داری ختم ہو گئی۔ اور اگر ایک نے بھی غسل نہ دلایا جو اس کی موت سے باخبر ہیں تو وہ سب گناہ گار ہیں۔

۳: اگر سارے بدن پر نجاست لگ جائے تو غسل واجب ہے۔

۴: اگر بدن کے تھوڑے سے حصے پر نجاست لگ جائے اور جگہ بالکل معلوم نہ ہو تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ بہر حال ان چار صورتوں میں غسل لازم آتا ہے۔ جس کی تعبیر بعض فقہاء نے فرض سے کی ہے۔ اور بعض نے واجب سے لیکن مؤخر الذکر یعنی چوتھی صورت میں اختلاف ہے کہ غسل لازم ہوتا ہے یا نہیں؟

۔اور یا یہ کہ بدن کا صرف ایک حصہ دھونا کافی ہے اور غسل مستحب ہے۔(**)

(*)(قَوْلُهُ: وَبِالْغُسْلِ الْمَفْرُوضِ) اىْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ وَالْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ[1]

ترجمہ: یہ قول کہ فرض کئے گئے غسل میں یعنی غسل جنابت، حیض اور نفاس۔

(**)وَيَجِبُ اىْ يُفْرَضُ عَلَى الْاحْيَاءِ الْمُسْلِمِينَ كِفَايَةً اجْمَاعًا انْ يَغْسِلُوا الْمَيِّتَ الْمُسْلِمَ---كَمَا يَجِبُ عَلَى مَنْ اسْلَمَ جُنُبًا اوْ حَائِضًا اوْ نُفَسَاء--- اوْ اصَابَ كُلَّ بَدَنِهِ نَجَاسَةٌ اوْ بَعْضُهُ وَخَفِيَ مَكَانُهَا فِي الْاصَحِّ--- وَسَيَذْكُرُ الشَّارِحُ فِي بَابِ الْانْجَاسِ انَّ الْمُخْتَارَ انَّهُ لَوْ اخْفَى مَحَلَّ النَّجَاسَةِ يَكْفِي غَسْلُ طَرَفِ الثَّوْبِ اوْ الْبَدَنِ[2]

مندرجہ ذیل چار صورتوں میں غسل سنت ہے۔

---

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار ص311ج1محولہ بالہ

[2] ایضا ابن عابدین، ص337ج1محولہ بالہ

۱: نماز جمعہ کے لئے ۲: نماز عیدین کے لئے (یہ غسل جمعہ اور عیدین کی نماز کے لئے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جمعہ اور عیدین کے دن کے لئے) ۳: احرام کے لئے خواہ عمرہ کے لئے ہو یا حج یا دونوں کے لئے ۴: ہر دو کے لئے وقوف عرفہ میں (**)

مندرجہ ذیل چوبیس صورتوں میں غسل مستحب ہے۔

۱: لڑکا یا لڑکی عمر کے لحاظ سے پندرہ سال کے ہو جائیں (یعنی جوانی کی علامت ابھی موجود نہ ہو تو اس صورت میں غسل ان کے لئے مستحب ہے) ۲: کوئی کافر مسلمان ہو جائے اور حالت جنابت میں نہ ہو تو صرف اسلام لانے کے لئے اسے غسل کرنا مستحب ہے۔ ۳: دیوانگی اور بے ہوشی دور ہونے کے بعد۔ ۴: سینگ (پچھنے) لگانے کے بعد۔ ۵: شعبان کے مہینے کی پندرھویں رات کو۔ ۶: عرفہ کی رات۔ ۷: لیلۃ القدر کی رات کو جب وہ نظر آئے ۔۸: مزدلفہ کے قیام کے لئے۔ ۹: رمی جمار کے لئے۔ ۱۰: مکہ شریف میں داخلے کے لئے برائے طواف زیارت۔ ۱۱: مدینہ منورہ میں داخلے کے لئے۔ ۱۲: نمازِ استسقاء کے لئے۔ ۱۳: خسوف وکسوف کی نمازو ں کے لئے۔ ۱۴: کسی خوف وڈر کے وقت۔ ۱۵: سخت آندھی اور طوفان کے وقت۔ ۱۶: دن کو سخت اندھیرا چھاجائے۔ ۱۷: نئے کپڑے پہننے کے لئے۔ ۱۸: عام مجلس میں جانے کے لئے۔ ۱۹: جو مردے کو نہلائے اسکے بعد۔ ۲۰: گناہ سے توبہ کرنے کے لئے۔ ۲۱: سفر سے واپس اپنے وطن پہنچنے پر۔ ۲۲: جس شخص کو قتل کیا جارہا ہو اس کے لئے۔ ۲۳: مستحاضہ عورت کے خون تھم جانے پر۔ ۲۴: مرد کو احتلام ہو جائے اور پھر عورت سے مباشرت کرنا چاہے۔ مذکورہ بالا تمام حالتوں میں غسل مستحب ہے۔ (*)

ترجمہ: اور واجب ہے یعنی فرض ہے زندہ مسلمانوں پر بطور فرض کفایہ اجماع کی دلیل سے یہ کہ نہلادیں مردہ مسلمان کو سوائے اس مردہ کے جو خنثیٰ مشکل ہو اس کو تیمم کرادے جیسے کہ واجب ہے نہانا اس شخص پر جو مسلمان ہو حالت جنابت یا حیض یا نفاس میں اگرچہ حیض اور نفاس کے موقوف ہو جانے کے بعد اسلام قبول کیا یا آدمی کے تمام بدن پر نجاست لگی یا تھوڑی بدن پر نجاست لگی اور نجاست کا مکان مخفی رہا تو ان پانچ صورتوں میں غسل لازم ہوگا۔ اور جلد ہی شارح باب الانجاس میں ذکر کریگا کہ مختار یہ ہے کہ اگر مخفی رہا محل نجاست تو بدن اور کپڑا کے اطراف دھونا کافی ہے۔

(**)وَسُنَّ لِصَلَاةِ جُمُعَةٍ وَ لِصَلَاةِ عِيدٍ وَيَكْفِي غُسْلٌ وَاحِدٌ لِعِيدٍ وَجُمُعَةٍ اجْتَمَعَا--- وَ لِاجْلِ احْرَامٍ وَ فِي جَبَلِ عَرَفَةَ بَعْدَ الزَّوَالِ.[1]

ترجمہ: اور غسل کرنا سنت ہے جمعہ کی نماز کے واسطے اور عید کی نماز کے واسطے یہی قول صحیح ہے اور کفایت کرتا ہے ایک بار غسل کرنا عید اور جمعہ کے لئے حسن کے نزدیک سنت ادا ہو گیا اور غسل سنت ہے احرام حج یا عمرہ کے واسطے عرفات کے پہاڑ میں دوپہر ڈھلنے کے بعد۔

---

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار ص339 ج1 محولہ بالہ

(*) وَنُدِبَ لِمَجْنُونٍ افَاقَ وَكَذَا الْمُغْمَى عَلَيْهِ،--- وَعِنْدَ حِجَامَةٍ وَفِي لَيْلَةِ بَرَاءَةٍ وَعَرَفَةَ وَقَدَرَ اذَا رَاهَا وَعِنْدَ الْوُقُوفِ بِمُزْدَلِفَةَ غَدَاةَ يَوْمِ النَّحْرِ لِلْوُقُوفِ وَعِنْدَ دُخُولِ مِنًى يَوْمَ النَّحْرِ لِرَمْيِ الْجَمْرَةِ وَ كَذَا لِبَقِيَّةِ الرَّمْيِ، وَ عِنْدَ دُخُولِ مَكَّةَ لِطَوَافِ الزِّيَارَةِ وَلِصَلَاةِ كُسُوفٍ وَخُسُوفٍ وَاسْتِسْقَاءٍ وَفَزَعٍ وَظُلْمَةٍ وَرِيحٍ شَدِيدٍ وَكَذَا لِدُخُولِ الْمَدِينَةِ، وَلِحُضُورِ مَجْمَعِ النَّاسِ، وَلِمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيدًا اوْ غَسَّلَ مَيِّتًا اوْ يُرَادُ قَتْلُهُ وَلِتَائِبٍ مِنْ ذَنْبٍ، وَلِقَادِمٍ مِنْ سَفَرٍ، وَلِمُسْتَحَاضَةٍ انْقَطَعَ دَمُهَا قَوْلُهُ: وَلِمُسْتَحَاضَةٍ انْقَطَعَ دَمُهَا وَكَذَا لِمُحْتَلِمٍ ارَادَ مُعَاوَدَةَ اهْلِهِ عَلَى مَا سَيَاتِي، وَكَذَا لِمَنْ بَلَغَ بِسِنٍّ اوْ اسْلَمَ طَاهِرًا كَمَا مَرَّ، فَقَدْ بَلَغَتْ نَيِّفًا وَثَلَاثِينَ. قَالَ فِي الْامْدَادِ: وَيُنْدَبُ غَسْلُ جَمِيعِ بَدَنِهِ اوْ ثَوْبِهِ اذَا اصَابَتْهُ نَجَاسَةٌ وَخَفِيَ مَكَانُهَا اهـ۔ [1]

ترجمہ: اور غسل مستحب ہے مجنون کیلیئے جو ہوش میں آگیا اور صاحب غشی کا حکم بھی ایسا ہے۔۔۔اور پچھنے لگانے کے بعد اور شعبان کی پندرویں رات میں اور عرفہ کی رات یعنی نواں رات ذوالحجہ کے اور لیلۃالقدر جب دیکھا جائے اور مزدلفہ کے دن قربانی کی صبح کو وہاں ٹھہرنے کے واسطے اور داخل ہونے کے منیٰ میں قربانی کے دن جمرہ کو پتھریاں مارنے کے واسطے اور مکہ میں داخل ہونے کے لئے طواف زیارت کے واسطے اور سورج گرہن اور چاند گرہن کی نماز کے واسطے اور بارش کے طلب کے واسطے اور خوف اور تاریکی روز اور سخت آندھی میں غسل کرنااور مدینہ منورہ میں داخل ہونے اور آدمیوں کے مجمع میں جانے کے واسطے اور جو نیا کپڑے پہننے یا مردہ نہلاوے یا اس شخص کو قتل کاارادہ کیاجاتاہے اور گناہ سے توبہ کرنے والے کے واسطے اور سفر سے آنے والے کو اور اس عورت مستحاضہ کو غسل کرنا جس کاخون بند ہوگیااور یہ قول کہ مستحاضہ عورت جب اس کاخون بند ہوااور محتلم جب اپنے بیوی کے ساتھ جماع کاارادہ کرے جیساکہ آگے آئے گااور اسی طرح جو سن بلوغت کو پہنچ جائے یااسلام قبول کیاپاکی کی حالت میں جیساکہ گذر گیا پس یہ تیس سے کچھ زائد ہو گئیں۔امداد میں کہاگیاہے اور سارے بدن اور کپڑے کادھونالازم ہے جب اس کو نجاست پہنچ جائے اور اسکا مکان مخفی ہو۔

اور صاحب کبیری نے یہ لکھاہے

والاغتسال على احد عشر وجها بالاستقراء خمسة منها فريضة --- الاغتسال من الحيض ومن النفاس من التقاءالختانين من خروج المنى والاغتسال من الاحتلام --- واربعة منها سنة غسل يوم الجمعه والعيدين وعرفه وعند الاحرام وواحدمنها واجب على الكفاية وهو غسل الميت --- وواحد منها مستحب وهو غسل الكافر الخ [2]

ترجمہ: اور غسل کی گیارہ قسمیں ہے پانچ میں فرض ہیں حیض، نفاس، مجامعت، اور منی نکلنے میں اور غسل احتلام سے۔اور چار سنت ہیں جمعہ کے دن عیدین، عرفہ کے دن اور احرام کے وقت اور ایک واجب ہے کفایۃ اور وہ مردہ کو نہلاناہے اور ایک مستحب ہے اور وہ کافر کا غسل جب اسلام لائے اور صاف ہو۔

مبحث دوم: جنابت کا بیان:

[1] ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختارص341ج1محولہ بالہ

[2] کبیری ص 48 محولہ بالہ

جنابت کے لئے دو سبب ہیں۔۱: دخول حشفہ کسی مشتہی انسان کا زندہ عورت کے فرج یا مقعد (قبل یا دبر) میں حشفہ (آلہ تناسل کا سرا) داخل ہو جائے۔۲: یا کسی دوسرے زندہ انسان کے مقعد (دبر) میں جس کے لئے شہوت بیدار ہو سکے اگرچہ منی نہ نکلی ہو تب بھی غسل فرض ہو جاتا ہے اور اگر دونوں عاقل و بالغ ہیں تو دونوں پر غسل فرض ہے ورنہ ایک پر غسل فرض ہے۔(*)

مسئلہ 65: اگر کسی کا" حشفہ"الہ تناسل کا سرا کٹا ہوا ہو تو بقیہ آلہ تناسل میں حشفہ کے مساوی حصہ کو حشفہ تصور کیا جائے گا۔اب اگر حشفہ کے برابر کا حصہ داخل ہو گیا تو غسل فرض ہو گیا ورنہ غسل پھر انزال کے بعد فرض ہو گا۔

مسئلہ 66: اگر کوئی شخص خصی ہو تو اس کے دخول حشفہ سے بھی غسل لازم آتا ہے اگر دونوں عاقل و بالغ ہوں تو دونوں پر غسل لازم ہے ورنہ ایک پر۔

(*) وَعِنْدَ ايلَاجِ حَشَفَةِ هِيَ مَا فَوْقَ الْخِتَانِ ادَمِيٍّ احْتِرَازٌ عَنْ الْجِنِّيِّ يَعْنِي اذَا لَمْ تَنْزِلْ وَاذَا لَمْ يَظْهَرْ لَهَا فِي صُورَةِ الْادَمِيِّ كَمَا فِي الْبَحْرِ اوْ ايلَاجُ قَدْرِهَا مِنْ مَقْطُوعِهَا--- فِي احَدِ سَبِيلَيْ ادَمِيٍّ حَيٍّ يُجَامَعُ مِثْلُهُ--- عَلَيْهِمَا ايْ الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُولِ لَوْ كَانَ مُكَلَّفَيْنِ وَلَوْ احَدُهُمَا مُكَلَّفًا فَعَلَيْهِ فَقَطْ دُونَ الْمُرَاهِقِ--- وَانْ لَمْ يُنْزِلْ مَنِيًّا بِالْاجْمَاعِ[1]

ترجمہ: اور غسل فرض ہوتا ہے آدمی کے تمام حشفہ داخل کرنے کے وقت آلہ تناسل میں آدمی کا حشفہ کہنا احتراز ہے جن کے حشفے سے یعنی اگر جن عورت سے جماع کر لیں اور اس کے سامنے آدمی کی صورت پر ظاہر نہ ہو جیسا کہ بحر میں ہے اور یا داخل کرنے بقدر حشفہ کے اس شخص سے جس کا حشفہ کٹا ہے غسل فرض ہوتا ہے حشفہ داخل کرنے سے ایک راہ میں دو راہوں سے جو کہ قبل اور دبر ہیں اس زندہ آدمی کی کہ جس سے کا جماع ہو سکتا ہے دونوں پر غسل فرض ہے یعنی فاعل اور مفعول پر اور دونوں مکلف ہو اور اگر ایک مکلف اور دوسرا صغیر یا مجنوں تو صرف مکلف پر غسل واجب ہے مراہق پر نہیں۔ادخال حشفہ سے مکلف پر غسل فرض ہے بالاجماع اگرچہ اس نے منی نہیں ٹپکائی اجماع امت کے ساتھ۔

مسئلہ 65:(او) ايلاج (قدرها من مقطوعها) ولو لم يبق منه قدرها. قال في الاشباه: لم يتعلق به حكم، ولم اره [2]

ترجمہ: یا داخل کرنے کے بقدر حشفہ کے اس شخص سے جس کا حشفہ کٹا ہوا ہو اور جو بقدر حشفہ کے ذکر سے باقی نہ رہا اشباہ میں کہا کہ کوئی حکم اس کے ساتھ متعلق نہ رہا اور میں نے اس کو کسی کتاب میں نہیں دیکھا۔

مسئلہ 66: وجماع الخصي يوجب الغسل على الفاعل والمفعول به لمواراة الحشفة[3]

ترجمہ: اور خصی آدمی کا جماع فاعل اور مفعول دونوں پر غسل فرض کرتا ہے کیونکہ حشفہ داخل ہوا ہے۔

مسئلہ 67: اگر حشفہ دخول میں پورا غائب نہ ہوا تو غسل تب لازم آئیگا جب انزال ہو جائے۔

---

1 ابن عابدين، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي الحنفي (المتوفى: 1252هـ) رد المحتار على الدر المختارص328ج1مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ بدون التاريخ

2 ایضاالدرمختار للحصفکی ، ص27ج1محولہ بالہ

3 الحسن بن مبصور بن محمود فتاوی قاضی خان ص 21ج1 فی المطابع العالی الواقع فی الکنوبدون التاریخ

مسئلہ 68: اگر کسی شخص نے آلہ تناسل پر کپڑا لپیٹ دیا یا کوئی اور شے لپیٹ کر جماع کیا تو اس صورت میں اگر مذکورہ کپڑا نرم اور باریک ہو جس سے جسم کی گرمی اور لذّت (مزہ) حاصل ہوتی رہے تو غسل فرض ہو جاتا ہے۔ اگرچہ منی نہ بھی نکلی ہو ہاں اگر کپڑا مذکورہ اتنا موٹا ہو کہ جس کی وجہ سے گرمی اور مزہ محسوس نہ ہو۔ تو غسل لازم نہیں آتا۔ تاوقتیکہ انزال نہ ہو جائے۔ لیکن احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ اول صورت میں بھی غسل لازم سمجھا جائے۔

اور ہندیہ میں ہے

وجِمَاعُ الْخَصِيِّ يُوجِبُ الْغُسْلَ عَلَى الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُولِ .كَذَا فِي الْمُحِيطِ .[1]

ترجمہ: اور اگر کوئی خصی مجامعت کرے تو فاعل اور مفعول دونوں پر غسل واجب ہو گا یہ محیط میں لکھا ہے۔

مسئلہ 67:اما في دبر نفسه فرجح في النهر عدم الوجوب الا بالانزال: ولا يرد الخنثى المشكل فانه لا غسل عليه بايلاجه في قبل او دبر ولا على من جامعه الا بالانزال، لان الكلام في حشفة وسبيلين محققين[2]

ترجمہ: اور اگر اپنی دبر میں حشفہ داخل کیا سو نہر الفائق میں عدم وجوب غسل کو ترجیح دی ہے بدون انزال کے اور خنثیٰ مشکل پر اعتراض وارد نہیں ہوتا اس واسطے کہ اس پر غسل واجب نہیں حشفہ داخل کرنے سے اپنے قبل یا دبر میں اور نہ اس شخص پر جو خنثیٰ مشکل سے جماع کرے مگر انزال سے البتہ غسل ہے اس واسطے کہ مصنف کا کلام حشفہ واقعی اور اس قبل اور دبر میں ہے جو بلاشبہ محقق اور ثابت ہے۔

اور بحر الرائق میں یہ لکھا گیا ہے

قُيِّدَ بِالتَّوَارِي؛ لِأَنَّ مُجَرَّدَ التَّلَاقِي لَا يُوجِبُ الْغُسْلَ وَلَكِنْ يَنْقُضُ الْوُضُوءَ عَلَى الْخِلَافِ الْمُتَقَدِّمِ وَقَيَّدْنَا بِكَوْنِهِ فِي قُبُلِ امْرَاةٍ؛ لِأَنَّ التَّوَارِي فِي فَرْجِ الْبَهِيمَةِ لَا يُوجِبُ الْغُسْلَ الَّا بِالْانْزَالِ [3]

ترجمہ: اور مقید کیا داخل ہونے (حشفہ کے چھپ جانے) کے ساتھ کیونکہ صرف ملنا غسل واجب نہیں کرتا لیکن وضو کو توڑتا ہے پہلے بیان کی ہوئے کے خلاف اور ہم نے مقید کیا کہ یہ عورت کے فرج میں ہو کیونکہ جانور کے فرج میں داخل ہونے سے غسل لازم نہیں ہوتا جب تک انزال نہ ہو جائے۔

مسئلہ 69.70: اگر لڑکی نابالغ ہو لیکن اتنی کمسِن بھی نہ ہو کہ اسکے ساتھ جماع میں اسکے قبل اور دبر پھٹ کر ایک ہونے کا خوف ہو تو اسکے اندام نہانی میں کسی بالغ مرد کے حشفے کے دخول سے غسل لازم ہوتا ہے اگرچہ منی نہ نکلی ہو اور اگر لڑکی اتنی کمسن ہو کہ اس کے ساتھ جماع میں مذکورہ خوف ہو تو اسکے ساتھ دخول حشفہ سے غسل لازم نہیں آتا جب تک انزال نہیں ہوتا۔

---

[1] الشیخ نظام وجماعۃ من علماء الهند الاعلام فتاویٰ العالمگیریہ المعروف بالفتاویٰ الهندیہ ص18ج 1 مکتبہ الرشیدیہ کوئٹہ بدون التاریخ۔

[2] ابن عابدین ص 307 ج1محولہ بالہ

[3] زين الدين بن إبراهيم بن محمد، المعروف بابن نجيم المصري (المتوفى: 970هـ) البحر الرائق شرح كنز الدقائق ص 61۔ج1 الناشر: دار الكتاب الإسلامي الطبعة: الثانية - بدون تاريخ عدد الأجزاء:8

مسئلہ 68: وَلَوْ لَفَّ عَلَى ذَكَرِهِ خِرْقَةً وَاوْلَجَ وَلَمْ يُنْزِلْ قَالَ بَعْضُهُمْ يَجِبُ الْغُسْلُ؛ لِانَّهُ يُسَمَّى مُولِجًا وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يَجِبُ وَالْاصَحُّ انْ كَانَتْ الْخِرْقَةُ رَقِيقَةً بِحَيْثُ يَجِدُ حَرَارَةَ الْفَرْجِ وَاللَّذَّةَ وَجَبَ الْغُسْلُ وَالَّا [1]

ترجمہ: اور اگر کسی نے اپنے آلہ تناسل پر کپڑہ لپیٹ دیا اور جماع کیا اور انزال نہیں ہوا تو بعض نے کہا ہے کہ اس پر غسل لازم ہے کیونکہ اس نے نفس دخول کیا اور بعض نے کہا ہے کہ اس پر غسل نہیں ہے مگر صحیح یہ ہے کہ اگر کپڑا اتنا نرم ہو کہ اس سے فرج کی گرمی اور لذت حاصل ہوتا ہو تو غسل واجب ہے ورنہ نہیں۔

اور شامی میں لکھا ہے:

(اوْلَجَ حَشَفَتَهُ) اوْ قَدْرَهَا (مَلْفُوفَةً بِخِرْقَةٍ، انْ وَجَدَ لَذَّةَ) الْجِمَاعِ (وَجَبَ) الْغُسْلُ (وَالَّا لَا) عَلَى الْاصَحِّ وَالْاحْوَطُ الْوُجُوبُ. (قَوْلُهُ: انْ وَجَدَ لَذَّةَ الْجِمَاعِ) ايْ بِانْ كَانَتْ الْخِرْقَةُ رَقِيقَةً بِحَيْثُ يَجِدُ حَرَارَةَ الْفَرْجِ وَاللَّذَّةَ بَحْرٌ (قَوْلُهُ: وَالَّا لَا) ايْ مَا لَمْ يُنْزِلْ.[2]

ترجمہ: یعنی مقدار حشفہ داخل کیا یا اس کی مقدار جو کہ کپڑے میں لپٹا دیا تھا اگر جماع کی لذت حاصل کی تو غسل واجب ہے ورنہ نہیں۔ صحیح قول میں اور محتاط قول وجوب غسل کا ہے اور یہ قول کہ اگر حاصل کی جماع کی لذت کہ کپڑا نرم ہو کہ اسمیں فرج کی حرارت اور لذت حاصل ہوتی ہوں بحر الرائق اور یہ قول کہ اگر نہیں تو واجب نہیں ہے یعنی جب تک انزال نہیں ہوا ہو۔

مسئلہ 69.70: وَ لَا عِنْدَ وَطْءِ بَهِيمَةٍ اوْ مَيْتَةٍ اوْ صَغِيرَةٍ غَيْرِ مُشْتَهَاةٍ بِانْ تَصِيرَ مُفْضَاةً بِالْوَطْءِ وَانْ غَابَتْ الْحَشَفَةُ --- بِلَا انْزَالٍ لِقُصُورِ الشَّهْوَةِ. امَّا بِهِ فَيُحَالُ عَلَيْهِ.---[3]

ترجمہ: اور فرض نہیں نہانا زندہ یا مردہ جانور کے جماع سے اور نہ اُس صغیرہ سے جو شہوت کے لائق نہیں اس طور پر ہو کہ جماع سے درمیان کا پردہ پھٹ کر دونوں راہیں ایک ہو جائیں۔ اگرچہ حشفہ چھپ جاوے۔۔۔ مذکورہ میں بدون انزال کے غسل لازم نہیں لذت کے ناقص ہونے کی وجہ سے اور انزال ہونے کے ساتھ تو غسل کا واجب ہونا انزال ہی پر محمول کیا جائے گا۔

اور شامی میں تفصیل ہے

(قَوْلُهُ: بِانْ تَصِيرَ مُفْضَاةً) ايْ مُخْتَلِطَةَ السَّبِيلَيْنِ. وَفِي الْمَسْالَةِ خِلَافٌ، فَقِيلَ يَجِبُ الْغُسْلُ مُطْلَقًا، وَقِيلَ لَا مُطْلَقًا. وَالصَّحِيحُ انَّهُ اذَا امْكَنَ الْايلَاجُ فِي مَحَلِّ الْجِمَاعِ مِنْ الصَّغِيرَةِ وَلَمْ يَفُضَّهَا فَهِيَ مِمَّنْ تُجَامَعُ فَيَجِبُ الْغُسْلُ سِرَاجٌ. [4]

ترجمہ: یہ قول کہ وہ مفضاۃ بن جائے یعنی دونوں قبل اور دبر ایک ہو جائے اور اس مسئلہ میں اختلاف ہے پس بعض نے کہا ہے کہ مطلقا غسل واجب ہے اور بعض نے مطلقا فرض نہیں کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ جب محل جماع میں داخل کرنا ممکن ہو صغیری کے اور وہ پھٹ

مسئلہ 71: محض دخول حشفہ سے غسل لازم آتا ہے تو یہ حکم صرف مشتہی انسان کے لئے جماع میں ہے۔ ورنہ دوسرے مقام پر غسل لازم آنے کے لئے انزال شرط ہے۔ معاذاللہ اگر کوئی شخص حیوان سے بدفعلی کرے یا مردہ عورت کے ساتھ۔ تو اس صورت میں محض

---

[1] البحرالرائق ص 63-ج1 محولہ بالہ

[2] ابن عابدین ردالمحتار ص 165ج1 محولہ بالہ

[3] الحصفکی الدرالمختار ص 28محولہ بالہ

[4] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختارص336ج1 محولہ بالہ

دخول سے غسل لازم نہیں آتا جب تک کہ انزال نہ ہو جائے۔ باقی رہی گناہ کی بات تو علیحدہ ہے۔ اور اس طرح حکم ہے جلق (مشت زنی) یا تفخیذ (ران زنی) کے مثلا ایک عورت ہے جس نے انگلی یا لکڑی یا کوئی دوسری چیز استعمال کی یا مرے ہوئے مرد کا آلہ تناسل یا ہیجڑا (مخنث) کا یا کسی کمسن بچے کا جس کا جذبہ شہوانی بیدار نہ ہوا ہو۔ تو ان سب صورتوں میں اصل مذہب یہ ہے کہ غسل لازم نہیں ہوگا جب تک منی کا انزال نہ ہوا ہو۔ رہی گناہ کی بات تو اس کے لئے علیحدہ حکم ہے۔

مسئلہ 72: ناف میں حشفہ کے دخول سے اور نیز پچکاری کے دخول سے غسل لازم نہیں ہوتا۔

نہیں جاتا تو یہ ان میں سے ہے جس کے ساتھ جماع کیا جاتا ہے پس غسل واجب ہے اسی طرح سراج میں ہے۔

مسئلہ 71: (وَ) لَا عِنْدَ (ادْخَالِ اصْبَعٍ وَنَحْوِهِ) كَذَكَرٍ غَيْرِ ادَمِيٍّ وَذَكَرِ خُنْثَى وَمَيِّتٍ وَصَبِيٍّ لَا يَشْتَهِي وَمَا يُصْنَعُ مِنْ نَحْوِ خَشَبٍ (فِي الدُّبُرِ اوْ الْقُبُلِ) عَلَى الْمُخْتَارِ (وَ) لَا عِنْدَ (وَطْءِ بَهِيمَةٍ اوْ مَيْتَةٍ اوْ صَغِيرَةٍ غَيْرِ مُشْتَهَاةٍ) بِانْ تَصِيرَ مُفْضَاةً بِالْوَطْءِ وَانْ غَابَتْ الْحَشَفَةُ وَلَا يَنْتَقِضُ الْوُضُوءُ، فَلَا يَلْزَمُ الَّا غَسْلُ الذَّكَرِ قُهُسْتَانِيٌّ عَنْ النَّظْمِ، وَسَيَجِيءُ انَّ رُطُوبَةَ الْفَرْجِ طَاهِرَةٌ عِنْدَهُ فَتَنَبَّهْ (بِلَا انْزَالٍ) لِقُصُورِ الشَّهْوَةِامَّا بِهِ فَيُحَالُ عَلَيْهِ۔۔۔ (قَوْلُهُ: امَّا بِهِ) ايْ امَّا فِعْلُ هَذِهِ الْاشْيَاءِ الْمُصَاحِبُ لِلْانْزَالِ فَيُحَالُ وُجُوبُ الْغُسْلِ عَلَى الْانْزَالِ ط.[1]

ترجمہ: اور نہانے کے وقت انگلی داخل کرنا فرض نہیں کرتا اور اس کے مانند کے چنانچہ آدمی کے سوا کسی جانور کا ذکر اور خنثٰی اور میت اور اس صغیر کا ذکر جس کو شہوت نہیں ہوتی اور جو چیز آلہ کے مانند بنائی جاتی ہے۔ لکڑی وغیرہ سے یعنی بدکار عورتیں شہوت رانی کے واسطے بناتی ہیں جس کو اہل ہند سبورا کہتے ہیں تو ان اشیاء کے قبل یا دبر میں داخل کرنے سے غسل لازم نہیں بنا بر قول مختار کے اور فرض نہیں نہانا زندہ یا مردہ جانور کے جماع سے اور نہ اس صغیرہ کے جماع سے جو شہوت کے لائق نہیں غیر مشتہاۃ ہو یعنی قابل شہوت نہ ہو اس طرح پر ہے کہ جماع کرنے سے درمیان کا پردہ پھٹ کر دونوں راہیں ایک ہو جائے اگرکہ اس میں حشفہ داخل ہو جائے اور نہ وضو کو ٹوڑتا ہے سوائے آلہ کے دھونے کے کوئی چیز لازم نہیں، ایسا نقل کیا ہے قہستانی نے نظم سے اور آگے آئے گا کہ رطوبت فرج کی پاک ہے امام کے نزدیک تو ہوشیار ہو جائے اشیاء مذکور میں بدون انزال کے غسل لازم نہیں لذت کے ناقص ہونے کی وجہ سے اور انزال ہونے کے ساتھ تو غسل کا واجب ہونا انزال ہی پر محمول کیا جائے گا۔ یہ قول کہ اما بہ یعنی اگر یہ اشیاء صاحب انزال نے کئے پس انزال کے ساتھ غسل واجب ہے۔

مسئلہ 72: اواذاجامعهافيمادون الفرج لا غسل عليه ماينزل لان قيام العذرةيمنع مواراة الحشفة وبدونها لايجب الغسل مالم ينزل[2]

---

[1] ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختارص335ج1 محوله باله

[2] اوزجندی حسن بن المنصور بن محمود فتاوی قاضی خان ص 21ج1المطبع العالی الواقع فی اللکنو بدون التاریخ

مسئلہ 73: اگر لڑکا نابالغ ہو دس سال کی عمر کا اور عورت بالغ ہو تو اسکے ساتھ جماع کرنے سے عورت پر غسل لازم ہو جاتا ہے لڑکے پر نہیں لیکن عادی بننے کی خاطر اس کو غسل کرنے کا حکم دیا جائے اسی طرح اگر لڑکا بالغ ہو اور لڑکی نابالغ لیکن قابل جماع ہو تو اس کے ساتھ جماع کرنے سے لڑکے پر غسل لازم ہے لڑکی کے لئے غسل لازم نہیں بلکہ مستحب ہے

ترجمہ: اور جب عورت کے ساتھ فرج کے علاوہ کسی اور جگہ میں جماع کیا تو انزال جب تک نہ ہوا ہو اس پر غسل لازم نہیں کیونکہ عدم دخول کی وجہ سے حشفہ داخل نہیں ہوا اور اس کے بغیر غسل واجب نہیں جب تک کہ انزال نہ ہو جائے۔

اور صاحب عنایہ نے زیادہ تفصیل سے بیان کیا ہے۔

(بِخِلَافِ الْبَهِيمَةِ وَمَا دُونَ الْفَرْجِ) مُتَّصِلٌ بِقَوْلِهِ فَيُقَامُ مَقَامَهُ: اىْ يُقَامُ سَبَبُ الْانْزَالِ مَقَامَهُ فِي السَّبِيلَيْنِ فِي الْادَمِيِّ، بِخِلَافِ الْبَهِيمَةِ فَانَّهُ لَا يَجِبُ فِيهَا الْغُسْلُ بِمُجَرَّدِ الْايلَاجِ مِنْ غَيْرِ انْزَالٍ، وَبِخِلَافِ مَا دُونَ الْفَرْجِ وَهُوَ التَّفْخِيذُ وَالتَّبْطِينُ فَانَّهُ لَا يَجِبُ فِيهِ الْغُسْلُ ايْضًا لِنُقْصَانِ السَّبَبِيَّةِ اذَا لَمْ يُنْزِلْ.[1]

ترجمہ: غسل فرض نہیں اس حالت میں جب جانور میں یا فرج کے علاوہ کسی اور جگہ میں ادخال کرے اور منی خارج نہ ہو جائے یہ متصل ہے اس قول کے ساتھ کہ یہ اس کے قائم مقام ہو جاتا ہے یعنی انزال کا سبب اَب قائم مقام ہے انسان کے سبیلین کے بخلاف جانور کے کہ اس میں صرف دخول سے غسل واجب نہیں بغیر انزال کے اور فرض کے علاوہ میں اور وہ ران زنی یا پیٹ زنی تو اس میں بھی غسل واجب نہیں اسی طرح بوجہ عدم موجود ہونے کے سبب کے اور وہ انزال ہے۔

مسئلہ 73: ولا غسل على الغلام لانعدام الخطاب الا انه يومر بالغسل اعتياد او تخلقا كما يو مر بالطهارة[2]

ترجمہ: اور نابالغ پر غسل لازم نہیں کیونکہ وہ مکلف نہیں ہے مگر ان کو حکم دیا جائے گا غسل پر عادت کی وجہ سے اور اخلاقی طور پر جیسا کہ اس کو حکم کیا جائے صفائی کا۔

اور منیہ میں ہے

والمراهق اذا وطى امراة بالغة لايجب عليه الغسل ولكن يومر به تخلقا واعتياد ويجب الغسل على المراة الموطوئة ولو وطى البالغ صغيرة فالجواب على العكس[3]

ترجمہ: اور نابالغ جب بالغ عورت سے جماع کرے تو اس پر غسل لازم نہیں لیکن اس کو حکم دیا جائے گا غسل کا بوجہ عادت اور اخلاق کے اور واجب ہے عورت پر جس کے ساتھ جماع کیا گیا ہے اور اگر کسی بالغ نے نابالغ لڑکی سے جماع کیا تو جواب اس کے برعکس ہے

---

[1] محمد بن محمد بن محمود، أكمل الدين أبو عبد الله ابن الشيخ شمس الدين ابن الشيخ جمال الدين الرومي البابرتي (المتوفى: 786هـ) العناية شرح الهداية ص 64ج1الناشر: دار الفكرالطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ عدد الأجزاء: 10

[2] الحسن بن منصور بن محمود فتاوى قاضى خان ص 21ج1 فى المطابع العالى الواقع فى الكنوبدون التاريخ

[3] الكاشغرى منية المصلى ص17 محولہ بالہ

مسئلہ 74: جنابت کا دوسرا سبب انزال ہے یعنی مادہ منویہ کا اصلی جگہ سے شہوت کے ساتھ جُدا ہو کر باہر خارج ہونا، چاہے یہ کام جماع سے ہو یا خیال اور تصور سے یا دوسرے ذرائع سے عالم بیداری میں ہو یا عالم خواب میں۔

مسئلہ 75: اگر منی اپنی اصل جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہو جائے۔ لیکن آلہ تناسل سے یونہی بغیر شہوت کے خارج ہو۔ مثلاً آدمی کا کام تمام ہو گیا اور اپنے آلہ تناسل کو مضبوط پکڑ لیا شہوت ختم ہونے کے بعد چھوڑنے سے منی بے شہوت خارج ہوئی تو غسل لازم ہو گیا

یعنی لڑکی پر غسل نہیں ہے۔

اور ہندیہ میں درج ہے کہ

غُلَامٌ ابْنُ عَشْرِ سِنِينَ جَامَعَ امْرَاةً بَالِغَةً فَعَلَيْهَا الْغُسْلُ وَلَا غُسْلَ عَلَى الْغُلَامِ الَّا انَّهُ يُؤْمَرُ بِالْغُسْلِ تَخَلُّقًا وَاعْتِيَادًا كَمَا يُؤْمَرُ بِالصَّلَاةِ تَخَلُّقًا وَاعْتِيَادًا وَلَوْ كَانَ الرَّجُلُ بَالِغًا وَالْمَرْاةُ صَغِيرَةً يُجَامَعُ مِثْلُهَا فَعَلَى الرَّجُلِ الْغُسْلُ وَلَا غُسْلَ عَلَيْهَا[1]

ترجمہ: دس برس کا لڑکا عورت سے مجامعت کرے تو عورت پر غسل واجب ہو گا اور لڑکے پر واجب نہیں ہو گا لیکن اس لڑکے کو بھی حکم غسل کا دیا جائے گا تا کہ اس کو عادت پڑے جیسے کہ اس کو نماز کا حکم عادت ہونے کیلئے کیا جاتا ہے اور اگر مرد بالغ ہو اور لڑکی نابالغ ہو مگر مجامعت کے قابل ہو تو مرد پر غسل واجب ہو گا اور اس لڑکی پر واجب نہیں۔

اور شرح نور الایضاح میں تفصیل یہ ہے۔

وذكر صبي لا يشتهى والبالغة يوجب عليها بتواري حشفة المراهق الغسل "و" تواري "قدرها" اي الحشفة "من مقطوعها" اذاكان التواري "في احد سبيلي ادمي حي" يجامع مثله فيلزمهما الغسل لو مكلفين ويؤمر به المراهق تخلقا ويلزم بوطء صغيرة لا تشتهي ولم يفضها لانها صارت ممن يجامع في الصحيح[2]

ترجمہ: اور بیان کیا جاتا ہے اس نابالغ لڑکے کا جو مشتہی نہ ہو اور بالغہ لڑکی کے جماع سے لڑکی پر غسل واجب ہو جاتا ہے اور مراہق میں حشفہ کے دخول سے غسل لازم ہوتا ہے اور مقطوع الذکر کے حشفہ کی مقدار داخل ہونے پر جب زندہ انسان کی ایک راہ میں ہو اور اس کی مانند سے جماع کیا جا سکتا ہوں تو ان دونوں پر غسل لازم ہوتا ہے اگر دونوں بالغ ہوں اور نابالغ کو اخلاق اور عادت کی وجہ سے امر کیا جائے گا۔ اور اسی طرح ایسی نابالغ لڑکی کو جس کی شہوت نہ ہو اور نہ مفضات (پھٹ جانے) ہو کیونکہ یہ جماع کا اہل ہیں۔

مسئلہ 74: والمعاني الموجبة للغسل انزال المني على وجه الدفق والشهوة من الرجل والمراة حالة النوم واليقظة [3]

---

[1] الشيخ نظام وجماعة من علماء الهند الاعلام فتاویٰ العالمگیریہ المعروف بالفتاویٰ الهنديہ ص18ج 1 محولہ بالہ

[2] : حسن بن عمار بن علي الشرنبلالي المصري الحنفي (المتوفى: 1069هـ) مراقي الفلاح شرح متن نور الإيضاح ص43(شاملہ) الناشر: المكتبة العصرية الطبعة: الأولى، 1425 هـ - 2005 م عدد الأجزاء: 1

[3] علي بن أبي بكر بن عبد الجليل الفرغاني المرغيناني، أبو الحسن برهان الدين (المتوفى: 593هـ) الهداية في شرح بداية المبتدي ص 19ج1 الناشر: دار احياء التراث العربي - بيروت – لبنان عدد الأجزاء: 4

مسئلہ 76:   اگر چھوٹا پیشاب کرنے کے بعد منی خارج ہوئی شہوت سے اور آلہ تناسل ایستادہ (کھڑا) تھا تو غسل فرض ہو گیا۔

مسئلہ 77:   اگر انزال ہوا ہوا اور اسکے بعد کوئی پیشاب کرے یا چالیس قدم چل لے یا سو جائے تو پھر غسل کرے۔ غسل کے بعد منی بغیر شہوت کے خارج ہوئی تو اس سے دوسرا غسل لازم نہیں آتا۔ اور غسل سے قبل انزال کے بعد پیشاب ابھی نہ کیا ہو اور نہ ہی چالیس قدم چلا اور نہ ہی سویا ہو اور غسل کر چکا۔ اب غسل کے بعد منی خارج ہوئی بغیر شہوت کے تو اس سے سابقہ غسل کالعدم ہو گیا۔ اب دوبارہ غسل کرے گا اور اگر سابقہ غسل سے نماز پڑھ چکا ہو تو وہ ادا ہو چکی۔ دوبارہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں اور اگر یہ واقعہ عورت کو پیش آیا تو اسکے لئے بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر اسے یہ معلوم ہو کہ یہ منی اسکے خاوند کی ہے جو کہ اسمیں رہ گئی تھی تو بھی اس منی کے نکلنے سے اس عورت پر غسل لازم نہیں آتا۔ یعنی دوسرے غسل کی ضرورت نہیں۔

ترجمہ: اور غسل کے فرض ہونے کا سبب منی کا اپنی جگہ سے شہوت اور دفق (چھلانگ) کے ساتھ مرد یا عورت سے خواب یا بیداری کی حالت میں خارج ہو جانا ہے۔

مسئلہ 75: اذَا احْتَلَمَ اوْ نَظَرَ الَى امْرَاةٍ فَزَالَ الْمَنِيُّ عَنْ مَكَانِهِ بِشَهْوَةٍ فَامْسَكَ ذَكَرَهُ حَتَّى سَكَنَتْ شَهْوَتُهُ ثُمَّ سَالَ الْمَنِيُّ عَلَيْهِ الْغُسْلُ عِنْدَهُمَا وَعِنْدَ ابِي يُوسُفَ لَا يَجِبُ .هَكَذَا فِي الْخُلَاصَةِ .[1]

ترجمہ: اگر احتلام ہوا یا کسی عورت کی طرف دیکھا اور منی اپنی جگہ سے شہوت سے جدا ہوئی پھر اس نے اپنے ذکر کو دبا لیا یہاں تک کہ شہوت اس کی ساکن ہو گئی پھر منی بہی تو اس پر امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک غسل واجب ہو گا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک واجب نہ ہو گا یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔

مسئلہ 76: رَجُلٌ بَالَ فَخَرَجَ مِنْ ذَكَرِهِ مَنِيٌّ انْ كَانَ مُنْتَشِرًا عَلَيْهِ الْغُسْلُ وَانْ كَانَ مُنْكَسِرًا عَلَيْهِ الْوُضُوءُ .كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ .[2]

ترجمہ: اگر کسی شخص نے پیشاب کیا اور اس کے ذکر سے منی نکلی اگر اس کے عضو میں تندی تھی تو غسل واجب ہو گا اور اگر سست تھا تو وضو اس پر لازم ہو گا یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔

اور محیط برھانی میں لکھا ہے کہ

واذا بال فخرج من ذكره مني، فان كان منتشرا فعليه الغسل، وان كان منكسرا فعليه الوضوء.[3]

ترجمہ: اور جب کوئی پیشاب کرتا رہا اور اس کے ذکر سے منی نکل گئی پس اگر اس کا ذکر ایستادہ کھڑا تھا (تندی تھا) تو اس پر غسل واجب ہو گا اور اگر سست (منکسر) تھا تو اس پر صرف وضو ہو گا۔

مسئلہ 77: لَوْ اغْتَسَلَ مِنْ الْجَنَابَةِ قَبْلَ انْ يَبُولَ اوْ يَنَامَ وَصَلَّى ثُمَّ خَرَجَ بَقِيَّةُ الْمَنِيِّ فَعَلَيْهِ انْ يَغْتَسِلَ عِنْدَهُمَا خِلَافًا لِابِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَلَكِنْ لَا يُعِيدُ تِلْكَ الصَّلَاةَ فِي قَوْلِهِمْ جَمِيعًا .كَذَا فِي الذَّخِيرَةِ وَلَوْ خَرَجَ بَعْدَ مَا بَالَ اوْ نَامَ اوْ مَشَى لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْغُسْلُ اتِّفَاقًا .كَذَا فِي التَّبْيِينِ . اذَا اغْتَسَلَتْ بَعْدَ مَا جَامَعَهَا زَوْجُهَا ثُمَّ خَرَجَ مِنْهَا مَنِيُّ الزَّوْجِ فَعَلَيْهَا الْوُضُوءُ دُونَ الْغُسْلِ[4]

ترجمہ: اگر جنابت کے بعد بغیر پیشاب اور بغیر سوئے نہایا اور نماز پڑھی پھر باقی منی نکلی تو طرفین کے نزدیک غسل واجب ہو گا اور امام

مسئلہ 78:   اگر کسی نے بھاری بوجھ اٹھا لیا یا اوپر سے گر پڑا یا اسے زدوکوب کیا گیا (یعنی کسی نے مارا) اور انہی وجوہات کی بناء پر منی خارج ہوئی بغیر شہوت کے یا کسی مرض کی وجہ سے تو اس سے غسل لازم نہیں آتا صرف وضو ٹوٹتا ہے۔

---

[1] الشیخ نظام وجماعۃ من علماء الهند الاعلام فتاویٰ العالمگیریہ المعروف بالفتاویٰ الهندیہ ص15 ج 1(م،ش 184) مکتبہ الرشیدیہ کوئٹہ بدون التاریخ۔

[2] ایضا الهندیہ ص15 ج 1محولہ بالہ

[3] محمود بن أحمد بن الصدر الشهيد النجاري برهان الدين مازه المحيط البرهاني ص 76ج1 الناشر : دار إحياء التراث العربي عدد الأجزاء : 11 بدون التاريخ

[4] ایضا الهندیہ ص15 ج 1 محولہ بالہ

فائدہ: منی، مذی، ودی یہ تین چیزیں ہیں۔ حالت شوق میں آلہ تناسل سے نکلتی ہیں۔ جس سے شہوت تیز ہوتی ہے۔ اسے مذی کہتے ہیں۔ اور یہ عورت میں بہ نسبت مرد کے زیادہ ہوتی ہے۔ اور جو پانی جماع ختم ہوتے وقت نکلتا ہے اور جس سے شوق مر جاتا ہے اسے منی کہتے ہیں۔ دوسرا فرق دونوں میں یہ ہے کہ منی گاڑی اور مذی نرم ہوتی ہے اور ودی اس پانی کو کہتے ہیں جو کہ دودھ جیسا ہو اور بُور کھتا ہو۔ اور عموماً یہ پیشاب کے بعد یا کبھی پیشاب سے قبل خارج ہوتی ہے۔ مذی اور ودی کے اخراج سے غسل لازم نہیں آتا لیکن وضو ٹوٹتا ہے۔

مسئلہ 79: اگر خواب سے بیدار ہونے کے بعد کسی کو یہ یاد ہو کہ اسے خواب میں احتلام ہوا ہے۔ اور لذّت بھی اسے یاد ہو۔ لیکن لباس پر انزال کے اثرات (گیلا پن) موجود نہ پائے تو غسل اس کے لئے لازم نہیں۔

ابو یوسف کے نزد واجب نہ ہوگا لیکن سب کے نزدیک یہ حکم ہے کہ اس نماز کو نہ لوٹائے گا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور اگر پیشاب کرنے یا سونے یا چلنے کے بعد منی نکلی تو بالاتفاق غسل واجب نہ ہوگا یہ تبیین میں لکھا ہے اگر کسی عورت سے اس کے شوہر نے مجامعت کی اور پھر وہ عورت نہائی پھر اس کے بدن سے شوہر کی منی نکلی تو اس پر وضو واجب ہوگا غسل واجب نہ ہوگا۔

اور علامہ شامی نے اس طرح عبارت نقل کی ہے۔

وَشَرَطَهُ ابُو يُوسُفَ، (قَوْلُهُ: وَشَرَطَهُ ابُو يُوسُفَ) ايْ شَرَطَ الدَّفْقَ، وَاثَرُ الْخِلَافِ يَظْهَرُ فِيمَا لَوْ احْتَلَمَ اوْ نَظَرَ بِشَهْوَةٍ فَامْسَكَ ذَكَرَهُ حَتَّى سَكَنَتْ شَهْوَتُهُ ثُمَّ ارْسَلَهُ فَانْزَلَ وَجَبَ عِنْدَهُمَا لَا عِنْدَهُ، وَكَذَا لَوْ خَرَجَ مِنْهُ بَقِيَّةُ الْمَنِيِّ بَعْدَ الْغُسْلِ قَبْلَ النَّوْمِ اوْ الْبَوْلِ اوْ الْمَشْيِ الْكَثِيرِ نَهْرٌ ايْ لَا بَعْدَهُ؛ لِانَّ النَّوْمَ وَالْبَوْلَ وَالْمَشْيَ يَقْطَعُ مَادَّةَ الزَّائِلِ عَنْ مَكَانِهِ بِشَهْوَةٍ فَيَكُونُ الثَّانِي زَائِلًا عَنْ مَكَانِهِ بِلَا شَهْوَةٍ فَلَا يَجِبُ الْغُسْلُ اتِّفَاقًا زَيْلَعِيٌّ، وَاطْلَقَ الْمَشْيَ كَثِيرٌ، وَقَيَّدَهُ فِي الْمُجْتَبَى بِالْكَثِيرِ وَهُوَ اوْجَهُ؛ لِانَّ الْخُطْوَةَ وَالْخُطْوَتَيْنِ لَا يَكُونُ مِنْهُمَا ذَلِكَ حِلْيَةٌ وَبَحْرٌ. قَالَ الْمَقْدِسِيُّ: وَفِي خَاطِرِي انَّهُ عُيِّنَ لَهُ ارْبَعُونَ خُطْوَةً فَلْيُنْظَرْ.[1]

ترجمہ: اور سر ذکر سے نکلنے کے وقت دفق اور شہوت کو ابو یوسفؒ نے شرط کہا ہے اور ثمرہ اختلاف یہاں ظاہر ہوتا ہے کہ ایک شخص کو احتلام ہوا یا شہوت سے کسی کو دیکھا اور اس نے ذکر کو دبایا یہاں تک کہ شہوت رُک گئی پھر بدون شہوت کے منی نکلی تو طرفین کے نزدیک غسل واجب ہے نہ کہ ابو یوسفؒ کے نزدیک۔ اور اسی طرح اس سے غسل کے بعد باقی منی نکلی نیند یا بول یا چلنے سے پہلے نہ کہ بعد میں یہ نہر الفائق میں ہے۔ نہ کہ مذکورہ امور کے بعد پھر غسل فرض نہیں۔ کیونکہ مذکورہ امور اپنے مکان سے مادہ منویہ کو زائل کرتے ہیں شہوت کے ساتھ پس یہ دوسری مرتبہ اپنے مکان سے زائل ہوگا بغیر شہوت کے تو اتفاقاً غسل واجب نہیں اسی طرح زیلعی میں ہے۔ اور چلنے کا اطلاق زیادہ پر کیا ہے اور مجتبیٰ میں اسی کو مقید کیا زیادہ چلنے کے ساتھ کیونکہ ایک قدم یا دو قدم اس میں سے نہیں ہے یہ حلیہ اور بحر میں لکھا ہے۔ اور مقدسی نے کہا ہے اور اسی وجہ سے اس کو چالیس قدموں پر معین کیا گیا پس مقدسی کو دیکھو۔

مسئلہ 80: اگر دو آدمی یا دو عورتیں یا خاوند اور بیوی یک جا سوئے ہوں اور نیند سے بیدار ہونے کے بعد بستر پر منی دیکھ لیں اور یہ پتہ نہ لگے کہ کس کی ہے۔ اور دونوں میں سے کسی ایک کو بھی احتلام ہونا یاد نہ ہو تو دونوں پر غسل واجب ہے۔ اور اگر ان دونوں سے قبل اسی بستر پر کوئی اور سو چکا ہو اور منی خشک ہو تو پھر ان دونوں میں سے کسی پر بھی غسل واجب نہیں۔

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار ص327 ج1 محولہ بالہ

مسئلہ 78: فلو سال ای المنی من ضرب او حمل شئیءٍ ثقیل او سقط من علو لا یجب الغسل عندنا[1]

ترجمہ: پس اگر منی خارج ہوئی مارنے کی وجہ سے یا بھاری چیز کو اٹھایا یا بلندی سے گر گیا تو ہمارے ائمہ کے نزد غسل لازم نہیں۔

فائدہ: "خروج المني" وهو ماء ابيض ثخين ينكسر الذكر بخروجه يشبه رائحة الطلع ومني المراة رقيق اصفر "مذي" بفتح الميم وسكون الدال المعجمة وكسرها وهو ماء ابيض رقيق يخرج عند شهوة لا بشهوة ولا دفق ولا يعقبه فتور وربما لا يحس بخروجه وهو اغلب في النساء من الرجال ويسمى في جانب النساء قذى بفتح القاف والدال المعجمة "و" منها "ودي" باسكان الدال المهملة وتخفيف الياء وهو ماء ابيض كدر ثخين لا رائحة له يعقب البول وقد يسبقه اجمع العلماء على انه لا يجب الغسل بخروج المذي والودي[2]

ترجمہ: منی کا نکلنا منی سفید سخت پانی ہوتی ہے جس کے نکلنے سے ذکر میں سستی (فطور) واقع ہو جاتی ہے اور بد بو بھی ہوتی ہے اور عورت کی منی نرم اور زرد ہوتی ہے اور مذی میم کے فتحہ کے ساتھ اور ذال کے سکون اور کسرہ پر وہ پانی ہے جو سفید اور نرم ہوتا ہے اور شہوت کے وقت خارج ہوتا ہے مگر بغیر شہوت کے اور بغیر دفق کے اور اس کے نکلنے کے بعد فطور بھی نہیں آتا۔ اور بہت مرتبہ اس کے نکلنے پر کوئی احساس نہیں ہوتا اور یہ عورتوں میں بنسبت مردوں کے زیادہ ہوتا ہے اور عورتیں اس کو قذی کہتے ہے قاف کے فتحہ اور ذال کے فتحہ کے ساتھ۔ اور ان میں سے ایک ودی ہے دال کے ساکن ہونے کے ساتھ اور یا کے مخفف ہونے اور یہ وہ پانی ہے جو سفید گاڑا اور اور بو نہیں رکھتا اور پیشاب کے بعد نکل جاتا ہے اور کبھی پیشاب سے پہلے نکل جاتا ہے اور علماء نے اجماع قائم کیا ہے کہ مذی اور ودی کے خارج ہونے پر غسل لازم نہیں ہوتا۔

مسئلہ 79: وَلَوْ تَذَكَّرَ الِاحْتِلَامَ وَلَذَّةَ الْانْزَالِ وَلَمْ يَرَ بَلَلًا لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْغُسْلُ وَالْمَرْاةُ كَذَلِكَ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ ؛ لِانَّ خُرُوجَ مَنِيِّهَا الَى فَرْجِهَا الْخَارِجِ شَرْطٌ لِوُجُوبِ الْغُسْلِ عَلَيْهَا وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى .هَكَذَا فِي مِعْرَاجِ الدِّرَايَةِ [3]

ترجمہ: اگر احتلام اور انزال کی لذت اس کو یاد ہو اور تری نہ پائے تو غسل واجب نہیں اور ظاہر روایت میں عورت کا بھی یہی حکم ہے اس لئے کہ عورت پر غسل واجب ہونے میں شرط ہے کہ منی اس کی باہر فرج کی طرف نکلے اسی پر فتوی ہے یہ معراج الدرایہ میں لکھا ہے۔

مسئلہ 80: اذَا وُجِدَ فِي الْفِرَاشِ مَنِيٌّ وَيَقُولُ الزَّوْجُ : مِنْ الْمَرْاةِ ، وَتَقُولُ الْمَرْاةُ : مِنْ الزَّوْجِ الْاصَحُّ انَّهُ يَجِبُ الْغُسْلُ عَلَيْهِمَا احْتِيَاطًا .كَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ[4]

ترجمہ: اور اگر بستر ے پر منی پائی جائے اور مرد یہ کہے کہ عورت کی منی ہے اور عورت کہے مرد کی منی ہے تو اصح یہ ہے کہ احتیاطا دونوں پر غسل واجب ہو گا یہ ظہیریہ میں لکھا ہے۔

فائدہ: مرد کی منی گاڑھی اور سفید ہوتی ہے. عورت کی نرم اور زرد ہوتی ہے. اس لئے مذکورہ مسئلہ میں بعض علماء اس فرق کا اعتبار کرتے ہیں۔ لیکن بعض کہتے ہیں کہ طبیعتوں میں اختلاف ہوا کرتا ہے. اور غذا مختلف ہونے کا اثر بھی پڑتا ہے. اس لئے اس فرق کا انہوں نے اعتبار نہیں کیا ہے.

---

[1] الحلبی الشیخ ابراھیم شرح منیہ غنیۃ المستملی المعروف بکبیری ص 81کتبہ نعمانیہ کانسی روڈ کوئٹہ بدون التاریخ

[2] حسن بن عمار بن علي الشرنبلالي المصري الحنفي (المتوفى: 1069هـ) مراقي الفلاح شرح متن نور الإيضاح ص42 الناشر: المكتبة العصرية الطبعة: الأولى، 1425 هـ - 2005 م عدد الأجزاء: 1

[3] بالفتاویٰ الھندیہ ص15 ج 1محولہ بالہ

[4] بالفتاویٰ الھندیہ ص15 ج 1محولہ بالہ

فائدہ: اگر کوئی خواب سے بیدار ہوا اور اپنی ران پر یا کپڑے پر کچھ گیلا پن دیکھ لے تو اس کے لئے چودہ صورتیں ہیں۔ اسلئے اس کو یقین ہو گا کہ یہ منی ہے یا یقین ہو گا یہ مذی ہے اور یا یقین ہو گا کہ یہ ودی ہے اور یا اسے شک ہو گا کہ یہ منی ہے یا مذی ہے اور یا اسے شک ہو گا کہ یہ منی ہے یا ودی، یا شک ہو گا کہ مذی ہے یا ودی یا ان تینوں میں شک ہو گا تو یہ سات صورتیں ہو گئیں اور ہر صورت میں اسے احتلام یا تو یاد ہو گا یا نہیں۔ اس لئے کل چودہ صورتیں ہو گئیں۔ ان صورتوں کے متعلق حکم دو مسئلوں میں آگے بیان ہو گا۔

لیکن شامی کی عبارت اس بارے میں زیادہ واضح ہے۔

وَلَوْ وُجِدَ بَيْنَ الزَّوْجَيْنِ مَاءٌ وَلَا مُمَيِّزَ وَلَا تَذَكُّرَ وَلَا نَامَ قَبْلَهُمَا غَيْرُهُمَا اغْتَسَلَا. (قَوْلُهُ: وَلَوْ وُجِدَ الخْ) حَاصِلُهُ انَّهُ لَوْ وَجَدَ الزَّوْجَانِ فِي فِرَاشِهِمَا مَنِيًّا وَلَمْ يَتَذَكَّرَا احْتِلَامًا، فَقِيلَ انْ كَانَ ابْيَضَ غَلِيظًا فَمَنِيُّ الرَّجُلِ، وَانْ كَانَ اصْفَرَ رَقِيقًا فَمَنِيُّ الْمَرْاةِ. وَقَالَ فِي الظَّهِيرِيَّةِ بَعْدَ حِكَايَتِهِ لِهَذَا الْقَوْلِ: وَالْاصَحُّ انَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِمَا احْتِيَاطًا، (قَوْلُهُ: وَلَا نَامَ قَبْلَهُمَا غَيْرُهُمَا) ذَكَرَهُ فِي الْحِلْيَةِ بَحْثًا وَتَبِعَهُ فِي الْبَحْرِ قَالَ: فَلَوْ كَانَ قَدْ نَامَ عَلَيْهِ غَيْرُهُمَا وَكَانَ الْمَنِيُّ الْمَرْئِيُّ يَابِسًا فَالظَّاهِرُ انَّهُ لَا يَجِبُ الْغُسْلُ عَلَى وَاحِدٍ مِنْهُمَا.[1]

ترجمہ: اور اگر در میان زوج وزوجہ کے منی یا مذی پائی گئی یعنی بستر پر ننگے سوئے تھے جب بیدار ہوئے تو بستر پر منی یا مذی پائی اور تمیز کی کوئی وجہ نہیں جس سے منی ممتاز ہو اور نہ دونوں کو احتلام یاد ہو اور نہ ان دونوں سے پہلے کوئی اور شخص اس بستر پر سویا تھا تو دونوں پر احتیاطاً غسل واجب ہے۔ (وجہ تمیز یہ ہے کہ مرد کی منی سفید اور گاڑھی ہوتی ہے اور عورت کی منی پتلی اور زرد اور مرد کی منی طول میں واقع ہوتی ہے اور عورت کی عرض میں) یہ قول کہ اس سے پہلے کوئی نہیں سویا حلیہ میں بحث بیان کیا ہے اور اس کی تابع بحر میں ہے۔ اور کہا کہ اگر اس پر اس سے پہلے کوئی اور سو گیا تھا اور منی خشک تھی تو ظاہر الروایت کے مطابق ان دونوں میں کسی پر غسل واجب نہیں۔

فائدہ: (قَوْلُهُ: وَلَوْ وُجِدَ الخْ) حَاصِلُهُ انَّهُ لَوْ وَجَدَ الزَّوْجَانِ فِي فِرَاشِهِمَا مَنِيًّا وَلَمْ يَتَذَكَّرَا احْتِلَامًا، فَقِيلَ انْ كَانَ ابْيَضَ غَلِيظًا فَمَنِيُّ الرَّجُلِ، وَانْ كَانَ اصْفَرَ رَقِيقًا فَمَنِيُّ الْمَرْاةِ.--- لَكِنْ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ انَّ الْمُمَيِّزَ يَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ الْمِزَاجِ وَالْاغْذِيَةِ فَلَا عِبْرَةَ بِهِ، وَالِاحْتِيَاطُ هُوَ الْاوَّلُ.[2]

ترجمہ: یہ قول اگر پائی، حاصل یہ ہے کہ اگر میاں بیوی نے بستر پر منی پائی اور دونوں کو احتلام یاد نہ ہو پس بعض نے کہا کہ اگر سفید اور سخت ہو تو مرد کی منی ہے اور اگر زرد و نرم ہو تو عورت کی منی ہے لیکن شرح منیہ حلبی میں ہے کہ یہ تمیز انسان کے مزاج اور خوراک کے مختلف ہونے پر بدل جاتا ہے تو اس کا اعتبار نہیں اور احتیاط اول الذکر میں ہے۔

فائدہ: وَ عِنْدَ رُؤْيَةِ مُسْتَيْقِظٍ --- مَنِيًّا اوْ مَذْيًا وَانْ لَمْ يَتَذَكَّرْ الِاحْتِلَامَ الَّا اذَا عَلِمَ انَّهُ مَذْيٌ اوْ شَكَّ انَّهُ مَذْيٌ اوْ وَدْيٌ (قَوْلُهُ: وَعِنْدَ رُؤْيَةِ مُسْتَيْقِظٍ) ايْ بِفَخِذِهِ اوْ ثَوْبِهِ (قَوْلُهُ: مَنِيًّا اوْ مَذْيًا) اعْلَمْ انَّ هَذِهِ الْمَسْالَةَ عَلَى ارْبَعَةَ عَشَرَ وَجْهًا؛ لِانَّهُ امَّا انْ يُعْلَمَ انَّهُ مَنِيٌّ اوْ مَذْيٌ اوْ وَدْيٌ اوْ شَكَّ فِي الْاوَّلَيْنِ اوْ فِي الطَّرَفَيْنِ اوْ فِي الْاخِيرَيْنِ اوْ فِي الثَّلَاثَةِ، وَعَلَى كُلٍّ امَّا انْ يَتَذَكَّرَ احْتِلَامًا اوْ لَا[3]

ترجمہ: اور خواب سے بیدار ہونے والے نے دیکھا منی یا مذی اور اسے احتلام یاد نہ ہو مگر اسے معلوم ہو کہ یہ مذی ہے یا شک ہو کہ مذی

مسئلہ 81: اگر یقین ہو کہ یہ منی ہے اور احتلام یاد ہو اور یا یقین ہو کہ یہ منی ہے اور احتلام یاد نہ ہو اور یا یقین ہو کہ یہ مذی ہے اور احتلام یاد ہو اور یا یقین ہو کہ مذی ہے لیکن اسے احتلام یاد نہ ہو یا یہ یقین ہو کہ یہ منی ہے یا مذی اور احتلام یاد ہو یا شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی لیکن احتلام یاد نہ ہو تو ان چھ صورتوں میں غسل فرض ہے اور اسی طرح اگر اسے شک ہو کہ یہ منی ہے کہ ودی ہے اور احتلام یاد ہو یا

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختارص333ج1محولہ بالہ

[2] ا یضا ابن عابدین، ص333ج1محولہ بالہ

[3] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختارص331ج1محولہ بالہ

شک ہو کہ یہ منی ہے یاودی لیکن احتلام یاد نہ ہو یاشک ہو کہ مذی ہے یاودی اور احتلام یاد ہو یاشک ہو کہ منی ہے یامذی ہے یاودی ہے اور احتلام یاد ہو یااحتلام یاد نہ ہو توان پانچ صورتوں میں غسل فرض ہے۔

ہے یاودی یہ قول اور خواب سے بیدار ہونے والے نے دیکھایعنی اپنی ران یا کپڑے پر دیکھایہ قول کہ منی ہے یامذی جان لو کہ یہ مسئلہ چودہ صورتوں پر ہے۔ یااسے معلوم ہو کہ یہ منی ہے یامذی یاودی یاپہلے دونوں میں شک ہو منی اور مذی میں یاشک ہو دونوں طرف میں یعنی منی اور ودی میں یاآخری دونوں مذی اور ودی میں یاان تینوں میں شک ہو اور پھر ہر صورت میں اسے احتلام یاد ہو یانہ۔

مسئلہ 81: (و) عند (رؤية مستيقظ) خرج رؤية السكران والمغمى عليه المذي، منيا او مذيا (وان لم يتذكر الاحتلام) الا اذا علم انه مذي او شك او ودي او كان ذكره منتشرا قبيل النوم فلا غسل اتفاقا كالودي، لكن في الجواهر الا اذا نام مضطجعا، او تيقن انه مني او تذكر حلما فعليه الغسل والناس عنه غافلون (لا) يفترض (ان تذكر ولو مع اللذة) والانزال (ولم ير) على راس الذكر (بللا) اجماعا (وكذا المراة) مثل الرجل على المذهب.[1]

ترجمہ: اور غسل فرض ہے سو کر جاگنے والے کے منی کو یامذی کو بدن پر یا کپڑے پر اگرچہ احتلام ہونا اس کو یاد نہ ہو شارح نے کہامستیقظ کی قید سے متوالی اور غشی والے کی مذی کا دیکھنا نکل گیا۔ منی ہے یامذی مگر جب کہ مستیقظ کو بالیقین معلوم ہو کہ وہ مذی ہے بشرطیکہ احتلام یاد نہ ہو یااس کو شک ہے کہ وہ رطوبت مذی یاودی ہے یااس کاذکر کھڑا تھاسونے سے پہلے تو اس پر غسل لازم باالاتفاق نہیں جیسے ودی میں۔ لیکن جوہر میں ہے کہ انتشار قبل النوم میں غسل نہیں مگر جب کہ وہ شخص کروٹ پر سویایااس کو منی ہونے کایقین ہو گیا یااس کو احتلام یاد پڑا اور حالانکہ اس کو منی یامذی کے ہونے میں شک واقع ہے تو ان تینوں صورتوں میں اس پر غسل واجب ہے اور لوگ اس مسئلہ سے غافل ہیں۔ غسل فرض نہیں بالاتفاق اگر احتلام یاد ہے اگرچہ لذت اور انزال کے ساتھ خواب یاد ہو اور حالانکہ اس نے سر ذکر پر رطوبت کو نہیں دیکھا۔ اور اسی طرح عورت کا حکم ہے مرد کے مانند بنابر معتمد مذہب کے۔

اور علامہ شامی نے یہ بیان کیا ہے

(قَوْلُهُ: مَنِيًّا اوْ مَذْيًا) --- لِانَّهُ امَّا انْ يُعْلَمَ انَّهُ مَنِيٌّ اوْ مَذْيٌ اوْ وَدْيٌ اوْ شَكَّ فِي الْاوَّلَيْنِ اوْ فِي الطَّرَفَيْنِ اوْ فِي الْاخِيرَيْنِ اوْ فِي الثَّلَاثَةِ، وَعَلَى كُلٍّ امَّا انْ يَتَذَكَّرَ احْتِلَامًا اوْ لَا فَيَجِبُ الْغُسْلُ اتِّفَاقًا فِي سَبْعِ صُوَرٍ مِنْهَا وَهِيَ مَا اذَا عَلِمَ انَّهُ مَذْيٌ، اوْ شَكَّ فِي الْاوَّلَيْنِ اوْ فِي الطَّرَفَيْنِ اوْ فِي الْاخِيرَيْنِ اوْ فِي الثَّلَاثَةِ مَعَ تَذَكُّرِ الِاحْتِلَامِ فِيهَا، اوْ عَلِمَ انَّهُ مَنِيٌّ مُطْلَقًا، وَلَا يَجِبُ اتِّفَاقًا فِيمَا اذَا عَلِمَ انَّهُ وَدْيٌ مُطْلَقًا، وَفِيمَا اذَا عَلِمَ انَّهُ مَذْيٌ اوْ شَكَّ فِي الْاخِيرَيْنِ مَعَ عَدَمِ تَذَكُّرِ الِاحْتِلَامِ؛ وَيَجِبُ عِنْدَهُمَا فِيمَا اذَا شَكَّ فِي الْاوَّلَيْنِ اوْ فِي الطَّرَفَيْنِ اوْ فِي الثَّلَاثَةِ احْتِيَاطًا، وَلَا يَجِبُ عِنْدَ ابِي يُوسُفَ لِلشَّكِّ فِي وُجُودِ الْمُوجِبِ[2]

ترجمہ: یہ قول کہ منی ہے یامذی کیونکہ ان کو یہ معلوم ہو کہ یہ منی ہے یامذی یاودی یاشک ہو پہلے دونوں میں یاپہلے اور آخر میں یاآخری دونوں میں یاتینوں میں اور ہر حال میں اسے احتلام یاد ہو یانہ ہو پس غسل واجب ہے اتفاقاً سات صورتوں میں اور وہی کہ ان کو یہ

مسئلہ 82: اگر یقین ہے کہ ودی ہے اور احتلام یاد ہو یایقین ہو کہ یہ ودی ہے لیکن احتلام یاد نہ ہو یاشک ہو کہ مذی ہے یاودی اور احتلام بھی یاد نہ ہو توان تین صورتوں میں غسل فرض نہیں ہے۔

---

[1] الدرالمختار للحصفکی ص 28محولہ بالہ

[2] ا یضا ابن عابدین ،ص331ج1محولہ بالہ

معلوم ہو کہ یہ مذی ہے یاپہلے دونوں میں شک ہو یااول اور آخر میں یاآخری دونوں میں یاتینوں میں شک ہو مگر خواب یاد ہو ان سب میں اور یااسے معلوم ہو کہ یہ منی ہے مطلقا تو غسل واجب ہے اور اتفاقاًواجب نہیں کہ اسے معلوم ہو کہ یہ ودی ہے مطلقا۔اور اس صورت میں کہ اسے معلوم ہو کہ مذی ہے یاشک ہو آخری دونوں میں اور احتلام بھی یاد نہ ہو تو غسل واجب نہیں۔اور غسل واجب ہے طرفین کے نزد جب پہلے دونوں میں شک ہو یااول اور آخر میں شک ہو یاتینوں میں شک ہو احتیاطاً غسل واجب ہے۔اور ابی یوسفؒ کے نزد غسل واجب نہیں بوجہ شک کے اس چیز میں جس کی وجہ سے غسل واجب ہوتا ہو۔

مسئلہ82: وَلَا يَجِبُ اتِّفَاقًا فِيمَا اذَا عَلِمَ انَّهُ وَدْيٌ مُطْلَقًا، وَفِيمَا اذَا عَلِمَ انَّهُ مَذْيٌ اوْ شَكَّ فِي الْاخِيرَيْنِ مَعَ عَدَمِ تَذَكُّرِ الِاحْتِلَامِ[1]

ترجمہ:اور اتفاقا غسل واجب نہیں اس صورت میں جب معلوم ہو کہ یہ ودی ہے مطلقااور اس صورت میں کہ معلوم ہو کہ یہ مذی ہے یا شک ہو کہ یہ مذی ہے یاودی اور احتلام بھی یاد نہ ہو۔

یہ چودہ صورتیں بمعہ حکم درجہ ذیل نقشہ میں درج ہیں۔

[1] ایضا ابن عابدین، ص331ج1محولہ بالہ

نوٹ(جن مسائل میں اختلاف ہے تو ان میں احتیاطا فتویٰ طرفین کے قول پر ہے)

نمبر شمار	صورت مسئلہ	حکم برائے مسئلہ
1	یقین ہو کہ منی ہے اور احتلام یاد ہو	ہمارے تین ائمہ کے نزدیک غُسل واجب ہے
2	یقین ہو کہ یہ منی ہے اور احتلام یاد نہ ہو	ہمارے تین ائمہ کے نزدیک غُسل واجب ہے
3	یقین ہو کہ یہ مذی ہے اور احتلام یاد ہو	ہمارے تین ائمہ کے نزدیک غُسل واجب ہے
4	یقین ہو کہ یہ مذی ہے اور احتلام یاد نہ ہو	شامی میں لکھا ہے کہ غسل واجب نہیں ہے لیکن کبیری میں ہے کہ طرفین کے نزد غسل واجب ہے
5	یقین ہو کہ یہ ودی ہے احتلام یاد ہو	متفقہ طور پر غسل واجب نہیں
6	یقین ہو کہ ودی ہے اور احتلام یاد نہ ہو	متفقہ طور پر غسل واجب نہیں
7	شک ہو کہ منی ہے یا مذی اور احتلام یاد ہو	متفقہ طور پر غسل واجب ہے
8	شک ہو کہ منی ہے یا مذی اور احتلام یاد نہ ہو	شامی میں کہا گیا ہے کہ واجب ہے طرفین کے نزدیک۔ کبیری میں لکھا گیا ہے کہ متفقہ طور پر واجب ہے
9	شک ہو کہ منی ہے یا ودی اور احتلام یاد ہو	متفقہ طور پر واجب ہے
10	شک ہو کہ یہ منی ہے یا ودی اور احتلام یاد نہ ہو	واجب ہے طرفین کے نزدیک
11	شک ہو کہ مذی ہے یا ودی اور احتلام یاد ہو	متفقہ طور پر واجب ہے
12	شک ہو کہ یہ مذی ہے یا ودی اور احتلام یاد نہ ہو	متفقہ طور پر واجب نہیں
13	شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی یا ودی اور احتلام یاد ہو	متفقہ طور پر واجب ہے
14	شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی یا ودی اور احتلام یاد نہ ہو	واجب ہے طرفین کے نزدیک

العدد	صورۃالمسئلۃ	حکمھا
1	رای مستیقظ شیا علی بدنها وثوبہ وعلم انہ منی وتذکر احتلاما	یجب الغسل اتفاقا
2	رای مستیقظ شیا علی بدنها وثوبہ وعلم انہ منی ولم یتذکر احتلاما	یجب الغسل اتفاقا
3	رای مستیقظ شیا علی بدنها وثوبہ وعلم انہ مذی وتذکر احتلاما	یجب الغسل اتفاقا

4	رای مستیقظ شیا علی بدنها وثوبہ وعلم انہ مذی ولم یتذکر احتلاما	لا یجب الغسل اتفاقا
5	رای مستیقظ شیا علی بدنها وثوبہ وعلم انہ ودی وتذکر احتلاما	لا یجب الغسل اتفاقا
6	رای مستیقظ شیا علی بدنها وثوبہ وعلم انہ ودی ولم یتذکر احتلاما	لا یجب الغسل اتفاقا
7	شک انہ منی او مذی وتذکر احتلاما	یجب الغسل اتفاقا
8	شک انہ منی او مذی ولم یتذکر احتلاما	یجب عندھما احتیاطا لا عند ابی یوسف
9	شک انہ منی او ودی وتذکر احتلاما	یجب الغسل اتفاقا
10	شک انہ منی او ودی ولم یتذکر احتلاما	یجب عندھما احتیاطا لا عند ابی یوسف
11	شک انہ مذی او ودی وتذکر احتلاما	یجب الغسل اتفاقا
12	شک انہ مذی او ودی ولم یتذکر احتلاما	لا یجب الغسل اتفاقا
13	شک انہ منی اومذی او ودی وتذکر احتلاما	یجب الغسل اتفاقا
14	شک انہ منی اومذی او ودی ولم یتذکر احتلاما	یجب عندھما احتیاطا لا عند ابی یوسف[1]

اور شامی نے یوں بیان کیا ہے

(قوله: منيا او مذيا) اعلم ان هذه المسالة على اربعة عشر وجها؛ لانه اما ان يعلم انه مني او مذي او ودي او شك في الاولين او في الطرفين او في الاخيرين او في الثلاثة، وعلى كل اما ان يتذكر احتلاما او لا فيجب الغسل اتفاقا في سبع صور منها وهي ما اذا علم انه مذي، او شك في الاولين او في الطرفين او في الاخيرين او في الثلاثة مع تذكر الاحتلام فيها، او علم انه مني مطلقا، ولا يجب اتفاقا فيما اذا علم انه ودي مطلقا، وفيما اذا علم انه مذي او شك في الاخيرين مع عدم تذكر الاحتلام؛ ويجب عندهما فيما اذا شك في الاولين او في الطرفين او في الثلاثة احتياطا، ولا يجب عند ابي يوسف للشك في وجود الموجب، واعلم ان صاحب البحر ذكر اثنتي عشرة صورة زدت الشك في الثلاثة تذكر اولا اخذا من عبارته. اهـ ح. اقول: اذا عرفت هذا فاعلم ان المصنف اقتصر على بعض الصور، ولا يلزم ان يكون ما سكت عنه مخالفا في الحكم لما ذكره كما لا يخفى فافهم، نعم قوله او مذيا يقتضي انه اذا علم انه مذي ولم يتذكر احتلاما يجب الغسل وقد علمت خلافه. وعبارة النقاية كعبارة المصنف، واشار القهستاني الى الجواب حيث فسر قوله او مذيا بقوله اي شيئا شك فيه انه مني او مذي؛ لانا لا نوجب الغسل بالمذي اصلا بل بالمني، الا انه قد يرق باطالة الزمان، فالمراد ما صورته صورة المذي لا حقيقته كما في الخلاصة اهـ فليس فيه مخالفة لما تقدم فافهم.[2]

ترجمہ: یہ قول کہ منی ہے یا مذی کیونکہ ان کو یہ معلوم ہو کہ یہ منی ہے یا مذی یا ودی یا شک ہو پہلے دونوں میں یا پہلے اور آخر میں یا آخری دونوں میں یا تینوں میں اور ہر حال میں اسے احتلام یاد ہو یا نہ ہو پس غسل واجب ہے اتفاقاً سات صورتوں میں۔ اور وہی کہ ان کو یہ معلوم ہو کہ یہ مذی ہے یا پہلے دونوں میں شک ہو یا اول اور آخر میں یا آخری دونوں میں یا تینوں میں شک ہو مگر خوب یاد ہو ان سب میں اور یا اسے معلوم ہو کہ یہ منی ہے مطلقا تو غسل واجب ہے۔ اور اتفاقاً واجب نہیں کہ اسے معلوم ہو کہ یہ ودی ہے مطلقا۔ اور اس صورت میں کہ اسے معلوم ہو کہ مذی ہے یا شک ہو آخری دونوں میں اور احتلام بھی یاد نہ ہو تو غسل واجب نہیں۔ اور غسل واجب ہے طرفین کے نزد جب پہلے دونوں میں شک ہو یا اول اور آخر میں شک ہو یا تینوں میں شک ہو احتیاطاً غسل واجب ہے۔

---

[1] الکیرانوی الشیخ محمد نظام الدین کشف الاستار علی هامش الدرالمختار للحصفکی ص 31 الناشر ایچ ۔ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراتشی (س-ن 1913)

[2] ابن عابدین ص 331ج1محولہ بالہ

مسئلہ 83 : اگر کوئی شخص خواب سے بیدار ہو جائے اور اپنے آلہ تناسل پر کچھ گیلا پن پائے اور اسے شک گزرے کہ یہ منی ہے یا مذی اور اسے احتلام یاد نہ ہو تو اس صورت میں اگر سو جانے سے قبل اس کا آلہ تناسل کھڑا نہ ہوا ہو یا منتشر نہ ہوا ہو تو اس صورت میں غسل لازم ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے۔ اگر سوتے وقت اس کا آلہ تناسل منتشر تھا تو غسل لازم نہیں یہ صورت مستثنیٰ ہے۔ لیکن اگر اسے یقین ہو جائے کہ مذکورہ نمی منی کی ہے اور یا احتلام یاد آیا یا بیٹھ کر سو چکا ہو۔ تو غسل لازم ہے البتہ اس آخری صورت میں علماء کے مابین بحث موجود ہے۔

اور ابی یوسفؒ کے نزد غسل واجب نہیں بوجہ شک کے اس چیز میں جس کے وجہ سے غسل واجب ہوتا ہو۔ اور جان لو کہ صاحب بحر الرائق نے بارہ صورتیں ذکر کی ہیں اور شک کی صورت کو زیادہ کیا تین اول میں ان کی ماخوذ عبارت یہ ہے۔ "میں کہتا ہوں جب تم نے یہ پہچان لیا پس سمجھو کہ مصنف نے بعض صورتوں پر اقتصار کیا اور یہ لازم نہیں کہ جس پر اس نے سکوت کی ہے یہ مخالف ہونگے حکم میں جس وجہ سے ہم نے ذکر کیا ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہاں یہ قول کہ یا مذی ہوگا یہ تقضا کرتا ہے کہ جب اس سے معلوم ہو جائے کہ یہ مذی ہے اور اس کو خوب یاد نہ ہو غسل واجب ہے اور تم نے اس کے خلاف بھی معلوم کیا ہے اور نقایہ کی عبارت مصنف کی عبارت کی طرح ہے۔ اور قہستانی نے جواب کی طرف اشارہ کیا ہے جہاں اس نے بیان کیا ہے مذی یا اس طرح کہ کوئی چیز دیکھیں بستر وغیرہ پر اور شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی ہے کیونکہ ہم مذی پر غسل کو واجب نہیں کرتے اصل میں بلکہ منی پر غسل کو فرض کرتے ہیں مگر یہ کہ زمانہ گذرنے سے یہ نرم ہو جاتا ہے پس مقصد اس صورت سے صورت مذی ہے اس کی کوئی حقیقۃ نہیں جیسا کہ خلاصہ میں ہے پس اس میں کوئی مخالفت نہیں جس کا پہلے بیان ہو جان لو۔

مسئلہ 83 : وَ عِنْدَ رُؤْيَةِ مُسْتَيْقِظٍ --- مَنِيًّا اوْ مَذْيًا وَانْ لَمْ يَتَذَكَّرْ الِاحْتِلَامَ الَّا اذَا عَلِمَ انَّهُ مَذْيٌ اوْ شَكَّ انَّهُ مَذْيٌ اوْ وَدْيٌ اوْ كَانَ ذَكَرُهُ مُنْتَشِرًا قُبَيْلَ النَّوْمِ فَلَا غُسْلَ عَلَيْهِ اتِّفَاقًا كَالْوَدْيِ، لَكِنْ فِي الْجَوَاهِرِ الَّا اذَا نَامَ مُضْطَجِعًا اوْ تَيَقَّنَ انَّهُ مَنِيٌّ اوْ تَذَكَّرَ حُلْمًا فَعَلَيْهِ الْغُسْلُ[1]

ترجمہ: اور غسل فرض ہے سو کر جاگنے والے کے منی کو یا مذی کو بدن پر یا کپڑے پر دیکھنے کی صورت میں اگرچہ احتلام ہونا اس کو یاد نہ ہو منی ہے یا مذی مگر جب کہ مستیقظ کو بالیقین معلوم ہو کہ وہ مذی ہے بشرطیکہ احتلام یاد نہ ہو یا اس کو شک ہے کہ وہ رطوبت مذی یا ودی ہے یا اس کا ذکر (آلہ) استادہ تھا سونے سے پہلے تو اس پر غسل لازم ہے باالاتفاق جیسے ودی میں لیکن جواہر میں ہے کہ انتشار قبل النوم میں غسل نہیں مگر جب کہ وہ شخص کروٹ پر سو یا یا اس کو منی ہونے کا یقین ہو گیا یا اس کو احتلام یاد پڑا اور حالانکہ اس کو منی یا مذی کے ہونے میں شک واقع ہے تو ان تینوں صورتوں میں اس پر غسل واجب ہے۔

لیکن صاحب منیہ المصلی نے اس مسئلہ کو کچھ تفصیل سے بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں

---

[1] ابن عابدين، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي الحنفي (المتوفى: 1252هـ) رد المحتار على الدر المختارص331ج1(م،ش 164)1مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ بدون التاريخ

''وان استیقظ رجل فوجد فی احلیلہ بللا ولم یتذکر حلما ینظر ان کان ذکرہ منتشرا قبل النوم فلا غسل علیہ وان کان ساکنا فعلیہ الغسل احتیاطا وبہ یفتی بعض المشائخ ھذا اذا نام قائما او قاعدا اما اذا نام مضطجعا او متکئا اوتیقن انہ منی فعلیہ الغسل وھذا مذکور فی المحیط والذخیرۃ قال شمس الائمہ الحلوانیؒ ھذا المسئلۃ یکثر وقوعھا والناس عنھا غافلون''[1]

ترجمہ: اگر بیدار ہوا ایک شخص پس اس نے دیکھا ذکر کے سر پر گیلا پن اور اسے احتلام یاد نہ ہو وہ دیکھے گا کہ اگر اس کا ذکر خواب سے پہلے منتشر تھا تو اس پر غسل لازم نہیں اور اگر ساکن تھا تو اس پر غسل ہے احتیاطا اور اسی پر فتوی ہے بعض علماء کا اور یہ جب کہ وہ کھڑا ہو کر یا بیٹھ کر سو گیا اور جب لیٹ کر یا تکیہ لگا کر سو گیا یا یقین ہو کہ یہ منی ہے پس اس پر غسل لازم ہے اور یہ محیط اور ذخیرہ میں ذکر کیا گیا ہے اور شمس الائمہ حلوانی نے فرمایا ہے یہ مسئلہ لوگوں میں زیادہ واقع ہوتا ہے اور وہ ان سے غافل ہیں۔

[1] الکاشغری علامہ سعد الدین الشیخ منیۃ المصلی ص 18 متبہ رشیدیہ کوئٹہ بدون التاریخ

مبحث سوم غسل کا طریقہ اور متفرق مسائل:

مسئلہ 84: غسل کرنے والے کو چاہیے کہ پہلے نیت کرے اور تبرک کے لئے بسم اللہ پڑھے۔ دونوں ہاتھ کلائیوں تک دھولے پھر چھوٹا اور بڑا استنجاء کرلے۔ خواہ ناپاکی ہو یا نہ ہو اسکے بعد اگر بدن کے کسی حصے پر کچھ ناپاکی لگی ہو تو اسے دھولے اور پھر باقاعدہ وضو کرلے۔ اگر کسی تختے یا پتھر پر بیٹھ کر نہائے تو وضو کرتے وقت پاؤں بھی دھولے اگر جگہ ایسی ہو کہ پاؤں گندے ہونے کا خدشہ ہو اور پھر دوبارہ دھونا مطلوب ہو تو اس صورت میں اسے چاہیئے کہ باقی وضو کرلے اور پاؤں دھونا چھوڑ دے (بعد میں دھولے) وضو کے بعد سر پر پانی ڈالے تین مرتبہ پھر دائیں (مونڈھے) کندھے پر تین مرتبہ پھر بائیں کندھے پر تین مرتبہ اور باقی بدن پر اس طرح پانی ڈالے کہ سارے بدن پر سے پانی اچھی طرح بہہ جائے پہلی دفعہ بدن پر اچھی طرح ہاتھ ملنا چاہیئے۔ اس لئے کہ پانی بخوبی ہر جگہ پہنچ جائے اور کوئی جگہ خشک نہ رہے۔ اور بدن کو اچھی طرح ملنا چاہئے۔ نہانے کے بعد کسی پاک جگہ پر کھڑے ہو کر پاؤں دھولے ہاں اگر وضو کرتے وقت پاؤں دھو چکا ہو اور پاؤں صاف ہو تو دوبارہ دھونے کی ضرورت نہیں۔ نہانے کا جو طریقہ بیان ہوا تو یہ سنت طریقہ ہے اس میں بعض چیزیں فرض ہیں کہ جن کے چھوڑنے سے غسل نہیں ہوتا اور بعض سنت اور بعض مستحب۔

مسئلہ 84: وَسُنَنُهُ كَسُنَنِ الْوُضُوءِ سِوَى التَّرْتِيبِ--- الْبُدَاءَةُ بِغَسْلِ يَدَيْهِ وَفَرْجِهِ وَانْ لَمْ يَكُنْ بِهِ خَبَثٌ اتِّبَاعًا لِلْحَدِيثِ وَخَبَثِ بَدَنِهِ انْ كَانَ عَلَيْهِ خَبَثٌ لِئَلَّا يَشِيعَ ثُمَّ يَتَوَضَّا--- فَلَا يُؤَخِّرُ قَدَمَيْهِ وَلَوْ فِي مَجْمَعِ الْمَاءِ--- ثُمَّ يُفِيضُ الْمَاءَ عَلَى كُلِّ بَدَنِهِ ثَلَاثًا مُسْتَوْعِبًا مِنْ الْمَاءِ الْمَعْهُودِ فِي الشَّرْعِ لِلْوُضُوءِ وَالْغُسْلِ بَادِئًا بِمَنْكِبِهِ الْايْمَنِ ثُمَّ الْايْسَرِ ثُمَّ رَاسِهِ عَلَى بَقِيَّةِ بَدَنِهِ مَعَ دَلْكِهِ نَدْبًا (قَوْلُهُ: كَسُنَنِ الْوُضُوءِ) ايْ مِنْ الْبُدَاءَةِ بِالنِّيَّةِ وَالتَّسْمِيَةِ وَالسِّوَاكِ وَالتَّخْلِيلِ وَالدَّلْكِ وَالْوَلَاءِ (قَوْلُهُ: وَلَوْ فِي مَجْمَعِ الْمَاءِ) وَقِيلَ بِالتَّفْصِيلِ انْ كَانَ فِي مَجْمَعِ الْمَاءِ فَيُؤَخِّرُ وَالَّا فَلَا--- (قَوْلُهُ: ثُمَّ الْايْسَرِ) ايْ ثَلَاثًا ايْضًا، وَقَوْلُهُ ثُمَّ بِرَاسِهِ: ايْ يَغْسِلُهُ مَعَ بَقِيَّةِ الْبَدَنِ ثَلَاثًا ايْضًا كَمَا فِي الْحِلْيَةِ وَغَيْرِهَا[1]

ترجمہ: اور غسل کی سنتیں وضو کی سنتوں کے مانند ہیں چنانچہ نیت کرنا اور بسم اللہ کہنا سوائے ترتیب کے۔۔۔ اور سنت ہے دونوں ہاتھوں اور شرمگاہ کے دھونے سے شروع کرنا اگرچہ پیشاب کی جگہ پر کچھ نجاست نہ ہو حدیث مبارک کے پیروی کے وجہ سے اور شروع کرنا بدن کی نجاست دھونے سے اگر اس کے بدن پر نجاست ہو تا کہ باقی بدن پر نجاست نہ پھیلے پھر وضو کرے تو دونوں قدموں کے دھونے میں تاخیر نہ کرے اگرچہ نہایا ہے پانی جمع ہونے کے مقام میں پھر وضو کے بعد پانی بہادے اپنے تمام بدن پر تین مرتبہ ہر مرتبہ تمام بدن پر پانی پہنچا کر اس قدر پانی سے وضو اور غسل کرے جس قدر مقرر اور معین ہے شرع میں وضو اور غسل کے واسطے۔ غسل میں پانی بہادے شروع کرتا ہوا اپنے داہنے مونڈھے سے پھر اس کے بعد بائیں مونڈھے سے پھر اپنے سر سے پھر باقی بدن پر ملنے کے ساتھ استحباب کی رو سے یہ قول کہ وضو کی سنن کی طرح یعنی نیت اور بسم اللہ سے شروع کرنا اور مسواک، خلال اور ملنا اور ترتیب اور یہ قول اگرکہ ٹھہرے پانی میں ہو اور بعض نے تفصیل سے بیان کیا ہے اگر ٹھہرے (مجمع) پانی میں ہو تو قدموں کو آخر میں دھوئے ورنہ نہیں۔۔۔ اور یہ قول پھر بائیں طرف کو یعنی تین مرتبہ اسی طرح اور یہ قول کہ پھر سر پر یعنی سر کو باقی بدن کے ساتھ

---

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار ص319ج1محولہ بالہ

مسئلہ 85: فرض غسل میں فقط تین امور فرض ہیں۔ 1 . ایک بار کلی کرنا اس طریقے سے کہ پورے منہ کے احاطے تک پانی پہنچے۔ یعنی غرغرہ کرنا۔ 2۔ ایک بار ناک میں اچھی طرح پانی ڈالنا۔ اس طرح کہ جہاں تک کہ ناک کا نرم حصہ ہے اس تک پانی پہنچے۔ 3۔ ایک بار سارے بدن پر پانی ڈالنا۔

غسل کی چار سنتیں ہیں

مسئلہ 86: 1 استنجاء کرنا۔ 2 جو نجاستِ حقیقی بدن پر لگی ہو اس کو بدن سے دور کرنا۔ 3 وضو کرنا۔ 4 سارے بدن پر تین مرتبہ پانی ڈالنا اس طرح سے کہ پہلے سر پر پھر دائیں کندھے پر پھر بائیں کندھے پر اور پھر باقی بدن پر پانی ڈالنا چاہیئے۔ نیت اور بسم اللہ سے شروع کرنا اور مسواک کرنا اور خلال کرنا اور ملنا وغیرہ جو کہ وضو میں سنت ہیں وہی غسل میں بھی ہیں۔

دھوئے تین مرتبہ اس طرح جیسا کہ حلیہ وغیرہ میں ہے

مسئلہ 85: وفرض الغسل: المضمضة والاستنشاق وغسل سائر البدن " وعند الشافعي رحمه الله تعالى هما سنتان فيه لقوله عليه الصلاة والسلام: " عشر من الفطرة " اي من السنة وذكر منها " المضمضة والاستنشاق " ولهذا كانا سنتين في الوضوء ولنا قوله تعالى: {وَانْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا} [المائدة:6] وهو امر بتطهير جميع البدن الا ان ما يتعذر ايصال الماء اليه خارج عن النص بخلاف الوضوء لان الواجب فيه غسل الوجه والمواجهة فيهما منعدمة والمواد بما روي حالة الحدث بدليل قوله عليه الصلاة والسلام: " انهما فرضان في الجنابة سنتان في الوضوء ".[1]

ترجمہ: اور غسل کا فرض کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا اور تمام بدن کا دھونا ہے۔ اور امام شافعیؒ کے نزدیک یہ دونوں مسنون ہیں اس لئے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ دس چیزیں فطرت یعنی سنت سے ہیں اور اسی وجہ سے یہ دونوں وضو میں سنت ہیں اور ہماری دلیل باری تعالیٰ کا قول وان كنتم جنبا فطهروا ہے اطہار کا حکم دیا ہے اور یہ بدن تمام بدن کا دھونا ہے مگر وہ جگہ کہ جہاں پانی پہنچانا متعذر ہے وہ خارج ہے۔ بر خلاف وضو کے کیونکہ واجب اس میں وجہ کا دھونا ہے اور ان دونوں میں مواجہت معدوم ہے اور مراد اس سے جو روایت کیا ہے حدث کی حالت ہے دلیل یہ کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ دونوں جنابت میں فرض ہیں وضو میں سنت ہیں۔

مسئلہ 86: (وَسُنَنُهُ) كَسُنَنِ الْوُضُوءِ سِوَى التَّرْتِيبِ--- الْبُدَاءَةُ بِغَسْلِ يَدَيْهِ وَفَرْجِهِ--- وَخَبَثِ بَدَنِهِ انْ كَانَ عَلَيْهِ خَبَثٌ لِئَلَّا يَشِيعَ (ثُمَّ يَتَوَضَّا--- (ثُمَّ يُفِيضُ الْمَاءَ) عَلَى كُلِّ بَدَنِهِ ثَلَاثًا مُسْتَوْعِبًا مِنْ الْمَاءِ الْمَعْهُودِ فِي الشَّرْعِ لِلْوُضُوءِ وَالْغُسْلِ--- بَادِئًا بِمَنْكِبِهِ الْايْمَنِ ثُمَّ الْايْسَرِ ثُمَّ رَاسِهِ) عَلَى (بَقِيَّةِ بَدَنِهِ مَعَ دَلْكِهِ) نَدْبًا (قَوْلُهُ: كَسُنَنِ الْوُضُوءِ) اي مِنْ الْبُدَاءَةِ بِالنِّيَّةِ وَالتَّسْمِيَةِ وَالسِّوَاكِ وَالتَّخْلِيلِ وَالدَّلْكِ وَالْوَلَاءِ الَخْ[2]

ترجمہ: اور غسل کی سنتیں وضو کی سنتوں کے مانند ہیں سوائے ترتیب کے۔۔۔ اور سنت ہے دونوں ہاتھوں اور شرمگاہ کے دھونے

---

[1] علي بن أبي بكر بن عبد الجليل الفرغاني المرغيناني، أبو الحسن برهان الدين (المتوفى: 593هـ) الهداية في شرح بداية المبتدي ص 19ج1 الناشر: دار احياء التراث العربي - بيروت – لبنان عدد الأجزاء: 4

[2] ایضاابن عابدین، ص319ج1محولہ بالہ

مسئلہ 87: اگر غسل کرنے والا بہتے پانی میں یا بارش میں بقدر وقفہ غسل اور وضو ٹھہر گیا اور اسکے سارے بدن پر پانی بہہ گیا تو سنت مکمل ہو گئی اسی طرح اگر بڑے حوض میں نہایا اور مذکورہ وقفہ کے برابر اس میں ٹھہر گیا اور بدن کو حرکت بھی دیتا رہا یا قدم اٹھاتا رہا تو طریق سنت کی تکمیل ہو جاتی ہے۔

مسئلہ 88: غسل کرنے والے کو چاہئیے کہ پانی کے استعمال میں بہت زیادتی بھی نہ کرے اور بہت کمی بھی نہ کرے۔ قبلہ کی طرف منہ نہیں کرنا چاہیئے۔ باتیں بھی نہ کرے بلکہ کوئی دُعا بھی نہیں پڑھنی چاہیئے۔ ایسی جگہ غسل کرے کہ کوئی اسے دیکھ نہ سکے۔ غسل کے بعد کوئی چیز تولیہ وغیرہ بدن پر ملنا چاہیے اور پاؤں دھوئے نہ ہوں تو کپڑے پہننے کے بعد دھونے چاہئیں۔

سے شروع کرنا اگرچہ پیشاب کی جگہ پر کچھ نجاست نہ ہو اور شروع کرنا بدن کی نجاست دھونے سے اگر اس کے بدن پر نجاست ہو تاکہ باقی بدن پر نجاست نہ پھیلے پھر وضو کرے پھر وضو کے بعد پانی بہادے اپنے تمام بدن پر تین مرتبہ ہر مرتبہ تمام بدن پر پانی پہنچا کر اس قدر پانی سے وضو اور غسل کرے جس قدر مقرر اور معین ہے شرع میں وضو اور غسل کے واسطے۔ غسل میں پانی بہادے شروع کرتا ہوا اپنے داہنے مونڈھے سے پھر اس کے بعد بائیں مونڈھے سے پھر اپنے سر سے پھر باقی بدن پر ملنے کے ساتھ استحباب کی رو سے یہ قول کہ وضو کی سنتوں کی طرح ہے یعنی ابتداء میں نیت کرنا اور بسم اللہ کہنا اور مسواک کرنا اور خلال کرنا اور ملنا اور پے درپے۔

مسئلہ 87:لَوْ مَكَثَ فِي مَاءٍ جَارٍ اوْ حَوْضٍ كَبِيرٍ اوْ مَطَرٍ قَدْرَ الْوُضُوءِ وَالْغُسْلِ. فَقَدْ اكْمَلَ السُّنَّةَ--- وَالَّذِي يَظْهَرُ لِي انَّهُ لَوْ كَانَفِي مَاءٍ جَارٍ يَحْصُلُ سُنَّةُ التَّثْلِيثِ وَالتَّرْتِيبِ وَالْوُضُوءِ بِلَا مُكْثٍ وَلَا تَحَرَّكَ وَلَوْ فِي مَاءٍ رَاكِدٍ فَلَا بُدَّ مِنْ التَّحَرُّكِ، اوْ الِانْتِقَالِ الْقَائِمِ مَقَامَ الصَّبِّ فَيَحْصُلُ بِهِ مَا ذَكَرْنَا ،وَقَدْ صَرَّحَ فِي الدُّرَرِ بِانَّهُ لَوْ لَمْ يَصُبَّ لَمْ يَكُنْ الْغُسْلُ مَسْنُونًا.[1]

ترجمہ: اگر غسل کرنے والا بہنے پانی میں یا بڑے حوض میں یا تیز بارش میں بقدر وقفہ غسل یا وضو کے ٹھہر جائے پس اس نے سنت مکمل کیا اور وہ جو ظاہر کرتا ہے کہ اگر یہ بہنے والے پانی میں ہو تو تثلیث اور ترتیب اور وضو کی سنت کو حاصل کیا بغیر ٹھرنے کے اور حرکت کے پانی میں ہو اور اگر ٹھہرے پانی میں ہو تو پھر پانی میں حرکت ضروری ہے یا پانی میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا جو قائم مقام ہو پانی ڈالنے کے پس اس سے وہ مذکورامور حاصل ہوتے ہیں اور درر میں تصریح کی ہے اسی طرح کہ اگر اس نے پانی نہیں ڈالا تو وہ غسل مسنون نہیں ہوا۔

مسئلہ 88: ان لا یسرف فی الماء وان لان یقتر وان لا یستقبل القبلۃ وقت الغسل وان یدلک کل اعضائہ فی المرۃ الاولیٰ وان یغتسل فی موضع لا یراہ احد وان لا یتکلم بکلام قط و یستحب ان یمسح بدنہ بمندیل بعدالغسل وان یغسل رجلیہ بعد اللبس۔ [2]

مسئلہ 89: اگر کوئی دُھوتی (لنگی) باندھے ہوئے نہائے تو روبہ کعبہ ہو کر اگر نہائے تو کوئی برائی نہیں۔

---

[1] ا یضا ابن عابدین،ص320ج1محولہ بالہ

[2] الکاشغری علامہ سعد الدین الشیخ منیۃ المصلی ص 18 مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ بدون التاریخ

مسئلہ 90:   اگر کوئی ایسی جگہ نہائے اور کوئی اسے دیکھ نہ سکے تو اس کے لئے برھنہ نہانا جائز ہے ورنہ جائز نہیں لیکن غسل اگر اس پر فرض ہو اور پردے کی جگہ نہ ہو اور کوئی کپڑا چادر وغیرہ بھی نہ ہو کہ جس سے پردہ کرلے اور کوئی انتظام بھی پردے کا نہیں ہو جاتا۔ مرد مردوں میں یا عورت عورتوں میں ہو تو ان کے سامنے نہائے۔اور اگر اسی جگہ عورتیں بھی ہوں اور مرد بھی موجود ہوں تو پھر نہ نہائے۔صبر کرلے اور نماز تیمم سے ادا کرلے لیکن اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔اس لئے کہ بعض علماء کہتے ہیں کہ مرد کو مردوں کے سامنے نہیں نہانا چاہیے۔اور عورت کو عورتوں کے سامنے بھی نہیں نہانا چاہیے۔بلکہ صبر کرلینا چاہیے اور نماز تیمم سے ادا کرے۔اور تیمم سے نماز ادا کرنے کے بعد جب مذکورہ شخص غسل کرے گا تو کیا یہ نماز دوبارہ ادا کرے گا یا نہیں۔اس میں بھی اختلاف موجود ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ بطور احتیاط دوبارہ ادا کرلے۔

ترجمہ:اور پانی کے استعمال مین نہ اسراف کریں اور نہ کمی اور نہ غسل کرتے وقت قبلہ رو ہونا اور یہ کہ تمام اعضاء کو پہلی مرتبہ پر خوب ملنا اور یہ کہ ایسی جگہ میں وضو کریں کہ کوئی نہ دیکھ سکیں اور کسی سے دوران غسل باتیں نہ کریں اور مستحب ہے کہ تولیہ سے بدن کو غسل کے بعد خشک کریں اور کپڑے پہننے کے بعد دونوں پاؤں کو دھوئیں۔

مسئلہ 89:   وان لا يستقبل القبلة وقت الغسل ان كانت عورتہ مكشوفة وان كان متزرا فلا باس بہ[1]

ترجمہ:اور یہ کہ قبلہ رونہ ہو غسل کے وقت اگر اس کا ستر برھنہ ہو اور اگر دھوتی باندھی ہو پس کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ 90:عليه غسل وثمة رجال لا يدعه وان راوه، والمراة بين رجال او رجال ونساء تؤخره لا بين نساء فقط، واختلف في الرجل بين رجال ونساء او نساء فقط كما بسطه ابن الشحنة.وينبغي لهاان تتيمم وتصلي لعجزها شرعا عن الماء، واما الاستنجاء فيترك مطلقا، والفرق لا يخفى.[2]

ترجمہ:اور مرد پر غسل کرنا واجب ہے اور وہاں لوگ ہیں تو نہانا نہ چھوڑے اگرچہ لوگ اُس کو دیکھیں اور عورت درمیان مردوں کے یا درمیان مردوں اور عورتوں کے نہانے میں تاخیر کرے اور تاخیر نہ کریں فقط عورتوں میں اور اختلاف کیا ہے اس مرد کے غسل کرنے میں جو درمیان مردوں اور عورتوں کے یا فقط درمیان عورتوں کے واقع ہے حالانکہ ایسا نہیں اسلئے کہ ابن شحنہ شارح وہبانیہ نے تصریح کی ہے۔اور عورت کو چاہیئے کہ تیمم کرلے اور نماز پڑھے اس واسطے کہ عورت مردوں میں شرعا پانی کے استعمال سے عاجز ہے اور پانی سے استنجاء کرنا تو ہر حال میں چھوڑ جائے خواہ مرد یا عورت مردوں یا عورتوں میں یا دونوں میں ہو اور فرق غسل اور استنجاء میں کسی پر مخفی نہیں ہے۔

---

[1] الحلبی الشيخ ابراهيم شرح منيه غنية المستملی المعروف باكبيری ص 45 مكتبہ نعمانيہ كانسی روڈ كوئٹہ بدون التاريخ
[2] الدرمختار ص 26 محولہ بالہ

مسئلہ 91: اگر کوئی بدن کو ٹھنڈا کرنے کی نیت سے بارش میں کھڑا ہو جائے یا حوض میں گر پڑا اور سب بدن اس کا اچھی طرح بھیگ گیا۔ منہ میں پانی لیکر کلی بھی کرے، ناک میں بھی پانی ڈالے۔ تو اس کا غسل ہو چکا اور جنابت سے پاک ہو گیا اگرچہ ثواب اسے حاصل نہیں ہوا۔ ثواب تب حاصل ہوتا ہے کہ آدمی پاکی کی نیت کر کے غسل کرے۔

اور شامی میں ہے

عَلَيْهِ غُسْلٌ وَثَمَّةَ رِجَالٌ لَا يَدَعُهُ وَانْ رَاوْهُ، وَالْمَرْاةُ بَيْنَ رِجَالٍ اوْ رِجَالٍ وَنِسَاءٍ تُؤَخِّرُهُ لَا بَيْنَ نِسَاءٍ فَقَطْ. وَاخْتُلِفَ فِي الرَّجُلِ بَيْنَ رِجَالٍ وَنِسَاءٍ اوْ نِسَاءٍ فَقَطْ كَمَا بَسَطَهُ ابْنُ الشِّحْنَةِ. وَيَنْبَغِي لَهَا انْ تَتَيَمَّمَ وَتُصَلِّيَ لِعَجْزِهَا شَرْعًا عَنْ الْمَاءِ،--- (قَوْلُهُ: لَا يَدَعُهُ وَانْ رَاوْهُ) قَالَ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ: وَهُوَ غَيْرُ مُسَلَّمٍ؛ لِانَّ تَرْكَ الْمَنْهِيِّ مُقَدَّمٌ عَلَى فِعْلِ الْمَامُورِ وَلِلْغُسْلِ خَلَفٌ وَهُوَ التَّيَمُّمُ فَلَا يَجُوزُ كَشْفُ الْعَوْرَةِ لِاجْلِهِ عِنْدَ مَنْ لَا يَجُوزُ نَظَرُهُ الَيْهَا بِخِلَافِ الْخِتَانِ، (قَوْلُهُ: كَمَا بَسَطَهُ ابْنُ الشِّحْنَةِ) ايْ فِي شَرْحِ الْوَهْبَانِيَّةِ، حَيْثُ نُقِلَ عَنْ شَرْحِهَا لِنَاظِمِهَا انَّهُ لَمْ يَقِفْ فِيهَا عَلَى نَقْلٍ، وَانَّ الْقِيَاسَ انْ يُؤَخِّرَ الرَّجُلَ بَيْنَ النِّسَاءِ اوْ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَايَّدَهُ ابْنُ الشِّحْنَةِ بِمَا فِي الْمَبْسُوطِ مِنْ انَّ نَظَرَ الْجِنْسِ الَى الْجِنْسِ مُبَاحٌ فِي الضَّرُورَةِ لَا فِي حَالَةِ الِاخْتِيَارِ وَانَّهُ اخَفُّ مِنْ نَظَرِ الْجِنْسِ الَى خِلَافِ الْجِنْسِ--- بَقِيَ هُنَا شَيْءٌ لَمْ يَذْكُرْهُ، وَهُوَ انَّهُ هَلْ تَجِبُ اعَادَةُ تِلْكَ الصَّلَاةِ فِي هَذِهِ الْمَسْالَةِ وَفِي مَسْالَةِ النِّهَايَةِ السَّابِقَةِ، قَالَ فِي الْحِلْيَةِ فِيهِ تَامُّلٌ وَالْاشْبَهُ الْاعَادَةُ تَفْرِيعًا عَلَى ظَاهِرِ الْمَذْهَبِ فِي الْمَمْنُوعِ مِنْ ازَالَةِ الْحَدِيثِ بِصُنْعِ الْعِبَادِ اذَا تَيَمَّمَ وَصَلَّى [1]

ترجمہ: اور مرد پر غسل کرنا واجب ہے اور وہاں لوگ ہیں تو نہانا نہ چھوڑے اگرچہ لوگ اُس کو دیکھیں۔ اور عورت درمیان مردوں کے یا درمیان مردوں اور عورتوں کے نہانے میں تاخیر کرے اور تاخیر نہ کرے فقط عورتوں میں اور اختلاف کیا ہے اس مرد کے غسل کرنے میں جو درمیان مردوں اور عورتوں کے یا فقط درمیان عورتوں کے واقع ہے حالانکہ ایسا نہیں اسلئے کہ ابن شحنہ شارح وہبانیہ نے تصریح کی ہے۔ اور عورت کو چاہیئے کہ تیمم کرے اور نماز پڑھے اس واسطے کہ عورت مردوں میں شرعاً پانی کے استعمال سے عاجز ہے اور یہ قول کہ وضو اور غسل کو نہیں چھوڑیں اگرکہ کوئی ان کو دیکھیں۔ شرح منیہ میں کہا گیا ہے یہ مسّلم نہیں کیونکہ ترک منہی عنہ مقدم ہے فعل مامور اور غسل کیلئے خلف تو ہے اور وہ تیمم ہے پس کشف عورت جائز نہیں اس وجہ سے جس کے سامنے ناجائز ہو نہ کہ ختنہ میں۔ یہ قول جیسا کہ ابن شحنہ نے لکھا ہے۔ یعنی شرح وہبانیہ میں ہے جہاں اس نے اپنے نظم سے نقل کیا ہے کہ وہ کسی منقول روایت پر نہیں ہوا اور قیاس کا تقاضہ ہے کہ عورتوں کے درمیان آدمی غسل کو مؤخر کرے اور اسی طرح آدمیوں اور عورتوں کے درمیان اور اس کی تائید ابن شحنہ کے جو مبسوط میں ہے کہ ایک جنس کا دوسرے جنس کو دیکھنا مباح ہے ضرورت کی بنیاد پر نہ کہ اختیار کی حالت میں کہ ایک جنس کے اپنے خلاف جنس کو نظر میں مخفف ہے۔ یہاں ایک بات رہ گئی ہے اور وہ یہ کہ کیا اس نماز کا قضا اس مسئلہ میں واجب ہے اور سابقہ مسئلہ میں۔ حلیہ میں لکھا گیا ہے اور اس میں سوچ رکھنا ضروری ہے اور زیادہ مشابہ ہے کہ اعادہ کیا جائے ظاہر مذہب کی رو سے کہ ازالہ حدث کے بغیر نماز پڑھنا کہ تیمم کیا اور نماز پڑھی۔

---

[1] ابن عابدين، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي الحنفي (المتوفى: 1252هـ) رد المحتار على الدر المختارص318ج1مكتبہ رشيديہ كوئٹہ بدون التاريخ

مسئلہ 92: اگر کوئی غسل جنابت کر گیا لیکن بدن میں اسکے بال برابر کوئی جگہ خشک رہ گئی اور یا وہ ناک یا منہ میں پانی ڈالنا بھول گیا تو اس کا غسل نہیں ہوا اور جنابت سے بھی پاک نہیں ہوا۔ لیکن اب جو اسے غسل کے بعد یاد آئے تو دوبارہ غسل کرنے کی بھی حاجت نہیں اسی خشک جگہ پر پانی ڈالنا چاہیئے یا اگر ناک اور منہ میں پانی ڈالنا بھول چکا ہو تو وہی کرے بس غسل ہو گیا اور اگر پیشتر اسی غسل پر نماز ادا کر چکا ہو تو وہ بھی نہیں ہوئی۔

مسئلہ 93: اگر بدن میں کوئی جگہ خشک رہ جائے تو اب اس کا صرف گیلا کرنا کافی نہیں بلکہ اس پر سے پانی بہانا چاہیئے اگر دوسرے عضو کے پانی میں سے اس پر پانی اس طرح سے ڈالا جائے کہ اس پر سے بہہ جائے تو غسل میں یہ بھی کافی ہے۔

مسئلہ 91: واما النیۃ فلیست بشرط فی الوضوءوالاغتسال حتیٰ ان الجنب اذا انغمس فی الماء الجاری او فی الحوض الکبیر للتبرد او قام فی المطر الشدید وتمضمض واستنشق یخرج من الجنابۃ[1]

ترجمہ: اور نیت وضو اور غسل میں شرط نہیں یہاں تک کہ ایک جنب جب جاری پانی میں غوطہ لگائے یا بڑے حوض میں بدن کو ٹھنڈا کرنے کیلئے اور یا تیز بارش میں کھڑا ہو جائے اور پھر کلی اور ناک میں پانی ڈالیں تو جنابت سے نکل جاتا ہے۔

مسئلہ 92:ولو بقی شیٔء من بدنہ لم یصبہ الماء لم یخرج من الجنابۃ وان قل ای ولو کان ذالک الشیٔء قلیلا بقدر راس الابرۃ لوجوب استیعاب جمیع البدن ۔۔۔ ولو ترکھا ای ترک المضمضۃ اوالاستنشاق او لمعۃ من ای موضع کان من البدن ناسیا فصلی ثم تذکر ذالک یتمضمض او یستنشق او یغسل اللمعۃ ویعیدما صلی ان کان فرضا لعدم صحتہ وان کان نفلا فلا لعدم صحۃ شروعہ[2]

ترجمہ: اور اگر معمولی جگہ بدن میں خشک رہ گیا تو یہ جنابت سے نہیں نکل جاتا اگر بہت معمولی ہو سوئی کے ناکے کے مقدار میں بوجہ سارے بدن کو غسل میں بالاستیعاب گیر ناضروری ہے اور اگر چھوڑ دیا کلی یا ناک میں پانی ڈالنا اور یا ایک جگہ بدن میں بھول گیا اور نماز پڑھ کر پھر یاد آیا تو کلی کریں اور ناک میں پانی ڈالیں اور یہ جگہ جو رہ گئی تو دھوئیں اور جو نماز ادا کی تھی دوبارہ ادا کریں اگر فرض ہو بوجہ عدم صحت کے اور اگر نفل ہو تو عدم شرط کی وجہ سے اعادہ لازم نہیں۔

در مختار میں ہے

نسي المضمضة او جزءا من بدنه فصلى ثم تذكر، فلو نفلا لم يعد لعدم صحة شروعه.[3]

ترجمہ: نہانے والا کلی کرنا یا کچھ بدن کا دھونا بھول گیا پھر اس نے نماز پڑھی پھر اس کو یاد آیا تو اگر وہ نماز نفل تھی تو اس کا اعادہ نہ کرے شروع نماز کے صحیح نہ ہونے کے یعنی بسبب ناپاکی کے نماز کا شروع کرنا صحیح نہ ٹھہرا تو نماز اس پر لازم نہ ہوئی تو اس کا اعادہ بھی

---

[1] الکاشغری علامہ سعد الدین الشیخ منیۃ المصلی ص 26 مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ بدون التاریخ
[2] الحلبی الشیخ ابراھیم شرح منیہ غنیۃ المستملی المعروف باکبیری ص50 مکتبہ نعمانیہ کانسی روڈ کوئٹہ بدون التاریخ
[3] ایضا درمختار ص 26 محولہ بالہ

مسئلہ 94: اگر نہاتے وقت کلی نہ کر سکا۔ پھر پانی خوب پی لیا۔اس طرح کہ اندرون دہن سب جگہ تک پہنچ گیا۔ تو غسل پورا ہو گیا۔ اب کلی کرنے کی ضرورت نہیں۔ہاں اگر پانی اس طریقہ سے پی لیا کہ پورا منہ تر نہ ہوا تو یہ کافی نہیں اب اسے چاہیئے کہ اچھی طرح کلی کرے۔

مسئلہ 95: اگر ناخنوں میں آٹا پھنس کر خشک ہو چکا ہو۔اس کے نیچے تک پانی نہ پہنچے تو غسل نہیں ہوا جب غسل کنندہ کو یاد آئے تو چاہیئے کہ اسے دور کرے۔اسکے بعد ان پر پانی ڈالے از سر نو غسل کی ضرورت نہیں ہے۔

لازم نہ ہوگا۔

مسئلہ 93:(وصح نقل بلة عضو الی) عضو (اخر فيه) بشرط التقاطر (لا في الوضوء) لما مر ان البدن كله كعضو واحد.[1]

ترجمہ:اور غسل میں صحیح ہے ایک عضو کا پانی دوسرے عضو پر لے جانا بشرط ٹپکنے کے نقل کرنا ایک عضو کے واسطے وضو میں صحیح نہیں اس واسطے کہ یہ مذکور ہو گیا ہے کہ غسل میں تمام بدن ایک عضو کے مانند ہے یعنی بر خلاف وضو کے کہ اس میں چار اعضاء جدا جدا ہیں۔

مسئلہ 94: رجل اغتسل ونسیٔ المضمضة ولكن شرب الماء ان شرب على وجه السنة لا يخرج عن الجنابة وان شرب على غير وجه السنة يخرج ---[2]

ترجمہ:ایک آدمی نے غسل کیا اور کلی کو بھول دیا لیکن پانی پی لیا اگر اس نے سنت کے مطابق پانی پی لیا ہو تو جنابت سے نہیں نکل سکتا اور اگر غیر سنت کے پی لیا ہو تو نکل جاتا ہے۔

اور صاحب کبیری نے زیادہ موزوں عبارت ذکر کی ہے۔

وشرب الماء يقوم مقام المضمضة اذا كان على وجه السنة اذا بلغ الماءالفم كله والا فلا۔[3]

ترجمہ:اور پانی کا پینا کلی کرنے کے برابر ہے جب سنت کے موافق ہو جب پانی سارے منہ کو پہنچ جائے ورنہ صحیح نہیں۔

مسئلہ 95:امرءة اغتسلت وقد كان بقى فى اظفارها عجين قد جف لم يجز غسلها وكذاالوضوء لا فرق بين المرءة والرجل لان فى العجين لزوجة وصلابة تمنع نفوذ الماء[4]

ترجمہ:ایک عورت نے غسل کیا اور اس کے ناخن میں آٹا پھنس کر خشک ہوا تو اس کا غسل صحیح نہیں اسی طرح وضو۔اور مرد وعورت

---

[1] ایضا الدر المختار ص27 محولہ بالہ

[2] البخاری ،الفقیہ الامجد طاہرین عبدالرشید خلاصۃ الفتاوی ص 14 ج1 فی کیفیۃ الغسل مکتبۃ القران والسنۃ محلہ جنگی پشاور بدون الطبع والتاریخ

[3] الحلبی الشیخ ابراھیم شرح منیہ غنیۃ المستملی المعروف باکبیری ص48 مکتبہ نعمانیہ کانسی روڈ کوئٹہ بدون التاریخ

[4] ایضا کبیری ص48 محولہ بالہ

مسئلہ 96: عورت جب نہائے تو اسے چاہیئے کہ انگوٹھی اور چوڑیاں اپنے مقامات پر خوب گھمائے تاکہ ان کے نیچے والی جگہوں تک پانی پہنچ جائے۔ اگر وہ اتنے کھلے ہوں کہ بغیر ہلائے بھی ان کی تہہ تک پانی پہنچ سکے تو پھر انکو ہلانے یا گھمانے کی ضرورت نہیں۔ البتہ مستحب ہے۔ اور اسی طرح حکم ہے نتھلی (ناک کے زیور) اور بالیاں (کانوں کے زیورات) وغیرہ کے متعلق اور اگر بوقت غسل زیورات نکال چکی ہو اور کانوں پر کچھ نہ ہو تو بھی اسے چاہیئے کہ متعلقہ چھیدوں میں سے پانی ڈال کر بہائے تاکہ ان کے اندر تک پانی پہنچ سکے۔ اسکے لئے ان چھیدوں میں کوئی چیز لکڑی وغیرہ کے گھمانے کی تکلیف کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ 97: اگر کسی کی آنکھوں سے تنکا وغیرہ نکلے یا آنکھ کے گوشے میں اٹک کر اس طرح سوکھ گیا ہو کہ اب اگر اسے ہاتھ سے نہ ملے تو اسکے نیچے تک پانی نہیں پہنچے گا تو اب اسی کا ملنا اور ہٹانا واجب ہے۔ اس لئے کہ اسے دور کئے بغیر نہ وضو ہوتا ہے اور نہ غسل۔

میں کوئی فرق نہیں کیونکہ آٹا میں مضبوطی ہوتی ہے اور یہ پانی کو اندر جانے سے منع کرتا ہے۔

مسئلہ 96: (وتحريك خاتمه الواسع) ومثله القرط، وكذا الضيق ان علم وصول الماء والا فرض[1]

ترجمہ: اور مستحب ہے کشادہ انگوٹھی کا گھمانا اور پھیرنا وضو کے وقت اور یہی حال کان کے بالی کا یعنی غسل کے وقت اس کا بھی پھیرنا مستحب ہے تاکہ پانی سوراخ کے اندر پہنچ جائے اور اسی طرح تنگ انگوٹھی کی تحریک مستحب ہے اگر اس کے نیچے پانی کا پہنچنا معلوم نہ ہو تو اب فرض ہے ورنہ مستحب۔

اور علامہ شامی نے لکھا ہے

وَلَوْكَانَ خَاتَمُهُ ضَيِّقًا نَزَعَهُ اوْ حَرَّكَهُ وُجُوبًا كَقُرْطٍ، وَلَوْ لَمْ يَكُنْ بِثَقْبِ اذُنِهِ قُرْطٌ فَدَخَلَ الْمَاءُ فِيهِ ايْ الثَّقْبِ عِنْدَ مُرُورِهِ عَلَى اذُنِهِ اجْزَاهُ كَسُرَّةٍ وَاذُنٍ دَخَلَهُمَا الْمَاءُ وَالَّا يَدْخُلَ ادْخَلَهُ وَلَوْ بِاصْبَعِهِ، وَلَا يَتَكَلَّفُ بِخَشَبٍ وَنَحْوِهِ، وَالْمُعْتَبَرُ غَلَبَةُ ظَنِّهِ بِالْوُصُولِ.[2]

ترجمہ: اور اگر غسل کرنے والے کی انگوٹھی تنگ ہو تو واجب ہے کہ اس کو نکال ڈالے یا ہلا دے جیسے کان کی بالی کا نکالنا یا گھمانا واجب ہے یعنی انگوٹھی اور بالی کو اتنا ہلانا اور گھمانا چاہیئے کہ وہاں پانی پہنچ جانے کا گمان حاصل ہو اور اگر اس کے کان کے سوراخ میں بالی نہ ہو سو پانی پہنچ گیا سوراخ میں کان پر پانی بہنے کے وقت تو غاسل کو کفایت کرتا ہے جیسے ناف اور کان میں پانی داخل ہو گیا ان پر سائل ہونے سے تو کفایت کرتا ہے یعنی انگلی وغیرہ داخل کرنا ضروری نہیں اور اگر سوراخ میں پانی نہ گیا تو قصدا داخل کرے اگرچہ اپنی انگلی سے اور لکڑی اور مانند اس کے سینگ وغیرہ سے پانی داخل کرنے کیلیئے تکلف نہ کرے اور پانی پہنچے میں اپنے گمان کا غلبہ معتبر ہے یعنی جب اپنی اٹکل میں آگیا کہ پانی وہاں پہنچ گیا ہو گا تو زیادہ تکلف اور وسواس نہ کرے۔

---

[1] الدرالمختار للحصفکی ص23 محولہ بالہ

[2] ابن عابدین،رد المحتار علی الدر المختارص317ج1محولہ بالہ

مسئلہ 98: اگر کسی کے دانتوں کے بیچ کچھ پھنس چکا ہو تو خلال سے نکالنا چاہیئے۔ اس لئے کہ اگر اس جگہ پانی نہ پہنچے تو غسل نہیں ہوتا۔
مسئلہ 99: اگر بالوں پر یا بدن پر تیل لگا چکا ہو اور پھر بدن پر پانی ڈالتے وقت بوجہ چکناہٹ کے بدن، پانی بخوبی قبول نہ کرے تو کوئی مضائقہ نہیں جب سارے بدن پر پانی بخوبی ڈال کر کلی کرے اور نتھنوں میں پانی پہنچائے تو غسل ہو جائے گا۔

مسئلہ 97: وفی الذخیرۃ رجل رمدت عینہ فرمصت فاجتمع رمصھافی جانب العین یجب ان یتکلف فی ایصال الماء ان لم یضرہ کما یجب ان یتکلف فی ایصال الماء الی الماق فی حالۃ الصحۃ ایضا[1]

ترجمہ: اور ذخیرہ میں لکھاہے کہ ایک آدمی کی آنکھ میں تنکا پڑ گیا پس اس نے گید بنائی اور وہ گید آنکھ کے ایک گوشہ میں جمع ہوئی تو اس کو پانی کے پہنچانے میں تکلف کرے اگر اس کو حرج نہ ہو جیسا کہ واجب ہے پانی کا پہنچانا یاماق کو صحت کی حالت میں بھی۔

مسئلہ 98: وَ لَا یَمْنَعُ مَا عَلَی ظُفْرِ صَبَّاغٍ وَ لَا طَعَامٌ بَیْنَ اسْنَانِهِ اوْ فِي سِنِّهِ الْمُجَوَّفِ بِهِ یُفْتَی. وَقِیلَ انْ صُلْبًا مَنَعَ، وَهُوَ الْاصَحُّ.[2]

ترجمہ: اور مانع طہارت کی نہیں وہ چیز جو رنگساز کے ناخن پر جم گئی ضرورت کی وجہ سے مضمرات میں ہے اور وہ کھانا جو دانتوں کے اندر رہ جاتا ہے یو پولے دانت کے اندر گھس جاتا ہے اسی قول کا فتوی ہے اور بعضوں نے کہا کہ اگر وہ سخت اور خشک ہے تو طہارت کا مانع ہے یہی قول صحیح تر ہے۔

لیکن اسمیں شرح منیہ (کبیری) کی عبارت زیادہ واضح ہے،

''رجل اغتسل وبقی بین اسنانہ طعام من خبز او غیر ہ قال بعضھم ان کان زائدا علی قدر الحمصۃ لا یجوز غسلہ'' [3]

ترجمہ: ایک آدمی نے غسل کیا اور اس کے دانتوں کے درمیان روٹی کے کچھ ٹکڑے رہ گئے یا اور کسی چیز کے تو بعض نے کہا ہے کہ اگر چنّہ کے دانے سے بڑا ہو تو اس کا غسل جائز نہیں۔

مسئلہ 99: (ولا یمنع) الطهارة (ونیم) اي خرء ذباب وبرغوث لم یصل الماء تحته (وحناء) ولو جرمه، به یفتی (ودرن ووسخ) عطف تفسیر، وکذا دهن ودسومة (وتراب) وطین ولو (في ظفر مطلقا) اي قرویا او مدنیا في الاصح بخلاف نحو عجین.[4]

ترجمہ: اور طہارت کا مانع نہیں مکھی اور مچھر کا وہ گوہ جس کے نیچے پانی نہیں پہنچا اس واسطے کہ اس سے بچنا ممکن نہیں اور نہ مہندی طہارت کی مانع ہے اگرچہ مہندی کا جرم لگا ہو اسی کا فتویٰ ہے اور نہ میل بدن کا مانع طہارت ہے اور اسی طرح تیل اور چکنائی مانع طہارت

---

[1] الکاشغری علامہ سعد الدین الشیخ منیۃ المصلی ص 108 فصل فی الاسار۔ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ بدون التاریخ
[2] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختارص317ج1 محولہ بالہ
[3] الحلبی الشیخ ابراھیم شرح منیہ غنیۃ المستملی المعروف بالکبیری ص49 الطہارۃ الکبریٰ سہیل اکیڈمی لاہور
[4] الدرالمختار للحصفکی ص 26محولہ بالہ

مسئلہ 100: بدن میں جن مقامات کے دھونے میں کوئی حرج نہیں ان سب تک پانی پہنچانا ضروری ہے۔مثلا کان، ناف، مونچھوں، ابرو، داڑھی اور سر کے بال وغیرہ۔عورت کے بال اگر کھلے ہو تو سب پر پانی ڈالنا اور ان کی جڑوں تک پانی پہنچانا فرض

ہے۔اگر ایک بال یا بال کی جڑ خشک رہ جائے تو غسل نہیں ہوتا۔اور اگر بال گوندھے ہوئے ہوں تو اس صورت میں بھی بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا ضروری ہے بالوں کو گیلا کرنا ضروری نہیں۔اگر بال کھولے بغیر جڑوں تک پانی پہنچانا ناممکن ہو تو پھر کھول دینا چاہئے اور بالوں کو بھی دھونا چاہئے یہ ضروری ہے۔اور اگر مرد کے لمبے لمبے بال ہوں تو خواہ وہ گوندھے ہوئے ہو یا کھلے بہر حال اسے چاہیئے کہ بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچائے۔اور بالوں پر بھی پانی ڈالے۔

نہیں ہے ور خشک مٹی اور گیلی مٹی مانع طہارت نہیں اگرچہ ناخن کے اندر ہو خواہ وہ شخص گنوار ہو یا شہر کا رہنے والا دونوں برابر ہیں قول اصح میں۔

اور شامی میں ہے

(وَلَا يَمْنَعُ) الطَّهَارَةَ (وَنِيمٌ) --- وَكَذَا دُهْنٌ وَدُسُومَةٌ (قَوْلُهُ: وَدُسُومَةٌ) هِيَ اثَرُ الدُّهْنِ. قَالَ فِي الشُّرُنْبُلَالِيَّةِ قَالَ الْمَقْدِسِيَّ: وَفِي الْفَتَاوَى دَهَنَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ تَوَضَّا وَامَرَّ الْمَاءَ عَلَى رِجْلَيْهِ وَلَمْ يَقْبَلْ الْمَاءَ لِلدُّسُومَةِ جَازَ لِوُجُودِ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ.[1]

ترجمہ: اور طہارت کا مانع نہیں مکھی اور مچھر کا وہ گوہ جس کے نیچے پانی نہیں پہنچا۔۔۔ اور اسی طرح تیل اور چکنائی مانع طہارت نہیں شرنبلالیہ میں کہا ہے کہ مقدسی نے کہا اور فتاویٰ میں ہے کہ ایک شخص نے پاؤں کو تیل لگایا پھر وضو کیا اور پانی کو پاؤں پر گزار دیا اور پانی کو جذب نہیں کیا بوجہ چکنائی کے تو وضو جائز ہے بوجہ پاؤں دھونے کے۔

مسئلہ 100: (وَيَجِبُ) اَيْ يُفْرَضُ (غَسْلُ) كُلِّ مَا يُمْكِنُ مِنْ الْبَدَنِ بِلَا حَرَجٍ مَرَّةً كَاذُنٍ وَ (سُرَّةٍ وَشَارِبٍ وَحَاجِبٍ وَ) اثْنَاءِ (لِحْيَةٍ) وَشَعْرِ رَاسٍ وَلَوْ مُتَلَبِّدًا لِمَا فِي - {فَاطَّهَّرُوا} [المائدة: 6]- مِنْ الْمُبَالَغَةِ--- (وَكَفَى، بَلْ اصْلُ ضَفِيرَتِهَا) اَيْ شَعْرُ الْمَرْاةِ الْمَضْفُورِ لِلْحَرَجِ، امَّا الْمَنْقُوضُ فَيُفْرَضُ غَسْلُ كُلِّهِ اتِّفَاقًا وَلَوْ لَمْ يَبْتَلَّ اصْلُهَا يَجِبُ نَقْضُهَا مُطْلَقًا هُوَ الصَّحِيحُ--- (لَا) يَكْفِي بَلْ (ضَفِيرَتُهُ) فَيَنْقُضُهَا وُجُوبًا (وَلَوْ عَلَوِيًّا اوْ تُرْكِيًّا) لِامْكَانِ حَلْقِهِ. (قَوْلُهُ: وَلَوْ عَلَوِيًّا اوْ تُرْكِيًّا) هُوَ الصَّحِيحُ لِعَدَمِ الضَّرُورَةِ وَلِلِاحْتِيَاطِ.[2]

ترجمہ: اور واجب ہے یعنی فرض ہے دھونا ایک بار ہر اس محل کا بدن سے جس کا دھونا بدون مشقت کے ہو سکتا ہو چنانچہ کان اور ناف اور مونچھ اور بھووں و داڑھی اور سر کے بالوں کے اندر کا دھونا اگرچہ سر کے بال گوندسے باہم چپکے ہوں اس واسطے کہ فالطہروا کے لفظ میں مبالغہ نکلتا ہے۔۔۔ اور کفایت کرتا ہے تر کرنا اور بھگونا عورت کی گوندھی چوٹی کی جڑ کا یعنی گوندھے بالوں کا دھونا عورت پر فرض نہیں جڑوں کا تر کر دینا کفایت کرتا ہے تکلیف اور مشقت کی وجہ سے ضفیرہ سے مراد عورت کے گوندھے بال ہیں۔اور عورت کو کھلے بالوں کا تو بالکل دھونا فرض ہے بالاتفاق یعنی یہاں فقط جڑوں کا تر کرنا کافی نہ ہو گا اور گوندھی چوٹی کی جڑ نہ بھیگے تو چوٹی کا کھولنا واجب ہے ہر حالت میں سے یہی قول صحیح ہے۔۔۔ کفایت نہیں کرتا ہے مرد کو گوندھی چوٹی کا بھگونا تو واجب یعنی فرض ہے اس کا مسئلہ 101: اگر عورت

---

[1] اایضا ابن عابدین، ص316ج1محولہ بالہ

[2] ابن عابدین،رد المحتار علی الدر المختارص312ج1محولہ بالہ

کے لئے سر پر پانی ڈالنا کسی وجہ سے مناسب نہ ہو تو ایسی صورت میں اگر باقی سارے بدن پر پانی ڈالے گی تو بھی اس کا غسل ہو جائے گا لیکن جب اسے صحت ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ سر دھولے دوبارہ غسل کرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ 102: اگر جمعہ کا دن ہو اور ساتھ ہی عید کا بھی اور کوئی شخص غسل جنابت کرنا چاہے تو یہی ایک غسل تینوں کے لئے ہو سکتا ہے۔ صرف نیت تینوں کی ہونی چاہیئے تاکہ ثواب بھی مل جائے۔

کھولنا اگر مرد علوی یا ترکی ہو اس واسطے کہ مرد کو سر کا مونڈنا یعنی بدون قباحت اور بدنمائی کے ممکن ہے برخلاف عورت کے۔ اور یہ قول کہ اگر کہ ترکی ہو یا علوی اور یہ صحیح ہے کیونکہ اتنے بڑے بال رکھنے کی ضرورت اور احتیاج دین میں نہیں۔

مسئلہ 101: ولو ضرها غسل راسها تركته، وقيل تمسحه [1]

ترجمہ: اور اگر سر کا دھونا عورت کو ضرر کرتا ہو تو سر کا دھونا چھوڑ دے یعنی درصورت ضرر سر کا دھونا اور مسح کرنا بھی غسل جنابت وغیرہ میں ساقط ہے سر کو چھوڑ کے باقی بدن دھودے پاک ہو جائے گی۔

مسئلہ 102: ويكفي غسل واحد لعيد وجمعة اجتمعا مع جنابة كما لفرضي جنابة وحيض [2]

ترجمہ: اور کفایت کرتا ہے ایک بار غسل کرنا اس عید اور جمعہ کے واسطے جو جنابت کے ساتھ جمع ہوئے جیسے کہ جنابت اور حیض دونوں فرضوں کے واسطے ایک غسل کفایت کرتا ہے۔ اجتماع حیض اور جنابت کی صورت یہ ہے کہ انقطاع حیض کے بعد جماع یا احتلام واقع ہوا ۔

اور شامی میں تفصیل سے بیان ہوا ہے

وَيَكْفِي غُسْلٌ وَاحِدٌ لِعِيدٍ وَجُمُعَةٍ اجْتَمَعَا مَعَ جَنَابَةٍ كَمَا لِفَرْضَيْ جَنَابَةٍ وَحَيْضٍ (قَوْلُهُ: اجْتَمَعَا مَعَ جَنَابَةٍ) اقُولُ: وَكَمَا لَوْ كَانَ مَعَهُمَا كُسُوفٌ وَاسْتِسْقَاءٌ، وَهَذَا كُلُّهُ اذَا نَوَى ذَلِكَ لِيَحْصُلَ لَهُ ثَوَابُ الْكُلِّ تَامَّلْ.[3]

ترجمہ: اور کفایت کرتا ہے ایک بار غسل کرنا اس عید اور جمعہ کے واسطے جو جنابت کے ساتھ جمع ہوئے جیسے کہ جنابت اور حیض دونوں فرضوں کے واسطے ایک غسل کفایت کرتا ہے یہ قول کہ دونوں جمع ہو جائے جنابت کے ساتھ میں کہتا ہوں جیسا کہ ہو جائے حیض وجنابۃ کے ساتھ نماز کسوف یا نماز استسقاء کیلئے غسل کرنا اور یہ سب جب ان کی نیت کی جائے تاکہ اس کو حاصل ہو جائے سب کا ثواب اس میں غور وفکر کر۔

---

[1] ا یضاالدرالمختار للحصفکی ص26ج1محولہ بالہ

[2] ا یضاالدرالمختار للحصفکی ص26ج1محولہ بالہ

[3] ایضا ابن عابدین،ص341ج1محولہ بالہ

مسئلہ 103: اگر عورت پر غسل جنابت فرض ہو جائے لیکن ابھی غسل کیا نہ ہو کہ اس کا حیض شروع ہو گیا یا حالت حیض میں اسے احتلام ہو گیا۔ تو اس صورت میں اسے چاہیئے کہ حیض بند ہونے کے بعد ہی غسل کر لے وہی کافی ہے۔

مسئلہ 104: عورت اگر نہائے تو فرج خارج یعنی چھوٹے پیشاب گاہ کے بیرونی حصہ کا دھونا بھی فرض ہے۔ اور اگر مرد غیر ختنہ شدہ ہو اور نہائے تو حشفہ پر زائد چمڑے کے الٹانے میں اگر اسے تکلیف نہ ہو تو اندرونی حصے کا دھونا بھی فرض ہے۔ اور اگر اسے یہ مشکل ہو تو پھر مستحب ہے۔

مسئلہ 103: وَاذَا اجْنَبَتْ الْمَرْاةُ ثُمَّ ادْرَكَهَا الْحَيْضُ، فَانْ شَاءَتْ اغْتَسَلَتْ، وَانْ شَاءَتْ اخَّرَتْ حَتَّى تَطْهُرَ وَعِنْدَ مَالِكٍ عَلَيْهَا انْ تَغْتَسِلَ بِنَاءً عَلَى اصْلِهِ انَّ الْحَائِضَ لَهَا انْ تَقْرَا الْقُرْانَ فَفِي اغْتِسَالِهَا مِنْ الْجَنَابَةِ هَذِهِ الْفَائِدَةُ۔[1]

ترجمہ: جب ایک عورت جنبی ہو جائے اور پھر اس پر حیض آئے تو اس کی مرضی ہے کہ غسل کرے یا آخر میں حیض سے پاک ہونے پر غسل کرے اور امام مالکؒ کے نزدیک اس پر لازم ہے کہ غسل کرے اپنے اصل حال میں ہونے پر کیونکہ حائضہ کیلئے قرآن مجید کی تلاوت جائز ہے تو جنابت سے اغتسال میں یہ فائدہ ہے۔

اور شامی میں ہے

وَيَكْفِي غُسْلٌ وَاحِدٌ لِعِيدٍ وَجُمُعَةٍ اجْتَمَعَا مَعَ جَنَابَةٍ كَمَا لِفَرْضَيْ جَنَابَةٍ وَحَيْضٍ[2]

ترجمہ: اور کفایت کرتا ہے ایک بار غسل کرنا اس عید اور جمعہ کے واسطے جو جنابت کے ساتھ جمع ہوئے جیسے کہ جنابت اور حیض دونوں فرضوں کے واسطے ایک غسل کفایت کرتا ہے.

مسئلہ 104: (وفرج خارج) لانه كالفم لا داخل لانه باطن، ولا تدخل اصبعها في قبلها، به يفتى (لا) يجب (غسل ما فيه حرج كعين) وان اكتحل بكحل نجس(وثقب انضم و)، لا (داخل قلفة) بل يندب هو الاصح قاله الكمال، وعلله بالحرج[3]

ترجمہ: اور فرض ہے عورت کو فرج خارج کا دھونا اس واسطے کہ عورت کی باہر کی شرمگاہ منہ کے مانند ہے کہ من وجہ داخل ہے اور من وجہ خارج فرض نہیں فرج داخل کا دھونا اس واسطے کہ وہ اندر بدن کے داخل ہے اور اندر کا دھونا ساقط ہے اور عورت انگلی کو اپنی شرمگاہ میں داخل نہ کرے اسی کا فتوٰی ہے یعنی غسل میں یہ کام نہ کرے مزید طہارت کے خیال سے کیونکہ اندر کا دھونا واجب نہیں، واجب نہیں غسل میں دھونا وہاں کا جس میں مشقت اور تکلیف ہے چنانچہ آنکھ کا دھونا اگرچہ اس میں ناپاک سرمہ لگایا ہو بند سوراخ اور داخل قلفہ کا دھونا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے یہی قول صحیح تر ہے ایسا کہا ہے کمال الدین صاحب نے اور حرج کو عدم وجوب غسل کی علت بیان کیا ہے

اور شامی نے لکھا ہے

---

[1] بحرالرائق ص 61ج1 محولہ بالہ

[2] أیضاابن عابدین،ص341ج1محولہ بالہ

[3] ایضا الدالمختار للحصفکی ص 26محولہ بالہ

وَفَرْجٍ خَارِجٍ لِانَّهُ كَالْفَمِ لَا دَاخِلٍ؛ لِانَّهُ بَاطِنٌ، وَلَا تُدْخِلُ اصْبُعَهَا فِي قُبُلِهَا بِهِ يُفْتِي. لَا (دَاخِلَ قُلْفَةٍ) يُنْدَبُ هُوَ الْاصَحُّ قَالَهُ الْكَمَالُ، وَعَلَّلَهُ بِالْحَرَجِ فَسَقَطَ الْاشْكَالُ. وَفِي الْمَسْعُودِيِّ انْ امْكَنَ فَسْخُ الْقُلْفَةِ بِلَا مَشَقَّةٍ يَجِبُ وَالَّا لَا[1]

ترجمہ: اور فرض ہے عورت کو فرج خارج کا دھونا اس واسطے کہ عورت کی باہر کی شرمگاہ منہ کے مانند ہے کہ من وجہ داخل ہے اور من وجہ خارج فرض نہیں فرج داخل کا دھونا اس واسطے کہ وہ اندر بدن کے داخل ہے اور اندر کا دھونا ساقط ہے اور عورت انگلی کو اپنی شرمگاہ میں داخل نہ کرے اسی کا فتویٰ ہے یعنی غسل میں یہ کام نہ کرے مزید طہارت کے خیال سے کیونکہ اندر کا دھونا واجب نہیں، واجب نہیں غسل میں دھونا وہاں کا جس میں مشقت اور تکلیف ہے چنانچہ آنکھ کا دھونا اگرچہ اس میں ناپاک سرمہ لگایا ہو بند سوراخ اور داخل قفلہ کا دھونا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے یہی قول صحیح تر ہے ایسا کہا ہے کمال الدین صاحب نے اور حرج کو عدم وجوب غسل کی علت بیان کیا ہے اور مسعودی میں ہے کہ اگر قفلہ کا کھولنا ممکن ہو بغیر مشقت کے تو واجب ورنہ نہیں۔

---

[1] ایضاا بن عابدین، ص313ج1محولہ بالہ

مبحث چہارم وضو اور غسل کے احکام:

چھوٹے اور بڑے وضو سے بے وضو ہونے کے احکام:

(چھوٹے بے وضو ہونے سے مراد وضو کا ٹوٹنا اور بڑے سے مراد جنابت، حیض اور نفاس ہے۔ پہلے کو حدث اصغر اور دوسرے کو حدث اکبر کہتے ہیں)

مسئلہ 105: اگر کسی پر غسل جنابت فرض ہو جائے اور ابھی نہایا نہ ہو یا عورت حالت حیض میں ہو تو اسکے لئے ایسی حالت میں طواف کعبہ منع ہے۔ اور مسجد میں داخل ہونا بھی حرام ہے۔ لیکن اگر سخت ضرورت ہو تو پھر جائز ہے مثلا اسکے گھر کا دروازہ مسجد میں ہو اور اسی دروازے کے سوا دوسرا راستہ نکلنے کا بھی نہ ہو، اور اسی گھر کے علاوہ دوسری جگہ اسکے لئے سکونت بھی ناممکن ہو یا کوئی مسافر ہو کہ جس پر غسل لازم ہو گیا اور مسجد میں ہی کوئی چشمہ پانی یا کنواں ہو یا حوض ہو اور دوسری جگہ پانی نہ مل سکے تو اسکے لئے یہ بھی جائز ہے۔ کہ تیمم کر کے مسجد میں داخل ہو جائے۔

مسئلہ 105: وَيَحْرُمُ بِالْحَدَثِ الْأَكْبَرِ دُخُولُ مَسْجِدٍ--- وَلَوْ لِلْعُبُورِ خِلَافًا لِلشَّافِعِيِّ الَّا لِضَرُورَةٍ حَيْثُ لَا---وَ يَحْرُمُ بِهِ طَوَافٌ لِوُجُوبِ الطَّهَارَةِ فِيهِ قَوْلُهُ: حَيْثُ لَا يُمْكِنُهُ غَيْرُهُ بان كَانْ يَكُونَ بَابُ بَيْتِهِ الَى الْمَسْجِدِ دُرَرٌ ايْ وَلَا يُمْكِنُهُ تَحْوِيلُهُ وَلَا يَقْدِرُ عَلَى السُّكْنَى فِي غَيْرِهِ بَحْرٌ. قُلْت: يَدُلُّ عَلَيْهِ الْحَدِيثُ الْمَارُّ، وَمِنْ صُوَرِهِ مَا فِي الْعِنَايَةِ عَنْ الْمَبْسُوطِ: مُسَافِرٌ مَرَّ بِمَسْجِدٍ فِيهِ عَيْنُ مَاءٍ وَهُوَ جُنُبٌ وَلَا يَجِدُ غَيْرَهُ فَانَّهُ يَتَيَمَّمُ لِدُخُولِ الْمَسْجِدِ عِنْدَنَا.[1]

ترجمہ: اور حدث اکبر یعنی جنابت اور حیض و نفاس کی حالت میں حرام ہے مسجد جانا۔۔۔ اگرچہ گذران ہو خلاف ثابت ہے امام شافعیؒ کا مگر عبور کرنا جائز ہے ضرورت سے اس طرح پر کہ سوائے مسجد کے اور طرف سے نکلنا اس کو ممکن نہیں۔۔۔ اور حرام ہے حالت جنابت میں طواف کیونکہ اس میں طہارت کا ہونا واجب ہے۔ ضرورت کی صورت یہ ہے کہ اس کے گھر کا دروازہ مسجد میں ہو اور غیر ضرورت کی قید ملا خسرو کے دور میں لگائی ہے اور خوب قید ہے اگرچہ اطلاق مشائخ کے مخالف ہے صاحب بحر نے کہا اس میں قید یہ لگانا بھی لائق ہے کہ دوسری طرف دروازہ نہیں کر سکتا اور اس گھر کے سوائے اور مکان کے رہنے پر قادر نہیں۔ میں کہتا ہوں اس پر دلالت کرتا ہے گزرنے والے کی حدیث اور اس کی صورت وہ ہے جو عنایہ میں مبسوط سے نقل کی گئی ہے کہ ایک مسافر مسجد میں چلا گیا جس میں پانی کا چشمہ ہو اور مسافر جنب ہو اور اس کے بغیر اور کوئی پانی نہ مل جائے تو ہمارے ائمہ کے نزدوہ مسجد میں داخل ہونے کیلئے تیمم کرے۔

---

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار ص335 ج١ محولہ بالہ

مسئلہ106: اگر کسی مرد پر غسل جنابت لازم ہو جائے یا کوئی عورت حالت حیض میں ہو۔ یا کوئی یونہی بغیر وضو کے ہو تو ان کے لئے قرآن پاک کو ہاتھ لگانا جائز نہیں۔ اور آستین (اسمیں بھی بعض علماء کا اختلاف موجود ہے) یا دامن سے بھی پکڑنا جائز نہیں۔ ہاں اگر بدن کے پہنے ہوئے لباس کے علاوہ کسی دوسرے کپڑے مثلاً رومال وغیرہ سے پکڑے۔ یا کلام پاک علیحدہ کپڑے میں رکھا گیا ہو۔ یا کلام پاک کی (جلدوں) کو جامہ پہنایا گیا ہو۔ اسی کے ساتھ سیا نہ ہو یعنی اس سے علیحدہ کیا جاسکے تو اس صورت میں اسے ہاتھ لگانا اور پکڑنا جائز ہے۔ اسی طرح اگر کسی تعویز پر یا کسی روپیہ پر یا کسی اور چیز پر آیت نقش ہو تو اسکا پکڑنا بھی جائز نہیں۔ لیکن خالی جگہ جس پر کچھ تحریر نہ ہو اور ہاتھ تحریر پر نہ لگے تو اس صورت میں ہاتھ لگانا جائز ہے۔ لیکن یہ بھی اچھا نہیں اگر روپیہ پرس/بٹوہ میں ہو یا دوسری چیزوں میں ہو تو اسے اٹھا سکتے ہیں۔

مسئلہ106: " وليس لهم مس المصحف الا بغلافه ولا اخذ درهم فيه سورة من القران الا بصرته وكذا المحدث لا يمس المصحف الا بغلافه " لقوله عليه الصلاة والسلام " لا يمس القران الا طاهر " ثم الحدث والجنابة حلا اليد فيستويان في حكم المس والجنابة حلت الفم دون الحدث فيفترقان في حكم القراءة وغلافه ما يكون متجافيا عنه دون ما هو متصل به كالجلد المشرز هو الصحيح ويكره مسه بالكم هو الصحيح لانه تابع له بخلاف كتب الشريعة لاهلها حيث يرخص في مسها بالكم لان فيه ضرورة ولا باس بدفع المصحف الى الصبيان لان في المنع تضييع حفظ القران وفي الامر بالتطهير حرجا بهم وهذا هو الصحيح.[1]

ترجمہ: اور ان کیلئے بغیر غلاف قرآن چھونا جائز نہیں اور نہ ایسے درہم کو لینا جس میں قرآن کی صورت ہو مگر اس کی ہمیانی کے ساتھ اور اسی طرح بغیر غلاف کے محدث بھی قرآن نہ چھوئے کیونکہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ قرآن کو پاک ہی چھوئے۔ پھر حدث اور جنابت دونوں نے ہاتھ میں حلول کیا ہے۔ لہٰذا چھونے کے حکم میں دونوں برابر ہوں گے اور جنابت نے منہ میں بھی حلول کیا نہ کہ حدث نے تو قرآن پڑھنے کے حکم میں دونوں جدا ہوں گے اور اس کا غلاف وہ ہوتا ہے جو مصحف سے جدا ہو نہ وہ جو اس کے ساتھ متصل ہو جیسے مشرز (چولی) یہی صحیح ہے اور آستین سے مصحف کا چھونا مکروہ ہے یہی صحیح ہے کیونکہ آستین اس کے تابع ہے برخلاف شرعی کتابوں کے جو ان کے اہل کے پاس ہیں۔ کیونکہ ان کو آستین سے ان کے چھونے کی اجازت ہے اس لئے کہ اس میں ضرورت ہے اور بچوں کو مصحف دینے میں کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ روکنے میں حفظ قرآن کا ضائع کرنا ہے اور بچوں کو ہر وقت طہارت کا حکم دینے میں ان کے حق میں حرج ہے اور بچوں کے بارے میں یہی حکم صحیح ہے۔

اور شامی نے یہ تفصیل لکھی ہے

وَمَسُّهُ وَلَوْ مَكْتُوبًا بِالْفَارِسِيَّةِ فِي الْاَصَحِّ وَالَّا بِغِلَافِهِ الْمُنْفَصِلِ كَمَا مَرَّ وَكَذَا يُمْنَعُ حَمْلُهُ كَلَوْحٍ وَوَرَقٍ فِيهِ ايَةٌ. (قَوْلُهُ وَمَسُّهُ) ايْ الْقُرْانِ وَلَوْ فِي لَوْحٍ اوْ دِرْهَمٍ اوْ حَائِطٍ، لَكِنْ لَا يُمْنَعُ الَّا مِنْ مَسِّ الْمَكْتُوبِ، بِخِلَافِ الْمُصْحَفِ فَلَا يَجُوزُ مَسُّ الْجِلْدِ وَمَوْضِعِ الْبَيَاضِ مِنْهُ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: يَجُوزُ، وَهَذَا اقْرَبُ الَى الْقِيَاسِ، وَالْمَنْعُ اقْرَبُ الَى التَّعْظِيمِ كَمَا فِي الْبَحْرِ: ايْ وَالصَّحِيحُ الْمَنْعُ كَمَا نَذْكُرُهُ وَمِثْلُ الْقُرْانِ سَائِرُ الْكُتُبِ السَّمَاوِيَّةِ كَمَا قَدَّمْنَاهُ عَنْ الْقُهُسْتَانِيِّ وَغَيْرِهِ وَفِي التَّفْسِيرِ وَالْكُتُبِ الشَّرْعِيَّةِ خِلَافٌ مَرَّ (قَوْلُهُ الَّا بِغِلَافِهِ الْمُنْفَصِلِ) ايْ كَالْجِرَابِ وَالْخَرِيطَةِ دُونَ الْمُتَّصِلِ كَالْجِلْدِ الْمُشْرِزِ هُوَ

---

[1] ایضا المرغيناني، أبو الحسن برهان الدين (المتوفى: 593هـ) الهداية في شرح بداية المبتدي ص33ج1محولہ بالہ

مسئلہ 107: بے وضو ہونے کی حالت میں قرآن شریف اور اسکے پاروں کو ہاتھ لگانا جائز نہیں۔ چاہے خالی جگہوں کو ہاتھ لگائیں ہو یا لکھے ہوئے کو۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ خالی جگہوں (حصوں) کا ہاتھ لگانا جائز ہے۔ لیکن احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اول الذکر پر عمل کیا جائے۔

مسئلہ 108: حدث اکبر کی حالت میں کلام پاک پڑھنا جائز نہیں اگرچہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگر عورت حالت حیض میں بچوں کو پڑھائے۔ ہجے کر کے (توڑ توڑ کر) پڑھاتی جائے یا ایک ہی سانس میں ایک آیت نہ پڑھے بلکہ ایک، ایک یا دو، دو کلموں کے بعد سانس لیا کرے تو یہ جائز ہے۔ اسی طرح اگر قرآن مجید کو ہاتھ لگائے بغیر کسی تنکے وغیرہ سے صفحوں کو الٹ سکتی ہو تو یہ بھی جائز ہے۔ اس طرح یہ حکم جنابت کی حالت کے لئے بھی ہے۔

الصَّحِيحُ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى؛ لِانَّ الْجِلْدَ تَبَعٌ لَهُ سِرَاجٌ، وَقَدَّمْنَا انَّ الْخَرِيطَةَ الْكِيسُ.[1]

ترجمہ: اور مصحف کا مسح کرنا اگرکہ فارسی زبان میں ترجمہ کیا گیا ہو صحیح روایت کے مطابق مگر علیحدہ غلاف میں جیسا کہ بیان ہوا اور اسی طرح اس کا اپنے ساتھ رکھنا جیسا کہ لوہے کے ٹکڑے یا اوراق جس پر آیات قرآن لکھی گی ہوں۔ یہ قول کہ قرآن کا مسح کرنا یعنی قرآن کا مسح کرنا اگرکہ لوہے کے ٹکڑے یا درہم یا دیوار پر ہو لیکن سارے کا مسح منع نہیں مگر جس جگہ لکھا گیا ہو اس کا بخلاف قرآن کے مصحف کے کہ اس کے جلد کو بھی ہاتھ لگانا جائز نہیں اور خالی جگہوں کو بھی اور بعض نے کہا کہ جائز ہے اور یہ قیاس کے زیادہ قریب ہے اور منع کرنا تعظیم کے زیادہ قریب ہے جیسا کہ بحر میں ہے یعنی صحیح یہ ہے کہ منع کیا جائے جیسا ہم نے بیان کیا ہے اور قرآن کی طرح دوسری آسمانی کتب کا بھی حکم ہے۔ جیسا کہ ہم نے قہستانی وغیرہ سے بیان کیا ہے تفاسیر یا دوسری مذہبی کتابوں کے بارے میں خلاف ہے یہ قول کہ علیحدہ کپڑے سے ہو جیسا کہ جراب یا اس کی قمیص جو اس کے ساتھ سیا گیا نہ ہو اور صحیح یہ ہے اور اس پر فتویٰ ہے کیونکہ جلد اس کی تابع ہے سراج، اور ہم نے بیان کیا ہے کہ سیا گیا قمیص اس سے علیحدہ پرس (بٹوا) کی طرح ہے۔

مسئلہ 107: اذَا مَسَّ لَوْحًا مَكْتُوبًا عَلَيْهِ ايَةٌ، وَكَذَا الدِّرْهَمُ وَالْحَائِطُ وَتَقْيِيدُهُ بِالسُّورَةِ فِي الْهِدَايَةِ اتِّفَاقِيٌّ بَلْ الْمُرَادُ الْايَةُ لَكِنْ لَا يَجُوزُ مَسُّ الْمُصْحَفِ كُلِّهِ الْمَكْتُوبِ وَغَيْرِهِ بِخِلَافِ غَيْرِهِ فَانَّهُ لَا يُمْنَعُ الَّا مَسُّ الْمَكْتُوبِ كَذَا ذَكَرَهُ فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ مَعَ انَّ فِي الْاوَّلِ اخْتِلَافًا فَقَالَ فِي غَايَةِ الْبَيَانِ، وَقَالَ بَعْضُ مَشَايِخِنَا الْمُعْتَبَرُ حَقِيقَةُ الْمَكْتُوبِ حَتَّى انْ مَسَّ الْجِلْدَ وَمَسَّ مَوَاضِعَ الْبَيَاضِ لَا يُكْرَهُ؛ لِانَّهُ لَمْ يَمَسَّ الْقُرْانَ وَهَذَا اقْرَبُ الَى الْقِيَاسِ وَالْمَنْعُ اقْرَبُ الَى التَّعْظِيمِ اهـ.[2]

ترجمہ: جب ایک لوح کو مس کیا جائے جس پر آیۃ مبارکہ لکھی ہو اور اسی طرح درہم پر، دیوار پر اور ہدایہ میں اس سورت کے ساتھ مقید کیا ہے یہ قید اتفاقی ہے بلکہ اس سے مراد آیات ہے لیکن سارے مصحف کا مس جائز نہیں اور اس کے علاو مصحف میں اور مصحف کے علاوہ صرف مکتوب جگہ پر اسی طرح سراجالوہاج میں ہے ساتھ ہی یہ لکھا ہے کہ پہلے کہ بیان میں اختلاف ہے پس غایۃالبیان میں لکھا ہے بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اس میں اعتبار عین مکتوب کی ہے کہ جلد اور خالی جگہوں کا مس کرنا مکروہ نہیں کیونکہ اس نے قرآن مس نہیں کیا اور یہ قرب قیاس بھی ہے اور منع قرآن کی تعظیم کے زیادہ قریب ہے۔

---

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختارص535ج1محولہ بالہ

[2] ایضا بابن نجیم المصري (المتوفی: 970ھ) البحر الرائق شرح كنز الدقائق ص 211ج1محولہ بالہ

مسئلہ 109: حدث اکبر کی صورت میں درود شریف کا پڑھنا، اللہ تعالیٰ کا نام لینا، دعا کی آیتوں کو دُعا کی نیت سے پڑھنا، توبہ استغفار پڑھنا یہ سب جائز ہیں۔ لیکن تلاوت کی نیت سے قرآن مجید پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اگر زبانی یاد ہو اور پڑھے تو بھی جائز نہیں۔ اور اگر قرآن شریف کو یونہی دیکھے اور تلاوت نہ کرے تو جائز ہے۔ اس میں کوئی برائی نہیں۔ اور اگر حالت جنابت میں قرآن شریف یا پارہ لکھے۔ اور میز یا سرھانے پر رکھا ہو اور لکھی ہوئے جگہوں پر ہاتھ نہ لگیں اور پڑھے بھی نہ تو امام ابو یوسفؒ صاحب فرماتے ہیں کہ جائز ہے لیکن امام محمدؒ صاحب فرماتے ہیں کہ ناجائز ہے۔

مسئلہ 108: (وَمِنْهَا) حُرْمَةُ قِرَاءَةِ الْقُرْانِ لَا تَقْرَا الْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ وَالْجُنُبُ شَيْئًا مِنْ الْقُرْانِ وَالْآيَةَ وَمَا دُونَهَا سَوَاءٌ فِي التَّحْرِيمِ عَلَى الْاصَحِّ --- وَاذَا حَاضَتْ الْمُعَلِّمَةُ فَيَنْبَغِي لَهَا انْ تُعَلِّمَ الصِّبْيَانَ كَلِمَةً كَلِمَةً وَتَقْطَعُ بَيْنَ الْكَلِمَتَيْنِ وَلَا يُكْرَهُ لَهَا التَّهَجِّي بِالْقُرْانِ .كَذَا فِي الْمُحِيطِ .[1]

ترجمہ: اور منجملہ ان احکام کے یہ ہے کہ قرآن پڑھنا حرام ہے حیض والی اور نفاس والی عورت اور جنب ذرا بھی قرآان نہ پڑھیں پوری آیت ہو یا کم ہو دونوں موافق قول اصح کے حرام ہونے میں برابر ہے۔۔۔ اگر معلمہ یعنی پڑھانے والی عورت کو حیض آجائے تو اس کو لائق ہے کہ لڑکوں کو ایک ایک کلمہ سکھادے اور دو کلموں کے درمیان میں توقف کرے اور قرآن کے ہجے اس کو مکروہ نہیں یہ محیط میں لکھا ہے

اور شامی میں ہے

(قوله: ومسه) اي مس القران وكذا سائر الكتب السماوية. قال الشيخ اسماعيل: وفي المبتغى: ولا يجوز مس التوراة والانجيل والزبور وكتب التفسير. اهـ. وبه علم انه لا يجوز مس القران المنسوخ تلاوة وان لم يسم قرانا متعبدا بتلاوته،[2]

ترجمہ: یہ قول کہ اس کا مس کرنا یعنی قرآن مس کرنا اور اسی طرح تمام آسمانی کتب شیخ اسماعیل نے کہا ہے اور مبتغی میں ہے کہ جائز نہیں توراۃ کا مس کرنا اور نہ انجیل کا اور نہ زبور کا اور تفاسیر کی کتب کا الخ اور اس سے معلوم ہوا کہ منسوخ التلاوت قرآن کا مس بھی جائز نہیں اگرچہ غیر تلاوت کی وجہ سے یہ قرآن نہیں مانا جاتا۔

مسئلہ 109: (وَ) يَحْرُمُ بِهِ (تِلَاوَةُ الْقُرْانِ) وَلَوْ دُونَ ايَةٍ عَلَى الْمُخْتَارِ (بِقَصْدِهِ) فَلَوْ قَصَدَ الدُّعَاءَ اوْ الثَّنَاءَ اوْ افْتِتَاحَ امْرٍ اوْ التَّعْلِيمَ وَلَقَّنَ كَلِمَةً كَلِمَةً حَلَّ فِي الْاصَحِّ،--- (وَ) لَا تُكْرَهُ (كِتَابَةُ قُرْانٍ وَالصَّحِيفَةُ اوْ اللَّوْحُ عَلَى الْارْضِ عِنْدَ الثَّانِي) خِلَافًا لِمُحَمَّدٍ. وَيَنْبَغِي انْ يُقَالَ انْ وُضِعَ عَلَى الصَّحِيفَةِ مَا يَحُولُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ يَدِهِ يُؤْخَذُ بِقَوْلِ الثَّانِي وَالَّا فَبِقَوْلِ الثَّالِثِ قَالَهُ الْحَلَبِيُّ.[3]

ترجمہ: اور حدث اکبر سے حرام ہے تلاوت قرآن کی اگرچہ آیت سے کم پڑھے بنا بر قول مختار کے قرآن کا ارادہ کر کے جنب وغیرہ کو تلاوت کرنا حرام ہے تو اگر آیت قرآنی سے دعا کرنے کا قصد کیا یا ستائش کا یا شروع کرنا کسی کام کا یا تعلیم کا اور ایک ایک کلمہ جدا جدا تعلیم کیلئے تو اس طرح حلال ہے صحیح تر قول میں۔ اور مکروہ نہیں ہے بے وضو کو لکھنا قرآن کا یا کاغذ یا تختی اسپر لکھنا ہے زمین پر ابو یوسفؒ کے نزدیک برخلاف قول امام محمدؒ کے اور یوں کہنا مناسب ہے کہ اگر کاغذ پر چیز رکھی جائے جو درمیان کاغذ اور ہاتھ کے حائل ہو تو ابو یوسفؒ کا قول لیا جائے گا اور اگر یہ نہیں تو محمدؒ کا قول لیا جائے ایسا کہا ہے حلبی میں۔

---

[1] ایضا فتاویٰ الھندیہ ص41 ج 1 محولہ بالہ

[2] ابن عابدین ص 345 ج 1 محولہ بالہ

[3] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختارص346ج1محولہ بالہ

مسئلہ 110: حالت جنابت میں ناخن تراشنا ،یا ناف کے نیچے کے بال مونڈنا یا دوسرے مقام کے بال کاٹنا مکروہ ہے۔

مسئلہ 111:اگر کوئی شخص ایک ہی رات میں اپنی منکوحہ کے ساتھ کئی بار جماع کرناچاہے تو جب آخر میں غسل کرے تو یہی کافی ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ ہر دو جماع کے مابین غسل کرے یا وضو کرے اور بعض علماء تو فرماتے ہیں کہ احتلام ہونے کے بعد اگر بغیر نہائے کسی نے جماع کیا تو ان سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے اکثر دیوانہ یا بخیل ثابت ہو گا۔

مسئلہ 112: اگر گھر میں قرآن شریف مستور (پردہ) میں پڑا ہے۔اور صاحب خانہ اپنی منکوحہ سے جماع کرے تو اسمیں کوئی برائی نہیں۔

مسئلہ 113: اگر کوئی حالت جنابت میں کچھ خور دونوش کرناچاہے۔تو پہلے ہاتھ دھوئے پھر منہ میں پانی لیکر کلی کرے،تب کھائے پیئےاور اگر بغیر کلی وغیرہ کے کچھ کھائے پئے تو بھی جائز ہے۔

مسئلہ110: حَلْقُ الشَّعْرِ حَالَةَ الْجَنَابَةِ مَكْرُوهٌ وَكَذَا قَصُّ الْاظَافِيرِ كَذَا فِي الْغَرَائِبِ[1]

ترجمہ:اور بالوں کا کاٹنا مکروہ ہے حالت جنابت میں اور اسی طرح ناخنوں کا کاٹنا یہ غرائب میں لکھا گیا ہے۔

مسئلہ111:وَلَا مُعَاوَدَةَ اهْلِهِ قَبْلَ اغْتِسَالِهِ الَّا اذَا احْتَلَمَ لَمْ يَاتِ اهْلَهُ (قَوْلُهُ: لَمْ يَاتِ اهْلَهُ) ايْ مَا لَمْ يَغْتَسِلْ لِئَلَّا يُشَارِكَهُ الشَّيْطَانُ كَمَا افَادَهُ رُكْنُ الْاسْلَامِ. وَفِي الْبُسْتَانِ قَالَ ابْنُ الْمُقَنَّعِ، يَاتِي الْوَلَدُ مَجْنُونًا اوْ بَخِيلًا اسْمَاعِيلُ--- وَنَصُّ عِبَارَةِ الْحَلَبِيِّ فِي الْحِلْيَةِ بَعْدَ نَقْلِهِ جُمْلَةَ احَادِيثَ: فَيُسْتَفَادُ مِنْ هَذِهِ الْاحَادِيثِ انَّ الْمُعَاوَدَةَ مِنْ غَيْرِ وُضُوءٍ وَلَا غُسْلٍ بَيْنَ الْجِمَاعَيْنِ امْرٌ جَائِزٌ، وَانَّ الْافْضَلَ انْ يَتَخَلَّلَهَا الْغُسْلُ اوْ الْوُضُوءُ[2]

ترجمہ:اور جنب کو پھر صحبت کرنا اپنی اہلیہ کے نہانے سے پہلے مکروہ نہیں مگر جب کہ جنابت احتلام کے ہونے سے ہوئی ہو تو بدون نہانے کے اپنی اہلیہ سے صحبت نہ کرے یہ قول کہ اپنی اہلیہ کے پاس آئے یعنی جب تک غسل نہ کیا ہو اس لئے کہ اس کے ساتھ شیطان شریک نہ ہو جائے جیسا کہ رکن اسلام نے بیان کیا ہے اور بستان میں ہے کہ ابن مقنع نے لکھا ہے کہ اسی صورت میں ان کو جو بچہ نصیب ہو گا وہ یا بخیل ہو گا یا مجنون اور حلبی کی عبارت اس میں نص ہے جو حلیہ میں تمام احادیث کے نقل کے بعد لکھی ہے،پس ان تمام احادیث سے استفادہ کیا جاتا ہے کہ دوبارہ صحبت بغیر وضو اور غسل کے دونوں کے درمیان ایک جائز کام ہے مگر بہتر غسل یا وضو ہے۔

مسئلہ112: يَجُوزُ قُرْبَانُ الْمَرْاةِ فِي بَيْتٍ فِيهِ مُصْحَفٌ مَسْتُورٌ.[3]

ترجمہ:عورت سے قربت کرنا اس کمرے میں جائز ہے جس میں مصحف در پردہ ہے۔

---

[1] ایضافتاویٰ الھندیہ ص436ج5محولہ بالہ

[2] ایضا ابن عابدین ص351ج1محولہ بالہ

[3] الدرالمختار للحصفکی ص29 محولہ بالہ

اور شامی نے لکھا ہے

يَجُوزُ قُرْبَانُ الْمَرْاةِ فِي بَيْتٍ فِيهِ مُصْحَفٌ مَسْتُورٌ. (قَوْلُهُ: مَسْتُورٌ) ظَاهِرُهُ عَدَمُ جَوَازِهِ اذَا لَمْ يُشْتَرَطْ. اقُولُ: وَعِبَارَةُ الْخَانِيَّةِ: وَلَا بَاسَ بِالْخَلْوَةِ وَالْمُجَامَعَةِ فِي بَيْتٍ فِيهِ مُصْحَفٌ؛ لِانَّ بُيُوتَ الْمُسْلِمِينَ لَا تَخْلُو مِنْ ذَلِكَ.[1]

ترجمہ: عورت سے قربت کرنا اس کمرے میں جائز ہے جس یں مصحف در پردہ ہے۔ یہ قول کہ مستور ہو ظاہر میں عدم جواز کا جب اس میں کوئی شرط نہیں لگائی جائے میں کہتا ہوں اور خانیہ کا عبارت یہ ہے کہ کوئی حرج نہیں اپنی اہلیہ کے ساتھ خلوت اور جماع کرنے میں اس کمرے میں جس میں مصحف ہو کیونکہ مسلمانوں کے گھر اس سے خالی نہیں ہوتے۔

مسئلہ 113: (قنوت) ولا اكله وشربه بعد غسل يد وفم، ولا معاودة اهله قبل اغتساله الا اذا احتلم لم يات اهله.[2]

ترجمہ: مکروہ نہیں جنب وغیرہ کو پڑھنا قنوت کا اسی پر فتویٰ ہے اور مکرہ نہیں جنب وغیرہ کو کھانا اور پینا ہاتھ اور منہ دھوڈالنے کے بعد مگر اگر احتلام ہو جائے تو پھر بدون غسل اپنی اہلیہ سے جماع کیلئے نہ آئے

اور علامہ شامی نے یوں تفصیل لکھی ہے

وَلَا اكْلُهُ وَشُرْبُهُ بَعْدَ غَسْلِ يَدٍ وَفَمٍ، (قَوْلُهُ: بَعْدَ غَسْلِ يَدٍ وَفَمٍ) امَّا قَبْلَهُ فَلَا يَنْبَغِي؛ لِانَّهُ يَصِيرُ شَارِبًا لِلْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ وَهُوَ مَكْرُوهٌ تَنْزِيهًا وَيَدُهُ لَا تَخْلُو مِنْ النَّجَاسَةِ فَيَنْبَغِي غَسْلُهَا ثُمَّ يَاكُلُ، بَدَائِعُ[3]

ترجمہ: اور مکرہ نہیں جنب وغیرہ کو کھانا اور پینا ہاتھ اور منہ دھوڈالنے کے بعد یہ قول کہ ہاتھ منہ دھونے کے بعد اور اس سے پہلے مناسب نہیں کیونکہ یہ مستعمل پانی کے پینے والے ہونگے اور یہ مکروہ تنزیہی ہے اور ان کے ہاتھ نجاست سے خالی نہ ہوگے پس مناسب ہے پہلے اسے دھولے اور پھر کھانا کھائے۔ یہ بدائع والصنائع میں ہے.

[1] ایضا ابن عابدین ص356ج1محولہ بالہ

[2] الدرالمختار للحصفکی ص 30محولہ بالہ

[3] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختارص351ج1محولہ بالہ

مبحث پنجم متفرق مسائل:

مسئلہ 114: اگر کوئی بے وضو ہو اور حدث اکبر سے پاک ہو تو جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔اس کو بھی بغیر غلاف (کپڑا) وغیرہ کے قرآن شریف کو ہاتھ لگانا جائز نہیں۔البتہ پڑھنا جائز ہے۔ لیکن سب سے احسن یہی ہے کہ باوضو ہو کر قرآن شریف پڑھے۔
مسئلہ 115: نابالغ اگر قرآن شریف پڑھے تو بغیر وضو کے بھی اگر وہ اسے ہاتھ لگائے تو کوئی برائی نہیں۔

مسئلہ 116: اگر قرآن پاک کے اوراق پھٹے ہوئے (بوسیدہ) ہوں اور قابل تلاوت نہ ہوں تو انہیں یونہی پھینکنا نہیں چاہیئے بلکہ کسی کپڑے میں لپیٹ کر ایسی جگہ دفن کریں کہ اس پر سے آمد و رفت نہ ہو۔ بہتر یہی ہے کہ اسکے لئے کنارے پر قبر کھود دے۔ یا یونہی جگہ کھود کر اس پر چھت سی بنائی جائے اور اس چھت پر مٹی ڈالی جائے اور خاص قرآن شریف پر مٹی نہیں ڈالنی چاہیئے۔

مسئلہ 114: (و) يحرم (به) اي بالاكبر (وبالاصغر) مس مصحف: اي ما فيه اية كدرهم وجدار، وهل مس نحو التوراة كذلك؟ ظاهر كلامهم لا (الابغلاف متجاف) غير مشرز او بصرة، به يفتى، وحل قلبه بعود. واختلفوا في مسه بغير اعضاء الطهارة وبما غسل منها وفي القراءة بعد المضمضة، والمنع اصح.[1]

ترجمہ: اور حرام ہوتا ہے حدث اکبر اور حدث اصغر سے چھونا مصحف کا مصحف سے یہاں مراد وہ چیز ہے جس میں قرآن شریف کی آیت مرقوم ہو چنانچہ روپیہ اور دیوار۔اور تورات اور مانند اس کے چنانچہ انجیل اور زبور کا چھونا بھی مصحف کے مانند حرام ہے یا نہیں فقہاء نے کا ظاہر کلام اس پر دلالت کرتا ہے کہ اس کا چھونا مکروہ نہیں۔ مگر جدا گانہ غلاف کے ساتھ کہ مصحف پر چپکا نہیں مس مصحف حرام نہیں یا درم کی تھیلی کے ساتھ اس درم کا چھونا جس پر آیت لکھی ہو حرام نہیں اسی کا فتویٰ ہے اور پلٹنا مصحف کے اوراق کا لکڑی سے حلال ہے اور علماء نے اختلاف کیا ہے مصحف کے چھونے میں غیر اعضاء طہارت سے اور ان میں سے جس کو دھولیا اور جنب کے قرآن پڑھنے میں کلی کرنے کے بعد اور جائز نہ کہنا صحیح تر قول ہے۔

اور علامہ شامی نے یوں تفصیل لکھی ہے

(وَ) يَحْرُمُ (بِهِ) اىْ بِالْاَكْبَرِ (وَبِالْاَصْغَرِ) مَسُّ مُصْحَفٍ۔۔۔ وَاِلَّا فَالْوُضُوءُ لِمُطْلَقِ الذِّكْرِ مَنْدُوبٌ لِاَنَّ الْمَسَّ يَحْرُمُ بِالْحَدَثِ وَلَوْ اصْغَرَ، بِخِلَافِ الْقِرَاءَةِ فَكَانَتْ دُونَهُ تَاَمَّلْ.[2]

ترجمہ: اور حرام ہوتا ہے حدث اکبر اور حدث اصغر سے چھونا مصحف کا۔۔۔ ورنہ مطلق ذکر کیلئے وضو مستحب ہے کیونکہ مصحف کا چھونا حدث کے ساتھ حرام ہے اگرچہ اصغر حدث کیوں نہ ہو بخلاف قرآت کے کہ یہ اس سے حکم میں کم ہے۔

مسئلہ 115: (ولا) يكره (مس صبي لمصحف ولوح)ولا باس بدفعه اليه وطلبه منه للضرورة، اذ الحفظ في الصغر كالنقش في الحجر.[3]

---

[1] الدرالمختار للحصفکی ص 29 محولہ بالہ
[2] ایضا ابن عابدین ص347ج۱ محولہ بالہ
[3] الدرالمختار للحصفکی ص 29 محولہ بالہ

مسئلہ 117: اگر کوئی شرعی کتاب ناقابل استعمال ہو جائے یعنی بیکار ہو جائے۔ تو اسکے لئے حکم یہ ہے کہ اس میں سے اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ اور ملائکہ کے نام مٹادئے جائیں۔ باقی کتاب کو جلادیا جائے یا ساری کتاب کو بہتے ہوئے پانی میں ڈال دیا جائے یا دفن کیا جائے۔

ترجمہ: اور مکروہ نہیں چھونا لڑکے بے وضو کا مصحف اور اس تختی کو جس پر قرآن لکھا ہے اور کچھ ڈر نہیں بالغ باوضو کو مصحف کے دینے میں بے وضو لڑکے کو مصحف کے منگانے میں اس سے چنانچہ بحر میں ہے مصحف کا دینا لینا جائز ہوا بسبب ضرورت کے اس واسطے کہ یاد کرنا لڑکپن میں جیسے نقش پتھر میں۔

اور علامہ شامی نے یوں تفصیل لکھی ہے

(وَلَا) يُكْرَهُ (مَسُّ صَبِيٍّ لِمُصْحَفٍ وَلَوْحٍ). (قَوْلُهُ: وَلَا يُكْرَهُ مَسُّ صَبِيٍّ الَخْ) فِيهِ انَّ الصَّبِيَّ غَيْرُ مُكَلَّفٍ[1]

ترجمہ: اور مکروہ نہیں چھونا لڑکے بے وضو کا مصحف اور اس تختی کو جس پر قرآن لکھا ہے یہ قول کہ مکروہ نہیں لڑکے کو چھونا مصحف کا اس میں یہ دلیل ہے کہ لڑکا غیر مکلف ہو۔

مسئلہ 116: المصحف اذا صار بحال لا يقرا فيه يدفن كالمسلم،[2]

ترجمہ: مصحف جبکہ بوسیدہ ہو جائے یا نہایت باریک خط ہو کہ اس میں پڑھا نہ جائے تو دفن کیا جائے مسلمان میت کی طرح۔

اور علامہ شامی نے یوں تفصیل لکھی ہے

الْمُصْحَفُ اذَا صَارَ بِحَالٍ لَا يُقْرَا فِيهِ يُدْفَنُ كَالْمُسْلِمِ، (قَوْلُهُ: يُدْفَنُ) اَيْ يُجْعَلُ فِي خِرْقَةٍ طَاهِرَةٍ وَيُدْفَنُ فِي مَحَلٍّ غَيْرِ مُمْتَهَنٍ لَا يُوطَا. وَفِي الذَّخِيرَةِ وَيَنْبَغِي انْ يُلْحَدَ لَهُ وَلَا يُشَقُّ لَهُ؛ لِانَّهُ يَحْتَاجُ الَى اهَالَةِ التُّرَابِ عَلَيْهِ، وَفِي ذَلِكَ نَوْعُ تَحْقِيرٍ الَّا اذَا جُعِلَ فَوْقَهُ سَقْفٌ بِحَيْثُ لَا يَصِلُ التُّرَابُ الَيْهِ فَهُوَ حَسَنٌ ايْضًا[3]

ترجمہ: مصحف جبکہ بوسیدہ ہو جائے یا نہایت باریک خط ہو کہ اس میں پڑھا نہ جائے تو دفن کیا جائے مسلمان میت کی طرح۔ یہ قول کہ دفن کیا جائے یعنی اس کو کپڑا میں لپیٹ کر ایسی جگہ میں دفن کیا جائے جہاں آمدرفت نہیں ہوتا اور ذخیرہ میں ہے کہ مناسب ہے کہ اس کیلئے لحد بنایا جایا اور شق نہیں کیونکہ اس پر مٹی ڈالی جاتی ہے اور اس میں قرآن کی تحقیر ہے اگر اس کے اوپر ایک چھت بنائی اس طرح کہ مٹی اس کو نہ پہنچے تو بہتر ہو گا۔

---

[1] ابن عابدین، ص349 ج۱ محولہ بالہ

[2] الدرالمختار للحصفکی ص 30 محولہ بالہ

[3] ابن عابدین، 354 ج۱ محولہ بالہ

مسئلہ 118: سر کے نیچے قرآن شریف یا دوسری کوئی شرعی کتاب رکھنا مکروہ ہے۔ لیکن اگر اسکے چوری ہونے کا خوف ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اسی طرح کتاب کے اوپر قلم دوات رکھنا بھی مکروہ ہے۔ لیکن اگر لکھائی کے لئے اسے ایسا رکھنا ضروری ہو تو پھر کوئی برائی نہیں۔

مسئلہ 119: جس روپیہ پر آیت قرآنی نقش ہو اس کا پگھلانا بھی مکروہ ہے اور اگر توڑ دیا جائے تو اس صورت میں پگھلانے میں کوئی کراہت نہیں۔

مسئلہ 117: الکتب التي لا ينتفع بها يمحى عنها اسم الله وملائكته ورسله ويحرق الباقي، ولا باس بان تلقى في ماء جار كما هي او تدفن وهو احسن كما في الانبياء.[1]

ترجمہ: اور عام کتابیں جس سے پڑھنے کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا تو اس سے اللہ تعالیٰ اور ملائکہ اور پیغمبروں کے اسماء مبارکہ کو مٹادیا جائے اور باقی کو جلادیا جائے اور کوئی حرج نہیں اسی طرح کہ جاری پانی میں ڈال دیا جائے اور یا دفن کیا جائے اور یہ بہتر ہے جیسا کہ انبیاء کے بارے میں ہے۔

اور علامہ شامی نے یوں تفصیل لکھی ہیں

(قَوْلُهُ: يُدْفَنُ) وَامَّا غَيْرُهُ مِنْ الْكُتُبِ فَسَيَاتِي فِي الْحَظْرِ وَالْاِبَاحَةِ انَّهُ يُمْحَى عَنْهَا اسْمُ اللَّهِ تَعَالَى وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَيُحْرَقُ الْبَاقِي وَلَا بَاسَ بِانْ تُلْقَى فِي مَاءٍ جَارٍ كَمَا هِيَ اوْ تُدْفَنُ وَهُوَ احْسَنُ[2]

ترجمہ: یہ قول کہ دفن کیا جائے اور ہر کہ کتب سماوی کے علاوہ ہو پس حظر والاباحہ میں اجائے گا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کے اور ملائکہ ورسول کے اسمائے مبارکہ کو مٹادیا جائے اور باقی کو جلادیا جائے اور اس میں بھی کوئی گناہ نہیں کہ جاری پانی میں ڈالا جائے اور یا دفن کیا جائے۔

مسئلہ 118: ويكره وضع المصحف تحت راسه الا للحفظ والمقلمة على الكتاب الا للكتابة.[3]

ترجمہ: اور مکروہ ہے مصحف کا رکھنا اپنے سر کے نیچے مگر حفاظت کی نیت سے درست ہے اور قلمدان کا رکھنا کتاب پر مکروہ ہے مگر لکھنے کے واسطے جائز ہے یعنی کتابت کی حالت میں۔

اور علامہ شامی نے یوں تفصیل لکھی ہیں

وَيُكْرَهُ وَضْعُ الْمُصْحَفِ تَحْتَ رَاسِهِ الَّا لِلْحِفْظِ وَالْمِقْلَمَةِ عَلَى الْكِتَابِ الَّا لِلْكِتَابَةِ.--- (قَوْلُهُ: وَيُكْرَهُ وَضْعُ الْمُصْحَفِ الَخْ) وَهَلْ التَّفْسِيرُ وَالْكُتُبُ الشَّرْعِيَّةُ كَذَلِكَ؟ يُحَرَّرُ ط. اقُولُ: الظَّاهِرُ نَعَمْ كَمَا تُفِيدُهُ الْمَسْالَةُ التَّالِيَةُ، ثُمَّ رَايْته فِي كَرَاهِيَةِ الْعَلَامِيِّ.[4]

---

[1] الدرالمختار للحصفكي ص668 محولہ بالہ

[2] ابن عابدين،رد المحتار على الدر المختارص354ج1محولہ بالہ

[3] الدرالمختار للحصفكي ص 30 محولہ بالہ

[4] ايضا ابن عابدين ص354ج1محولہ بالہ

مسئلہ120: اگر تعویذ پر کوئی آیت نقش ہو اور پھر کپڑے یا کسی دوسری چیز میں لپٹا گیا ہو تو بغیر وضو اور جنابت کی حالت میں اس کو پاس رکھنا منع نہیں لیکن اچھا بھی نہیں۔

ترجمہ: اور مکروہ ہے مصحف کا رکھنا اپنے سر کے نیچے مگر حفاظت کی نیت سے درست ہے اور قلمدان کا رکھنا کتاب پر مکروہ ہے مگر لکھنے کے واسطے جائز ہے یعنی کتابت کی حالت میں۔ اور یہ قول کہ مکروہ ہے مصحف کا رکھنا اور کیا تفسیر کی کتابیں اور دوسری اسلامی کتابیں بھی ایسی ہیں یوں ہی لکھا جاتا ہے میں کہتا ہو ظاہر کلام یہ ہے کہ ہاں جیسا کہ فائدہ دیتا ہے دوسرا مسئلہ پھر میں نے اس کو کراھیۃ العلاصی میں دیکھا ہے۔

مسئلہ119: تکرہ اذابة درھم علیه اية الا اذا کسره.[1]

ترجمہ: مکروہ ہے پگھلانا اور گلانا اس درہم کا جس پر آیت قرآنی کا سکہ ہے مگر جب کہ درہم توڑا جائے تو اب درست ہے.

اور علامہ شامی نے یوں تفصیل لکھی ہے

تُكْرَهُ اذَابَةُ دِرْهَمٍ عَلَيْهِ ايَةٌ الَّا اذَا كَسَرَهُ[2]

ترجمہ: مکروہ ہے پگھلانا اور گلانا اس درہم کا جس پر آیت قرآنی کا سکہ ہے مگر جب کہ درہم توڑا جائے تو اب درست ہے۔

مسئلہ120: رقية في غلاف متجاف لم يكره دخول الخلاء به، والاحتراز افضل.[3]

ترجمہ: جو تعویذ جداگانہ غلاف میں ہو یعنی تعویذ پر مڑھانہ ہو تو اس کا لے جانا بیت الخلاء میں مکروہ تحریمی نہیں اور پرہیز کرنا یعنی باہر رکھ جانا بہتر ہے۔

اور علامہ شامی نے یوں تفصیل لکھی ہے

رُقْيَةٌ فِي غِلَافٍ مُتَجَافٍ لَمْ يُكْرَهْ دُخُولُ الْخَلَاءِ بِهِ--- (قَوْلُهُ: رُقْيَةٌ الَخْ) الظَّاهِرُ انَّ الْمُرَادَ بِهَا مَا يُسَمُّونَهُ الْانَ بِالْهَيَكَلِ وَالْحَمَائِلِيِّ الْمُشْتَمِلِ عَلَى الْايَاتِ الْقُرْانِيَّةِ، فَاذَا كَانَ غِلَافُهُ مُنْفَصِلًا عَنْهُ كَالْمُشَمَّعِ وَنَحْوِهِ جَازَ دُخُولُ الْخَلَاءِ بِهِ وَمَسُّهُ وَحَمْلُهُ لِلْجُنُبِ.[4]

ترجمہ: جو تعویذ جداگانہ غلاف میں ہو یعنی تعویذ پر مڑھانہ ہو تو اس کا لے جانا بیت الخلاء میں مکروہ تحریمی نہیں۔۔۔ یہ قول کہ تعویذ ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد وہ ہے جس کا نام اب ھیکل او حمائل ہے جو آیۃ قرانیہ پر مشتمل ہوتا ہے پس جب اس کا غلاف اس سے

---

[1] الدرالمختار للحصفکی ص 30 محولہ بالہ
[2] ایضا ابن عابدین ص355ج1محولہ بالہ
[3] الدرالمختار للحصفکی ص 30 محولہ بالہ
[4] ایضا ابن عابدین ص355ج1محولہ بالہ

مسئلہ 121: مسجد کے خس وخاشاک اور مسجد میں بچھائی ہوئی گھاس وغیرہ جب بیکار ہو جائیں تو گندی اور ناپاک جگہ پر پھینکنا نہیں چاہیئے۔

مسئلہ 122: جس کاغذ پر شرعی بیان لکھا ہو تو اس میں کوئی چیز لپیٹنا جائز نہیں اور اگر کاغذ میں کوئی اور مضمون ہو تو اس سے متبرک نام مٹانے کے بعد اگر اس میں کچھ لپیٹا جائے تو جائز ہے۔

منفصل ہو جیسا کہ مشمع اور اس کے مانند تو بیت الخلاء میں اس کو لیجانا اور اس کا جنب کیلئے چھونا اور لینا جائز ہے۔

مسئلہ 121: كحشيش المسجد وكناسته لا يلقى في موضع يخل بالتعظيم.[1]

ترجمہ: اور نہ پھینکا جائے مسجد کی گھاس اور کوڑہ نہ ڈالا جائے ایسے مقام میں جو مخل ہو اس کی تعظیم میں۔

اور علامہ شامی نے یوں تفصیل لکھی ہے۔

لِاحْتِرَامِهِ كَحَشِيشِ الْمَسْجِدِ وَكُنَاسَتِهِ لَا يُلْقَى فِي مَوْضِعٍ يُخِلُّ بِالتَّعْظِيمِ[2]

ترجمہ: اور احترام کی وجہ سے نہ پھینکا جائے مسجد کی گھاس اور کوڑہ نہ ڈالا جائے ایسے مقام میں کہ مخل ہو اس کی تعظیم .

مسئلہ 122: ولا يجوز لف شئ في كاغد فيه فقه، وفي كتب الطب يجوز، ولو فيه اسم الله او الرسول فيجوز محوه ليلف فيه شئ،[3]

ترجمہ: اور جائز نہیں لپیٹنا کسی چیز کا اس کاغذ میں جس میں فقہ کے مسائل لکھے ہو اور طب کی کتابوں میں لپیٹنا جائز ہے اور اگر اس میں اللہ تعالیٰ اور رسول کریم کا نام مبارک ہو تو اس کا مٹانا کسی چیز کے لپیٹنے کے واسطے جائز ہے۔

اور علامہ شامی نے یوں تفصیل لکھی ہے

وَلَا يَجُوزُ لَفُّ شَيْءٍ فِي كَاغَدٍ فِيهِ فِقْهٌ، وَفِي كُتُبِ الطِّبِّ يَجُوزُ، وَلَوْ فِيهِ اسْمُ اللَّهِ اوْ الرَّسُولِ فَيَجُوزُ مَحْوُهُ لِيُلَفَّ فِيهِ شَيْءٌ،[4]

ترجمہ: جس کاغذ میں فقہ کے مسائل لکھے ہو اس میں کسی چیز کا لپیٹنا جائز نہیں اور طب کی کتابوں میں لپیٹنا جائز ہے اور اگر اس میں خدا اور رسول کریم کا نام مبارک ہو تو اس کا مٹانا جائز ہے تا کہ اس میں کسی چیز کو لپیٹا جا سکے۔

---

[1] الدرالمختار للحصفكي ص 30 محوله باله

[2] ايضا ابن عابدين ص355ج1محوله باله

[3] الدرالمختار للحصفكي ص 30 محوله باله

[4] ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختارص355ج1محوله باله

فصل چہارم: پانی کے احکام:

مبحث اول:۔ کونسے پانی سے وضواور غسل جائز ہےاور کونسے پانی سے ناجائز ہے؟

مسئلہ 123: بارش،ندی،نہر،چشمے،کنویں،حوض،دریا اور سمندر کے پانی سے وضو اور غسل کرنا جائز ہے۔ خواہ پانی میٹھا ہو یا کھارا، برف اوراولے کے پگھلے ہوئے پانی سے بھی جائز ہے۔ لیکن نمک پگھل جائے تواس سے جائز نہیں۔

مسئلہ 124: کسی درخت کے پتوں یا پھلوں سے جو پانی نچوڑ کر حاصل کیاجائے۔تواس سے بھی وضو یا غسل کرناجائز نہیں۔اسی طرح جو پانی تربوز میں ہواس سے یاگنے کے رس یاناریل کے پانی سے بھی جائز نہیں.

مسئلہ 123: (يرفع الحدث) مطلقا (بماء مطلق) هو ما يتبادر عند الاطلاق (كماء سماء واودية وعيون وابار وبحار وثلج مذاب) بحيث يتقاطر، وبرد وجمد وندا،۔۔۔ (و) يرفع (بماء ينعقد به ملح لا بماء) حاصل بذوبان (ملح) لبقاء الاول على طبيعته الاصلية، وانقلاب الثاني الى طبيعة الملحية،[1]

ترجمہ: مطلق حدث یعنی حدث اکبر اور حدث اصغر دور کیا جاتاہے مطلق پانی سے اور مطلق پانی وہ ہے جو فوراً ذہن میں آجائے جب کہ پانی کالفظ بولا جائے بغیر کسی اضافت کے۔ مطلق پانی جیسے آسمان کا پانی،دروں کا،چشموں کا،کنووں کااور دریاؤں کا پانی اور پگھلا برف ٹپکتا اور اولے اور یخ یعنی پالااوراوس کے۔۔۔اور حدث دور ہوتاہے اس پانی سے کہ جمتاہے اُس سے نمک یعنی اس میں جمکر نمک ہو جانے کی استعداد ہے نہ اس پانی سے جو نمک پگھل کر پانی ہو جاتاہے باقی رہنے کے بسبب پہلے پانی کے اپنی اصلی حالت پر اور دوسرے پانی بسبب نمک بن جانے کی طبیعت کی طرف۔

مسئلہ 124: وَ لَا (بِعَصِيرِ نَبَاتٍ) ايْ مُعْتَصَرٍ مِنْ شَجَرٍ اوْ ثَمَرٍ؛ لِانَّهُ مُقَيَّدٌ (قَوْلُهُ: مِنْ شَجَرٍ) يَنْبَغِي انْ يَعُمَّ بِمَا لَهُ سَاقٌ اوْ لَا، لِيَشْمَلَ الرِّيبَاسَ وَاوْرَاقَ الْهِنْدَبَا وَغَيْرُ ذَلِكَ ...(قَوْلُهُ: اوْ ثَمَرٍ) بِمُثَلَّثَةٍ نَهْرٌ كَالْعِنَبِ وَالِاعْتِصَارُ يَعُمُّ الْحَقِيقِيَّ وَالْحُكْمِيَّ كَمَاءِ الْكَرْمِ وَكَذَا مَاءُ الدَّابُوغَةِ وَالْبِطِّيخِ بِلَا اسْتِخْرَاجٍ وَكَذَا نَبِيذُ التَّمْرِ[2]

ترجمہ:اور وضوجائز نہیں روئیدگی کے پانی سے یعنی جو پانی کہ درخت اور پھل سے نچوڑاگیا چنانچہ کیلے کے درخت سےاور تربوز سے اس واسطے کہ وہ مقید پانی ہے یعنی ازالہ حدث کے واسطے مطلق پانی شرط ہے نہ مقیداور اگر مطلق پانی نہ ہواور کیلے یاتربوز کاپانی ہو تواس سے جائز نہیں تیمم کرناچاہیے یہ قول کہ درخت سے مناسب یہی ہے کہ عام کہاجائے جس کے شاخیں ہو یانہ ہوتا کہ تربوزاور ہندوانہ وغیرہ کو شامل ہو جائےاور یہ قول کہ میواجات کواور اس کے مثل جیساکہ نہرنے لکھاہے جیساانگوراور اس سے جو سرکہ بنایاجاتاہے کہ اعتصار یعنی نچوڑناشامل ہے اعتصار حقیقی کو چنانچہ کوٹ کر یاداب کر پانی نکالنااور اعتصار حکمی جیسے انگور کے درخت کا پانی کہ خود بخود ٹپکتاہے اور انگور کے پانی کے مانند ہے دابوغہ اور خربوز کا پانی جو خود بخود نکلابغیر نکالنے کے اور اسی طرح ہے شربت خرما کا۔

اس بارے میں کبیری کی عبارت بھی واضح ہے۔

ولا تجوز الطهارة الحكمية بالماءالمقيد۔۔۔كماء الاشجار كالريباس ونحوه وماء الثمار مثل التفاح وشبهة وماء البطيخ والخيار والقثاء ونحوذالک۔[3]

---

[1] الدرالمختار للحصفکی ص 31 محولہ بالہ

[2] ایضا ابن عابدین ص359ج1محولہ بالہ

[3] ایضا الحلبی اکبیری ص 88 محولہ بالہ

مسئلہ 125:   اگر پانی میں کوئی چیز پک جائے جس کی وجہ سے تین خاصیتوں مثلاً ذائقہ، رنگ اور بو میں سے کوئی ایک تبدیل ہو جائے تو اس پانی سے وضو اور غسل جائز نہیں اور اگر ایسی کسی چیز کو پانی میں جوش دیا جائے کہ جس سے صفائی بخوبی ہو سکے اور جس کی وجہ سے پانی گاڑھا نہ ہوا ہو جیسا کہ مردہ نہلانے کے لئے پانی میں بیری کے پتے ڈال کر جوش دیتے ہیں۔ تو اس سے غسل جائز ہے۔ ہاں اگر پتیاں اتنی زیادہ ہوں کہ جس کی وجہ سے پانی گاڑھا ہو جائے تو پھر غسل اور وضو کے لئے اس کا استعمال جائز نہیں۔

مسئلہ 126: جس پانی میں کسی چیز کی آمیزش ہو لیکن پانی میں کوئی چیز پکائی گئی ہو اور وہ پانی اب ایسا ہو جس کو عام عرف میں خالص پانی نہ کہا جائے۔ مثلاً شربت۔ چائے، شوربہ، عرق گاؤزبان، عرق گلاب وغیرہ تو اس سے غسل اور وضو جائز نہیں۔

ترجمہ: اور مقید پانی سے طہارت حکمیہ جائز نہیں۔۔۔ جیسا کہ درختوں کا پانی جیسا ریباس اور اس کے مانند میواجات کا پانی جیسا سیب اور اس کے مانند، تربوز خیار اور قثاء کا پانی اور اس کے مانند۔

مسئلہ 125:وَكَذَا التَّوَضُّؤُ بِالْمَاءِ الَّذِي الْقِيَ فِيهِ الْحِمَّصُ اوْ الْبَاقِلَاءُ لِيَبْتَلَّ وَتَغَيَّرَ لَوْنُهُ وَطَعْمُهُ وَلَكِنْ لَمْ تَذْهَبْ رِقَّتُهُ وَلَوْ طُبِخَ فِيهِ الْحِمَّصُ اوْ الْبَاقِلَاءُ وَرِيحُ الْبَاقِلَاءِ يُوجَدُ فِيهِ لَا يَجُوزُ بِهِ التَّوَضُّؤُ .كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ . وَانْ طَبَخَ بِالْمَاءِ مَا يَقْصِدُ بِهِ الْمُبَالَغَةَ فِي النَّظَافَةِ كَالْاشْنَانِ وَالصَّابُونِ جَازَ الْوُضُوءُ بِهِ بِالْاجْمَاعِ الَّا اذَا صَارَ ثَخِينًا فَلَا يَجُوزُ كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ[1]

ترجمہ:اور اس طرح وضو اس پانی سے جائز ہے جس میں چنے یا باقلا بھگوئے جائیں اور اس کا رنگ اور مزہ بدل جائے لیکن اس کا پتلا پن جاتا رہے اگر اس میں چنے یا باقلا بھگوئے جائیں اور اس سے باقلا کی بو آجائے تو اس سے وضو جائز نہیں ہے۔ یہ فتاوی قاضی خان میں لکھا ہے اگر پانی میں ایسی چیز پکائی جائے جس سے اس کا ستھرا کرنا مقصود ہو جیسے اشنان اور صابون تو بالاجماع اس سے وضو جائز ہے لیکن جب وہ گاڑھا ہو جائے گا تو جائز نہیں ہو گا یہ محیط میں سرخسی نے لکھا ہے۔

اور ہدایہ میں لکھا ہے

" بماء غلب عليه غيره فاخرجه عن طبع الماء كالاشربة والخل وماء الباقلا والمرق وماء الورد وماء الزردج " لانه لا يسمى ماء مطلقا والمراد بماء الباقلا وغيره ما تغير بالطبخ فان تغير بدون الطبخ يجوز التوضي به. قال: " وتجوز الطهارة بماء خالطه شيء طاهر فغير احد اوصافه كماء المد والماء الذي اختلط به اللبن او الزعفران او الصابون او الاشنان--- " فان تغير بالطبخ بعدما خلط به غيره لا يجوز التوضي به" لانه لم يبق في معنى المنزل من السماء اذ النار غيرته الا اذا طبخ فيه ما يقصد به المبالغة في النظافة كالاشنان ونحوه لان الميت قد يغسل بالماء الدي اغلى بالسدر بذلك وردت السنة الا ان يغلب ذلك على الماء فيصير كالسويق المخلوط لزوال اسم الماء عنه[2]

ترجمہ:اور وضو جائز نہیں ہے ایسے پانی کے ساتھ جس پر پانی کے علاوہ (دوسری چیز) غالب ہو گئی۔ پس اس نے پانی کو اپنی طبعیت سے نکال دیا جیسے شربت ہیں سرکہ اور گلاب اور لوبیے کا پانی شوربا اور زروک کا پانی ہے کیونکہ (ان میں سے کسی کو) ماء مطلق نہیں کہتے ہیں ۔اور ماء باقلا سے مراد یہ ہے کہ پکانے سے پانی متغیر ہو جائے پس اگر بغیر پکائے متغیر ہو گیا تو اس سے وضو کرنا جائز ہے۔ اور پاکی حاصل کرنا جائز ہے ایسے پانی کے ساتھ جس میں کوئی پاک چیز مل گئی ہو۔ پس اس نے پانی کے اوصاف میں سے کسی ایک کو متغیر کر دیا جیسے سیلاب کا پانی اور وہ پانی جس سے زعفران یا صابون یا اشنان مل گیا ہو۔۔۔ اور اگر پانی کے ساتھ غیر چیز ملا کر پکانے کی وجہ سے وہ متغیر ہو گیا تو اس سے وضو کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ پکایا ہوا پانی آسمان سے اتارے ہوئے کے معنی میں نہیں رہا مگر جبکہ اس پانی میں ایسی چیز پکائی گئی ہو جس سے زیادہ نظافت مقصود ہو جیسے اشنان اور اس جیسی چیزیں۔ کیونکہ مردے کو ایسے پانی سے نہلاتے ہیں جس کو بیر کی پتوں کے ساتھ جوش دیا گیا ہو۔ اسی طریقہ پر سنت وارد ہوئی ہے مگر یہ کہ وہ چیز پانی پر غالب آجائے۔ پس یہ پانی میں ملے ہوئے

---

[1] ایضا فتاویٰ الهندیہ ص22 ج 1 محولہ بالہ

[2] ایضا الهدایة في شرح بدایة المبتدي ص 21ج۱محولہ بالہ

مسئلہ 127: اگر کسی پانی میں کوئی پاک چیز ملی ہو لیکن پانی میں پکائی گئی نہ ہو اور پانی گاڑھا بھی نہ ہوا ہو۔ تو اس صورت میں اگر پانی کے کسی وصف میں تغیر بھی پیدا ہوا ہو تو بھی اس سے غسل اور وضو جائز ہے۔ بشر طیکہ اسے پانی کہا جاتا ہو مثلا سیلاب کا پانی وغیرہ۔

مسئلہ 128: اگر زعفران پانی میں حل ہو جائے اور پانی کا رنگ اتنا سرخ ہو جائے کہ اسی سے کپڑا وغیرہ رنگا جا سکے تو اس صورت میں مذکورہ پانی سے غسل یا وضو کرنا جائز نہیں۔

ستو کے مانند ہو جائے گی کیونکہ اس سے پانی کا نام زائل ہو گیا ہے۔

مسئلہ 126: " ولا " يجوز " بماء غلب عليه غيره فاخرجه عن طبع الماء كالاشربة والخل وماء الباقلا والمرق وماء الورد وماء الزردج " لانه لا
يسمى ماء مطلقا[1]

ترجمہ: ترجمہ: اور وضو جائز نہیں ہے ایسے پانی کے ساتھ جس پر پانی کے علاوہ (دوسری چیز) غالب ہو گئی۔ پس اس نے پانی کو اپنی طبعیت سے نکال دیا جیسے شربت ہیں سرکہ اور گلاب اور لوبیے کا پانی شوربا اور زروک کا پانی ہے کیونکہ (ان میں سے کسی کو) ماء مطلق نہیں کہتے ہیں۔

اور خانیہ میں ہے
ولا بماء الوردوالزعفران ولا بما الصابون والحرض اذاذهب رقته وصار ثخينا[2]

ترجمہ: اور وضو صحیح نہیں عرق گلاب اور زعفران کے ملے ہوئے پانی پر اور صحیح نہیں صابون کے ملے ہوئے پانی پر جب اس کے وجہ سے پانی کا نرم ہونا ختم ہو جائے اور سخت ہو جائے۔

مسئلہ 127:"وتجوز الطهارة بماء خالطه شيء طاهر فغير احد اوصافه كماء المد والماء الذي اختلط به اللبن او الزعفران او الصابون او الاشنان " [3]

ترجمہ: اور پاکی حاصل کرنا جائز ہے ایسے پانی کے ساتھ جس میں کوئی پاک چیز مل گئی ہو۔ پس اس نے پانی کے اوصاف میں سے کسی ایک کو متغیر کر دیا جیسے سیلاب کا پانی اور وہ پانی جس سے زعفران یا صابون یا اشنان مل گئی ہو۔

لیکن کبیری کی عبارت میں وضاحت زیادہ ہے۔

" وتجوز الطهارة بماء خالطه شئء طاہر سواء كان مخالفا للماءفى جميع اوصافه او فى بعضها فغير احد او صافه من اللون او الطعم او الريح كماءالمد اى السيل الذى تغير لونه بالتراب "[4]

ترجمہ: اور وضو جائز ہے ایسے پانی سے جس کے ساتھ پاک چیز خلط ہو جائے اگرکہ پانی کے تمام اوصاف میں مخالف ہو یا بعض میں اور

---

[1] ايضا الهداية في شرح بداية المبتدي ص 34 ج 1 محولہ بالہ
[2] ايضا فتاوى قاضى خان ص 9ج1 محولہ بالہ
[3] ايضا الهداية في شرح بداية المبتدي ص34 ج 1
[4] الحلبى كبيرى ص 90 محولہ بالہ

مسئلہ 129:   اگر پانی میں دودھ گر جائے اس طرح کہ دودھ کا رنگ پانی پر غالب ہو کر اسے دودھیا کر دے تو اس سے غسل اور وضو جائز نہیں۔ ہاں اگر دودھ کم ہو اور پانی پر اثرانداز نہ ہو تو اس صورت میں جائز ہے۔
مسئلہ 130: جس پانی سے مردہ کو نہلایا گیا ہو تو وہ مستعمل پانی بقول امام محمدؒ نجس ہے۔

ان کے وصفوں میں ایک وصف بدل گیا ہو رنگ یا ذائقہ یا بو جیسا کہ سیلاب کا پانی وہ جس کا رنگ مٹی سے بدل گیا ہو۔

مسئلہ 128: انَّ الزَّعْفَرَانَ اذَا وَقَعَ فِي الْمَاءِ انْ امْكَنَ الصَّبْغُ فِيهِ، فَلَيْس بِمَاءٍ مُطْلَقٍ مِنْ غَيْرِ نَظَرٍ الَى الثُّخُونَةِ وَيُجَابُ عَنْهُ بِمَا تَقَدَّمَ مِنْ انَّهُ زَالَ عَنْهُ اسْمُ الْمَاءِ.[1]

ترجمہ: بیشک زعفران جب پانی میں پڑ جائے اگر ممکن ہو اس سے رنگ کرنا پس یہ مطلق پانی نہیں بغیر اس کے سخت ہونے کے اور اس سے ماقبل کی طرح جواب دیا جاتا ہے کہ اس سے پانی کا نام ختم ہوا ہے۔

اور فتاوی ھندیہ کی عبارت یہ ہے

وَالتَّوَضُّؤُبِمَاءِالزَّعْفَرَانِ وَالْوَرْدِ وَالْعُصْفُرِ يَجُوزُ انْ كَانَ رَقِيقًا وَالْمَاءُ غَالِبٌ وَانْ غَلَبَتْ الْحُمْرَةُ وَصَارَ مُتَمَاسِكًا لَا يَجُوزُ التَّوَضُّؤُ بِهِ[2]

ترجمہ: اور زعفران اور گلاب اور کسم کے پانی سے وضو جائز ہے اگر پتلا ہو اور پانی غالب ہو اور اگر سرخی غالب ہو اور گاڑھا ہو جائے تو اس سے وضو جائز نہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔

مسئلہ 129: انْ كَانَ الَّذِي يُخَالِطُهُ مِمَّا يُخَالِفُ لَوْنُهُ لَوْنَ الْمَاءِ كَاللَّبَنِ وَمَاءِ الْعُصْفُرِ وَالزَّعْفَرَانِ وَنَحْوِ ذَلِكَ تُعْتَبَرُ الْغَلَبَةُ فِي اللَّوْنِ[3]

ترجمہ: اور وضو جائز نہیں جو چیز پانی میں ملی ہے اس کا رنگ پانی کے رنگ کے مخالف ہے جیسے دودھ اور کسم کا پانی اور زعفران وغیرہ۔ غلبہ کا اعتبار رنگ سے کیا جائے گا۔

مسئلہ 130: غُسَالَةُ الْمَيِّتِ نَجِسَةٌ اطْلَقَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللَّهُ فِي الْاصْلِ وَالْاصَحُّ انَّهُ اذَا لَمْ يَكُنْ عَلَى بَدَنِهِ نَجَاسَةٌ يَصِيرُ الْمَاءُ مُسْتَعْمَلًا الَّا انَّ مُحَمَّدًا رَحِمَهُ اللَّهُ انَّمَا اطْلَقَ ؛ لِانَّ الْمَيِّتَ لَا يَخْلُو عَنْ النَّجَاسَةِ غَالِبًا .كَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ .[4]

ترجمہ: میت کے دھونے سے جو پانی بہے وہ نجس ہے امام محمدؒ نے اصل میں اس کو مطلق بیان کیا اور اصح یہ ہے کہ اگر اس کے بدن پر نجاست نہیں ہے تو پانی مستعمل نہ ہوگا مگر امام محمدؒ نے اس کو مطلقا اس واسطے کہا ہے کہ میت اکثر نجاست سے خالی نہیں ہوتی یہ ظہیریہ میں لکھا ہے۔

اور شامی میں ہے

وهذا يؤيد ما حملنا عليه كلام محمد في الاصل من ان غسالة الميت نجسة؛ ويضعف ما مر من تصحيح[5]

ترجمہ: اور یہ تائید کرتا ہے جس کا ہم نے حمل کیا ہے امام محمد کا کلام جو اصل میں لکھا ہے کہ میت کے دھونے سے جو پانی بہے وہ نجس

---

[1] ایضاابن نجيم المصري (المتوفى: 970هـ) البحر الرائق شرح كنز الدقائق ص129ج 1 محولہ بالہ
[2] ایضا الفتاویٰ الهندیہ ص22 ج 1 محولہ بالہ
[3] ایضا فتاویٰ الهندیہ ص22 ج 1 محولہ بالہ
[4] ایضا فتاویٰ الهندیہ ص24 ج 1 محولہ بالہ
[5] ابن عابدین ص390ج1 محولہ بالہ

مسئلہ 131: جو پانی استعمال ہو چکا ہو یعنی وضو یا غسل برائے ضرورت یا برائے ثواب جس سے ہوا ہو تو پھر یہی مستعمل(استعمال شدہ پانی سے متعلق مختلف روایتیں ہیں) پانی پینا یا کسی خوردنی چیز میں ملانا مکروہ ہے۔ایک دوسری روایت کے مطابق حرام ہے اور ایسے مذکورہ پانی سے غسل یا وضو بھی نہیں ہو سکتا۔ہاں ناپاکی یعنی نجاست حقیقی کو اس سے دھویا جا سکتا ہے۔

مسئلہ 132: اگر دیالے(واٹر چینل) میں کوئی وضو کرے اور پانی آہستہ بہہ رہا ہوں تو وضو کنندہ کو چاہیئے کے پانی جلد نہ لیا کرے۔

ہے اور اس کی ما قبل عبارت(قول محمد) کو ضعیف کرتے ہے۔

مسئلہ 131: وَكَذَا الْحُكْمُ فِي الْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ يَعْنِي عَلَى الْقَوْلِ بِنَجَاسَتِهِ فَقِيلَ يُزِيلُ النَّجَاسَةَ وَالْأَصَحُّ لَا وَامَّا عَلَى الْقَوْلِ بِطَهَارَتِهِ فَهُوَ مَائِعٌ مُزِيلٌ طَاهِرٌ فَيُزِيلُ النَّجَاسَةَ الْحَقِيقِيَّةَ، وَقَدْ صَرَّحَ بِكَوْنِ الْمُسْتَعْمَلِ مُزِيلًا الْقُدُورِيُّ فِي مُخْتَصَرِهِ وَفِي النِّهَايَةِ انَّمَا يُتَصَوَّرُ عَلَى رِوَايَةِ مُحَمَّدٍ عَنْ ابِي حَنِيفَةَ، وَامَّا رِوَايَةُ ابِي يُوسُفَ فَهُوَ نَجَسٌ فَلَا يُزِيلُ النَّجَاسَةَ، وَقَدْ قَدَّمْنَا الْكَلَامَ عَلَيْهِ فِي بَحْثِ الْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ،[1]

ترجمہ:اور اسی طرح حکم ہے مستعمل پانی میں یعنی مستعمل پانی کے نجاست میں پس بعض نے کہا ہے کہ اس سے نجاست دور کی جا سکتی ہے مگر صحیح یہ ہے کہ اس سے نجاست دور نہیں ہوتی۔اور بہر حال اس کی طہارت کا جو قول ہے۔پس یہ ایک قسم کی مائع پاک چیز ہے اور اس سے نجاست حقیقی دور کی جاتی ہے اور مختصر القدوری میں اس پر تصریح کی گئی ہے کہ مستعمل پانی نجاست حقیقی کو دور کرتی ہے اور نہایہ میں بھی ہے کہ امام محمدؒ کی امام صاحبؒ سے روایت ہے اور امام ابو یوسفؒ کی امام صاحب سے روایت یہ ہے کہ نجس ہے اور نجاست کو دور نہیں کرتا اور اس پر کلام مستعمل پانی کے بحث میں گذر چکا ہے۔

اور شامی نے لکھا ہے

اذَا انْفَصَلَ عَنْ عُضْوٍ وَانْ لَمْ يَسْتَقِرَّ فِي شَيْءٍ عَلَى الْمَذْهَبِ،--- وَهُوَ طَاهِرٌ وَلَوْ مِنْ جُنُبٍ وَهُوَ الظَّاهِرُ، لَكِنْ يُكْرَهُ شُرْبُهُ وَالْعَجْنُ بِهِ تَنْزِيهًا لِلِاسْتِقْذَارِ، وَعَلَى رِوَايَةِ نَجَاسَتِهِ تَحْرِيمًا وَ حُكْمُهُ انَّهُ لَيْسَ بِطَهُورٍ لِحَدَثٍ بَلْ لِخَبَثٍ عَلَى الرَّاجِحِ الْمُعْتَمَدِ. قَوْلُهُ:عَلَى الرَّاجِحِ مُرْتَبِطٌ بِقَوْلِهِ بَلْ لِخَبَثٍ: ايْ نَجَاسَةٍ حَقِيقِيَّةٍ، فَانَّهُ يَجُوزُ ازَالَتُهَا بِغَيْرِ الْمَاءِ الْمُطْلَقِ مِنْ الْمَائِعَاتِ خِلَافًا لِمُحَمَّدٍ[2]

ترجمہ: جب پانی کسی عضو سے جدا ہو جائے اور کسی چیز میں ٹھہر نہ جائے مشہور مذہب میں۔--۔پس یہ پاک ہے اگرچہ جنب کا ہو اور یہ ظاہر روایت ہے لیکن اس کا پینا اور اس پر آٹا گوندھنا مکروہ تنزیہی ہے پلید گی کی وجہ سے اور ایک روایت میں یہ حرام نجس ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ یہ کسی بے وضوئی کی صفائی کیلئے نہیں بلکہ کسی نجاست کو صرف دور کرنے کیلئے ہے۔راجح اور معتمد قول میں اور یہ قول راجح اور مربوط ہے قول بوجہ خبیث ہونے کے یعنی نجاست حقیقہ سے نجس ہے پس نجاست حقیقہ کا ازالہ پانی کے بغیر ہر مائع چیز پر دور کرنا جائز ہے امام محمدؒ کا اس میں اختلاف ہے۔

مسئلہ 132: واذا كان الماء الجاری يجری ضعيفا ينبغی ان يتوضا علی الوقار حتی يمر عنہ الماءالمستعمل[1]

---

[1] ایضا ابن نجیم البحر الرائق شرح کنز الدقائق ص233ج 1 محولہ بالہ

[2] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختارص390ج1محولہ بالہ

مسئلہ 133: اگر وضو کرتے وقت منہ یا ہاتھوں سے بہتے ہوئے پانی کی کچھ چھینٹیں کپڑوں یا بدن پر لگ جائیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ کپڑے اچھی طرح سمیٹ لیں جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ 134: اگر کوئی بچہ جو کہ عاقل نہ ہو وضو کرے تو جس قدر پانی وہ چہرے (منہ) پر ڈال چکا ہو وہ پانی شرعاً استعمال شدہ تصور نہیں ہوتا۔

مسئلہ 135: اگر کوئی شخص پاک یعنی باوضو ہو لیکن تبرک کے لئے زمزم کے پانی سے وضو یا غسل کرے تو خیر ہے۔ لیکن جو شخص بغیر وضو کے ہو تو اس کو چاہیئے کہ آب زم زم سے وضو نہ کرے اس طرح جس پر غسل لازم ہو تو اسے آب زم زم سے غسل مناسب نہیں۔۔اور مذکورہ پانی سے کسی ناپاکی کا دھونا یا استنجاء کرنا بھی مکروہ ہے لیکن اگر مجبوری ہو اور اس پانی کے سوا اور پانی نہ مل سکے تو خیر ہے۔

ترجمہ: اور جب پانی آہستہ آہستہ بہہ رہا ہو تو مناسب ہے کہ اس میں سے وضو احتیاط سے کریں تاکہ مستعمل پانی بہہ جائے۔

مسئلہ 133: (اذا انفصل عن عضو وان لم يستقر) في شئ على المذهب، وقيل اذا استقر، ورجح للحرج.ورد بان ما يصيب منديل المتوضئ وثيابه عفو اتفاقا وان كثر (وهو طاهر) ولو من جنب وهو الظاهر [2]

ترجمہ: ان سب صورتوں میں پانی مستعمل ہو جاتا ہے اس وقت جب کہ جدا ہوا عضو سے اگرچہ کسی چیز میں نہیں ٹھہرا بنا بر مذہب درست کے اور قول ضعیف یہ ہے کہ عضو سے جدا ہو کر کسی مکان میں یعنی زمین یا کف یا کپڑے میں ٹھہر جاوے اور حرکت سے باز رہے تب مستعمل ہو گا اور اس قول کو ترجیح دی گئی ہے حرج کی وجہ سے اور وہ ترجیح مردود ہے اس طرح سے کہ جو مستعمل پانی وضو کرنے والے کے رومال اور کپڑوں کو لگ جاتا ہے وہ معاف ہے باتفاق محمدؒ کے اگرچہ مقدار سے زیادہ ہو یعنی جب معاف ہوا تو حرج ثابت نہ ہوا اگر کہ غسل جنابت کیلئے استعمال کی گیا ہو۔

مسئلہ 134: فِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ الْحُسَامِيِّ صَبِيٌّ تَوَضَّا هَلْ يَصِيرُ الْمَاءُ مُسْتَعْمَلًا الْمُخْتَارُ انَّهُ يَصِيرُ مُسْتَعْمَلًا اذَا كَانَ الصَّبِيُّ عَاقِلًا وَالَّا فَلَا .هَكَذَا فِي الْمُضْمَرَاتِ .[3]

ترجمہ: جامع صغیر حسامی میں ہے کہ نابالغ کے وضو کرنے سے بھی آیا پانی مستعمل ہو جاتا ہے مختار یہ ہے کہ اگر لڑکا سمجھ والا ہے تو پانی مستعمل ہو جاتا ہے ورنہ مستعمل نہیں یہ مضمرات میں لکھا ہے۔

مسئلہ 135: " فائدة ": يجوز الوضوء والغسل بماء زمزم عندنا من غير كراهة بل ثوابه اكبر وفصل صاحب "لباب المناسك" اخر الكتاب فقال: يجوز الاغتسال والتوضؤ بماء زمزم ان كان على طهارة للتبرك فلا ينبغي ان يغتسل به جنب ولا محدث ولا في مكان نجس ولا يستنجي به ولا يزال به نجاسة حقيقة وعن بعض العلماء تحريم ذلك[4]

ترجمہ: فائدہ: ہمارے نزدیک آب زم زم سے وضو اور غسل جائز ہے بغیر کسی کراھیت کے بلکہ اس سے ثواب ذیادہ ملتا ہے اور اس پر

---

[1] الكاشغرى منية المصلى ص 54 محولہ بالہ

[2] ايضا الدرالمختار للحصفكى ص33ج1محولہ بالہ

[3] ايضا فتاوىٰ الهنديہ ص24ج 1 محولہ بالہ

[4] الطحطاوي الحنفي - حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح ص21 قديمى كتب خانہ ارام باغ كراچى بدون التاريخ

مسئلہ 136: اگر کسی چیز مثلاً گھڑے میں پانی ہو اور کوئی چھوٹا بچہ آکر اس میں ہاتھ ڈالے تو اس صورت میں اگر یہ معلوم ہو کہ بچے کا ہاتھ ناپاک تھا تو پھر اس پانی سے وضو جائز نہیں۔ اور اگر یہ معلوم ہو کہ ہاتھ ناپاک نہیں تھا تو جائز ہے۔ اور اگر شک ہو تو اس صورت میں اگر اور پانی حاصل ہو سکے تو یہی احسن ہے کہ دوسرے پانی سے وضو کرے اس لئے کہ بچوں کا اعتبار نہیں ہوتا۔

مسئلہ 137: چھت کے اوپر کچھ ناپاکی پڑی تھی۔ بارش برسی اور پرنالہ بہنے لگا تو یہ پانی پاک ہے۔ لیکن وہ ناپاکی اگر اوپر پرنالہ کے سوراخ میں یا اس کے قریب پڑی ہو ایسی کہ نصف یا نصف سے زیادہ پانی مذکورہ نجاست سے لگ کر بہہ رہا ہو تو پھر یہ پانی ناپاک ہے۔

باقاعدہ فصل قائم کیا ہے صاحب لباب المناسک نے اپنی کتاب کے آخر میں پس فرمایا" آب زم زم سے وضو اور غسل دونوں جائز ہیں مگر جب وضو کنندہ طہارت پر ہو پس مناسب نہیں کہ اس سے غسل جنابت یا بے وضو، وضو کرے اور نہ نجس مکان میں اور نہ اس سے استنجاء کرے اور نہ اس سے نجاست حقیقی دور کیا جائے اور بعض علماء سے اس کا حرام ہونا ثابت ہے۔

مسئلہ 136:ولو ادخل الصبی یدہ فی الاناء ان علم انها طاہرة بان کان معہ من یراقبہ جاز التوضی بذالک الماء وان علم ان فیها نجاسة لم یجز ، وان حصل الشک لایتوضاء بہ استحسانا ای لاجل التنزہ والاحتیاط ولو توضا بہ جاز لانہ لا یتنجس بالشک لکن المستحب التوضوء بغیرہ للاحتمال کما فی سور الجلالة۔[1]

ترجمہ: اور اگر کسی بچے نے کسی برتن میں ہاتھ ڈالا اگر معلوم ہو کہ بچہ کا ہاتھ صاف ہے اسی طرح کہ اس کے ساتھ اس کا نگہبان ہو تو پھر وضو اس پانی سے جائز ہے اور اگر معلوم ہو کہ ہاتھ نجس ہے تو پھر ناجائز اور اگر ان کو شک ہو تو پھر وضو جائز نہیں استحسانا بوجہ احتیاط کے اور اگر باوجود شک کے وضو کیا تو جائز ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ اس کے علاوہ اور پانی سے وضو کریں بوجہ احتمال کہ جیسا کہ جھوٹے میں ہے۔

مسئلہ 137:وعلی هذا ماءالمطر اذا جری فی المیزاب السطح وکان علی السطح عذرات فالماء طاهر اما اذاکانت العذرة عند المیزاب او کان الماء کلہ او نصفہ او اکثرہ یلاقی العذر فهو نجس والا فهو طاهر [2]

ترجمہ: اور پانی پاک ہے جب بارش کا پانی چھت کے پرنالہ میں جاری ہو جائے اور چھت پر گندگی پڑی ہو تو پانی پاک ہے اور جب گندگی پرنالہ کے قریب ہو اور یا سارے پانی یا آدھا پانی یا اکثر پانی اس گندگی سے بہتے نے وقت لگ رہا ہو تو پانی نجس ورنہ پانی پاک ہے۔

---

[1] الحلبی ،کبیری ص 103 محولہ بالہ

[2] الکاشغری ،منیة المصلی ص 53 محولہ بالہ

مسئلہ 138: جو پانی دھوپ کیوجہ سے گرم ہوا ہو تو اس سے وضو جائز ہے اس میں کوئی کراہت نہیں لیکن بعض علماء کہتے ہیں کہ اس طرح پانی کے استعمال سے بدن پر سفید داغ (ابرص) پیدا ہونے کے خطرات ہیں۔ لہٰذا طب کی رو سے بہتر یہی ہے کہ ایسے پانی کو استعمال نہ کیا جائے۔

مسئلہ 139: پانی دو قسم کا ہوتا ہے۔ جاری اور غیر جاری۔ جاری سے مراد بہتا ہوا پانی ہے۔ کہ جس سے انسان وضو کرے تو استعمال کردہ پانی دوبارہ اس کے ہاتھ نہ آئے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ معمولی تنکا یا کوئی پتّہ وغیرہ جس پانی کی روانی ساتھ بہہ اس کے تو اسے آب رواں کہا جا سکتا ہے۔ غیر جاری(اور یہ آسانی سے معلوم ہوا کہ غیر جاری وہ ہے جو جاری نہ ہو) پانی بھی دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک کثیر ،دوم قلیل۔ کثیر کا معنٰی زیادہ، مراد وہ ہے جو کہ ''دہ در دہ'' 10 x 10 ہو۔ قلیل یعنی کم سے مراد وہ ہے جو کہ اس سے کم ہو تھوڑے پانی میں اگر کوئی ناپاکی پڑ جائے تو اس سے وضو اور غسل جائز نہیں۔ چاہے مذکورہ ناپاکی زیادہ مقدار میں ہو یا کم ہو۔ اور اگر پانی زیادہ ہو یا جاری ہو تو اسمیں ناپاکی اتنی زیادہ ہو کہ جس کی وجہ سے پانی کا کوئی وصف مثلاً ذائقہ یا رنگ یا بو تبدیل ہو جائے۔ تو پھر وہ ناپاک تصور ہو گا ۔ایسے پانی سے وضو وغیرہ جائز نہیں۔

مسئلہ 138: وَبِمَاءٍ قُصِدَ تَشْمِيسُهُ بِلَا كَرَاهَةٍ وَكَرَاهَتُهُ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ طِبِّيَّةٌ، (قَوْلُهُ: وَكَرَاهَتُهُ الَخْ) اقُولُ: الْمُصَرَّحُ بِهِ فِي شَرْحَيْ ابْنِ حَجَرٍ وَالرَّمْلِيِّ عَلَى الْمِنْهَاجِ انَّهَا شَرْعِيَّةٌ تَنْزِيهِيَّةٌ لَا طِبِّيَّةٌ، ثُمَّ قَالَ ابْنُ حَجَرٍ: وَاسْتِعْمَالُهُ يُخْشَى مِنْهُ الْبَرَصُ كَمَا صَحَّ عَنْ عُمَرَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ[1]

ترجمہ: اور اس پانی سے طہارت درست ہے جو قصداً دھوپ میں رکھا گیا بدون کراہت کے اور دھوپ کے گرم پانی کی کراہت شافعیوں کے نزدیک طب کی راہ سے ہے اس واسطے کہ مورث برص ہے۔ میں کہتا ہوں اس پر تصریح شرح ابن حجر میں کی گئی ہے اور رملی نے منہاج میں کہا ہے کہ یہ کراہیت تنزیہی شرعی ہے نہ کہ طبّی پھر ابن حجب نے فرمایا کہ اس کے استعمال سے برص کا خطرہ ہے جیسا کہ عمرؓ سے صحیح روایت ہے۔

مسئلہ 139: والماء الجاري اذا وقعت فيه نجاسة جاز الوضوء منه اذا لم ير لها اثر لانها لا تستقر مع جريان الماء " والاثر: هو الرائحة او الطعم او اللون والجاري: مالا يتكرر استعماله، وقيل ما يذهب بتبنة قال: " والغدير العظيم الذي لا يتحرك احد طرفيه بتحريك الطرف الاخر اذا وقعت نجاسة في احد جانبيه جاز الوضوء من الجانب الاخر، لان الظاهر ان النجاسة لا تصل اليه " اذ اثر التحريك في السراية فوق اثر النجاسة ثم عن ابي حنيفة رحمه الله تعالى انه يعتبر التحريك بالاغتسال وهو قول ابي يوسف رحمه الله تعالى وعنه التحريك باليد وعن محمد رحمه الله تعالى بالتوضي ووجه الاول ان الحاجة الى الاغتسال في الحياض اشد منها الى التوضي، وبعضهم قدروا بالمساحة عشرا في عشر بذراع الكرباس توسعة

---

[1] ابن عابدين، رد المحتارص358ج1محولہ بالہ

مسئلہ 140: بڑے حوض سے مراد شرعاوہ حوض ہے۔ جسکی لمبائی شرعی گز کے مطابق دس گز ہو اور چوڑائی بھی دس گز ہو۔اور گہرائی اس قدر ہو کہ اس سے "چلو" بھرتے وقت مذکورہ حوض کی تہہ نظر نہ آئے۔اسی کو "دہ در دہ" کہتے ہیں۔ ٹھہرا ہوا پانی کم از کم اتناہو تو کثیر ہے۔ اگر اس میں کوئی پلیدی پڑ جائے۔ مثلاً پیشاب یا شراب وغیرہ جو کہ نظر نہ آئے۔ تو اس حوض کے جس کنارے پر جی چاہئے وضو کر سکتا ہے۔ جس کنارے کے برابر ناپاکی پڑ گئی ہو تو اس کے برابر بھی وضو کر سکتا ہے۔ہاں اگر ناپاکی اس قسم کی ہو کہ نظر آ سکتی ہو مثلاً مرا ہو کتا وغیرہ تو جس کنارے مذکورہ گندگی پڑی ہو تو اس کنارے سے وضو نہ کریں۔ بلکہ دوسری طرف سے کرے تو خیر ہے۔اور اگر اسی "دہ در دہ" پانی میں اتنی ناپاکی پڑ جائے کہ پانی کا ذائقہ یا رنگ یا بو بدل جائے تو ناپاک ہو جائے گا۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔

للامر على الناس وعليه الفتوى والمعتبر في العمق ان يكون بحال لا ينحسر بالاغتراف هو الصحيح وقوله في الكتاب جاز الوضوء من الجانب الاخر اشارة الى انه ينجس موضع الوقوع وعن ابي يوسف رحمه الله تعالى انه لا ينجس الا بظهور اثر النجاسة فيه كالماء الجاري.[1]

ترجمہ: اور بہتے پانی میں جب نجاست گر جائے تو اس سے وضو جائز ہے۔ جب کہ اس نجاست کا کوئی اثر نہ دکھلائی دے کیونکہ نجاست پانی کے بہاو کے ساتھ نہیں ٹھہرتی ہے اور اثر سے مراد یہ ہے کہ مزہ ہو یا بو یا رنگ ہو اور آب جاری وہ کہلاتا ہے جس کا استعمال مکرر نہ ہو اور کہا گیا کہ آب جاری وہ ہے جو تنکا بہالے جائے۔اور بڑا تالاب وہ ہے کہ اس کا ایک کنارہ متحرک نہ ہو دوسرے کنارے کو حرکت دینے سے جب کہ اس کی ایک جانب نجاست پڑ جائے تو دوسری جانب سے وضو جائز ہے کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ نجاست دوسری جانب نہیں پہنچتی کیونکہ حرکت دینے کا اثر پھیل جانے میں بہ نسبت نجاست کے اثر کے بڑھا ہوا ہے۔ پھر ابو حنیفہؒ سے روایت ہے کہ حرکت دیناوہ معتبر ہے جو نہانے سے ہو اور یہی ابو یوسفؒ کا قول ہے اور امام صاحبؒ سے یہ بھی روایت ہے کہ ہاتھ سے حرکت دینا معتبر ہے۔اور امام محمدؒ سے روایت ہے کہ وضو کرنے کے ساتھ حرکت دینا معتبر ہے۔اور قول اول کی وجہ یہ ہے کہ حوضوں میں غسل کی حاجت زیادہ ہے بہ نسبت وضو کی حاجت کے۔اور بعض فقہانے غدیر عظیم کا اندازہ مساحت سے لگایا ہے اور وہ کپڑے کے گز سے دہ در دہ ہے لوگوں کو وسعت دینے کے لئے۔اور اسی قول پر فتویٰ ہے۔اور گہرائی میں معتبر یہ ہے کہ ایسی حالت میں ہو کہ چلو بھرنے سے زمین نہ کھل جائے یہی اصح ہے اور یہ جو کتاب میں فرمایا ہے کہ دوسری جانب سے وضو جائز ہے تو اشارہ ہے کہ جس جانب نجاست گرے وہ نجاست کے ظاہر ہونے کی وجہ سے۔ جیسے آب جاری میں حکم ہے۔

مسئلہ 140: الحوض اذا كان عشر ا فی عشر فهو كبير لا يتنجس بوقوع النجاسة مطلقا لا موضع الوقوع ولا غيره اذا لم ير لها اثر اذا كانت النجاسة مرئية قال فی الخلاصة فی المرئية يتنجس موضع وقوع النجاسة بالا جماع ويترک من موضع النجاسة قدر الحوض الصغير وليس للرجل

---

[1] المرغيناني، الهداية في شرح بداية المبتدي ص35 ج 1محوله باله

ان یتوضا او یغتسل فی الحوض الکبیر بناحیۃ الجیفۃ والا صل فیہ ای فی الجواز وعدمہ من قرب مکان النجاسۃ واذا لم تکن النجاسۃ مرئیۃ یجوز مطلقا علی اختیار علماء بخاریٰ وبلخ للبوی [1]

مسئلہ 141: اگر حوض چوکور ہو جس کا ہر کنارہ دس دس گزہو تو اس کا کل رقبہ سو گز ہو گیا اور اگر لمبائی بیس گز اور چوڑائی پانچ گزہو یا لمبائی پچیس گز اور چوڑائی چار گز ہو یا حوض بالکل گول ہو اور گولائی چھتیس گز ہو تو ان صورتوں میں بھی حوض کا کل رقبہ سو گز ہو جاتا

ترجمہ: جب حوض دہ دردہ ہو پس یہ بڑا حوض ہے یہ نجاست کے واقع ہونے سے مطلقا نجس نہیں ہوتا نہ واقع ہونے کی جگہ اور نہ دوسری جگہ جب تک اس نجاست کا کوئی اثر پانی میں دیکھا جائے جو دیکھنے والا ہو۔ خلاصہ میں کہا گیا ہے کہ جو نجاست مرئیہ ہو تو اس سے صرف واقع ہونے کی جگہ نجس ہوتی ہے اجماعاً اور اس جگہ سے مقدار حوض صغیر کے جگہ کو چھوڑا جائیگا۔ اور کسی شخص کیلئے جائز نہیں کہ وضو کریں یا غسل بڑے حوض میں ایک خشک طرف میں اور اصل اس کے جواز میں ہے اور اس کا نجاست کے قریب نہ ہونا ہے جب نجاست مرئیہ نہ ہو تو مطلقا جائز ہے علماء بلخ اور بخارا کے نزدیک.

اور در مختار میں لکھا ہے

(وكذا) يجوز (براكد) كثير (كذلك) اي وقع فيه نجس لم ير اثره ولو في موضع وقوع المرئية، به يفتى، بحر.
(والمعتبر) في مقدار الراكد (اكبر راي المبتلي به فيه، فان غلب على ظنه عدم خلوص) اي وصول (النجاسة الى الجانب الاخر جاز والا لا) هذا ظاهر الرواية عن الامام، واليه رجع محمد، وهو الاصح كما في الغاية وغيرها، وحقق في البحر انه المذهب، وبه يعمل، وان التقدير بعشر في عشر لا يرجع الى اصل يعتمد عليه، ورد ما اجاب به صدر الشريعة.[2]

ترجمہ: اور اسی طرح وضو جائز ہے اس ٹھہرے زیادہ پانی سے جو اسی طرح کا ہے یعنی جس میں ایسی نجاست پڑی جس کا کچھ اثر نمودار نہیں اگرچہ نجاست مرئیہ کے مکان وقوع میں وضو کیا اسی قول کا فتویٰ ہے بحر میں ہے۔ اور اس ٹھہرے ہوئے پانی کی مقدار میں اثر نجاست کے ظاہر ہونے کے بغیر تجویز غالب معتبر ہے۔ اس شخص کی جس کو طہارت کے واسطے پانی کی حاجت پڑی تو اگر اس کے گمان میں نجاست کا نہ پہنچنا دوسری طرف غالب ٹھہر گیا تو وہ آب کثیر ہے اس ٹھہرے ہوئے پانی سے وضو اور غسل جائز ہے۔ اگر گمان غالب نہیں تو وہ قلیل پانی ہے طہارت اس سے جائز نہیں یہی ظاہر الروایۃ ہے امام اعظم سے اور اسی قول کی طرف محمدؒ نے جن سے دہ در دہ کا قول منقول ہے رجوع کیا ہے اور یہی قول صحیح تر ہے۔ چنانچہ غایۃ البیان وغیرہ میں ہے اور بحر میں ثابت کیا ہے کہ یہی قوی مذہب ہے اور اسی پر عمل کرنا چاہیئے۔ اور بحر میں یہ ثابت کیا ہے کہ آب کثیر میں اندازہ ٹھہرانا دہ در دہ کا اصل معتمد علیہ کی طرف راجع نہیں ہوتا اور جو ثبوت اصل کا جواب دیا ہے صدر الشریعہ نے شرح وقایہ میں اس کو رد کیا۔

مسئلہ 141: فَلِذَا افْتَى بِهِ الْمُتَاخِّرُونَ الْاعْلَامُ: ايْ فِي الْمُرَبَّعِ بِارْبَعِينَ، وَفِي الْمُدَوَّرِ بِسِتَّةٍ وَثَلَاثِينَ، وَفِي الْمُثَلَّثِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ خَمْسَةَ عَشَرَ وَرُبُعًا وَخُمُسًا بِذِرَاعِ الْكِرْبَاسِ، وَلَوْ لَهُ طُولٌ لَا عَرْضٌ لَكِنَّهُ يَبْلُغُ عَشْرًا فِي عَشْرٍ جَازَ تَيْسِيرًا، (قَوْلُهُ: ايْ فِي الْمُرَبَّعِ الخْ) اشَارَ الَى انَّ الْمُرَادَ مِنْ

---

[1] الحلبی ،کبیری ص 97 محولہ بالہ
[2] ایضا الدرالمختار للحصفکی ص32ج1محولہ بالہ

اعْتِبَارِ الْعَشْرِ فِي الْعَشْرِ مَا يَكُونُ وَجْهُهُ مِائَةَ ذِرَاعٍ سَوَاءٌ كَانَ مُرَبَّعًا، وَهُوَ مَا يَكُونُ كُلُّ جَانِبٍ مِنْ جَوَانِبِهِ عَشَرَةً وَحَوْلَ الْمَاءِ ارْبَعُونَ وَوَجْهُهُ مِائَةٌ، اوْ كَانَ مُدَوَّرًا اوْ مُثَلَّثًا، فَانَّ كُلًّا مِنْ الْمُدَوَّرِ وَالْمُثَلَّثِ اذَا كَانَ عَلَى الْوَصْفِ الَّذِي ذَكَرَهُ الشَّارِحُ يَكُونُ وَجْهُهُ مِائَةً،[1]

ہے۔(گول حوض کو { $2 \pi r$ } کے فارمولہ پر یعنی اگر حوض کی گولائی میں وتر 36 میٹر ہو تو 18 ہو گی) تو یہ بھی ''دہ دردہ'' کے زمرے میں شمار ہو گا۔

مسئلہ 142: اگر حوض میں پانی'' دہ دردہ'' کی مقدار سے کم رہ جائے مثلا''ہفت در ہفت'' اسی حوض میں اگر نجاست گرپڑے تو پانی نجس ہو گا۔اب اس کے بعد حوض میں پانی اگر دہ دردہ بھر جائے لیکن باہر میں سے نکل کر بہہ نہ جائے تو یہ بھی نجس ہو گا اب اگرچہ دہ دردہ ہی کیوں نہ ہو لیکن بعض علماء کہتے ہیں کہ اب یہ پاک ہو گا۔

مسئلہ 143: اگر دہ دردہ حوض میں کوئی وضو کرے تو جس جگہ پانی میں اس کے استعمال شدہ پانی کا قطرہ گرپڑے تو اس جگہ کے پانی کو ہلا کر اس کے بعد اس سے مزید پانی لیا جائے اور اگر بغیر ہلائے بھی پانی لیا گیا تو بھی خیر ہے۔

ترجمہ: پس متاخرین نے اس وجہ سے فتوی دیا کہ مربع چالیس گزپر اور گول میں چھتیس گزپر اور مثلث میں ہر طرف پندرا گز مربع اور مخمس کپڑوں کے گزپر،اور اگر ایسا ہو جو لمبا ہو اور چھوڑا نہ ہو لیکن دہ دردہ کو پہنچ جائے تو آسانی کی وجہ سے جائز ہے۔یہ قول کہ مربع میں اعتبار دہ دردہ ہیں جس کا رقبہ سو گز ہو یا گول یا مثلث بیشک ہر ایک گول اور مثلث سے جب ایسے وصف پر ہو جو شارح نے بیان کیا ہے جسکا رقبہ سو گز ہو۔

مسئلہ 142: ولو ان ماء الحوض کا عشر ا فی عشر فتسفل ای نزل فصار سبعا فی سبع او نحو ذالک مما هودون العشر فی العشر فوقعت النجاسة فیہ نجس لان المعتبر وقت الوقوع فان امتلاء بعد ذالک صار نجسا ایضا کما کان لما قلنا وقیل لا یصیر نجسا والاول اصح[2]

ترجمہ: اگر حوض کا پانی دہ دردہ تھا اور پھر کم ہوا پس یہ سات درسات ہوا یا اس طرح اور جو دہ دردہ سے کم ہو پس اس میں نجاست پڑ گی تو نجس ہوا کیونکہ اس میں اعتبار نجاست گرنے کا وقت ہے پس اگر اس کے بعد کنواں بھر گیا تو یہ بھی نجس ہوا جیسا کہ تھا اسی طرح کہ ہم نے کہا اور بعض نے کہا کہ نجس نہیں ہوتا مگر اول قول کہ نجس ہوتا ہے صحیح ہے۔

مسئلہ 143: اذا غسل وجهه فی حوض کبیر فسقط من غسالته فی الماءفرفع الماءثانیا من موضع الوقوع قبل التحریک قالو ا علی قول ابی یوسفؒ لایجوز لان عنده التحریک شرط ومشایخ بخاری قالوا یجوز لعموم البلویٰ[3]

---

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختارص378ج1محولہ بالہ

[2] الکاشغری منیۃ المصلی ص 56 فی احکام الحیاض محولہ بالہ

[3] الکاشغری منیۃ المصلی ص 56 فی احکام الحیاض محولہ بالہ

ترجمہ: جب کوئی شخص بڑے تالاب میں اپنا چہرہ دھو رہا تھا پس اس کے استعمال شدہ پانی حوض میں گر گیا پس اس نے دوبارہ پانی اٹھایا اسی جگہ سے حرکت کرنے سے پہلے تو علماء نے ابی یوسفؒ کے قول کے مطابق فرمایا ہے کہ وضو جائز نہیں کیونکہ ان کے نزدیک تحریک شرط ہے اور مشائخ بخاریٰ اور بلخ نے عمومی بلویٰ کی وجہ سے فتویٰ جواز کا دیا ہے۔

مسئلہ 144: اگر کسی جنگل میں کسی کو تھوڑا سا پانی مل جائے اور اس کی ناپاکی کا اسے علم نہ ہو تو اس پانی سے وضو کرنا جائز ہے۔ اور اگر مذکورہ پانی سے وضو نہ کر کے تیمم کرے اس خیال سے کہ شاید مذکورہ پانی ناپاک ہو تو تیمم جائز نہیں مطلب یہ ہے کہ اگر اسے یقین یا غالب گمان ہو کہ یہ پانی ناپاک ہے تو اس سے وضو نہ کرے اور اگر صرف خیال ہو کہ پانی ناپاک ہے تو محض خیال کافی نہیں۔

مسئلہ 145: اگر پانی دہ در دہ ہو اور بدبودار ہو جائے اس وجہ سے کہ اس پر کافی عرصہ گزر گیا ہو۔ تو یہ پانی پاک ہے اور اگر کسی کے دل میں شک ہو کہ آیا یہ بدبو زیادہ عرصہ گزرنے کی وجہ سے ہے یا کسی نجاست کے پڑ جانے سے ہے تو اس صورت میں بھی مذکورہ پانی سے وضو وغیرہ کر سکتا ہے۔ اور اگر اسے یقین ہو یا غالب گمان ہو کہ اس میں کوئی ناپاکی پڑ گئی ہے جس کی وجہ سے پانی بدبودار ہو چکا ہے تو پھر اس سے وضو نہیں کر سکتا۔

مسئلہ 146: جن حشرات میں بہنے والا خون نہ ہو مثلاً مچھر، مکھی، جوئیں، بھڑ، بچھو یا اس طرح کا دیگر حیوان اگر پانی میں مر جائے یا باہر مر جائے اور پھر پانی میں اسے پھینک دیا جائے تو اس سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ خواہ پانی زیادہ ہو یا کم۔ اور اگر جونک خون پی جائے اور وہ تھوڑے سے پانی میں مر جائے تو اب پانی ناپاک ہو گا۔

مسئلہ 144: اذا تیقن بطهوریته او غلب علی ظنه جازت به الطهارة حتی لو وجد قلیلا ولم یتیقن بوقوع النجاسة فیه یتوضاء به ویغتسل ولا یتیمم[1]

ترجمہ: جب وضو کنندہ کو اس پانی کی پاکی کا یقین ہو یا غالب گمان ہو تو اس سے وضو جائز ہے یہاں تک کہ تھوڑا پانی مل گیا اور اسے اس میں نجاست گرنے کا یقین نہ ہو تو اس پانی سے وضو اور غسل کریں اور تیمم نہ کریں۔

مسئلہ 145: (لَا) لَوْ تَغَيَّرَ بِطُولِ مُكْثٍ فَلَوْ عُلِمَ نَتْنُهُ بِنَجَاسَةٍ لَمْ يَجُزْ، وَلَوْ شَكَّ فَالْاَصْلُ الطَّهَارَةُ (قَوْلُهُ: لَا لَوْ تَغَيَّرَ الَخْ ايْ لَا يَنْجُسُ لَوْ تَغَيَّرَ[2]

ترجمہ: پانی کے زیادہ وقت گزرنے سے جب کسی وصف کے بدل گیا نجس نہیں ہوتا، پس اگر اس کو معلوم ہو کہ اس کا بدبو نجاست کی وجہ سے ہے تو پھر اس پانی سے وضو و غسل جائز نہیں اور اگر شک ہو تو اصل پانی میں پاکی ہے یہ قول کہ نجس نہیں کہ اگر متغیر ہوا لخ اگر پانی متغیر ہو جائے طول مکث سے تو نجس نہیں ہوتا۔

---

[1] الکاشغری منیۃ المصلی ص 52فی احکام الحیاض محولہ بالہ

[2] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختارص368ج1محولہ بالہ

مسئلہ146: وموت ما ليس له نفس سائلة في الماء لا ينجسه كالبق والذباب والزنابير والعقرب ونحوها[1]

ترجمہ: اور پانی نجس نہیں ہوتا ایسی چیز کے مرنے سے جس میں بہنے والا خون نہ ہو جیسا کہ مکھی، مچھر، بھڑ اور بچھو وغیرہ۔

مسئلہ 147: جس حیوان کی پیدائش اور رہائش پانی میں ہو مثلاً مچھلی، مینڈک وغیرہ تو ان میں سے اگر کوئی پانی کے اندر مر جائے یا پانی میں مردہ پھینک دیا جائے تو اس سے پانی ناپاک نہیں ہو جاتا۔ یہی حکم خشکی کے مینڈک کے لئے بھی ہے۔ کہ اس سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ لیکن خشکی کا مینڈک اگر ایسا ہو کہ اس میں خون ہو تو پانی ناپاک ہو جائے گا۔ آبی مینڈک کی یہ نشانی ہے کہ اس کی انگلیوں کے درمیان پردے ہوتے ہیں۔ اور خشکی کے مینڈک کی انگلیاں جدا جدا ہوتی ہیں۔

مسئلہ 148:   اگر مینڈک وغیرہ پانی میں چور چور ہو جائے تو بھی یہی پانی پاک ہے۔ اور اس سے وضو اور غسل جائز ہے۔ البتہ خورد و نوش کے اشیاء میں مذکورہ پانی کا ملانا جائز نہیں۔

لیکن علامہ شامیؒ کی تصریح اسمیں زیادہ واضح ہے وہ فرماتے ہیں۔

وَيَجُوزُ رَفْعُ الْحَدَثِ بِمَا ذُكِرَ وَانْ مَاتَ فِيهِ ايْ الْمَاءِ وَلَوْ قَلِيلًا غَيْرُ دَمَوِيٍّ كَزُنْبُورٍ وَعَقْرَبٍ وَبَقٍّ: ايْ بَعُوضٍ، وَقِيلَ: بَقُّ الْخَشَبِ. وَفِي الْمُجْتَبَى: الْاصَحُّ فِي عَلَقٍ مَصِّ الدَّمِ انَّهُ يَفْسُدُ وَمِنْهُ يُعْلَمُ حُكْمُ بَقٍّ، وَقُرَادٍ وَعَلَقٍ. قَوْلُهُ: وَمِنْهُ يُعْلَمُ الَخْ اصْلُ عِبَارَةِ الْمُجْتَبَى وَمِنْهُ يُعْلَمُ حُكْمُ الْقُرَادِ وَالْحَلَمِ اهـ ايْ يُعْلَمُ انَّ الْاصَحَّ انَّهُ مُفْسِدٌ.[2]

ترجمہ: ازالہ حدث جائز ہے مذکورہ اشیاء پر اور اگر پانی میں مر گیا چھوٹا جاندار بغیر خون والا جیسا کہ مکھی، بچھو، مچھر اور بعض نے کہا لکڑی کا کیڑا اور مجتبیٰ میں ہے کہ زیادہ صحیح کہ جونک جو خون کو چوستا ہے وہ پانی کو نجس کرتا ہے اور اس سے معلوم ہوا مچھر کا حکم اور چھوٹی چیچڑی اور یہ قول کہ اس سے معلوم ہوا حکم اصل عبارۃ مجتبیٰ کہ اس سے معلوم ہوا حکم چیچڑی اور جونک کا۔

مسئلہ147: (ومائي مولد) ولو كلب الماء وخنزيره (كسمك وسرطان) وضفدع الا بريا له دم سائل، وهو ما لا سترة له بين اصابعه فيفسد في الاصح كحية برية، ان لها دم والا لا (وكذا) الحكم (لو مات) ما ذكر (خارجه وبقي فيه) في الاصح، فلو تفتت فيه نحو ضفدع جاز الوضوء به لا شربه لحرمة لحمه. ،[3]

ترجمہ: اور اگرچہ تھوڑے مطلق پانی میں وہ جانور مر گیا ہو جس کی پیدائش کا مکان پانی ہے اور چنانچہ مچھلی اور کیکڑا اور مینڈک اگرچہ پانی کا کتا اور سور ہو مگر جنگلی مینڈک میں خون سائل ہوتا ہے اور جنگلی وہ ہے جس کی انگلیوں کے درمیان میں پردہ نہیں ہوتا بط کے مانند تو اس کی موت سے پانی فاسد یعنی نجس ہو جاتا ہے صحیح تر قول میں جیسے خشکی کے سانپ کی موت سے پانی نجس ہو جاتا ہے اگر اس میں خون سائل ہو ورنہ نہیں۔ اور اسی طرح حکم ہے یعنی پانی ناپاک نہیں ہوتا اگر مر گیا وہ جانور جو مذکور ہوا پانی سے

---

[1] المرغيناني، الهداية في شرح بداية المبتدي ص35 ج 1 محولہ بالا

[2] ايضا ابن عابدين ص364ج1محولہ بالا

[3] ايضاالدرالمختار للحصفكي ص 31ج1محولہ بالا

باہر اور پھر پانی میں ڈالا گیا صحیح تر قول میں تو اگر پانی میں مینڈک کے مانند جانور ریزہ ریزہ ہوگیا تو وضو اس سے جائز ہے پینا اس کا جائز نہیں اس کے گوشت کے حرام ہونے کی وجہ سے۔

مسئلہ 148 :وَرَوَى عَنْ مُحَمَّدٍ اذَا تَفَتَّتَ الضُّفْدَعُ فِي الْمَاءِ كَرِهْت شُرْبَهُ لَا لِلنَّجَاسَةِ بَلْ لِحُرْمَةِ لَحْمِهِ وَقَدْ صَارَتْ اجْزَاؤُهُ فِي الْمَاءِ، وَهَذَا تَصْرِيحٌ بِانَّ كَرَاهَةَ شُرْبِهِ تَحْرِيمِيَّةٌ وَبِهِ صَرَّحَ فِي التَّنْجِيسِ فَقَالَ: يَحْرُمُ شُرْبُهُ.[1]

مسئلہ 149 : جو حیوان پانی میں رہائش رکھے لیکن اس کی پیدائش پانی کی نہ ہو مثلا مرغابی۔بطخ وغیرہ اگر پانی (یعنی تھوڑے پانی میں اور وہ جو نہ جاری ہو اور نہ آب جاری کے حکم کے تحت آتا ہو) میں مر جائے۔ تو اس سے پانی ناپاک ہو جاتا ہے۔اور اگر پانی سے باہر مر کر پھر پانی میں پھینک دیا جائے تو بھی پانی ناپاک ہو جاتا ہے۔

مسئلہ 150 : اگر کنویں یا حوض وغیرہ میں درختوں کے پتّے گر پڑیں۔اور پانی میں فرق پیدا کر جائیں لیکن پانی بدستور پتلا رہے اور صرف پانی اسے کہا جا سکے تو اب بھی اس سے غسل اور وضو جائز ہیں۔

مسئلہ 151 : جس پانی میں گندگی پڑی ہو اور اسی وجہ سے (شامی میں نقل ہے کہ نجاست کی وجہ سے اگر پانی کی خاصیت بدل جائے تو اس سے انتفاع جائز نہیں البتہ مٹی میں لگانا اور مویشی کو پلانا جائز ہے) پانی کا ذائقہ، رنگ اور بو تبدیل ہو چکے ہوں اس قسم کے پانی کا استعمال کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے۔بلکہ اس کی مثال پیشاب کی ہے۔لہذا مویشیوں کو بھی مذکورہ پانی پلانا جائز نہیں ہے اور مٹی میں استعمال بھی ناجائز ہے۔اور اگر یہ تینوں وصف تبدیل نہ ہوئے ہو تو حیوانوں کو پلانا اور اس سے مٹی کو گوندھنا جائز ہے لیکن اس قسم کے مٹی سے مسجد کی لپائی منع ہے۔

ترجمہ :اور امام محمدؒ سے روایت ہے کہ جب پانی میں مینڈک چُور چُور ہو جائے تو اس پانی کا پینا مکروہ ہے نہ کہ بوجہ نجاست کے بلکہ اس کے گوشت کا کھانا حرام ہے اور اب اس کے تمام اجزاء پانی میں مل گئے اور یہ تصریح ہے کہ پینے کا مکروہ ہونا تحریمی ہے اور اس پر تنجیس میں تصریح کی گئی ہے پس فرمایا کہ اس کا پینا حرام ہے۔

مسئلہ 149 :(وينجس) الماء القليل (بموت مائي معاش بري مولد) في الاصح (كبط واوز).[2]

ترجمہ :اور ناپاک ہوتا ہے تھوڑا پانی صحیح تر قول میں اس جانور کے مرنے سے جو پانی میں رہتا ہے خشکی میں پیدا ہوتا ہے چنانچہ بط اور چینی بط۔

مسئلہ 150 : فَانْ تَغَيَّرَتْ اوْصَافُهُ الثَّلَاثَةُ بِوُقُوعِ اوْرَاقِ الْاشْجَارِ فِيهِ وَقْتَ الْخَرِيفِ فَانَّهُ يَجُوزُ بِهِ الْوُضُوءُ عِنْدَ عَامَّةِ اصْحَابِنَا رَحِمَهُمُ اللَّهُ .كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ[3]

---

[1] ابن نجیم المصري، البحر الرائق شرح كنز الدقائق ص129ج 1 محولہ بالہ

[2] ایضاالدرالمختار للحصفكي ص 31ج1محولہ بالہ

[3] ایضا فتاویٰ الهندیہ ص22ج 1 محولہ بالہ۔

ترجمہ: اگر خزان کے موسم میں درختوں کے پتوں کے گرنے سے پانی کا ایک وصف بدل جائے تو اس پانی سے وضو جائز ہے عام علماء کے نزدیک اسی طرح سراج الوہاج میں مذکور ہے۔

اور قاضی خان میں ہے

وذکرالناطفیؒ اذالم یذہب رقۃالماءولم یسلب عنہ اسم الماء جاز بہ الوضوء[1]

ترجمہ: اور ناطفی نے بیان کیا ہے جب پانی کا نرم ہونا ختم نہ ہو جائے اور اس سے پانی کا نام ختم نہ ہو جائے تو اس پانی سے وضو جائز ہے۔

مسئلہ 151: فِي جَامِعِ الْجَوَامِعِ اذَا تَنَجَّسَ الْمَاءُ الْقَلِيلُ بِوُقُوعِ النَّجَاسَةِ فِيهِ انْ تَغَيَّرَتْ اوْصَافُهُ لَا يُنْتَفَعُ بِهِ مِنْ كُلِّ وَجْهٍ كَالْبَوْلِ وَالَّا جَازَ سَقْيُ الدَّوَابِّ وَبَلُّ الطِّينِ وَلَا يُطَيَّنُ بِهِ الْمَسْجِدُ .كَذَا فِي التَّتَارْخَانِيَّة .[2]

ترجمہ: اور جامع الجوامع میں ہے جب تھوڑا پانی نجس ہو جائے نجاست کے گرنے سے اگر اس کے اوصاف کو متغیر کیا ہو تو اس سے نفع نہیں لیا جاتا من کل الوجوہ جیسا کہ بول و براز ورنہ اس سے سیراب کرنا جانوروں کو اور مٹی کو گوندھنا مگر اس سے مسجد کی لپائی نہیں کی جاتی اسی طرح تتار خانیہ میں لکھا ہے۔

---

[1] ایضا قاضی خان ص 9 ج1 محولہ بالہ

[2] ایضا فتاویٰ الھندیہ ص27ج 1 محولہ بالہ

مبحث دوم کنویں کا بیان:

مسئلہ 152: کنویں کی گہرائی کا کوئی اعتبار نہیں اگروہ ''دہ دردہ'' کی مقدار سے کم ہو اور اس میں کوئی نجاست گر پڑے تو کنواں ناپاک ہو گیا اب یہ تب پاک ہو گا کہ اس سے سارا پانی نکال دیا جائے حیوان کے متعلق تفصیلی حکم اس باب میں بیان ہو گا۔

مسئلہ 153: اگر کبوتر، کبک، چڑیا یا دوسرے پرندے کی بیٹ کنوئیں میں پڑ جائے تو اس سے پانی خراب نہیں ہوتا اور اگر پالتو مرغی یا بطخ وغیرہ کی بیٹ کنویں میں پڑ گئی۔ تو کنواں ناپاک ہو گیا اس سے سارا پانی نکالنا ضروری ہے اور اگر کتے یا بلی یا گائے یا بھینس یا بھیڑ بکری کی (بول) لید پڑ جائے تو بھی یہی حکم ہے۔ کہ سارا پانی نکالنا ضروری ہے۔

مسئلہ 152: اذَا وَقَعَتْ نَجَاسَةٌ لَيْسَتْ بِحَيَوَانٍ وَلَوْ مُخَفَّفَةً اوْ قَطْرَةَ بَوْلٍ اوْ دَمٍ فِي بِئْرٍ دُونَ الْقَدْرِ الْكَثِيرِ عَلَى مَا مَرَّ، وَلَا عِبْرَةَ لِلْعُمْقِ عَلَى الْمُعْتَمَدِ يُنْزَحُ كُلُّ مَائِهَا[1]

ترجمہ: جب کنویں میں جاندار کے علاوہ کوئی اور نجاست گری اگرچہ نجاست مخففہ ہو یا ایک قطرہ پیشاب یا خون کا جو کم ہے مقدار کثیر سے بنا بر کلام گذشتہ اور کچھ اعتبار نہیں کنوئیں کے عمق کا بنا بر قول معتمد کے یعنی کثرت میں طول اور عرض کا اعتبار ہے نہ عمق کا تو اس سارا پانی نکال دیا جائیگا۔

اور منیہ میں ہے

اذا وقعت فی البیر نجاسۃ نزحت وکان نزح ما فیھا من الماء طھارۃ لھا [2]

ترجمہ: اور جب کنویں میں نجاست گر جائے تو کنویں کا سارا پانی نکالنا اسکی صفائی ہے۔

---

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار ص407 ج1 محولہ بالہ

[2] الکاشغری منیۃ ص 95 محولہ بالہ

مسئلہ153: وان وقع خرءالدجاجۃافسدہ لانہ نجس ولیس فیہ ضرورۃلا مکان الاحتراز وکذا خرءالبط ولااوز الاھلی---وکذا ذرق ما لا یوکل لحمہ من الطیور فانہ طاھر عندھما فی روایۃ--- وان بالت شاۃ او بقرۃ او غیرھا مما یو کل لحمہ فی البئر تنجس[1]

ترجمہ:اوراگر مرغی کی بیٹ کنویں میں گرجائے تو یہ پانی کو فاسد کرتی ہے کیونکہ یہ نجس ہے اوراس میں ضرورت نہیں اس سے بچنے کی اوراسی طرح بطخ کی بیٹ یاگھریلو مرغابی کی بیٹ۔اوراس طرح بیٹ ان پرندوں میں سے جوماکول اللحم نہ ہو پس وہ پاک ہے صاحبین کے نزدیک ایک روایت میں اوراگر بکری یاگائے یاکسی اورماکول اللحم حیوان کاپیشاب کنویں میں گرجائے تونجس ہوتاہے۔

مسئلہ154: اس سے پہلے بیان ہوچکاہے کہ جوحیوانات پانی میں ہی پیداہوتے ہیں۔مثلاً مچھلی اور مینڈک وغیرہ یاخشکی میں پیداہوتے ہیں لیکن ان میں جاری رہنے والاخون نہیں ہوتا۔مثلاً،مکھی،چیونٹی وغیرہ توان سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ان کے علاوہ حیوان اگرکنویں میں مرجائے اور پھول جائے یاپھٹ جائے اور جھڑ جائے توساراپانی نکالناضروری ہوگاچاہے مذکورہ حیوان بڑاہو یاچھوٹااگرچوہاپانی میں مرکر خراب ہوجائےاور پھٹ جائے توبھی یہی حکم ہے۔اسی طرح اگرپھولاہواجانور ناپاک پانی میں گرادیاجائے توبھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ155: کتااگربلّی پر جھپٹ پڑےاوراسے لہولہان کردے لیکن بلی خود کو چھڑاگئی اوراسی عالم میں کنویں میں گرپڑی توکنواں ناپاک ہوگا۔اگرچہ بلی کوزندہ بھی نکال دیاگیا۔تب بھی کنویں کاساراپانی نکالناضروری ہے۔اسی طرح اگرچوہاپیشاب کی نالی سے نکل کرکنوئیں میں گرپڑاتوکنواں ناپاک ہوگا۔ اگرچہ چوہازندہ نکال دیاجائے۔ توبھی یہی حکم ہے۔ کہ کنویں سے ساراپانی نکالناضروری ہے۔اور اگرچوہے کی دم کٹ جائے اوراسی حالت میں کنویں میں گرپڑے یاپھینک دیاجائے توبھی یہی حکم ہے کہ ساراپانی نکال دیاجائے۔البتہ اگرکٹے ہوئے مقام پرموم وغیرہ یوں لگایاگیاہوکہ اس کی رطوبت پانی سے نہ لگےاور وہ چوہاپھول کرپھٹ نہ گیاہواور ایسے عالم میں نکال دیاجائے توصرف بیس بالٹی(ڈول)پانی نکالناضروری ہے۔

مسئلہ154: فان انتفخ الحیوان فیہا او تفسخ نزح جمیع ما فیہا صغر الحیوان او کبر " لانتشار البلۃ فی اجزاء الماء.[2]

ترجمہ:اگرحیوان پانی میں پھول جائے یاپھٹ جائے توکنویں کاساراپانی نکال دیاجائے گاخواہ حیوان چھوٹاہو یابڑابوجہ ان کے اجزاءکے پانی میں شامل ہونے کے۔

اس مسئلہ کوشامی نے یوں بیان کیاہے۔

وَانْتَفَخَ اوْ تَمَعَّطَ اوْ تَفَسَّخَ وَلَوْ تَفَسُّخُهُ خَارِجًا ثُمَّ وَقَعَ فِيهَا ذَكَرَهُ الْوَالِي يُنْزَحُ كُلُّ مَائِهَا الَّذِي كَانَ فِيهَا وَقْتَ الْوُقُوعِ ذَكَرَهُ ابْنُ الْكَمَالِ بَعْدَ اخْرَاجِهِ[3]

---

[1] الحلبی ،کبیری ص 162 محولہ بالہ

[2] المرغینانی، الھدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی ص43 ج 1 محولہ بالہ

[3]ایضا ابن عابدین ص407ج1محولہ بالہ

ترجمہ: جانور دموی مر کے پھول گیا یا اس کے بال جھڑ گئے یا پارہ پارہ ہو گیا اگرچہ کنویں کے باہر پھٹ گیا پھر اس میں گرا ایسا ذکر کیا ہے علامہ والی محشی درر نے تو کنویں کا وہ سب پانی جو اس میں تھا نکالا جائے گا۔ نجاست اور جانور مذکور کے گرنے کے وقت ایسا ذکر کیا ہے ابن کمال نے اور نجاست و جانور کے نکال ڈالنے کے بعد سارہ پانی نکالا جائے گا۔

مسئلہ 155: انَّ الْفَارَةَ اذَا كَانَتْ هَارِبَةً مِنْ الْهِرَّةِ فَوَقَعَتْ فِي الْبِئْرِ وَمَاتَتْ يُنْزَحُ جَمِيعُ الْمَاءِ؛ لِانَّهَا تَبُولُ غَالِبًا عَلَى هَذَا الْقَوْلِ يَجِبُ نَزْحُ الْجَمِيعِ فِي الْهِرَّةِ مَعَ الْفَارَةِ؛ لِانَّهَا تَبُولُ خَوْفًا وَقَدْ جَزَمَ بِهِ جَمَاعَة [1]

مسئلہ 156: اگر آدمی، بکری، کتا یا ان کے مساوی کوئی اور حیوان کنویں میں گر پڑے اور بیچ میں مر جائے تو سارا پانی نکالنا ضروری ہے اور اگر باہر مر جائے (لیکن پاک صاف شہید شدہ مسلمان جسے غسل دیا گیا ہو اگر خدانخواستہ کنویں میں پھینک دیا جائے۔ تو اس کے متعلق حکم جدا ہے)اور پھر کنویں میں پھینک دیا جائے تو بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ 157: سارا پانی نکال دینے سے مطلب یہی ہے کہ اتنا پانی نکال دیا جائے کہ پھر کنویں سے پانی نکالنے والا مقررہ برتن (ڈول) اس سے نصف بھر کر بھی نہ نکالا جا سکے۔

ترجمہ: جب چوہا بلی سے بھاگ کر جان چرا کر کنویں میں گر پڑا اور اس میں مر گیا تو کنویں کا سارا پانی نکال دیا جائیگا۔ کیونکہ وہ اسی حالت میں بول کریگا تو اس وجہ سے سارا پانی نکال دیا جائے گا چوہے اور بلی کی وجہ سے کیونکہ یہ بلی سے گھبرا کر پیشاب کرتا ہے اور یہ متفق فیہ مسئلہ ہے۔

اور شامی میں ہے

وَعِشْرِينَ فِي الْفَارَةِ، وَارْبَعِينَ فِي سِنَّوْرٍ وَدَجَاجَةٍ مُخَلَّاةٍ كَادَمِيٍّ مُحْدِثٍ، ثُمَّ هَذَا انْ لَمْ تَكُنْ الْفَارَةُ هَارِبَةً مِنْ هِرٍّ، وَلَا الْهِرُّ هَارِبًا مِنْ كَلْبٍ، وَلَا الشَّاةُ مِنْ سَبُعٍ، فَانْ كَانَ نُزِحَ كُلُّهُ مُطْلَقًا كَمَا فِي الْجَوْهَرَةِ، لَكِنْ فِي النَّهْرِ عَنْ الْمُجْتَبَى الْفَتْوَى عَلَى خِلَافِهِ؛ لِانَّ فِي بَوْلِهَا شَكًّا[2]

ترجمہ: اور بیس ڈول چوہے کے گرنے سے اور چالیس ڈول بلی کے گرنے سے مرغی بھی بے وضو انسان کی طرح ہے پھر یہ جب کہ چوہا بلی سے نہیں بھاگا تھا اور نہ بلی کتے سے اور نہ بکری بھیڑ سے پس اگر ایسا ہو تو پھر سارہ پانی نکال دیا جائیگا جیسا کہ جوہرہ میں ہے۔ لیکن نہر میں مجتبیٰ سے روایت منقول کیا ہے کہ فتویٰ اس کے خلاف ہے کیونکہ اس کے پیشاب میں شک ہوتا ہے۔

مسئلہ 156: وان ماتت فيها شاة او كلب او آدمي نزح جميع ما فيها من الماء[3]

ترجمہ: اور اگر پانی میں بکری یا کتا یا انسان مر گیا تو سارا پانی نکال دیا جائیگا۔

---

[1] البحرائق لابن نجيم ص125ج 1محولہ بالہ

[2] ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختارص411ج1محولہ بالہ

[3] المرغيناني، الهداية في شرح بداية المبتدي ص42 ج 1 محولہ بالہ

اور در مختار میں ہے

ولا عبرة للعمق علی المعتمد (او مات فیہا) او خارجہا والقی فیہا ولو فارة یابسة علی المعتمد الا الشہید النظیف والمسلم المغسول[1]

ترجمہ: اور کچھ اعتبار نہ ہوگا کنویں کے عمق کا بنا بر قول معتمد کے یعنی کثرت میں طول اور عرض کا اعتبار ہے نہ عمق کا تو عمق اگرچہ دس

گز کا ہو وقوع نجاست سے ناپاک ہوگا۔ یا مرا کنویں میں یا مرا کنویں سے باہر اور ڈالا گیا اگرچہ مردہ خشک چوہا ہو معتمد قول پر۔ مگر شہید کہ پاک صاف ہے خون وغیرہ سے اور وہ مرد مسلمان جو نہلایا گیا کہ ان دونوں کے کنویں میں گرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا ہے۔

مسئلہ 157: فینزح الماء الی حد لا یملا نصف الدلو یطھر الکل تبعا ۔[2]

ترجمہ: پس نجس کنویں سے اتنا پانی نکال دیا جائے کہ ایک حد تک پہنچ جائے کہ اس سے آدھا ڈول بھی بھر نہ سکے۔ تو یہ سب کی لئے پاکی ہے۔

مسئلہ 158: وان کانت البئر معینا لا یمکن نزحھا الا بعسر وحرج عظیم اخرجوا مقدار ما کان فیھا من الماء وقت ابتداء النزح ثم ان المشائخ اختلفوا کیف یقدر ما کان فیھا اذ ذاک قال بعضھم نحفر حفیرة مثل عمق الماء وطولہ وعرضہ وتجصص فینزح الماء حتیٰ تملاء الحفیرة وقال بعضھم یرسل فیھا قصبۃ ویجعل لمبلغ الماءعلامۃ ثم ینزح منھا عشر دلاءمثلا ثم تعاد القصبۃ فینظر کم نقص فینزح لکل قدر منھا عشر دلاءوھذان القولان مرویان عن ابی یوسفؒ وعن ابی حنیفۃؒ ینزح حتی یغلبھم الماء وقال بعضھم وھو عن ابی حنیفۃؒ ایضا یحکم ذواعدل من اھل البصارة بالماءفینزح منھا بحکمھا --- وروی عن محمدؒ انہ قال ینزح منھا مائتا دلو الی ثلثمائۃ دلو[3]

ترجمہ: اور اگر کنواں چینہ دار ہو یعنی اس کا خالی کرنا ممکن ہو مگر زیادہ تکلیف کے ساتھ تو اسمیں جتنا پانی ہے اسی مقدار کا پانی اس سے نکال دیا جائے گا ابتداء میں جتنا تھا۔ پھر علماء نے اس کے نکالنے کی کیفیت میں اختلاف کیا ہے کہ یہ اندازہ کیسے لگایا جائے گا۔ تو بعض نے کہا ہے کہ ہم ایک گھڑا کھود کر اس کی گہرائی کے مقدار اور اس کے طول وعرض کے مقدار پھر اس میں چونا لگایا جاسکے پھر اس کو بھر دیا جائے اور بعض نے کہا ہے کہ اس میں ایک لمبا بانس گرا دیا جائے اور پانی کے انتہا میں ایک نشان لگا دیا جائے۔ پھر دس ڈول نکال کر دوبارہ بانس کو ناپ کر کہ جتنی جگہ اس سے خالی ہوگی تو اسی حساب سے آخر تک ڈھول کا ناپ لگایا جائے گا۔ اور یہ دونوں قول امام ابو یوسفؒ سے مروی ہیں اور امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ پانی مسلسل نکال دیا جائے یہاں تک کہ اس کا غالب گمان آجائے کہ اب اسی مقدار کا پانی نکل

---

[1] الدرالمختار للحصفکی ص34 محولہ بالہ

[2] الدرالمختار للحصفکی ص34 محولہ بال

[3] الحلبی۔کبیری ص 163 محولہ بالہ

گیا اور بعض نے کہاہے اور یہ بھی امام صاحب سے منقول ہے کہ ماہرین کنویں جو مقدار مقرر کریں اس کا اعتبار ہوگا اور امام محمدؒ سے روایت ہے کہ دو سو سے تین سو ڈول تک سارا پانی نکال دیا جائے۔

اور اس مسئلہ کو صاحب ھدایہ نے یوں بیان کیاہے۔

وان كانت البئر معينا لا يمكن نزحها اخرجوا مقدار ما كان فيها من الماء " وطريق معرفته ان تحفر حفرة مثل موضع الماء من البئر ويصب فيها ما ينزح منها الى ان تمتلئ او ترسل فيها قصبة ويجعل لمبلغ الماء علامة ثم ينزح منها عشر دلاء مثلا ثم تعاد القصبة فينظر كم انتقص فينزح لكل

مسئلہ 158: اگر کنویں میں اتنی گہرائی ہو کہ اس کا سارا پانی نہ نکالا جا سکے بلکہ جتنا کہ نکل سکے اس قدر ہی نکالا جا سکے۔ تو پہلے پانی کا اندازہ کرنا چاہیئے۔ کہ نجاست گرتے وقت پانی اس میں کتنا تھا۔ تو بس اس قدر پانی نکال دینا چاہیئے۔ اندازہ لگانے کے طریقے بہت ہیں۔ جن میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ کنویں میں جس حد تک پانی ہو اس برابر کوئی جگہ کھود کر گھڑا بنایا جائے پھر اسے کنویں کے پانی سے بھر دیا جائے تو بس وہی کافی ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کوئی لمبا بانس یا اس طرح کا دوسرہ ڈنڈا لیا جائے اور اسے کنویں میں کھڑا کر دیا جائے جہاں تک گیلا ہو جائے اس پر نشان لگا دیا جائے پھر فوراً دس بالٹی (ڈول) مثلاً پانی کنویں سے نکال دیا جائے پھر اس میں فی الفور بانس گرا دیا جائے اور نکال کر دیکھا جائے کہ اب کس قدر ہے۔ اس کے برابر دوسرا نشان لگا دیا جائے اب دونوں نشانوں کے مابین جتنی جگہ ہو اسے پیمانہ بحساب دس بالٹی کے مقدار بانس کے آخری سرے تک دس دس بالٹی نکالنا شروع کیا جائے۔ یا جتنا کہ بانس ختم ہو جائے بس یہی کافی ہے۔ بہتر طریقہ آب کشی کا اور اندازہ لگانے کا یہ ہے کہ جو آدمی پانی کے کام کا ماہر ہو اس قسم کے دو دیندار مسلمان اندازہ لگائیں۔ اور بعض علماء تو امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ دے چکے ہیں کہ تین سو بالٹی پانی نکال دینا چاہیئے یعنی دو سو واجب اور سو مستحباً۔

قدر منها عشر دلاء وهذان عن ابي يوسف رحمه الله وعن محمد رحمه الله نزح مائتا دلو الى ثلثمائة فكانه بنى قوله على ما شاهد في بلده وعن ابي حنيفة رحمه الله في الجامع الصغير في مثله ينزح حتى يغلبهم الماء ولم يقدر الغلبة بشيء كما هو دابه وقيل يؤخذ بقول رجلين لهما بصارة في امر الماء وهذا اشبه بالفقه.[1]

ترجمہ: اور اگر کنواں چشمہ دار ہو بایں طور کہ اس کا تمام پانی نکالنا ممکن نہ ہو تو جو پانی اس میں گرنے کے وقت موجود ہو اس کی مقدار نکال دیا جائے۔ اور اس کی شناخت کا طریقہ یہ ہے کہ کنویں میں جہاں تک پانی ہے اس کے مثل ایک گڑھا کھودا جائے اور جو پانی کنویں سے نکلتا جائے وہ اس میں ڈالا جائے یہاں تک کہ وہ گڑھا بھر جائے یا یہ کہ کنویں میں ایک بانس ڈالا جائے اور پانی جہاں تک پہنچا ہو وہاں نشان کر دیا جائے پھر کنویں میں مثلاً دس ڈول نکال کر پھینک دیں پھر وہ بانس دوبارہ (کنویں میں ڈال کر) دیکھا جائے کہ کتنا (پانی) کم ہوا۔ پس ہر مقدار کے لئے اس میں سے دس ڈول نکالے جائیں۔ یہ دونوں طریقے امام ابو یوسف سے مروی ہیں اور امام محمدؒ سے مروی ہے کہ دو سو سے تین سو ڈول نکالے جائیں۔ پس شاید امام محمدؒ نے اپنے شہر میں جو مشاہدہ کیا اسی پر اپنا قول مبنی کیا۔ اور امام ابو حنیفہؒ سے جامع صغیر میں۔ چشمہ دار کنویں کے بارے میں مروی ہے کہ نکال دیا جائے یہاں تک کہ ان پر پانی غالب آجائے اور غلبہ کی کوئی مقدار کسی

[1] المرغيناني، الهداية في شرح بداية المبتدي ص42 ج 1 محولہ بالہ

چیز سے مقرر نہیں کی جیسا کہ امام صاحب کا دستور ہے اور کہا گیا کہ دو مرد عادل کا قول لیا جائے جن کو پانی کے معاملے میں بصارت ہو اور یہ قول فقہ کے زیادہ مشابہ ہے۔

مسئلہ 159: اگر حیوان کنویں میں گر پڑا بیچ میں مر گیا یا پھینک دیا گیا مردہ حالت میں بیچ کنویں میں پھینک دیا گیا پھر نکالا گیا ایسی حالت میں کہ ابھی پھول کر کپا نہیں ہوا اور جھڑا بھی نہیں ہوا تو اس صورت میں اب حیوان مذکور کو ملاحظہ کیا جائے گا۔ اگر وہ چوہا یا چڑیا یا اس طرح دیگر حیوان ہو تو تیس بالٹی پانی نکالا جائے۔ بیس تو لازما ضروری ہے۔ اور تیس نکالنا احسن ہے۔ اور اگر بڑی چھپکلی ہو جس میں جاری رہنے والا خون ہو۔ تو اس کے متعلق بھی یہی حکم ہے اور اگر مرغی یا کبوتر یا بلی یا انہی کے برابر کوئی اور حیوان ہو تو ساٹھ بالٹی (کنویں کے لئے مقررہ برتن) ڈول، پانی نکالا جائے۔ چالیس ضروری اور ساٹھ نکالنا احسن ہے۔ اگر بکری ہو یا کتا ہو یا انہی کے برابر کوئی اور حیوان تو سارا پانی نکالنا ضروری ہے۔ جیسا کہ اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے۔ جو حیوان چوہے سے بڑا اور کبوتر سے چھوٹا ہو تو اس کا حکم چوہے جیسا ہے۔ اور جو حیوان مرغی سے بڑا اور بکری سے چھوٹا ہو تو وہ بھی مانند مرغی ہے۔ اور اگر دو حیوان کنویں میں گر پڑے ہوں تو ان میں اگر ایک بلی اور دوسرا چوہا ہے تو ان کے متعلق حکم ایک بلی جیسا ہے۔ یعنی چالیس بالٹی پانی نکالنا ضروری (واجب) ہے۔ اور ساٹھ تک مستحب ہے۔ اور دو بلیاں مانند بکری کے ہیں۔ اور دو چوہے ایک چوہے جیسے ہیں۔ اگر تین چار یا پانچ چوہے ہوں تو ان کے لئے حکم ایک بلی جیسا ہے۔ اور اگر چھ ہو تو ان کے متعلق حکم ایک بکری جیسا ہے۔ اور یہ ظاہر روایت ہے۔ اور اگر چھ سے کم ہو اور ان میں ایک پھول چکا ہو یا پھٹ کر پانی گندہ ہو چکا ہو تو بھی سارا پانی نکالنا ضروری ہے۔ جیسا کہ قبل ازیں بیان ہو چکا.

مسئلہ 159: (فان اخرج الحيوان غير منتفخ ولا متفسخ) ولا متمعط (فان) كان (كادمي) وكذا سقط وسخلة وجدي واوز كبير (نزح كله، وان) كان (كحمامة) وهرة (نزح اربعون من الدلاء) وجوبا الى ستين ندبا (وان) كان (كعصفور) وفارة (فعشرون) الى ثلاثين كما مر، وهذا يعم المعين وغيرها، بخلاف نحو صهريج وحب حيث يهراق الماء كله لتخصيص الابار بالاثار، بحر ونهر. قال المصنف في حواشيه على الكنز: ونحوه في النتف، ونقل عن القنية ان حكم الركية كالبئر.وعن الفوائد ان الحب المطمور اكثره في الارض كالبئر، وعليه فالصهريج والزير الكبير، ينزح منه كالبئر فاغتنم هذا التحرير اهـ (بدلو وسط) وهو دلو تلك البئر، فان لم يكن فما يسع صاعا وغيره تحتسب به، ويكفي ملء اكثر الدلو ونزح ما وجد وان قل وجريان بعضه وغوران قدر الواجب: (وما بين حمامة وفارة) في الجثة (كفارة) في الحكم (كما ان ما بين دجاجة وشاة كدجاجة) فالحق بطريق الدلالة بالاصغر، كما ادخل الاقل في الاكثر كفارة مع هرة ونحو الهرتين كشاة اتفاقا، ونحو الفارتين كفارة، والثلاث الى الخمس كهرة، والست كشاة على الظاهر[1]

ترجمہ: پھر جب کہ کنویں سے مردہ جانور نکالا گیا حالانکہ وہ پھولا پھٹا نہیں اور نہ اس کے بال جھڑے ہیں۔ تو اگر جانور آدمی کے برابر ہے اور اس کے مانند ہے ساقط حمل اور بکری اور بھیڑ کا بچہ اور بڑی بط تو سارا پانی نکالا جائے اور اگر جانور کبوتر اور بلی کے مانند ہو تو چالیس ڈول نکالے جائیں وجوباً اور ساٹھ ڈول تک نکالنا ہے استحباباً اور اگر جانور ہے کنجشک اور چوہے کے مانند تو بیس ڈول نکالے جائیں تیس ڈول تک

---

[1] ایضا الدر المختار ص35 محولہ بالہ

جس طرح مذکور ہو چکا یعنی بیس کا نکالنا واجب ہے اور تیس کا مستحب اور یہ حکم شاری ڈول کا شامل ہے چشمہ دار اور غیر چشمہ دار کو بخلاف حوض اور مٹھور کے اس واسطے کہ اس کا تمام پانی بہادیا جاوے گا اگر اس میں جانور گر کر مر جائے اس واسطے کہ کنویں کا ناپاک ہونا پھر ان کا چند ڈول کے نکالنے سے پاک ہونا بالخصوص ثابت ہوا ہے صحابہ کرامؓ کے

(نوٹ: کتاب ہذا میں کنویں کے ساتھ " بالٹی" کا ذکر جابجا جو آیا ہے اس سے مراد وہ مقررہ برتن ہے جو کنویں سے پانی نکالنے کے لئے مخصوص ہوتا ہے جسے "بوکا" (ڈول) بھی کہا جاتا ہے۔)

مسئلہ 160: کنویں پر جو ڈول پانی نکالنے کے لئے پڑا ہو تو اسی حساب سے پانی نکالنا چاہیئے مثلاً اگر کسی بڑی بالٹی سے نکالیں۔ تو حساب اسی مقررہ کا لگایا جائے گا اَب اگر اس میں کنویں کے مخصوص بالٹی سے دوگنا پانی سماتا ہو تو اس بالٹی سے ایک دو شمار کیے جائیں گے۔ علی ھذاالقیاس۔

اقوال اور افعال سے اور مصنف نے کنز کے حواشی میں کہا تنف میں اور مصنف نے نقل کیا قنیہ سے کہ رکیہ (ارٹ) (چاہ کثیر عمق جو ہند میں چوہا سے مشہور ہے) کا حکم مانند کنویں ہے اور مصنف نے فوائد میں سے نقل کیا ہے کہ مٹھور پانی کے آدھے سے زیادہ زمین میں گڑھی ہو وہ کنویں کے مانند ہے اور بنا بر قول فوائد کے حوض مجتمع اناء اور بہت بڑی مٹھورے کنویں کے مانند قدر واجب ڈول نکالنا چاہیئے ۔ سوائے مخاطب! غنیمت جان کر اس تحریر کو انتہیٰ۔ ڈول نکالے جائینگے متوسط ڈول سے اور متوسط یعنی میانہ ڈول سے وہ ڈول مراد ہے جو اس کنویں کا ڈول ہے پھر اگر اس کنویں کا کوئی ڈول مقرر نہ ہو تو اس ڈول کا اعتبار ہے جس میں ایک صاع پانی سمائے اور کفایت کرتا ہے ڈول کے شمار میں پھر آدھے سے زیادہ ڈول کا یعنی اس واسطے کہ للاکثر حکم الکل اور کافی ہے اس قدر پانی جو اس کنویں میں ہے اگرچہ ڈول کے شمار سے کم ہو۔ اور کافی ہے طہارت میں کنویں کے اس قدر پانی کا زمین کے اندر سما جانا جس قدر کا نکالنا واجب تھا اور جو جانور بدن میں کبوتر اور چوہے کے درمیان کا ہے وہ چوہے کے مانند ہے حکم میں۔ چنانچہ وہ جانور کہ مرغی اور بکری کے درمیان کا ہے وہ مرغی کے برابر ہے حکم میں۔ تو جو جانور کہ چھوٹے اور بڑے کے مابین ہے اس کو چھوٹے جانور کے ساتھ ملا دیا بطریق دلالت النص کے جیسے اقل داخل کیا اکثر میں جیسے چوہا بلی کے ساتھ اور دو بلیوں کے مانند بکری کے برابر ہے حکم میں بالاتفاق اور دو چوہوں کو ایک چوہے کے مانند ہے حکم میں اور تین چوہے سے پانچ تک بلی کے مانند ہے اور چھ بلی بکری کے مانند ہے تمام پانی نکالنے میں بنا بر ظاہر الروایۃ کے چنانچہ مبسوط میں ہے اور اسی کو محمدؒ نے لیا ہے۔

(نوٹ) ثم المعتبر في كل بئر دلوها الذي يستقى به منها[1]

---

[1] الهدايه ص 25ج1 محولہ بالہ

ترجمہ: پھر ہر کنویں میں اس پر جو ڈول پانی نکالنے کیلئے مقرر کیا گیا ہے اس کا اعتبار ہو گا۔

مسئلہ 160: ثم المعتبر في كل بئر دلوها الذي يستقى به منها وقيل دلو يسع فيها صاع ولو نزح منها بدلو عظيم مرة مقدار عشرين دلوا جاز لحصول المقصود.[1]

مسئلہ 161: اگر کنواں ناپاک ہو گیا اور پھر اس سے شرعی مقدار کے برابر پانی نکالا گیا تو کنواں پاک ہو گیا کنویں کے اندر جو پتھر اور دیواریں ہیں ان کے دھونے کی ضرورت نہیں اسی طرح جس بالٹی اور رسی سے پانی نکالا جائے ان کے بھی دھونے کی ضرورت نہیں۔ یہ سب خود بخود پانی نکالنے کے سبب پاک ہو چکے ہیں۔

مسئلہ 162: اگر حیوان کنویں میں گر پڑے اور پھر زندہ نکالا جائے اور مذکورہ حیوان نجس العین نہ ہو اور یہ بھی معلوم نہ ہو کہ گرتے وقت اس کے ساتھ کوئی ناپاکی تھی تو اس سے کنواں پلید نہیں ہوتا ہاں اگر حیوان کے منہ میں پانی جا چکا ہو تو پھر اس کے ''جھوٹے'' کو دیکھا جائے گا اگر اس کا جھوٹا پاک ہو تو پانی پاک ہے اگر اس کا جھوٹا ناپاک ہو تو کنواں ناپاک ہو گا۔ اگر بھیڑ، بکری، گائے یا بھینس اونٹ یا کبوتر یا اس قسم کا کوئی اور حیوان کنویں میں گر پڑے اور پھر زندہ نکالا گیا تو پانی اگرچہ اس کے منہ میں بھی جا چکا ہو تو بھی پاک ہے۔ لیکن تسکین قلب کے لئے بیس بالٹی نکالنا مستحب ہے *۔ اور اگر کتا کنویں میں گر پڑے اور منہ میں اس کے پانی جا چکا ہو (بعض کہتے ہیں کہ کتے کے منہ میں پانی گیا ہو یا نہ ہو لیکن کنواں ناپاک ہو گیا) پھر زندہ نکالا جائے تو کنویں ناپاک ہو گیا۔ سارا پانی نکالنا ضروری ہے۔ اور اگر گدھا کنویں میں گر پڑے اور منہ میں اس کے پانی چلا جائے یعنی اس کا جھوٹا (پیا ہوا) پانی پانی میں شامل ہو جائے اور گدھا پھر زندہ نکالا جائے تو سارا پانی نکالا جائے۔ اس لئے کہ پانی مشکوک ہو گیا ہے اگر بلی یا آزاد مرغی کنویں سے زندہ نکالی جائیں تو چالیس بالٹی پانی نکالنا مستحب ہے۔ اس طرح اگر کوئی جُنب (حالت جنابت) میں گر پڑا ہو اور کوئی حقیقی ناپاکی اس پر نہ ہو پھر وہ زندہ کنویں سے نکالا جائے تو اس صورت میں بھی چالیس بالٹی پانی نکالنا یا بیس بالٹی نکالنا مستحب ہے۔ اگر سوَر (خنزیر) پانی میں کنویں کے اندر گر پڑے تو پانی جب اس کے ساتھ لگ جائے یہی کافی ہے۔ اگر اس کے منہ میں پانی نہ بھی گیا ہو اور زندہ نکالا گیا ہو تو بھی کنواں ناپاک ہو گیا سارا پانی نکالنا ضروری ہے۔

ترجمہ: پھر ہر کنویں میں اپنے ڈول کا اعتبار ہو گا جس سے پانی نکالا جاتا ہے بعض نے اس کی مقدار ایک صاع مقرر کی ہے اور اگر کسی نے بڑے ڈول سے پانی نکالا جو بیس ڈول پانی سما سکے تو جائز ہے، اس سے مقصود حاصل ہوا۔

مسئلہ 161: ثُمَّ بِطَهَارَةِ الْبِئْرِ يَطْهُرُ الدَّلْوُ وَالرِّشَاءُ وَالْبَكَرَةُ وَنَوَاحِي الْبِئْرِ وَالْيَدِ .هَكَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ .[2]

ترجمہ: پھر کنویں کی صفائی سے ڈول، رسی، کنویں کے اندر کے کنارے اور پتھر اور نکالنے والے کا ہاتھ بھی صاف ہوا اسی طرح محیط میں سرخسی نے لکھا ہے۔

اور منیہ میں ہے

---

[1] المرغيناني،الهداية في شرح بداية المبتدي ص42 ج 1 محولہ بالہ

[2] ایضا فتاویٰ الهندیہ ص20 ج 1محولہ بالہ۔

طهرالدلواوالرشاد بالکسر والمد وھو الحبل وکذا تطھر البکرۃ وانواحیھا وید المستقی تبعا لطھارۃ البئر [1]

ترجمہ: پاکی ہے ڈول اور رشاد کسرہ اور مد کے ساتھ رسی کو کہا جاتا ہے اور اسی طرح کنویں کے اندر پتھر اور کنارے اور پانی نکالنے والے کے ہاتھوں کو کنویں کی صفائی کے تابع کیا گیا ہے۔

مسئلہ 163: اگر کنویں میں بالٹی گر پڑی۔ اب اس کے نکالنے کے لئے ایک آدمی کا اترنا اور غوطہ لگانا مطلوب ہو تو اس آدمی کو چاہیئے کہ پہلے پانی سے استنجاء کرے اور وضو بھی ایسے صحیح طریقے سے کرے۔ کہ اس سے نماز بھی صحیح ادا ہو سکے۔ دوئم یہ کہ بدن پر ظاہری کوئی ناپاکی بھی نہ ہو۔ اور کپڑے بھی پاک ہوں تب کنویں میں اتر کر پانی میں غوطہ

مسئلہ 162: لَوْ اخْرَجَ حَيًّا وَلَيْسَ بِنَجِسِ الْعَيْنِ وَلَا بِهِ حَدَثٌ اوْ خَبَثٌ لَمْ يُنْزَحْ شَيْءٌ الَّا انْ يَدْخُلَ فَمَهُ الْمَاءَ فَيُعْتَبَرُ بِسُؤْرِهِ، فَانْ نَجِسًا نُزِحَ الْكُلُّ وَالَّا لَا هُوَ الصَّحِيحُ، نَعَمْ يُنْدَبُ عَشَرَةٌ مِنْ الْمَشْكُوكِ لِاجْلِ الطَّهُورِيَّةِ كَذَا فِي الْخَانِيَّةِ، زَادَ التَّتَارْخَانِيَّة وَعِشْرِينَ فِي الْفَارَةِ، وَارْبَعِينَ فِي سِنَّوْرٍ وَدَجَاجَةٍ مُخَلَّاةٍ كَادَمِيٍّ مُحْدِثٍ،--- (قَوْلُهُ وَلَيْسَ بِنَجِسِ الْعَيْنِ الَخْ) ايْ بِخِلَافِ الْخِنْزِيرِ، وَكَذَا الْكَلْبُ عَلَى الْقَوْلِ الْاخَرِ فَانَّهُ يُنَجِّسُ الْبِئْرَ مُطْلَقًا، وَبِخِلَافِ الْمُحْدِثِ فَانَّهُ يُنْدَبُ فِيهِ نَزْحُ ارْبَعِينَ--- (قَوْلُهُ لَمْ يُنْزَحْ شَيْءٌ) ايْ وُجُوبًا؛ لِمَا فِي الْخَانِيَّةِ: لَوْ وَقَعَتْ الشَّاةُ وَخَرَجَتْ حَيَّةً يُنْزَحُ عِشْرُونَ دَلْوًا لِتَسْكِينِ الْقَلْبِ لَا لِلتَّطْهِيرِ، حَتَّى لَوْ لَمْ يُنْزَحْ وَتَوَضَّا جَازَ، وَكَذَا الْحِمَارُ وَالْبَغْلُ لَوْ خَرَجَ حَيًّا وَلَمْ يُصِبْ فَمُهُ الْمَاءَ، وَكَذَا مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ مِنْ الْابِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالطُّيُورِ وَالدَّجَاجَةِ الْمَحْبُوسَةِ--- انَّهُ يُنْزَحُ فِي الْبَغْلِ وَالْحِمَارِ جَمِيعُ الْمَاءِ اذَا اصَابَ فَمُهُ الْمَاءَ--- وَكَذَا كُلُّ مَا سُؤْرُهُ نَجِسٌ اوْ مَشْكُوكٌ يَجِبُ نَزْحُ الْكُلِّ.[2]

ترجمہ: اور کوئی حیوان جو نجس العین نہ ہو زندہ نکالا جائے اور اس کے بدن پر ظاہری پلیدگی نہ ہو تو اس کنویں سے کوئی بھی پانی نہیں نکالا جائے گا مگر جب اس کے منہ میں پانی داخل ہو گیا ہو تو اس کے جھوٹا پر منحصر ہو گا۔ پس اگر یہ جھوٹا نجس تھا تو پھر سارا پانی نکال دیا جائیگا اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر نہیں۔ اور یہ صحیح ہے ہاں مشکوک حیوان کی وجہ سے دس ڈول نکالے جائیں گے بوجہ اس کی طہوریۃ کے اس طرح خانیہ میں ہے۔ اور تتارخانیہ نے اس میں اضافہ کیا ہے بیس ڈول چوہے میں اور چالیس بلی میں اور آزاد مرغی بے وضو انسان کی طرح ہے--- یہ قول کہ نجس العین نہ ہو۔ یعنی خنزیر کے علاوہ اور اس طرح کتا مشہور قول کے مطابق بے شک یہ کنویں کو مطلق نجس کرتا ہے اور بخلاف بے وضو شخص کی کہ اس کے وجہ سے چالیس ڈول نکالے جائیں گے---اور یہ قول کہ نہیں نکالی جائے گی کوئی چیز۔ یعنی وجوباً نہیں نکالی گے جو کہ خانیہ میں ہے اگر کوئی بکری کنویں میں گر پڑی اور پھر وہ زندہ نکال دی گئی تو بیس ڈول نکال دے جائینگے برائے اطمینان قلبی کہ نہ کہ کنویں کی صفائی کے لئے پس اگر کسی نے یہ نہیں نکالے اور وضو کیا تو جائز ہے اور اسی طرح گدھا اور خچر ہے اگر زندہ نکال دیا جائے گا اور اس کا منہ پانی تک نہیں پہنچا اور اس طرح ماکول اللحم اونٹ، گائے، بکری، پرندے اور مرغی جو محبوس ہو تو خچر اور گدھے میں سارا پانی نکال دیا جائے گا جب اس کے منہ کو پانی پہنچ گیا ہو اور اسی طرح ہر وہ چیز جس کا جھوٹا پلید ہو یا مشکوک ہو تو سارا پانی نکالنا واجب ہے۔

---

[1] الحلبی الکبیری ص144محولہ بالہ

[2] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختارص410ج1محولہ بالہ

* اور خانیہ میں ہے

وكذا لو وقعت فيه شاة واخرجت حية الا ہہنا ينزح عشرون دلو لتسكين القلب لا للتطہير حتے لو لم ينزح وتوضاءمنه جاز [1]

ترجمہ: اور اسی طرح اگر بکری کنویں میں گر گئی اور زندہ نکال دی گئی تو بیس ڈول نکال دیئے جائیں گے اطمنان قلب کیلئے نہ کہ صفائی

لگا سکتا ہے۔ لیکن صرف اس نیت سے کہ اس بالٹی کا نکالنا مقصود ہو۔ تو اس صورت میں اگر وہ آدمی زندہ کنویں سے نکل آئے۔ تو کنویں کا پانی پاک ہے، اس بیان کی وجہ یہ ہے۔ کہ اگر کنویں میں اترنے والا حالت جنابت میں ہو یا بغیر وضو کے ہو یا ضروری استنجاء صرف کسی پتھر سے کر چکا ہو اور پانی استعمال نہ کیا ہو یا غسل کی نیت سے کنویں میں غوطہ لگائے تو اس صورت میں تفصیل موجود ہے۔ اور علماء کا اختلاف بھی۔ اگر بدن یا لباس پر کوئی ناپاکی لگی ہو تو سارا پانی ناپاک ہو گا۔

کیلئے اگر پانی نہیں نکالا گیا اور وضو کیا اس پانی سے تو پھر بھی جائز ہے۔

مسئلہ 163: اختلف في محدث انغمس في بئر لدلو او تبرد مستنجيا بالماء ولا نجس عليه ولم ينو ولم يتدلك، والاصح انه طاهر، والماء مستعمل لاشتراط الانفصال للاستعمال، والمراد ان ما اتصل باعضائه وانفصل عنها مستعمل، لا كل الماء على ما مر.[2]

ترجمہ: محدث کے حکم میں اختلاف واقع ہے جس نے کنویں میں ڈول نکالنے کو یا ٹھنڈک حاصل کرنے کیلئے غوطہ مارا پانی سے استنجا کر کے اور اس کے بدن پر نجاست نہیں اور نہ اس نے وضو یا غسل کی نیت کی اور نہ بدن کو ملا اور صحیح تر قول یہ ہے کہ وہ شخص پاک ہے اور کنویں کا پانی مستعمل ہے اس واسطے کہ مستعمل ہونے کے واسطے جدا ہونا پانی کا مشروط ہے یعنی جب شخص کنویں سے نکلا تو انفصال پایا گیا۔ مراد یہ ہے کہ جو پانی کہ منغمس کے اعضا سے ملا اور پھر جدا ہوا اعضاء سے وہ مستعمل ہے نہ تمام پانی کنویں کا مستعمل ہے بنا بر اس قول کے جو گذر گیا۔

اور شامی میں یوں بیان کیا گیا ہے

اخْتُلِفَ فِي مُحْدِثٍ انْغَمَسَ فِي بِئْرٍ لِدَلْوٍ اوْ تَبَرَّدَ مُسْتَنْجِيًا بِالْمَاءِ وَلَا نَجَسَ عَلَيْهِ وَلَمْ يَنْوِ وَلَمْ يَتَدَلَّكْ وَالْاصَحُّ انَّهُ طَاهِرٌ وَالْمَاءُ مُسْتَعْمَلٌ لِاشْتِرَاطِ الِانْفِصَالِ لِلِاسْتِعْمَالِ--- (قَوْلُهُ مُسْتَنْجِيًا بِالْمَاءِ) قَيَّدَ بِهِ؛ لِانَّهُ لَوْ كَانَ بِالْاحْجَارِ تَنَجَّسَ كُلُّ الْمَاءِ اتِّفَاقًا كَمَا فِي الْبَزَّازِيَّةِ--- (قَوْلُهُ وَلَا نَجَسَ عَلَيْهِ) عَطْفُ عَامٍّ عَلَى خَاصٍّ، فَلَوْ كَانَ عَلَى بَدَنِهِ اوْ ثَوْبِهِ نَجَاسَةٌ تَنَجَّسَ الْمَاءُ اتِّفَاقًا (قَوْلُهُ وَلَمْ يَنْوِ) ايْ الِاغْتِسَالَ، فَلَوْ نَوَاهُ صَارَ مُسْتَعْمَلًا بِالِاتِّفَاقِ الَّا فِي قَوْلِ زُفَرَ--- (قَوْلُهُ وَلَمْ يَتَدَلَّكْ) كَذَا فِي الْمُحِيطِ وَالْخُلَاصَةِ، وَظَاهِرُهُ انَّهُ لَوْ نَزَلَ لِلدَّلْوِ وَتَدَلَّكَ فِي الْمَاءِ صَارَ مُسْتَعْمَلًا اتِّفَاقًا؛ لِانَّ التَّدَلُّكَ فِعْلٌ مِنْهُ قَائِمٌ مَقَامَ النِّيَّةِ فَصَارَ كَمَا لَوْ نَزَلَ لِلِاغْتِسَالِ[3]

ترجمہ: اختلاف واقع ہے اس بے وضو کے حکم میں جس نے کنویں میں ڈول نکالنے کو یا ٹھنڈک حاصل کرنے کو غوطہ مارا پانی سے استنجا کر کے اور اس کے بدن پر نجاست نہیں اور نہ اس نے وضو یا غسل کی نیت کی اور نہ بدن کو ملا اور صحیح تر قول یہ ہے کہ وہ شخص پاک ہے اور کنویں کا پانی مستعمل ہے اس واسطے کہ مستعمل ہونے کے واسطے جدا ہونا پانی کا مشروط ہے یعنی جب شخص کنویں سے نکلا تو انفصال

---

[1] قاضی خان ص 5 محولہ بالہ

[2] الدرالمختار للحصفکی ص 33 محولہ بالہ

[3] ایضا ابن عابدین ص391ج1محولہ بالہ

پایا گیا۔۔۔یہ قول کہ پانی سے استنجا کرنے والے پر نجاست نہ ہو یہ عام کا عطف ہے خاص پر پس اگر اس کے بدن پر یا کپڑوں پر نجاست ہوتی تو پانی اتفاقا نجس ہو جاتااور یہ قول کہ نیت نہیں کی یعنی غسل کی پس اگر نیت کی ہو تو پانی مستعمل ہو گا بوجہ اتفاق علماء کے مگر امام زفر کے قول میں نہیں اور یہ قول کہ بدن کو نہ ملا ہو اسی طرح خلاصہ اور محیط میں ہے اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ اگر وہ ڈول کیلئے اترا اور پانی میں بدن کو ملا تو پانی مستعمل ہو گیا اتفاقا کیونکہ ملنا ایک فعل ہے جو نیت کے قائم مقام ہے پس یہ ایسا ہوا کہ وہ

مسئلہ 164: جس چیز سے کنواں ناپاک ہوتا ہے۔ ضروری ہے کہ پہلے اس چیز کو نکالا جائے اس کے بعد پانی۔ لیکن تب کہ وہ چیز نظر سے دیکھی جا سکے۔ یعنی ایسی چیز نہ ہو مثلا پیشاب یا خون وغیرہ۔ اور اگر کوشش کے باوجود مذکورہ چیز کنویں سے نہ نکالی جا سکے یا اس کا نکالنا مشکل ہو تو مذکورہ شئے کی حالت کو دیکھا جائے گا اگر وہ اس قسم کی ہو کہ بذات خود پاک ہے لیکن کسی نجاست کے لگنے سے نجس ہو چکی ہو، مثلا نجس کپڑا یا ناپاک جوتے وغیرہ یا اس قسم کی دوسری چیزیں تو اس کے متعلق حکم یہ ہے۔ کہ جس وقت سارا پانی کنویں سے نکال دیا جائے تو یہ کافی ہے پانی نکالنے کی وجہ سے وہ چیز مثلا کپڑا وغیرہ پاک ہو گیا۔ اور اگر مذکورہ چیز بذات خود پلید ہو مثلا مری ہوئی چڑیا یا مرا ہوا چوہا یا کوئی حیوان مردہ تو اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ کنویں کو اس وقت تک یونہی چھوڑ دیا جائے۔ تاوقتیکہ یہ یقین نہ ہو جائے کہ مذکورہ حیوان کنویں میں ریزہ ریزہ ہو کر مٹی بن چکا ہے اس کے بعد سارا پانی نکال دیا جائے تو بس کنواں پاک ہو گا۔

غسل کیلئے اتر گیا ہو۔

مسئلہ 164: (ينزح كل مائها) الذي كان فيها وقت الوقوع. ذكره ابن الكمال (بعد اخراجه) لا اذا تعذر كخشبة او خرقة متنجسة فينزح الماء الى حد لا يملا نصف الدلو يطهر الكل تبعا - ولو نزح بعضه ثم زاد في الغد نزح قدر الباقي في الصحيح خلاصة، قيد بالموت لانه لو اخرج حيا وليس بنجس العين، ولا به حدث او خبث لم ينزح شئ الا ان يدخل فمه الماء فيعتبر بسؤره، فان نجسا نزح الكل والا لا،هو الصحيح، نعم يندب عشرة في المشكوك لاجل الطهورية كذا في الخانية[1]

ترجمہ: نجاست اور جانور مذکور کے گرنے کے وقت کنویں کا وہ سب پانی نکالا جائے گا جو اس میں تھا، ایسا ذکر کیا ہے ابن لکمال نے مگر جب کہ اس کا نکالنا نہ ہو سکے چنانچہ لکڑی کا ٹکڑا یا ناپاک کپڑا کہ غائب ہو گیا تو اس قدر پانی نکالنے سے کہ آدھا ڈول نہ بھرے یہ سب چیزیں پاک ہو جائیں گی کنویں پاک ہونے کے ساتھ اور جو تھوڑا پانی آج نکالا گیا پھر اگلے دن زیادہ ہو گیا تو اسی قدر نکالا جائے جتنا باقی رہا تھا قول صحیح میں کذا فی خلاصہ۔ مصنف نے کنویں کے پانی نکالنے میں موت حیوان کی قید لگائی اس واسطے کہ اگر جاندار زندہ نکالا گیا اور حالانکہ وہ نجس العین نہیں مانند سور کے اور اس پر نجاست حقیقی ہے تو کچھ پانی نکالا نہ جاوے گا مگر اس وقت جب کہ اس کا منہ پانی میں داخل ہو تو اس وقت اس کے جھوٹے کا اعتبار ہو گا سوا گر اس حیوان کا جھوٹا ناپاک ہے تو سارا پانی نکالا جائے گا اور اگر پاک ہے یا مکروہ یا مشکوک تو کچھ بھی نکالنا واجب نہیں یہی قول صحیح ہے ہاں مستحب ہے مشکوک میں دس ڈول نکالنا مطہر ہونے کے واسطے چنانچہ خانیہ میں ہے۔

اور شامی میں ہے

---

[1] الدرالمختار للحصفكي ص34 محولہ بالہ

يُنْزَحُ كُلُّ مَائِهَا---بَعْدَ اخْرَاجِهِ لَا اذَا تَعَذَّرَ كَخَشَبَةٍ اوْ خِرْقَةٍ مُتَنَجِّسَةٍ فَبِنَزْحِ الْمَاءِ الَى حَدٍّ لَا يَمْلَا نِصْفَ الدَّلْوِ يَطْهُرُ الْكُلُّ تَبَعًا--- (قَوْلُهُ مُتَنَجِّسَةٍ)--- لَوْ وَقَعَ عُصْفُورٌ فِيهَا فَعَجَزُوا عَنْ اخْرَاجِهِ فَمَادَامَ فِيهَا فَنَجِسَةٌ فَتُتْرَكُ مُدَّةً يُعْلَمُ انَّهُ اسْتَحَالَ وَصَارَ حَمْاةً، وَقبْلَ مُدَّةِ سِتَّةِ اشْهُرٍ[1]

ترجمہ: توسارا پانی نکالا جائے گا۔۔۔ نجاست کے نکالنے کے بعد ورنہ اگر اس کا نکالنا مشکل ہو جیسے لکڑی یا کپڑا تو ایک حد جس میں نصف ڈول نہ بھرا جاسکے یہ سب کیلئے صفائی ہے اور یہ قول کہ نجس ہو یعنی اگر اس میں پرندہ پڑ گیا پس وہ اس کے نکالنے سے عاجز ہو گئے پس

مسئلہ 165: اگر کنویں سے چوپایا اسی طرح کا کوئی اور حیوان مردہ نکالا جائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ یہ کب کنویں میں گرا۔۔اور ابھی تک پھول کر پھٹ نہ چکا ہو۔ تو ہم یہ کہیں گے کہ اسے دن رات یعنی چوبیس گھنٹے ہو چکے ہیں۔ تو ان گذشتہ چوبیس گھنٹوں میں اگر کنویں کے پانی سے کوئی وضو کر کے نماز ادا کر چکا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ نمازیں دوبارہ ادا کرے (یعنی فرض اور وتر کی نماز جن کی قضاء ادا ہو سکتی ہے)اور اگر کوئی کپڑے وغیرہ اس پانی سے دھو چکا ہو تو وہ بھی دوبارہ دھولے۔ اگر مذکورہ پانی سے آٹا گوندھا گیا ہو اور روٹی پکائی گئی ہو تو مذکورہ روٹی کتوں کے آگے ڈال دے۔اور اگر حیوان پھول کر پھٹ چکا ہو تو ہم یہ کہیں گے کہ اسے تین دن اور تین راتیں ہو چکی ہیں۔ اس لئیے تین دن و تین راتوں کی نمازیں دوبارہ ادا کرنی چاہئیں۔ یہ قول امام اعظمؒ کا ہے۔اور اسمیں احتیاط ہے۔(اور بعض کہتے ہیں کہ امام صاحب اس سے رجوع کر چکے ہیں)

جب تک وہ پانی میں موجود رہے گا تو نجس ہو گا پس ایک وقت تک چھوڑ دیا جائیگا کہ اس سے معلوم ہو جائے کہ وہ پانی میں حل ہو گیا ہے اور ختم ہو گیا ہے اور چھ ماہ سے پہلے۔

اور بحر میں ہے

لا يفيد النزح قبل اخراج الواقع لانہ سبب النجاسۃ ومع بقائها لا يمكن الحكم بالطهارة[2]

ترجمہ: کوئی فائدہ نہیں دیتا پانی نکالنا نجاست کے نکالنے سے پہلے اور نجاست کے ہونے کے ساتھ طہارت کا حکم ممکن نہیں.

مسئلہ 165: (ويحكم بنجاستها) مغلظة (من وقت الوقوع ان علم، والا فمذ يوم وليلة ان لم ينتفخ ولم يتفسخ) وهذا (في حق الوضوء) والغسل، وما عجن به فيطعم للكلاب، وقيل يباع من شافعي، اما في حق غيره كغسل ثوب فيحكم بنجاسته في الحال وهذا لو تطهر عن حدث او غسل عن خبث، والا لم يلزم شئ اجماعا. جوهرة. (ومذ ثلاثة ايام) بلياليها (ان انتفخ او تفسخ) استحسانا. وقالا: من وقت العلم فلا يلزمهم شئ قبله، قيل وبه يفتى.[3]

ترجمہ: اور کنویں کی نجاست مغلظہ کا حکم کیا جاتا ہے جانور کے گرنے کے وقت سے اگر وقت معلوم ہو اور اگر جانور کے گرنے کا وقت معلوم نہ ہو تو ایک دن رات پہلے سے ناپاکی کا حکم ہو گا بشر طیکہ پھول نہ گیا ہو یعنی اور نہ پھٹا اور نہ بال جھڑا ہو اور یہ حکم یعنی کنویں کا ناپاک ہونا ایک رات اور دن سے وضو اور غسل کے حق میں ہے اور اس آٹے کے حق میں جو گوندھا گیا اس پانی سے تو کھلا یا جائے کتوں کو اور بعضوں نے شافعی مذہب سے نقل کیا ہے کہ اسے بیچا جائے۔اور وضو اور غسل کے سوا کے حق میں چنانچہ کپڑا دھونے کے حق میں تو پانی نجاست کا حکم کیا جائے گا فی الحال اور یہ حکم وضو اور غسل میں ناپاک ہونا بطریق استناد اور کپڑے میں بطریق اقتصار کے اس وقت ہے

---

[1] ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار ص409ج1محولہ بالہ

[2] بحر ص 120 محولہ بالہ

[3] الدرالمختار للحصفكي ص35 محولہ بالہ

کہ وضو اور غسل کیا ہو حدث اصغر اور اکبر سے کوئی چیز لازم نہیں بااتفاق علماء کے دور کرنے کو اور اور اگر ایسا نہ ہو یعنی وضو اور غسل کیا بدون حدث کے یا کپڑا دھو یا بدون نجاست کے تو کوئی چیز لازم نہیں بااتفاق امام اور صاحبین کے کذا فی الجوہرہ اور تین رات دن سے نجاست کا حکم کیا جاوے اگر جو نور پھولا یا پھٹا ہوا استحسان کی رو سے اور صاحبین نے کہا کہ پانی پر نجاست کا حکم ہو گا حیوان کے معلوم ہونے کے وقت سے تو لوگوں کو معلوم ہونے سے پہلے کوئی چیز لازم نہ ہو گی بعضوں نے اسی قول کو مفتی بہ کہا ہے۔

مسئلہ 166: ناپاک گرد سے کنواں پلید نہیں ہوتا۔ اسی طرح بکری وغیرہ کی ایک دو مینگنیوں سے بھی پلید نہیں ہوتا۔ چاہے کنواں جنگل میں ہو یا آبادی میں۔ اسی طرح اگر دودھ دوھتے وقت اس میں ایک یا دو مینگنیاں گر جائیں۔ اور بیچ میں ٹوٹی نہ ہو اور دودھ میں رنگ بھی حل نہ ہوا ہو اور فی الفور نکالی جائیں تو اس سے دودھ بھی خراب (ناپاک) نہیں ہوتا۔ ان ہر سہ صورتوں میں ضرورت کی وجہ سے شریعت نے معافی دی ہے۔

اور منیہ میں ہے

وان وجدوا فیها فارة میتة ولایدرون انها متیٰ وقعت ولم ینتفخ ولم یتفسخ اعادوا صلوٰة یوم ولیلة اذا کانوا توضاوا منها وغسلوا کل شيء اصابه ماوها وان کانت انتفخت او تفسخت اعادوا صلوٰة ثلثة ایام ولیالیها عند ابی حنیفة وقالا لیس علیهم اعادة شيء حتیٰ یتحققوا انها متیٰ وقعت[1]

ترجمہ: اور اگر اس کنویں میں مرا ہوا چوہا پایا گیا اور معلوم نہ ہوا کہ کب یہ گر گیا ہے اور یہ پھولا ہوا اور پھٹا ہوا نہ ہو تو ایک دن و رات کی نماز کو قضا ادا کریں جب اس پانی سے وضو کیا ہو اور ہر اس چیز کو دوبارہ دھولے جو اس سے دھو چکے ہو۔ اور اگر پھولا پھٹا ہوا ہو تو تین دن و رات کی نمازیں قضا لائیں امام صاحب کے نزد اور صاحبین کے نزد ان پر اعادہ نہیں یہاں تک کہ اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ کب گر اتھا۔

مسئلہ 166: (وَ) لَا (بِتَقَاطُرِ بَوْلٍ كَرُءُوسِ ابَرٍ وَغُبَارِ نَجِسٍ لِلْعَفْوِ عَنْهُمَا. وَبَعْرَتَيْ ابِلٍ وَغَنَمٍ، كَمَا يُعْفَى لَوْ وَقَعَتَا فِي مِحْلَبٍ وَقْتَ الْحَلْبِ (فَرُمِيَتَا) فَوْرًا قَبْلَ تَفَتُّتٍ وَتَلَوُّنٍ، قَوْلُهُ وَبَعْرَتَيْ ابِلٍ وَغَنَمٍ) ايْ لَا نَزْحَ بِهِمَا، وَهَذَا اسْتِحْسَانٌ. قَالَ فِي الْفَيْضِ: فَلَا يُنَجِّسُ الَّا اذَا كَانَ كَثِيرًا، سَوَاءٌ كَانَ رَطْبًا اوْ يَابِسًا، صَحِيحًا اوْ مُنْكَسِرًا. وَلَا فَرْقَ بَيْنَ انْ يَكُونَ لِلْبِئْرِ حَاجِزٌ كَالْمُدُنِ اوْ لَا كَالْفَلَوَاتِ هُوَ الصَّحِيحُ.[2]

ترجمہ: اور نہ پیشاب کے ٹپکنے سے جس کی چھینٹیں نہایت صغیر ہیں جیسا کہ سوئی کا ناکہ اور نہ ناپاک غبار کے پڑنے سے اس واسطے کہ یہ دونوں معاف ہیں اور نہ اونٹ اور بھیڑ بکری کے دو مینگنیوں کے پڑنے سے کنویں کا پانی کا نکالنا لازم ہے جس طرح معاف ہے اگر دو مینگنیاں پڑ گئیں دودھ کے برتن میں دوہنے کے وقت پھر پھٹنے اور دودھ کے رنگین ہونے سے پہلے نکال کر پھینکی گئیں۔ اور یہ قول کہ دو مینگنیوں کے اونٹ یا بکری کے یعنی اس کا نکالنا نہیں اور یہ استحسان ہے فیض میں کہا گیا ہے پس کنویں کو نجس نہیں کرتا جب یہ زیادہ ہو برابر ہے کہ خشک ہو یا تر صحیح ہو یا ٹوٹے اور کوئی فرق نہیں کہ کنویں کیلئے محفظ ہو یا جیسے ابادی میں یا نہ ہو جیسے بیابان میں اور وہ صحیح ہے۔

---

[1] الکاشغری منیہ ص 96 محولہ بالہ

[2] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختارص422ج1محولہ بالہ

مبحث سوم جھوٹے کا بیان:

مسئلہ 167: انسان کا جھوٹا پاک ہے خواہ مرد ہو یا عورت، مسلمان ہو یا کافر، حالت جنابت میں ہو یا حالت حیض و نفاس میں ہو۔ پاک ہو یا ناپاک۔ انسان کا جھوٹا ہر حالت میں پاک ہے۔ اور اسی طرح انسانی بدن کا پسینہ بھی پاک ہے۔ لیکن اگر اس کے ہاتھ یا منہ پر کوئی ظاہر ناپاکی لگی ہو۔ تو اس کی وجہ سے جھوٹا ناپاک ہو جاتا ہے۔ مثلاً کوئی شراب پی چکا ہو یا منہ کے اندر مسوڑے وغیرہ سے خون بہہ جائے اور فی الفور پانی پی گیا۔ تو مذکورہ پانی (یعنی جھوٹا ناپاک ہو گیا)

مسئلہ 168: حیوان جو کہ حلال ہو مثلاً بھیڑ، بکری، گائے، بھینس، ہرن وغیرہ تو ان سب کا جھوٹا بھی پاک ہے۔ اور اسی طرح جو پرندے شرعاً حلال ہیں۔ مثلاً چکور، تیتر، تنزرے، طوطی، صحرائی مرغ وغیرہ تو ان سب کا جھوٹا بھی پاک ہے۔ ہاں اگر آدمی کو یہ معلوم ہو کہ اس جانور کے ہونٹوں یا پرندے کی چونچ کے ساتھ کوئی ناپاکی لگی ہے اور پانی میں منہ رکھ چکا ہے تو مذکورہ جھوٹا بوجہ ناپاکی ناپاک ہے۔

مسئلہ 167: سُؤْرُ الْادَمِيِّ طَاهِرٌ وَيَدْخُلُ فِي هَذَا الْجُنُبُ وَالْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ وَالْكَافِرُ الَّا سُؤْرَ شَارِبِ الْخَمْرِ وَمَنْ دُمِيَ فُوهُ اذَا شَرِبَ عَلَى فَوْرِ ذَلِكَ فَانَّهُ نَجَسٌ [1]

ترجمہ: آدمی کا جھوٹا پاک ہے اور اسی حکم میں شامل ہے جنب، حیض والی عورت، نفاس والی عورت اور کافر مگر شراب پینے والا اور جس کے منہ سے خون نکلتا ہوا گر وہ فوراً پانی پییں تو اب اس کا جھوٹا نجس ہو گا۔

اور صاحب منیہ و کبیری نے یوں تفصیل لکھی ہے

سور الادمی طاهر بالاتفاق سوا كان مسلما او كافر ا او جنبا اوحائضا او محدثا او طاهرا من جميع الاحداث لان السور ياخذ حكم اللعاب لاختلاطه به ولعاب الانسان ظاهرة لتولده من الحم طاهر اذا الحرمته لكرامته لالنجاسته۔۔۔اما لوتلوث فمه بنجاسته من خمر او ميتته او غير هما فشرب الما ونحوه من فوره فان سوره يتنجس اما لو شرب بعد ترداد الريق فى فمه وذهاب الاثر فلا يتنجس [2]

ترجمہ: اور انسان کا جھوٹا پاک ہے اتفاقاً خواہ کافر ہو یا حائضہ بے وضو ہو یا پاک تمام احداث سے کیونکہ جھوٹے کو بھی لعاب کا حکم حاصل ہے اور انسان کا لعاب بھی پاک ہے کیونکہ وہ گوشت سے پیدا ہوتا ہے اور انسان کا گوشت پاک ہے مگر عزت کی وجہ سے حرام ہے نہ کہ

---

[1] ایضا فتاویٰ الهندیہ ص24 ج 1 محولہ بالہ

[2] ایضا الحلبی بالکبیری ص 146 محولہ بالہ

نجاست کی وجہ سے۔اور جب اس کا منہ نجاست کی وجہ سے نجس ہوئے شراب یا مردار کھانے سے اور یا اس کے علاوہ پس پانی پی لیا یا اس کے مانند فی الفور بیشک اسکا جھوٹا نجس ہے اور جب پانی پی لیا تھوکنے کے بعد اور اس کے اثر کے جانے کے بعد پس یہ نجس نہیں ہوتا۔

مسئلہ 169: سوَر کا جھوٹا ناپاک ہے۔اسی طرح شیر، بھیڑیا ہاتھی گیدڑ، بندر وغیرہ درندے جو کہ درندگی کرتے ہیں کا جھوٹا پلید یعنی نا پاک ہے۔

مسئلہ 168: (وماکول لحم) ومنه الفرس في الاصح ومثله ما لا دم له (طاهر الفم) قيد للكل (طاهر) طهور بلا كراهة.--- (ودجاجة مخلاة) وابل وبقر جلالة، فالاحسن ترك دجاجة ليعم الابل والبقر والغنم. قهستاني[1]

ترجمہ: اور اس جانور کا جھوٹا پاک ہے جس کا گوشت کھانا حلال ہے اور اسی قسم کا ہے گھوڑا صحیح تر قول میں اور اسی کے مانند ہے وہ جانور جس میں دم مسفوح نہیں سب کی قید ہے یعنی آدمی اور ماکول اللحم اور گھوڑا اور جس میں خون سائل نہیں جب تک کہ ان کے منہ نجاست سے پاک ہوں توان کا جھوٹا بذات خود پاک ہے اور غیر کا پاک کرنے والا ہے احداث اور اخباث سے بلا کراہیت مطلقا اور جھوٹا مرغی کو چہ گرد کے اور اونٹ اور گائے بیل نجاست خور کا اور ان درندوں پرندوں کا جن کے پالنے والوں کو ان کی چونچ کی طہارت معلوم نہیں اور جھوٹا گھروں کے رہنے والے جانوروں کا پاک ہے ضرورت کی وجہ سے مکروہ تنزیہی ہے صحیح تر قول میں اگر سوائے اس کے اور پانی ملے اور اگر ان کے جھوٹے پانی کے سوا اور پانی نہ ملے تو اب مکروہ تنزیہی بھی نہیں۔اصلاً جیسا ان کے طعام کا کھانا محتاج کو مکروہ نہیں قہستانی۔

اور صاحب ہندیہ نے یہ لکھا ہے
وَكَذَا سُؤْرُ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ مِنْ الدَّوَابِّ وَالطُّيُورِ طَاهِرٌ مَا خَلَا الدَّجَاجَةَ الْمُخْلَاةَ وَالْإِبِلَ وَالْبَقَرَ الْجَلَّالَةَ فَسُؤْرُهَا يُكْرَهُ[2]

ترجمہ: اسی طرح جھوٹا ان چرند اور پرند جانوروں کا جن کا گوشت کھایا جاتا ہے پاک ہے مگر چھوٹی ہوئی مرغی اور اونٹ اور بیل جو نجاست کھاتے ہوں ان کا جھوٹا مکروہ ہے۔

مسئلہ 169: (و) سؤر (خنزير وكلب وسباع بهائم) ومنه الهرة البرية--- (وهرة فور اكل فارة نجس) مغلظ[3]

ترجمہ: اور خنزیر کتا اور دوسرے درندے جانور جن میں جنگلی بلی بھی حرام ہیں---اور بلی جب چوہے کو کھایے تو اب اس کا جھوٹا نجس مغلظ ہے۔

اور صاحب ردالمحتار نے یہ تفصیل بیان کی ہے۔
(وَ) سُؤْرُ (خِنْزِيرٍ وَكَلْبٍ وَسِبَاعِ بَهَائِمَ) وَمِنْهُ الْهِرَّةُ الْبَرِّيَّةُ ---(وَهِرَّةٍ فَوْرَ أَكْلِ فَارَةٍ نَجَسٌ) مُغَلَّظٌ. (قَوْلُهُ وَسِبَاعِ بَهَائِمَ) هِيَ مَا كَانَ يَصْطَادُ بِنَابِهِ كَالْأَسَدِ وَالذِّئْبِ وَالْفَهْدِ وَالنَّمِرِ وَالثَّعْلَبِ وَالْفِيلِ وَالضَّبُعِ وَأَشْبَاهِ ذَلِكَ[4]

---

[1] ایضا الدرالمختار للحصفکی ص 35محولہ بالہ
[2] ایضا فی الھندیۃ ص25ج1
[3] ایضا الدرالمختار للحصفکی ص 35محولہ بالہ
[4] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختارص425ج1محولہ بالہ

ترجمہ: اور خنزیر کتا اور دوسرے درندے جانور جن میں جنگلی بلی بھی حرام ہیں۔۔۔اور بلی جب چوہے کو کھایے تو اب اس کا جوٹھا نجس مغلظ ہے۔ اور یہ قول کہ درندے جانور یعنی وہ جانور جو اپنے داڑھوں سے شکار کرتے ہیں جیسا کہ شیر، بھیڑ، پڑانگ گیدڑ لومڑی اور ہاتھی بڑی چھپکلی وغیرہ اس کے مانند۔

مسئلہ 170: کتے کا جھوٹا ناپاک ہے۔ اگر کسی برتن کو جھوٹا کر جائے تو مذکورہ برتن باقاعدہ تین بار دھونے سے پاک ہوگا۔ چاہئے برتن مٹی کا بنا ہو یا کسی اور چیز کا۔ بہتر یہی ہے کہ سات بار دھویا جائے اور ایک مرتبہ مٹی مل کر دھونا چاہئے تاکہ صاف ہو جائے۔ مسئلہ 171: بلی کا جھوٹا پاک ہے مگر مکروہ ہے اس لئے اگر اور پانی مل سکے تو بلی کے جھوٹے پانی سے وضو نہیں کرنا چاہیئے اور اگر پانی نہ مل سکے تو مضائقہ نہیں۔ وضو کرلے اور اسی طرح حکم ہے۔ ہر اس جھوٹے پانی کے متعلق جو کہ مکروہ ہے۔ اور اگر بلی چوہے کو کھا جائے اور فی الفور اس کے بعد پانی کو جھوٹا کر جائے تو یہی جھوٹا ناپاک ہے اور اگر بلی اپنا منہ اچھی طرح چاٹ کر پاک کر چکی ہو اور کچھ دیر کے بعد پانی کو جھوٹا کر جائے تو اس صورت میں جھوٹا پلید تو نہیں لیکن مکروہ ضرور ہے۔

اور صاحب ہدایہ نے یہ عبارت لکھی ہے

" وسؤر الخنزير نجس " لانه نجس العين على ما مر " وسؤر سباع البهائم نجس "[1]

ترجمہ: خنزیر کا جھوٹا نجس ہے کیونکہ یہ نجس العین ہے جو کہ بیان ہوا اور درندہ صفت چارپایوں کا جھوٹا نجس ہے۔

مسئلہ 170: وَيُغْسَلُ الْاِنَاءُ مِنْ وُلُوغِ الْكَلْبِ ثَلَاثًا[2]

ترجمہ: اور برتن کو کتے کے جھوٹے کی وجہ سے تین دفعہ دھویا جاتا ہے

اور شامی میں ہے

(قوله: فيقدر بثلاث) وقيل: بسبع للحديث الوارد في ولوغ الكلب معراج عن المبسوط[3]

ترجمہ: یہ قول کہ تین مرتبہ پر منحصر کیا گیا ہے اور بعض نے کہا ہے سات مرتبہ وہ حدیث مبارکہ کہ جو کہ اس بارے میں وارد ہوئی ہے معراج الدرایہ نے مبسوط سے ذکر کیا ہے۔

لیکن صاحب طحطاوی نے اس مسئلہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے

قوله: " انه يغسل ثلاثة الخ " وما ذلك الا لنجاسته ويندب عندنا التسبيع وكون احداهن بالتراب.[4]

---

[1] الهدایہ ص 26ج1 محولہ بالہ

[2] ایضا فی الهندیۃ ص 25ج1

[3] ایضا ابن عابدین شامی ص 603ج1 محولہ بالہ

[4] الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح ص30 محولہ بالہ

ترجمہ: یہ قول کہ برتن کو تین مرتبہ دھویا جائے اور یہ نہیں مگر نجاست کی وجہ سے اور ہمارے ہاں مستحب ہے سات مرتبہ اور ان میں سے ایک مرتبہ مٹی کے ساتھ۔

مسئلہ 171: (وَ) سُؤْرُ هِرَّةٍ (قَوْلُهُ فَوْرَ اَكْلِ فَارَةٍ) فَانْ مَكَثَتْ سَاعَةً وَلَحِسَتْ فَمَهَا فَمَكْرُوهٌ مُنْيَةٌ، [1]

مسئلہ 172: اگر سالن یا دودھ یا اس قسم کی کسی چیز کو بلی جھوٹا کر گئی تو اگر غریبی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں مذکورہ جھوٹا کھانا چاہئے۔ کہ غریب کے لئے اس میں کوئی کراہت نہیں۔ اور مالدار ہو تو اسے خود نہیں کھانا چاہئے۔ بلکہ کسی غریب و مسکین کو دینا چاہیئے۔

ترجمہ: اور بلی کا جھوٹا حرام ہے اور یہ قول کہ اگر فی الفور چوہے کو کھایا ہو اور اگر کچھ وقت اس میں گذر گیا ہو اور اپنے منہ کو چاٹ لیا ہو تو مکروہ ہے یہ منیہ میں ہے۔

لیکن فتاویٰ ھندیہ میں بالتفصیل یوں بیان کیا گیا۔

وَسُؤْرُ حَشَرَاتِ الْبَيْتِ كَالْحَيَّةِ وَالْفَارَةِ وَالسِّنَّوْرِ مَكْرُوهٌ كَرَاهَةَ تَنْزِيهٍ هُوَ الْاَصَحُّ .كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ --- فَانْ اَكَلْت فَارَةً وَشَرِبَتْ الْمَاءَ مِنْ فَوْرِهَا يَتَنَجَّسُ وَانْ مَكَثَتْ سَاعَةً اوْ سَاعَتَيْنِ ثُمَّ شَرِبَتْ لَا يَتَنَجَّسُ هُوَ الصَّحِيحُ .كَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ--- الْمَاءُ الْمَكْرُوهُ اذَا تَوَضَّا بِهِ مَعَ وُجُودِ الْمَاءِ الْمُطْلَقِ كَانَ مَكْرُوهًا وَعِنْدَ عَدَمِهِ لَا يَكُونُ مَكْرُوهًا .كَذَا فِي الِاخْتِيَارِ شَرْحِ الْمُخْتَارِ . [2]

ترجمہ: اور کیڑے گھروں میں رہتے ہوں جیسے سانپ اور چوہا اور بلی ان کا جوٹھا مکروہ تنزیہی ہے یہی صحیح ہے یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اگر بلی نے چوہا کھایا اور اس وقت پانی پیا تو وہ پانی نجس ہو جائے گا اور اگر ایک ساعت ٹھہر کر پیا تو نجس نہیں ہو گا یہ صحیح ہے یہی ظہیریہ میں کہا ہے۔ اگر اچھے پانی کے ہوتے ہوئے مکروہ پانی سے وضو کرے تو مکروہ ہے اور اچھا پانی نہ ہو تو مکروہ نہیں یہ اختیار شرح مختیار میں لکھا ہے

۔

ہدایہ میں ہے

" وسؤر الهرة طاهر مكروه " وعن ابي يوسف رحمه الله انه غير مكروه لان النبي عليه الصلاة والسلام كان يصغي لها الاناء فتشرب منه ثم يتوضا به ولهما قوله عليه الصلاة والسلام " الهرة سبع " والمراد بيان الحكم دون الخلقة والصورة الا انه سقطت النجاسة لعلة الطوف فبقيت الكراهة وما رواه محمول على ما قبل التحريم ثم قيل كراهته لحرمة اللحم وقيل لعدم تحاميها النجاسة وهذا يشير الى التنزه والاول الى القرب من التحريم ولو اكلت فارة ثم شربت على فوره الماء تنجس الا اذا مكثت ساعة لغسلها فمها بلعابها والاستثناء على مذهب ابي حنيفة وابي يوسف رحمها الله ويسقط اعتبار الصب للضرورة[3]

ترجمہ: اور بلی کا جھوٹا پاک ہے مگر مکروہ ہے اور ابی یوسفؒ سے مروی ہے کہ غیر مکروہ ہے۔ اس لئے کہ حضور ﷺ بلی کے سامنے برتن جھکا دیتے وہ اس سے پی لیتی پھر آپ ﷺ اس سے وضو فرماتے اور طرفین کی دلیل یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بلی درندہ ہے اور مراد حکم کا بیان ہے مگر علت طواف کی وجہ سے نجاست ساقط ہو گئی اور کراہیت باقی رہ گئی اور وہ روایت جس کو ابو یوسفؒ نے پیش کیا ہے وہ ناقبل التحریم پر محمول ہے پھر کہا گیا کہ اس کی کراہت گوشت کے حرام ہونے کی وجہ سے ہے اور کہا گیا کہ اس کے نجاست سے پرہیز نہ کرنے کی وجہ سے ہے اور یہ مکرہ تنزیہی کی طرف مشیر ہے اور یہ قول اول تحریم سے زیادہ قریب ہے۔ اور اگر بلی نے چوہا کھا کر پھر اسی وقت پانی پی لیا تو پانی ناپاک ہو جائے گا مگر جبکہ تھوڑی دیر ٹھہری رہی اس لئے کہ بلی نے اپنا منہ اپنے لعاب سے دھو ڈالا اور استثناء ابو حنیفہؒ اور ابو یوسفؒ کے مذہب پر ہے اور ضرورت کی وجہ سے بہانے کا اعتبار ساقط ہو جائے گا۔

---

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختارص426ج1محولہ بالہ

[2] ایضا فتاویٰ الھندیہ ص25 ج 1 محولہ بالہ

[3] الهداية في شرح بداية المبتدي ص26ج1محولہ بالہ

مسئلہ 172: وَيُكْرَهُ انْ تَلْحَسَ الْهِرَّةُ فِي كَفِّ انْسَانٍ ثُمَّ يُصَلِّي قَبْلَ غَسْلِهَا اوْ يَاكُلَ مِنْ بَقِيَّةِ الطَّعَامِ الَّذِي اكَلَتْ مِنْهُ .كَذَا فِي التَّبْيِينِ وَانَّمَا يُكْرَهُ ذَلِكَ فِي حَقِّ الْغَنِيِّ ؛ لِانَّهُ يَقْدِرُ عَلَى بَدَلِهِ امَّا فِي حَقِّ الْفَقِيرِ فَلَا يُكْرَهُ لِلضَّرُورَةِ .كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ[1]

ترجمہ: اور مکروہ ہے کہ کسی کے ہاتھ میں بلی چاٹے اور وہ اس کے دھونے سے قبل نماز پڑھے اور مکروہ ہے کہ بلی کا جھوٹا کھانا کھائے یہ

مسئلہ 173: یہ مکروہ ہے کہ بلی کسی کے ہاتھ یا کسی اور عضو کو چاٹتی ہو اور یہ شخص اسے کچھ نہ کہئے۔ یہ بھی مکروہ ہے کہ بلی کسی کے ہاتھ یا دوسرے عضو کو چاٹ لے۔ اور پھر اسے دھوئے بغیر کوئی نماز پڑھے۔

مسئلہ 174: پرندے جو کہ شکاری ہوتے ہیں۔ مثلاً باز، باشہ، شکرہ اور شاہین وغیرہ ان کا جھوٹا بھی مکروہ ہے لیکن اگر پالتو ہوں اور مردار نہ کھاتے ہوں اور نہ ہی اس کی چونچ پر کسی ناپاکی کے لگنے کا شک ہو تو اس کا جھوٹا پاک ہے اس میں کوئی کراہت نہیں۔

تبیین میں لکھا ہے اور مالدار کے لئے مکروہ ہے اس لئے کہ وہ کھانا بدل سکتا ہے لیکن فقیر کے لئے ضرورت کی وجہ سے مکروہ نہیں یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے۔

اور شامی میں ہے

(وسواكن بيوت) طاهر للضرورة(مكروه) تنزيها في الاصح ان وجد غيره، والا لم يكره اصلا كاكله لفقير[2]

ترجمہ: اور گھروں میں رہنے والے جانوروں کا جھوٹا پاک ہے ضرورت کی وجہ سے مکروہ تنزیہی ہے۔ صحیح تر قول میں اگر سوائے اس کے اور پانی ملے اور اگر ان کے جھوٹے پانی کے سوا اور پانی نہ ملے تو اب مکروہ تنزیہی بھی نہیں اصلا جیسے اس طعام کا کھانا محتاج کو مکروہ نہیں۔

مسئلہ 173: وَيُكْرَهُ انْ تَلْحَسَ الْهِرَّةُ فِي كَفِّ انْسَانٍ ثُمَّ يُصَلِّي قَبْلَ غَسْلِهَا[3]

ترجمہ: اور مکروہ ہے کہ کسی کے ہاتھ میں بلی چاٹے اور وہ اس کے دھونے سے قبل نماز پڑھے۔

لیکن صاحب کبیری نے یوں تفصیل کی ہے

كما يكره الوضوء بالسور المكروه--- وان يدع الهرة تلحس بدنه او ثوبه ثم يصلى به من غير غسل [4]

ترجمہ: جیسا کہ وضو مکروہ ہے جھوٹے مکروہ سے ---۔ اور یہ بھی مکروہ ہے کہ بلی کو ویسے چھوڑ دیا جائے کہ انسان کے بدن اور کپڑوں کو چاٹے اور پھر وہ اسی میں بغیر دھوئے نماز پڑھیں۔

---

[1] ایضا فی الهندية ص 25

[2] ایضا ابن عابدین ص 425محولہ بالہ

[3] محولہ بالہ

[4] الحلبی، کبیری ص 171 محولہ بالہ

مسئلہ174: والدجاجۃ المخلاۃ وھی التی تاکل القاذورات وکذا الابل ولبقر الجلالۃ وسباع الطیر الا اذا علم صاحبھا لا قذر بمنقارھا فلا یکرہ کذا عنا الثانی ،واستحسن المشائخ [1]

ترجمہ: اور جھوٹامرغی کو چھ گرکایعنی جو گندگیوں کو کھاتاہےاوراسی طرح اونٹ اور بیل نجاست خور کامکروہ ہےاوران درند

مسئلہ 175: گھریلو مرغی جو کہ گھر میں پھرتی ہو پاک اور پلید چیزیں کھاتی ہو تو اس کا جھوٹامکروہ ہے۔

مسئلہ 176: جو جانور گھروں میں رہتے ہیں۔اور بہنے والا خون جن کی رگوں میں ہوتا ہے۔مثلاًسانپ،چوہااور چھپکلی وغیرہ توان سب کا

پرندوں کا مگر جن کے پالنے والے کو معلوم ہو کہ اس کے چونچ پر گندگی نہیں پھر مکروہ نہیں ایسامذکور ہےاوراس کو مستحسن کیاہے مشائخ نے۔

اور شامی میں ہے:

(وَسِبَاعِ طَيْرٍ) لَمْ يَعْلَمْ رَبُّهَا طَهَارَةَ مِنْقَارِهَا-- (قَوْلُهُ لَمْ يَعْلَمْ رَبُّهَا طَهَارَةَ مِنْقَارِهَا) لِمَا رَوَى الْحَسَنُ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ: إنْ كَانَ هَذَا الطَّيْرُ لَا يَتَنَاوَلُ الْمَيْتَةَ مِثْلُ الْبَازِي الْأَهْلِيِّ وَنَحْوِهِ لَا يُكْرَهُ الْوُضُوءُ وَإِنَّمَا يُكْرَهُ فِي الَّذِي يَتَنَاوَلُ الْمَيْتَةَ، وَرُوِيَ عَنْ أَبِي يُوسُفَ أَيْضًا مِثْلُهُ حِلْيَةٌ[2]

ترجمہ: اور درندپرندوں کا جھوٹامکروہ ہے جب کہ اس کے پالنے والے کواس کے چونچ کی صفائی کی معلومات نہ ہو۔ یہ قول کہ معلوم نہیں اس کے پالنے والے کواس کے چونچ کے صفائی۔اس وجہ سے کہ روایت کیاہے حسن نے امام ابوحنیفہؒ سے کہ اگر یہ پرندہ مردار نہیں کھاتاجیساکہ گھر میں پالاہوابازیااس کے مثل توپھراس کے جھوٹے سے وضومکروہ نہیں اور وضومکرہ ہے اس میں جو مردار کو کھاتاہو اور امام ابویوسفؒ سے بھی اسی طرح روایت نقل کی گئ ہے۔یہ حلیہ میں مذکور ہے۔

مسئلہ175: وسورمایسکن فی البیوت مثل الحیۃ والعقرب والفارۃ والوزغۃ والھرۃ والدجاجۃ المخلاۃ مکروہ[3]

ترجمہ:اوران جانداروں کا جھوٹاجو گھروں میں رہتے ہیں جیساکہ سانپ،چاہا،چھپکلی،بلی،آزاد مرغی وغیرہ کامکروہ ہے۔

اور ہدایہ میں ہے

و "سؤر " الدجاجة المخلاة " مکروہ لانہا تخالط النجاسة ولو کانت محبوسة بحیث لا یصل منقارھا الی ما تحت قدمیھا لا یکرہ لوقوع الامن عن المخالطة[4]

---

[1] محمد بن علی بن محمد الحصنی ص 56ج1 محولہ بالہ

[2] ایضا فی شامی ص 426 ج 1محولہ بالہ

[3] ایضا منیۃ المصلی ص 103 محولہ بالہ

[4] المرغيناني، الهداية في شرح بداية المبتدي ص 26ج1 محولہ بالہ

ترجمہ :اور باہر پھرنے والی مرغی کا جھوٹا مکروہ ہے کیونکہ مخلاۃ مرغی نجاست سے لتھڑ جاتی ہے اور اگر مرغی محبوسہ ہو ایسے طور پر کہ مرغی کا چونچ اس کے پنجوں کے نیچے تک نہ پہنچے تو مکروہ نہیں ہو گا۔ کیونکہ اختلاط نجاست سے امن واقع ہے۔

مسئلہ 176: (وَسَوَاكِنَ بُيُوتٍ) طَاهِرٌ لِلضَّرُورَةِ (مَكْرُوهٌ) تَنْزِيهًا فِي الْأَصَحِّ (قَوْلُهُ وَسَوَاكِنَ بُيُوتٍ) أَيْ مِمَّا لَهُ دَمٌ سَائِلٌ كَالْفَارَةِ وَالْحَيَّةِ وَالْوَزَغَةِ، بِخِلَافِ مَا لَا دَمَ لَهُ كَالْخُنْفُسِ وَالصَّرْصَرِ وَالْعَقْرَبِ فَانَّهُ لَا يُكْرَهُ كَمَا مَرَّ، وَتَمَامُهُ فِي الْأَمْدَادِ[1]

جھوٹا مکروہ ہے۔ جن میں خون نہیں ہوتا۔ مثلا بچھو، ہزار پا، مکھی، چیونٹی اور بھڑ وغیرہ ان کا جھوٹا پاک ہے۔ اس میں کوئی کراہت نہیں۔

مسئلہ 177: چوہا اگر روٹی سے کچھ حصہ کتر لے تو بہتر یہی ہے کہ اس حصے کو کاٹ کر بقایا روٹی کھائی جائے۔

مسئلہ 178: مکروہ ہے کہ مرد، عورت یا عورت، مرد کا جھوٹا کھائے یا پئے۔ اس لئے کہ اس سے ناجائز لذت حاصل کی جا سکتی ہے۔ ہاں اگر یہ حصول لذت کا سلسلہ بیچ میں نہ ہو یعنی یہ معلوم نہ ہو کہ یہ جھوٹا ہے یا عورت اپنی منکوحہ ہو یا ایسی رشتہ دار ہو کہ جس کے ساتھ نکاح حرام ہو۔ تو ان کے لئے ایک دوسرے کا جھوٹا، کھانے پینے میں کوئی کراہت نہیں۔

ترجمہ :اور گھروں میں کیڑے رہتے ہیں اس کا جھوٹا پاک ہے ضرورت کی وجہ سے۔ اور مکروہ تنزیہی ہے اصح روایت میں یہ قول کہ گھروں میں جو رہتے ہیں یعنی جن میں خون بہنے والا ہو جیسا کہ چوہا اور سانپ اور چھپکلی اور نہ وہ جس میں خون بہنے والا نہ ہو جیسا خنفس اور صرصر اور بچھو پس اس کا جوٹھا مکروہ نہیں اور عبارت کا مکمل ہونا امداد میں ہے۔

مسئلہ 177: (وَسَوَاكِنَ بُيُوتٍ) طَاهِرٌ لِلضَّرُورَةِ (مَكْرُوهٌ) تَنْزِيهًا فِي الْأَصَحِّ۔۔ (قَوْلُهُ كَأَكْلِهِ لِفَقِيرٍ) أَيْ أَكْلِ سُؤْرِهَا: أَيْ مَوْضِعِ فَمِهَا، وَمَا سَقَطَ مِنْهُ مِنْ الْخُبْزِ وَنَحْوِهِ مِنْ الْجَامِدَاتِ؛ لِأَنَّهُ لَا يَخْلُو مِنْ لُعَابِهَا، وَلَيْسَ الْمُرَادُ أَكْلَ مَا بَقِيَ أَيْ مِمَّا لَمْ يُخَالِطْهُ لُعَابُهَا بِخِلَافِ الْمَائِعِ كَمَا أَوْضَحَهُ فِي الْحِلْيَةِ.[2]

ترجمہ :اور گھروں میں رہنے والے جانوروں کا جھوٹا پاک ہے ضرورت کی وجہ سے۔ اور مکروہ تنزیہی ہے صحیح تر قول میں سوائے اس کے۔۔۔ اور یہ قول کہ فقیر کو کھلائے یعنی اس کا جھوٹا محتاج کو کھلائے یعنی وہ جگہ جہاں سے کھایا ہو اور وہ جو اس سے گر گئے ہو جامدات میں سے جیسے روٹی وغیرہ کیونکہ یہ اس کے رال سے خالی نہیں ہوتی بخلاف مائع کے جیسا کہ اس کی وضاحت کی گئی ہے حلیہ میں۔

مسئلہ 178: أَوْ امْرَأَةً، نَعَمْ يُكْرَهُ سُؤْرُهَا لِلرَّجُلِ كَعَكْسِهِ لِلِاسْتِلْذَاذِ وَاسْتِعْمَالِ رِيقِ الْغَيْرِ، وَهُوَ لَا يَجُوزُ مُجْتَبَى۔۔۔ (قَوْلُهُ نَعَمْ يُكْرَهُ سُؤْرُهَا الَخْ) أَيْ فِي الشُّرْبِ لَا فِي الطَّهَارَةِ بَحْرٌ. قَالَ الرَّمْلِيُّ: وَيَجِبُ تَقْيِيدُهُ بِغَيْرِ الزَّوْجَةِ وَالْمَحَارِمِ[3]

---

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار ص426 ج1 محولہ بالہ

[2] ایضا فی الشامی محولہ بالہ

[3] ایضا فی الشامی محولہ بالہ ص424 ج1

ترجمہ :اور یا عورت ہاں عورت کا جوٹھا مکروہ ہے جھوٹا عورت کا مرد کو اور مرد کا عورت کو یعنی اجنبی عورت کے حق میں لذت گیری کے سبب سے اور غیر کی رال کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے یہ قول کہ مکروہ ہے اس کی جھوٹا الخ یعنی اس کے پیئے ہوئے سے باقی ماندہ نہ کہ مکروہ ہے طہارت میں بحر۔ رملی نے کہا ہے اور اس کا مقید کرنا واجب ہے غیر محرم کے ساتھ۔

مسئلہ 179: گدھے اور خچر کا جھوٹا پانی تو پاک ہے لیکن اس میں علماء شک کرتے ہیں۔ کہ اس سے وضو اور غسل کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر صورت حال یہ ہو کہ مذکورہ جھوٹا پانی کے علاوہ اور پانی نہ ملے۔ تو پھر اسے چاہئے کہ اس پانی سے وضو کرے لیکن ساتھ ہی تیمم بھی کرے۔ تب نماز پڑھے۔ اس کو اختیار ہے کہ پہلے وضو کرے یا تیمم۔ لیکن احسن یہی ہے کہ پہلے وضو کرے پھر تیمم۔ اور اگر یہ جھوٹا پانی موجود ہو۔ لیکن اس سے وضو نہ کیا بلکہ تیمم کر کے نماز ادا کی، پھر پانی گرا دیا تو اب اسے چاہیئے کہ تیمم کر کے یہی نماز دوبارہ پڑھے۔ ہاں اگر پانی پہلے گرا کر بعد میں تیمم کر کے نماز ادا کی ہو تو نماز ادا ہو چکی دوبارہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ 180: جس حیوان کا جھوٹا نجس ہے۔ تو اس کا پسینہ بھی نجس ہے۔ اور جس حیوان کا جھوٹا پاک ہے تو اس کا پسینہ بھی پاک ہے۔ اسی طرح گدھے اور خچر کا پسینہ بھی پاک ہے۔ اگر بدن یا کپڑے پر لگ جائے تو دھونے کی ضرورت نہیں۔ لیکن احتیاط کے لئے اگر دھو لے تو بہتر ہے۔

مسئلہ 179: (وَسُؤْرُ الْبَغْلِ وَالْحِمَارِ مَشْكُوكٌ) (يَتَوَضَّا بِهِ انْ لَمْ يَجِدْ غَيْرَهُ وَيَتَيَمَّمُ) ايْ يَجْمَعِ بَيْنَهُمَا احْتِيَاطًا فِي صَلَاةٍ وَاحِدَةٍ--- (وَايًّا قَدَّمَ جَازَ) وَالْافْضَلُ تَقْدِيمُ الْوُضُوءِ،--- لَوْ تَوَضَّا بِسُؤْرِ الْحِمَارِ وَصَلَّى ثُمَّ احْدَثَ وَتَيَمَّمَ وَاعَادَ تِلْكَ الصَّلَاةَ جَازَ وَلَوْ تَوَضَّا بِسُؤْرِ الْحِمَارِ وَتَيَمَّمَ ثُمَّ اصَابَ مَاءً نَظِيفًا وَلَمْ يَتَوَضَّا بِهِ حَتَّى ذَهَبَ الْمَاءُ، وَمَعَهُ سُؤْرُ الْحِمَارِ فَعَلَيْهِ التَّيَمُّمُ وَلَيْسَ عَلَيْهِ اعَادَةُ الْوُضُوءِ بِسُؤْرِ الْحِمَارِ، وَلَوْ تَيَمَّمَ وَصَلَّى ثُمَّ ارَاقَ يَلْزَمُ اعَادَةُ التَّيَمُّمِ وَالصَّلَاةِ؛ لِانَّهُ يُحْتَمَلُ انْ يَكُونَ سُؤْرُ الْحِمَارِ طَهُورًا.[1]

ترجمہ :اور خچر اور گدھے کا جھوٹا مشکوک ہے اگر اس کے علاوہ اور کوئی نہیں تو اس سے وضو کریں اور تیمم کریں یعنی احتیاطاً جمع کریں ایک نماز میں۔ تیمم اور وضو میں کسی کو بھی مقدم کریں جائز ہے۔ اور بہتر ہے وضو کا مقدم کرنا۔۔۔ اگر وضو کیا گدھے کے جھوٹے سے اور نماز پڑھی پھر بے وضو ہوا اور تیمم کیا اور اس نماز کو دوبارہ ادا کیا تو جائز ہے۔ اور اگر وضو کیا گدھے کے جھوٹے سے اور تیمم کیا پھر پاک پانی پالیا اور وضو نہیں کیا یہاں تک کہ وہ پانی بھی چلا گیا اور اس کے پاس گدھے کا جھوٹا ہو پس اس پر تیمم لازم ہے۔ اور اس پر وضو کا اعادہ لازم نہیں گدھے کے جھوٹے سے۔ اور اگر تیمم کیا اور نماز ادا کی پھر پانی کو گرا دیا تو تیمم کا اعادہ لازم ہے اور نماز کا بھی کیونکہ اس میں احتمال ہے گدھے کے جھوٹے کے پاکی کا۔

مسئلہ 180: (وَ) حُكْمُ (عَرَقٍ كَسُؤْرٍ) فَعَرَقُ الْحِمَارِ--- (قَوْلُهُ وَحُكْمُ عَرَقٍ كَسُؤْرٍ) ايْ الْعَرَقُ مِنْ كُلِّ حَيَوَانٍ حُكْمُهُ كَسُؤْرِهِ لِتَوَلُّدِ كُلٍّ مِنْهُمَا مِنْ اللَّحْمِ--- الَّا انَّهُ جُعِلَ عَفْوًا فِي الثَّوْبِ وَالْبَدَنِ لِلضَّرُورَةِ[2]

---

[1] عبد الرحمن بن محمد ،مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحرص36ج1 محولہ بالہ

[2] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختارص432ج1محولہ بالہ

ترجمہ: اور ہر جانور کا پسینہ اس کے جوٹے کے مانند ہے پس گدھے کا پسینہ۔۔۔ یہ قول کا پسینہ کہ حکم جھوٹے جیسا ہے یعنی پسینہ ہر حیوان کا اس کا حکم اس کے جھوٹے جیسا ہے کیونکہ یہ دونوں گوشت سے پیدا ہوتے ہیں۔ مگر یہ کہ اس کو عفو کیا گیا ہے کپڑوں اور بدن میں بوجہ ضرورت کے۔

اور صاحب ھندیہ نے بھی خوب تفصیل بیان کی ہے

عَرَقُ كُلِّ شَيْءٍ مُعْتَبَرٌ بِسُؤْرِهِ .كَذَا فِي الْهِدَايَةِ عَرَقُ الْحِمَارِ وَالْبَغْلِ وَلُعَابُهُمَا اذَا وَقَعَا فِي الْمَاءِ الْقَلِيلِ افْسَدَاهُ وَانْ قَلَّا .كَذَا فِي الْمُحِيطِ وَانْ اصَابَ الثَّوْبَ لَا يَمْنَعُ جَوَازَ الصَّلَاةِ وَانْ فَحُشَ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ .هَكَذَا فِي خِزَانَةِ الْمُفْتِينَ[1]

....

ترجمہ: ہر شے کے پسینے میں اس کے جھوٹے کا اعتبار کیا جاتا ہے یہ ہدایہ میں لکھا ہے۔ گدھے اور خچر کا پسینہ یا لعاب اگر تھوڑے پانی میں گرے گا تو اس کو خراب کرے گا اگرچہ تھوڑا گرے یہ محیط میں لکھا ہے کپڑا کو اگرچہ بہت سا لگ جائے تو بھی ظاہر روایت میں جواز صلواۃ سے مانع نہیں یہ خزانۃ المفتین میں لکھا ہے

---

[1] فتاویٰ العالمگیریہ المعروف بالفتاویٰ الھندیہ ص24 ج 1 محولہ بالہ

باب چہارم

تیمم، مسح اور معذور کے احکام

فصل اول: تیمم اور مسح کے احکام:

مبحث اول تیمم کے مسائل:

مسئلہ 181: اگر ایک شرعی میل کے فاصلہ کے اندر پانی نہ ہو یا پانی تو ہو لیکن وضو کنندہ کے لئے اس کا استعمال ناممکن ہو اور مجبوری ہو۔ وہ مجبوری جو کہ از روئے شریعت معتبر ہے۔ تو اسے چاہیئے کہ تیمم کر کے نماز ادا کر دے۔

مسئلہ 182: اگر پانی نایاب ہونے کی وجہ سے کوئی تیمم کرنا چاہے تو اگر وہ آبادی میں ہو تو پہلے پانی کو تلاش کرنا واجب ہے۔ اور اگر جنگل میں ہو۔ اور اسے یہ علم بالکل نہ ہو کہ پانی اس حد میں کہیں موجود ہے۔ اور کوئی شخص دوسرا بھی ایسا موجود نہ ہو کہ اس سے پوچھ لے۔ تو تیمم جائز ہے۔ اور اگر اپنے خیال یا غالب گمان میں یہ امر ہو کہ مذکورہ حدود میں کہیں پانی موجود ہے۔ تو طلب اسکی واجب ہے۔ لیکن اس قدر کہ خود اسے اور اس کے ساتھیوں کو زیادہ انتظار کی تکلیف سہنی نہ پڑے۔ اور اگر یقین سے یہ معلوم ہو کہ ایک میل سے ادھر (یعنی کم فاصلہ پر) پانی موجود ہے۔ اور استعمال میں کوئی امر مانع نہیں۔ تو تیمم جائز نہیں۔ بلکہ وضو کرے گا۔ اور اگر اسے یقینا معلوم ہو کہ پانی ایک شرعی میل سے زیادہ یا شرعی میل کے فاصلے پر ہے تو تیمم جائز ہے۔

مسئلہ 181: او خرج من قریۃ الی قریۃ یجوز لہ التیمم ان کان بینہ وبین الما نحو میل او اکثر [1]

ترجمہ: یا ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کو نکل جائے تو اس کیلئے تیمم جائز ہے اگر ان کے اور پانی کے درمیان فاصلہ ایک میل کے برابر ہو یا زیادہ۔

اور صاحب در المختار نے یہ لکھا ہے

مَنْ عَجَزَ عَنْ اسْتِعْمَالِ الْمَاءِ لِبُعْدِهِ مِیلًا اَوْ لِمَرَضٍ اَوْ بَرْدٍ اَوْ خَوْفِ عَدُوٍّ اَوْ عَطَشٍ اَوْ عَدَمِ اٰلَۃٍ تَیَمَّمَ [2]

ترجمہ: ہر وہ شخص جو پانی کے استعمال سے قاصر ہو بیماری، سردی، دشمن کی خوف کے وجہ سے یا پیاس کی وجہ سے یا ایک میل کے فاصلہ سے دور ہونے کی وجہ سے یا پانی نکالنے کا آلہ نہ ہو تو تیمم کریگا۔

---

[1] الکاشغری منیۃ المصلی ص 33 محولہ بالہ

[2] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختارص440ج1محولہ بالہ

مسئلہ 182: امَّا لِبُعْدِهِ مِيلًا فَلِانَّهُ يَلْحَقُهُ الْحَرَجُ بِالذَّهَابِ الَى الْمَاءِ، وَالْحَرَجُ مَدْفُوعٌ وَقَوْلُهُ لِبُعْدِهِ مِيلًا عَنْ مَاءٍ يَنْفِي اشْتِرَاطَ الْخُرُوجِ مِنْ الْمِصْرِ، وَهُوَ الصَّحِيحُ لِانَّهُ لَا يُشْتَرَطُ الَّا لُحُوقُ الْحَرَجِ وَبِبُعْدِهِ مِيلًا عَنْ مَاءٍ يَلْحَقُهُ الْحَرَجُ سَوَاءٌ كَانَ فِي الْمِصْرِ اوْ خَارِجَهُ وَيَنْفِي ايْضًا اشْتِرَاطَ السَّفَرِ؛ لِانَّ الْمَعْنَى يَشْمَلُ الْكُلَّ، وَالْمِيلُ هُوَ الْمُخْتَارُ فِي التَّقْدِيرِ وَقِيلَ فِي الْمُسَافِرِ اذَا كَانَ الْمَاءُ امَامَهُ يُقَدَّرُ بِمِيلَيْنِ؛ لِانَّهُ بِمَنْزِلَةِ مِيلٍ فِي حَقِّهِ لِعَدَمِ الْايَابِ وَعَنْ مُحَمَّدٍ انَّهُ مُقَدَّرٌ بِمِيلَيْنِ مُطْلَقًا، وَمِنْهُمْ مَنْ قَدَّرَهُ بِعَدَمِ سَمَاعِ الصَّوْتِ.[1]

ترجمہ: تیمم کریگا یا پانی کے ایک میل دور ہونے کی وجہ سے بے شک پانی تک چلنے میں تکلیف ہوتی رہے۔اور شریعت میں حرج مرفوع کیا گیاہے اور یہ قول کہ پانی ایک میل کے دور ہونے سے یہ شہر سے نکلنے کی شرط ختم کرتاہے اور یہ صحیح ہے کیونکہ یہ شرط نہیں ہے

....

مگر حرج کے پیوست کرنے میں اور پانی کا دور ہونا ایک میل کے فاصلہ پر حرج کو پیدا کرتاہے خواہ یہ فاصلہ دیہات میں ہو یا شہر میں اور اسی طرح سفر کی شرط کو بھی ختم کرتاہے۔ کیونکہ معنیٰ سب کو شامل ہے اور میل کو اختیار کیا ہے اندازہ میں اور بعض نے کہاہے کہ مسافر کے آگے جب پانی دو میل کے فاصلہ پر ہو کیونکہ یہ اس کیلئے ایک میل کی طرح ہے اور امام محمدؒ سے ہے کہ یہ دو میل کے فاصلہ پر مقدر ہوگا اور بعض نے اس کا اندازہ آواز کے سننے پر منحصر کیاہے۔

اور علامہ شامی نے یوں تفصیل بیان کی ہے

(يَتَيَمَّمُ لِبُعْدِهِ مِيلًا عَنْ مَاءٍ اوْ لِمَرَضٍ اوْ بَرْدٍ اوْ خَوْفِ سَبُعٍ اوْ عَدُوٍّ اوْ عَطَشٍ اوْ فَقْدِ الَةٍ) ايْ يَتَيَمَّمُ الشَّخْصُ لِهَذِهِ الْاعْذَارِ۔۔۔ايْ فَلَمْ تَقْدِرُوا وَبِهَذِهِ الْاعْذَارِ تَنْتَفِي الْقُدْرَةُ امَّا لِبُعْدِهِ مِيلًا فَلِانَّهُ يَلْحَقُهُ الْحَرَجُ بِالذَّهَابِ الَى الْمَاءِ، وَالْحَرَجُ مَدْفُوعٌ وَقَوْلُهُ لِبُعْدِهِ مِيلًا عَنْ مَاءٍ يَنْفِي اشْتِرَاطَ الْخُرُوجِ مِنْ الْمِصْرِ، وَهُوَ الصَّحِيحُ لِانَّهُ لَا يُشْتَرَطُ الَّا لُحُوقُ الْحَرَجِ وَبِبُعْدِهِ مِيلًا عَنْ مَاءٍ يَلْحَقُهُ الْحَرَجُ سَوَاءٌ كَانَ فِي الْمِصْرِ اوْ خَارِجَهُ وَيَنْفِي ايْضًااشْتِرَاطَ السَّفَرِ؛ لِانَّ الْمَعْنَى يَشْمَلُ الْكُلَّ، وَالْمِيلُ هُوَ الْمُخْتَارُ فِي التَّقْدِيرِ وَقِيلَ فِي الْمُسَافِرِ اذَا كَانَ الْمَاءُ امَامَهُ يُقَدَّرُ بِمِيلَيْنِ؛ لِانَّهُ بِمَنْزِلَةِ مِيلٍ فِي حَقِّهِ لِعَدَمِ الْايَابِ وَعَنْ مُحَمَّدٍ انَّهُ مُقَدَّرٌ بِمِيلَيْنِ مُطْلَقًا، وَمِنْهُمْ مَنْ قَدَّرَهُ بِعَدَمِ سَمَاعِ الصَّوْتِ.

وَاقْرَبُ الْاقْوَالِ الْمِيلُ وَهُوَ ثُلُثُ فَرْسَخٍ ارْبَعَةُ الَافِ ذِرَاعٍ بِذِرَاعِ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَرَجِ بْنِ الشَّاشِيِّ طُولُهَاارْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ اصْبَعًا وَعَرْضُ كُلِّ اصْبَعٍ سِتُّ حَبَّاتٍ مِنْ شَعِيرٍ مُلْصَقَةٍ ظَهْرًا لِبَطْنٍ، وَالْبَرِيدُ اثْنَا عَشَرَ مِيلًا ذَكَرَهُ فِي الصِّحَاحِ وَلَا يُعْتَبَرُ خَوْفُ الْفَوْتِ خِلَافًا لِزُفَرَ؛ لِانَّ التَّفْرِيطَ يَاتِي مِنْ قِبَلِهِ، وَامَّاالْمَرَضُ فَمَنْصُوصٌ عَلَيْهِ وَسَوَاءٌ خَافَ ازْدِيَادَ الْمَرَضِ اوْ طُولَهُ بِاسْتِعْمَالِ الْمَاءِ اوْ بِالتَّحَرُّكِ اوْ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى اسْتِعْمَالِهِ بِنَفْسِهِ وَلَمْ يَجِدْ مَنْ وَضِّئُهُ فَانْ وَجَدَ مَنْ يُوَضِّئُهُ فَفِي ظَاهِرِ الْمَذْهَبِ لَا يَتَيَمَّمُ لِانَّهُ قَادِرٌ وَرُوِيَ عَنْ ابِي حَنِيفَةَ انَّهُ يَتَيَمَّمُ وَعِنْدَهُمَا لَا يَتَيَمَّمُ.[2]

ترجمہ: تیمم جائز ہے پانی سے ایک میل کے فاصلہ پر بیماری، سردی، دشمن کے خوف یا درندوں کے خوف یا پیاس یا پانی کا آلہ نہ ہونے کیوجہ سے یعنی ان اعذار کی وجہ سے تیمم کیا جاتاہے۔ یعنی ان اعذار پر اندازہ لگایا جاسکتا کیونکہ یہ پانی کے استعمال کی قدرت ختم کرتے ہیں۔اور جو ایک میل کے فاصلہ پر دور ہونے کی بات ہے تو یہ پانی تک چلنے میں تکلیف کو پیدا کرتاہے مقدار پانی سے دور ہونے تک برابر ہے مصر یا اس سے باہر اور اس طرح سفر کی شرط کو بھی دور کرتاہے۔ کیونکہ یہ معنیٰ ہے۔اور شریعت میں حرج مرفوع ہے اور یہ قول کہ ایک میل پانی سے یہ مصر سے نکلنے کی شرط کو دور کرتاہے۔اور یہ صحیح ہے کیونکہ یہ حرج کو پیدا کرتاہے ایک میل کے سب کو شامل ہے اور میل کا اندازہ اختیار کیاہے ایک اندازہ میں اور بعض نے مسافر کیلئے جب پانی اس کے آگے ہو دو میل کا فاصلہ مقرر کیاہے کیونکہ یہ ایک

---

[1] عثمان بن علي بن محجن البارعي، فخر الدين الزيلعي الحنفي (المتوفى: 743 هـ) تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشِّلْبِيِّ ص37ج1الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية - بولاق، القاهرةالطبعة: الأولى، 1313 هـ

[2] الزيلعی ، تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق ص37ج1 محولہ بالہ

میل کے اندازہ پر ہوتا ہے۔اس کے حق میں اور امام محمد سے مروی ہے کہ یہ دو میل مطلقاً مقرر ہوگا اور اس میں بعض نے آواز کے سننے پر منحصر کیا ہے اور میل فرسخ کا تیسرا حصہ ہے۔چار ہزار گز محمد بن فرج بن شاشی کے گز کے مقدار پر جس کی لمبائی 24 انگلیاں ہیں اور ہر انگلی کی چوڑائی 6 جو کے دانوں کے برابر اس طور پر کہ ایک دوسرے کے پیٹ سے لگے اور ایک برید بارہ میل ہے یہ صحاح میں ذکر کیا ہے اور اس میں نماز کے فوت ہونے کا خوف معتبر نہیں اسمیں امام زفرؒ کا اختلاف ہے۔کیونکہ اس میں تفریط اسکی طرف سے آتی ہے۔اور جو مرض ہے پس اس کا نص وارد ہے اگر مرض کا ذیادہ ہونا پانی کے استعمال کی وجہ سے یا حرکت کی وجہ سے اور اس کے استعمال پر قادر نہ ہو اور وضو کرنے والے کو نہ پائے پس اگر اس کو پائے تو ظاہری مذہب کے

فائدہ: شرعی (شرعی میل کے حدود کے متعلق اور اقوال اور اختلاف بھی ہے۔جیسا کہ عرف شذی وغیرہ کتابوں میں لکھا ہے۔لیکن تفصیل کی گنجائش یہاں نہیں) میل کا فاصلہ چار ہزار گز ہوتا ہے۔اور فی شرعی گز چوبیس انگلی ہوتا ہے۔اور فی انگلی برابر چھ دانہ جوُ کے ہوتا ہے۔یعنی اگر جو کے چھ دانے قطار میں رکھے جائیں۔تو ایک انگلی شرعی تصور ہوگا اور ایک دانہ جو خچر کے چھ بالوں کے برابر ہے۔شرعی میل کا فاصلہ اسی طریقے سے بخوبی ہوتا ہے۔کہ ایک میل اور ایک فرلانگ اور دس گز انگریزی سب ایک شرعی میل کے برابر ہوتا ہے۔انگریزی میل آٹھ فرلانگ کا ہوتا ہے۔اور فی فرلانگ دو سو بیس گز کا ہوتا ہے۔گویا کہ انگریزی میل سترہ سو ساٹھ گز کا ہوتا ہے۔بحساب انگریزی۔

مطابق تیمم نہیں کریگا کیونکہ وہ پانی کے استعمال پر قادر ہوگا۔اور امام ابو حنیفہؒ سے روایت ہے کہ یہ شخص تیمم کرے گا اور صاحبین کے نزدیک تیمم نہیں کریگا۔

اور صاحب کبیری نے اس طرح تفصیل بیان کی ہے۔

اما شرطہ فالنیۃ فلا یجوز بدونھا وکذا طلب الماء اذا غلب علی ظنہ ھناک ماء او کان فی العمرانات او اخبر بہ وجب الطلب بالاجماع وانماالخلاف فیمااذلم یغلب علی ظنہ او لم یخبر بہ انسان او کان فی الفلوات عندنا لایجب خلافا للشافعیؒ ولو اخبر انسان بعدم ماء جاز بلا خلاف [1]

ترجمہ: تیمم کیلئے شرط نیت ہے پس اس کے بغیر جائز نہیں اور اسی طرح پانی کی تالاش جب اس کا گمان ہو کہ وہاں پر پانی ہے یا آبادی میں ہو یا کسی نے اس پر خبردار کیا ہو تو اجماعا اس پر پانی کی تالاش واجب ہے اور اختلاف اس میں ہے جب اس کا گمان غالب نہ ہو یا اس کو کسی انسان نے خبر نہ دی ہو یا صحرا میں ہو تو ہمارے نزد واجب نہیں امام شافعیؒ کا اس میں اختلاف ہے اور اگر کسی انسان نے پانی کی عدم دستیابی کی خبر دی ہو تو بلا خلاف جائز ہے۔

فائدہ:(مِیلًا) اَرْبَعَةَ الَافِ ذِرَاعٍ، وَهُوَ ارْبَعٌ وَعِشْرُونَ اصْبُعًا، وَهِيَ سِتُّ شُعَيْرَاتٍ ظَهْرٍ لِبَطْنٍ، وَهِيَ سِتُّ شَعَرَاتِ بَغْلٍ (قَوْلُهُ ظَهْرٌ لِبَطْنٍ) ايْ يَلْصَقُ ظَهْرَ كُلِّ شُعَيْرَةٍ لِبَطْنِ الْاخْرَى [2]

---

[1] الحلبی ،غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی ص 31محولہ بالہ

[2] ایضا ابن عابدین ص441ج1 محولہ بالہ

ترجمہ: ایک میل چار ہزار گز ہے ایک گز چوبیس انگلی اور ایک انگلی عرضا چھ جو کے دانے پیٹ بہ پیٹ اور ایک جو چھ خچر کے بال برابر (یہ قول کے پیٹ باپیٹ) یعنی ایک کے پیٹ کو دوسرے کے پیٹ کے ساتھ۔

اور عرف الشذی میں شاہ انور شاہ کشمیری صاحب رقمطراز ہیں۔

واماالميل ففي النووي شرح مسلم ص (241) : ان الميل الهاشمي ستة الاف ذراع، والذراع اربعة وعشرون اصبعا معترضة معتدلة، والاصبع ستة شعيرات معترضات معتدلات.[1]

ترجمہ: اور میل کے بارے میں نووی شرح مسلم میں ہے کہ میل ہاشمی چھ ہزار گز ہے اور ایک گز چوبیس انگلی ہے اس حال میں کہ انگلیاں چوڑائی میں ہوں اور برابر ہوں اور ایک انگلی چھ جو کے دانے ہیں اس حال میں کہ وہ دانے چوڑائی میں ہو اور برابر ہوں۔

نوٹ:

مقدار	برابر
1 کلومیٹر	1000 میٹر
1 میل	1600 میٹر
1 میٹر	39َ انچ
1 انچ	1 انگلی کے بند کے برابر
1 فرلانگ	200 میٹر
1 انگریزی گز	36 انچ
1 انگریزی گز	2 شرعی گز
1 میٹر	1.25 انگریزی گز
1 میل	1760 انگریزی گز

مسئلہ 183: وان خرج مسافرااو محتطبااو خرج من قرية الى قرية يجوز له التيمم ان كان بينه وبين الماء نحو ميل او اكثر [2]

مسئلہ 183: اگر کوئی شخص سفر کی نیت سے آبادی سے باہر نکلے۔ یا ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں جا رہا ہو یا کسی اور ضرورت مثلا گھاس لکڑی وغیرہ کے لئے نکلے مطلب یہ کہ اس شخص اور آبادی کے مابین ایک میل کا فاصلہ ہو۔ اور اس سے نزدیک پانی نہ ہو تو اس کے لئے تیمم کرنا جائز ہے۔

[1] محمد أنور شاه بن معظم شاه الكشميري الهندي (المتوفى: 1353هـ) العرف الشذي شرح سنن الترمذي ص 49 ج 2الناشر: دار التراث العربي -بيروت، لبنانالطبعة: الأولى، 1425 هـ - 2004 م

[2] الكاشغرى، منية المصلى ص 33 محوله بالا

ترجمہ: اگر کوئی شخص سفر کیلئے یا لکڑی، گھاس وغیرہ کیلئے یا ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کو جارہا ہو تو اس کے لئے تیمم جائز ہے اگر اس کے اور پانی کے درمیان فاصلہ ایک میل یا زیادہ ہو۔

مسئلہ 184: اگر راستے میں کنواں ہو لیکن راہ گیر کے پاس پانی نکالنے کے لئے برتن نہ ہو یا برتن پاس ہو لیکن ناپاک ہو یا برتن اور رسّی بھی پاک ہو لیکن کنویں کے قریب شیر، یا اور خطرناک حیوان موجود ہو یا وہاں پر دشمن ہو کہ جس کے خوف سے کنویں کے قریب جانا ممکن ہو اور پانی بھی ایک میل کے اندر نہ ہو تو اسی صورت میں تیمم جائز ہے۔

مسئلہ 185: فرض کیجئے کہ ایک شخص سفر کے لئے روانہ ہوا اور وہ مقروض ہے۔ لیکن کچھ رقم وغیرہ پاس نہیں ہے یا پاس موجود ہے لیکن دوسروں کی امانت ہے اب اگر اس کا قرضدار پانی کے کنارے بیٹھا ہو۔ اور یہ ڈرتا ہو کہ اگر پانی کے قریب جاؤں گا تو قرضدار اسے پکڑ کر پرائی امانت چھین لے گا۔ تو اس صورت میں بھی مجبوری ہے اور اس کے لئے تیمم جائز ہے۔

مسئلہ 184: (وَمَنْ هُوَ خَارِجُ الْمِصْرِ) يَتَيَمَّمُ(لِبُعْدِهِ عَنْ الْمَاءِ) ---(اوْ لِخَوْفِ عَدُوٍّ اوْ سَبُعٍ) سَوَاءٌ كَانَ خَوْفُهُ عَلَى نَفْسِهِ اوْ عَلَى مَالِهِ اوْ عَلَى مَالٍ عِنْدَهُ امَانَةٍ كَذَا فِي شَرْحِ الطَّحَاوِيِّ وَبِهَذَا تَبَيَّنَ ضَعْفُ مَا قِيلَ فِي تَعْلِيلِهِ؛ لِانَّ صِيَانَةَ النَّفْسِ اوْجَبُ مِنْ صِيَانَةِ الطَّهَارَةِ بِالْمَاءِ فَانَّ لَهَا بَدَلًا،---(اوْ لِفَقْدِ الَةٍ) يَسْتَخْرِجُ بِهَاالْمَاءَ وَلَوْ مِنْدِيلًا طَاهِرًا.[1]

ترجمہ: اور جو مصر سے باہر ہو تو تیمم کریں بوجہ پانی سے دور ہونے کے یا دشمن یا درندوں کے خوف سے برابر ہے کہ اس کا خوف اپنی جان پر ہو یا مال پر یا امانت پر اسی طرح شرح الطحاوی میں ہے اور اس پر واضح کیا ہے جو اس کے مقابلہ میں کہا گیا ہے علت میں۔ کیونکہ نفس صیانت زیادہ واجب ہوتا ہے صیانت طہارت کی وجہ سے پانی پر کیونکہ پانی کا بدل تیمم ہے یا آلہ کے عدم کی وجہ سے کے اس سے پانی کو نکال دیا جائے اگرچہ صاف رومال کیوں نہ ہو۔

علامہ شامیؒ فرماتے ہیں

من عجز عن استعمال الماء--- لبعده میلاو لمرض او برد او خوف عدو او عطش --- او عدم الۃ تیمم لهذه الاعذار کلها[2]

ترجمہ: جب کوئی عاجز ہوا پانی کے استعمال سے---بوجہ دور ہونے کے ایک میل کے فاصلہ پر یا مرض کے یا سردی کے یا دشمن کے خوف کے یا پیاس کے خوف سے---اور یا آلہ کے نہ ہونے کی وجہ سے تیمم کریگا ان سب عذروں کی وجہ سے۔

---

[1] عبد الرحمن بن محمد ،مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحرص37 ج1 محولہ بالہ

[2] ایضا الدر المختارص44محولہ بالہ

مسئلہ185:او حبس غريم او ماله ولو امانة.ثم ان نشاالخوف بسبب وعيد عبد اعاد الصلاة، والا لا لانه سماوي[1]

ترجمہ: یاقرض داروں کے قید کے ڈر سے یامال اگر امانت ہو کے ضائع ہونے کی وجہ سے پھر اگر خوف ہو بوجہ دھمکانے کے تو نماز کو دوبارہ ادا کریں۔ ورنہ نہیں کیونکہ یہ عارض سماوی ہے۔

اور شامی میں یوں بیان ہوا ہے

مسئلہ186: اگر یہ معلوم ہو کہ پانی ایک میل سے کم فاصلے پر موجود ہے۔ اور پانی کے قریب جانے میں کوئی خطرہ بھی نہ ہو۔ تو پھر تیمم جائز نہیں۔ اور اگر کوئی عورت ہو اور اسے یہ علم ہو کہ پانی کے پاس بدکار آدمی بیٹھا ہے اگر یہ جائیگی تو اس کی عصمت پر ہاتھ ڈالے گا۔ اور قرب وجوار میں کسی دوسری جگہ پانی بھی نہ ہو تو عورت کے لئے تیمم جائز ہے۔

اوْ حَبْسِ غَرِيمٍ اوْ مَالِهِ وَلَوْ امَانَةً-- (قَوْلُهُ اوْ حَبْسِ غَرِيمٍ) بِانْ كَانَ صَاحِبُ الدَّيْنِ عِنْدَ الْمَاءِ وَخَافَ الْمَدْيُونُ الْمُفْلِسُ مِنْ الْحَبْسِ بَحْرٌ، وَمَفْهُومُهُ انَّهُ لَوْ لَمْ يَكُنْ مُعْسِرًا لَا يَجُوزُ؛ لِانَّهُ ظَالِمٌ بِالْمَطْلِ (قَوْلُهُ اوْ مَالِهِ) عَطْفٌ عَلَى نَفْسِهِ ح، وَلَمْ ارَ مَنْ قَدَّرَ الْمَالَ بِمِقْدَارٍ[2]

ترجمہ: یاقرضداروں کے قید کی وجہ سے یامال یاامانت کی وجہ سے یہ قول کے قرض دار کے قید کے ڈر سے اس طور پر کہ قرض والا پانی کے قریب ہو اور یہ مقروض طاقت نہ رکھتا ہو(بحر) اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر مالدار ہو تو پھر تیمم جائز نہیں۔ کیونکہ یہ ٹال مٹولنے پر ظاہر ہے یہ قول اور مال یہ اس کے نفس پر عطف ہے اور نہیں دیکھا کہ مال کو ایک خاص مقدار میں مقرر کیا ہو۔

مسئلہ186: وكذا لوخافت المراة على نفسها بان كان الماءعند فاسق[3]

ترجمہ: اور اسی طرح کوئی عورت اپنی عزت پر ڈر رہی ہو اس طرح کے پانی کے پاس کوئی فاسق (زانی) کھڑا ہو۔

اور شامی نے لکھا ہے

(اوْ خَوْفِ عَدُوٍّ) كَحَيَّةٍ اوْ نَارٍ عَلَى نَفْسِهِ وَلَوْ مِنْ فَاسِقٍ (قَوْلُهُ وَلَوْ مِنْ فَاسِقٍ) بِانْ كَانَ عِنْدَ الْمَاءِ وَخَافَتْ الْمَرْاةُ مِنْهُ عَلَى نَفْسِهَا بَحْرٌ--- (تَيَمَّمَ)[4]

ترجمہ: یادشمن کے خوف کی وجہ سے جیسا کہ سانپ یاآگ اپنے بدن پر اگرچہ فاسق کی وجہ سے ہو۔ یہ قول اگرچہ فاسق کی وجہ سے) اس طور پر کہ پانی کے نزدیک ایک فاسق (زانی) ہو اور عورت اپنی عزت نفس پر ڈرتی ہو(بحر) تو تیمم کریں۔

اور صاحب بحر لکھتے ہیں۔

---

[1] الدرالمختار للحصفکی ص 37 محولہ بالہ
[2] ایضا ابن عابدین ص 444ج1 محولہ بالہ
[3] مجمع الانھر ص 60ج1 دارالکتب العلمیہ لبنان
[4] ایضا محولہ بالہ ص 444 ج 1

وَانْ تَحَقَّقَ كَوْنُهُ اقَلَّ اوْ ظَنَّ انَّهُ مِيلٌ اوْ اقَلُّ لَا يَجُوزُ قَالَ فِي الْهِدَايَةِ:[1]

ترجمہ: اور اگر متحقق ہو جائے کہ یہ ایک میل سے کم ہے یا گمان ہو کہ برابر یا کم تو پھر تیمم جائز نہیں اسی طرح ہدایہ میں کہا ہے۔

مسئلہ 187: اگر پانی قیمتا فروخت ہوتا ہو اور وضو کنندہ کے پاس پیسے نہ ہوں۔ تو تیمم اس کے لئے جائز ہے۔ اور اگر پیسے پاس ہوں یعنی کرایہ و اخراجات سفر سے زائد رقم پاس ہو تو پھر اس کے لئے پانی خرید نا واجب ہے۔ تیمم جائز نہیں۔ لیکن اگر پانی کا مالک پانی کی قیمت بہت زیادہ طلب کرتا ہو پھر خرید نا واجب نہیں بلکہ تیمم جائز ہے۔

مسئلہ 188: اگر مسافر کے پاس پانی ہو لیکن وہ پیاسا ہو یا اسے خوف ہو کہ آگے چل کر پیاس لگ جائیگی راستے میں پانی نہیں ہے۔ یا اس کے ساتھی پیاسے ہو جائیں گے۔ یا ضرورت کے لئے کتا یا کوئی اور حیوان ساتھ ہو اور اس کی پیاس کا خطرہ ہو اور کوئی برتن بھی پاس نہ ہو کہ اس میں وضو کرے۔ اور پانی رکھ دے یا کوئی جگہ حصہ بدن جو کہ ایک روپیہ سے زیادہ رقبہ والی ہو۔ ناپاک ہو اور اس کو دھونا مطلوب ہو یا آٹا گوندھنا مطلوب ہو تو ان صورتوں میں اس کے لئے تیمم جائز ہے۔ اور اگر صرف اتنی ضرورت ہو کہ مذکورہ پانی سے سالن پکاؤنگا۔ تو یہ کافی نہیں ہے۔ اسے چاہئے کہ پانی سے وضو کرلے۔ اور روٹی بغیر سالن کے کھائے۔

مسئلہ 187: وان كان لايعطيه الا بثمن فان لم يكن له الثمن تيمم بالاجماع ولو كان معه مال زياده على ما يحتاج اليه فى الزاد ان باعه بمثل القيمة او بغبن يسير لا يجوز له التيمم وان باعه بغبن فاحش تيمم[2]

ترجمہ: اور یہ کہ قیمت کے بغیر اس کو پانی نہیں دیتا اگر اس کے پاس پیسے نہ ہو تو بالاجماع تیمم کریں اور اگر اس کے پاس پیسے ہوں اور اس کے حوائج اصلیہ سے زائد ہوں تو اگر پانی کی قیمت کے مطابق یا معمولی نفع سے بیچتا ہو تو پھر اس کے لئے تیمم جائز نہیں اور اگر غبن فاحش سے ہو تو پھر تیمم کریں۔

اور در مختار میں ہے

وان لم يعطه الا بثمن مثله) او بغبن يسير (وله ذلك) فاضلا عن حاجته (لا يتيمم ولو اعطاه باكثر) يعني بغبن فاحش وهو ضعف قيمته في ذلك المكان (او ليس له) ثمن (ذلك تيمم)[3]

ترجمہ: اور اگر وہ شخص پانی نہ دے مگر قیمت لیکر جو اس قدر پانی کا معمول ہے یا تھوڑے سے زیادتی کے ساتھ اور اس کے پاس وہ پیسے موجود ہے اس کی حاجت سے زیادہ تو تیمم نہ کرے بلکہ پانی خرید کر کے وضو کے ساتھ نماز پڑھے۔ اور اگر پانی کا مالک پانی دے اکثر قیمت

---

[1] ابن نجيم، البحر الرائق شرح كنز الدقائق ص 146ج 1محوله باله
[2] ايضا منية المصلى ص 35 محوله باله
[3] ايضا الدر المختارص39محوله باله

سے یعنی غبن فاحش کے ساتھ اور غبن فاحش دوچند ہے پانی کی قیمت کا اس مکان میں یا اس شخص کے پاس اس قدر پیسے نہیں ہے تو تیمم کرے۔

مسئلہ 188: (اوْ عَطَشٍ) وَلَوْ لِكَلْبِهِ اوْ رَفِيقِ الْقَافِلَةِ حَالًااوْ مَالًا، وَكَذَاالْعَجِينُ، اوْ ازَالَةُ نَجَسٍ كَمَا سَيَجِيءُ؛ وَقَيَّدَ ابْنُ الْكَمَالِ عَطَش دَوَابِّهِ بِتَعَذُّرِ حِفْظِ الْغُسَالَةِ بِعَدَمِ الْانَاءِ۔۔۔ (قَوْلُهُ وَكَذَاالْعَجِينُ) فَلَوْ احْتَاجَ الَيْهِ لِاتِّخَاذِ الْمَرَقَةِ لَا يَتَيَمَّمُ؛ لِانَّ حَاجَةَ الطَّبْخِ دُونَ حَاجَةِ الْعَطَشِ بَحْرٌ (قَوْلُهُ اوْ ازَالَةُ نَجَسٍ) ايْ اكْثَرُ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ كَمَا قَدَّمْنَاهُ. وَفِي الْفَيْضِ: لَوْ مَعَهُ مَا يَغْسِلُ بَعْضَ النَّجَاسَةِ لَا يَلْزَمُهُ. اهـ[1]

مسئلہ 189: مسافر نے جنگل میں تیمم کیا اس کے پاس سامان میں پانی موجود تھا۔ لیکن اسے یاد نہ تھا نماز تیمم سے ہی ادا کر لی۔ بعد میں اسے یاد آیا کہ اس کے سامان میں پانی موجود تھا۔ اس صورت میں اس کی نماز ہو چکی ہے۔ دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر نماز پڑھنے سے پہلے اسے شک گزرا ہو کہ اس کے پاس جو پانی تھا وہ ختم ہو چکا ہے۔ نماز پڑھنے کے بعد اسے معلوم ہوا کہ پانی تو موجود ہے۔ تو اس صورت میں جو نماز وہ تیمم سے ادا کر چکا ہے وضو کر کے اسے دوبارہ ادا کرنی چاہیئے۔

ترجمہ: یا عاجز ہو بالفعل یا بالقوہ پیاس کے خوف سے اگرچہ اپنے کتے یا رفیق قافلہ کی تشنگی کا خوف ہو ابھی یا بعد میں اور اسی طرح آٹا کے گوندھنے یا کسی نجاست کے دور کرنے کیلئے جیسا کہ عنقریب آئے گا اور ابن کمال نے چوپایوں کی تشنگی کے خوف کو مقید کیا ہے تعذر حفظ غسالہ کے ساتھ برتن کے نہ ہونے سے یعنی وضو اور غسل کا غسالہ برتن کے ہونے سے رہ سکتا ہو تو تیمم جائز نہیں اس واسطے کہ ان کی رفع تشنگی غسالہ کو مذکورہ سے ممکن ہے اور اگر برتن کے نہ ہونے تو جانور کے واسطے پانی رکھے اور آپ تیمم کرے۔۔۔ اور یہ قول کہ اسی طرح کہ آٹا گوندھنا پس اگر محتاج ہوا شوربہ کے بنانے کیلئے تو تیمم نہ کریں کیونکہ پکانے کی ضرورت پیاس سے کم ہے بحر یہ قول کہ نجاست کے ازالہ کیلئے یعنی نجاست کا درہم کے مقدار سے زیادہ ہونے کی صورت میں جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا اور فیض میں ہے اگر اس کے پاس کچھ پانی تھا جس سے بعض نجاست کو دور کیا جاسکتا ہو تو اس پر لازم نہیں کہ تیمم کریں۔

اور صاحب بحر نے لکھا ہے

وَامَّاالْمَاءُ الْمُحْتَاجُ الَيْهِ لِلْعَطَشِ، فَانَّهُ مَشْغُولٌ بِحَاجَتِهِ وَالْمَشْغُولُ بِالْحَاجَةِ كَالْمَعْدُومِ وَعَطَشُ رَفِيقِهِ وَدَابَّتِهِ وَكَلْبِهِ لِمَاشِيَتِهِ اوْ صَيْدِهِ فِي الْحَالِ[2]

ترجمہ: اور وہ پانی جس کا وہ پیاس کی وجہ سے محتاج ہو پس وہ مشغول ہے اس کی حاجت میں اور مشغول حاجت پانی معدوم کی طرح ہے اور ساتھی کے پیاس اور سواری کے پیاس اور کتے کے جو اس کی جانوروں کے ساتھ ہو یا شکار کیلئے ہو فی الحال بھی حکماً داخل ہے۔

مسئلہ 189: (قَوْلُهُ: وَلَمْ يُعِدْ انْ صَلَّى بِهِ وَنَسِيَ الْمَاءَ فِي رَحْلِهِ) ايْ وَلَمْ يُعِدْ انْ صَلَّى بِالتَّيَمُّمِ نَاسِيًاالْمَاءَ كَائِنًا فِي رَحْلِهِ مِمَّا يُنْسَى عَادَةً، وَكَانَ مَوْضُوعًا بِعِلْمِهِ، وَهُوَ لِلْبَعِيرِ كَالسَّرْجِ لِلدَّابَّةِ وَيُقَالُ لِمَنْزِلِ الْانْسَانِ وَمَاوَاهُ رَحْلٌ ايْضًا، وَهُوَ الْمُرَادُ بِقَوْلِهِمْ نَسِيَ الْمَاءَ فِي رَحْلِهِ كَذَا فِي الْمُغْرِبِ لَكِنْ قَدْ يُقَالُ قَوْلُهُمْ لَوْ كَانَ الْمَاءُ فِي مُؤَخَّرَةِ الرَّحْلِ يُفِيدُ انَّ الْمُرَادَ بِالرَّحْلِ الْاوَّلُ، وَهَذَا عِنْدَ ابِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍوَقَالَ ابُو يُوسُفَ: تَلْزَمُهُ الْاعَادَةُ قَيَّدَ

---

[1] ایضاالدرمختار ص ۳۹ محولہ بالہ

[2] ابن نجیم بحرالرائق ص 150ج1 محولہ بالہ

بِالنِّسْيَانِ؛ لِانَّ فِي الظَّنِّ لَا يَجُوزُ التَّيَمُّمُ اجْمَاعًا وَيُعِيدُ الصَّلَاةَ؛ لِانَّ الرَّحْلَ مَعْدِنُ الْمَاءِ عَادَةً فَيُفْتَرَضُ عَلَيْهِ الطَّلَبُ كَمَا يُفْرَضُ عَلَيْهِ الطَّلَبُ فِي الْعُمْرَانَاتِ؛ لِانَّ الْعِلْمَ لَا يَبْطُلُ بِالظَّنِّ بِخِلَافِ النِّسْيَانِ؛ لِانَّهُ مِنْ اضْدَادِ الْعِلْمِ وَظَنُّهُ بِخِلَافِ الْعَادَةِ لَا يُعْتَبَرُ۔[1]

ترجمہ: یہ قول کہ نماز کو دوبارہ ادانہ کریں اگر نماز ادا کی اور پانی کو سامان میں بھول گیا۔یعنی اگر نماز تیمم سے ادا کی اور پانی کو سامان میں بھول گیااس سامان میں جو کہ عادتا بھولنے والا ہواور یہ اس کے علم کے مطابق رکھ دیا گیاہواور یہ سامان اونٹ سواری کیلئے ہو جیسا کہ زین سواری کیلئےاور یہ کہاجائے انسان کے منزل اور ٹھکانے کیلئے سامان ہوتاہےاور وہی مراد ہےاس قول سے کہ سامان میں پانی کو بھول گیاہو ۔اسی طرح مغرب میں ہے لیکن کبھی کبھی یہ قول بھی کہاجاتاہے کہ اگرپانی سامان کے آخر میں رکھ دیا گیاہو توفائدہ دیتاہے کہ اس سے سامان کی ابتداء مراد ہےاور یہ طرفین کے

مسئلہ 190: اگرپانی ایک میل سے دور ہواور نمازادا کرنے کے لئے وقت ابھی کافی ہواور مسافر کو یہ غالب امید ہو کہ وقت میں پانی تک پہنچ جاؤں گا تو بہتر یہی ہے کہ تیمم ابھی نہ کرے۔ بلکہ پانی کاانتظار کرے لیکن اتنا توقف بھی نہیں کرناچاہیئے۔کہ نماز کا وقت جاتا رہے۔اور نماز مکروہ ہوجائے۔اوراگرپانی کاانتظار کئے بغیر تیمم سے نماز ادا کرلی تو بھی مضائقہ نہیں نماز ہوجائے گی۔

نزدیک ہےاور امام ابویوسفؒ نے فرمایاہے کہ اس پراعادہ لازم ہے بوجہ بھول جانے کے کیونکہ گمان سے تیمم جائز نہیں ہوتااجماعااور نماز کواعادہ کریں کیونکہ سامان پانی کیلئے ہوتاہے پس اس پراس میں ڈھونڈنالازم ہے جیساکہ اس پرآبادی میں فرض ہے کیونکہ علم ظن سے باطل نہیں ہوتابخلاف نسیان کے کیونکہ نسیان علم کے اضداد میں ہےاور یہ اس کا گمان ہے۔بخلاف عادت کے جس کااعتبار نہیں کیاجاتا ۔

اور صاحب درمختاراور شامی نے لکھاہے۔

(صَلَّى) مَنْ لَيْسَ فِي الْعُمْرَانِ بِالتَّيَمُّمِ (وَنَسِيَ الْمَاءَ فِي رَحْلِهِ) وَهُوَ مِمَّا يُنْسَى عَادَةً (لَااعَادَةَ عَلَيْهِ) وَلَوْ ظَنَّ فَنَاءَ الْمَاءِ اعَادَ اتِّفَاقًا (قَوْلُهُ لَااعَادَةَ عَلَيْهِ) ايْ اذَا تَذَكَّرَهُ بَعْدَمَا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ، فَلَوْ تَذَكَّرَ فِيهَا يَقْطَعُ وَيُعِيدُ اجْمَاعًا۔۔۔ (قَوْلُهُ اعَادَ اتِّفَاقًا) ؛ لِانَّهُ كَانَ عَالِمًا بِهِ وَظَهَرَ خَطَاالظَّنِّ حِلْيَةٌ؛ وَكَذَا لَوْ شَكَّ كَمَا قَدَّمْنَاهُ عَنْ السِّرَاجِ، وَهُوَ مَفْهُومٌ بِالْاَوْلَى[2]

ترجمہ: نمازپڑھی اس شخص نے جوآبادی میں نہیں اور بھول گیااس پانی کوجواونٹ کے کجاوے میں ہےاور کجاوہ اس قسم سے ہے کہ اس چیز کے بھول جانے کی عادت ہے تواس پر نماز کااعادہ نہیں۔اوراگرپانی ختم ہوجانے کا گمان کیااور تیمم سے نمازپڑھی توپانی دیکھ کر نماز کا اعادہ کرے بالاتفاق۔یہ قول کہ اس پراعادہ نہیں اس نماز کا۔جب اسے یاد ہوجائے فارغ ہونے کے بعداوراگر نماز میں اسے یاد ہوجائے تو نماز کو منقطع کریں اور دوبارہ اداکریں بالاتفاق۔یہ قول کہ بالاتفاق سے اعادہ کریں کیونکہ وہ اس پرعالم تھااور ظاہر ہواظن کاخطاہونا یہ حلیہ میں ہےاوراسی طرح اگراس کو شک ہوجائے جیساکہ ہم نے سراج الوہاج سے لکھاہے۔اور وہ مفہوم زیادہ اولیٰ ہے۔

---

[1] ابن نجیم بحرالرائق ص 167ج1 محولہ بالہ

[2] ایضا ابن عابدین ص 467ج1 محولہ بالہ

مسئلہ190: وَفِي الْخُلَاصَةِ وَغَيْرِهَاالْمُسَافِرُ اذَا كَانَ عَلَى تَيَقُّنٍ مِنْ وُجُودِ الْمَاءِ اوْ غَالِبِ ظَنِّهِ عَلَى ذَلِكَ فِي اخِرِ الْوَقْتِ فَتَيَمَّمَ فِي اوَّلِ الْوَقْتِ وَصَلَّى انْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمَاءِ مِقْدَارُ مِيلٍ جَازَ، وَانْ كَانَ اقَلَّ وَلَكِنْ يَخَافُ الْفَوْتَ لَا يَتَيَمَّمُ اهـ.فَحَاصِلُهُ انَّ الْبُعْدَ مُجَوِّزٌ لِلتَّيَمُّمِ مُطْلَقًا وَفِي مِعْرَاجِ الدِّرَايَةِ مَعْزِيًّاالَى الْمُجْتَبَى وَيَتَخَالَجُ فِي قَلْبِي فِيمَااذَا كَانَ يَعْلَمُ انَّهُ انْ اخَّرَ الصَّلَاةَ الَى اخِرِ الْوَقْتِ بِقُرْبٍ مِنْ الْمَاءِ بِمَسَافَةٍ اقَلَّ مِنْ مِيلٍ لَكِنْ لَا يَتَمَكَّنُ مِنْ الصَّلَاةِ بِالْوُضُوءِ فِي الْوَقْتِ الْاوْلَى انْ يُصَلِّيَ فِي اوَّلِ الْوَقْتِ مُرَاعَاةً لِحَقِّ الْوَقْتِ وَتَجَنُّبًا عَنْ الْخِلَافِ اهـ۔[1]

ترجمہ: اور خلاصہ وغیرہ میں ہے کہ مسافر جب یقین پر ہو پانی کے موجود ہونے کے سبب یا غالب گمان ہو اس پر آخر وقت میں پس اس نے تیمم کیا اول وقت میں اور نماز ادا کی اگر اس کے اور پانی درمیان فاصلہ ایک میل ہو تو جائز اور اگر کم ہو مگر وہ نماز کے فوت ہونے سے ڈرتا ہو تو تیمم نہ کریں۔ پس حاصل یہ کہ پانی کا دور ہونا تیمم کے جائز ہونے کیلئے۔ اور معراج میں ہے اس نے مجتبیٰ سے اور میرے

مسئلہ 191: اگر سفر میں کسی کے پاس ''زمزم'' کا پانی ہو اور پیاس کا اندیشہ بھی نہ ہو تو اس کے لئے تیمم جائز نہیں۔ بلکہ اسے آب زمزم سے ہی اسے وضو کرنا چاہیئے۔ اور اگر اس کی خواہش ہو کہ وہ آب زمزم بچا رہے اور تیمم جائز ہو جائے تو اس آب زمزم میں شرینی ملادے۔ تاکہ وہ شربت بن جائے یا اس میں پانی کی مقدار سے زیادہ عرق گلاب شامل کر دے تاکہ اس کی حیثیت آب زمزم کی نہ رہے اور عرف عام میں اسے پانی نہ کہا جاسکے۔ یا اسے چاہیئے کہ وہ پانی کسی کو ھبہ کر دے یا بخش دے لیکن اس طریقے سے کہ مذکورہ ھبے میں اس کے لئے رجوع بالکل صحیح نہ ہو۔

دل میں یہ اترتا ہے جب اسے علم ہو کہ جس نے نماز کو مؤخر کیا آخری وقت کو پانی کے نزدیک ایک میل سے کم فاصلہ پر لیکن اسے باوضو نماز ادا کرنے کی مقدرت نہ ہو تو اولیٰ یہ ہے کہ نماز کو اول وقت مین پڑھیں حقکی رعایت رکھتے ہوئے اور خلاف سے بچنے کیلئے۔

اور صاحب درمختار نے لکھا ہے

وندب لراجيه) رجاء قويا،(آخر الوقت) المستحب ،ولو لم يوءخر وتيم وصلى جاز ان كان بينه وبين الماء ميل ،والا لا [2]

ترجمہ: اور جس کو پانی ملنے کی امید قوی ہو تو اس کو وقت مستحب کے آخر وقت میں نماز پڑھنا مندوب اور مستحب ہے اور اگر تاخیر نہ کی اور تیمم کیا اور نماز پڑھ لی تو جائز ہے بشرطیکہ اس شخص کے اور پانی کے درمیان ایک میل کی مسافت ہو اور اگر اس قدر سے کم ہو تو نماز جائز نہیں۔

اور صاحب کبیری نے یوں لکھا ہے

ويستحب ان يوخر الصلاة الى آخر الوقت اذا كان يرجو وجود الماء فيه ليوديها باكمل الطهارتين ولو لم يفعل وتيمم وصلى جاز لان اداها بحسب قدرته الموجود ة عند انعقاد سببها وماالتصل به الاداء ثم ينبغي له ان لا يفرط في التاخر حتى لا تقع الصلاة في وقت مكروه[3]

---

[1]ابن نجیم بحرالرائق ص 163ج1 محولہ بالہ

[2]الحصفکی درمختار ص 38محولہ بالہ

[3]الحلبی، غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی ص 74 محولہ بالہ

ترجمہ: اور مستحب ہے کہ نماز کو آخری وقت تک مؤخر کریں اگر اس کو امید ہو پانی کی۔ کہ کامل طہارت سے نماز ادا کریں اور اگر انتظار نہیں کی اور نماز ادا کی تو جائز ہے کیونکہ اس نے اپنی قدرت کے موافق نماز ادا کی بوجہ انعقاد سبب کے اور جو اس کے متصل ہے اداء سے پھر مناسب ہے کہ تاخیر میں کوتاہی نہ کریں تاکہ نماز مکروہ وقت میں ادا نہ ہو جائے۔

مسئلہ 191: رجل معہ ماءزم زم فی قمقمۃ قدرص راس الاناء وھو یحملہ للعطیۃ اوللاستشفاء لایجوز لہ التیمم للقدرۃ علی استعمال الماء المطھر ولو وھبہ لاخر وسلمہ الیہ لایجوز لہ التیمم عندنا خلافا للشافعیؒ فیمااذا وھب لغیر ابنہ لثبوت القدرۃ علی استعمالہ بواسطۃ الرجوع عندنا خلافا لہ علی ما بین دلیلہ فی کتاب الھبۃ کذا ذکرہ فی المحیط وقال قاضی خان بعد ماذکرقولھم ان الحیلۃ فی ذالک ان یھبہ من غیرہ ویسلم الاان ھذا لیس بصحیح عندی فانہ لو رای مع غیرہ ماءیبیعہ بمثل الثمن او بغبن یسیر یلزمہ الشراءولا یجوز لہ التیمم فاذا تمکن من الرجوع کیف یجوز لہ التیمم انتھی وھو الفقہ بعینہ لکن الحیلۃ الصحیحۃ ان یخلط بہ ماءورد ونحوہ حتیٰ یصیر مغلوبا ویخرج عن کونہ مطھرااویھبہ علی وجہ ینقطع بہ الرجوع[1]

~~~~~~

ترجمہ: ایک شخص کے پاس زم زم کا پانی تھا ایک برتن میں جس کا سر بندھا ہوا تھا اور وہ اس کو تحفہ یا دوائی کیلئے اٹھائے ہوئے تھا تو اس کے لئے تیمم جائز نہیں بوجہ قدرت علی استعمال ماء کے اور اگر کسی کو ھبہ کریں یا کسی کے سپرد کریں تو جائز نہیں ہمارے نزدیک اور امام شافعیؒ کا اختلاف ہے۔ جب اپنے بچے کے بغیر کسی کو ہبہ کریں بوجہ ثبوت قدرت استعمال پانی پر رجوع کے ذریعے سے ہمارے نزد امام شافعی کا خلاف ثابت ہے اس وجہ سے کہ ہم نے اس کی دلیل کتاب الھبہ میں ذکر کی ہے اور اسی طرح محیط میں ذکر کیا ہے اور قاضی خان نے ذکر کیا ہے ان کے اقوال کے ذکر کرنے کے بعد کہ اس کے بارے میں تدبیر یہ ہے کہ یہ آب زمزم کس اور کو ہبہ اور حوالہ کریں۔ مگر ہمارے نزدیک صحیح نہیں بے شک اگر انہوں نے اس کے علاوہ کسی اور کے ساتھ پانی دیکھا جو فروخت کر رہا ہے اپنی قیمت پر یا معمولی نفع پر تو اس پر پانی خریدنا لازم ہے۔ اور اس کیلئے تیمم جائز نہیں جب وہ رجوع کی قدرت رکھتا ہے تو اس کیلئے تیمم کیسے جائز ہے اور سمجھنے کی بھی بات ہے لیکن حلیہ میں اس بارے میں ایسا ہے کہ اس کے ساتھ گلاب کا پانی شامل کریں یہاں تک کہ پانی مغلوب ہو جائے اور پاک کرنے کے وصف سے نکل جائے یا اس طرح ہبہ کریں کہ اس میں رجوع ثابت نہ ہو۔

اور فتح القدیر میں لکھا ہے

يُبْتَلَى الْحَاجُّ بِحَمْلِ مَاءِ زَمْزَمَ لِلْهَدِيَّةِ وَيَرْصُصُ رَاسَ الْقُمْقُمَةِ فَمَا لَمْ يَخَفْ الْعَطَشَ وَنَحْوَهُ لَا يَجُوزُ لَهُ التَّيَمُّمُ.[2]

[1] ایضا الحلبی شرح منیہ ص 61 محولہ بالہ

[2] ابن الھمام (المتوفی: 861ھ) فتح القدیر ص 135ج1محولہ بالہ
~~~~~~

ترجمہ: حاجی صاحب زم زم کا پانی کسی کو ہدیہ کرنے لایا ہے اور اس کا سر مضبوط قلائی کیا ہے پس جہاں تک اسے پیاس وغیرہ کا خوف نہ ہو تو اس کیلئے تیمم جائز نہیں۔

اور شامی نے یہ لکھا ہے

حِيلَةُ جَوَازِ تَيَمُّمِ مَنْ مَعَهُ مَاءُ زَمْزَمَ وَلَا يَخَافُ الْعَطَشَ انْ يَخْلِطَهُ بِمَا يَغْلِبُهُ اوْ يَهَبُهُ عَلَى وَجْهٍ يَمْنَعُ الرُّجُوعَ. (قَوْلُهُ بِمَا يَغْلِبُهُ) ايْ بِشَيْءٍ يُخْرِجُهُ عَنْ كَوْنِهِ مَاءً مُطْلَقًا كَمَاءِ وَرْدٍ اوْ سُكَّرٍ مَثَلًا (قَوْلُهُ اوْ يَهَبُهُ) ايْ مِمَّنْ يَثِقُ بِانَّهُ يَرُدُّهُ عَلَيْهِ بَعْدَ ذَلِكَ فَافْهَمْ[1]

ترجمہ: تیمم کی جائز ہونے کی تدبیر اس شخص کو جس کے پاس زم زم کا پانی ہے اور اس کو پیاس کا خوف نہیں یہ ہے کہ زم زم کے ساتھ اس چیز کو ملادے جو اس پر غالب ہو جائے یا برابر چنانچہ گلاب وغیرہ کو مخلوط کریں یا اس کو ہبہ کردے اس طرح پر کہ مانع نہیں ہو رجوع فی الھبہ کے۔ یہ قول اس پر کہ غالب ہو جائے اسی چیز کے ذریعے کہ اس کو مطلق پانی کے وصف سے نکال دیں جیسا کہ گلاب کا پانی یا میٹھا وغیرہ اور یہ قول کہ ہبہ کریں کسی کو کہ اس شخص کو ہبہ کریں کہ اس کا اعتماد ہو کہ اس کو واپس کردیگا اس کے بعد خوب سمجھو۔

مسئلہ 192:   اگر ایک آدمی جس پر غسل جنابت لازم ہو اور ایک عورت ہو جس پر غسل حیض فرض ہو اور ایک بے وضو ہو اور ایک مردہ بھی موجود پڑا ہو۔ اور اب پانی تھوڑا ہو۔ اور مزید پانی نہ مل س کے۔ اب مذکورہ پانی ہر سہ مذکورین میں سے کسی ایک کا ہو۔ تو وہی استعمال کرے۔ اگر تینوں کا مشترک ہو۔ تو نہیں چاہیئے کہ اس پانی سے مردہ نہلائے اور ہر ایک اپنا حق مرحوم کو بخشدے۔ اور اگر پانی مباح ہو تو اسی سے جنابت والے کو غسل کرنا چاہیئے۔ باقی تینوں کے لئے بہر صورت تیمم ہے۔

مسئلہ 193:   اگر مسافروں کی سہولت کے لئے کسی نے جنگل میں پینے کا پانی رکھا ہو۔ تو بوقت ضرورت کسی مسافر کے لئے مذکورہ پانی کی موجودگی میں بھی تیمم جائز ہے۔ اور اگر وضو کے لئے رکھا ہو یا ہر دونوں امور کے لئے رکھا ہو تو وضو بھی اس پانی سے جائز ہے۔ اور پینا بھی۔ تیمم نہیں کرے گا۔ اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ وہ پانی پینے کے لئے مخصوص ہے یا وضو کے لئے تو اس صورت میں اگر یہ معلوم نہ ہو کہ مذکورہ پانی پینے کے لئے مخصوص ہے یا وضو کے لئے۔ تو اس صورت میں اگر پانی زیادہ ہو تو مسافر کو چاہیئے کہ اس سے وضو کرلے ورنہ نہیں۔

مسئلہ 192: الْجُنُبُ اوْلَى بِمُبَاحٍ مِنْ حَائِضٍ اوْ مُحْدِثٍ وَمَيِّتٍ، وَلَوْ لِاحَدِهِمْ فَهُوَ اوْلَى وَلَوْ مُشْتَرَكًا يَنْبَغِي صَرْفُهُ لِلْمَيِّتِ. جَازَ تَيَمُّمُ جَمَاعَةٍ مِنْ مَحَلٍّ وَاحِدٍ.[2]

ترجمہ: اور جنبی آدمی لائق تر ہے مباح پانی کے استعمال کرنے میں حائضہ اور بے وضو اور غسل میت سے یعنی اس واسطے کہ جنابت اشد ہے تو اس کا ازالہ اہم ہے اور اگر وہ پانی ان میں سے کسی ایک شخص کا مملوک ہے تو وہ شخص مقدم ہے کیونکہ وہ مالک ہے اور اگر پانی تینوں

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار ص475ج1محولہ بالہ
[2] ایضا ابن عابدین ص 474ج1

میں مشترک ہے تو اس کا صرف کرنا غسل میت کے واسطے لائق ہے تیمم کرنا جماعت کا ایک مکان سے جائز ہے یعنی اس واسطے کہ مٹی مستعمل نہیں ہوتی یہاں تک کہ اگر تیمم کرنے والوں کے ہاتھوں کی مٹی ایک جگہ جمع ہو تو اس پر بھی تیمم درست ہے۔

مسئلہ 193: الْمَاءُ الْمَوْضُوعُ فِي الْفَلَاةِ فِي الْحُبِّ وَنَحْوِهِ لَا يَمْنَعُ جَوَازَ التَّيَمُّمِ؛ لِأَنَّهُ لَمْ يُوضَعْ لِلْوُضُوءِ غَالِبًا، وَإِنَّمَا وُضِعَ لِلشُّرْبِ إلَّا أَنْ يَكُونَ الْمَاءُ كَثِيرًا فَيُسْتَدَلُّ بِكَثْرَتِهِ عَلَى أَنَّهُ وُضِعَ لِلشُّرْبِ وَالْوُضُوءِ جَمِيعًااھ[1]

ترجمہ: وہ پانی جو جنگل میں رکھا گیا ہے وہ تیمم کے جواز کو منع نہیں کرتا کیونکہ یہ وضو کیلئے نہیں رکھا گیا ہے اور پینے کیلئے رکھا گیا ہے مگر پانی اگر زیادہ ہو تو پھر یہ دالالت کرتا ہے کہ وضو اور پینے دونوں کیلئے ہے۔

اور شامی میں لکھا گیا ہے

مسئلہ 194: جنگل میں کسی نے تیمم کر کے نماز ادا کی۔ پھر بعد میں اسے معلوم ہوا کہ پانی نزدیک ہے۔ اور اس سے پہلے یہ معلوم نہیں تھا۔ تو اس کی نماز ہو چکی۔ دوبارہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ 195: اگر اپنی اصلی ضرورت سے زائد کسی کے پاس پانی ہو لیکن بہت کم ہو اور اس شخص کو غسل کی ضرورت نہ ہو بلکہ صرف وضو کرنا مطلوب ہو اور وہ پانی اس قدر ہو کہ ایک بار اس سے سارا چہرہ اور ایک بار دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے جاسکتے ہوں اور سر کا مسح بھی ہو سکتا ہو۔ اور ایک بار دونوں پاؤں بھی ٹخنوں سمیت دھوئے جاسکتے ہوں۔ تو اس کے لئے تیمم جائز نہیں۔ بلکہ ایک ایک بار ہی وضو کے اعضاء دھوئے جائیں۔ اور مسح بھی کرے۔ وضو کے فرائض ادا کرنے سے وضو ہو گیا۔ منہ اور ناک میں پانی ڈالنے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر پانی اس قدر بھی نہ ہو تو پھر تیمم جائز ہے۔

الماء المبسل فی الفلاة لا یمنع التیمم ما لم یکن کثیرا فیعلم انہ للوضوء ایضا ویشرب ما للوضوء، (قولہ المبسل) ای الموضوع فی الحباب لابناء السبیل(قولہ لایمنع التیمم)لانہ لم یوضوع للوضوء بل للشرب ، فلا یجوز الوضوء بہ وان صح (قولہ مالم یکن کثیرا) قال فی الشرح منیہ" الاولی الاعتبار بالعرف لا بالکثرۃ الااذا اشتبہ(قولہ ایضا) ای للشرب (قولہ ویشرب ما للوضوء) مقابل المسالۃ الاولی ، لانہ یفھم منھا ان المبسل للشرب لا یتوضاء بہ ،فذکران ما سبل للوضوء یجوز الزرب منہ ، وکان الفرق ان الشرب اھم لانہ لاحیاء النفوس بخلاف الوضوء لانہ لہ بدلا فیاذن صاحبہ بالشرب منہ عادۃ لانہ انفع ھذا وقد صرح فی الذخیرۃ بالمسالتین کما ھنا [2]

ترجمہ: جو پانی راستہ میں مسافروں کے لئے رکھا گیا ہو وہ تیمم کرنے کا مانع نہیں جب کہ وہ بہت نہ ہو یعنی اگر بکثرت ہو گا تو معلوم ہو گا قرینہ سے کہ وہ وضو کے واسطے بھی ہے یہ قول کہ راستہ میں رکھا گیا ہو کہ راستہ میں مسافروں کیلئے رکھا گیا ہو یہ قول کہ تیمم کو منع نہیں کرتا کیونکہ یہ وضو کیلئے نہیں رکھا گیا ہے بلکہ پینے کیلئے رکھا گیا ہے پس اس سے وضو صحیح نہیں اگرچہ زیادہ ہو اور یہ قول کہ جب تک زیادہ

---

[1]ابن نجیم البحر الرائق شرح کنز الدقائق ص 151ج 1محولہ بالہ
[2]ابن عابدین ص 474ج1 محولہ بالہ

نہ ہو شرح منیہ میں لکھا گیا ہے زیادہ لائق عرف کا اعتبار ہے نہ کہ پانی کی زیادۃ کا مگر جب اس پر اشتباہ آجائے اور یہ قول کہ اسی طرح پینے کیلئے اور یہ قول کہ پیا جائیگا وہ پانی جو وضو کیلئے رکھا گیا ہو یہ پہلی صورت کے مقابل ہے کیونکہ اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ راستہ میں رکھا گیا پانی پینے کیلئے ہے نہ کہ وضو کیلئے پس ذکر کیا گیا کہ وہ پانی جو وضو کیلئے رکھا گیا ہو اس کا پینا جائز ہے اور فرق یہ ہے کہ پینا اہم ہے کیونکہ اس پر منحصر ہے زندہ رہنا وضو کے خلاف کیونکہ اس کیلئے بدل ہے اور وہ تیمم ہے پس اپنے ہمسفر کو اس سے پینے کا حکم کیا جائے گا عادۃ کے موافق کیونکہ یہ زیادہ نفع مند ہے اور اس پر ذخیرہ میں تصریح کی ہے دو مسئلوں پر جیسا کہ وہاں پر ہیں۔

مسئلہ 194: واذا تیم وصلی والماء قریب منہ وھو لا یعلم ولا یظن اجزاہ[1]

ترجمہ: اور جب تیمم کیا اور نماز ادا کی اور پانی اس کے قریب ہے اور اسے معلوم نہیں کہ یہاں پانی ہے اور نہ اس کا گمان ہو تو جائز ہے۔

مسئلہ 195: (وَقُدْرَةُ مَاءٍ) وَلَوْ اباحَةً فِي صَلَاةٍ (كَافٍ لِطُهْرِهِ) وَلَوْ مَرَّةً مَرَّةً (فَضَلَ عَنْ حَاجَتِهِ) كَعَطَشٍ وَعَجْنٍ وَغَسْلِ نَجَسٍ مَانِعٍ وَلُمْعَةِ جَنَابَةٍ؛

مسئلہ 196: اگر کسی پر غسل لازم ہو چکا ہو۔ اور پانی اپنی خاص ضرورت سے صرف اس قدر زائد پالے کہ غسل کے فرض امور اس سے ادا ہو سکتے ہیں۔ اور سنت کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ تو غسل میں جو فرض ہیں وہی ادا کرلے تو کافی ہے غسل ہو چکا۔ اس کے لئے تیمم جائز نہیں۔ اور اگر پانی صرف اس قدر ہو کہ اس قسم کے غسل کے لئے بھی کافی نہ ہو سکے۔ تو اسے چاہیئے کہ تیمم کرلے اور جو تیمم غسل کے لئے کیا جائے وہی وضو کے لئے بھی کافی ہے۔

لِانَّ الْمَشْغُولَ بِالْحَاجَةِ وَغَيْرَ الْكَافِي كَالْمَعْدُومِ. (قَوْلُهُ كَافٍ لِطُهْرِهِ) ايْ لِلْوُضُوءِ لَوْ مُحْدِثًا، وَلِلِاغْتِسَالِ وَلَوْ جُنُبًا. وَاحْتَرَزَ بِهِ عَمَّااذَا كَانَ يَكْفِي لِبَعْضِ اعْضَائِهِ اوْ يَكْفِي لِلْوُضُوءِ وَهُوَ جُنُبٌ، فَلَا يَلْزَمُهُ اسْتِعْمَالُهُ عِنْدَنَاابْتِدَاءً كَمَا مَرَّ، فَلَا يَنْقُضُ كَمَا فِي الْحِلْيَةِ (قَوْلُهُ وَلَوْ مَرَّةً مَرَّةً) فَلَوْ غَسَلَ بِهِ كُلَّ عُضْوٍ مَرَّتَيْنِ اوْ ثَلَاثًا فَنَقَصَ عَنْ احْدَى رِجْلَيْهِ انْتَقَضَ تَيَمُّمُهُ[2]

ترجمہ: اور پانی پر قادر ہونا ناقض تیمم ہے اگرچہ قدرت بطریق اباحت کے ہو نماز میں قدرت اس قدر پانی کی ناقض ہے جو کافی ہو اس کی طہارت کو یعنی وضو یا غسل کو اگرچہ ایک ایک بار اعضاء کا دھونا ممکن ہو اس کی حاجت سے زیادہ ہو چنانچہ پیاس سے اور آٹا گوندھنے اور نجاست مانع نماز کے دھونے سے اور اس عضو کے دھونے سے کہ غسل جنابت سے خشک رہا تھا اس واسطے کہ جو پانی کہ حاجت کے ساتھ مشغول ہے اور وضو یا غسل کو کفایت نہیں کرتا ہے وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ یہ قول کہ پاکی کیلئے کافی ہو یعنی وضو اور غسل کو اگرچہ ایک ایک بار دھونا ہے اور جنب کیوں نہ ہو اور اس سے احتراز کیا کہ اگر یہ کافی ہو بعض اعضا کو اور یا کافی ہو صرف وضو کیلئے اور جنب ہو پس اس کا استعمال ہمارے نزدیک جائز نہیں ابتداء جیسا کہ گزر گیا پس یہ تیمم کے نواقض میں نہیں جیسا کہ حلیہ میں ذکر کیا ہے اور یہ قول کہ ایک ایک دفعہ پس اگر اس سے دھولیا ہر اندام کو دو دو بار یا تین تین بار پس وہ ایک پاؤں کیلئے کم ہوئی تو اس کا تیمم ناقض ہوا۔

---

[1] الکاشغری، منیۃ المصلی ص 34 محولہ بالہ

[2] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار ص477ج1 محولہ بالہ

مسئلہ 196:(وَقُدْرَةُ مَاءٍ) وَلَوْ اباحَةً فِي صَلَاةٍ (كَافٍ لِطُهْرِهِ) وَلَوْ مَرَّةً مَرَّةً (فَضَلَ عَنْ حَاجَتِهِ) كَعَطَشٍ وَعَجْنٍ وَغَسْلِ نَجَسٍ مَانِعٍ وَلُمْعَةِ جَنَابَةٍ؛ لِانَّ الْمَشْغُولَ بِالْحَاجَةِ وَغَيْرَ الْكَافِي كَالْمَعْدُومِ. (قَوْلُهُ كَافٍ لِطُهْرِهِ) ايْ لِلْوُضُوءِ لَوْ مُحْدِثًا، وَلِلِاغْتِسَالِ وَلَوْ جُنُبًا. وَاحْتَرَزَ بِهِ عَمَّااذَا كَانَ يَكْفِي لِبَعْضِ اعْضَائِهِ اوْ يَكْفِي لِلْوُضُوءِ وَهُوَ جُنُبٌ، فَلَا يَلْزَمُهُ اسْتِعْمَالُهُ عِنْدَنَاابْتِدَاءً كَمَا مَرَّ، فَلَا يَنْقُضُ كَمَا فِي الْحِلْيَةِ (قَوْلُهُ وَلَوْ مَرَّةً مَرَّةً) فَلَوْ غَسَلَ بِهِ كُلَّ عُضْوٍ مَرَّتَيْنِ اوْ ثَلَاثًا فَنَقَصَ عَنْ احْدَى رِجْلَيْهِ انْتَقَضَ تَيَمُّمُهُ[1]

ترجمہ :اور پانی پر قادر ہونا ناقض تیمم ہے اگرچہ قدرت بطریق اباحت کے ہو نماز میں قدرت اس قدر پانی کی ناقض ہے جو کافی ہو اس کی طہارت کو یعنی وضو یا غسل کو۔ اگرچہ ایک ایک بار اعضاء کا دھونا ممکن ہو اس کی حاجت سے زیادہ ہو چنانچہ پیاس سے اور آٹا گوندھنے اور نجاست مانع نماز کے دھونے سے اور اس عضو کے دھونے سے کہ غسل جنابت سے خشک رہا تھا اس واسطے کہ جو پانی کہ حاجت کے ساتھ مشغول ہے اور وضو یا غسل کو کفایت نہیں کرتا ہے وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ یہ قول کہ پاکی کیلئے کافی ہو یعنی وضو اور غسل کو اگر چہ ایک بار دھونا ہے اور جنب کیوں نہ ہو اور اس سے احتراز کیا کہ اگر یہ کافی ہو بعض اعضا کو اور یا کافی ہو صرف وضو کیلئے

مسئلہ 197: اگر پانی نہ ملنے کی وجہ سے کسی نے جنابت سے پاکی کے لئے تیمم کیا۔ تو وضو کا تیمم بھی ساتھ ہو گیا۔ اب اس کے بعد اگر اصلی ضرورت سے زائد اس قدر پانی اسے جائے۔ کہ وضو جس سے ہو سکے تو وضو کرنا اس پر واجب نہیں۔ ہاں اگر اس تیمم کے بعد کوئی امر ناقض وضو پیش آئے مثلاً پیشاب وغیرہ کی ضرورت پڑ گئی۔ تو مذکورہ تیمم بحق وضو ٹوٹ گیا۔ اب اگر وہ نماز ادا کرنا چاہے تو اس پانی سے وضو کر کے وہ نماز ادا کرلے گا اب اسی حالت میں کہ وضو کا پانی موجود ہو تو وضو کے لئے تیمم جائز نہیں۔

مسئلہ 198: اگر نہانے کی ضرورت ہو اور اس وجہ سے کسی نے غسل کیا۔ لیکن بدن پر کوئی جگہ خشک رہ گئی اور پانی ختم ہو گیا۔ مزید پانی بھی نہ مل سکے۔ تو اس صورت میں غسل نہیں ہوا ہے۔ اسے چاہیئے کہ غسل کے لئے تیمم کرلے۔ اس کے بعد اگر پانی مل جائے دریں اثناء کوئی امر ناقض وضو پیش نہ آیا ہو۔ تو اسے چاہیئے کہ خشک جگہ دھولے غسل پورا ہو گیا۔ دوبارہ غسل کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور اگر پانی ایسے وقت میں اسے مل گیا کہ دریں اثناء اس کا وضو بھی ٹوٹ چکا ہے۔ اور پانی صرف اس قدر ہے کہ صرف اسی خشک مقام کو دھونے کے لئے کافی ہو اور وضو اس سے نہ ہو سکے تو اسے چاہیئے کہ وہی خشک مقام ہی دھولے۔ اور وضو کے لئے تیمم کرلے۔ اور ر اگر پانی صرف اتنا ہو کہ وضو کے لئے تو کافی ہو سکے لیکن مذکورہ خشک جگہ دھونے کے لئے پورا نہ ہو سکے۔ تو اسے چاہیئے کہ مذکورہ پانی سے صرف وضو کرلے۔ اور مذکورہ خشک جگہ کے لئے وہی سابق تیمم ہی کافی ہے۔ اور اگر پانی اس قدر ملے کہ صرف خشک جگہ دھونے کے لئے کافی ہو۔ یا صرف وضو کے لئے کافی ہو۔ لیکن دونوں کے لئے پورا نہ ہو سکے۔ تو اس صورت میں اسے چاہیئے کہ وہی خشک جگہ دھولے اور وضو کے لئے تیمم کرلے۔

اور جنب ہو پس اس کا استعمال ہمارے نزدیک جائز نہیں ابتداء جیسا کہ گزر گیا تو یہ تیمم کے نواقض میں نہیں جیسا کہ حلیہ میں ذکر کیا ہے اور یہ قول کہ ایک ایک دفعہ پس اگر اس سے دھولیا ہر اندام کو دو دو بار یا تین تین بار اور وہ ایک پاؤں کیلئے کم ہوا تو اس کا تیمم ناقض ہوا۔

---

[1] ایضا ابن عابدین ص 477 ج1 محولہ بالہ

مسئلہ 197:فَلَوْ تَيَمَّمَ لِلْجَنَابَةِ ثُمَّ احْدَثَ صَارَ مُحْدِثًا لَا جُنُبًا، فَيَتَوَضَّا(قَوْلُهُ فَمَعَ الَخْ) تَفْرِيعٌ عَلَى قَوْلِهِ فَيَتَوَضَّا، حَيْثُ افَادَ انَّهُ وَجَدَ مَاءً يَكْفِيهِ لِلْوُضُوءِ فَقَطْ انَّمَا يَتَوَضَّا بِهِ اذَااحْدَثَ بَعْدَ تَيَمُّمِهِ عَنْ الْجَنَابَةِ، امَّا لَوْ وَجَدَهُ وَقْتَ التَّيَمُّمِ قَبْلَ الْحَدَثِ لَا يَلْزَمُهُ عِنْدَنَاالْوُضُوءُ بِهِ عَنْ الْحَدَثِ الَّذِي مَعَ الْجَنَابَةِ؛ لِانَّهُ عَبَثٌ، اذْ لَا بُدَّ لَهُ مِنْ التَّيَمُّمِ؛[1]

ترجمہ: تواگرجنابت کے واسطے تیمم کیاپھر حدث اصغر واقع ہواتووہ محدث ہوگیانہ کہ جنب یعنی اس کاوضوٹوٹانہ کہ غسل پس وہ وضو کریگا اور یہ قول کہ فمع الخ یہ تفریع ہے اس قول پر کہ وضو کریگااسی طرح کہ اتناپانی پالیاجو وضوکیلئے کافی ہو صرف پس اس پر وضو کریں جب جنابت کے تیمم کے بعد بے وضوہو جائے۔کیونکہ یہ عبث ہوااس کیلئے تیمم ضروری ہے۔

مسئلہ 198:جنب اغتسل وبقيت على بدنہ لمعۃ وليس معہ ماء يتيمم للمعۃ وان وجد ماء بعد ما تيمم وبعد مااحدث يغسل اللمعۃ ويتيمم للحدث

اذا کان الماء يکفی للمعۃ ولا يکفی للوضوء وان کان يکفی للوضوء ولا يکفی للمعۃ يتوضا بہ ولا ينتقض تيمم الجنابۃ ،وان کان يکفی لاحدھما علی الانفراد فانہ يغسل اللمعۃ وتيمم للحدث وعليہ ان يبدء بغسل اللمعۃ ثم يتيمم [2]

ترجمہ:ایک جنب نے غسل جنابت کیااوراس کے بدن کاکچھ حصہ خشک رہ گیااوراس کے پاس پانی نہیں اس حصہ کیلئے تیمم کرے گا۔ اور اگر تیمم کے بعداور بے وضوئی کے بعد پانی مل گیاتووہ اس جگہ کو دھوئے اور بے وضوئی کیلئے تیمم کریں جب پانی صرف اسی حصہ کیلئے کافی ہواور وضوکیلئے کافی نہ ہو۔اور اگر وضو کیلئے کافی ہو اور اس خشک حصہ کیلئے نہیں ہو تو وضو کریں اس سے اور یہ تیمم جنابۃ کو نہیں توڑتااور اگر یہ صرف ایک کیلئے کافی ہو تو خشک حصہ کو دھوئے اور بے وضوئی کیلئے تیمم کریں اور پہلے اس حصہ کو دھوئیں اور پھر تیمم کریں۔

اور شامی میں لکھاہے

(قوله ولمعة جنابة) اي لو اغتسل وبقيت على بدنه لمعة لم يصبهاالماء فتيمم لها ثم احدث فتيمم له ثم وجد ما يكفيها فقط فانه يغسلها به، ولا يبطل تيممه للحدث.ثم اعلم ان هذه المسالة على خمسة اوجه: الاول: ان يكفيها معا فيغسلها ويتوضا ويبطل تيممه لها. الثاني: ان لا يكفي واحدا منها. فيبقى تيممه لها ويغسل به بعض اللمعة لتقليل الجنابة. الثالث: ان يكفي اللمعة فقط وقدمناه. الرابع: عكسه، فيتوضا به ويبقى تيممه لها على حاله. الخامس: ان يكفي احدهما بمفرده غير معين فيغسل به اللمعة، ولا ينتقض تيمم الحدث عند ابي يوسف. وعند محمد ينتقض ويظهر ان الاول اوجه، وهذااذا وجد الماء بعدما تيمم للحدث، فلو قبله فعلى خمسة اوجه ايضا ففي الوجه الاول: يغسلها ويتوضا للحدث. وفي الثاني: يتيمم للحدث ويغسل به بعض اللمعة ان شاء. وفي الثالث: يغسلها ويتيمم للحدث. وفي الرابع: يتوضا ويبقى تيممه لها. وفي الخامس: كالثالث؛ لان الجنابة اغلظ، لكن في رواية يلزمه غسلها قبل التيمم للحدث ليصير عادما للماء. وفي رواية يخير. اهـ ملخصا من الحلية، وعلى الرواية الاولى اقتصر في المنية[3]

[1] ایضا ابن عابدین ص 476 ج1 محولہ بالہ
[2] الکاشغری ،منیۃ المصلی ص 48محولہ بالہ
[3] ابن عابدین ص 445ج 1 محولہ بالہ

ترجمہ: یہ قول کہ ایک جگہ خشک رہ گئی یعنی اگر اس نے غسل کیا اور اس کے بدن پر ایک ٹکڑہ خشک رہ گیا کہ اس تک پانی نہیں پہنچا پس اس کے لئے تیمم کیا پھر وضو ٹوٹ گیا اور اس بے وضوئی کیلئے تیمم کیا پھر اتنا پانی مل گیا کہ اس خشک جگہ کیلئے کافی ہو پس اس جگہ کو اس پانی سے دھولیں۔ اور اس کا تیمم حدث کی وجہ سے باطل نہیں ہوا۔ پھر خوب ذہن نشین کرلو کہ یہ مسئلہ پانچ صورتوں پر ہیں۔ پہلی یہ کہ پانی دونوں کیلئے کافی ہو تو اس جگہ کو دھوئیں اور وضو کریں اور وضو کیلئے تیمم باطل ہوا۔ دوسری یہ کہ پانی ان میں سے کسی ایک کیلئے بھی کافی نہیں ہو۔ تو اس کا تیمم باقی ہے اور تھوڑے پانی سے تھوڑی جگہ دھولیں تاکہ جنابت والی جگہ کم ہو جائے۔ تیسری یہ کہ صرف اس جگہ کیلئے کافی ہو جو پہلے ہم نے بیان کیا۔ چوتھی یہ کہ اسی صورت کا عکس یعنی وضو کیلئے کافی اور خشک جگہ کیلئے ناکافی تو وضو کریں اور تیمم اس صورت کیلئے باقی ہے پانچویں یہ کہ ان میں صرف ایک کیلئے کافی ہو تو اس جگہ کو دھولیں اور وضو کیلئے تیمم کریں۔ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بے وضوئی کیلئے تیمم نہیں ٹوٹتا اور امام محمدؒ کے نزدیک ٹوٹتا ہے۔ اور پہلے یعنی ابی یوسفؒ کے قول میں بہت وجوہ ہیں اور یہ اس صورت میں کہ بے وضوئی کے تیمم کے بعد پانی مل گیا اور دوسری صورت میں کہ بے وضوئی کیلئے تیمم کریں

مسئلہ 199: اگر کپڑہ یا کوئی اور جگہ ناپاک ہو اور وضو کی بھی ضرورت ہو اور پانی دونوں کے لئے ناکافی ہو تو اسے چاہیئے کہ وہی ناپاکی دھولے اور وضو کے لئے تیمم کرلے۔

مسئلہ 200: اگر کسی شخص کو بیماری کی وجہ سے پانی کا استعمال منع ہو۔ اس طور پر کہ وضو یا غسل کرنے سے اس کی ہلاکت یا شدید بیماری کا احتمال ہو۔ یا یہ خطرہ ہو کہ مرض طویل ہو جائے گا۔ تو اس کے لئے تیمم جائز ہے۔ اور اگر ٹھنڈا پانی اس کے لئے مضر ہو تو اسے چاہیئے کہ پانی گرم کرلے اور اگر گرم بھی مضر ہو یا گرم پانی ملنا ناممکن ہو تو اس کے لئے تیمم جائز ہے۔

مسئلہ 201: فرض کیجئے کہ کوئی آدمی بیمار ہے اس کے لئے پانی مضر ہے دوسرے شخص کو اس نے کہا کہ مجھے تیمم کرالو۔ اس شخص نے بیمار کو تیمم کرایا۔ یعنی مریض کے چہرے اور ہاتھوں پر باقاعدہ ہاتھ پھیرائے۔ تو مریض کا تیمم ہو گیا۔ بشرطیکہ مریض نیت تیمم کر چکا ہو

اور اسی پر بعض خشک جگہ دھولیں اگر وہ چاہئے۔ اور تیسری صورت میں خشک جگہ کو دھولیں اور بے وضوئی کیلئے تیمم کریں۔ اور چوتھی صورت میں وضو کریں اور خشک جگہ کیلئے اس کا تیمم کافی ہے۔ اور پانچویں صورت میں تیسری صورت کی طرح ہے کیونکہ جنابت بہت زیادہ ہے لکن ایک روایۃ میں کہ اس پر اس خشک جگہ کا دھونا لازم ہے تیمم سے پہلے تاکہ وہ پانی کا نہ پانے والا ہو جائے اور ایک روایۃ میں اختیار ہے۔ تلخیص کے ساتھ یہ عبارت حلیہ سے لی گئی ہے اور پہلی روایۃ پر منیہ میں اقتصار کیا گیا ہے۔

مسئلہ 199: (قَوْلُهُ الْكَافِي لِطَهَارَتِهِ) ايْ مِنْ الْخَبَثِ وَالْحَدَثِ الْاصْغَرِ اوْ الْاكْبَرِ، فَلَوْ وَجَدَ مَاءً يَكْفِي لِازَالَةِ الْحَدَثِ اوْ غَسْلِ النَّجَاسَةِ الْمَانِعَةِ غَسَلَهَا وَتَيَمَّمَ عِنْدَ عَامَّةِ الْعُلَمَاءِ، وَانْ عَكَسَ وَصَلَّى فِي النَّجِسِ اجْزَاهُ وَاسَاءَ خَانِيَّةٌ[1]

---

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار ص440ج1 محولہ بالہ

ترجمہ: اور یہ قول کہ کافی ہو طہارت کیلئے یعنی خباثت اور حدث اصغر اور حدث اکبر سے پس اگر اتنا پانی مل گیا کہ وہ صرف کافی ہوتا ہے وضوئی کے دور کرنے کے واسطے اور یا یا نجاست کے دور کرنے کیلئے جو مانع صلاۃ ہو تو وہی دھولیں اور عام علماء کے نزدیک تیمم کریں اور اگر اس کے برعکس کیا اور نماز پڑھ لی تو جائز ہے مگر گنہگار ہوا خانیہ میں ہے۔

مسئلہ 200: (وَمِنْهَا عَدَمُ الْقُدْرَةِ عَلَى الْمَاءِ) يَجُوزُ التَّيَمُّمُ لِمَنْ كَانَ بَعِيدًا مِنْ الْمَاءِ مِيلًا هُوَ الْمُخْتَارُ فِي الْمِقْدَارِ سَوَاءٌ كَانَ خَارِجَ الْمِصْرِ اوْ فِيهِ وَهُوَ الصَّحِيحُ وَسَوَاءٌ كَانَ مُسَافِرًااوْ مُقِيمًا .هَكَذَا فِي التَّبْيِينِ لَا يَجُوزُ التَّيَمُّمُ لِعَدَمِ الْمَاءِ فِي الْمِصْرِ وَكَذَاالْقُرَى الَّتِي لَا يُفَارِقُهَااهْلُهَااوْ اكْثَرُهُمْ نَهَارًا وَذُكِرَ عَنْ السُّلَمِيِّ جَوَازُ ذَلِكَ وَالصَّحِيحُ عَدَمُ الْجَوَازِ وَالْخِلَافُ بَعْدَ الطَّلَبِ ، وَامَّا قَبْلَهُ فَلَا يَجُوزُ اجْمَاعًا .كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ[1]

ترجمہ: اور ان چیزوں میں سے جو تیمم میں ضروری ہیں یہ ہے کہ پانی پر قادر نہ ہو جو شخص پانی سے ایک میل دور ہو اس کو تیمم جائز ہے مقدار میں یہی مختار ہے خواہ شہر کے باہر ہو خواہ شہر کے اندر اور یہی صحیح ہے اور برابر ہے کہ مسافر ہو یا مقیم یہ تبیین میں لکھا ہے شہر کے اندر پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم جائز نہیں اور اس طرح ان قریوں میں جس کے رہنے والے ان سے جدا نہیں ہوتے یا اکثر لوگ دن میں جدا نہیں ہوتے اور سلمی سے اس کا جواز منقول ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ جائز نہیں اور یہ خلاف اس حالت میں ہے کہ اول پانی

مسئلہ 202: فرض کیجئے کہ انتہائی ٹھنڈ(سردی) ہو اور کسی شخص پر غسل جنابت فرض ہو گیا ہو اور گرم پانی نہ مل سکے۔ اور غریب کے پاس کوئی لحاف وغیرہ بھی نہ ہو کہ اسے اُڑھ کر گرم ہو جائے۔ اور اسے یہ اندیشہ ہو کہ میں اگر نہالوں تو ہلاک ہو جاؤں گا یا بیمار ہو جاؤں گا تو اس کے لئے تیمم جائز ہے۔ اور اگر شہر میں ہو اور پیسے بھی رکھتا ہو لیکن اب موجود نہ ہو یعنی جیب میں نہ ہوں۔ تو اسے چاہیئے کہ پیسے قرض لے کے نہالے۔ مطلب یہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو وہ غسل کرے گا بغیر شدید مجبوری کے تیمم نہیں کریگا۔

کی جستجو کرے اور ڈھونڈھنے سے پہلے بالاجماع تیمم جائز نہیں یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے۔

مسئلہ 201: وَقَدْ قَدَّمْنَاانَّهُ لَوْ امَرَ غَيْرَهُ بِانْ يُيَمِّمَهُ جَازَ بِشَرْطِ انْ يَنْوِيَ الْامِرُ[2]

ترجمہ: اور اس سے پہلے ہم نے بیان کیا کہ اگر کسی اجنبی کو حکم کیا کہ اس کو تیمم کرادے تو جائز ہے اس شرط پر کہ امر کرنے والے نے نیت کی ہو۔

اور شامی میں ہے

(قوله ولو من غيره) فلو امر غيره بان ييممه جاز بشرط ان ينوي الامر بحر. قال ط: وظاهره انه يكفي من الغير ضربتان،[3]

ترجمہ: اور یہ قول اگر کہ کسی اور نے کی ہو یعنی اگر کسی اور کو حکم دیا کہ اس کو تیمم کرادے تو جائز ہے اس شرط پر کہ حکم کرنے والے نے نیت کی ہو بحر اور کہا ہے کہ دوسرے کی طرف سے صرف دو ضربیں کافی ہیں نہ کہ نیت۔

---

[1] ایضا فتاویٰ الھندیہ ص31 ج 1 محولہ بالہ

[2] ابن نجیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق ص 254ج 1محولہ بالہ

[3] ابن عابدین ص 445ج1 محولہ بالہ

مسئلہ 202: (اوْ بَرْدٍ) يُهْلِكُ الْجُنُبَ اوْ يُمْرِضُهُ وَلَوْ فِي الْمِصْرِ اذَا لَمْ تَكُنْ لَهُ اجْرَةُ حَمَّامٍ وَلَا مَا يُدَفِّئُهُ، وَمَا قِيلَ انَّهُ فِي زَمَانِنَا يَتَحَيَّلُ بِالْعِدَةِ فَمِمَّا لَمْ يَاذَنْ بِهِ الشَّرْعُ، نَعَمْ انْ كَانَ لَهُ مَالٌ غَائِبٌ يَلْزَمُهُ الشِّرَاءُ نَسِيئَةً وَالَّا لَا (قَوْلُهُ وَلَا مَا يُدَفِّئُهُ) ايْ مِنْ ثَوْبٍ يَلْبَسُهُ اوْ مَكَانٍ يَاوِيهِ. قَالَ فِي الْبَحْرِ: فَصَارَ الْاصْلُ انَّهُ مَتَى قَدَرَ عَلَى الِاغْتِسَالِ بِوَجْهٍ مِنْ الْوُجُوهِ لَا يُبَاحُ لَهُ التَّيَمُّمُ اجْمَاعًا[1]

ترجمہ: ایسی سردی سے جو جنابت والے کو ہلاک کرتی ہے یا بیمار کرتی ہے اگرچہ جنب شہر میں ہو جب کہ اس کے پاس حمام میں نہانے کی مزدوری نہ ہو اور نہ وہ چیز جو غسل کرنے والے کو گرم کردے یعنی پانی گرم کرنے کا سامان نہ ہو اور نہ مکان محفوظ اور نہ لباس اور وہ جو کسی نے کہا ہے کہ جو جنب ہلاکی سے ڈرے وہ ہمارے زمانے میں حمام کے نہانے کے واسطے حیلہ کرے مزدوری دینے کا وعدہ کرے سو یہ بات اس قسم سے ہے جس کی شرح شریف نے اجازت نہیں دی یعنی جو مفلس ہو وہ معذور ہے تیمم کرے اس حیلہ گری کی کچھ حاجت نہیں ہاں اگر اس شخص کا مال اس وقت موجود نہ ہو تو اس کو لازم ہے وعدہ پر خرید کرنا اس چیز کا جو سردی کو رفع کرے اور اگر مطلق مال نہ ہو تو خرید لازم نہیں وہ معذور ہے تیمم کرلے۔اور یہ قول کہ نہ وہ چیز ہو جس سے وہ سردی کو دفع کریں یعنی کپڑوں سے

مسئلہ 203: وضو میں جن اعضاء کا دھونا یا مسح کرنا فرض ہے۔وہ چار ہیں۔ان میں اگر نصف سے زائد یعنی تین حصے زخمی ہو تو تیمم جائز ہے اگر ایسا نہ ہو تو پھر نہیں۔مثلاً اگر چہرہ دونوں ہاتھ اور سر زخمی ہوں اور پاؤں ٹھیک ہوں تو صرف تیمم کرے گا،اور اگر صرف دونوں پاؤں زخمی ہوں تو وضو کرے گا اور زخمی مقامات پر مسح کرے گا۔بشرطیکہ مسح اس کے لئے نقصان دہ نہ ہو ورنہ پٹی کے اوپر مسح کرلے۔ اور بعض علماء کہتے ہیں، کہ مذکورہ چاروں اعضاء میں سے ہر عضو اگر نصف سے زائد زخمی ہو تو تیمم کرے گا ورنہ نہیں۔

کے پہنے یا ایسا مکان جہاں گرم ہو جائے بحر میں کہا گیا ہے پس اصل مسئلہ یہ ہے کہ جب وہ پانی کے استعمال پر قادر ہوا ان مذکورہ امور میں سے کسی ایک کے واسطے تو پھر اس کیلئے تیمم جائز نہیں اجماعاً۔

اور بحر میں ہے

ثُمَّ اعْلَمْ انَّ جَوَازَهُ لِلْجُنُبِ عِنْدَ ابِي حَنِيفَةَ مَشْرُوطٌ بِانْ لَا يَقْدِرَ عَلَى تَسْخِينِ الْمَاءِ وَلَا عَلَى اجْرَةِ الْحَمَّامِ فِي الْمِصْرِ وَلَا يَجِدُ ثَوْبًا يَتَدَفَّأُ فِيهِ، وَلَا مَكَانًا يَاوِيهِ كَمَاافَادَهُ فِي الْبَدَائِعِ وَشَرْحِ الْجَامِعِ الصَّغِيرِ لِقَاضِي خَانْ،[2]

ترجمہ: پھر خوب جان کہ تیمم کا جواز جنب کیلئے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مشروط ہیں کہ وہ پانی کے گرم ہونے پر قادر نہ ہو اور نہ شہر میں حمام کی اجرت پر اور نہ ایسا کپڑا ہو جس کے ذریعے وہ سردی کو دفع کریں اور نہ ایسا مکان ہو جس میں جائے جیسا کہ اس کہ بدائع میں بیان کیا گیا ہے اور قاضی خان کی شرح جامع الصغیر میں۔

مسئلہ 203: وکذا لو کان محدثا بہ جراحات فان کان اکثر اعضاالوضوٴ جریحا تیم ولم یستعمل الما[1]

---

[1]ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختارص443ج1محولہ بالہ

[2]ابن نجیم بحر الرائق ص 149ج1محولہ بالہ

ترجمہ: اور اسی طرح اگر کوئی بے وضو ہو اور اس کے بدن پر زخم ہو پس اگر اس کے بدن کے اکثر حصوں پر زخم تھا تو تیمم کریں اور پانی استعمال نہ کریں۔

اور بحر الرائق میں لکھا ہے۔

(قَوْلُهُ: وَلَوْ اَكْثَرُهُ مَجْرُوحًا تَيَمَّمَ وَبِعَكْسِهِ يَغْسِلُ) اِيْ لَوْ كَانَ اَكْثَرُ اعْضَاءِ الْوُضُوءِ مِنْهُ مَجْرُوحًا فِي الْحَدَثِ الْاصْغَرِ اوْ اَكْثَرُ جَمِيعِ بَدَنِهِ فِي الْحَدَثِ الْاَكْبَرِ تَيَمَّمَ، وَاذَا كَانَ الصَّحِيحُ اَكْثَرَ مِنْ الْمَجْرُوحِ يَغْسِلُ؛ لِانَّ لِلْاَكْثَرِ حُكْمَ الْكُلِّ وَيَمْسَحُ عَلَى الْجِرَاحَةِ انْ لَمْ يَضُرَّهُ، وَالَّا فَعَلَى الْخِرْقَةِ، وَقَدْ اخْتُلِفَ فِي حَدِّ الْكَثْرَةِ مِنْهُمْ مَنْ اعْتَبَرَ مِنْ حَيْثُ عَدَدُ الْاعْضَاءِ، وَمِنْهُمْ مَنْ اعْتَبَرَ الْكَثْرَةَ فِي نَفْسِ كُلِّ عُضْوٍ، فَلَوْ كَانَ بِرَاسِهِ وَوَجْهِهِ وَيَدَيْهِ جِرَاحَةٌ وَالرِّجْلُ لَا جِرَاحَةَ بِهَا يَتَيَمَّمُ سَوَاءٌ كَانَ الْاَكْثَرُ مِنْ اعْضَاءِ الْجِرَاحَةِ جَرِيحًااوْ صَحِيحًا وَالْاخَرُونَ قَالُوااِنْ كَانَ الْاَكْثَرُ مِنْ كُلِّ عُضْوٍ مِنْ اعْضَاءِ الْوُضُوءِ الْمَذْكُورَةِ جَرِيحًا فَهُوَ الْكَثِيرُ الَّذِي يَجُوزُ مَعَهُ التَّيَمُّمُ،[2]

ترجمہ: یہ قول کے اگر اس کے اکثر حصوں پر زخم تھا تو تیمم کرے اور اگر اکثر حصے صحیح تھے تو وضو کرے یعنی اگر اس کے اکثر اعضاء

مسئلہ 204: اگر غسل کی ضرورت ہو اور بدن پر چیچک کے دانے نکل آئے ہوں یا بدن پر نصف سے زیادہ زخم ہوں۔ تو اس کے لئے تیمم جائز ہے۔ اور وہ تندرست مقامات کے جن کے دھونے سے زخمی مقامات گیلے ہوتے ہوں۔ تو وہ بھی زخمی تصور ہوں گے۔ مثلاً پیٹ پر زخم، اب اگر اوپر والے حصے پر پانی ڈالے تو وہ زخم بھی گیلا ہو گا لہذا یہی تندرست مقام بھی زخمی تصور ہو گا۔

مسئلہ 205: اگر کسی کے دونوں ہاتھ کلائیوں سے اوپر کاٹے گئے ہوں۔ اور دونوں پاؤں ٹخنوں سے اوپر کاٹے گئے ہوں۔ اور اس کا چہرہ بھی زخمی ہو تو ظاہری مذہب یہ ہے کہ اس پر نہ وضو فرض ہے اور نہ تیمم۔ بس یونہی نماز ادا کرلے۔ اسکی نماز ادا ہو جائے گی ور دوبارہ ادا کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ اور اگر صورت یہ ہو کہ اس کا منہ زخمی نہ ہو بلکہ ٹھیک ہو اور دھو نہ سکے تو تیمم کی نیت سے منہ دیوار سے مل لے۔ تیمم ہو جائے گا اس سے نماز ادا کرلے۔

وضو میں سے زخمی تھے چھوٹے بے وضوئی میں یا اکثر بدن پر غسل کی حالت میں زخم تھے تو تیمم کرے۔ اور جب صحیح حصہ زخمی سے زیادہ تھا تو غسل کریں کیونکہ اکثر کا حکم کل کی طرح ہے اور زخموں پر مسح کریں اگر تکلیف نہ پہنچائے۔ ورنہ کپڑا پر مسح کریں۔ اور حد کثرت میں علماء نے اختلاف کیا ہے بعض نے شمار کے لحاظ سے اعتبار دیا ہے اور بعض نے ہر عضو کے اعتبار سے۔ پس اگر کسی کے سر اور چہرہ اور دونوں ہاتھوں پر زخم تھے اور پاؤں پر زخم نہ تھے تو وہ تیمم کرے اگرچہ اس کے اس اعضاء کے اکثر زخمی ہوا ہو یا صحیح ہوں اور بعض نے کہا ہے کہ اگر ہر عضو میں سے زیادہ حصہ پر زخم ہو پس وہ کثیر ہے جس کے ساتھ تیمم جائز ہے۔

---

[1] فتاوی قاضی خان ص 28ج1محولہ بالہ

[2] ابن نجیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق ص 274ج 1محولہ بالہ

مسئلہ204:(تَيَمَّمَ لَوْ) كَانَ (اَكْثَرُهُ) ايْ اَكْثَرُ اعْضَاءِ الْوُضُوءِ عَدَدًا وَفِي الْغُسْلِ مِسَاحَةً (مَجْرُوحًا) اوْ بِهِ جُدَرِيٌّ اعْتِبَارًا لِلْاَكْثَرِ (وَبِعَكْسِهِ يَغْسِلُ) الصَّحِيحَ (قَوْلُهُ وَبِعَكْسِهِ) وَهُوَ مَا لَوْ كَانَ اَكْثَرُ الْاَعْضَاءِ صَحِيحًا يَغْسِلُ الَخْ، لَكِنْ اذَا كَانَ يُمْكِنُهُ غَسْلُ الصَّحِيحِ بِدُونِ اصَابَةِ الْجَرِيحِ وَالَّا تَيَمَّمَ حِلْيَةٌ، فَلَوْ كَانَتْ الْجِرَاحَةُ بِظَهْرِهِ مَثَلًا وَاذَا صَبَّ الْمَاءَ سَالَ عَلَيْهَا يَكُونُ مَا فَوْقَهَا فِي حُكْمِهَا فَيُضَمُّ الَيْهَا[1]

ترجمہ: تیمم کرے جو اکثر یعنی آدھے سے زیادہ وضوء کے اعضاءاور غسل میں پیمائش کی راہ سے، زخمی ہوں یابدن میں چیچک نکلی ہو تو تیمم کا حکم ہوا اکثر کا اعتبار کرنے سے اس واسطے کہ للاکثر حکم الکل۔اور اس کے عکس میں یعنی اگر اعضاء صحیح ہوں اور اقل مجروح تو دھودے صحیح کو اور مسح کردے مجروح کو۔اور یہ قول کہ اس کے عکس پر اور وہ یہ کہ اگر اس کے اکثر اعضاء صحیح ہو تو دھوئے گا لیکن جب ممکن ہو صحیح کا دھونا بغیر زخم کے خراب ہونے کے ورنہ تیمم کرے گا حلیہ میں ہے پس اگر زخم ہو اس کے پیٹ پر مثلاً جب بدن پر پانی ڈالتا ہے تو وہ بہہ جاتا ہے تو اس سے اوپر بھی اس کے حکم میں ہوگا۔ پس اس کے ساتھ پیوست ہو گا۔

مسئلہ205: (مَقْطُوعُ الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ اذَا كَانَ بِوَجْهِهِ جِرَاحَةٌ يُصَلِّي بِغَيْرِ طَهَارَةٍ) وَلَا يَتَيَمَّمُ (وَلَا يُعِيدُ عَلَى الْاَصَحِّ) (قَوْلُهُ اذَا كَانَ بِوَجْهِهِ جِرَاحَةٌ) وَالَّا مَسَحَهُ عَلَى التُّرَابِ انْ لَمْ يُمْكِنْهُ غَسْلُهُ[2]

مسئلہ 206: اگر کوئی قید خانے میں بند ہو اور پانی اسے نہ ملتا ہو اور جگہ بھی ناپاک ہو پاک مٹی وغیرہ بھی نہ ملے۔یعنی وضو اور تیمم دونوں سے معذور ہو۔ تو ایسے معذور کو فاقد الطہورین کہتے ہیں۔اور ایسے فاقد الطہورین پر واجب ہے کہ بوقت نماز نماز کی ادائیگی کے طریقے کو نقل کرے۔یعنی اس طرح کہ نیت نماز کی تو نہ باندھے. لیکن جیسا نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں، اس طریقہ سے کھڑا ہو جائے۔اور بعض کہتے ہیں، کہ سجدہ اور رکوع کی نقل و حرکت بھی کرے۔ لیکن کچھ پڑھے گا نہیں۔ لیکن یہ بھی اسی صورت میں کہ کوئی جگہ خشک اسے ملے۔ ورنہ کھڑے کھڑے اشارہ سے صرف نماز کی نقل کرلے بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ اس صورت میں احسن قول یہ ہے کہ اگر جگہ خشک ہو یا گیلی ہر حال میں صرف اشارہ ہی سے نماز کی نقل اتارے گا۔اور یہ بھی صرف اس خاطر کہ وقتِ نماز کا احترام اور حکم الہی کی ادائیگی ظاہر ہو۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ نماز ہو چکی بلکہ یہی نماز کسی وقت پھر بطور قضاء ادا کرے گا۔ جبکہ وہ قید وبند سے چھوٹ جائے۔ یہ صاحبین کا قول ہے۔اور اسی پر فتویٰ ہے۔اب یہ صاف ظاہر ہے کہ شریعت نے احترام نماز کو کتنی اہمیت دی ہے۔اور ہم لوگ نماز سے کتنے غافل ہیں۔اللہ ہمارے دلوں کو نماز اور نیک عمل کے لئے صاف کردے۔

ترجمہ: جس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کٹے ہوئے ہیں جب کہ اس کے چہرے پر زخم ہو تو بدون طہارت کے نماز پڑھے اور تیمم نہ کرے اور نماز کا اعادہ نہ کرے یہ قول کہ جب اس کے چہرہ پر زخم ہو ورنہ اس کا مسح کریں مٹی سے اگر اس کا دھونا ممکن نہیں۔

---

[1] ایضا ابن عابدین ص 481ج1 محولہ بالہ

[2] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختارص473ج1محولہ بالہ

مسئلہ 206:{فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً} بل هو السببُ في الحقيقة وانما ذُكِرا تمهيدا له وتنبيها على انه سببٌ للرخصة بعد انعقادِ سببِ الطهارةِ الصغرى والكبرى كانه قيل او لم تكونوا مرضى او مسافرين بل كنتم فاقدين للماء بسبب من الاسباب معَ تحققِ ما يُوجبُ استعمالَه وتخصيصُ ذكرِه بهذه الصورة مع انه معتبرٌ في صورة المرضِ والسفرِ ايضاً[1]

ترجمہ: پس اگر تم پانی نہ پائی بلکہ یہ حقیقت میں سبب ہے اور اس کو تمہید کے طریقہ سے ذکر کیا ہے اور تنبیہ ہے کہ یہ رخصت کیلئے سبب ہے طہارت کبری اور صغریٰ کے اسباب کے منعقد ہونے کے بعد گویا کہ کہا گیا ہے جب تم نہ ہو بیمار یا مسافر بلکہ تم ہو پانی کے نہ پانے والے ان مذکورہ اسباب میں سے ایک سبب پر ساتھ ہی ان اسباب کے محقق ہونے کے جس کا استعمال واجب ہو اور اس کے ذکر کے خاص ہونے کے اس صورت پر ساتھ اس کے کہ یہ صورت معتبر ہے صورت مرض میں اور صورت سفر میں بھی اسی طرح۔

اور صاحب بحر نے لکھا ہے

وَفَاقِدُ الطَّهُورَيْنِ فِي الْمِصْرِ بِانْ حُبِسَ فِي مَكَانِ نَجِسٍ وَلَمْ يَجِدْ مَكَانًا طَاهِرًا وَلَا مَاءَ طَاهِرًا وَلَا تُرَابًا طَاهِرًا لَا يُصَلِّي حَتَّى يَجِدَ احَدَهُمَا وَقَالَ ابُو يُوسُفَ يُصَلِّي بِالْايمَاءِ تَشَبُّهًا بِالْمُصَلِّينَ قَالَ بَعْضُهُمْ: انَّمَا يُصَلِّي بِالْايمَاءِ عَلَى قَوْلِهِ اذَا لَمْ يَكُنْ الْمَوْضِعُ يَابِسًاامَّااذَا كَانَ يَابِسًا يُصَلِّي بِرُكُوعٍ وَسُجُودٍ وَمُحَمَّدٌ فِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ مَعَ ابِي حَنِيفَةَ [2]

مسئلہ 207: اگر کوئی پانی کے استعمال سے عاجز ہو بسبب ایک شرعی مجبوری کے کہ وہ اللہ تعالی کی طرف سے ہو۔ اور مخلوق کا کچھ دخل اس میں نہ ہو مثلاً بیمار ہو یا ایسی شدید سردی ہو کہ نہانے کی وجہ سے ہلاک ہونے یا بیمار ہونے کا خطرہ ہو یا پانی نہ مل سکے۔ ان وجوہات کی بناپر تیمم سے ادا کی گئی تو نماز ہو چکی۔ دوبارہ ادائیگی کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں تک کہ مذکورہ تیمم سے نماز کی ادا کی گئی اگر نماز کا وقت بھی ہو اور پانی بھی مل جائے۔ تب بھی مذکورہ نماز کی دوبارہ ادائیگی ضروری نہیں۔ اور اگر مجبوری کچھ اس قسم کی ہو کہ اس میں انسان کا دخل ہو۔ مثلاً کسی شخص کو دوسرا شخص یہ دھمکی دے۔ کہ اگر تم وضو کروگے تو میں تمہیں قتل کردونگا۔ یا تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ دوں گا۔ اور اسے یہ بھی گمان غالب ہو کہ اگر وہ وضو کرے گا۔ تو مذکورہ شخص اپنی دھمکی پر عمل کرے گا۔ تو اس کے لئے جائز ہے۔ کہ نماز تیمم سے ادا کرے۔ لیکن مذکورہ مجبوری ختم ہونے کے بعد مذکورہ نماز کی دوبارہ ادائیگی بھی ضروری ہے۔

مسئلہ 208: اگر مجبوری ہو جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے۔ تو وضو کے لئے تیمم کر سکتا ہے۔ اور غسل جنابت لازم ہو چکا ہو۔ یا کوئی عورت حیض و نفاس سے فارغ ہو چکی ہو اور مجبوری ہو تو غسل کے لئے بھی تیمم جائز ہے۔ وضو اور غسل دونوں کے لئے تیمم کا طریقہ ایک ہی ہے۔

ترجمہ: اور فاقد الطہورین شہر میں جب کسی نجس مکان میں بند کیا جائے اور وہ پاک جگہ نہ پائے اور نہ پاک پانی پائے اور نہ پاک مٹی تو وہ نماز کو ادا نہ کریں جب تک ان میں سے کوئی چیز نہ مل جائے اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اشارہ سے نماز ادا کریں نمازیوں کے ساتھ

---

[1] أبو السعود العمادي محمد بن محمد بن مصطفى (المتوفى: 982هـ) تفسير أبي السعود = إرشاد العقل السليم إلى مزايا الكتاب الكريم ص180ج2الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت

[2] ابن نجيم, البحر الرائق شرح كنز الدقائق ص 172ج 1محولہ بالہ

تشبیہ کی صورت قائم کرتے ہوئے اور بعض نے کہا بے شک وہ نماز ادا کریں اشارہ سے امام ابو یوسف کے قول کے مطابق جب تک وہ جگہ خشک نہ ہو اور جب خشک جگہ ہو تو رکوع اور سجدہ کے ساتھ نماز ادا کریں اور امام محمدؒ بعض روایات میں ابو حنیفہؒ کے ساتھ ہیں۔

مسئلہ 207: وَلَوْ صَلَّى بِالتَّيَمُّمِ ثُمَّ وَجَدَ الْمَاءَ فِي الْوَقْتِ لَا يُعِيدُ مُنْيَةٌ: ايْ الَّااذَا كَانَ الْعُذْرُ الْمُبِيحُ مِنْ قِبَلِ الْعِبَادِ فَيُعِيدُ وَلَوْ بَعْدَ الْوَقْتِ كَمَا مَرَّ،[1]

ترجمہ: اور اگر نماز پڑھی تیمم کے ساتھ پھر پانی مل گیا اسی وقت میں تو نماز کو دوبارہ ادا نہ کریں۔ یہ منیہ میں ہے مگر جب عذر مبیح ہو انسانوں کی طرف سے اگرچہ وقت کے بعد کیوں نہ ہو جیسا کہ گذر گیا۔

اور ھندیہ میں باقی تفصیل ذکر ہے

وَكَذَاالرَّجُلُ اذَا قَالَ لِغَيْرِهِ : انْ تَوَضَّاتَ حَبَسْتُكَ اوْ قَتَلْتُكَ فَانَّهُ يُصَلِّي بِالتَّيَمُّمِ ثُمَّ يُعِيدُ .كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ . الْمَحْبُوسُ فِي السِّجْنِ يُصَلِّي بِالتَّيَمُّمِ وَيُعِيدُ بِالْوُضُوءِ ؛ لِانَّ الْعَجْزَ انَّمَا تَحَقَّقَ بِصُنْعِ الْعِبَادِ وَصُنْعُ الْعِبَادِ لَا يُؤَثِّرُ فِي اسْقَاطِ حَقِّ اللَّهِ تَعَالَى[2]

ترجمہ: اور یہی حکم ہے اس شخص کا جس سے کوئی یوں کہہ دے کہ اگر تو وضو کرے گا تو تجھ کو قید کرونگا یا قتل کرونگا تو وہ بھی تیمم کر کے نماز پڑھے پھر اعادہ کر لے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے جو شخص جیل میں بند ہو وہ تیمم سے نماز پڑھے اور پھر اس نماز کا وضو کر کے اعادہ کرے اس لئے کہ عجز آدمیوں کے فعل سے واقع ہوا اور آدمیوں کے فعل سے اللہ کا حق ساقط نہیں ہوا۔

مسئلہ 208: وشرط العجز عن استعمال الماءحقيقة او حكما--- ولا يشترط تعين الحدث او الجنابة هو الصحيح --- ويستوى فيه الجنب والمحدث والحائض والنفساء [3]

مسئلہ 209: جن چیزوں کی بنا پر وضو ٹوٹتا ہے۔ ان سے وضو کا تیمم بھی ٹوٹتا ہے۔ اور اگر کم از کم وضو کے پانی کے برابر پانی مل جائے اور تیمم پانی نہ ملنے کی وجہ سے کیا تھا۔ تو اس سے بھی تیمم ٹوٹ گیا۔ بشرطیکہ پانی وضو کے فرائض کے لئے کافی ہو سکے۔ تو تیمم ٹوٹ گیا۔ اور اگر اس سے کم ہو تو تیمم نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ 210: اگر پانی نہ ملنے کی وجہ سے کوئی جنابت سے پاکی کے لئے تیمم کرے۔ یہی تیمم وضو کے لئے بھی کافی ہے۔ اب غسل کے حق میں یہ تیمم تب ٹوٹے گا۔ جب اسے اصلی ضرورت سے زائد اتنا پانی مل جائے جو غسل کے لئے کافی ہو۔ یعنی کم سے کم اتنا پانی کہ جو غسل کے فرائض کے لئے پورا ہو سکے۔ یا کوئی ایسی بات پیش آئے جسکی وجہ سے غسل واجب ہوتا ہے۔ اور وضو کے حق میں مذکورہ تیمم تب ٹوٹے گا۔ کہ کوئی اور ناقض وضو پیش آئے۔ یا اصل ضرورت سے زائد اس قدر پانی اسے ملے۔ کہ جس سے کم سے کم غسل تو ہو سکے۔ اور اگر پانی اتنا ہو کہ محض وضو اس سے ہو سکے۔ تو اس وجہ سے مذکورہ تیمم وضو کے حق میں نہیں ٹوٹتا۔ اور یہ بیان پیشتر ازیں بھی بیان ہو چکا ہے۔

---

[1] ایضا ابن عابدین ص 478ج1محولہ بالا

[2] ایضا فتاویٰ الھندیہ ص28 ج 1 محولہ بالا

[3] ملتقی البحر للامام ابراهيم بن محمد بن ابراهيم الحلبی المتوفی (١٠٨٨ھ)ص 61ج1 محولہ بالا

ترجمہ: اور تیمم کیلئے شرط پانی کے استعمال سے عاجز ہونا ہے حکما یا حقیقتہ۔ اور اس میں یہ شرط نہیں کہ وضو یا جنابت کا تعین کریں اور یہ صحیح ہے۔۔۔ اور اس میں برابر ہے جنب، بے وضو، اور حائضہ اور نفساء۔

اور ہدایہ میں لکھاہے

والحديث والجنابة فيه سواء " وكذاالحيض والنفاس لما روي ان قوما جاءواالى رسول الله صلى الله عليه وسلم وقالواانا قوم نسكن هذه الرمال ولا نجد الماء شهرااو شهرين وفينااالجنب والحائض والنفساء فقال عليه الصلاة والسلام " عليكم بارضكم ".[1]

ترجمہ: تیمم میں حدث اور جنابت برابر ہیں اور یہی حکم حیض ونفاس کا ہے کیونکہ روایت کی گئی ہے کہ ایک قوم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ ہم ایسی قوم ہیں کہ اس ریگستان میں رہتے ہیں اور ایک یا دو ماہ تک پانی نہیں پاتے ہیں حالانکہ ہم میں جنب، حیض اور نفاس والی عورتیں بھی ہوتی ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم پر اپنی زمین لازم ہے۔

مسئلہ209:(وَنَاقِضُهُ نَاقِضُ الْاصْلِ) وَلَوْ غُسْلًا،۔۔۔ (وَقُدْرَةُ مَاءٍ) وَلَوْ اباحَةً فِي صَلَاةٍ (كَافٍ لِطُهْرِهِ) وَلَوْ مَرَّةً مَرَّةً (فَضَلَ عَنْ حَاجَتِهِ)[2]

ترجمہ: اور تیمم توڑنے والا وہ ہے جو تیمم کی اصل کا ناقض ہے یعنی تیمم جس کا خلیفہ اور بدل ہے اگرچہ وہ اصل غسل ہو یعنی جو چیز کہ وضو کی ناقض ہے وہ اس تیمم کی ناقض ہے جو خلیفہ ہے وضو کا اور جو چیز غسل کی ناقض ہے وہ تیمم کا بھی ناقض ہے۔ جو بدلا ہے بے غسل کا۔

مسئلہ210: (وَنَاقِضُهُ نَاقِضُ الْاصْلِ) وَلَوْ غُسْلًا،۔۔۔ (وَقُدْرَةُ مَاءٍ) وَلَوْ اباحَةً فِي صَلَاةٍ (كَافٍ لِطُهْرِهِ) وَلَوْ مَرَّةً مَرَّةً (فَضَلَ عَنْ حَاجَتِهِ) (قَوْلُهُ

مسئلہ211: اگر پانی ایک میل سے دور ہو اور اسی وجہ سے کوئی تیمم کر جائے اور پھر جاتے ہوئے پانی کا فاصلہ ایک میل سے کم رہ جائے تو مذکورہ تیمم ٹوٹ گیا۔

مسئلہ212: اگر پانی نہ ہونے کی وجہ سے کوئی تیمم کر گیا ہو۔ اور پھر جاتے ہوئے پانی پر سے گزر جائے۔ مطلب کہ گویا اسے پانی کے موجود ہونے کا علم نہ ہو یا سوار جا رہا ہو اور ایسے وقت نیند کی وجہ سے اس پر غنودگی سی طاری ہو گی۔ یا بیدار ہو اور اسے یہ بھی علم ہو جائے کہ اس جگہ پر پانی ہے۔ لیکن پانی پر ایک اژدھا موجود ہو یا کوئی اور معقول وجہ ایسی ہو۔ کہ جس کی بناء پر وہ سوار گھوڑے سے اترنے پر قادر نہ ہو۔ تو ان صورتوں میں بھی تیمم نہیں ٹوٹتا۔

فَمَعَ الَخْ) تَفْرِيعٌ عَلَى قَوْلِهِ فَيَتَوَضَّا، حَيْثُ افَادَ انَّهُ وَجَدَ مَاءً يَكْفِيهِ لِلْوُضُوءِ فَقَطْ انَّمَا يَتَوَضَّا بِهِ اذَااحْدَثَ بَعْدَ تَيَمُّمِهِ عَنْ الْجَنَابَةِ، امَّا لَوْ وَجَدَهُ وَقْتَ التَّيَمُّمِ قَبْلَ الْحَدَثِ لَا يَلْزَمُهُ عِنْدَنَاالْوُضُوءُ بِهِ عَنْ الْحَدَثِ الَّذِي مَعَ الْجَنَابَةِ؛ لِانَّهُ عَبَثٌ، اذْ لَا بُدَّ لَهُ مِنْ التَّيَمُّمِ؛۔۔۔(قَوْلُهُ كَافٍ لِطُهْرِهِ) ايْ لِلْوُضُوءِ لَوْ مُحْدِثًا، وَلِلِاغْتِسَالِ وَلَوْ جُنُبًا.[3]

---

[1] المرغيناني، الهداية في شرح بداية المبتدي ص 49ج1 محولہ بالہ

[2] ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختارص475ج1محولہ بالہ

[3] ابن عابدين ص 475ج1محولہ بالہ

ترجمہ:اور تیمم توڑنے والا وہ ہے جو تیمم کی اصل کا ناقض ہے یعنی تیمم جس کا خلیفہ اور بدل ہے اگرچہ وہ اصل غسل ہو یعنی جو چیز کہ وضو کی ناقض ہے وہ اس تیمم کی ناقض ہے جو خلیفہ ہے وضو کا اور جو چیز غسل کی ناقض ہے وہ تیمم کا بھی ناقض ہے۔ جو بدلا ہے بے غسل کا۔ یہ قول اور اس کے ساتھ الخ یہ تفریع ہے اس قول پر کہ وضو کرے جہاں اس مل گیا پانی جو وضو کیلئے مل گیا صرف بیشک اس سے وضو کیا جائے گا کیونکہ وہ تیمم کے بعد بے وضو ہوا تھا اور جب وہ تیمم کا وقت مل جائے بے وضوئی سے پہلے تو ہمارے علماء کے نزدیک اس پر وضو لازم نہیں اس کی جو جنابت کے ساتھ تھی کیونکہ وہ عبث ہے کیونکہ ابھی اس کیلئے تیمم ضروری ہے اور یہ قول کہ کافی ہو طہر کیلئے یعنی وضو کیلئے اگر وہ بے وضو ہو اور غسل کیلئے اگر جنب ہو۔

مسئلہ 211: فَلَوْ تَيَمَّمَ لِبُعْدِ مِيلٍ فَسَارَ فَانْتَقَصَ انْتَقَضَ فَلْيُحْفَظْ.[1]

ترجمہ:اور بنا بر قاعدہ مذکورہ کے اگر تیمم کیا ایک میل پانی کے دور ہونے سے پھر متیمم پانی کی طرف چلا ہوا میل سے کم ہو گیا تو وضو ٹوٹ گیا اس کو یاد رکھنا چاہیئے۔

مسئلہ 212: (فلا) ينقض ---(ومرور ناعس) متيم عن حدث او نائم غير متمكن متيم عن جنابة (على ماء) كاف (كمستيقظ) فينتقض، وابقيا تيممه، وهو الرواية المصححة عنه المختارة للفتوى، كما لو تيم وبقربه ماء لا يعلم به كما في البحر وغيره،[2]

ترجمہ: پس تیمم کو نہیں توڑتا۔۔۔ گذرنا اس اونگھے کا جس نے تیمم کیا حدث سے یا سویا ہوا غیر متمکن کا جس نے تیمم کیا ہے جنابت سے پانی پر کہ طہارت کو کافی ہے تو جاگتے شخص کے مانند ہے تو تیمم ٹوٹے گا اس گذرنے سے اور صاحبین نے سوئے ہوئے اور اونگھے

مسئلہ 213: جس مجبوری کی وجہ سے کوئی تیمم کر چکا ہو تو اس مجبوری کے ختم ہونے پر بھی تیمم ٹوٹ جاتا ہے۔ مثلاً بیماری کی وجہ سے کوئی تیمم کر گیا ہو صحت یاب ہونے پر اگر پانی کا استعمال اس کے لئے نقصان دہ نہ ہو تو تیمم ٹوٹ گیا۔اب اس کے لئے تیمم جائز نہیں۔ بلکہ پانی کا استعمال کرے گا۔

مسئلہ 214: تیمم میں یہ ضروری نہیں۔ کہ یہ کہے کہ میں تیمم برائے وضو کر رہا ہوں۔ یا برائے غسل۔ بلکہ اسے چاہئے کہ پہلے دل میں ارادہ کرلے کہ میں تیمم پاک ہونے کے لئے کر رہا ہوں اور نماز کی ادائیگی جائز ہونے کے لئے بھی۔ اور اگر بزبان عربی کہنا چاہے تو مندرجہ ذیل الفاظ پڑھے " نويت ان اتيم لرفع الحدث ولاستباحة الصلوة" اب اگر اسے غسل کی بھی ضرورت ہو۔ لیکن ایک بار تیمم کر گیا تو یہی ایک تیمم غسل اور وضو ہر دونوں کے لئے کافی ہے۔ کوئی ضرورت نہیں کہ وضو اور غسل کے لئے الگ تیمم کرے۔
نوٹ(تیمم جنابت میں یہ الفاظ کہنے چاہیئے" نويت ان اتيم لرفع الجنابت ولاستباحة الصلوٰة"

---

[1] ایضاالدرمختار ص 39 محولہ بالہ

[2] ایضا الدرالمختار للحصفکی ص 40ج1 محولہ بالہ

مذ کور کے تیمم کو باقی کہاہے اور یہی روایت صحیح ٹھہرائی گئی ہے جیسے تیمم صحیح اور قائم ہے اگر ایک شخص نے تیمم کیااور اس کے نزدیک پانی ہے اور وہ اس کو معلوم نہیں ایسا مذکور ہے بحر الرائق وغیرہ میں۔

لیکن صاحب منیۃ المصلی نے زیادہ وضاحت کی ہے۔

ولو ان المتیمم مر بالماءوھولا یعلم بہ او کان نائما حال المرور لا ینتقض تیممہ وکذا لو علم بہ ولم یقدر علی النزول ولا علی الوضو ءاماالخوف عدو او سبع او مرض [1]

ترجمہ: اوراگر تیمم کرنے والا تیمم کے بعد پانی پر گذر گیاوہ نیند کے حالت میں یااس کو پانی کا علم نہیں تھاتواس کا تیمم نہیں ٹوٹااور اسی طرح اگر اس کو معلوم ہو جائے مگر اس کو پانی پر اترنے یا وضو کرنے پر قدرت نہیں ہو دشمن کے خوف سے یا درندوں یا مرض کے خوف سے۔

مسئلہ 213: بل ناقض الوضوء وقدرة ماءٍ فضل عن حاجته فهي تمنع التيّمّم وترفعه[2]

ترجمہ: ناقض وضوامر ہے اور پانی کے استعمال پر قدرت ہے جو پانی اس کی ضرورت اصلی سے زائد ہو اور یہ تیمم کرنے کو روکتا ہے اور اس کا حکم اُٹھاتا ہے۔

مسئلہ 214: مِنْهَاالنِّيَّةُ وَكَيْفِيَّتُهَاانْ يَنْوِيَ عِبَادَةً مَقْصُودَةً لَا تَصِحُّ الَّا بِالطَّهَارَةِ وَنِيَّةُ الطَّهَارَةِ اوْ اسْتِبَاحَةُ الصَّلَاةِ تَقُومُ مَقَامَ ارَادَةِ الصَّلَاةِ وَلَا يَجِبُ التَّمْيِيزُ بَيْنَ الْحَدَثِ وَالْجَنَابَةِ حَتَّى لَوْ تَيَمَّمَ الْجُنُبُ يُرِيدُ بِهِ الْوُضُوءَ جَازَ .كَذَا فِي التَّبْيِينِ وَفِي النِّصَابِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى .كَذَا فِي التَّتَارْخَانِيَّة .[3]

ترجمہ: ان میں سے نیت ہے کیفیت اس کی یہ ہے کہ ایسی عبادت مقصود کی نیت کرے جو بغیر طہارت کے صحیح نہیں ہوتی طہارت کی نیت کرنا یا نماز کے مباح ہونے کی نیت کرنا قائم مقام نماز کے ارادے کے ہے۔ حدث کے تیمم اور جنابت کے تیمم میں تمیز فرض نہیں

مسئلہ 215: اسلام، جو چیز تیمم کے منافی ہو جیسے حیض ونفاس کا بند ہونا، پانی سے معذوری، پانی کی تلاش۔ اگر یہ گمان ہو کہ کہیں نزدیک موجود ہے۔ اور وہ پانی کی عدم موجودگی کی بناپر تیمم کرنا چاہتا ہو۔ نیت، مٹی وغیرہ۔ اسکی پاکی۔ ہاتھوں کے اکثر حصے پر مسح۔ تیمم کی یہ آٹھ شرائط ہیں۔ اور تیمم میں دو رکن ہیں۔ دو ضرب، چہرے اور دونوں ہاتھوں پر پورا مسح اور یہ آٹھ جو آگے بیان ہو رہے ہیں سنت ہیں۔ بسم اللہ پڑھنا، دونوں ہتھیلیوں کو ڈھیلے پر ملنا۔ انگلیاں کُھلے رکھنا۔ آگے لیجانا۔ پیچھے کھینچنا۔ اٹھانے کے بعد جھاڑنا۔ ترتیب یعنی پہلے چہرے اور پھر ہاتھوں پر مسح۔ ولاء یعنی آخری اندام کا مسح اول اندام کے مسح سے اتنی دیر بعد نہ ہو کہ پانی کے استعمال میں اول الذکر خشک ہو سکے۔ اور بعض لوگوں نے تو کچھ اور سنت بھی بیان کئے ہیں۔ مثلاً تیمم کسی مٹی کے ڈھیلے پر یا زمین پر کرنا، داڑھی کا خلال کرنا ، دائیں ہاتھ کے مسح کو بائیں سے پہلے کرنا۔

---

[1] الکاشغری ، منیۃ المصلی ص 47محولہ بالہ

[2] أبو البركات عبد الله بن أحمد بن محمود حافظ الدين النسفي (المتوفى: 710هـ) كنز الدقائق ص144ج1الناشر: دار البشائر الإسلامية، دار السراجالطبعة: الأولى، 1432هـ - 2011م عدد الأجزاء: 1

[3] فتاویٰ الھندیہ ص29ج 1 مکتبہ الرشیدیہ کوئٹہ بدون التاریخ۔

یہاں تک کہ اگر جنب نے باارادہ وضو تیمم کیا تو جائز ہے یہ تبیین میں ہے اور نصاب میں ہے کہ اسی پر فتوی ہے یہ تاتار خانیہ میں لکھا ہے

مسئلہ 215: وَرُكْنُهُ شَيْئَانِ: الضَّرْبَتَانِ، وَالِاسْتِيعَابُ. وَشَرْطُهُ سِتَّةٌ: النِّيَّةُ، وَالْمَسْحُ، وَكَوْنُهُ بِثَلَاثِ اصَابِعَ فَاكْثَرَ، وَالصَّعِيدُ، وَكَوْنُهُ مُطَهِّرًا، وَفَقْدُ الْمَاءِ. وَسُنَنُهُ ثَمَانِيَةٌ: الضَّرْبُ بِبَاطِنِ كَفَّيْهِ، وَاقْبَالُهُمَا، وَادْبَارُهُمَا، وَنَفْضُهُمَا؛ وَتَفْرِيجُ اصَابِعِهِ، وَتَسْمِيَةٌ، وَتَرْتِيبٌ وَوَلَاءٌ. وَزَادَ ابْنُ وَهْبَانَ فِي الشُّرُوطِ الْاسْلَامَ، [تَتِمَّةٌ] زَادَ فِي نُورِ الْايضَاحِ فِي الشُّرُوطِ شَرْطَيْنِ اخَرَيْنِ: الْاوَّلُ انْقِطَاعُ مَا يُنَافِيهِ مِنْ حَيْضٍ اوْ نِفَاسٍ اوْ حَدَثٍ: وَالثَّانِي زَوَالُ مَا يَمْنَعُ الْمَسْحَ عَلَى الْبَشَرَةِ كَشَمْعٍ وَشَحْمٍ، لَكِنْ يُغْنِي عَنْ الثَّانِي الِاسْتِيعَابُ كَمَا لَا يَخْفَى. وَزَادَ فِي الْمُنْيَةِ طَلَبَ الْمَاءِ اذَا غَلَبَ عَلَى ظَنِّهِ انَّ هُنَاكَ مَاءً - وَزَادَ سَيِّدِي عَبْدُ الْغَنِيِّ فِي السُّنَنِ ثَلَاثَةً: الْاولَى - التَّيَامُنُ كَمَا فِي جَامِعِ الْفَتَاوَى وَالْمُجْتَبَى. الثَّانِيَةُ - خُصُوصُ الضَّرْبِ عَلَى الصَّعِيدِ لِمُوَافَقَتِهِ لِلْحَدِيثِ اهـ. الثَّالِثَةُ وَفِي الْفَيْضِ: وَيُخَلِّلُ لِحْيَتَهُ وَاصَابِعَهُ، وَيُحَرِّكُ الْخَاتَمَ وَالْقُرْطَ كَالْوُضُوءِ وَالْغُسْلِ. اهـ.[1]

ترجمہ: اور تیمم کے رکن دو چیزیں ہیں ضربتین یعنی دو بار مٹی پر ہاتھ مارنا اور تمام اعضاء تیمم پر ہاتھ پھیرنا اور تیمم کی چھ شرطیں ہیں ایک نیت، 2. مسح، 3. تین یا زیادہ انگلیوں سے مسح کرنا، 4. مٹی، 5. مٹی کا مطہر ہونا، 6. پانی کا نہ پانا اور تیمم کی سنت آٹھ ہیں 1: اول باطن کفین یعنی دو ہتھیلیوں کو اندر کی طرف سے مٹی پر مارنا، 2. ہتھیلیوں کو مٹی پر رکھ کر آگے کھینچنا، 3 . ان کو مٹی پر رکھے ہوئے پیچھے ہٹانا، 4 . ان کو جھاڑنا، 5 . مٹی پر رکھنے کے وقت انگلیوں کو کشادہ رکھنا تاکہ غبار ان کے مابین آجائے، 6. بسم اللہ کہنا، 7 . ترتیب یعنی اول منہ کا مسح کرنا پھر داہنے ہاتھ پھر بائیں ہاتھ کا، 8. پے در پے بلا توقف مسح کرنا اس طرح کہ اگر پانی کا استعمال ہوتا تو عضو متقدم خشک نہ ہوتا۔ تتمہ اور نور الایضاح میں ان شروط کے ساتھ دو شرطیں مزید زیادہ کیں ہیں اول انقطاع ماینافیہ کی کہ حیض و نفاس کی اور حدث کا انقطاع اور دوسری مانع مسح کا زائل کرنا چنانچہ موم اور چربی کا اعضاء تیمم پر ہونا لیکن دوسری شرط سے غنی کرتا ہے استیعاب جیسا کہ پوشیدہ نہیں اور منیہ میں ایک اور زیادہ کیا ہے کہ پانی کا طلب کرنا اگر اس کا گمان ہو کہ وہاں پانی ہے اور سیدی عبدالغنی نے تین زیادہ کی ہیں اول تیامن جیسا کہ جامع الفتاوی اور مجتبی میں ہے دوسری خصوص الضرب مٹی پر بوجہ موافقت حدیث کے اور تیسرہ اور فیض میں ہے اور خلال کریں داڑھی اور انگلیوں کا اور انگھوٹی اور اسی طرح چپید جیسا کہ وضو اور غسل میں۔

تیمم کا طریقہ:۔

مسئلہ 216: تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے نیت کرے۔ کلمہ پڑھے۔ پھر (" نویت ان اتیمم الخ" کے پڑھنے کے بعد) دونوں ہاتھ زمین پر مارے جو کہ پاک ہو۔ یا کسی اور چیز پر مارے۔ اس طریقے سے کہ انگلیاں کھلی چھوڑ دیں۔ پھر آگے پیچھے کھینچ دیں پھر ہاتھ اٹھا کر جھاڑ دے اور پھر پورے چہرے پر مل لے۔ پھر دوبارہ اسی طریقے سے دونوں ہاتھ زمین پر مارے جب جھاڑ دے تو بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے سروں سے شروع کرے اور بیرونی طرف کہنیوں تک ملتے ہوئے گزارے۔ پھر اسی جگہ سے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو دائیں ہاتھ کے اندرونی طرف پر سے کھینچے۔ جب دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے سرے تک پہنچ جائے تو بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا نچھلا حصہ کلائی تک

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار ص437ج1محولہ بالہ

پہنچا ہو گا۔ وہیں سے مذکورہ انگوٹھے کو دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ظاہری طرف سے گذارے اور پھر اسی طریقے سے بائیں ہاتھ پر مسح کرے اور آخر میں دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں خلال بھی کرے تو تیمم ہو چکا۔

مسئلہ 217: جو طریقہ تیمم کا بیان ہو چکا یہ احسن ہے۔ لیکن جب نیت تیمم کی ہو اور دو مرتبہ ہاتھوں کو زمین پر مار کر چہرے اور ہاتھوں پر مسح ہو جائے۔ تو تیمم کی ادائیگی ہو چکی۔ جس طریقے سے بھی ہو۔

مسئلہ 216: وصورتہ ای صفۃ التیمم علی الوجہ المسنون ان یضرب یدیہ علی الارض او علی ما ھو من جنس الارض ---فینفضھا--- مرۃ او مرتین --- ویمسح بھا وجھہ مستوعبا ثم یضرب ضربۃ اخری فینفضھا ویمسح الیمنی بالیسری والیسری بالیمنی من رؤس الاصابع الی المرفقین بان یمسح بباطن اربع اصابع یدہ الیمنی من روس الاصابع الی المرفق ثم یمسح بباطن کف الیسری باطن ذراعہ الیمنی الی الرسغ ویمر باطن ابھامہ الیسری علی ظاھر ابھام یدہ الیمنی ثم یفعل بیدہ الیسریٰ کذا فی الکفایۃ ناقلا عن زاد الفقھاء انہ الاحوط[1]

ترجمہ: اور تیمم کی صفت یعنی طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو زمین پر ماردیں یا اس چیز پر جو اس کے جنس سے ہو۔۔۔ پھر اس کو جھڑک دیں۔۔ ایک بار یا دو بار۔۔۔ پھر اس پر سارے چہرے کا مسح کریں پھر دوسری دفعہ زمین یا اسکی مثل کو ماردیں اور اس کو جھڑک دیں اور داہیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر اور بائیں کو دائیں ہاتھ پر انگلیوں کے سر سے لیکر ہاتھ کے آخر تک یعنی کہنیوں تک مسح کریں اسی طرح کہ چار انگلیوں کے باطن پر دائیں ہاتھ کو پھر دائیں ہاتھ کے کف کے باطن پر بائیں ہاتھ کے ظاہر و باطن کو اور بائیں ہاتھ کی انگوٹھے پر دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے مسح کریں پھر بائیں ہاتھ کا مسح بھی اسی طرح کریں ایسا کفایہ میں زادالفقہاء سے نقل کیا ہے کہ یہ محتاط اور بہتر ہے۔

مسئلہ 217: ھذا یفید ان الضربتین رکن، وھو الاصح الاحوط حتی یمر یدہ علیہ اھ اي او یحرك وجھہ ویدیہ بنیتہ کما سیاتي عن الخلاصۃ. وقال في النھر: المراد الضرب او ما یقوم مقامہ، وعلیہ مشی الشارح فیما سیاتي، وتظھر ثمرۃ الخلاف کما في البحر فیما لو ضرب یدیہ فقبل ان یمسح احدث، وفیمااذا نوی بعد الضرب، وفیمااذاالقت الریح الغبار علی وجھہ ویدیہ فمسح بنیۃ التیمم اجزاہ علی الثاني دون الاول.[2]

مسئلہ 218: جس چیز سے تیمم کرے تو اس پر ہاتھ مارنا ضروری نہیں یونہی اس پر رکھدینا بھی کافی ہے۔

ترجمہ: اور یہ فائدہ دیتا ہے کہ تیمم کے ارکان دو ضربیں ہیں اور یہ صحیح تر اور محتاط قول ہے یہاں تک کہ دونوں ہاتھوں کو اس پر گزار دیں یعنی دونوں ہاتھ اور چہرے کو مٹی پر اس طرح رگڑ دیں تیمم کی نیت سے جیسا کہ خلاصہ سے بیان میں آئے گا اور نہر میں کہا گیا ہے کہ اس سے مراد ضرب ہے یا اس ضرب کا قائم مقام اور اس پر شارحؒ نے بیان کیا ہے اور جیسا کہ بحر میں ہے کہ ثمرہ اختلاف ظاہر ہو گا کہ اگر دونوں ہاتھوں کو زمین پر ماردیں تو مسح سے پہلے وہ بے وضو ہو گیا اور جو کہ اس نے نیت کی ہے مارنے کے بعد اور اس میں کہ ہوا غبار کو اڑائے اس کے چہرہ پر اور ہاتھوں پر پس وہ اس سے مسح کریں تیمم کی نیت پر تو دوسرے قول کے مطابق صحیح ہوتا ہے نا کہ اول میں۔

---

[1] الحلبی، غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی ص 62محولہ بالہ

[2] ابن عابدین ص 436ج1 محولہ بالہ

اور خلاصۃ الفتاوی میں ہے

والتیمم ضربتان ضربۃ للوجہ وضربۃ للذراعین الی المرفقین فیضرب یدیہ علی الارض ثم یرفعھا وینفضھما ویمسح بھا وجھہ ثم یضرب ضربۃ اخری ویمسح الیمنی بالیسریٰ والیسریٰ بالیمنی[1]

ترجمہ: اور تیمم دو ضربیں ہیں ایک ضرب چہرہ کیلئے اور دوسرا ضرب دونوں ہاتھوں کیلئے کہنیوں سمیت پس دونوں ہاتھوں کو زمین پر مار دیں پھر دونوں کو اُٹھائیں اور جھٹرک دیں اور اس پر چہرہ کو مسح کریں پھر دونوں کو زمین پر مار دیں اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ سے اور بائیں کو دائیں ہاتھ سے مسح کریں۔

اور صاحب بحر نے یوں بیان فرمایا ہے

وَكَيْفِيَّةُ التَّيَمُّمِ انْ يَضْرِبَ يَدَيْهِ عَلَى الْارْضِ ثُمَّ يَنْفُضَهُمَا فَيَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ بِحَيْثُ لَا يَبْقَى مِنْهُ شَيْءٌ، وَانْ قَلَّ ثُمَّ يَضْرِبُ يَدَيْهِ ثَانِيًا عَلَى الْارْضِ ثُمَّ يَنْفُضُهُمَا فَيَمْسَحُ بِهِمَا كَفَّيْهِ وَذِرَاعَيْهِ كِلَيْهِمَاالَى الْمِرْفَقَيْنِ[2]

ترجمہ: اور تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو زمین پر مار دیں پھر اس کو جھٹرک دیں پس اس سے چہرہ کا مسح کریں اس طرح کہ کوئی جگہ خالی نہ رہ جائے اگرچہ تھوڑی ہو پھر دونوں ہاتھوں کو دوبارہ مار دیں پھر جھٹرک دیں اور اس پر ہتھیلی اور ہاتھ بمع کہنیوں کا مسح کریں ۔

مسئلہ 218:(قَوْلُهُ بِضَرْبَتَيْنِ) مُتَعَلِّقٌ بِتَيَمَّمَ اوْ بِمُسْتَوْعِبًاافَادَهُ فِي النَّهْرِ--- فَانَّ مُحَمَّدًا قَدْ نَبَّهَ فِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ الْاصُولِ عَلَى انَّ الْوَضْعَ كَافٍ،[3]

ترجمہ: یہ قول کہ دو ضربوں پر یہ متعلق ہے تیمم کے ساتھ یا استیعاب کے ساتھ یہ نہر میں لکھا ہے۔۔۔ کیونکہ امام محمدؒ نے بعض

مسئلہ 219: اگر نتھنوں کا ظاہری حصہ یا ماتھے کا ظاہری حصہ یا چہرے اور ہاتھوں میں کوئی اور جگہ ایسی رہ جائے کہ جس پر سے ہاتھ نہ گزرے تو فتویٰ یہ ہے۔ کہ تیمم ادا نہ ہوا یہ ضروری نہیں کہ سارے چہرے اور ہاتھوں تک گرد پہنچ جائے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ ان کی ظاہری جلد اور بال وغیرہ پر مسح ہو جائے۔ اگر انگوٹھی یا چوڑیاں ہاتھ میں ہوں تو نکال دینے چاہیئے اس لئے کہ انہیں ہلانے میں تکلیف ہو گی۔ اور ہتھیلیوں کے ظاہری حصے پر مسح کی ضرورت نہیں۔ پاک زمین پر مارنا ہی کافی ہے۔

روایات اصول میں تنبیہ کی ہے کہ تیمم کیلئے مطلق وضع (رکھنا بغیر آگے پیچھے کرنے کے) کافی ہے۔

[1] طاہر ابن عبد الرشید البخاری خلاصۃ الفتاویٰ ص34ج1 مکتبۃ القران والسنۃ محلہ جنگی پشاور بدون التاریخ
[2] ابن نجیم ، البحر الرائق شرح کنز الدقائق ص 153ج 1محولہ بالہ
[3] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختارص439ج1محولہ بالہ

مسئلہ 219:استعاب العضوین فی التیم شرط فی ظاہر الروایۃ حتیٰ لو لم یمسح ما بین الحاجبین والعنین ولم یحرک الخاتم ان کان ضیقا وکذاالسوار ووجھه ان التحریك مسح لما تحته، اذ الشرط المسح لا وصول التراب فافهم،[1]

ترجمہ:دونوں اندامو ں کااستیعاب تیمم میں شرط ہے ظاہر الروایہ کے مطابق یہاں تک کہ اگر کوئی دونوں ابروں اورانکھوں کے درمیان والی جگہ کو نہ دھوئیں اور فٹ انگوٹھے کو حرکت نہ دیں اوراسی طرح کنگن کواوراس میں وجہ یہ ہے کہ حرکت اس میں ان کے نیچے کا مسح ہے کیونکہ مسح کی شرط مٹی کو نیچے پہنچانے کی ہے اس سمجھ لو۔

اور شامی میں ہے۔

(مُسْتَوْعِبًا وَجْهَهُ) حَتَّى لَوْ تَرَكَ شَعْرَهُ اوْ وَتَرَةَ مَنْخَرِهِ لَمْ يَجُزْ (وَيَدَيْهِ) فَيَنْزِعُ الْخَاتَمَ وَالسِّوَارَ اوْ يُحَرِّكُ بِهِ يُفْتَى (قَوْلُهُ فَيَنْتَزِعُ الْخَاتَمَ الَخْ) --- وَوَجْهُهُ انَّ التَّحْرِيكَ مَسْحٌ لِمَا تَحْتَهُ، اذْ الشَّرْطُ الْمَسْحُ لَا وُصُولُ التُّرَابِ فَافْهَمْ،[2]

ترجمہ: اپنے چہرے کو پورا مسح کرکے یہاں تک کہ اگرایک بال کو یااپنے نتھنے کے کنارے کو یاحجاب بین المنخرین کو مسح کرنے سے چھوڑے گاتو تیمم جائزنہ ہو گا۔اور انگوٹھے اور کنگن کو نکال دیں یااسی کو حرکت دے یہ قول کہ نکال دیں انگھوٹی اوراس میں وجہ یہ ہے کہ حرکت اس میں ان کے نیچے کا مسح ہے کیونکہ مسح کی شرط مٹی کو نیچے پہنچانے کی ہے اس سمجھ لو۔

اور شرح الوقایہ میں ہے

واستيعابُ مَسْحِ العضوين بالتيم واجبٌ في ظاهر الرواية، لانه خَلَفٌ عن الوضوء، وفي الوضوء يجبُ الاستيعابُ، فكذا في التيم، حتى لو لم يَمسَحْ ما تحت الحاجبين وفوقَ العينين او لم يُحَرِّك خاتمَهُ وهو ضيّق لا يجزئه. وفي رواية الحسن عن ابي حنيفة: انه اذا تيمَّم على الاكثر جاز.[3]

ترجمہ:اور تیمم میں دونوں اندامو ں کااستیعاب مسح میں واجب ہے ظاہر الروایۃ میں۔کیونکہ یہ خلف ہے وضو کے۔اور وضو میں واجب ہے لہٰذا تیمم میں بھی یہاں تک کہ اگرابرو کے نیچے اور آنکھوں کے اوپر مسح نہیں کیایاانگوٹھی کو ہلایانہیں اور وہ فٹ ہو تو تیمم صحیح نہیں

فائدہ:۔(آدمی اپنی ہتھیلی کواٹھاکرمانند آئینہ چہرے کے سامنے کرکے دیکھے تواس وقت ہتھیلی کی جو طرف نظر نہ آئے تواس کو ہاتھ کا ظاہر اوراس کے مقابل(سامنے والی طرف) کو باطن کہتے ہیں۔)

مسئلہ 220: کلائی کا مسح بھی ضروری ہے۔اوراگرہاتھ کلائی سے کاٹ دیاگیاہو توجو حصہ باقی ہواس پر مسح کیاجائے۔

مسئلہ 221: اگرزمین پرپیشاب ہو یاکوئی ناپاکی لگ چکی ہواوراب سُوکھ گئی ہو۔اس طرح کہ کوئی اثر باقی نہ ہو تو مذکورہ زمین پر نماز پڑھناجائزہے۔لیکن تیمم جائزنہیں۔اوراگریہ معلوم نہ ہو کہ مذکورہ جگہ ناپاک تھی تو پھر شک کیے بغیر تیمم جائزہے۔

---

[1] الحسن بن مبصور بن محمود فتاوی قاضی خان ص 26ج1 فی المطابع العالی الواقع فی الکنوبدون التاریخ

[2] ایضا ابن عابدین ص 448ج1 محولہ بالہ

[3] شرح الوقایة ص 104ج1

اور حسنؒ کی ایک روایت امام ابو حنیفہؒ سے منقول ہے کہ جب اکثر حصوں پر مسح کیا تو جائز ہے۔

مسئلہ 220: (مع مرفقیه) فیمسحه الاقطع (بضربتین) ولو من غیره او ما یقوم مقامها،[1]

ترجمہ: یعنی کلائی سمیت مسح کریں پس جس کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے گئے ہو تو وہ بھی مسح کریں دو ضرب ہیں مسح میں اگرچہ کسی اور کی طرف سے ہو یا اس کے قائم مقام ہو۔

اور شامی میں ہے

(مَعَ مِرْفَقَيْهِ) فَيَمْسَحُهُ الْاقْطَعُ (قَوْلُهُ الْاقْطَعُ) ايْ مِنْ الْمِرْفَقِ انْ بَقِيَ شَيْءٌ مِنْهُ وَلَوْ رَاسَ الْعَضُدِ؛ لِانَّ الْمِرْفَقَ مَجْمُوعُ رَاسَيْ الْعَظْمَاتِ رَحْمَتِيٌّ، فَلَوْ كَانَ الْقَطْعُ فَوْقَ الْمِرْفَقَيْنِ لَا يَجِبُ اتِّفَاقًا ط[2]

ترجمہ: یعنی کلائی سمیت مسح کریں پس جس کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے گئے ہو تو وہ بھی مسح کریں یہ قول کہ جس کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے گئے ہو یعنی کلائی میں کاٹ دیا گیا ہوا گر اس سے کوئی حصہ باقی ہوا گرچہ اسی اندام کا سر باقی ہو کیونکہ کلائی مجموعہ ہڈیوں کا ہے رحمتی نے لکھا ہے اور اگر کلائیوں سے اوپر ہاتھ کاٹا گیا ہو تو اتفاقا واجب نہیں۔

مسئلہ 221: وان اصابت الارض نجاسة فجفت وذهب اثرها جازت الصلاة عليها ولا يجوز التيمم منها فی ظاهر الروایة[3]

ترجمہ: اور اگر زمین کو نجاست لگ گئی پس خشک ہوئی اور اس کا اثر ختم ہو گیا تو اس پر نماز جائز ہے اور اس سے تیمم جائز نہیں ظاہر الروایہ میں۔

اور بحر الرائق میں ہے

حَتَّى لَوْ تَيَمَّمَ بِارْضٍ قَدْ اصَابَتْهَا نَجَاسَةٌ فَجَفَّتْ وَذَهَبَ اثَرُهَا لَمْ يَجُزْ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَالْفَرْقُ بَيْنَ التَّيَمُّمِ مِنْهَا وَجَوَازِ الصَّلَاةِ عَلَيْهَاانَّ الْجَفَافَ مُقَلِّلٌ لَا مُسْتَاصِلٌ وَقَلِيلُهَا مَانِعٌ فِي التَّيَمُّمِ دُونَ الصَّلَاةِ وَيَجُوزُ انْ يُعْتَبَرَ الْقَلِيلُ مَانِعًا فِي شَيْءٍ دُونَ شَيْءٍ كَقَلِيلِهَا فِي الْمَاءِ مَانِعٌ دُونَ الثَّوْبِ كَذَا فِي الْبَدَائِعِ وَسَيَاتِي تَمَامُهُ فِي الْانْجَاسِ انْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى وَظَاهِرُ كَلَامِهِمْ انَّ الْارْضَ الَّتِي جَفَّتْ نَجِسَةٌ فِي حَقِّ التَّيَمُّمِ طَاهِرَةٌ فِي حَقِّ الصَّلَاةِ وَالْحَقُّ انَّهَا طَاهِرَةٌ فِي حَقِّ الْكُلِّ، وَانَّمَا مُنِعَ التَّيَمُّمُ مِنْهَا لِفَقْدِ الطَّهُورِيَّةِ كَالْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ طَاهِرٌ غَيْرُ طَهُورٍ،[4]

مسئلہ 222: اگر زمین کے علاوہ کوئی اور چیز جو کہ جنس زمین میں سے ہو اور پاک ہو تو اس پر بھی نزد امام صاحب تیمم جائز ہے۔ جیسے مٹی، ریت، چونا اور سرمہ وغیرہ اور جو چیز کہ از جنس زمین نہ ہو جیسے لوہا، سونا، چاندی، گندم، کپڑا، لکڑی بیج وغیرہ تو اس پر تیمم جائز نہیں۔ لیکن اگر ان پر گرد و غبار یعنی مٹی کی تہہ جمی ہو تو تیمم جائز ہے۔ یہ چیزیں زمین کی جنس سے ہیں یا نہیں معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جو چیز آگ میں جلنے یا پگھلنے والی ہو مثلاً گھاس، لکڑی وغیرہ یا نرم ہو سکتی ہو یا پگھل سکتی ہو مثلاً لوہا، سونا اور چاندی وغیرہ تو یہ چیزیں جنس زمین نہیں ہیں۔ اور جن میں یہ خاصیتیں نہ ہو جنس زمین میں سے ہیں

---

[1] الدرالمختار للحصفکی ص 37محولہ بالہ

[2] ایضا ابن عابدین ص449ج1 محولہ بالہ

[3] الکاشغری، منیۃ المصلی ص 45محولہ بالہ

[4] ابن نجیم البحرالرائق ص 154ج1محولہ بالہ

ترجمہ: یہاں تک اگر کسی نے تیمم کیا ایسی زمین پر جس کو نجاست پہنچ چکی ہو اور خشک ہو گئی ہو اور اس کا اثر ختم ہو گیا ہو تو ظاہر الروایت میں اس پر تیمم جائز نہیں اور تیمم اور نماز میں فرق یہ ہے کہ جب زمین خشک ہو جائے کہ خشک ہونا ختم کرتا ہے نہ کہ اس کے اثر باقی ہو اور اس کا تھوڑا بھی تیمم کا مانع ہے نہ کہ نماز کا اور جائز ہے کہ تھوڑا مانع ہو ایک شئی میں دوسرے سے کم میں جیسا کہ اس کا تھوڑا پانی میں نہ کہ کپڑوں میں اس طرح بدائع میں ہے اور جلد ہی اس بحث کا تمام ہونا آئیگا انجاس میں انشاءاللہ اور کلام کے ظاہر سے کہ زمین جب خشک ہو جائے تو تیمم کیلئے نجس اور نماز کیلئے پاک ہے اور حق یہ ہے کہ یہ دونوں کیلئے پاک ہے اور بے شک تیمم کو منع کیا گیا ہے بوجہ طہوریت کے جیسا کہ پانی میں جیسا کہ مستعمل پانی پاک ہے لیکن پاک کرنے والا نہیں ہے۔

مسئلہ 222: ویجوز التیمم عند ابی حنیفۃؒ ومحمدؒ بکل ما کان من جنس الارض کاالتراب والرمل والحجر والمدر والذرنیخ والکحل والمردار سنج والنورۃ والمغرۃ وماشبھھا ولا یجوز عندنا بما لیس من جنس الارض کا لذھب والفضۃ والحدید والرصاص والحنطۃ والشعیر وسائر الحبوب ولاطعمۃ وان کان علی ھذہ الاشیاء المذکورۃ غبار یجوز بغبارھا عند ابی حنیفۃؒ وفی احد الروایتین عن محمدؒ [1]

ترجمہ: امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ (طرفین) کے نزدیک تیمم جائز ہے ہر اس چیز پر جو زمین کے جنس سے ہو جیسا کہ مٹی، ریت، پتھر، مٹی، زرنیخ، سرمہ، مردار سنج، چونا، مغرہ اور جو اس سے مشابہ ہو۔ اور جائز نہیں ہمارے نزدیک جو جنس زمین سے نہ ہو جیسا کہ سونا، چاندی، لوہا، قلعی، گندم، جو، دوسرے تخم اور خوراک کی اشیاء سے اور اگر ان چیزوں پر غبار ہو تو اس کے غبار پر امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تیمم جائز ہے اور امام محمدؒ سے ایک روایت میں۔

بحر الرائق میں ہے

(قَوْلُهُ: مِنْ جِنْسِ الْاَرْضِ) يَعْنِي يَتَيَمَّمُ بِمَا كَانَ مِنْ جِنْسِ الْاَرْضِ قَالَ الْمُصَنِّفُ فِي الْمُسْتَصْفَى: كُلُّ مَا يَحْتَرِقُ بِالنَّارِ فَيَصِيرُ رَمَادًا كَالشَّجَرِ اوْ يَنْطَبِعُ وَيَلِينُ كَالْحَدِيدِ فَلَيْسَ مِنْ جِنْسِ الْاَرْضِ وَمَا عَدَا ذَلِكَ فَهُوَ مِنْ جِنْسِ الْاَرْضِ اهـ. فَلَا يَجُوزُ التَّيَمُّمُ بِالْاَشْجَارِ وَالزُّجَاجِ الْمُتَّخَذِ مِنْ الرَّمْلِ وَغَيْرِهِ وَالْمَاءُ الْمُتَجَمِّدُ وَالْمَعَادِنُ الْآنَ تَكُونَ فِي مَحَالِّهَا فَيَجُوزُ لِلتُّرَابِ الَّذِي عَلَيْهَا لَا بِهَا نَفْسِهَا وَاللُّؤْلُؤُ، وَانْ كَانَ مَسْحُوقًا؛ لِانَّهُ مُتَوَلِّدٌ مِنْ حَيَوَانٍ فِي الْبَحْرِ وَالدَّقِيقُ وَالرَّمَادُ وَيَجُوزُ بِالْحَجَرِ وَالتُّرَابِ وَالرَّمْلِ وَالسَّبْخَةِ الْمُنْعَقِدَةِ مِنْ الْاَرْضِ دُونَ الْمَاءِ وَالْجِصِّ وَالنُّورَةِ وَالْكُحْلِ وَالزِّرْنِيخِ وَالْمَغْرَةِ وَالْكِبْرِيتِ وَالْفَيْرُوزَجِ وَالْعَقِيقِ وَالْبَلْخَشِ وَالزُّمُرُّدِ وَالزَّبَرْجَدِ وَفِي فَتْحِ الْقَدِيرِ عَدَمُ الْجَوَازِ بِالْمَرْجَانِ وَفِي غَايَةِ الْبَيَانِ وَالتَّوْشِيحِ وَالْعِنَايَةِ وَالْمُحِيطِ وَمِعْرَاجِ الدِّرَايَةِ وَالتَّبْيِينِ الْجَوَازُ فَكَانَ الْاَوَّلُ سَهْوًا [2]

ترجمہ: یہ قول کہ مٹی کی جنس سے ہو یعنی تیمم کیا جاتا ہے جو زمین کی جنس سے ہو مصنفؒ نے مستصفیٰ میں فرمایا ہے کہ ہر وہ چیز جو آگ سے جلائی جاتی ہے اور اس سے راکھ بن جاتا ہے جیسا کہ درخت یا نرم ہو جاتا ہے جیسا کہ لوہا پس وہ زمین کی جنس سے نہیں ہے جو اس کے علاوہ ہے تو وہ زمین کی جنس سے ہے۔ پس تیمم جائز نہیں درختوں اور شیشوں سے جو ریت سے بنائی گئی ہو اور وہ پانی جو منجمد ہو اور معادن پر مگر اگر یہ معادن (کان) اپنی جگہ یعنی زمین میں ہو پس اس مٹی کی وجہ سے جائز ہے جو اس پر ہو نہ کہ اس پر اور موتیوں پر اگرچہ وہ ایک بار میں پسے گئی ہو کیونکہ وہ دریائی حیوان سے پیدا ہوئی ہے اور آٹا سے، راکھ سے، پتھر، مٹی، ریت اور وہ شور جو زمین سے بنائی گئی ہو نہ کہ

[1] الکاشغری، منیۃ المصلی ص 41 محولہ بالہ

[2] ابن نجیم البحرالرائق ص 155ج 1محولہ بالہ

پانی سے اور گچ پر اور چونا سے اور سرمے پر، ہڑتال پر، گیرو پر، گندھک پر اور فیروزہ اور عقیق، بلخش زمرد زبرجد اور فتح القدیر میں ہے کہ تیمم جائز نہیں مرجان پر اور غایۃ البیان، توشیح اور عنایہ اور محیط اور معراج الدرایہ اور تبیین میں مرجان کا جواز نقل ہے پس پہلے والا سہو ہو گیا ہے۔

اور عالمگیری میں ہے

كُلُّ مَا يَحْتَرِقُ فَيَصِيرُ رَمَادًا كَالْحَطَبِ وَالْحَشِيشِ وَنَحْوِهِمَااوْ مَا يَنْطَبِعُ وَيَلِينُ كَالْحَدِيدِ وَالصُّفْرِ وَالنُّحَاسِ وَالزُّجَاجِ وَعَيْنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَنَحْوِهَا فَلَيْسَ مِنْ جِنْسِ الْأَرْضِ[1]

ترجمہ: ہر وہ چیز جو جل جائے اور اس سے راکھ بن جائے جیسا کہ لکڑی اور گیا یا اس کے مانند یا جو آگ میں پگھل جاتا ہے اور نرم ہوتا ہے جیسا کہ لوہا، پیتل ، نحاس، شیشہ، سونا اور چاندی یا اس کے مانند پس یہ زمین کے جنس سے نہیں۔

اور شامی میں ہے

(قوله من جنس الارض) الفارق بين جنس الارض وغيره ان كل ما يحترق بالنار فيصير رمادا كالشجر والحشيش او ينطبع ويلين كالحديد والصفر والذهب والزجاج ونحوها فليس من جنس الارض ابن كمال عن التحفة (قوله نقع) بفتح فسكون كما قال تعالى {فاثرن به نقعا} [العاديات: 4][2]

ترجمہ: یہ قول کہ زمین کی جنس سے ہو فرق جو زمین کی جنس سے ہو اور جو نہ ہو کہ ہر وہ چیز جو آگ میں جل جاتی ہے اور اس سے راکھ بن جاتی ہے جیسے لکڑی اور گیاہ یا پگھل جاتا ہے اور نرم ہوتا ہے جیسا کہ لوہا اور پیتل، سونا، شیشہ اور اس کے مانند پس یہ زمین کی جنس سے نہیں ہے یہ ابن کمال نے تحفہ سے نقل کیا ہے یہ قول کہ اس پر گرد ہو فتحہ اور سکون کے ساتھ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہیں(پس اس سے ہم گرد کو اٹھاتے ہیں۔

مسئلہ 223: پتھر کی راکھ کے علاوہ کسی اور راکھ پر تیمم جائز نہیں۔ لیکن اگر اس کے ساتھ مٹی شامل ہو اور مٹی مقدار میں زیادہ ہو تو پھر تیمم جائز ہے۔

مسئلہ 224: پتھر پر تیمم جائز ہے۔ اگرچہ اس پر مٹی کی تہہ نہ بھی ہو۔ بلکہ دھوئے ہوئے پتھر پر بھی تیمم جائز ہے۔ البتہ پہاڑی نمک کے بارے میں اختلاف ہے کہ اس پر تیمم جائز ہے یا نہیں۔ لیکن نمک سانبھری (دریا کے پانی سے بننے والا نمک) جو کہ پانی سے بنتا ہے پر تیمم جائز نہیں۔

مسئلہ 223: الَّا رَمَادَ الْحَجَرِ فَيَجُوزُ كَحَجَرٍ مَدْقُوقٍ اوْ مَغْسُولٍ،[1]

---

[1] ایضا فتاویٰ الھندیہ ص30ج 1 محولہ بالہ

[2] ابن عابدین ص 455ج 1محولہ بالہ

ترجمہ: مگر تیمم جائز ہے پتھر کی راکھ پر جیسا کہ صاف یا دھوئے گئے پتھر پر۔

مسئلہ224: والحجر الذی علیہ غبار او لم یکن بان کان مغسولاًاو املس مدقوقااو فیہ مدقوق فی قول ابی حنیفۃ [2]

ترجمہ: اور وہ پتھر جس پر غبار ہو یا نہ ہو اس طور پر کہ دھویا گیا ہو یا صاف ہو یا پسا ہوا ہو یا بے پسا ہوا امام صاحب کے قول کے مطابق۔

اور شامی میں ہے

(قوله وبه مطلقا) اي ويتيمم بالنقع مطلقا خلافا لابي يوسف؛ فعنده لا يتيمم به الا عند العجز بحر، ولا يجوز عنده الاالتراب والرمل نهر، وما في الحاوي القدسي من انه هو المختار غريب مخالف لمااعتمده اصحاب المتون رملي.[3]

ترجمہ: اور یہ قول اور اس پر مطلقاً یعنی تیمم کیا جائیگا غبار پر مطلقا امام ابو یوسف کا اس میں اختلاف ثابت ہے پس ان کے نزدیک تیمم جائز نہیں اس پر مگر بوقت ضرورت بحر میں ہے اور ان کے نزدیک جائز نہیں مگر مٹی پر اور ریت پر یہ نہر میں ہے اور جو حاوی القدسی میں ہے کہ یہ بہتر ہے یہ قول غریب ہے مخالف ہے اس کے جس پر اصحاب متون نے اعتماد کیا ہے۔ یہ رملی میں لکھا ہے۔

اور ہندیہ میں ہے۔

وَبِالْحَجَرِ عَلَيْهِ غُبَارٌ اوْ لَمْ يَكُنْ بِانْ كَانَ مَغْسُولًااوْ امْلَسَ مَدْقُوقًااوْ غَيْرَ مَدْقُوقٍ كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ-- امَّاالْمِلْحُ فَانْ كَانَ مَائِيًّا فَلَا يَجُوزُ بِهِ اتِّفَاقًا وَانْ كَانَ جَبَلِيًّا فَفِيهِ رِوَايَتَانِ وَصُحِّحَ كُلٌّ مِنْهُمَا وَلَكِنَّ الْفَتْوَى عَلَى الْجَوَازِ .هَكَذَا فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ .[4]

ترجمہ: اور پتھر پر تیمم جائز ہے خواہ اس پر غبار ہو یا نہ ہو مثلاً دُھلا ہوا ہو چکنا ہو خواہ پسا ہوا ہو یا بے پسا ہو یہ فتاویٰ قاضی میں لکھا ہے---
اور نمک اگر پانی سے بنا ہو تو بالاتفاق اس پر تیمم جائز ہے اور اگر نمک پہاڑی ہو تو اس میں دو روایتیں ہیں اور دونوں میں سے ہر ایک کی فقہاء نے تصحیح کی لیکن جواز پر فتویٰ ہے یہ بحر الرائق میں لکھا ہے۔

اور منیۃالمصلی میں ہے۔

ولو تیمم بالملح ان کان مائیا لایجوز وان کان جبلیا یجوز بہ وقال شمس الائمۃ السرخسی الصحیح عندی انہ لایجوز سوا کان مائیااو جبلیاك[5]

ترجمہ: اور اگر تیمم کیا نمک پر پس اگر یہ پانی والا تھا تو ناجائز اور اگر پہاڑی ہو تو بالاتفاق جائز اور سرخسی نے فرمایا ہے کہ میرے نزدیک مطلق جائز نہیں۔

مسئلہ225: تکیہ اور چادر پر نیز تانبے کے برتن پر تیمم جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر مذکورہ اشیاء پر مٹی کا گرد کافی پڑا ہو۔ تب جائز ہے۔ مٹیالے برتن پر تیمم جائز ہے۔ خواہ وہ خالی ہو یا بھرا ہوا۔ بشرطیکہ گھی وغیرہ سے آلودہ نہ ہو۔ ہاں اگر اس صورت میں گرد آلود ہو تو پھر بھی تیمم جائز ہے۔

---

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدرالمختارص453ج1محولہ بالہ

[2] الحسن، فتاوی قاضی خان ص 29ج1محولہ بالہ

[3] ابن عابدین ص455ج1محولہ بالہ

[4] ایضاھندیہ ص 30 ج1

[5] الکاشغری منیۃ المصلی ص 43 محولہ بالہ

مسئلہ 226: اگر تیمم کے لئے گیلی مٹی کے علاوہ کوئی اور ذریعہ نہ ہو۔اور وہ پاک ہو۔ تو کسی کپڑے پر رکھدینے کے بعد جب وہ سوکھ جائے۔ تو تیمم اس پر جائز ہے۔اور اگر نماز کا وقت قریب ہو اور اندیشہ ہو کہ مٹی سوکھنے تک نماز قضا ہو جائیگی۔ تو امام صاحب کے نزدیک یہ جائز ہے۔ کہ نماز کو قضا ہونے نہ دیا جائے۔ مذکورہ مٹی پر ہی مناسب طریقے سے تیمم کیا جائے۔

مسئلہ225: (قولہ من جنس الارض) الفارق بین جنس الارض وغیرہ ان کل ما یحترق بالنار فیصیر رمادا کالشجر والحشیش او ینطبع ویلین کالحدید والصفر والذھب والزجاج ونحوھا فلیس من جنس الارض ابن کمال عن التحفة (قولہ نقع) بفتح فسکون کما قال تعالی {فاثرن بہ نقعا} [العادیات: 4][1]

ترجمہ: یہ قول کہ زمین کے جنس سے ہو فرق جو زمین کے جنس سے ہو اور جو نہ ہو کہ ہر وہ چیز جو آگ میں جل جاتا ہے اور اس سے راکھ بن جاتا ہے جیسا کہ لکڑی اور گیاہ یا پگھل جاتا ہے اور نرم ہوتا ہے جیسا کہ لوہا اور پیتل، سونا، شیشہ اور اس کے مانند پس یہ زمین کے جنس سے نہیں ہے یہ ابن کمال نے تحفہ سے نقل کیا ہے یہ قول کہ اس پر گرد ہو فتحہ اور سکون کے ساتھ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہیں (پس اس سے ہم گرد کو اٹھاتے ہیں۔

اور صاحب منیہ نے یہ لکھا ہے

ولا یجوز عندنا بما لیس من جنس الارض کالذھب والفضة والرصاص والحنطة والشعیر واسائر الحبوب والاطعمة وان کان علی ھذہ الاشیاء المذکورة غبار یجوز بغبارھاالجباب والغضارة والحیطان من المدر واللبن سواء کان علیہ غبار او لم یکن ولا یجوز التیم بالغفارة المطلی بالانک ثم بطن الغضارة وظھر ھا علی السواء الااذا کان علیھا غبار [2]

ترجمہ: اور تیمم جائز نہیں ہمارے نزدیک ان چیزوں پر جو زمین کے جنس سے نہ ہو جیسا کہ سونا، چاندی، سیسہ، گندم، جو، تمام بیج اور خوراک کے اشیاء اور اگر ان چیزوں پر غبار ہو تو جائز ہے اس کے غبار پر جبہ کے اور دیوار پر اور مٹی پر اور اینٹ پر اگر کہ اس پر غبار ہو یا نہ ہو اور جائز نہیں تیمم غفارہ مطلی پر پھر عضار کے باطن اور ظاہر برابر ہے جب اس پر غبار ہو۔

مسئلہ226: وَطِينٍ غَيْرِ مَغْلُوبٍ بِمَاءٍ لَكِنْ، لَا يَنْبَغِي التَّيَمُّمُ بِهِ قَبْلَ خَوْفِ فَوَاتِ وَقْتٍ لِئَلَّا يَصِيرَ مُثْلَةً بِلَا ضَرُورَةٍ وَحَاصِلُ مَا فِي الْوَلْوَالِجِيَّةِ انَّهُ اذَا لَمْ يَجِدْ الَّاالطِّينَ لَطَّخَ ثَوْبَهُ مِنْهُ فَاذَا جَفَّ تَيَمَّمَ بِهِ، وَانْ ذَهَبَ الْوَقْتُ قَبْلَ انْ يَجِفَّ لَا يَتَيَمَّمُ بِهِ عِنْدَابِي يُوسُفَ لِانَّ عِنْدَهُ لَا يَجُوزُ الَّا بِالتُّرَابِ اوْ الرَّمْلِ. وَعِنْدَ ابِي حَنِيفَةَ انْ خَافَ ذَهَابَ الْوَقْتِ تَيَمَّمَ بِهِ؛ لِانَّ التَّيَمُّمَ بِالطِّينِ عِنْدَهُ جَائِزٌ وَالَّا فَلَا، كَيْ لَا يَتَلَطَّخَ بِوَجْهِهِ فَيَصِيرُ مُثْلَةً.[3]

مسئلہ 227: اگر کوئی شخص دوسرے کو تیمم سکھا رہا ہو اور اسے سکھانے کے لئے تیمم کرے اور دل میں نیت تیمم کی نہ ہو۔ تو مذکورہ تیمم جائز نہیں۔یعنی ادا تصور نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ تیمم کے لئے نیت ضروری ہے۔

---

[1] ابن عابدین ص 453ج 1 محولہ بالہ

[2] الکاشغری ،منیة المصلی ص 41 محولہ بالہ

[3] ابن عابدین، رد المحتار علی الدرالمختارص453ج1محولہ بالہ

مسئلہ 228:   اگر مٹی کے ڈھیلے یااس طرح کسی اور چیز پر ایک سے زیادہ آدمی تیمم کریں تو بھی جائز ہے۔

مسئلہ 229:   اگرپانی موجود ہو اور وضو کنندہ استعمال سے عاجز بھی نہ ہو اس کے باوجود مسجد میں داخل ہو کر قرآن شریف کو ہاتھ لگانے کے لئے تیمم کرے تو ایسے تیمم کا کوئی اعتبار نہیں۔

ترجمہ: اور وہ گیلی مٹی جو مغلوب نہ ہو پانی پر لیکن تیمم مناسب نہیں وقت کے فوت ہونے سے پہلے تاکہ مثلہ نہ بن جائے بغیر ضرورت کے اور حاصل کلام وہ جو لوالواجیہ میں ہے جب اس کے علاوہ اور کوئی نہ مل جائے جس کے ساتھ کپڑے سمیٹ جائے پس جب یہ خشک ہو جائے تو تیمم کریں اور اگر وقت ختم جائے خشک ہونے سے پہلے تو اس پر تیمم نہیں کیا جائیگا امام ابو یوسفؒ کے نزدیک کیونکہ ان کے نزدیک جائز نہیں مگر مٹی اور ریت پر جائز ہے۔ اور امام ابو حنیفہؒ سے روایت ہے کہ اگر وقت کے جانے کا خطرہ ہو تو تیمم کریں کیونکہ تیمم گیلی مٹی پر جائز ہو ورنہ جائز نہیں تاکہ اس کے چہرہ پر سمٹ نہ جائے تاکہ وہ مثلہ نہ بن جائے۔

مسئلہ 227: وَلَوْ تَيَمَّمَ يُرِيدُ بِهِ تَعْلِيمَ الْغَيْرِ وَلَا يُرِيدُ بِهِ الصَّلَاةَ لَمْ يُجْزِئْهُ عِنْدَ الثَّلَاثَةِ .كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ وَهُوَ ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ .هَكَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ .[1]

ترجمہ: اور اگر کسی کو سکھانے کے لئے تیمم کریں اور نماز کیلئے نیت نہ کی ہو تو تین ائمہ کے نزدیک جائز نہیں اس طرح خلاصہ میں ہے اور یہ ظاہر الروایت ہے اسی طرح قاضی خان میں ہے۔

مسئلہ 228: وَلَوْ تَيَمَّمَ اثْنَانِ مِنْ مَكَانٍ وَاحِدٍ جَازَ .كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ .[2]

ترجمہ: اور اگر دو افراد تیمم کریں ایک جگہ سے تو جائز ہے اسی طرح محیط سرخسی میں ہے۔

اور شامی میں ہے

واماااذا تيم جماعة من محل واحد فيجوز كما سياتي في الفروع؛ لانه لم يصر مستعملا، اذ التيم انما يتادى بماالتزق بيده لا بما فضل كالماء الفاضل في الاناء بعد وضوء الاول،[3]

ترجمہ: اور جب ایک گروہ تیمم کریں ایک جگہ سے پس جائز ہے جیسا کہ فروع میں آئے گا۔ کیونکہ یہ مستعمل نہ ہو گا۔ کیونکہ تیمم تو ہاتھ کے چھونے سے ہوتا ہے نہ کہ اس پانی سے جو برتن میں پہلے وضو کے بعد بچ جائے۔

مسئلہ 229: لوتیم لمس المصحف او لدخول المسجد عند وجود الماء والقدرة عليه فذالک لیس بشیء[4]

ترجمہ: اگر تیمم کریں قرآن کو مس کرنے کیلئے اور یا مسجد میں داخل ہونے کیلئے پانی کی موجودگی میں اور پانی پر قدرت پانے کیلئے پس یہ

---

[1] ایضا فتاویٰ الھندیہ ص29ج 1 محولہ بالہ ۔
[2] ایضا ھندیہ ص 35ج1 محولہ بالہ
[3] ابن عابدین ص 351ج1 محولہ بالہ
[4] ایضا منیہ المصلی ص 46 محولہ بالہ

مسئلہ 230: اگر پانی نزدیک ہو اور وضو کنندہ استعمال سے عاجز بھی نہ ہو لیکن نماز کا وقت اتنا قریب ہو کہ اسے یہ خوف ہو کہ میں اگر وضو کروں گا تو نماز کا وقت گزر جائے گا۔ تو محض اس وجہ سے اس کے لئے تیمم جائز نہیں۔ بلکہ وضو کرے گا اگر نماز کا وقت گزر جائے تو اسے چاہئے کہ قضا نماز ادا کرے۔

مسئلہ 231: اگر جمعے کا دن ہو اور لوگ نماز کے لئے کھڑے ہوں اور وضو کنندہ کو یہ اندیشہ ہو کہ میں اگر وضو کروں تو نماز میری فوت ہو جائیگی اور اس وجہ سے تیمم کرنا چاہے تو واضح رہے کہ ایسا تیمم جائز نہیں بلکہ وضو کرے گا۔ اگر جمعے کی نماز جاتی رہے تو وہ ظہر کی نماز پڑھ لے۔

کوئی چیز نہیں۔

اور شرح التنویر میں ہے۔

لان من جملتهاالتيمم لمس المصحف، ولا شبهة في انه عند وجود الماء لا يصح اصلا، ولما مر عن المنية وشرحها من انه مع وجود الماء ليس بشيء بل هو عدم[1]

ترجمہ: کیونکہ مس مصحف کیلئے تیمم جائز ہے اور کوئی شبہ نہیں اس میں پانی کے موجود ہونے میں یہ اصل میں صحیح نہیں۔ اور جو منیہ میں اور شرح منیہ میں کہ پانی کے موجود ہونے کے ساتھ تیمم عدم ہے۔

مسئلہ 230: وكذااذا خاف فوت الوقت لو توضا لم يتيمم ويتوضا ويقضي ما فاته " لان الفوات الى خلف وهو القضاء.[2]

ترجمہ: اور اسی طرح اگر وضو کرے تو وقت کے فوت ہونے کا خوف ہو تو اس وجہ سے تیمم نہ کرے اور وضو کرے اور جو نماز اس سے فوت ہو گئی ہو اس کی قضا کرے کیونکہ فوت نماز کیلئے خلف ہوتا ہے اور وہ قضا ہے۔

مسئلہ 231: (قَوْلُهُ: لَا لِفَوْتِ جُمُعَةٍ وَوَقْتٍ) ايْ لَا يَصِحُّ التَّيَمُّمُ لِخَوْفِ فَوْتِ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ وَصَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ، وَانَّمَا يَجُوزُ التَّيَمُّمُ لَهُمَا عِنْدَ عَدَمِ الْقُدْرَةِ عَلَى الْمَاءِ حَقِيقَةً اوْ حُكْمًا وَفِيهِ خِلَافُ زُفَرَ كَمَا قَدَّمْنَاهُ امَّا عَدَمُ جَوَازِهِ لِخَوْفِ فَوْتِ الْجُمُعَةِ؛ فَلِانَّهَا تَفُوتُ الَى خَلْفٍ، وَهُوَ الظُّهْرُ كَذَا فِي الْهِدَايَةِ[3]

ترجمہ: اور یہ قول نہ کہ جمعہ کے فوت ہونے کیلئے اور وقت جانے کیلئے یعنی صحیح نہیں تیمم کرنا جمعہ کی نماز کے فوت ہونے کے خاطر اور فرض نماز کے فوت ہونے کے۔ اور تیمم جائز ہے ان دونوں کیلئے پانی پر قدرت نہ پانے کے وقت حقیقتاً یا حکماً اور اس میں خلاف ہے امام زفرؒ کا جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے اور اگرچہ عدم جواز تیمم ہے نماز کے فوت ہونے کی وجہ سے پس یہ تو فوت ہو جاتا ہے اپنے خلف کو

---

[1] الدرمختار ص 42محولہ بالہ

[2] المرغيناني،الهداية في شرح بداية المبتدي ص 53ج1محولہ بالہ

[3] ابن نجيم البحرالرائق ص 167ج١ محولہ بالہ

مسئلہ 232: اگر عید کی نماز پڑھتے وقت کسی کا وضو ٹوٹ جائے تو اس کے لئے تیمم جائز ہے۔ بنا کرے یہ امام صاحب کا قول ہے۔ اور بناء سے متعلق مسائل کا بیان نماز کے سلسلے میں آجائے گا۔

مسئلہ 233: اگر کسی شخص نے وضو نہ کیا ہو اور عید کا دن ہو اور دوسرے لوگ نماز کے لئے کھڑے ہوں یا کھڑے ہونے والے ہوں۔ اب اسے اندیشہ ہو کہ وضو کرتے کرتے نماز جاتی رہیگی تو ایسے شخص کے لئے تیمم جائز ہے۔

اور وہ ظاہر ہے جیسا کہ ھدایہ میں ہے۔

اور صاحب ہدایہ نے کہا ہے

ولا يتيمم للجمعة وان خاف الفوت لو توضا فان ادرك الجمعة صلاها والا صلى الظهر اربعا " لانها تفوت الى خلف وهو الظهر بخلاف العيد[1]

ترجمہ: اور جمعہ کی نماز کیلئے تیمم نہ کریں اگرچہ نماز کے فوت ہونے کا خوف ہوا گر وضو کریں پس اگر جمعہ کو پالیا تو ادا کریں ورنہ ظہر کی چار رکعت نماز ادا کریں کیونکہ یہ اپنے خلف کی طرف فوت ہو جاتا ہے اور وہ ظہر ہے نہ عید کی نماز کیونکہ اس کا خلف نہیں۔

مسئلہ 232: وان احدث الامام او المقتدي في صلاة العيد تيمم وبنى عند ابي حنيفة رحمه الله تعالى[2]

ترجمہ: اور اگر بے وضو ہو جائے امام یا مقتدی عید کی نماز میں تو تیمم کریں اور نماز پر بنا کریں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک۔

مسئلہ 233: (او) فوت (عيد) بفراغ امام او زوال شمس (ولو) كان يبني (بناء) بعد شروعه متوضئا وسبق حدثه (بلا فرق بين كونه اماما او لا) في الاصح؛ لان المناط خوف الفوت لاالى بدل [3]

ترجمہ: اور جائز ہے تیمم نماز عید کے فوت ہو جانے کے ڈر سے بسبب فراغت کرنے امام کے یا ڈھلنے آفتاب کے اگرچہ خائف فوت نماز جنازہ یا عید تیمم کر کے بنا کرتا ہو بعد شروع کرنے وضو سے نماز کے اور پیش ہونے حدث کے یعنی وضو کر کے نماز جنازہ یا عید شروع کی پھر وضو ٹوٹ گیا اور خوف ہے کہ اگر وضو پھر کرے گا تو نماز فوت ہو جائے گی تو امام کے نزدیک تیمم کر کے بنا کرنا جائز ہے بدون فرق کے درمیان ہونے اس بانی کے امام یا غیر امام صحیح تر قول میں اس واسطے کہ جواز تیمم کا مدار اس صورت میں خوف ہے فوت ہونے کا بلا عوض۔ اور اگر اسی تیمم پر مذکورہ نماز شروع کی اور خدانخواستہ حالت نماز وضو (تیمم) ٹوٹ جائے تو اسے چاہیئے کہ دوبارہ جلدی سے تیمم کرلے اور بناء کرے تاکہ اس کی نماز فوت نہ ہو۔

---

[1] ایضا الهدایہ ص 53 ج1 محولہ بالہ

[2] ایضا الهدایہ ص 52 ج1 محولہ بالہ

[3] الدرالمختار للحصفکی ص 242محولہ بالہ

مسئلہ 234: اگر کسی کو اندیشہ ہو کہ میں اگر وضو کر و نگا تو امام صاحب جنازے کی ساری تکبیرات مکمل کر لیں گے۔ اور نماز جنازہ جاتی رہے گی۔ تو ایسے شخص کے لئے تیمم جائز ہے۔ خواہ پانی موجود ہی کیوں نہ ہو۔ اب اگر اس تیمم سے جنازے کی نماز پڑھ لے اور ایسے میں دوسرا جنازہ پہنچ جائے اور دونوں جنازوں کے مابین اس قدر وقفہ گزر چکا ہو کہ وہ وضو کر سکتا تھا۔ لیکن اس نے وضو نہ کیا اب اسے پھر وہی اندیشہ ہوا کہ اگر وضو کر و تو نماز جاتی رہے گی تو اب وہ دوسرا تیمم کرے گا کیونکہ سابقہ تیمم کافی نہیں۔ ہاں اگر وضو کرنے کا وقفہ بیچ میں نہ آیا ہو تو سابقہ تیمم کافی ہے۔

مسئلہ 235: اگر پانی نہ ہو اور قرآن شریف پڑھنے یا اسے ہاتھ لگانے کے لئے کوئی تیمم کرے تو یہ تیمم جائز ہے۔ لیکن اسی تیمم سے نماز کی ادائیگی نہیں ہو سکتی۔

مسئلہ 236: اگر کوئی تیمم کر لے برائے نماز تو جب تک کہ مذکورہ تیمم ضائع نہ ہو۔ جتنی بھی نمازیں ہو اسی تیمم سے پڑھی جا سکتی ہیں۔ خواہ فرض ہو یا سنت یا نفل ہو اور دوسرے وقت کی نماز بھی ادا ہو سکتی ہے قرآن شریف کی تلاوت اور یا اسے ہاتھ لگانا بھی مذکورہ تیمم سے جائز ہے۔

مسئلہ 234: (وَ) جَازَ (لِخَوْفِ فَوْتِ صَلَاةِ جِنَازَةٍ) ايْ كُلِّ تَكْبِيرَاتِهَا وَلَوْ جُنُبًااوْ حَائِضًا، وَلَوْ جِيءَ بِاخْرَى انْ امْكَنَهُ التَّوَضُّؤُ بَيْنَهُمَا ثُمَّ زَالَ تَمَكُّنُهُ اعَادَ التَّيَمُّمَ وَالَّا لَا بِهِ يُفْتَى [1]

ترجمہ: اور تیمم جائز ہے نماز جنازہ کے فوت ہو جانے کے خوف سے یعنی تمام تکبیروں کے فوت ہونے کے ڈر سے اگرچہ تیمم کرنے والا جنبی یا حائضہ ہو اور جب ایک جنازہ کی نماز کے بعد دوسرا جنازہ لوگ لائے تو اگر اس متیمم کو ان دونوں کے درمیان وضو کرنا ممکن ہو پانی ملنے اور فرصت پانے سے پھر یہ قدرت زائل ہو گئی تو پھر تیمم کریں دوسرے جنازے کے واسطے بالاتفاق اور جو درمیان میں وضو پر قدرت نہ ہوئی تو تیمم کا اعادہ نہیں شیخین کے نزدیک اسی قول آخر پر فتویٰ ہے۔

مسئلہ 235: لَوْ تَيَمَّمَ لِدُخُولِ مَسْجِدٍ اوْ لِقِرَاءَةٍ وَلَوْ مِنْ مُصْحَفٍ اوْ مَسِّهُ اوْ كِتَابَتِهِ اوْ تَعْلِيمِهِ اوْ لِزِيَارَةِ قُبُورٍ اوْ عِيَادَةِ مَرِيضٍ اوْ دَفْنِ مَيِّتٍ اوْ اذَانٍ اوْ اقَامَةٍ اوْ اسْلَامٍ اوْ سَلَامٍ اوْ رَدِّهِ لَمْ تَجُزْ الصَّلَاةُ بِهِ عِنْدَ الْعَامَّةِ، [2]

ترجمہ: اگر تیمم کیا مسجد میں داخل ہونے کیلئے یا قرآن مجید کی قرأت کیلئے اگرچہ مصحف میں ہو یا مصحف کے مسح کیلئے یا کتابت کیلئے یا تعلیم کیلئے یا قبروں کی زیارۃ کیلئے یا مریض کی عیادت کیلئے یا میت کو دفن کرنے کیلئے یا اذان کیلئے یا اقامت کیلئے یا اسلام لانے کیلئے یا سلام کرنے کیلئے یا جواب سلام کیلئے تو اس تیمم سے نماز جائز نہیں عام علماء کے نزدیک۔

مسئلہ 236: ويصلى بتيممه ما شاء من الفرائض والنوافل [3]

ترجمہ: اور ایک تیمم سے ادا کریں جتنے چاہیں فرائض میں سے یا نوافل میں سے۔

اور صاحب ہندیہ نے لکھا ہے

---

[1] الدرالمختار للحصفكي ص 242محولہ بالہ

[2] الدرالمختار للحصفكي ص 243محولہ بالہ

[3] المرغيناني، الهداية في شرح بداية المبتدي ص 52ج1محولہ بالہ

وَيُصَلِّي بِالتَّيَمُّمِ الْوَاحِدِ مَا شَاءَ مِنْ الصَّلَوَاتِ فَرْضًااوْ نَفْلًا .كَذَا فِي الِاخْتِيَارِ شَرْحِ الْمُخْتَارِ .[1]

ترجمہ:اور ایک تیمم سے جتنی نمازیں چاہیں ادا کریں خواہ فرض ہوں یا نفل۔اسی طرح اختیار شرح مختار میں ہے۔

---

[1] فتاویٰ الهندیہ ص34ج 1 محولہ بالہ

مبحث دوم موزوں پر مسح کا بیان:

مسئلہ 237: اگر چمڑے کے موزے ایسے ہوں کہ سالم پاؤں ٹخنوں تک اس میں چھپے ہوں اور تین چار منزل ان میں چلا جاسکتا ہوں اور کامل وضو کے ساتھ پہنے جائیں تو پھر مدت مسح کے دوران ان پر مسح کر سکتا ہے۔

مسئلہ 238: اگر کوئی باوضو نہ ہو اور تیمم کر کے موزے پہنے۔ پھر اسے پانی مل جائے تو اب وہ وضو کرے گا تو پاؤں بھی دھوئے گا۔ اور موزوں پر مسح نہیں کرے گا اور اسی طرح اگر کوئی بے وضو ہو اور موزے پہن لے، تو اب جو وضو کرے گا۔ تو پاؤں دھونا واجب ہے۔ موزوں پر مسح نہیں کریگا۔ ہاں اگر صورت حال یہ ہو کہ وضو کرتے ہوئے پہلے پاؤں دھو کر موزے پہن لے۔ اور بعد میں باقی وضو کرلے۔ اور وضو ختم ہونے تک ناقض وضو حادثہ بھی پیش نہ آئے۔ تو اس کے بعد جب وضو ٹوٹ جائے اور یہ دوبارہ وضو کرے تو موزوں پر مسح کر سکتا ہے۔ اب یہ واضح ہو گیا کہ موزوں پر مسح تب جائز ہے۔ جبکہ کامل طہارت کی حالت میں پہنے گئے ہوں۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ موزے پہنتے وقت بھی مکمل طہارت کی حالت میں ہو۔ بلکہ یہ ضروری ہے کہ موزے پہننے کے بعد جو وضو ٹوٹے تو اس وقت وہ کامل ہو۔

مسئلہ 237: (مِنْهَا) انْ يَكُونَ الْخُفُّ مِمَّا يُمْكِنُ قَطْعُ السَّفَرِ بِهِ وَتَتَابُعُ الْمَشْيِ عَلَيْهِ وَيَسْتُرُ الْكَعْبَيْنِ[1]

ترجمہ: منجملہ ان کے ہے یہ بات کہ موزہ ایسا ہو کہ اس کو پہن کر سفر کر سکے اور پے در پے چل سکے اور ٹخنے ڈھک جائیں۔

اور مجمع الانھر میں ہے

فَالصَّحِيحُ انَّهُ انْ كَانَ صَلْبًا مُسْتَمْسِكًا يَمْشِي مَعَهُ فَرْسَخًااوْ فَرَاسِخَ[2]

ترجمہ: پس موزوں کے مسح کی جواز کے بارے میں صحیح یہ ہے کہ اگر یہ سخت ہو اور خود کھڑی ہونی والی ہو جس کے ساتھ ایک فرسخ یا دو فرسخ چلنا ممکن ہو۔

مسئلہ 238: المسح عليهما جائز بالسنة --- من كل حدث موجب للوضوء ---اذا لبسهما --- على طهارة كاملة--- وقوله على طهارة كاملة يتعلق بمحذوف حال من حدث لا كاملة --- ولو غسل رجليه ولبس خفيه قبل اكمال الوضوء ثم اكمل الطهارة قبل ان يحدث جاز له المسح عليهمااذااحدث عندنا لما تقدم ان الشرط كون الطهارة كاملة وقت الحدث لا وقت اللبس --- وكذا لو تيممت ولبست الخفين ثم وجدت ماء يكفي للوضوء لايجوز لهاالمسح لان تيممها بطل بوجود الماء مستند االى اول الاستعمال انها لبستها بلا طهارة[3]

ترجمہ: دونوں موزوں پر مسح جائز ہے بوجہ مشہور حدیث کے۔۔۔ ہر اس بے وضو سے جو وضو کرنے کیلئے موجب ہو۔۔۔ جب وہ پہنے ان دونوں کو۔۔۔ کامل طہارت کے ساتھ۔۔۔ اور اس کا یہ قول کہ طہارت کاملہ پر پہنے یہ متعلق ہے محذوف حال پر جو حال ہے بے

---

[1] ایضا فتاویٰ الھندیہ ص36ج 1 محولہ بالہ ۔

[2] مجمع الانھر ص 50ج 1محولہ بالہ

[3] الحلبی، غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی ص 107محولہ بالہ

مسئلہ 239: مرد ہو یا عورت ہو یا مخنث۔ ہر ایک کے لئے موزوں پر مسح جائز ہے۔ مسافر کے لئے مسح کی مدت تین دن اور تین راتیں ہے۔اور غیر مسافر یعنی مقیم کے لئے یہ مدت دن رات (چوبیس گھنٹے) مقرر ہے۔ مدعا یہ ہے۔ کہ ایک مرتبہ وضو کرنے کے بعد جب موزے پہن لے۔ تو اس کے بعد اس مقررہ میعاد کے اندر جس وقت وضو کرے گا۔ تو موزوں پر مسح جائز ہے۔ پاؤں دھونا واجب نہیں۔

مسئلہ 240: یہ تین راتیں اور تین دن یا ایک رات اور ایک دن اس وقت سے حساب ہونگے۔ جب موزے پہننے کے بعد پہلی دفعہ وضو ٹوٹ جائے۔ مثلاً ظہر کے لئے وضو کر لیا پھر موزے پہن لئے اب آج سورج غروب ہوتے وقت اس کا وضو ٹوٹے۔ تو کل سورج غروب ہونے تک مسح جائز ہے اگر مقیم ہو۔ اگر مسافر ہو تو تیسری دن کے سورج غروب ہونے تک مسح جائز ہے۔

وضوئی سے نہ کہ کامل۔۔۔اور اگر دونوں پاؤں دھویے اور وضو کے مکمل ہونے سے پہلے موزیں پہنے پھر وضو کو مکمل کیا بے وضوئی سے پہلے تو اس کو اسپر مسح کرنا جائز ہے جب وہ بے وضو ہو جائے ہمارے نزدیک اس وجہ سے کہ ہم نے پہلے بیان کیا کہ شرط طہارت کاملہ کا ہونا ہے بوقت حدث کے نا بوقت موزے پہنے کے۔۔۔اور اس طرح اگر اس نے تیمم کیا اور موزیں پہن لئے تھے پھر پانی مل گیا جو وضو کیلئے کافی ہوتا ہو تو ان کیلئے ان دونوں پر مسح جائز نہیں کیونکہ ان کا تیمم باطل ہو گیا پانی کے موجود ہونے پر کیونکہ اس نے دونوں موزیں بغیر طہارت کے پہنے تھے۔

مسئلہ 239: ولو امراة) او خنثى (ملبوسين على طهر) فلو احدث ومسح بخفيه او لم يمسح فلبس موقه لا يمسح عليه (تام) خرج الناقص حقيقة كلمعة، او معنى كتيمم ومعذور، فانه يمسح في الوقت فقط، الااذا توضا ولبس على الانقطاع الصحيح (عند الحدث).فلو تخفف المحدث ثم خاض الماء فابتل قدماه ثم تمم وضوءه ثم احدث جاز ان يمسح (يوما وليلة لمقيم، وثلاثة ايام ولياليها لمسافر)[1]

ترجمہ: مسح جائز ہے اگرچہ ہو عورت یا خنثی اس حالت میں کہ موزے یا جرموق پہنی گئی ہو طہارت میں تو اگر اس کا وضو ٹوٹ گیا اور اس نے اپنے موزوں پر مسح کیا یا مسح نہ کیا پھر اس نے جرموق پہنا تو جرموق پر مسح نہ کریں۔ یہ موزے ملبوس ہو طہر تام یعنی پوری طہارت پر تام کی قید سے ناقص حقیقی یا ناقص معنوی طہارت خارج ہو گئی ناقص حقیقی چنانچہ اعضاء وضو میں سے قدرے خشک رہ گیا اور ناقص معنوی چنانچہ تیمم کرنے والے اور معذور کی طہارت۔ اس لئے معذور تو صرف وقت پر مسح کرتا ہے مگر جب کہ معذور نے وضو کیا اور موزہ پہنا انقطاع عذر پر تو وہ صحیح سالم کے مانند ہے۔ جائز ہے طہر تام چاہیے وضو ٹوٹنے کے وقت یعنی مسح کے واسطے موزہ پہننے کے وقت طہارت کامل کا ہونا ضروری نہیں بلکہ حدث کے وقت ضروری ہے۔ تو اگر بے وضو شخص نے موزہ پہنا پھر وہ پانی کے اندر گھس گیا سو دونوں پاؤں اس کے تر ہو گئے پھر اس نے باقی اعضاء وضو کو پورا کیا پھر اس کا وضو ٹوٹا تو اس کو مسح کرنا جائز ہے مقیم کو ایک دن رات اور مسافر کو تین دن رات۔

مسئلہ 240: (ان كان ملبوسين على طهر تام) خرج به الناقص حقيقة كلمة لم يصبهاالماو معنى كطهارة المتيمم فانه لايمسح (وقت الحدث) لااللبس خلافا للشافعى (يوما وليلة للمقيم وثلاثة اياما وليا ليها للمسافر) وابتداالمدة (من وقت الحدث)[2]

ترجمہ: اگر ان دونوں کو طہر تام پر پہنے ہوں تو اس قید سے ناقص حقیقی خارج ہوا کلمہ کہ موزیں کو پانی نہیں پہنچا یا معنا جیسا کہ تیمم کرنے والے کی طہارت پس وہ مسح نہیں کریگا بے وضوئی کے وقت نہ کے پہنے کے وقت امام شافعیؒ کا خلاف ثابت ہے اور مقیم کیلئے ایک دن

---

[1] ایضا الدرالمختار للحصفکی ص 41 محولہ بالہ

[2] محمد بن علی بن محمد الحصنی المعروف بالقدأ الحصکفی المتوفی ١٠٨٨ھ الدرالمنتقیٰ فی شرح الملتقیٰ ص 69ج1 دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

مسئلہ 241: اگر وضو کرلے اور موزے پہن لے اور پھر وضو نہ ٹوٹا ہو اسی حالت میں سو جائے تو مسح کی مدت حالت نیند کی ابتدائی وقت سے شروع ہو گی۔ نہ کہ بیدار ہونے کے بعد۔

مسئلہ 242: اگر موزے پہنے ہوئے غسل واجب ہو جائے۔ تو اس کے لئے مسح جائز نہیں۔ یعنی غسل کرتے وقت وہ پاؤں بھی دھوئے گا اس لئے کہ غسل میں مسح نہیں ہو سکتا۔

ورات اور مسافر کیلئے تین دن ورات اور مدت مسح کی ابتدا پہلے بے وضو ہونے سے ہو گا.

اور صاحب ہندیہ نے یوں لکھا ہے۔

(وَمِنْهَا) انْ يَكُونَ فِي الْمُدَّةِ وَهِيَ لِلْمُقِيمِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَلِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةُ ايَّامٍ وَلَيَالِيهَا .هَكَذَا فِي الْمُحِيطِ سَوَاءٌ كَانَ السَّفَرُ سَفَرَ طَاعَةٍ اوْ مَعْصِيَةٍ .كَذَا فِي السِّرَاجِيَّةِ وَابْتِدَاءُ الْمُدَّةِ يُعْتَبَرُ مِنْ وَقْتِ الْحَدَثِ بَعْدَ اللُّبْسِ حَتَّى انْ تَوَضَّا فِي وَقْتِ الْفَجْرِ وَلَبِسَ الْخُفَّيْنِ ثُمَّ احْدَثَ وَقْتَ الْعَصْرِ فَتَوَضَّا وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَمُدَّةُ الْمَسْحِ بَاقِيَةٌ الَى السَّاعَةِ الَّتِي احْدَثَ فِيهَا مِنْ الْغَدِ انْ كَانَ مُقِيمًا .هَكَذَا فِي الْمُحِيطِ وَمِنْ الْيَوْمِ الرَّابِعِ انْ كَانَ مُسَافِرًا .هَكَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ .[1]

ترجمہ: اور منجملہ ان چیزوں کے جو مسح میں ضروری ہیں یہ ہے کہ مدت مسح میں مسح ہو اور مدت مقیم کیلئے ایک دن رات ہے اور مسافر کیلئے تین دن اور ان کی راتیں ہیں یہ محیط میں لکھا ہے برابر ہے۔ کہ وہ سفر سفرِ طاعت ہو یا سفر معصیت ہو یہ سراجیہ میں لکھا ہے موزہ پہننے کے بعد حدث ہوا اس وقت سے مدت کی ابتداء معتبر ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی نے فجر کے وقت وضو کرکے موزے پہنے پھر عصر کے وقت اس کو حدث ہوا پھر اس نے وضو کیا اور موزہ پر مسح کیا۔ تو دوسرے دن کی اسی ساعت تک مدت مسح باقی ہے جس ساعت میں اول روز حدث ہوا تھا اور اگر مسافر ہے تو چوتھے روز کی اسی ساعت تک مدت مسح کی باقی رہے گی یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے۔

مسئلہ 241: فَلَوْ كَانَ حَدَثُهُ بِالنَّوْمِ فَابْتِدَاءُ الْمُدَّةِ مِنْ اوَّلِ مَا نَامَ لَا مِنْ حِينِ الِاسْتِيقَاظِ، حَتَّى لَوْ نَامَ اوْ جُنَّ اوْ اغْمِيَ عَلَيْهِ مُدَّتَهُ بَطَلَ مَسْحُهُ[2]

ترجمہ: پس اگر اسے خواب کی وجہ سے بے وضوئی ہوئی ہو تو خواب کی ابتدا سے حساب کیا جائے گا نہ کہ بیدار ہونے کے وقت سے یہاں تک کہ اگر کوئی سو گیا یا دیونہ ہوا یا اس پر غشی طاری ہوئی ایک مدت تک تو اس کا مسح باطل ہو گیا۔

مسئلہ 242: (قوله ظاهره الخ) البحث والجواب للقهستاني. واقول: قد يقال ان جوازه لمجدد الوضوء تعلم بالاولى؛ لان ما رفع المحدث الحقيقي يحصل به تجديد الطهارة بالاولى، على ان قوله لا لجنب يدل بالمقابلة على ان المحدث احتراز عن الجنب فقط تامل.[3]

---

[1] ایضا فتاویٰ الهندیہ ص38ج 1 محولہ بالہ

[2] ایضا ابن عابدین ص503 ج1 محولہ بالہ

[3] ابن عابدین ص495ج1 محولہ بالہ

ترجمہ: اور یہ قول کہ اس کا ظاہر یعنی بحث کرنا اور جواب ہے قہستانی کیلئے میں کہتا ہوں۔ کہ کہا جاتا ہے کہ مسح موزوں پر تب واجب ہے
۔

مسئلہ 243: موزوں پر مسح کرنے کے لئے سنت طریقہ یہ ہے کہ ہاتھوں کی انگلیاں گیلی کر کے پاؤں کی انگلیوں پر موزوں کے اوپر رکھ دے اور پھر ٹخنوں سے اوپر پنڈلی تک کھینچتے ہوئے لیجائے۔ دائیں پاؤں پر دائیں ہاتھ کی اور بائیں پاؤں پر بائیں ہاتھ کی انگلیوں سے مسح کرے۔ اگر انگلیوں کے ساتھ ہتھیلی کو بھی موزوں پر رکھ دے اور تمام ہتھیلی موزوں پر پھیر لے تو زیادہ بہتر ہے۔

جب وضو ہو کہ اس تعلیم ہو کیونکہ جو بے وضو نے حقیقی نجاست دور کی اس سے طہارت کا تجدید بطریق اولی ہے اس قول پر کہ نہ جنب کیلئے یہ دلالت کرتا ہے مقابلہ پر کہ بے وضو کی قید سے احتراز کیا جنب سے فقط اس میں سوچ کر۔ یعنی وضو کی قید سے جنب نکل گیا کہ اس کیلئے پاؤں دھلانا لازم ہے۔

اور منیہ میں ہے

ولا یجوز المسح علی الخفین لمن وجب علیہ الغسل [1]

ترجمہ: اور موزوں پر مسح جائز نہیں ہے اس کیلئے جس پر غسل جنابت فرض ہو گیا ہو۔

مسئلہ 243: وَكَيْفِيَّتُهُ كَمَا ذَكَرَهُ قَاضِي خَانْ فِي شَرْحِ الْجَامِعِ الصَّغِيرِ انْ يَضَعَ اصَابِعَ يَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى مُقَدَّمِ خُفِّهِ الْايْمَنِ وَاصَابِعَ يَدِهِ الْيُسْرَى عَلَى مُقَدَّمِ خُفِّهِ الْايْسَرِ مِنْ قِبَلِ الْاصَابِعِ فَاذَا تَمَكَّنَتْ الْاصَابِعُ يَمُدُّهَا حَتَّى يَنْتَهِيَ الَى اصْلِ السَّاقِ فَوْقَ الْكَعْبَيْنِ؛ لِانَّ الْكَعْبَيْنِ يَلْحَقُهُمَا فَرْضُ الْغَسْلِ وَيَلْحَقُهُمَا سُنَّةُ الْمَسْحِ، وَانْ وَضَعَ الْكَفَّ مَعَ الْاصَابِعِ كَانَ احْسَنَ هَكَذَا رُوِيَ عَنْ مُحَمَّدٍ اهـ۔ [2]

ترجمہ: اور موزوں پر مسح کی کیفیت جیسا کہ قاضی خان نے جامع الصغیر کی شرح میں بیان کیا ہے کہ دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو دائیں پاؤں کے آگے حصہ پر رکھیں اور بائیں ہاتھ کی بائیں پاؤں کے مقدم پر رکھیں انگلیوں کے آگے کی طرف اور جب یہ رکھ جائے تو اوپر پنڈلی تک کھینچ دیں ٹخنوں سے اوپر تک کیونکہ ٹخنوں کو فرض غسل کا حکم مل جاتا ہے اور مسح میں سنت اور اگر ہتھیلی بمع انگلیوں کے رکھ دیں تو یہ زیادہ بہتر ہو گا اسی طرح امام محمدؒ سے مروی ہے۔

اور منیہ میں ہے

وکیفیۃ المسح ان یضع یدیہ علی مقدم خفیہ ویجافی بطن کفیہ ویمدھاالی الساق او یضع کفیہ مع الاصابع ویمدھاالی الساق جملۃ ولو مسح بروءس الاصابع وجافی اصول الاصابع والکف لایجوز الاان یکون الماء متقاطر [3]

---

[1] الکاشغری، منیۃ المصلی ص 65 محولہ بالہ

[2] ابن نجیم البحر الرائق شرح کنز الدقائق ص 183ج 1محولہ بالہ

[3] الکاشغری منیۃ المصلی ص 66 محولہ بالہ

ترجمہ:اور مسح کی کیفیت یہ ہے کہ ہاتھوں کو موزہ کے آگے حصہ پر رکھ دیں اور ہتھیلی کو دور کردیں پھر اس کو پنڈلی کی طرف کھینچ دیں یا ہتیھلی مع انگلیوں کے آگے رکھ دیں اور پنڈلی کی طرف کھینچ دیں اور اگر مسح کیا انگلیوں کے سروں سے اور انگلیوں کے بیچ اور ہتیھلی

مسئلہ 244: موزوں پر مسح صرف ایک بار ہونا چاہیئے تین دفعہ سنت نہیں۔جیسا کہ پاؤں دھوتے وقت سنت ہے۔

مسئلہ 245: اگرانگلیاں موزوں پر سیدھی طرح نہ رکھے۔بلکہ کھڑی انگلیاں اس طریقے سے رکھ دے۔کہ انگلیوں کے سرے موزوں پر سے کھینچ کر گزارے تو یہ مسح جائز نہیں۔۔ہاں اگر مسح کرتے وقت انگلیوں سے پانی برابر ٹپکتا رہے۔تو اس صورت میں جائز ہے۔

مسئلہ 246: موزوں پر مسح کرتے وقت مستحب یہ ہے کہ انگلیوں یا انگلیوں کے پیٹ(اندرونی طرف)کو موزوں پر سے کھینچے۔اور اگر ان کے پشت سے بھی مسح کرے تو بھی جائز ہے۔

کو دور کیا تو جائز نہیں ہاں اگر پانی اس سے ٹپکے تو پھر جائز ہے۔

مسئلہ 244: (قَوْلُهُ مَرَّةً) قَيْدٌ لِلْمَسْحِ الْمَفْهُومِ، فَلَا يُسَنُّ تَكْرَارُهُ كَمَسْحِ الرَّاسِ بَحْرٌ[1]

ترجمہ:اور یہ قول کہ ایک بار مقید کیا مسح کیلئے مفہوم کو پس سنت نہیں تکرار مسح کا جیسا کہ سر کے مسح میں تکرار نہیں۔

اور بحر میں ہے

وفی قولہ مرۃ اشارۃ الی انہ لایسن تکرارہ کمسح الراس عملا بمارواہ علیہ السلام مسح علی ظاهر خفیه خطوطا بالاصابع[2]

ترجمہ:اور اس قول میں کہ ایک دفعہ اس میں اشارہ ہے کہ مسح میں تکرار مسنون نہیں جیسا کہ سر کے مسح میں از روئے عمل اس کے جو حضور ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ؐ نے مسح کیا موزوں کے ظاہر پر انگلیوں سے خط کھینچتے ہوئے۔

مسئلہ 245:فَلَوْ مَسَحَ بِرُءُوسِ اَصَابِعِهِ وَجَافَى اُصُولَهَا لَمْ يَجُزْ الّاانْ يَبْتَلَّ مِنْ الْخُفِّ عِنْدَ الْوَضْعِ قَدْرُ الْفَرْضِ، قَالَهُ الْمُصَنِّفُ. ثُمَّ قَالَ: وَفِي الذَّخِيرَةِ انْ الْمَاءُ مُتَقَاطِرًا جَازَ وَالَّا لَا[3]

ترجمہ:پس اگر مسح کیا انگلیوں کے سروں پر اور اس کے بیچ کو دور رکھا تو مسح جائز نہیں مگر تب جائز ہے کہ رکھتے کے وقت بقدر مفروض جگہ موزہ گیلا ہو جائے مصنف ؒنے فرمایا پھر فرمایا کہ ذخیرہ میں ہے کہ جب پانی اس سے ٹپکے تو جائز ہے ورنہ نہیں۔

---

[1]ابن عابدین، رد المحتار علی الدرالمختارص502ج1محولہ بالہ
[2]ابن نجیم البحرارالرائق ص 173ج1 محولہ بالہ
[3]ایضا ابن عابدین ص 504 ج1 محولہ بالہ

مسئلہ 246:والمستحب ان یمسح بباطن کفیہ ولو مسح بظاھر کفیہ یجوز [1]

مسئلہ 247: اگر موزوں پر مسح مطلوب ہو۔ تو تلوے پر نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ اوپر والے حصے پر کرنا چاہیئے۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ دونوں پر مستحب ہے۔ اور اگر کوئی موزوں کے نچلے حصے یا پاؤں کے پچھلے حصے یا موزوں کے کناروں پر مسح کرے تو جائز نہیں۔

مسئلہ 248: اگر موزوں پر لمبائی کی بجائے چوڑائی پر کوئی مسح کر گیا۔ تو جائز تو ہے۔ لیکن مستحب کے خلاف ہے۔ اسی طرح اگر لمبائی پر الٹا مسح کرے یعنی پنڈلی سے شروع کر کے انگلیوں کی طرف تو یہ بھی جائز ہے لیکن خلاف مستحب ہے۔

مسئلہ 249: اگر موزوں پر لمبائی کی بجائے چوڑائی پر کوئی مسح کر گیا۔ تو جائز تو ہے۔ لیکن مستحب کے خلاف ہے۔ اسی طرح اگر لمبائی پر الٹا مسح کرے یعنی پنڈلی سے شروع کر کے انگلیوں طرف تو یہ بھی جائز ہے لیکن خلاف مستحب ہے۔

مسئلہ 250: اگر موزے پر بجائے مسح کے تین انگلیاں پانی میں تر سیدھی پڑی ہوئی رکھ دے اور کھینچ کر نہ بھی گزارے تو مسح ہو گیا۔

ترجمہ: اور موزوں پر مسح میں مستحب یہ ہے کہ ہتھیلی کے باطن پر کیا جائے اور اس کے ظاہر پر کیا تو بھی جائز ہے۔

مسئلہ 247: ولو مسح برؤوس الاصابع علی باطن خفیہ او من قبل العقبین او من جوانبھا لا یجوز [2]

ترجمہ: اور اگر مسح کیا انگلیوں کے سروں پر موزہ کے باطن پر یا ایڑیوں کی طرف سے یا طرفوں سے تو جائز نہیں۔

مسئلہ 248:ولو وضع یدیہ من قبل الساق ومدھاالی رؤس الاصابع جاز --- ولو مسح علیھا عرضا جاز ولکن یکون مخالفا للسنۃ فی جمیع ذالک [3]

ترجمہ: اور اگر رکھ دیا اپنے ہاتھوں کو پنڈلی کی طرف سے اور نیچے انگلیوں کی طرف کھینچ دیا تو جائز ہے ---۔ اور اگر ایک طرف سے دوسری طرف عرضاً مسح کیا تو بھی جائز ہے لیکن سنت کے مخالف ہے ان سب صورتوں میں۔

مسئلہ 249: (وفرضہ) عملا (قدر ثلاث اصابع الید) اصغرھاطولا وعرضا من کل رجل لا من الخف فمنعوا فیہ مد الاصبع، فلو مسح برؤوس اصابعہ وجافی اصولھا لم یجز، الاان یبتل من الخف عند الوضع قدر الفرض، قالہ المصنف۔[4]

ترجمہ: اور مسح کا فرض عملی ہاتھ کی تین چھوٹی انگلیوں کے برابر ہے طول اور عرض میں ہر پاؤں سے نہ ہر موزے سے یعنی فرض مسح اسی قدر ہے خواہ ابتداً مسح کی جس طرف سے بھی کی ہو ہر پاؤں میں نہ کہ ہر موزہ میں پس منع کیا ہے اس میں انگلی کا کھینچنا پس اگر مسح کیا انگلیوں کے سر پر اور بیچ کو دور کیا تو جائز نہیں مگر اس حالت میں کہ موزہ میں بقدر فرض جگہ گیلے ہوئی ہو اس کو مصنفؒ نے فرمایا ہے۔

اور صاحب منیہ نے لکھا ہے

---

[1] ایضا منیۃ المصلی ص 66 محولہ بالہ

[2] ایضا منیۃ المصلی ص 66 محولہ بالہ

[3] ایضا منیۃ المصلی ص 66 محولہ بالہ

[4] الدرالمختار للحصفکی ص 41 محولہ بالہ

وفرض ذالک مقدار ثلاثۃ اصابع من اصابع الید ین [1]

مسئلہ 251: اگرموزوں پر مسح نہ کیا بلکہ بارش کی وجہ سے وہ بھیگ گئے۔ یا بارش سے بھیگی ہوئی گھاس یا فصل میں جارہاہو۔ اور موزے بھی باقاعدہ بھیگ گئے تو مسح ہو گیا۔ اگر گھاس یا فصل شبنم کی وجہ سے بھیگ چکے ہوں اور اسی سے موزے بھیگ گئے۔ تو بھی صحیح بات یہ ہے کہ مسح ہو چکا۔

مسئلہ 252: جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے انہی سے مسح بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ لہٰذا جب مقررہ مدت کے اندر وضو کرے گا۔ تو ساتھ ہی موزوں پر مسح بھی کرے گا۔ اگر وضو قائم ہو اور موزے اتارلے۔ تو بھی سابقہ مسح ٹوٹ گیا۔ اب اسے صرف دونوں پاؤں دھونے چاہیے۔ وضو کرنے کی ضرورت نہیں اور اگر ایک موزہ اتارا گیا تو دوسرا بھی اتارے گا۔ کیونکہ دونوں پاؤں دھونا واجب ہے۔

ترجمہ: اور موزہ میں فرض مقدار مسح کا تین انگلیوں کا ہے ہاتھ کی انگلیوں کے برابر۔

مسئلہ250: فلو مسح بروؤس اصابعه وجافی اصولها لم يجز، الاان يبتل من الخف عند الوضع قدر الفرض، قاله المصنف. ثم قال: وفي الذخيرة: ان الماء متقاطرا جاز والا لا.[2]

ترجمہ: پس اگر مسح کیا انگلیوں کے سروں پر اور اس کے بیچ کو دور کیا تو جائز نہیں مگر اگر موزہ میں فرض مقدار جگہ گیلی ہو جائے یہ مصنفؒ نے فرمایا ہے پھر فرمایا اور ذخیرہ میں ہے کہ جب پانی کے قطرے ٹپکے تو جائز ہے ورنہ نہیں،

مسئلہ 251: وَلَوْ اصَابَ مَوْضِعَ الْمَسْحِ مَاءٌ اوْ مَطَرٌ قَدْرَ ثَلَاثِ اصَابِعَ اوْ مَشَى فِي حَشِيشٍ مُبْتَلٍّ بِالْمَطَرِ يُجْزِيهِ وَالطَّلُّ كَالْمَطَرِ عَلَى الْاَصَحِّ .هَكَذَا فِي التَّبْيِينِ .[3]

ترجمہ: اور اگر مسح کی جگہ کو پانی پہنچ گیا یا بارش تین انگلیوں کے برابر یا گیلے گھاس میں چل گیا جو بارش سے گیلا ہوا ہو تو یہ مسح کیلئے جائز ہے اور شبنم بارش کی طرح ہے صحیح قول کے مطابق اسی طرح تبیین میں ہے۔

اور شامی میں ہے

فلو اصاب موضع المسح ماء او مطر قدر ثلاث اصابع جاز، وكذا لو مشى في حشيش مبتل بالمطر. وكذا بالطل في الاصح.[4]

ترجمہ: پس اگر مسح کی جگہ کو پہنچ گیا پانی یا بارش تین انگلیوں کے مقدار کے برابر تو جائز ہے اور اسی طرح اگر وہ گیلے گھاس میں چل گیا جو بارش سے گیلا ہوا ہو تو جائز ہے اور اسی طرح شبنم کا حکم ہے۔

مسئلہ252:(قَوْلُهُ: وَيَنْقُضُهُ نَاقِضُ الْوُضُوءِ) ايْ وَيَنْقُضُ الْمَسْحَ كُلُّ شَيْءٍ نَقَضَ الْوُضُوءَ حَقِيقِيًّااوْ حُكْمِيًّا؛ لِانَّ الْمَسْحَ بَعْضُ الْوُضُوءِ فَمَا نَقَضَ الْكُلَّ نَقَضَ الْبَعْضَ--- (قَوْلُهُ: وَنَزْعُ خُفٍّ) ايْ وَيَنْقُضُهُ ايْضًا نَزْعُ خُفٍّ؛ لِانَّ الْحَدَثَ السَّابِقَ سَرَى الَى الْقَدَمَيْنِ لِزَوَالِ الْمَانِعِ--- (قَوْلُهُ: وَمُضِيُّ الْمُدَّةِ) ايْ وَيَنْقُضُهُ ايْضًا مُضِيُّ الْمُدَّةِ لِلْاحَادِيثِ الدَّالَّةِ عَلَى التَّاقِيتِ[5]

---

[1] ایضا منیۃ المصلی ص 65 محولہ بالہ

[2] الدرالمختار للحصفکی ص 41 محولہ بالہ

[3] هندیہ ص37 ج1 محولہ بالہ

[4] ابن عابدین ص 504ج1 محولہ بالہ

[5] ابن نجیم البحرالرائق ص 186ج1 محولہ بالہ

ترجمہ: اور یہ قول کہ موزہ کے مسح کا ناقض وضو کا ناقض ہے یعنی اس کو توڑتا ہے ہر وہ چیز جو وضو کو توڑتا ہے خواہ حقیقی یا حکمی ہو۔ کیونکہ مسح تو بعض وضو ہے نہ کل پس جب کل ناقض ہوا تو بعض بھی ناقض ہو گیا۔۔۔ اور یہ قول اور موزہ کا نکالنا یعنی مسح کو توڑتا

مسئلہ 253: اگر مسح کی مدت پوری ہو چکی۔ تو اس سے بھی مسح ٹوٹ گیا۔ اب اگر وضو قائم ہو۔ تو اسے چاہیئے کہ موزے اتار کر پاؤں دھولے۔ وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ پھر موزے پاؤں دھو کر پہن لے۔ اگر اسکی خواہش پہننے کی ہو۔ اگر وضو ٹوٹ چکا ہو۔ تو موزے اتار کر مکمل وضو کرلے۔ پھر اگر موزے پہننا چاہے۔ تو وضو کرنے کے بعد پہن لے۔ پھر اس کے بعد اگر وہ مسافر ہے۔ تو تین دن اور تین راتوں کے لئے اسے مسح کرنا جائز ہے۔ اور مقیم ہے۔ تو دن رات (چوبیس گھنٹے) مسح کر سکتا ہے۔

ہے موزہ کا نکالنا کیونکہ بے وضوئی نے سرایت کی دونوں قدموں کی طرف بوجہ زائل ہونے کے قدموں کا۔۔۔ اور یہ قول کہ اور وقت کا نکل جانا وہ بھی موزہ کے مسح کو توڑتا ہے وقت مسح کا ختم ہونا بوجہ حدیث مبارکہ کے جو دلالت کرتی ہے وقت پر۔

اور صاحب ہدایہ نے لکھا ہے

" وينقض المسح كل شيء ينقض الوضوء " لانه بعض الوضوء " وينقضه ايضا نزع الخف " لسراية الحدث الى القدم حيث زال المانع " وكذا نزع احدهما " لتعذر الجمع بين الغسل والمسح في وظيفة واحدة " وكذا مضي المدة " لما روينا " واذا تمت المدة نزع خفيه وغسل رجليه وصلى وليس عليه اعادة بقية الوضوء " وكذااذا نزع قبل المدة لان عند النزع يسري الحدث السابق الى القدمين كانه لم يغسلهما وحكم النزع يثبت بخروج القدم الى الساق لانه لا معتبر به في حق المسح وكذا باكثر القدم هو الصحيح[1]

ترجمہ: اور مسح کو توڑ دیتی ہے ہر وہ چیز جو وضو توڑتی ہے کیونکہ مسح علی الخف وضو کا جزء ہے اور موزہ اتارنا بھی مسح کو توڑتا ہے قدم تک حدث سرایت کرنے کی وجہ سے کیونکہ مانع زائل ہو گیا اور یونہی ان دونوں موزوں میں سے ایک کا اتارنا کیونکہ ایک ہی وظیفہ میں غسل اور مسح کا جمع کرنا متعذر ہے اور ایسا ہی مدت مسح کا گذر جانا اس حدیث کی وجہ سے جو ہم نے روایت کی اور جب مدت مسح پوری ہو گئی تو دونوں موزے نکال دے اور دونوں پاؤں دھو کر نماز پڑھے اور اس پر باقی وضو کا اعادہ واجب نہیں ہے اور یونہی جب اس نے مدت گذرنے سے پہلے موزہ نکال دیا کیونکہ موزہ اتارنے کے وقت حدث سابق دونوں قدموں تک سرایت کر جائے گا گویا اس نے دونوں کو دھویا نہ تھا۔ اور نزغ کا حکم ثابت ہو جاتا ہے موزے کی پنڈلی تک قدم کے نکلنے کی وجہ سے کیونکہ مسح کے حق میں موزہ کی پنڈلی معتبر نہیں ہے اور یونہی اکثر قدم نکلنے کی وجہ سے یہی صحیح ہے۔

مسئلہ 253: (وناقضه ناقض الوضوء) لانه بعضه (ونزع خف) ولو واحدا (ومضي) المدة وان لم يمسح[2]

ترجمہ: اور مسح کا توڑنے والا وہ ہے جو وضو کا توڑنے والا ہے اس واسطے کہ مسح بعض ہے وضو کا یعنی جو کل کا ناقض ہے وہ بعض کا بھی ناقض ہو گا اور موزہ اتار دینا اگرچہ ایک ہی موزہ اتارا ہو اور مدت کا گذر جانا مسح کا ناقض ہے اگرچہ اس نے مدت میں مسح نہ کیا ہو۔

اور صاحب بحر نے تفصیل لکھی ہے۔

---

[1] الهدايہ ص 36ج1 محولہ بالہ

[2] الدرالمختار للحصفکی ص42ج1 محولہ بالہ

(قَوْلُهُ: وَبَعْدَهُمَا غَسْلُ رِجْلَيْهِ فَقَطْ) ايْ بَعْدَ النَّزْعِ وَمُضِيّ الْمُدَّةِ غَسْلُ رِجْلَيْهِ فَقَطْ وَلَيْسَ عَلَيْهِ اعَادَةُ بَقِيَّةِ الْوُضُوءِ اذَا كَانَ عَلَى وُضُوءٍ؛ لِانَّ الْحَدَثَ السَّابِقَ هُوَ الَّذِي حَلَّ بِقَدَمِهِ وَقَدْ غَسَلَ بَعْدَهُ سَائِرَ الْاعْضَاءِ وَبَقِيَتْ الْقَدَمَانِ فَقَطْ فَلَا يَجِبُ عَلَيْهِ الَّا غَسْلُهُمَا[1]

مسئلہ 254: اگر موزوں پر کوئی مسح کر چکا ہو۔ اس کے بعد ایسا ہو جائے کہ ایک موزے کے اندر اتنا پانی داخل ہو جائے۔ کہ جس کی وجہ سے سالم پاؤں یا نصف سے زیادہ حصہ پاؤں بھیگ جائے۔ تو اس سے مسح ٹوٹ گیا۔ اب اسے چاہئے۔ کہ دوسرا موزہ اتار کر دونوں پاؤں دھولے۔

مسئلہ 255: اگر موزہ پھٹ جائے اور چلتے وقت مذکورہ پھٹی جگہ سے تین انگلیوں کے برابر جگہ دکھائی دے۔ تو اس پر مسح جائز نہیں ہے۔ اور اگر اس سے کم پھٹا ہو تو پھر مسح کرنا ایسے موزوں پر جائز ہے۔ لیکن یہ ضروری ہے۔ کہ مسح کے لئے جو مقدار فرض ہے۔ اسی حد کے اندر پھٹی ہوئی جگہ آنہ جائے۔

ترجمہ: اور یہ قول کہ ان دونوں کے بعد صرف دونوں پاؤں کو دھوئے یعنی اتارنے اور مدت گذرنے کے بعد صرف دونوں پاؤں کو دھوئے اور اس پر تمام وضو کا اعادہ لازم نہیں جب وہ وضو پر ہو کیونکہ سابق حدث اس کے قدموں کو پہنچ گیا اور اس نے تو سارے اعضا کو دھولیا ہے اور صرف دونوں قدم رہ گیا ہو پس اس پر واجب نہیں مگر اس کا دھونا۔

مسئلہ 254: وَلِاجْلِ ذَلِكَ يَبْطُلُ مَسْحُهُ اذَا خَاضَ الْمَاءُ وَدَخَلَ فِي الْخُفِّ حَتَّى انْغَسَلَ اكْثَرُ رِجْلَيْهِ ذَكَرَهُ فِي عَامَّةِ الْكُتُبِ وَلَوْلَاانَّ الْغُسْلَ مَشْرُوعٌ لَمَا بَطَلَ بِغُسْلِ الْبَعْضِ مِنْ غَيْرِ نَزْعٍ،[2]

ترجمہ: اور اسی وجہ سے اس کا مسح باطل ہو گیا جب وہ پانی میں داخل ہو گیا اور وہ پانی اس کے موزہ میں داخل ہو گیا یہاں تک کہ اس کا اکثر قدم گیلا ہوا یہ عام کتابوں میں ذکر کیا ہے اور اگر اس کا دھونا جائز نہ ہوتا تو باطل نہ ہوتا بغیر نکالنے کے بعض کے دھونے پر ۔

اور ہندیہ میں یوں تفصیل بیان ہوئی ہے

وَلَوْ لَبِسَ خُفَّيْهِ عَلَى طَهَارَةٍ كَامِلَةٍ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا ثُمَّ دَخَلَ الْمَاءُ فِي احَدِ خُفَّيْهِ انْ بَلَغَ الْكَعْبَ حَتَّى صَارَ جَمِيعُ الرِّجْلِ مَغْسُولًا يَجِبُ عَلَيْهِ غَسْلُ الرِّجْلِ الْاخْرَى .هَكَذَا فِي الْخُلَاصَةِ وَكَذَااذَاابْتَلَّ اكْثَرُ الْقَدَمِ وَهُوَ الْاصَحُّ .هَكَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ[3]

ترجمہ: اور اگر دونوں موزوں کو طہارت کامل پر پہنا ہوا ہو اور اس پر مسح کیا ہو پھر پانی ان کے ایک موزہ میں داخل ہوا اگر یہ ٹخنے تک پہنچ گیا ہو یہاں تک کہ اس کا سارا پاؤں گیلا ہو گیا تو اس پر دوسرے پاؤں کا دھونا لازم ہے اسی طرح خلاصہ میں ہے اور اسی طرح جب اس کا اکثر قدم گیلا ہوا اور یہ صحیح روایت ہے اسی طرح ظہیریہ میں ہے۔

مسئلہ 255: (والخرق الكبير) بموحدة او مثلثة(وهو قدر ثلاث اصابع القدم الاصاغر) بكمالها ومقطوعها يعتبر باصابع مماثلة (يمنعه) الاان يكون فوقه خف اخر او جرموق فيمسح عليه، وهذا لو الخرق على غير اصابعه وعقبه ويرى ما تحته، فلو اعتبر الثلاث ولو كبارا، ولو عليه اعتبر بدو اكثره، ولو لم ير القدر المانع عند المشي لصلابته لم يمنع وان كثر، كما لو انفتقت الظهارة دون البطانة[4]

---

[1] ابن نجیم البحر الرائق شرح کنز الدقائق ص 187ج 1 محولہ بالہ

[2] تبین الحقائق لزیلعی ص46ج1 محولہ بالہ

[3] ایضا فتاویٰ الھندیہ ص39ج 1 محولہ بالہ ۔

[4] الدرالمختار للحصفکی ص 41ج1 محولہ بالہ

ترجمہ: اور موزہ میں بڑا یا بہت سوراخ یعنی قدم کی چھوٹی پوری تین انگلیوں کے برابر مانع ہے مسح کرنے کا اور جس شخص کی سب انگلیاں کٹی ہیں تو اس کے مماثل دوسرے شخص کی انگلیوں کا اعتبار کیا جائے گا مسح کو منع کرتا ہے مگر یہ کہ پھٹے موزے پر دوسرا درست موزہ

مسئلہ 256: اگر موزہ پاؤں کی انگلیوں کے برابر پھٹ گیا ہو۔ تو ان انگلیوں کا اعتبار کیا جائے گا۔ مثلاً انگوٹھے کے اوپر اس قدر پھٹا ہو۔ کہ انگوٹھا اور دوسری انگلی نظر آئے۔ تو اس پر مسح جائز ہے۔ اگرچہ مذکورہ دونوں انگلیاں مقدارا تین انگلیوں کے مساوی ہیں۔ ہاں اگر موزہ اتنا پھٹا ہو کہ تیسری انگلی بھی نظر آئے۔ تو مسح جائز نہیں ہے۔

مسئلہ 257: اگر ایک موزے میں دو انگلیوں کے برابر کوئی حصہ پھٹا ہو اور دوسرے موزے میں برابر ایک انگلی کے جگہ پھٹی ہو۔ تو اس صورت میں ان موزوں پر مسح جائز ہے۔ اور اگر ایک ہی موزہ جا بجا پھٹا ہو تو اس صورت میں یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ وہ پھٹے ہوئے حصے اگر یکجا کیے جائیں۔ اور یہ تین انگلیوں کے برابر ہو جائیں تو مسح ناجائز ہے۔ اگر اس سے کم ہو تو مسح جائز ہے۔

یا جرموق ہو تو اس پر مسح کرے اس واسطے کہ اعلی کا اعتبار ہے نہ اسفل کا اور یہ یعنی اصابع میں صغیر کا اعتبار کرنا اس وقت ہے کہ سوراخ اور دریدگی اس کے انگلیوں اور ایڑیوں پر نہ ہو اور سوراخ کے نیچے پاؤں نظر آتا ہو اور اگر دریدگی انگلیوں پر ہو تو عدم جواز مسح میں تین انگلیوں کا اعتبار ہوگا اگرچہ بڑی انگلیاں ہو اور اگر دریدگی ایڑھی پر ہے تو اکثر ایڑھی کا کھل جانا معتبر ہے اور اگر نظر نہ پڑے قدم اس قدر جو مسح کا مانع ہے پیادہ پا چلنے کے وقت موزے کی سختی کے سبب سے تو مسح کا مانع نہیں اگرچہ بہت پھٹا ہو۔ چنانچہ اگر موزہ کا ابرہ پھٹ گیا نہ اس کا استر تو مسح کا مانع نہیں خواہ استر چمڑے کا ہو یا کپڑے کا سیا ہو موزہ میں۔

مسئلہ 256: (قَوْلُهُ اعْتُبِرَ الثَّلَاثُ) ايْ الَّتِي وَقَعَتْ فِي مُقَابَلَةِ الْخُرْقِ؛ لِانَّ كُلَّ اصْبُعٍ اصْلٌ فِي مَوْضِعِهَا فَلَا تُعْتَبَرُ بِغَيْرِهَا، حَتَّى لَوْ انْكَشَفَ الْابْهَامُ مَعَ جَارَتِهَا وَهُمَا قَدْرُ ثَلَاثِ اصَابِعَ مِنْ اصْغَرِهَا يَجُوزُ الْمَسْحُ، وَانْ كَانَ مَعَ جَارَتَيْهَا لَا يَجُوزُ.[1]

ترجمہ: اور یہ قول کہ اعتبار کیا ہے تین انگلیوں کا یعنی وہ جو پھٹی گئی جگہ کے مقابلہ میں ہو کیونکہ ہر انگلی اصل ہے اپنی جگہ میں پس اس کے بغیر اعتبار نہیں یہاں تک کہ اگر ابہام اپنی سہیلی انگلی کے ساتھ کھل گئی اور یہ دونوں تین چھوٹی انگلیوں کے برابر ہو تو مسح جائز ہے اور اگر صرف اپنی سہیلی کے مقدار ہو تو پھر جائز نہیں۔

مسئلہ 257: وان كان الخرق فى خف واحد قدر اصبعين فى موضع او موضعين وفى اخر قدر اصبع واحد جاز المسح ،وان كان الخرق فى خف واحد يجمع فلا يجوز المسح [2]

ترجمہ: اور اگر خرق ایک موزہ میں ہو بمقدار دو انگلیوں کے ایک جگہ میں یا دو جگہوں میں اور دوسرے موزہ میں ایک انگلی کے برابر ہو تو اس پر مسح جائز ہے اور اگر یہ خرق ایک موزہ میں ہو جمع ہو تو پھر مسح جائز نہیں۔

---

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدرالمختار ص505ج1محولہ بالہ

[2] الکاشغری، منیۃ المصلی ص 68 محولہ بالہ

مسئلہ 258: اگر موزے کا تسمہ کھل گیا ہو۔ یا ٹوٹ چکا ہو۔ لیکن اس طرح کہ پاؤں کا کوئی حصہ اس کی وجہ سے دکھائی نہ دے تو مسح جائز ہے۔ اور اگر ایسا ہو کہ چلتے وقت تین انگلیوں کے برابر جگہ دکھائی دے۔ تو اس پر مسح جائز نہیں۔ ہاں اگر اتنا حصہ ویسے تو دکھائی دیتا ہو۔ لیکن چلتے وقت نظر نہ آئے تو مسح جائز ہے۔

مسئلہ 258: واعتبار الاصغر للاحتیاط ولا معتبر بدخول الانامل اذا کان لا ینفرج عند المشي ویعتبر هذاالمقدار في كل خف على حدة فيجمع الخرق في خف واحد[1]

ترجمہ: اور اس میں چھوٹی انگلی کا اعتبار احتیاط کی وجہ سے ہے اور اس میں انگلیوں کے داخل ہونے کا اعتبار نہیں ہے جب وہ چلنے کے وقت کھل نہیں جاتا اور یہ مقدار معتبر ہے ہر موزہ میں علیحدہ علیحدہ پس ایک موزہ میں اس کی خرق جمع کیا جاتا ہے صرف۔

اور منیہ نے یہ تفصیل بیان کی ہے۔

ولو انفتق خرزه الاانه لا يرى شيء من قدمه يجوز وان كان يبدو حالة المشى ولا يبدو حالة الوضع يمنع كذا ذكره فى المحيط وان كان على العكس لا يمنع المسح[2]

ترجمہ: اور اگر سِی گئی جگہ سے کوئی جگہ کھل گئی مگر اس کے قدم اس میں نظر نہیں آتے تو مسح جائز ہے اور اگر چلنے کی حالت میں ظاہر ہو اور رکھنے کے حالت میں نہیں تو پھر مسح کے مانع ہے اسی طرح محیط میں ذکر کیا ہے اور اگر اس کے عکس پر ہو وہ مسح کو منع نہیں کرتا

اور در مختار میں ہے۔

(يمنعه) الا ان يكون فوقه خف آخر او جرموق فيمسح عليه ، وهذاالخرق على غير اصابعه وعقبه ويرى ما تحته ، فلو عليها اعتبر الثلاث ولو كبارا، ولو عليه اعتبر بدو اكثره، ولو لم ير القدر المانع عند المشى لصلابته لم يمنع وان كثر ، كما لو انفتقت الظهاره دون البطانة[3]

ترجمہ: مسح کو منع کرتا ہے مگر یہ کہ پھٹے موزے پر دوسرا درست موزہ یا جرموق ہو تو اس پر مسح کرے اس واسطے کہ اعلی کا اعتبار ہے اسفل کا اور یہ یعنی اصابع میں صغیر کا اعتبار کرنا اس وقت ہے کہ سوراخ اور دریدگی اس کے انگلیوں اور ایڑیوں پر نہ ہو اور سوراخ کے نیچے پاؤں نظر آتا ہو اور اگر دریدگی انگلیوں پر ہو تو عدم جواز مسح میں تین انگلیوں کا اعتبار ہو گا اگرچہ بڑی انگلیاں ہو اور اگر دریدگی ایڑھی پر ہے تو اکثر ایڑھی کا کھل جانا معتبر ہے اور اگر نظر نہ پڑے قدم اس قدر جو مسح کا مانع ہے پیادہ پا چلنے کے وقت موزے کی سختی کے سبب سے تو مسح کا مانع نہیں اگرچہ بہت پھٹا ہو۔ چنانچہ اگر موزہ کا ابرہ پھٹ گیا نہ اس کا استر تو مسح کا مانع نہیں خواہ استر چمڑے کا ہو یا

---

[1] الهدايه ص 31ج 1 محوله باله

[2] منية المصلى ص 69 محوله باله

[3] الدرالمختار للحصفكى ص 41ج1 محوله باله

مسئلہ 259:   اگر موزے کا منہ اتنا کھلا ہو کہ ٹخنوں کی طرف سے اوپر سے پاؤں نظر آئے۔ تو بھی مسح جائز ہے۔

مسئلہ 260:   اگر موزہ جراب پر پہنا جائے تو بھی اس پر مسح جائز ہے۔

مسئلہ 261:   اگر موزے چرا کر، جبرا یا کسی اور ناجائز طریقے سے لیے گئے ہوں تو یہ افعال اگرچہ گناہ کے ہیں۔ لیکن ایسے موزوں پر بھی مسح جائز ہے۔

مسئلہ 262:   اگر لکڑی، پتھر یا لوہے کے موزے ہوں تو ان پر مسح جائز نہیں۔ اس لئے کہ عادتا ایسے موزوں کے ساتھ چل پھر نہیں سکتے۔

کپڑے کا سیا ہو موزہ میں۔

مسئلہ 259: وَلَا يَضُرُّ رُؤْيَةُ رِجْلِهِ مِنْ اعْلَاهُ.[1]

ترجمہ: اور مانع مسح نہیں اگر اوپر پنڈلی کے طرف سے نیچے پاؤں نظر ائے۔

مسئلہ 260:   یعلم منہ جواز المسح علی خف لبس فوق مخیط من کرباس او جوخاو نحوھما مما لایجوز علیہ المسح ۔[2]

اور اس سے مسح کا جائز ہونا معلوم ہوتا ہے موزہ پر جو روئی یا جو خاو غیرہ سے بنا ہو وہ جس پر مسح جائز نہیں بغیر موزہ کے۔

اور شامی نے یوں بیان کیا ہے

(قَوْلُهُ اوْ لِفَافَةٍ) ايْ سَوَاءٌ كَانَتْ مَلْفُوفَةً عَلَى الرِّجْلِ تَحْتَ الْخُفِّ اوْ كَانَتْ مَخِيطَةً مَلْبُوسَةً تَحْتَهُ كَاافَادَهُ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ[3]

ترجمہ: اور یہ قول کہ لفافہ ہوا گر کہ یہ بند کیا ہو پاؤں پر موزہ کے نیچے اور یا سویا اور پہنا ہوا ہو موزہ کے نیچے جیسا شرح منیہ میں ہے۔

مسئلہ 261: وجاز مسح خف مغصوب خلافا للحنابلة، کما جاز غسل رجل مغصوبة اجماعا.[4]

ترجمہ: اور جائز ہے مسح کرنا چھینے موزے پر بر خلاف حنبلی مذہبوں کے جس طرح جائز ہے دھونا مغصوب پاؤں کا بالاتفاق۔

مسئلہ 262: امکان متابعة المشي فیہما فلا یجوز علی خف من زجاج او خشب او حدید[1]

---

[1] الدرالمختار للحصفکی ص 40ج1 محولہ بالہ

[2] الحلبی بالکبیری ص 97محولہ بالہ

[3] ابن عابدین ص 499ج1 محولہ بالہ

[4] الدرالمختار للحصفکی ص 40ج1 محولہ بالہ

مسئلہ 263: جراب پر مسح جائز نہیں۔ لیکن اگر بالائی حصے تک اس کے ساتھ چمڑا سیا گیا ہو یا اتنانہ ہو یا جوتے کی شکل میں ساتھ سیا گیا ہو ۔اور تین چار میل تک اس میں سفر ہو سکے۔(پیدل) یا چمڑا ساتھ نہ ہو۔لیکن جراب ایسے مضبوط اور سنگین ہوں۔کہ بغیر باندھے پنڈلیوں سے معلق رہیں۔اور تین چار میل تک سفر ان میں ہو سکے اور باریک نہ ہوں اور پانی جذب نہ کریں۔توان صورتوں میں مسح جائز ہے۔

مسئلہ 264: اونی جرابوں کے ساتھ جوتی نما چمڑا سیا گیا ہو۔بعض لوگ اس پر مسح کرتے ہیں۔لیکن جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مسح جائز تو ہے لیکن بعض علماء اختلاف بھی کرتے ہیں۔لہٰذا احتیاطاً یہی بہتر ہے۔کہ مسح نہ کیا جائے۔لیکن یہ بھی ساتھ کہا جاتا ہے۔کہ یہ فتویٰ نہیں تقویٰ ہے۔

مسئلہ 265: پہنے ہوئے بوٹ پر بھی مسح جائز ہے۔لیکن شرط ساتھ یہ ہے کہ بوٹ ایسے ہوں کہ ان میں پاؤں کا وہ حصہ بالکل پنہاں(چھپا ہوا) ہو۔جس کا دھونا وضو میں فرض ہے۔یعنی پاؤں ٹخنوں سمیت۔اور بوٹ اس طریقے سے باندھے ہوں کہ پاؤں کے مذکورہ حصے کا کوئی حصہ نظر نہ آئے۔ہاں اگر تین انگلیوں سے کم حصہ نظر آئے۔تو کوئی مضائقہ نہیں مسح جائز ہے۔

ترجمہ:موزہ پر مسح جائز ہے جس میں پیدل چلنے کا امکان ہو پس مسح جائز نہیں اس مسح پر جو شیشہ سے بن گیا ہو یا لکڑی سے یا لوہا سے۔

مسئلہ 263: (او جوربیه) ولو من غزل او شعر (الثخينين)بحيث يمشي فرسخا ويثبت على الساق بنفسه ولا يرى ما تحته ولا يشف الاان ينفذ الى الخف قدر الفرض.[2]

ترجمہ: یا مسح کرے جرابوں پر اگرچہ ہوں سوت کے یا بال کے اس طرح گاڑھے جرابوں پر مسح جائز ہے کہ ان کو پہن کے ایک فرسخ کو آدمی چلے اور پنڈلی پر آپ سے ٹھہری رہیں بدوں باندھنے کے اور اس کے اندر کی چیز نظر نہ آئے اور پانی اس میں نہ چھنے مگر اس وقت مسح جائز ہے کہ پانی نفوذ ہے بدلیل استثنیٰ اور تاکہ تکرار لازم نہ آوے۔

اور ہندیہ میں تفصیل بیان ہوا ہے۔

وَيُمْسَحُ عَلَى الْجَوْرَبِ الْمُجَلَّدِ وَهُوَ الَّذِي وُضِعَ الْجِلْدُ عَلَى اعْلَاهُ وَاسْفَلِهِ .هَكَذَا فِي الْكَافِي . وَالْمُنَعَّلِ وَهُوَ الَّذِي وُضِعَ الْجِلْدُ عَلَى اسْفَلِهِ كَالنَّعْلِ لِلْقَدَمِ .هَكَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ وَالثَّخِينِ الَّذِي لَيْسَ مُجَلَّدًا وَلَا مُنَعَّلًا بِشَرْطِ انْ يَسْتَمْسِكَ عَلَى السَّاقِ بِلَا رَبْطٍ وَلَا يُرَى مَا تَحْتَهُ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى .كَذَا فِي النَّهْرِ الْفَائِقِ .[3]

ترجمہ:اور مجلد جراب پر مسح جائز ہے اور مجلد جراب وہ ہے کہ جس کے اوپر اور نیچے چمڑا لگا ہو یہ کافی میں لکھا ہے اور مغل وہ ہے جس کے تلے میں فقط چمڑا ہو جیسے غرب کی جوتی پاؤں کیلئے یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے اور جراب ثخین یعنی سخت وہ ہے کہ مجلد اور منعل نہ ہو لیکن پنڈلی پر بغیر باندھے تھمی رہے اور جو اس کے نیچے ہے وہ نظر نہ آتا ہو اسی پر فتویٰ ہے یہ نہر الفائق میں لکھا ہے۔

مسئلہ 265: (شرط مسحه) ثلاثة امور: الاول (كونه ساتر) محل الفرض الغسل (القدم مع الكعب) او يكون نقصانه اقل من الخرق المانع، فيجوز على الزربول لو مشدوداالاان يظهر قدر ثلاثة اصابع، وجوز مشايخ سمرقندستر الكعبين باللفافة.[4]

ترجمہ: مسح موزے کی تین چیزیں مشروط ہیں پہلے شرط ہونا موزے کا ڈھکنے والا اس مقام کو جس کا دھونا وضو میں فرض ہے یا قدم کا ٹخنے

---

[1] حسن بن عمار بن علي الشرنبلالي المصري الحنفي (المتوفى: 1069هـ) نور الإيضاح ونجاة الأرواح في الفقه الحنفي ص45 المكتبة العصرية الطبعة: 1246 هـ- 2005 م عدد الأجزاء: 1

[2] الدرالمختار للحصفکی ص 41ج1 محولہ بالہ

[3] ایضا فتاویٰ الهندیہ ص36ج 1 محولہ بالہ

[4] الدرالمختار للحصفکی ص 40ج1 محولہ بالہ

مسئلہ 266:   اگر سر پر مسح کے بجائے پگڑی یا ٹوپی پر مسح کرنا چاہے۔ یا کوئی عورت بجائے منہ دھونے کے نقاب پر مسح کرنا چاہتی ہو ۔ یا بجائے ہاتھ دھونے کے داستانوں پر مسح کرنا چاہے۔ تو اس قسم کا مسح جائز نہیں ہے۔

مسئلہ 267:   اگر کسی کا ایک پاؤں ٹخنے سے اوپر کاٹ دیا گیا اور دوسرے پاؤں میں موزہ پہنے ہو تو مذکورہ موزے پر مسح جائز ہے۔ اور اگر پاؤں ٹخنے پر کاٹ دیا گیا ہو اور کچھ حصہ ٹخنے کا باقی ہو۔ تو یہی بقایا حصہ کو دھونا فرض ہے۔ اسی صورت میں ساتھ دوسرے پاؤں کا دھونا بھی فرض ہے۔ مسح جائز نہیں۔

مسئلہ 268:   اگر ٹخنے سے نیچے کسی کا پاؤں کٹ گیا ہو تو جتنے حصے پر مسح ہوتا ہے۔ اگر اسمیں سے مساوی تین انگلیوں کے جگہ رہ جائے گی۔ کہ جس پر فرض مسح ہو سکے۔ اور اس پاؤں میں بھی موزہ ہو تو اس پر مسح جائز ہے۔ کہ اس بقایا حصے پر موزے پر مسح کر لے۔ اور اگر اتنی جگہ باقی نہ ہو۔ تو اس کے ساتھ دوسرے پاؤں کا دھونا بھی فرض ہے۔ یہ اس لئے کہ دھلائی اور مسح دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔

کے ساتھ یا ہو کمی اس کی کم تر اس سوراخ سے جو مانع ہے مسح کا یعنی اگر پاؤں کی چھوٹی تین انگلیوں سے موزہ کم تر پھٹا ہے تو مسح جائز ہے اتنا نقصان مانع مسح کا نہیں تو جائز ہے مسح زربول پر اگر وہ تاگے یا گھنڈی سے باندھا ہو مگر یہ کہ بقدر تین انگلیوں کے پاؤں کھلا ہو تو اب مسح جائز نہیں اور سمرقند کے عالموں نے ڈھک لینا زربول مشقوق کا کپڑے سے جائز کہا ہے یعنی موضع مشقوق کو کپڑے سے باندھ لے تو مسح کرنے کو کافی ہے۔ نوٹ: (زربول شام کے عرف میں وہ جراب ہے جس کو اہل عرب مرکوب کہتے ہے چمڑے کی جو ایڑی پر قائم ہے اور دونوں ٹخنوں کی طرف مکشوف ہے۔ اور گھنڈیوں سے ان کو کس لیتے ہیں۔

مسئلہ 266: (لا) يجوز (على عمامة وقلنسوة وبرقع وقفازين)، لعدم الحرج[1]
ترجمہ: اور مسح جائز نہیں پگڑی اور ٹوپی اور برقع اور دستانوں پر بوجہ عدم حرج کے کہ اس کے نکالنے میں حرج نہیں عام عرف میں۔

مسئلہ 267: وَلَوْ قَطَعَ قَدَمَهُ، انْ بَقِيَ مِنْ ظَهْرِهِ قَدْرُ الْفَرْضِ مَسَحَ وَالَّا غَسَلَ كَمَنْ كَعَبَهُ، وَلَوْ لَهُ رِجْلٌ وَاحِدَةٌ مَسَحَهَا.[2]

ترجمہ: اور اگر آدمی کا پاؤں کاٹا گیا تو اگر پشت قدم بقدر فرض کے یعنی ٹخنوں کے نیچے سے ہو اس کو بھی مسح کرنا جائز نہیں کیونکہ مسح کا محل باقی نہیں رہا مگر غسل کا محل باقی ہے اور اگر کسی آدمی کا ایک ہی پاؤں ہے پیدائشی یا ایک پاؤں ٹخنے سے اوپر کاٹا گیا تو اسی ایک پاؤں کو یعنی اس کے موزے پر مسح کرے۔

مسئلہ 268: ولو قطع قدمه، ان بقي من ظهره قدر الفرض مسح والا غسل كمن قطع من كعبه ولو له رجل واحدة مسحها[3]

---

[1] الدرالمختار للحصفكي ص 40ج1 محوله باله
[2] الدرالمختار للحصفكي ص 40ج1 محوله باله
[3] الدرالمختار للحصفكي ص 40ج1 محوله باله

مسئلہ 269: اگر موزوں پر مسح شروع کر چکا ہو۔ اور میعاد چوبیس گھنٹے پوری نہ ہوئی ہو۔ اور اس دوران میں وہ مسافر ہو جائے۔ تواب تین دنوں اور تین راتوں کے لئے اسے مسح جائز ہے۔ اور اگر کوئی مسافر ہو حالت سفر میں موزوں پر مسح کر رہا ہو۔ اور پھر مقیم ہو جائے یعنی گھر آجائے۔ تو سفر میں اس کے لئے تین دنوں اور تین راتوں کی جو میعاد مقرر ہے۔ وہ اب ختم ہوئی۔ ہاں اگر چوبیس گھنٹے کی میعاد ابھی باقی ہو۔ تو اس میعاد تک مسح کر سکتا ہے۔ لیکن مذکورہ میعاد گزرنے پر اسے چاہئے کہ موزے اتار کر پاؤں دھولے۔

ترجمہ: اور اگر آدمی کا پاؤں کاٹا گیا تو اگر پشت قدم بقدر فرض کے یعنی ٹخنوں کے نیچے سے ہو اس کو بھی مسح کرنا جائز نہیں کیونکہ مسح کا محل باقی نہیں رہا مگر غسل کا محل باقی ہے اور اگر کسی آدمی کا ایک ہی پاؤں ہے پیدائشی یا ایک پاؤں ٹخنے سے اوپر کاٹا گیا تو اسی ایک پاؤں کو یعنی اس کے موزے پر مسح کرے۔

اور قاضی خان میں لکھا ہے :

ولو قطعت رجلہ ان بقی من ظہر القدم مقدار ثلثۃ اصابع فلیس علیہاالخف اذا کان مسحہ یقع علی جمیع الباقی وان کان الذی بقی من ظہرالقدم اقل من ثلثۃ اصابع لا یجوز علیہ المسح[1]

ترجمہ: اور اگر کسی کا پاؤں کاٹا گیا ہوا گر اس قدم سے مقدار تین انگلیوں کا باقی رہ گیا ہو پس اس پر موزہ نہیں تھا جب اس پر مسح کرتا ہے تو باقی سب پر واقع ہوتا ہے اور اگر باقی رہ گیا اس کے قدم کے ظاہر سے تین انگلیوں سے کم تو پھر اس پر جس نے مسح شروع کیا اور وہ مسافر ہو پھر وہ مقیم ہوا تو اس کا مسح ایک دن ورات حساب ہوگا اور اس سے زیادہ پر اس کا مسح جائز نہیں۔

مسئلہ 269: ومن ابتداالمسح وھو مقیم فسافر قبل تمام یوم ولیلۃ مسح تمام ثلٰثۃ ایام ولیالیھا ومن ابتداالمسح وھو مسافر ثم اقام ان کان مسح یوما ولیلۃ او اکثر لزمہ نزعھما وغسل رجلیہ وان کان مسح اقل من یوم ولیلۃ اتم مسح یوم ولیلۃ [2]

ترجمہ: اور مسح کی ابتدا سے اور وہ مقیم ہو تو مسافر ہوا ایک دن ورات پورا کرنے سے پہلے تو وہ پورے تین دن ورات مسح کریگا۔ اور نکالنا لازم ہے اور پاؤں کا دھونا لازم ہے اور اگر ایک دن ورات سے کم ہو تو وہی ایک دن رات کو پورا کریں۔

اور ہندیہ نے یہ تفصیل لکھی ہے

مُقِيمٌ سَافَرَ فِي مُدَّةِ الْاقَامَةِ يَسْتَكْمِلُ مُدَّةَ السَّفَرِ .كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ وَاذَااسْتَكْمَلَ مَسْحَ الْاقَامَةِ ثُمَّ سَافَرَ يَنْزِعُ خُفَّيْهِ وَيَغْسِلُ رِجْلَيْهِ .كَذَا فِي الْمُحِيطِ . وَالْمُسَافِرُ اذَااقَامَ بَعْدَ مَااسْتَكْمَلَ مُدَّةَ الْاقَامَةِ يَنْزِعُ خُفَّيْهِ وَيَغْسِلُ رِجْلَيْهِ وَانْ اقَامَ قَبْلَ اسْتِكْمَالِ مُدَّةِ الْاقَامَةِ يُتِمُّ مُدَّتَهَا .[3]

ترجمہ: مقیم نے مدت اقامت میں سفر شروع کیا تو سفر کی مدت پوری کرے یہ خلاصہ میں لکھا ہے اور اگر اقامت کا مسح پورا ہو چکا پھر سفر کیا تو موزہ نکال کر پاؤں دھوئے اور اگر مدت اقامت پوری ہونے سے پہلے اقامت کرے تو مدت اقامت پوری کرے یہ خلاصہ میں ہے

اور شامی میں ہے

(مسح مقیم) بعد حدثہ (فسافر قبل تمام یوم ولیلۃ) فلو بعدہ نزع (مسح ثلاثا ، ولو اقام مسافر بعد مضي مدۃ مقیم نزع والاأتمھا) ؛ لانہ صار مقیما.(قولہ مسح مقیم) قید بمسحہ لا للاحتراز زعمااذا سافر المقیم قبل المسح فانہ معلوم بالاولی، بل للتنبیہ علی خلاف الشافعي (قولہ بعد

---

[1] فتاویٰ قاضی خان ص 24 ج1 محولہ بالہ

[2] منیۃ المصلی ص 68 محولہ بالہ

[3] ایضا فتاویٰ الهندیہ ص38ج 1 محولہ بالہ

حدثه) بخلاف ما لو مسح لتجديد الوضوء فانه لا خلاف فيه (قوله فسافر) بان جاوز العمران مريدا له نهر ، وفيه مسالة عجيبة فراجعه (قوله فلو بعده) اي بعد التمام نزع وتوضاان كان محدثا ، والا غسل رجليه فقط ط (قوله مسح ثلاثا) اي تم مدة السفر؛ لان الحكم المؤقت يعتبر فيه اخر الوقت ملتقى وشرحه[1]

ترجمہ: مقیم نے مسح کیا وضو ٹوٹنے کے بعد پھر اس نے سفر کیا ایک رات اور دن کے تمام ہونے سے پہلے تو وہ تین رات اور دن مسح کرے تو اگر مدت کے تمام ہو جانے کے بعد سفر کرے تو موزہ اتارے اور اگر مسافر مقیم ہو گیا مدت اقامت یعنی ایک رات دن کے بعد تو موزہ اتارے اور پاؤں دھودے اور اگر ایک رات دن نہیں گذرا تو مقیم کی مدت کو پورا کرے اس واسطے کہ مسافر مقیم ہو گیا۔ یہ قول کہ مقیم مسح کرے مقید کیا مسح کے ساتھ نہ کہ احتراز سے اس کے علاوہ جب مقیم مسافر ہو جائے مسح سے پہلے پس یہ تو معلوم ہے پہلے سے بلکہ تنبیہ کیلئے ہے امام شافعی کے خلاف میں اور یہ قول کے بے وضوئی کے بعد اس کے خلاف اگر اس نے مسح کیا وضو کو نئے کرنے کے خاطر تو اس میں کوئی اختلاف نہیں اور یہ قول کہ اس نے سفر کیا اس طرح کے آبادی سے نکل گیا جسکا ادارہ سفر ہو نہر میں ہے۔ اور اسی نہر میں عجیبہ مسئلہ لکھا ہے اس کے طرف رجوع کریں اور یہ قول کے اگر اس کے بعد ہو یعنی مدت کے تمام کے بعد نکال دیا اور وضو کیا اگر وہ بے وضو ہو ورنہ صرف پاؤں کو دھوئے اور یہ قول کہ تین دن تک مسح کریں یعنی مدت سفر کو پورا کریں کیونکہ وقت کا اعتبار آخری وقت میں ہو گا یہ ملتقی اور اس کی شرح میں ہے۔

---

[1] ابن عابدين ص 514ج1 محولہ بالا

بحث سوم زخم یا پٹی پر مسح کا بیان:

مسئلہ 270: اگر کسی کے ناخن کٹ چکے ہوں۔ یا پاؤں کی ایڑیاں پھٹ گئی ہوں۔ اور ان پر کوئی چربی، یا موم وغیرہ لگی ہو۔ تو اگر ان کا دور کرنا مضر ہو تو اس کے اوپر پانی بہادے۔ اگر یہ بھی مضر ہو تو مسح کر لے یا ویسے گیلا ہاتھ اوپر پھیر دے اگر ایسا کرنے میں نقصان نہ ہو۔

مسئلہ 271: اگر ہاتھ یا پاؤں وغیرہ پر پھوڑا ہو۔ یا زخم ہو اور دھونا اچھا نہ ہو۔ تو نہ دھوئے۔ بلکہ مذکورہ مقام پر مسح کر لے۔ اور اگر مضر نہ ہو تو گیلا ہاتھ پھیر دے اور باقی حصہ دھولے۔

مسئلہ 270: واذا كان الشقاق فى رجله او يده فجعل فيه الدوأ اوالشحم يمر الما فوق الدوأ او الشحم ولا يكفيه المسح [1]

ترجمہ: اور جب کسی کا پاؤں یا ہاتھ پھٹ چکا ہو پس اس میں دوائی لگائی یا چربی وغیرہ اور پانی ویسے اس پر بہہ جاتا ہے تو اس کیلئے مسح کافی نہیں۔

اور شامی میں ہے

(انْكَسَرَ ظُفُرُهُ فَجَعَلَ عَلَيْهِ دَوَاءً اوْ وَضَعَهُ عَلَى شُقُوقِ رِجْلِهِ اجْرَى الْمَاءَ عَلَيْهِ) وَانْ قَدَرَ وَالَّا مَسَحَهُ وَالَّا تَرَكَهُ. (قَوْلُهُ فَجَعَلَ عَلَيْهِ دَوَاءً) ايْ كَعِلْكٍ اوْ مَرْهَمٍ اوْ جِلْدَةِ مَرَارَةٍ بَحْرٌ [2]

ترجمہ: ایک شخص کا ناخن ٹوٹا سو اس نے اس پر دوا رکھی یا پاؤں کی بوائی پر دوا لگائی تو وضو میں اس پر پانی کو بہادے اگر ہو سکے اور اگر قادر نہ ہو تو اس کو مسح کرے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو چھوڑ دے یعنی تو دھونا اور مسح کرنا دونوں ساقط ہو گیا عذر سے۔ یہ قول کہ دوائی اس پر لگائی یعنی جیسا کہ شمع یا مرہم یا مرارہ کے چمڑہ یہ بحر میں ہے۔

مسئلہ 271: (وحكم مسح جبيرة) هي عيدان يجبر بهاالكسر (وخرقة قرحة وموضع فصد) وكي (ونحو ذلك) كعصابة جراحة ولو براسه [3]

ترجمہ: اور مسح جبیرہ کا حکم اور زخم کے بھائے کا حکم فصد اور داغ کے مکان کا اور مانند اس کے چنانچہ زخم کی پٹی اگرچہ زخم میں ہو اس کے ماتحت کے دھونے کے مانند ہے یعنی بدل نہیں ہیں۔

مسئلہ 272: پٹی جو زخم پر لگی ہو پر مسح تب جائز ہے کہ اس کے نیچے زخم کا دھونا مضر ہو۔ اگر ٹھنڈے پانی سے دھونا مضر ہو اور ممکن ہو تو گرم پانی سے دھولے۔ اگر دھونا ہر صورت میں نقصان دہ ہو تو گیلا ہاتھ اس پر پھیر دے۔ اگر یہ بھی مضر ہو تو پھر پٹی پر مسح جائز ہے۔

---

[1] منية المصلى ص 72 محولہ بالہ

[2] ابن عابدين، رد المحتار على الدرالمختارص518ج1محولہ بالہ

[3] ايضا ابن عابدين محولہ بالہ

اور قاضی خان میں ہے

یجوز المسح علی الجبائر اذا کان یضره المسح علی الجراحۃ واذا کان لا یضره المسح علی الجراحۃ لا یجوز المسح علی الجبائر [1]

ترجمہ: پٹی پر مسح جائز ہے جب مسح ضرر پہنچائیں زخم پر مسح اور جب مسح زخم مضر نہ ہو تو پٹی پر مسح جائز نہیں۔

مسئلہ 272: وَالْمَسْحُ عَلَى الْجَبَائِرِ عَلَى وُجُوهٍ انْ كَانَ لَا يَضُرُّهُ غَسْلُ مَا تَحْتَهُ يَلْزَمُهُ الْغَسْلُ وَانْ كَانَ يَضُرُّهُ الْغَسْلُ بِالْمَاءِ الْبَارِدِ وَلَا يَضُرُّهُ الْغَسْلُ بِالْمَاءِ الْحَارِّ يَلْزَمُهُ الْغَسْلُ بِالْمَاءِ الْحَارِّ، وَانْ كَانَ يَضُرُّهُ الْغَسْلُ وَلَا يَضُرُّهُ الْمَسْحُ يَمْسَحُ مَا تَحْتَ الْجَبِيرَةِ وَلَا يَمْسَحُ فَوْقَهَااھ[2]

ترجمہ: اور مسح پٹی پر جائز ہے چند وجوہات کے ساتھ اگر اس کو زخم کا دھونا مضر نہ ہو تو غسل لازم ہے اور اگر ٹھنڈے پانی کا استعمال مضر ہو تو گرم پانی سے دھونا لازم ہے اور اگر مطلق غسل مضر ہو اور مسح مضر نہ ہو تو مسح جبائر کے نیچے کریگا اور اس پٹی کے اوپر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔

اور قاضی خان میں ہے

کما یجوز المسح علی الخف یجوز المسح علی الجبائراذا کان یضره المسح علی الجراحۃ واذا کان لا یضر المسح علی الجراحۃ لایجوز المسح علی الجبائر [3]

ترجمہ: جیسا کہ مسح جائز ہے موزہ پر اسی طرح مسح جائز ہے پٹی پر اور جب مسح زخم پر مضر ہو اور اگر نہ ہو تو پھر پٹی پر مسح جائز نہیں۔

اور صاحب منیۃ المصلی نے لکھا ہے

والمسح علی الجبیرۃ علی وجوه ان کان لا یضر ه غسل ما تحتہ یلزمہ الغسل بالا جماع وان کان یضره الغسل بالماء البارد والابالماء الحار یلزمہ الغسل بالماء الحار وان کان یضر الغسل ولا یضره المسح ما تحت الجبیرۃ یمسح ما تحت الجبیرۃ ولا یمسح فوق الجبیرۃ[4]

ترجمہ: اور مسح پٹی پر جائز ہے چند وجوہات کے ساتھ اگر اس کو زخم کا دھونا مضر نہ ہو تو غسل لازم ہے اور اگر ٹھنڈے پانی کا استعمال مضر ہو تو گرم پانی سے دھونا لازم ہے اور اگر مطلق غسل مضر ہو اور مسح مضر نہ ہو تو مسح جبائر کے نیچے کریگا اور اس پٹی کے اوپر مسح

مسئلہ 273: اگر کسی زخمی جگہ پر پٹی بندھی ہو۔ اور کھولنا مضر ہو یا اس کا کھولنا بہت مشکل ہو۔ تو نہ کھولے۔ بلکہ پٹی کے اوپر ہی مسح کرلے۔ اور اگر صورتِ حال ایسی نہ ہو۔ تو کھول دے پھر اگر زخمی مقام پر مسح مضر نہ ہو تو اس پر مسح کرے اور باقی دھولے۔ اور اگر زخم پر مسح کرنا مضر ہو تو پھر جن مقامات کے لئے پانی مضر نہ ہو۔ انہیں دھولے اور زخمی مقامات پر پٹی کے اوپر مسح کرلے۔ مسئلہ

---

[1] فتاویٰ قاضی خان ص 25 ج1 محولہ بالہ

[2] بحر الرائق لابن نجیم ص 162ج1 محولہ بالہ

[3] ایضا قاضی خان ص 13ج1 محولہ بالہ

[4] الکاشغری، منیۃ المصلی ص72محولہ بالہ

274: ہاتھ وغیرہ کی ہڈی جب ٹوٹ جائے ہیں۔ تو یہ طریقہ ہے۔ کہ اس پر لکڑی کے تختے جیسے لگائے جاتے ہیں جسکو" پانہ" کہتے ہے۔ اس کے لئے بھی مسح کے احکام وہی ہیں۔ جو پٹی کے لئے ہیں۔

کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ 273: (ويمسح على كل العصابة مع فرجتها) في الاصح (ان ضره حلها) ومنه لايمكنه ربطها بنفسه ولايجد من يربطها قاله الكمال (كان تحتها جراحه او لا) ضره المسح معه او لا وان لم يضره الحل حلها وغسل ما حوله الجراحة ثم يمسح عليهاان لم يضره ومو جعها على العصابة ان ضره فان ضره ايضا سقط اصلا[1]

ترجمہ: اور صحیح روایت میں مسح کیا جائے ہر زخم کو اس کے کھولنے پر اگر اس کا کھولنا مضر ہو اور ان میں سے یہ کہ خود اس کا باندھنا ممکن نہ ہو اور نہ کوئی اور موجود ہو کہ پٹی کو باندھے۔ ابن الکمال نے کہا ہے کہ اس پٹی کے نیچے زخم ہو یا نہ ہو اور مسح اس کو مضر ہو اور اگر اس کا کھولنا مضر نہ ہو تو کھولنا ضروری ہے اور اس زخم کا ارد گرد دھو سکے پھر عین زخم پر مسح کیا اور اگر مضر نہ ہو اور پٹی پر مسح جائز ہے اگر زخم پر مسح مضر ہو اور اگر پٹی پر بھی مضر ہو تو پھر مسح ساقط ہو جائے گا۔

اور حصکفی نے لکھا ہے

(وَيَمْسَحُ) نَحْوُ (مُفْتَصِدٍ وَجَرِيحٍ عَلَى كُلِّ عِصَابَةٍ) مَعَ فُرْجَتِهَا فِي الْأَصَحِّ (انْ ضَرَّهُ) الْمَاءُ (اوْ حَلَّهَا) وَمِنْهُ انْ لَا يُمْكِنَهُ رَبْطُهَا بِنَفْسِهِ وَلَا يَجِدُ مَنْ يَرْبِطُهَا.[2]

ترجمہ: اور مسح کرے فصد لینے والا اور زخمی اور جو کہ ان کی مانند ہے ساری پٹی پر اس مکان ساتھ جو پٹی کی گرہ کے دونوں طرف کشادہ ہے صحیح تر قول میں اگر اس کو پانی ضرر کرتا ہو یا پٹی کا کھولنا مضر ہو اور منجملہ ضرر کے یہ ہے کہ اس شخص کو خود پٹی کا باندھنا ممکن نہیں اور نہ اس شخص کو پاتا ہے جو پٹی کو باندھ دے۔

مسئلہ 274: (وحكم مسح جبيرة) هي عيدان يجبر بهاالكسر (وخرقة قرحة وموضع فصد) وكي (ونحو ذلك) كعصابة جراحة ولو براسه (كغسل لما تحتها) فيكون فرضا: يعني عمليا لثبوته بظني، وهذا قولهما، واليه رجع الامام.خلاصة.وعليه الفتوى.شرح مجمع.[3]

ترجمہ: اور مسح جبیرہ کا حکم اور زخم کے پانے کا حکم فصد اور داغ کے مکان کا اور مانند اس کے چنانچہ زخم کی پٹی اگرچہ زخم سر میں ہو اس کے ماتحت کے دھونے کے مانند ہے یعنی بدل نہیں ہیں شارح نے کہا جبیرہ وہ لکڑیاں ہیں جن سے ٹوٹی ہڈی باندھی جاتی ہے۔ جب کہ مسح جبیرہ وغیرہ کا ماتحت کے دھونے کے مانند ہو تو مسح کرنا فرض ہو گا یعنی فرض عملی نہ فرض اعتقادی بسبب ثابت ہونے مسح کے

مسئلہ 275: اگر پٹی زخم سے زیادہ حصے پر لگی ہو۔ اور کھولی نہ جاسکے۔ تو جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے۔ کہ جہاں زخم ہو اس پر بھی اور بقایا پٹی پر بھی کہ جہاں زخم نہ ہو لیکن پٹی ہو مسح کرنا جائز ہے۔

---

[1] الدرالمنتقیٰ ص 75ج1 محولہ بالہ

[2] الدرالمختار للحصفکی ص 40محولہ بالہ

[3] ایضا الدرالمختارص43محولہ بالہ

مسئلہ 276: پٹی اور پانہ کے مسح میں بہتر یہ ہے۔ کہ سارا کا سارا ہی کیا جائے۔ لیکن اگر نصف سے زیادہ کیا تو بھی جائز ہے۔ اگر نصف ہو یا نصف سے کم ہو تو ناجائز ہے۔

مسئلہ 277: اگر وضو قائم ہو اور پٹی کھل کر گر گئی ہو اور زخم ابھی ٹھیک نہ ہو تو پھر باندھ لے سابق مسح کافی ہے۔ دوبارہ مسح کی ضرورت نہیں اور اگر زخم بھر گیا ہو اور دوبارہ پٹی باندھنے کی ضرورت نہ ہو تو سابقہ مسح ختم ہے۔ اس مقام کو دھولے۔ تب نماز ادا کرے البتہ وضو تازہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

دلیل ظنی سے اور یہ یعنی مسح مذکور کو فرض کہنا صاحبین کا قول ہے اور اسی طرف امام صاحب نے رجوع کیا چنانچہ خلاصہ میں ہے اور اسی فرض پر فتوی ہے چنانچہ مجمع کی شرح میں ہے۔

مسئلہ275: ولو كانت الجراحة فى موضع الغسل وليس تحت جميع الجبيرة جراحة جاز له المسح على كل الجبيرة تبعا لموضع الجراحة[1]

ترجمہ: اور اگر زخم دھونے کی جگہ پر ہو اور ساری پٹی کے نیچے زخم نہ ہو بلکہ معمولی ہو تو بھی جائز ساری پٹی پر مسح بوجہ زخمی جگہ کے۔

مسئلہ276: ويكفى مسح اكثرها مرة وعليه الفتوى كما فى الخلاصة[2]

ترجمہ: اور کافی ہے مسح کرنا ایک دفعہ اور اسی پر فتویٰ ہے جیسا کہ خلاصہ میں ہے۔

اور ہندیہ میں ہے

وَيَكْتَفِي بِالْمَسْحِ عَلَى اَكْثَرِ الْجَبِيرَةِ .هَكَذَا فِي الْهِدَايَةِ وَبِهِ يُفْتَى .كَذَا فِي الْمُضْمَرَاتِ وَلَا يَجُوزُ عَلَى النِّصْفِ فَمَا دُونَهُ اجْمَاعًا .كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ[3]

ترجمہ: اور اگر اکثر جبیرہ پر مسح کر لیا تو کافی ہے یہ ہدایہ میں لکھا ہے اور اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے یہ مضمرات میں لکھا ہے آدھے جبیرہ پر یا اس سے کم پر بالاجماع مسح جائز نہیں یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے۔

مسئلہ277: فان سقطت بعد المسح من غير برء لم يبطل المسح لبقاء سبب شرعية وان سقطت عن برء بطل المسح لتبين ان غسل ما تحتها كان واجبا[4]

ترجمہ: پس اگر پٹی گر گئی مسح کے بعد اور بغیر زخم کے صحیح ہونے سے تو مسح باطل نہیں ہوتا بوجہ شرعی حاجت کے اور اگر زخم کے صحیح ہونے کی وجہ سے پٹی گر گئی تو مسح ختم ہو گیا پس اس کے نیچے کا دھونا لازم ہے۔

---

[1] الکاشغری، منیۃ المصلی ص73محولہ بالہ

[2] درالمنتقیٰ ص 75 محولہ بالہ

[3] ایضا فتاویٰ الھندیہ ص39ج 1 محولہ بالہ

[4] الحلبی ، غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی ص 116محولہ بالہ

مسئلہ 278: فرض کیجئے کہ کسی شخص کے پاؤں پر پٹی بندھی ہوئی ہے۔اور نماز پڑھتے وقت دوسری رکعت کی ادائیگی کی حالت میں پٹی گر پڑی۔ زخم بھر گیا تو نماز ٹوٹ گئی اب وہ مذکورہ زخم والی جگہ دھوئیگا۔ اور یہی نماز دوبارہ ادا کریگا۔ اور زخم ٹھیک نہ ہو تو پہلی نماز ہی پوری کرلے۔ دوبارہ ادائیگی کی کوئی ضرورت نہیں۔

مسئلہ 279: اگر زخم بھر گیا لیکن پٹی وغیرہ الگ ہو کر گرنہ پڑے اور بقایا وضو قائم ہو تو سابق مسح ٹوٹ گیا۔ اب مذکورہ جگہ دھوئے گا۔ تب نماز صحیح ہو گی۔ ہاں اگر پٹی ایسی لگی ہو۔ کہ اس کا ہٹانا مشکل ہو تو دھونا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ 278:" وان سقطت الجبيرة عن غير برء لا يبطل المسح " لان العذر قائم والمسح عليها كالغسل لما تحتها ما دام العذر باقيا وان سقطت عن برء بطل لزوال العذر وان كان في الصلاة استقبل لانه قدر على الاصل قبل حصول المقصود بالبدل والله اعلم.[1]

ترجمہ: اور اگر جبیرہ بغیر اچھا ہوئے گر پڑا تو مسح باطل نہ ہو گا کیونکہ عذر موجود ہے اور جب تک عذر باقی ہے اس پر مسح کرنا ایسا ہے جیسا کہ اس کے نیچے کا دھونا اور اگر اچھا ہونے سے گر پڑا تو مسح باطل ہو گیا اس لئے کہ عذر زائل ہو چکا اور اگر نماز میں گرا ہو تو نماز کو از سر نو پڑھے کیونکہ بدل کے ساتھ مقصود پورا ہو جانے سے پہلے وہ اصل پر قادر ہو گیا۔

اور شامی میں ہے

(وَ) الْمَسْحُ (يُبْطِلُهُ سُقُوطُهَا عَنْ بُرْءٍ) وَالَّا لَا (فَانْ) سَقَطَتْ (فِي الصَّلَاةِ اسْتَانَفَهَا، (قَوْلُهُ اسْتَانَفَهَا) ايْ الصَّلَاةَ ايْ بَعْدَ غَسْلِ الْمَوْضِعِ؛ لِانَّهُ ظَهَرَ حُكْمُ الْحَدَثِ السَّابِقِ عَلَى الشُّرُوعِ فَصَارَ كَانَّهُ شَرَعَ مِنْ غَيْرِ غَسْلِ ذَلِكَ الْمَوْضِعِ، وَهَذَااذَا سَقَطَتْ عَنْ بُرْءٍ قَبْلَ الْقُعُودِ قَدْرَ التَّشَهُّدِ، فَلَوْ عَنْ غَيْرِ بُرْءٍ مَضَى فِي صَلَاتِهِ اوْ بَعْدَ الْقُعُودِ،[2]

ترجمہ: اور مسح باطل کرتا ہے گر پڑنا پٹی کا زخم کے صحیح ہو جانے سے اور اگر بدون صحت کے پٹی ساقط ہو گئی تو مسح باطل نہیں ہوتا بر خلاف مسح موزہ کے پھر اگر پٹی صحت کے بعد نماز میں ساقط ہو گئی تو نماز کو پھر شروع کرے یہ قول کہ نماز اسر نو شروع کریں یعنی نماز کو اسی جگہ کے دھونے کے بعد کیونکہ اب بے وضوئی کا حکم ظاہر ہو گی ابتدا میں پس یہ ایسا ہوا کہ اس نے بغیر اسی جگہ کے دھونے کا شروع کیا ہے اور یہ جب پٹی گر جائے زخم سے تشہد پر بیٹھنے سے پہلے پس اگر وہ زخم کے صحیح ہونے سے پہلے ہے نماز میں یا قعدہ کے بعد

مسئلہ 279:اذَا بَرِئَ مَوْضِعُ الْجَبِيرَةِ وَلَمْ تَسْقُطْ قَالَ الزَّاهِدِيُّ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي عَامَّةِ كُتُبِ الْفِقْهِ اذَا بَرَا مَوْضِعُ الْجَبَائِرِ وَلَمْ تَسْقُطْ وَذَكَرَ فِي الصَّلَاةِ لِلتَّقِيِّ الْكَرَابِيسِيِّ انَّهُ بَطَلَ الْمَسْحُ اهـ. ويَنْبَغِي انْ يُقَالَ هَذَااذَا كَانَ مَعَ ذَلِكَ لَا يَضُرُّهُ ازَالَتُهَاامَّااذَا كَانَ يَضُرُّهُ لِشِدَّةِ لُصُوقِهَا بِهِ وَنَحْوِهِ فَلَا[3]

ترجمہ: اور جب پٹی کی جگہ صحیح ہو جائے اور پھر بھی پٹی نہ گر جائے تو زاھدی نے لکھا ہے کہ یہ عام کتب فقہ میں بیان نہیں ہوا ہے کہ جب زخم صحیح ہو جائے اور پٹی نہ گر جائے اور اسے نماز میں یاد آجائے تقی کرابسی نے لکھا ہے کہ مسح ختم ہوا اور یہ مناسب ہے کہ کہا

---

[1] الھدایہ ص 35ج1 محولہ بالہ

[2] ابن عابدین، رد المحتار علی الدرالمختارص519ج1محولہ بالہ

[3] البحرالرائق لابن نجیم ص 198ج1 محولہ بالہ

مسئلہ 280: اگر وضو کے اعضاء میں کسی جگہ پر پٹی لگی ہو۔اب وہ شخص وضو کر چکا ہو۔اور مسح بھی کر گیا ہو۔اور پھر موزے بھی اس نے پہن لئے ہوں۔اب اس کا زخم جب تک ٹھیک نہ ہو اس دوران اس کا وضو ٹوٹ گیا۔اب جب کہ وہ وضو کریگا۔تو پٹی پر مسح کرے گا ۔لیکن ساتھ موزوں پر بھی مسح کر سکتا ہے۔اور اگر پہلے زخم بھر جائے بعد میں وضو ٹوٹ جائے۔تو اب جبکہ وہ وضو کرے گا۔پاؤں بھی دھوئے گا۔لیکن اگر موزے پہننے کے بعد ابھی تک وضو نہ ٹوٹا ہو اور زخم بھر گیا ہو اور پٹی گر گئی۔اور اسی جگہ کو دھولیا۔اس کے بعد وضو ٹوٹ گیا۔اب جب وضو کرے گا۔تو اس کے لئے موزوں پر مسح جائز ہے۔

مسئلہ 281: معذور کے لئے موزوں پر مسح جائز ہے۔کہ نہیں؟۔اس باب میں تفصیل ہے۔اس لیئے کہ جس وقت وہ وضو کر لے اور پھر موزے پہن لے تو اس عرصہ میں کچھ وقت میں جس عذر کی وجہ سے معذور ہو گیا ہو پیش آیا ہو گا یا نہیں؟۔اگر عرصہ نماز کے اندر اندر اس کو کوئی حادثہ ناقض وضو پیش آیا۔اور اس کی وجہ سے وضو کیا۔اور مذکورہ نماز کا وقت باقی ہو۔تو پھر ضرور مسح کرے گا۔نماز کا وقت اجانے کی وجہ سے جس طرح کے وضو ٹوٹتا ہے اسی طرح مسح بھی ٹوٹ جاتا ہے۔لٰہذا وقت نماز گزرنے پر جب وضو کرے گا۔تو پاؤں بھی دھوئے گا اور اگر اس میعاد کے اندر اندر وہ عذر اسے پیش نہ آیا ہو۔تو وقت گزرنے پر اگر اس کا وضو بھی ٹوٹ جائے۔تو اس کے لئے مسح جائز ہے۔مانند تندرست آدمی کے۔اگر مسافر ہو تو تین دن اور تین رات اور اگر مقیم ہو ایک دن ورات علاوہ ازیں آگے آنے والے باب (مسئلہ 282 ومابعد) میں معذور کے متعلق تفصیلی بیان آئے گا۔

جائے کہ یہ جب کہ اس کے ساتھ کہ جب اس کا دور کرنا مضر نہ ہو پس اگر مضر ہو اس کا مضبوط باندھنا کا وغیرہ تو مسح باطل نہیں ہوا۔

مسئلہ 280: [تَتِمَّةٌ] فِي التَّتَارْخَانِيَّة عَنْ الْاَمَالِي فِيمَنْ احْدَثَ وَعَلَى بَعْضِ اعْضَاءِ وُضُوئِهِ جَبَائِرُ فَتَوَضَّا وَمَسَحَهَا ثُمَّ تَخَفَّفَ ثُمَّ بَرِئَ لَزِمَهُ غَسْلُ قَدَمَيْهِ، وَلَوْ لَمْ يُحْدِثْ بَعْدَ لُبْسِهِ الْخُفَّ حَتَّى بَرِئَ وَالْقَى الْجَبَائِرَ وَغَسَلَ مَوْضِعَهَا ثُمَّ احْدَثَ فَانَّهُ يَتَوَضَّا وَيَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ. اهـ اىْ؛ لِانَّهُ فِي الْاولَى ظَهَرَ حُكْمُ الْحَدَثِ السَّابِقِ، فَلَمْ يَكُنْ لَابِسَ الْخُفِّ عَلَى طَهَارَةٍ بِخِلَافِ الثَّانِيَةِ،[1]

ترجمہ: تتمہ۔اور تاتار خانیہ میں ہے جس نے امالی سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص بے وضو ہوا اور اس کے بعض اعضاء وضو پر پٹی باندھی ہوئی تھی پس اس نے وضو کیا اور مسح کیا اس پر پھر اس نے موزے اس پر پہنے پھر وہ زخم اچھے ہوئے اب اس پاؤں کا دھونا لازم ہے اگر موزوں کے بعد وضو نہیں ٹوٹا یہاں تک کہ وہ صحیح ہوا اور پٹیوں کو گرادیا اور اس کے نیچے جگہ کو دھویا پھر بے وضو ہوا پس وہ وضو کریں اور موزوں پر مسح کریں کیونکہ وہ ابھی پہلی طہارت میں ہے اور سابق حدث کا حکم ظاہر ہوا پس یہ موزوں کو طہارت پر پہننے والا نہیں ہے بخلاف دوسری صورت کے۔

مسئلہ 281: اوْ مَعْنًى كَتَيَمُّمٍ وَمَعْذُورٌ فَانَّهُ يَمْسَحُ فِي الْوَقْتِ فَقَطْ الَّاذَا تَوَضَّا وَلَبِسَ عَلَى الِانْقِطَاعِ الصَّحِيحِ (عِنْدَ الْحَدَثِ) (قَوْلُهُ فَانَّهُ الَخْ) الضَّمِيرُ لِلْمَعْذُورِ،۔۔۔ثُمَّ انَّهُ لَا يَخْلُو امَّاانْ يَكُونَ الْعُذْرُ مُنْقَطِعًا وَقْتَ الْوُضُوءِ وَاللُّبْسِ مَعًااوْ مَوْجُودًا فِيهِمَا؛ اوْ مُنْقَطِعًا وَقْتَ الْوُضُوءِمَوْجُودًا وَقْتَ اللُّبْسِ اوْ بِالْعَكْسِ فَهِيَ رُبَاعِيَّةٌ؛ فَفِي الْاوَّلِ حُكْمُهُ كَالْاصِحَّاءِ لِوُجُودِ اللُّبْسِ عَلَى طَهَارَةٍ كَامِلَةٍ فَمَنَعَ سِرَايَةَ الْحَدَثِ لِلْقَدَمَيْنِ؛ وَفِي الثَّلَاثَةِ الْبَاقِيَةِ يُمْسَحُ فِي الْوَقْتِ فَقَطْ، فَاذَا خَرَجَ نَزَعَ وَغَسَلَ كَمَا فِي الْبَحْرِ؛[2]

ترجمہ: یا معنی مسح کیا ہو جیسا کہ تیمم کرنے والا یا معذور پس وہ وقت میں مسح کریگا مگر جب وضو کرے اور موزے پہن لے صحیح کے ختم ہونے پر بے وضوئی کے وقت یہ قول کہ وہ اس میں ضمیر معذور کو راجع ہے۔۔۔۔پھر یہ خالی نہیں یا تو عذر پیوست ہو وقت وضو کیلئے

---

[1] ابن عابدين ص513ج1 محولہ بالہ

[2] ابن عابدين، رد المحتار على الدرالمختارص502ج1محولہ بالہ

اور پہنے دونوں کیلئے یا موجود ہو اس میں یا وضو کے وقت منقطع ہو اور پہنے کے وقت موجود ہو یا اس کے عکس پر ہو پس یہ رباعی مسئلہ ہوا یعنی چار صورتوں والا پس اول صورت میں اس کا حکم صحیح کے مانند ہے بوجہ موجود ہونے کے طہارت کاملہ کے ساتھ پہننے کا پس سرایۃ حدث کو منع کیا قدموں سے اور باقی تینوں میں مسح کیا جائے گا وقت میں فقط پس جب وقت نکل جائے تو موزے نکال دیں اور پاؤں کو دھوئیں جیسا کہ بحر الرائق میں ہے۔

مبحث چہارم معذور کے احکام:

(مسئلہ نمبر 36 سے پیوستہ مسائل)

مسئلہ 282: اگر کسی کے بدن میں ایسی جگہ ہو جو کہ زخمی ہو اور ہر وقت اس سے خون بہتا رہے۔ یا ناک سے خون جاری ہو۔ اور ہر وقت بہتا ہو۔ یا مسلسل بول کی بیماری ہو اور ہر وقت قطرہ گرتا ہو۔ یا کسی کو ہر وقت ہوا خارج ہونے کی بیماری ہو۔ اور یا عورت کو یہ بیماری ہو کہ بغیر حیض کے ہر وقت خون نکلے۔ یا کسی کے کان میں زخم ہو کہ جس سے ہر وقت پیپ نکلنے۔ اور بوقت نماز اسے اتنا وقت نہ ملے کہ وضو کے فرائض پوری کرے اور نماز ادا کرے۔ تو اس قسم کے عذرات رکھنے والے معذور کہلاتے ہیں۔ معذور کے لئے حکم یہ ہے۔ کہ ہر فرض نماز کے وقت وضو کرے۔ تو اس کے لئے یہی کافی ہے۔ اور جب تک مذکورہ نماز کا وقت باقی ہو اس معذور کا وضو تصور ہو گا۔ لیکن یہ واضح رہے۔ کہ اس عذر کے علاوہ کہ جس کی وجہ سے معذور تصور ہوا اگر کوئی اور امر ناقص وضو پیش آئے۔ تو اگر وقت نماز باقی ہو تو بھی وضو اس کا ٹوٹ جائے گا۔ اس کی مثال یہ ہے۔ کہ فرض کیجئے کسی معذور کو نکسیر کا عارضہ ہو یا زخم سے خون مسلسل جاری ہو۔ حتیٰ کہ اسے اتنا موقع بھی نا ملے۔ کہ وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ اب مذکورہ معذور نماز ظہر کے لئے وضو کر چکا ہے۔ تو جب تک کہ مذکورہ نماز کی ادئیگی کا وقت باقی ہے۔ اس کا وضو قائم رہے گا۔ مذکورہ زخم سے خون بہنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ لیکن اس کے علاوہ اگر اور بات پیش ہو۔ مثلاً پیشاب کر جائے۔ یا بدن کا کوئی اور حصہ زخمی ہو جائے۔ تو اس سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ خواہ ظہر کا وقت باقی ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن اگر اس طرح حادثہ پیش نہ آئے۔ تو جب تک کہ ظہر کا وقت باقی ہے۔ مذکورہ وضو برقرار تصور ہو گا۔ اور عصر کی نماز کی ادائیگی کے لئے دوسرا وضو کر لے گا۔

مسئلہ 282: والمستحاضة ومن به سلس البول والرعاف الدائم والجرح الذي لا يرقا يتوضئون لوقت كل صلاة فيصلون بذلك الوضوء في الوقت ما شاءوا من الفرائض والنوافل---" واذا خرج الوقت بطل وضوؤهم واستانفواالوضوء لصلاة اخرى " وهذا عند اصحابناالثلاثة رضي الله عنهم وقال زفر رضي الله عنه استانفوااذا دخل الوقت " فان توضئوا حين تطلع الشمس اجزاهم عن فرض الوقت حتى يذهب وقت الظهر " وهذا عند ابي حنيفة ومحمد رحمهماالله وقال ابو يوسف وزفر رحمهماالله اجزاهم حتى يدخل وقت الظهر. وحاصله: ان طهارة المعذور تنتقض بخروج الوقت اي عنده بالحدث السابق عند---والمراد بالوقت وقت المفروضة حتى لو توضاالمعذور لصلاة العيد له ان يصلي الظهر به عندهما وهو الصحيح لانها بمنزلة صلاة الضحى ولو توضا مرة للظهر في وقته واخرى فيه للعصر فعندهما ليس له ان يصلي العصر به لانتقاضه بخروج وقت المفروضة والمستحاضة هي التي لا يمضي عليها وقت صلاة الا والحدث الذي ابتليت به يوجد فيه وكذا كل من هو في معناها وهو من ذكرناه ومن به استطلاق بطن وانفلات ريح لان الضرورة بهذا تتحقق وهي تعم الكل.[1]

ترجمہ: مستحاضہ اور جس شخص کو سلسل بول کا مرض ہو اور جس کو دائمی نکسیر ہو اور جس کو ایسا زخم ہو کہ نہیں بھرتا تو یہ لوگ وضو کریں ہر نماز کے وقت کے لئے۔ پس اس وضو سے وقت کے اندر فرائض و نوافل سے جو چاہیں پڑھیں۔ اور امام شافعیؒ نے کہا کہ مستحاضہ ہر فرض نماز کیلئے وضو کرے اس لئے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مستحاضہ ہر نماز کے واسطے وضو کرے اور اس لئے کہ مستحاضہ کی طہارت کا اعتبار اداء فریضہ کی ضرورت کی وجہ سے ہے لہٰذا فریضہ سے فراغت کے بعد طہارت باقی نہ رہے گی۔ اور ہماری دلیل یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مستحاضہ ہر نماز کے وقت کے لئے وضو کرے۔ اور اول روایت میں یہی معنٰی مراد ہیں کیونکہ لام وقت کے لئے مستعار لیا جاتا ہے کہا جاتا ہے کہ اتیک لصلوۃ الظہر ای لوقتہا یعنی میں تیری پاس ظہر کی نماز کے وقت آوں گا اور اس لئے کہ وقت آسانی کی وجہ سے ادا کے قائم مقام ہے لہذا حکم کا مدار طہارت پر ہو گا۔ اور جب وقت نکل گیا تو ان معذوروں کا وضو باطل ہو گیا

---

[1] الهداية ص 35ج1 محوله بالا

....

اور دوسری نماز کے لئے سرے سے وضو کریں اور یہ حکم ہمارے اصحاب ثلثہ کے نزدیک ہے اور امام زفرؒ نے کہا کہ جب وقت داخل ہو تو جدید وضو کریں۔ پس اگر ان معذوروں نے طلوع افتاب کے وقت وضو کیا تو ان کو کافی ہوگا۔ یہاں تک کہ ظہر کا وقت چلا جائے اور یہ حکم امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک ہے اور امام ابویوسفؒ اور امام زفرؒ نے کہا کہ ان کو کافی ہوگا یہاں تک کہ ظہر کا وقت داخل ہو جائے اور حاصل یہ کہ طرفین کے نزدیک معذور کی طہارت حدث سابق کی وجہ سے خروج وقت سے ٹوٹ جاتی ہے اور امام زفرؒ کے نزدیک دخول وقت سے اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک ان دونوں میں سے کوئی بات ہو اور اختلاف کا فائدہ نہیں ظاہر ہوگا مگر ایسے معذور کے حق میں جس نے زوال سے پہلے وضو کیا جیسا کہ ہم ذکر کر چکے یا طلوع افتاب سے پہلے وضو کیا امام زفرؒ کی دلیل یہ ہے کہ منافی کے ہوتے ہوئے طہارت کا معتبر ہونا اداء فرائضہ کی حاجت کی وجہ سے ہے اور وقت سے پہلے کوئی حاجت نہیں ہے اس لئے وقت سے پہلے طہارت معتبر نہ ہوگی۔ امام ابویوسفؒ کی دلیل یہ ہے کہ حاجت طہارت وقت پر منحصر ہے لہذا نہ اس سے پہلے معتبر ہوگی اور نہ اس کے بعد اور طرفین کی دلیل یہ ہے کہ وقت پر طہارت کو مقدم کرنا ضروری ہے تاکہ وہ وقت کے داخل ہوتے ہی اداء پر قادر ہو سکے اور وقت کا نکل جانا زوال حاجت کی دلیل ہے تو اس وقت حدث معتبر ہونا ظاہر ہوا اور وقت سے مراد مفروضہ نماز کا وقت ہے حتیٰ کہ اگر معذور نے عید کی نماز کے لئے وضو کیا تو طرفین کے نزدیک اختیار ہے کہ اس وضو سے ظہر کی نماز پڑھے اور یہی قول صحیح ہے کیونکہ عید کی نماز کے لئے وضو کیا تو طرفین کے نزدیک ایک بار ظہر کی نماز کے لئے وضو کیا اور دوسری بار ظہر کے وقت میں عصر کے لئے وضو کیا تو طرفین کے نزدیک اس کو اس وضو سے عصر کی نماز پڑھنے کا اختیار نہیں کیونکہ مفروضہ ظہر کا وقت نکلنے سے وضو ٹوٹ گیا اور مستحاضہ عورت ہو جس پر کوئی فرض نماز کا وقت نہ گزرے مگر اس حالت سے کہ جس حدث میں وہ مبتلا ہوئی وہ اس میں پایا جائے اور یہی ہر حکم اس معذور کا ہے جو مستحاضہ کے معنٰی میں ہو اور یہ وہ ہے جن کو ہم نے ذکر کیا اور وہ بھی جس کو پیٹ چلنے کی بیماری ہو اور بے اختیار ریح نکلنے کی۔ کیونکہ ضرورت اس عذر کے ساتھ متحقق ہو جاتی ہے اور ضرورت سب کو عام ہے۔

اور شامی میں ہے

(وَصَاحِبُ عُذْرٍ مَنْ بِهِ سَلَسٌ) بَوْلٍ لَا يُمْكِنُهُ امْسَاكُهُ (اوْ اسْتِطْلَاقُ بَطْنٍ اوْ انْفِلَاتُ رِيحٍ اوْ استحاضةٌ) اوْ بِعَيْنِهِ رَمَدٌ اوْ عَمَشٌ اوْ غَرَبٌ، وَكَذَا كُلُّ مَا يَخْرُجُ بِوَجَعٍ وَلَوْ مِنْ اذُنٍ وَثَدْيٍ وَسُرَّةٍ (انْ اسْتَوْعَبَ عُذْرُهُ تَمَامَ وَقْتِ صَلَاةٍ مَفْرُوضَةٍ)بِانْ لَا يَجِدَ فِي جَمِيعِ وَقْتِهَا زَمَنًا يَتَوَضَّا وَيُصَلِّي فِيهِ خَالِيًا عَنْ الْحَدَثِ (وَلَوْ حُكْمًا) لِانَّ الِانْقِطَاعَ الْيَسِيرَ مُلْحَقٌ بِالْعَدَمِ (وَهَذَا شَرْطُ) الْعُذْرِ (فِي حَقِّ الِابْتِدَاءِ، (وَحُكْمُهُ الْوُضُوءُ) --- (لِكُلِّ فَرْضٍ) ---- (ثُمَّ يُصَلِّي) بِهِ (فِيهِ فَرْضًا وَنَفْلًا)--- (فَاذَا خَرَجَ الْوَقْتُ بَطَلَ)---- (وَ) الْمَعْذُورُ (انَّمَا تَبْقَى طَهَارَتُهُ فِي الْوَقْتِ) بِشَرْطَيْنِ (اذَا) تَوَضَّا لِعُذْرِهِ وَ (لَمْ يَطْرَا عَلَيْهِ حَدَثٌ اخَرُ، امَّااذَا) تَوَضَّا لِحَدَثٍ اخَرَ وَعُذْرُهُ مُنْقَطِعٌ ثُمَّ سَالَ اوْ تَوَضَّا لِعُذْرِهِ ثُمَّ (طَرَا) عَلَيْهِ حَدَثٌ اخَرُ، بِانْ سَالَ احَدُ مَنْخِرَيْهِ اوْ جُرْحَيْهِ اوْ قُرْحَتَيْهِ وَلَوْ مِنْ جُدَرِيٍّ ثُمَّ سَالَ الْاخَرُ (فَلَا) تَبْقَى طَهَارَتُهُ.[1]

ترجمہ: اور صاحب عذر یعنی معذور وہ شخص ہے جس کو سلسل بول کی بیماری ہے یعنی جس کا پیشاب ہر وقت جاری ہے اس طرح کہ اس کو روک نہیں سکتا یا کہ اس کا پیٹ چلتا ہے یعنی دست آتے ہیں یا ریح نہیں بند ہوتی یا مستحاضہ ہے یا اس کی آنکھ میں جوش ہے یعنی دورہ کے ساتھ یا آنکھ چوندھی ہے کیچڑ بہتا ہے یا گوشہ چشم میں ناسور ہے اور اسی طرح جو پیپ یا پانی بدن سے نکلے درد کے ساتھ اگرچہ کان اور پستان اور ناف سے نکلے وہ معذور ہے بشرطیکہ گھیر لے عذر اس کا نماز فرض کے تمام وقت کو اس طرح پر کہ نماز کے سارے وقت میں ایسا زمانہ پایا نہ جائے جس میں وضو کرے اور نماز پڑھے حدث سے خالی ہو کر اگرچہ استیعاب اور احاطہ عذر کا حکمی ہو نہ حقیقی اس

---

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدرالمختارص553ج1محولہ بالہ

مسئلہ 283: جیسا کہ بیان ہو چکا۔ کہ معذور ہر فرض نماز کیلئے وضو کریگا۔ تو واضح رہے کہ مذکورہ وضو سے فرض، قضاء اور نوافل وغیرہ کی نمازیں بھی سب ادا کر سکتا ہے۔

مسئلہ 284: کوئی شخص تب معذور ہو سکتا ہے کہ اس پر احکام معذوریت لاگو ہوں۔ مثلاً کہ کسی فرض نماز کی پوری مدّت ایسی گزرے کہ اس کے زخم کا خون بہتا رہے۔ اور اس قدر وقفے کے لئے بھی بند نہ ہو جائے کہ فرض وضو کر کے فرض نماز پڑھ لیں۔ اور اگر مذکورہ وقت میں ذرا سی ساعت کے لئے خون بند جائے۔ صرف اتنی دیر کے لئے کہ وہ وضو کر کے نماز ادا کر سکے۔ تو اسے معذور نہیں کہہ سکتے ہیں۔ اور نہ ہی اس پر احکام معذوریت لاگو ہو سکتے ہیں۔ ہاں اگر نماز کا پورا وقت یوں گزرے کہ اس میں خون مذکورہ ذرا سے وقت کے لئے بھی بند ہو جائے تو معذور تصور ہو گا۔ اور احکام معذوریت اس پر نافذ ہوں گے۔ اب جس وقت کی نماز کے لئے وضو کرے گا۔ تو اس کے بعد جب دوسری نماز کا وقت ہو جائے۔ تو یہ ضروری نہیں کہ اس دوسرے وقت میں بھی مسلسل خون جاری رہے۔ بلکہ اگر اس دوسرے وقت میں صرف ایک بار معمولی سا خون بھی زخم سے نکلے تو بھی معذور تصور ہو گا۔ اگر اس کے بعد بقایا وقت میں بند بھی ہو۔ ہاں اگر اس کے بعد فرض نماز کا پورا وقت یوں گزر جائے۔ کہ اس دوران میں ذرہ بھر خون بھی زخم سے نہ نکلے۔ تو اب وہ معذور نہیں رہا۔ اب یہ واضح ہو گیا کہ پہلے معذوریت کے لئے یہ ضروری ہے کہ کسی فرض نماز کی پوری مدّت یوں گزرے۔ کہ اس دوران میں خون اتنی دیر کے لئے بھی نہ تھمے۔ کہ جتنی دیر میں وضو اور نماز ادا ہو سکتے ہیں۔ تو اس وجہ سے معذور ہو گیا۔ پھر اگر دوسری نماز کے وقت اس زخم سے ایک بار معمولی خون بھی نکلے تو معذور تصور ہو گا۔ اور دائرہ معذوریت سے تب باہر تصور ہو گا کہ نماز کی پوری مدّت یوں گزرے کہ اس دوران زخم سے خون بالکل نہ نکلے۔

واسطے کہ تھوڑا سا منقطع ہو جانا عذر کا عدم انقطاع کے ساتھ ملحق ہے۔ اور یہ یعنی استیعاب عذر کا نماز کے تمام وقت میں شرط ہے عذر کے شروع ہونے کے حق میں یعنی ثبوت عذر اولاً اسی طرح ہوتا ہے اور اس کا حکم وضو کرنا ہے ہر فرض نماز کیلئے۔۔۔ پھر ادا کریں اس وضو پر فرائض اور نوافل۔۔۔ پس جب اسی فرض کا وقت نکل جائے تو وضو باطل ہو گیا۔۔۔ اور معذور اس کا طہارت وقت میں باقی رہ جاتا دو شرطوں سے جب اسی عذر کی وجہ سے وضو کیا اور اس پر کوئی اور عذر یا حدث نہیں ایا ہو اور جب یہ ہو یعنی حدث آخر کیلئے وضو کیا اور اس کا عذر منقطع ہوا تو پھر عذر جاری ہوا یا اپنے عذر کی وجہ سے وضو کیا پھر اس پر ایک اور حدث آگیا اسی طرح کہ اس کا ناک جاری ہوا یا زخم جاری یا نکسیر ہوا اگر کہ چیچک کی وجہ سے ہو پھر دوسرا جاری ہوا پس اس کا طہارت باقی نہیں رہ گیا۔

مسئلہ 283: يتوضئون لوقت كل صلاة فيصلون بذلك الوضوء في الوقت ما شاءوا من الفرائض والنوافل "[1]

ترجمہ: پس ہر وقت کے نماز کیلئے وضو کریں پس اسی وقت میں جتنا چاہیں فرائض اور نوافل سے ادا کریں۔

مسئلہ 284: (وَصَاحِبُ عُذْرٍ مَنْ بِهِ سَلَسُ) بَوْلٍ لَا يُمْكِنُهُ امْسَاكُهُ (اوْ اسْتِطْلَاقُ بَطْنٍ اوْ انْفِلَاتُ رِيحٍ اوْ استحاضةٌ) اوْ بِعَيْنِهِ رَمَدٌ اوْ عَمَشٌ اوْ غَرَبٌ، وَكَذَا كُلُّ مَا يَخْرُجُ بِوَجَعٍ وَلَوْ مِنْ اذُنٍ وَثَدْيٍ وَسُرَّةٍ (انْ اسْتَوْعَبَ عُذْرُهُ تَمَامَ وَقْتِ صَلَاةٍ مَفْرُوضَةٍ)بِانْ لَا يَجِدَ فِي جَمِيعِ وَقْتِهَا زَمَنًا يَتَوَضَّا وَيُصَلِّي فِيهِ خَالِيًا عَنْ الْحَدَثِ (وَلَوْ حُكْمًا) لِانَّ الِانْقِطَاعَ الْيَسِيرَ مُلْحَقٌ بِالْعَدَمِ (وَهَذَا شَرْطُ) الْعُذْرِ (فِي حَقِّ الِابْتِدَاءِ، وَفِي) حَقِّ (الْبَقَاءِ كَفَى وُجُودُهُ فِي جُزْءٍ مِنْ الْوَقْتِ) وَلَوْ مَرَّةً (وَفِي) حَقِّ الزَّوَالِ يُشْتَرَطُ (اسْتِيعَابُ الِانْقِطَاعِ) تَمَامَ الْوَقْتِ (حَقِيقَةً) لِانَّهُ الِانْقِطَاعُ الْكَامِلُ.[1]

---

[1] المرغيناني، الهداية في شرح بداية المبتدي ص 65ج1محولہ بالہ

مسئلہ 285: فرض کیجئے کہ کسی نمازی پر حکم معذوریت لاگو نہ ہو۔اور ظہر کی نماز پڑھنے کا وقت شروع ہو۔اب اس کے زخم سے خون بہنا شروع ہو جائے۔اور بہتا رہے۔ تو اسے چاہیئے کہ نماز کے آخری وقت تک انتظار کرے۔ اگر خون بند ہو جائے۔ تو وضو کر کے نماز ادا کرلے۔اور اگر بند نہ بھی ہو تو بھی چاہیئے کہ آخری وقت میں وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ پھر اگر عصر کے وقت خون بند ہو جائے۔ تو وضو کر کے نماز ادا کرے۔اور ساتھ ہی ظہر کی نماز بھی قضاء ادا کرلے۔دوبارہ اس لئے کہ اب وہ معذور نہ رہااور اگر عصر کے وقت خون اتنی دیر کے لئے بھی بند نہ ہو۔ کہ وہ اس وقفے میں وضو اور نماز ادا کر سکے۔ تو کوئی مضائقہ نہیں۔ خون اگر جاری بھی رہے تو وضو کر کے عصر کی نماز پڑھ لے۔اب جب عصر کا وقت گزر جائے اور خون تھوڑی دیر کے لئے بھی بند نہ ہو تو ہم کہیں گے کہ وہ معذور ہے۔ ظہر اور عصر کی ادا کردہ نمازیں دوبارہ ادا کرنیکی ضرورت نہیں ہے۔

ترجمہ: اور صاحب عذر یعنی معذور وہ شخص ہے جس کو سلسل بول کی بیماری ہے یعنی جس کا پیشاب ہر وقت جاری ہے اس طرح کہ اس کو روک نہیں سکتا یا کہ اس کا پیٹ چلتا ہے یعنی دست آتے ہیں یا ریح بند نہیں ہوتی یا استحاضہ ہے یا اس کی آنکھ میں جوش ہے یعنی دورہ کے ساتھ یا آنکھ چوندھی ہے کیچڑ بہتا ہے یا گوشہ چشم میں ناسور ہے اور اسی طرح جو پیپ یا پانی بدن سے نکلے درد کے ساتھ اگرچہ کان اور پستان اور ناف سے نکلے وہ معذور ہے بشرطیکہ گھیر لے عذر اس کا نماز فرض کے تمام وقت کو اس طرح پر کہ نماز کے سارے وقت میں ایسا زمانہ پایا نہ جائے جس میں وضو کرے اور نماز پڑھے حدث سے خالی ہو کر اگرچہ استیعاب اور احاطہ عذر کا حکمی ہو نہ حقیقی اس واسطے کہ تھوڑا سا منقطع ہو جانا عذر کا عدم انقطاع کے ساتھ ملحق ہے۔اور یہ یعنی استیعاب عذر کا نماز کے تمام وقت میں شرط ہے عذر کے شروع ہونے کے حق میں یعنی ثبوت عذر اولاً اسی طرح ہوتا ہے اور عذر باقی رہنے کے حق میں عذر کا پایا جانا وقت نماز کے کسی جز میں کفایت کرتا ہے اگرچہ ایک ہی بار ہو یعنی ایک بار کا وجود کافی ہے نہ استیعاب اور عذر کے جاتے رہنے کے حق میں استیعاب انقطاع عذر کا تمام وقت میں حقیقتاً شرط ہے اس واسطے کہ انقطاع کامل یہی ہے۔

مسئلہ 285: حَتَّى لَوْ سَالَ دَمُهَا فِي بَعْضِ وَقْتِ صَلَاةٍ فَتَوَضَّأَتْ وَصَلَّتْ، ثُمَّ خَرَجَ الْوَقْتُ وَدَخَلَ وَقْتُ صَلَاةٍ اُخْرَى وَانْقَطَعَ دَمُهَا فِيهِ اعَادَتْ تِلْكَ الصَّلَاةَ لِعَدَمِ الِاسْتِيعَابِ وَانْ لَمْ يَنْقَطِعْ فِي وَقْتِ الصَّلَاةِ الثَّانِيَةِ حَتَّى خَرَجَ لَا تُعِيدُهَا لِوُجُودِ اسْتِيعَابِ الْوَقْتِ.[2]

ترجمہ: اگر کسی عورت کا خون جاری ہوا نماز کے کچھ وقت میں پس وضو کیا اور نماز پڑھی پھر وقت نکل گیا اور دوسری نماز کا وقت داخل ہوا اور اس کا خون منقطع ہوا اس وقت میں تو وہ نماز کو دوبارہ ادا کرے گا بوجہ عدم استیعاب کے اور اگر دوسری نماز کے وقت میں خون منقطع نہیں ہوا یہاں تک کہ وہ وقت بھی گذر گیا تو وہی نماز کو دوبارہ ادا نہ کریں کیونکہ اس نے وقت کا استیعاب کر لیا۔

اور شامی میں ہے

(قَوْلُهُ: تَمَامَ الْوَقْتِ حَقِيقَةً) ايْ: بِانْ لَا يُوجَدَ الْعُذْرُ فِي جُزْءٍ مِنْهُ اصْلًا فَيَسْقُطَ الْعُذْرُ مِنْ اوَّلِ الِانْقِطَاعِ؛ حَتَّى لَوْ انْقَطَعَ فِي اثْنَاءِ الْوُضُوءِ اوْ الصَّلَاةِ وَدَامَ الِانْقِطَاعُ الَى اخِرِ الْوَقْتِ الثَّانِي يُعِيدُ؛ وَلَوْ عَرَضَ بَعْدَ دُخُولِ وَقْتِ فَرْضٍ انْتَظَرَ الَى اخِرِهِ، فَانْ لَمْ يَنْقَطِعْ يَتَوَضَّا وَيُصَلِّي ثُمَّ انْ انْقَطَعَ فِي اثْنَاءِ الْوَقْتِ الثَّانِي يُعِيدُ تِلْكَ الصَّلَاةَ.وَانْ اسْتَوْعَبَ الْوَقْتَ الثَّانِيَ لَا يُعِيدُ لِثُبُوتِ الْعُذْرِ حِينَئِذٍ مِنْ وَقْتِ الْعُرُوضِ. اهـ. بِرْكَوِيَّةٌ، وَنَحْوُهُ فِي الزَّيْلَعِيِّ وَالظَّهِيرِيَّةِ.[3]

ترجمہ: یہ قول کے تمام وقت حقیقی یعنی اس طرح کہ عذر کو نہیں پایا ایک حصہ میں اصلا پس ساقط ہوا عذر اور بند ہونے سے یہاں تک کہ اگر منقطع ہوا وضو یا نماز کے دوران اور آخر وقت تک یہ قائم رہی تو پہلی نماز کو ادا کریں اور وقت کے دخول کے بعد دوبارہ پیش آیا مسئلہ

[1] ابن عابدین،رد المحتار علی الدرالمختارص553ج1محولہ بالہ

[2] الزیلعی ص 66ج1 محولہ بالہ

[3] ابن عابدین،رد المحتار علی الدرالمختارص555ج1محولہ بالہ

286: کوئی معذور حالت عذر میں جس فرض نماز کے وقت وضو کر چکا ہے۔ تو اس نماز کی مدت ختم ہونے پر وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ مثلا اگر صبح کی نماز کے لئے وضو کر چکا ہو۔ تو سورج طلوع ہونے کے بعد مذکورہ وضو سے نماز ادا نہیں کر سکتا۔ اور اگر طلوع سورج کے بعد وضو کرلے۔ تو اس دوران میں اگر کوئی ناقض وضو واقعہ پیش نہ آئے تو مذکورہ وضو سے ظہر کی نماز ادا ہو سکتی ہے۔ ہاں جب ظہر کا وقت گزر جائے۔ تو وضو زائل ہو جائے گا۔

توآخر وقت تک انتظار کریں پس اگر منقطع نہیں ہوا تو وضو کریں اور نماز پڑھیں پھر اگر دوسری نماز کے وقت خون بند ہوا تو اسی نماز کو دوبارہ ادا کریں اور اگر سارے وقت کا استیعاب کیا تھا تو دوسری نماز کو دوبارہ ادا نہ کریں بوجہ عذر کے سارے وقت ثابت ہونے کے یہ بر کویہ میں لکھا ہے اور اس کی مثل ظہریہ اور زیلعی میں ہے۔

مسئلہ 286: واذا خرج الوقت بطل وضوؤهم واستانفواالوضوء لصلاة اخرى--- فان توضئوا حين تطلع الشمس اجزاهم عن فرض الوقت حتى يذهب وقت الظهر " وهذا عند ابي حنيفة ومحمد رحمهاالله وقال ابو يوسف وزفر رحمهاالله اجزاهم حتى يدخل وقت الظهر.[1]

ترجمہ: مستحاضہ اور جس شخص کو سلسل بول کا مرض ہو اور جس کو دائمی نکسیر ہو اور جس کو ایسا زخم ہو کہ نہیں بھرتا تو یہ لوگ وضو کریں ہر نماز کے وقت کے لئے۔ پس اس وضو سے وقت کے اندر فرائض ونوافل سے جو چاہیں پڑھیں۔ اور امام شافعیؒ نے کہا کہ مستحاضہ ہر فرض نماز کیلئے وضو کرے اس لئے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مستحاضہ ہر نماز کے واسطے وضو کرے اور اس لئے کہ مستحاضہ کی طہارت کا اعتبار اداء فرائضہ کی ضرورت کی وجہ سے ہے لہٰذا فرائضہ سے فراغت کے بعد طہارت باقی نہ رہے گی۔ اور ہماری دلیل یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مستحاضہ ہر نماز کے وقت کے لئے وضو کرے۔ اور اول روایت میں یہی معنٰی مراد ہیں کیونکہ لام وقت کے لئے مستعار لیا جاتا ہے کہا جاتا ہے کہ اتیک لصلوۃ الظھر ای لوقتھا یعنی میں تیری پاس ظہر کی نماز کے وقت آوں گا اور اس لئے کہ وقت آسانی کی وجہ سے ادا کے قائم مقام ہے لہذا حکم کا مدار طہارت پر ہوگا۔ اور جب وقت نکل گیا تو ان معذوروں کا وضو باطل ہو گیا اور دوسری نماز کے لئے سرے سے وضو کریں اور یہ حکم ہمارے اصحاب ثلثہ کے نزدیک ہے اور امام زفرؒ نے کہا کہ جب وقت داخل ہو تو جدید وضو کریں۔ پس اگر ان معذوروں نے طلوع افتاب کے وقت وضو کیا تو ان کو کافی ہوگا۔ یہاں تک کہ ظہر کا وقت چلا جائے اور یہ حکم امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک ہے اور امام ابو یوسفؒ اور امام زفرؒ نے کہا کہ ان کو کافی ہوگا یہاں تک کہ ظہر کا وقت داخل ہو جائے۔

اور در مختار میں ہے

وافاده انه لو توضا بعد الطلوع ولو لعيد او ضحى لم يبطل الا بخروج وقت الظهر[2]

ترجمہ: اور وقت کی قید نے اس کا فائدہ دیا ہے کہ اگر سورج طلوع ہونے کے بعد وضو کیا اگر نماز عید یا ضحیٰ کیلئے ہو تو اس کا وضو باطل نہیں ہوتا مگر جب وقت ظہر نکل جائے۔

---

[1] المرغيناني، الهداية في شرح بداية المبتدي ص 66ج1محولہ بالہ

[2] ابن عابدين ص 556ج1 محولہ بالہ

مسئلہ 287: اگر کوئی معذور وضو کرلے مثلاً اس حالت میں کہ خون اس کا بہنے سے بند ہو اور اس وقت کی نماز بھی اسی حالت میں ادا کرچکا اور پھر مذکورہ نماز کا وقت گزر جائے۔ اور اسے کوئی حادثہ ناقض وضو پیش نہ ائے۔ تو محض وقت گزرنے کی وجہ سے اس کا وضو باطل نہیں ہوگا۔

مسئلہ 288: اگر معذور نماز کے وقت وضو کرلے۔ تو جب تک کہ مذکورہ نماز کا وقت باقی ہو اس کا وضو بھی باقی رہیگا۔ لیکن اگر وضو بغیر عذر معذوریت کے کسی اور وجہ سے کرچکا ہو اور پھر اسے مذکورہ عذر پیش ایا ہو یا اس عذر کی وجہ سے وضو کیا ہو لیکن پھر اسے کوئی اور ناقض وضو پیش آیا ہو تو اس کا وضو اس صورت میں باطل ہو جاتا ہے۔ اگرچہ وقت ابھی باقی ہو تب بھی مثلاً زخم سے جریان خون کی وجہ سے کوئی معذور ہو مثلاً ظہر کے وقت وضو کریگا اور پھر پیشاب کرلے اور خون بند ہو اور وضو کرلے اب وضو کے بعد زخم سے دوبارہ خون جاری ہو جائے تو مذکورہ خون جاری ہونے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ اس لئے کہ وہ وضو پیشاب کی وجہ سے کیا تھا۔ یا مثلاً جب شخص کے ایک نتھنے سے خون جاری ہو اور معذور ہو اور ظہر کے وقت وضو کرلیا۔ اور مذکورہ خون جاری ہو جائے۔ تو پھر وضو کرنے کے بعد دوسرے نتھنے سے خون جاری ہوا، تو وضو ٹوٹ گیا یا کسی کے جسم پر پھوڑے نکلے ہو اور اسی طرح ایک پھوڑے سے جریان خون کے باعث معذور ہو اور ظہر کے لئے وضو کرلے۔ اس کے بعد دوسرے پھوڑے سے بھی خون جاری ہو جائے۔ تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ خواہ ظہر کا وقت باقی ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ 287: حَتَّى لَوْ تَوَضَّا عَلَى الِانْقِطَاعِ وَدَامَ الَى خُرُوجِهِ لَمْ يَبْطُلْ بِالْخُرُوجِ مَا لَمْ يَطْرَا حَدَثٌ اخَرُ اوْ يَسِيلُ كَمَسْالَةِ مَسْحِ خُفِّهِ. (قَوْلُهُ: حَتَّى لَوْ تَوَضَّاالَخْ) تَفْرِيعٌ عَلَى قَوْلِهِ اِيْ: ظَهَرَ حَدَثُهُ السَّابِقُ، فَانَّ مَعْنَاهُ انَّهُ يَظْهَرُ حَدَثُهُ الَّذِي قَارَنَ الْوُضُوءَ اوْ الَّذِي طَرَا عَلَيْهِ بِانْ تَوَضَّا عَلَى السَّيَلَانِ اوْ وَجَدَ السَّيَلَانَ بَعْدَهُ فِي الْوَقْتِ ايْ: فَامَّااذَا تَوَضَّا عَلَى الِانْقِطَاعِ وَدَامَ الَى الْخُرُوجِ فَلَا حَدَثَ بَلْ هُوَ طَهَارَةٌ كَامِلَةٌ، فَلَا يَبْطُلُ بِالْخُرُوجِ[1]

ترجمہ: اگر معذور نے وضو کیا عذر کے منقطع ہو جانے کے وقت پھر وہ انقطاع دائم بنا رہا وقت نماز کے نکل جانے تک تو وضو باطل نہ ہوگا وقت کے خارج ہونے سے جب تک کہ دوسرا حدث اس وضو پر طاری نہ ہو یا عذر سابق جاری نہ ہو یہ مسئلہ مانند مسئلہ مسح کرنے موزہ معذور کے ہے یہ قول اگر اس نے وضو کیا الخ یہ فرع ہے اس قول پر یعنی اس کا حدث سابق ظاہر ہو جائے پس اس کا معنیٰ کہ ظاہر ہو جائے اس کے حدث وہ جو وضو کے ساتھ پیوست ہو یا وہ جس پر کیا اسی طرح کے وضو کیا بہنے کے وجہ سے یا کوئی چیز کا بہنا پالیا وضو کے بعد اسی وقت میں یعنی پس جب وضو کیا خون کے منقطع ہونے پر اور یہ وقت کے ختم ہونے تک دائم رہا پس وہ حدث نہیں ہوا بلکہ طہارت کاملہ ہے پس یہ وقت کے خروج سے زائل نہیں ہوتا کیونکہ اب عذر نہ رہ گئی۔

مسئلہ 288: ۔(وَ) الْمَعْذُورُ (انَّمَا تَبْقَى طَهَارَتُهُ فِي الْوَقْتِ) بِشَرْطَيْنِ (اذَا) تَوَضَّا لِعُذْرِهِ وَ (لَمْ يَطْرَا عَلَيْهِ حَدَثٌ اخَرُ، امَّااذَا) تَوَضَّا لِحَدَثٍ اخَرَ وَعُذْرُهُ مُنْقَطِعٌ ثُمَّ سَالَ اوْ تَوَضَّا لِعُذْرِهِ ثُمَّ (طَرَا) عَلَيْهِ حَدَثٌ اخَرُ، بِانْ سَالَ احَدُ مَنْخِرَيْهِ اوْ جُرْحَيْهِ اوْ قُرْحَتَيْهِ وَلَوْ مِنْ جُدَرِيٍّ ثُمَّ سَالَ الْاخَرُ (فَلَا) تَبْقَى طَهَارَتُهُ.[2]

---

[1] ایضا ابن عابدین ص 556 محولہ بالہ

[2] ابن عابدین، رد المحتار علی الدرالمختار ص557ج1محولہ بالہ

....

ترجمہ: اور معذور کی طہارت باقی نہیں رہتی وقت میں مگر دو شرطوں سے ایک یہ کہ جب وضو کیا اپنے عذر کے سبب سے اور دوسرا یہ کہ اس پر اور حدث طاری نہ ہوا ہو لیکن جب کہ وضو کیا معذور نے کسی اور حدث کے سبب سے اور اس کا عذر سابق بند ہے پھر اس کا عذر رواں ہوا یا وضو کیا اپنے عذر معلوم کے سبب سے پھر اس وضو پر کوئی اور حدث طاری ہوا اس طور پر کہ اس کا ایک نتھنا یا ایک زخم یا ایک قرحہ جاری ہوا اگرچہ وہ چیچک کا ہو پھر دوسرا نتھنا یا دوسرا زخم یا دوسرا قرحہ جاری ہو گیا تو طہارت اس کی باقی نہ رہی۔

اور شرح منیہ میں ہے۔

واما صاحب الجرح الذی لا یرقا ومن بہ سلس البول والمستحاضۃ یتوضون لوقت کل صلوۃ فیصلون بذالک الوضوء فی الوقت ما شاءوا من الفرائض والنوافل عندنا وقال مالک یجب علیهم الوضوءلکل صلوٰۃ فرض ولکل نفل ولایجوز لهم صلوٰۃ النفل بوضوء الفرض وقال الشافعیؒ یتوضوءن لکل صلوۃ الفرض ویصلون بہ النفل تبعا --- فاذا خرج الوقت بطل وضوءهم وفی بعض النسخ وکان علیهم استیناف الوضوء لصلوۃ اخریٰ وهو الفظ القدوری وفیہ دفع توهم ان یبطل وضوءهم بالنظر الی صلوۃ ولا یبطل بالنظر الی صلوۃ اخریٰ کما قال الشافعیؒ انهم اذا صلیٰ الفرض بطل وضوءهم فی حقها وبقی فی حق النفل وکقول ابی یوسفؒ فی من التیمم لاجل جنازۃ فصلاها ثم حضرۃ اخری ان تیممہ باق فی حقها فلما لم یلزم من البطلان البطلان مطلقا قال وکان علیهم استیناف الوضوء لصلوۃ اخری---وعلی هذا مسئلۃ المنخرین اذا کان الدم یخرج من احدهما وصار بہ صاحب عذر فتوضا ثم سال الذی لم یکن یسیل ینتقض وضوءہ لما قلنا [1]

ترجمہ: اور زخمی کا زخم جو صحیح نہ ہوتا ہو اور جس پر سلسل بول ہو اور مستحاضہ ہر وقت کے نماز کیلئے وضو کریں پس اس وضو پر جتنے چاہیں فرائض اور نوافل سے اسی وقت نماز میں ہمارے علماء کے نزدیک اور امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس پر ہر فرض نماز اور نفل نماز کیلئے وضو کرنا ہے اور اس کیلئے فرض کے وضو پر نفل ادا کرنا جائز نہیں اور امام شافعیؒ نے فرمایا کہ ہر فرض نماز کیلئے اور اس پر نفل از روئے تبع ادا کریگا ---پس جب وقت نکل جائے تو اس کا وضو باطل ہوا اور بعض کتابوں میں ہے کہ اس پر دوبارہ وضو کرنا ہے دوسری نماز کیلئے اور یہ الفاظ قدوری کے ہے اور اس میں توہم کا دفع ہے کہ اس کا وضو باطل ہوتا ہے نماز کے وقت پر اور باطل نہیں ہوتا دوسری نماز پر جیسا کہ امام شافعیؒ نے فرمایا ہے کہ جب فرض نماز ادا کریں تو اس کا وضو باطل ہوا اسی نماز کے بارے میں اور باقی رہ گیا نفل کے بارے میں اور امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق جس نے نماز جنازہ کیلئے تیمم کیا پس وہی ادا کیا پھر دوسرہ جنازہ حاضر ہوا کہ اس کا تیمم اس کے بارے میں باقی ہے پس بطلان سے جب مطلق بطلان لازم نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ اس پر وضو کا دوبارہ ادا کرنا لازم ہے دوسری نماز کیلئے---اور بنا اس مسئلہ پر نتھنوں کا مسئلہ ہے کہ جب ایک سے خون نکل جائے تو اس پر صاحب عذر بن گیا پس وضو کیا اور پھر دوسرے پر خون جاری ہوا تو اس کا وضو ٹوٹ گیا کیونکہ یہ پہلے کے خلاف ہے اگر پہلے سے تھا تو صاحب عذر اب دوسری سے صاحب عذر نہیں ہوتا۔

[1] ایضا الحلبی شرح منیہ ص 117 ومابعد محولہ بالہ

مسئلہ 289: اگر کوئی معذور ہو اور اس پر ایک مکمل وقت یوں گزرے کہ وہ عذر ظاہر نہ ہو جائے۔ مثلاً عصر کا پورا وقت یوں گزرے کہ زخم سے خون بالکل نہ نکلے (بہہ نہ جائے) تو یہ شخص مذکورہ معذوریت سے خارج ہو گیا اب اگر وہ ظہر کی نماز ادا کر چکا ہو۔ تو اس ضمن میں چار صورتیں ہیں۔

1. اگر ظہر کے وقت خون بہنا بند ہو چکا ہو اور ظہر کے وضو سے ظہر کی نماز ادا کر چکا ہو۔
2. یا ظہر کے وضو اور نماز کے دوران میں بھی خون جاری تھا۔
3. ظہر کا وضو کرتے وقت خون بند تھا لیکن ظہر کی نماز پڑھتے وقت خون بہہ رہا تھا۔

تو ان تینوں صورتوں میں ظہر کی نماز دوبارہ ادا کرنیکی ضرورت نہیں۔

4. چوتھی صورت یہ ہے کہ ظہر کا وضو کرتے وقت خون بہہ رہا تھا۔ لیکن نماز پڑھتے وقت بالکل بند ہو گیا۔

تو اس صورت میں نماز ظہر کی دوبارہ ادائیگی ضروری ہے اس لئے کہ اس وقت یہ معذوریت سے خارج ہو چکا تھا۔

مسئلہ 290: اگر معذور کا خون وغیرہ کپڑے پر لگا ہو۔ اور اسے یہ معلوم ہو کہ میں اگر اسے دھولوں اور اس پر نماز پڑھوں تو ادائیگی نماز سے قبل یہ دوبارہ ناپاک ہو جائے گا۔ تو اس صورت میں اس کا دھونا واجب نہیں۔ اور اگر اسے علم ہو ادائیگی نماز میں دوبارہ یہ ناپاک نہ ہو گا۔ اور کپڑے کا وہ مقام ایک روپیہ برابر سے زائد ہو۔ تو اس کا دھونا واجب ہے۔ اور اسی پر فتویٰ ہے اور اسے دھوئے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

مسئلہ 289: (فَاذَا خَرَجَ الْوَقْتُ بَطَلَ) ايْ: ظَهَرَ حَدَثُهُ السَّابِقُ، حَتَّى لَوْ تَوَضَّا عَلَى الِانْقِطَاعِ وَدَامَ الَى خُرُوجِهِ لَمْ يَبْطُلْ بِالْخُرُوجِ مَا لَم يَطْرَا حَدَثٌ اخَرُاوْ يَسِيلُ كَمَسْالَةِ مَسْحِ خُفِّهِ. (قَوْلُهُ: كَمَسْالَةِ مَسْحِ خُفِّهِ) ايْ: الَّتِي قَدَّمَهَا فِي بَابِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ بِقَوْلِهِ: انَّهُ ايْ: الْمَعْذُورَ يَمْسَحُ فِي الْوَقْتِ فَقَطْ الَّاذَا تَوَضَّا وَلَبِسَ عَلَى الِانْقِطَاعِ فَكَالصَّحِيحِ. اهـ. وَقَدَّمْنَاهُ انَّهَا رُبَاعِيَةٌ؛ لِانَّهُ امَّاانْ يَتَوَضَّا وَيَلْبَسَ عَلَى الِانْقِطَاعِ اوْ يُوجَدَ الْحَدَثُ مَعَ الْوُضُوءِ اوْ مَعَ اللُّبْسِ اوْ مَعَهُمَا، فَهُوَ كَالصَّحِيحِ فِي الصُّورَةِ الْاولَى فَقَطْ الَّتِي اسْتَثْنَاهَا مِنْ الْمَسْحِ فِي الْوَقْتِ فَقَطْ وَهِيَ الْمُرَادَةُ هُنَا[1]

ترجمہ: اگر معذور نے وضو کیا عذر کے منقطع ہو جانے کے وقت پھر وہ انقطاع دائم رہا وقت نماز کے نکل جانے تک تو وضو باطل نہ ہو گا وقت کے خارج ہونے سے جب تک کہ دوسرا حدث اس وضو پر طاری نہ ہو یا عذر سابق جاری نہ ہو یہ مسئلہ مانند مسلہ مسح کرنے موزہ معذور کے ہے اور یہ قول جیسا کہ مسح موزوں پر ہے یعنی وہ جو ہم نے باب مسح علی الخفین میں بیان کیا ہے اس قول پر کہ یہ معذور مسح کریگا وقت میں فقط مگر جب وضو کریگا اور اس پر انقطاع نہ ہو تو گویا صحیح کے مانند ہے اور ہم نے بیان کیا کہ یہ رباعی مسئلہ ہے کیونکہ اسمیں یا تو صاحب عذر نے عذر کے انقطاع پر وضو کیا ہو اور اس کو پہنا ہوا ہو اور یا حدث کو وضو کے ساتھ پا گیا ہو یا پہننے کے ساتھ یا دونوں کے ساتھ پس وہ صحیح کے مانند ہے پہلی صورت میں فقط جو مسح سے مستثنیٰ ہوا وقت میں اور اس سے یہاں بھی وہ مراد ہے۔

---

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدرالمختارص556ج1محولہ بالہ

مسئلہ 291: اگر معذور جریان خون کی بندش یا کم کرنے پر قادر ہو مثلاً کپڑا باندھنے یا کپڑا یا قطنہ (روئی) رکھنے سے یا کسی اور ذریعہ سے۔ تو اس پر ایسا کرنا واجب ہے۔ اور جب اس طریقے سے خون اس کا بند ہو جائے تو معذور تصور نہیں ہو گا۔ اور اگر کوئی ایسا ہو کہ جس کا خون وغیرہ خاص سجدے کی حالت میں بہتا ہو اور بغیر سجدے کے بند ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ نماز پڑھتے وقت کھڑے کھڑے خون بہتا ہو۔ اور بغیر سجدے کے بند ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ نماز پڑھتے وقت کھڑے بیٹھے اشارہ سے نماز ادا کریں اگر ایسا ہو کہ کھڑے کھڑے خون بہتا ہو۔ اور بیٹھے ہوئے نہیں تو نماز بیٹھ کر پڑھ لیں۔ لیکن اگر ایسا ہو کہ خاص کر لیٹنے سے خون بند ہوتا ہو۔ تو لیٹے ہوئے نماز ادا نہیں کرے گا۔ بلکہ باقاعدہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے گا یا بیٹھ کر پڑھے گا اس لئے کہ لیٹ کہ نماز پڑھنے کے لئے صرف مذکورہ عذر کافی نہیں ہے۔

مسئلہ 292: اگر کوئی شخص زخمی ہو یا ایسا مریض ہو کہ اس کے نیچے جو بھی کپڑے بچھائے جائیں وہ ادائیگی نماز سے قبل ناپاک ہوتے ہو۔ تو انہی ناپاک کپڑوں (بستر، چادر وغیرہ) پر اگر وہ نماز پڑھے تو کوئی مضائقہ نہیں پڑھ سکتا ہے۔ اور اگر مریض کا مرض اس قدر شدید ہو۔ کہ وہ لیٹے لیٹے اشاروں سے نماز پڑھے اور اس کے نیچے کپڑے ناپاک ہوں۔ اور دوسرا بچھایا جاسکتا ہو ناپاک بھی نہ ہوتا ہو بلکہ حرکت دینے سے مریض کا مرض بڑھ جارتا ہو، تو کوئی مضائقہ نہیں اسی ناپاک کپڑے پر نماز جائز ہے (اور ان کے ناپاک ہونے کا کوئی خدشہ بھی نہ ہو۔ لیکن ہلنے جلنے سے مریض کے مرض میں اضافہ کا خطرہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ مذکورہ ناپاک کپڑوں پر ہی نماز ادا کر لے۔)

مسئلہ 290: (وان سال على ثوبه) فوق الدرهم (جاز له ان لا يغسله ان كان لو غسله تنجس قبل الفراغ منها) اي الصلاة (والا) يتنجس قبل فراغه (فلا) يجوز ترك غسله، هو المختار للفتوى، وكذا مريض لا يبسط ثوبا الا تنجس فوراً له تركه [1]

ترجمہ: اور اگر معذور کے کپڑے پر درہم سے زیادہ نجاست رواں ہوئی تو اس کو اس کا نہ دھونا جائز نہیں یہی قول پسندیدہ ہے فتویٰ دینے کے واسطے اور اسی طرح مریض ہے کہ نہیں بچھاتا ہے کپڑا کو مگر فوراً ناپاک ہو جاتا ہے تو اس کو ترک فرض جائز ہے۔

مسئلہ 291: يَجِبُ رَدُّ عُذْرِهِ اوْ تَقْلِيلُهُ بِقَدْرِ قُدْرَتِهِ وَلَوْ بِصَلَاتِهِ مُومِيًا، (قَوْلُهُ: وَلَوْ بِصَلَاتِهِ مُومِئًا) ايْ: كَمَااذَا سَالَ عِنْدَ السُّجُودِ وَلَمْ يَسِلْ بِدُونِهِ فَيُومِئُ قَائِمًااوْ قَاعِدًا، وَكَذَا لَوْ سَالَ عِنْدَ الْقِيَامِ يُصَلِّي قَاعِدًا، بِخِلَافِ مَنْ لَوْ اسْتَلْقَى لَمْ يَسِلْ فَانَّهُ لَا يُصَلِّي مُسْتَلْقِيًا. اهـ.[2]

ترجمہ: واجب ہے ہٹانا اور روکنا اپنے عذر کا یا اس کا کم کر دینا بقدر اپنی طاقت کے اگرچہ اشارہ کر کے نماز پڑھنے سے عذر موقوف ہو سکے یہ قول کہ اگر کہ اپنے نماز میں اشارہ کرنے والا ہو جیسا کہ جب بہہ جائے سجدا کے وقت اور سجدہ کے علاوہ بہہ نہیں جاتا پس کھڑے ہو کر اشارہ سے نماز ادا کریں یا بیٹھ کر اور اسی طرح اگر جاری ہوا کھڑے ہونے کی حالت میں تو بیٹھ کر نماز پڑھیں خلاف اس کے سیدھا لیٹ جائے تو خون نہیں بہہ جاتا تو اسی حالت میں نماز نہ پڑھئے۔

مسئلہ 292: فان اصاب ثوبہ من ذالک الدم فعلیہ ان یغسل ان کان مفیدااما اذا لم یکن مفیدا بان کان مصیبہ مرة اخریٰ ثانیا وثالثا حینئذ لا یفترض علیہ غسلہ [3]

ترجمہ: پس اگر اس خون سے اس کے کپڑوں کو پہنچ جائے پس اس پر لازم ہے کہ کپڑے کو دھلایئں اگر مفید ہو اور ہرچہ مفید نہ ہو کہ

---

[1] الدرالمختار للحصفکی ص 46ج1 محولہ بالہ

[2] ایضا ابن عابدین ص 558 ج 1 محولہ بالہ

[3] خلاصة الفتاویٰ ص 16ج1 محولہ بالہ

....

اس کے بعد پھر پہنچ جاتا ہو دو بار یاسہ بار تواب اس پر اس کا دھونا لازم نہیں۔

اور شامی میں ہے

وَكَذَا مَرِيضٌ لَا يَبْسُطُ ثَوْبَهُ الَّا تَنَجَّسَ فَوْرًا لَهُ تَرْكُهُ(قَوْلُهُ: وَكَذَا مَرِيضٌ الخ) فِي الْخُلَاصَةِ مَرِيضٌ مَجْرُوحٌ تَحْتَهُ ثِيَابٌ نَجِسَةٌ، انْ كَانَ بِحَالٍ لَا يُبْسَطُ تَحْتَهُ شَيْءٌ الَّا تَنَجَّسَ مِنْ سَاعَتِهِ لَهُ انْ يُصَلِّيَ عَلَى حَالِهِ، وَكَذَا لَوْ لَمْ يَتَنَجَّسْ الثَّانِي الَّاانَّهُ يَزْدَادُ مَرَضُهُ لَهُ انْ يُصَلِّيَ فِيهِ بَحْرٌ مِنْ بَابِ صَلَاةِ الْمَرِيضِ.وَالظَّاهِرُ انَّ الْمُرَادَ بِقَوْلِهِ " مِنْ سَاعَتِهِ " انْ يَتَنَجَّسَ نَجَاسَةً مَانِعَةً قَبْلَ الْفَرَاغِ مِنْ الصَّلَاةِ كَمَااشَارَ الَيْهِ الشَّارِحُ بِقَوْلِهِ وَكَذَا[1]

ترجمہ: اور اسی طرح وہ مریض کہ کپڑے کو نہیں بچھاتا مگر فوراً ناپاک ہو جاتا ہے تو اس کو اسی پر چھوڑنا جائز ہے۔ یہ قول کہ اسی طرح مریض الخ خلاصہ میں ہے کہ ایک مریض جو زخمی ہو اس کے نیچے نجس کپڑہ ہوا گر اس حالت پر ہو کہ اس کے نیچے کوئی کپڑا نہیں بچھاتا مگر نجس کرتا ہے اسی فوراًتو اس کیلئے جائز ہے کہ اپنی حالت پر نماز ادا کریں اور اسی طرح اگر نجس نہیں کرتا مگر ہلانے سے مریض کا مرض زیادہ ہوتا ہے تو اس کیلئے جائز ہے کہ اسی حالت میں نماز ادا کریں یہ بحر الرائق میں ہے صلوۃ مریض میں۔ اور ظاہر یہ کہ مراد اس قول پر فی الفور کہ نجس ہو نجاست مائع پر نماز سے فارغ ہونے سے قبل جیسا کہ اشارہ کیا ہے اس کو شارح نے اس قول پر کذا

اور در مختار میں ہے۔

وكذا مريض لا يبسط ثوباالا تنجس فورا له تركه[2]

ترجمہ: اور اسی طرح وہ مریض ہے کہ نہیں بچھاتا ہے کپڑے کو مگر فورا ناپاک ہو جاتا ہے تو اس کو ترک فرش جائز ہے ۔

اور بحر الرائق میں ہے۔

لَوْ صَلَّى عَلَى فِرَاشٍ نَجِسٍ وَوَجَدَ احَدًا يُحَوِّلُهُ الَى مَكَانٍ طَاهِرٍ ثُمَّ قَالَ مَرِيضٌ مَجْرُوحٌ تَحْتَهُ ثِيَابٌ نَجِسَةٌ انْ كَانَ بِحَالٍ لَا يُبْسَطُ تَحْتَهُ شَيْءٌ الَّا تَنَجَّسَ مِنْ سَاعَتِهِ لَهُ انْ يُصَلِّيَ عَلَى حَالِهِ وَكَذَا لَوْ لَمْ يَتَنَجَّسْ الثَّانِي الَّاانَّهُ يَزْدَادُ مَرَضُهُ لَهُ انْ يُصَلِّيَ فِيهِ اه.[3]

ترجمہ: اور اگر نماز پڑھی ایسے فرش پر جو نجس ہو اور ایسا شخص ہو جو اس کو پاک جگہ کی طرف منتقل کرتا ہو پھر فرمایا کہ ایک زخمی مریض ہو اور اس کے نیچے نجس کپڑا ہوا گر اسی حال پر ہو کہ اس کے نیچے اگر کوئی کپڑا بچھایا جاتا ہو تو وہ اس کپڑا کو نجس کرتا ہے فی الفور تو اس کیلئے جائز ہے کہ نماز کو اسی پر ادا کریں اور اگر اس طرح ہو کہ وہ دوسرے کپڑے کو نجس نہیں کرتا مگر اس کا ہلانا نقصانی ہو تو اپنے حال پر چھوڑ کر نماز ادا کریں۔

---

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدرالمختارص557ج1محولہ بالہ

[2] الدرالمختار للحصفکی ص 46ج1محولہ بالہ

[3] البحرالرائق ص 124ج2 محولہ بالہ

مبحث پنجم حیض اور استحاضہ کا بیان:

مسئلہ 293: مستورات کی ماہواری کو حیض کہتے ہیں۔یعنی وہ خون جو کہ مہینہ کے مقررہ ایام میں عورتوں سے خارج ہوتا ہے۔ حیض کی مدت کم از کم تین دن اور تین راتیں اور زیادہ سے زیادہ دس دن اور دس راتیں ہیں۔اس لئے اگر تین دن اور تین راتیں پوری ہونے سے قبل بند ہو جائے تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ جو کہ مرض ہے۔اور اگر دس دنوں اور دس راتوں سے بھی زیادہ عرصہ جاری رہے۔تو یہ زائد دن عرصہ حیض میں شمار نہیں بلکہ استحاضہ ہے *۔

مسئلہ 294: اگر کسی لڑکی کی عمر نو سال سے کم ہو اور کوئی خون وغیرہ جاری ہونا محسوس کرے تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ کیونکہ نو سال کی عمر ہونے سے پہلے خون یعنی حیض جاری نہیں ہو سکتا۔اسی طرح جب عورت پچپن برس کی عمر کو پہنچتی ہے تو اکثر حیض بند ہو جاتا ہے۔ لیکن اسی عمر میں اگر خون کی رنگت سرخ یا سیاہ ہو تو وہ حیض ہی ہوگا ہے۔اگر خون کی رنگت زرد، سبز، نیلا یا خاکی ہو تو وہ حیض نہیں البتہ اگر مذکورہ عمر سے پہلے بھی اسے اس قسم کا حیض آتا ہو۔اور یہ اس کی عادت ہو۔تو یہ بھی حیض تصور ہوگا۔

مسئلہ 293: " اقل الحيض ثلاثة ايام ولياليها وما نقص من ذلك فهو استحاضہة--- واكثره عشرة ايام ولياليها والزائد استحاضة[1]

ترجمہ: حیض کی ادنی مدت تین دن اور تین راتیں ہیں اور جو اس سے کم ہو وہ استحاضہ ہے---اور حیض کی اکثر مدت دس دن ہیں اور جو زائد ہو وہ استحاضہ ہے۔

*نوٹ:(اگر یہ حیض پہلی بار ہو تو دس دن حیض کے ہیں باقی استحاضہ کے اور اگر پہلی بار نہ ہو بلکہ حیض کی عادت چند روز کی ہو۔تو وہی دن ایام حیض ہیں اور باقی استحاضہ جیسا کہ آگے یہ تفصیل بیان ہو جائیگی)

مسئلہ 294: وَقْتُهُ فَوَقْتُهُ حِينَ تَبْلُغُ الْمَرْاةُ تِسْعَ سِنِينَ فَصَاعِدًا عَلَيْهِ اَكْثَرُ الْمَشَايِخِ، فَلَا يَكُونُ الْمَرْئِيُّ فِيمَا دُونَهُ حَيْضًا وَاذَا بَلَغَتْ تِسْعًا كَانَ حَيْضًا الَى انْ تَبْلُغَ حَدَّ الْايَاسِ عَلَى اخْتِلَافِ الْمَشَايِخِ فِي حَدِّهِ، وَلَوْ بَلَغَتْ ذَلِكَ وَقَدْ انْقَطَعَ عَنْهَا الدَّمُ، ثُمَّ رَاتْ بَعْدَ ذَلِكَ لَا يَكُونُ حَيْضًا، وَعِنْدَ بَعْضِهِمْ يَكُونُ حَيْضًا، وَمَوْضِعُ مَعْرِفَةِ ذَلِكَ كُلِّهِ كِتَابِ الْحَيْضِ.[2]

ترجمہ: حیض کا وقت اکثر مشائخ کے نزدیک نو یا اس سے زیادہ سال کی عمر سے شروع ہو جاتا ہے لہذا اگر اس سے کم عمر میں خون نظر آئے تو وہ حیض نہ ہوگا۔ پھر جب عورت کی عمر نو سال ہو جائے تو وہ خون حیض شمار ہوگا تا آنکہ وہ ایاس کی عمر کو پہنچ جائے (جب آیام آنا بند ہو جاتے ہیں جس کی تعین میں مشائخ کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے اور اگر عورت ایاس کی عمر کو پہنچ جائے اور خون کی آمد رُک جائے پھر اس کے بعد دوبارہ اس کا خون جاری ہو جائے تو وہ حیض نہ ہوگا بعض مشائخ کے نزدیک وہ حیض ہی ہوگا۔اس کی معرفت کا صحیح مقام کتاب الحیض ہے۔

اور ہندیہ میں ہے

وَيَتَوَقَّفُ كَوْنُهُ حَيْضًا عَلَى امُورٍ : (مِنْهَا) الْوَقْتُ وَهُوَ مِنْ تِسْعِ سِنِينَ الَى الْايَاسِ .هَكَذَا فِي الْبَدَائِعِ الْايَاسُ مُقَدَّرٌ بِخَمْسٍ وَخَمْسِينَ سَنَةً وَهُوَ الْمُخْتَارُ .كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ وَهُوَ اعْدَلُ الْاقْوَالِ[3]

---

[1] الهداية في شرح بداية المبتدي ص 61ج1محولہ بالہ

[2] الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ص41ج1محولہ بالہ

[3] ايضا فتاویٰ الهنديه ص41ج 1 محولہ بالہ

مسئلہ 295: زمانہ حیض میں سرخ، سیاہ، زرد، سبز اور خاکی ان سب رنگوں کا خون حیض ہے۔ ماسوائے سفید رنگ کے اس لئے کوئی کپڑا یا روئی وغیرہ جو رکھا ہو اور اسے بالکل سفید جس وقت پالے۔ تو حیض سے پاک ہو چکی ہو گی۔

ترجمہ: خون کا حیض ہونا چند باتوں پر موقوف ہے منجملہ ان کے وقت ہے اور وہ نو برس کی عمر سے سن ایاس تک ہے یہ بدائع میں لکھا ہے ایاس کا وقت پچپن برس کی عمر میں ہوتا ہے یہ خلاصہ میں لکھا ہے اور یہی سب قولوں میں ٹھیک ہے۔

اور شامی میں ہے

(قوله صغيرة) هي كما ياتي: من لم تبلغ تسع سنين على المعتمد (قوله وايسة) سياتي بيانها متنا وشرحا ـــ فاذا بلغته وانقطع دمها حكم باياسها (فما راته بعد الانقطاع حيض) فيبطل الاعتداد بالاشهر وتفسد الانكحة. (وقيل: يحد بخمسين سنة وعليه المعمول) والفتوى في زماننا مجتبى وغيره (تيسيرا) وحده في العدة بخمس وخمسين. قال في الضياء: وعليه الاعتماد (وما راته بعدها) اي: المدة المذكورة (فليس بحيض في ظاهر المذهب) الا اذا كان دما خالصا فحيض حتى يبطل به الاعتداد بالاشهر، لكن قبل تمامها لا بعد حتى لا تفسد الانكحة.[1]

ترجمہ: یہ قول کہ صغیرہ وہی جیسا کہ آنے والا ہے جو نو سال کی عمر کو نہیں پہنچی ہو معتمد قول کے مطابق۔ اور یہ قول کہ ایاسہ اس کا بیان بھی متن اور شرح میں جلد آئے گا پس جب وہ اس عمر کو پہنچ جائے اور اس کا خون بند ہو جائے تو اس کے یائسہ ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ منقطع ہونے کے بعد جو دیکھ لے وہ حیض ہو گا پس اس کا شمار مہینہ پر کرنا باطل ہے اور نکاح کو فاسد کرتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اس کی مقدار پچاس سال ہے اور اسی قول پر عمل ہے اور اس زمانے میں فتوی بھی اس قول پر ہے یہ مجتبیٰ وغیرہ میں ہے از روئے آسانی کے اور عدت کی حالت میں اس کی حد پچپن سال ہے ضیاء میں لکھا گیا ہے اور اس پر اعتماد ہے اور جو اس عمر کے بعد دیکھے تو ظاہر مذہب میں یہ حیض نہیں ہے مگر جب یہ خون خالص ہو گا تو پھر حیض ہو گا یہاں تک کہ اس کی عدت گذار نا مہینوں سے باطل ہو گیا۔ لیکن اس کے مکمل ہونے سے پہلے نہ کہ بعد میں یہاں تک کہ نکاح فاسد نہیں ہوتا۔

مسئلہ 295: (وَمَا سِوَى الْبَيَاضِ الْخَالِصِ حَيْضٌ) لِمَا رُوِيَ انَّ النِّسَاءَ كُنَّ يَبْعَثْنَ الَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِالدُّرْجَةِ فِيهَا الْكُرْسُفُ فِيهِ الصُّفْرَةُ مِنْ دَمِ الْحَيْضِ فَتَقُولُ لَا تَعْجَلْنَ حَتَّى تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَاءَ تُرِيدُ بِذَلِكَ الطُّهْرَ مِنْ الْحَيْضِ . وَجَمِيعُ الْوَانِ الدَّمِ مِنْ الْحُمْرَةِ وَالصُّفْرَةِ وَالْكُدْرَةِ وَالْخُضْرَةِ فِي ايَّامِ الْحَيْضِ حَيْضٌ[2]

ترجمہ: اور جو خالص سفیدی کے علاوہ ہو تو وہ حیض ہے کیونکہ روایت میں ہے کہ عورتیں حضرت عائشہ صدیقہؓ کو روئی بھیج دیتی جس میں زرد رنگ ہوتا حیض کے خون سے پس آپؓ فرماتی کہ تلوار نہ کرنا یہاں تک کہ خالص سفیدی دیکھ لیں ان کا ارادہ اس سے طہر کا تھا حیض سے۔ خون کے سارے رنگ کے سرخ، زرد، خاکی، سبز حیض کے ایام میں حیض ہوتا ہے۔

اور فارسی کا شعر ہے۔

الوانِ حیض حمرۂ سوداٗ وصفرة است ۔۔۔ کدورتُ تُربیتُ آگاہ وخضرة است۔*

---

[1] الدرالمختار وردالمحتار ص 524ج1 محولہ بالہ

[2] الزيلعي، تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق ص 189ج1 مركز اهل السنة بركات رضا الهند

*(یہ شعر میں نے اپنے والد محترم سے منیۃ المصلی پڑھنے کے دوران یاد کیا تھا۔ خلیل سواتی)

مسئلہ 296: اگر پہلے پہل یعنی پہلی بار کسی لڑکی کو حیض ہو جائے تو دس دن اور دس رات اگر ہو یا اس سے کم لیکن تین دنوں سے زیادہ ہو یہ سب حیض ہے۔ اور اگر دس دن دس راتوں سے زیادہ ہو تو دس دن اور دس راتیں حیض ہے۔ اور بقایا عرصہ استحاضہ ہے۔

مسئلہ 297: حیض کی مقررہ خاص عادت ہو اور پھر کسی ایک ماہ میں اس مقررہ عادی میعاد سے زیادہ دن خون جاری رہے۔ اور دس دنوں اور دس راتوں سے زیادہ نہ ہو تو یہ حیض ہے لیکن دس دنوں اور دس راتوں سے بھی زیادہ ہو جائے تو جتنے دن کی عادت ہو وہی حیض ہے اور بقایا استحاضہ کے شمار ہوں گے۔ مثلاً ایک عورت کی عادت حیض چار دن کی ہو۔ لیکن کسی ایک مہینے کی ماہواری نو یا دس روز جاری رہے۔ تو یہ سب حیض ہے۔ لیکن اگر مذکورہ قسم کے حیض کے بعد کم سے کم پندرہ دن تک وہ پاک رہ سکتی ہو۔ اور اگر دس راتوں اور دس دنوں سے زیادہ جاری رہے۔ تو چار دن اس کے حیض کے شمار ہونگے اور باقی استحاضہ میں۔

ترجمہ: حیض کے خون کا رنگ سرخ، کالا، زرد ہے ترگی، خاکی اور خبردار سبز ہوتا ہے۔

اور در مختار میں ہے

(وما تراه) من لون ككدرة وترابية (في مدته) المعتادة (سوى بياض خالص) قيل هو شئ يشبه الخيط الابيض[1]

ترجمہ: اور حیض کی مدت معتاد میں جو رنگ کہ دیکھے چنانچہ ترگی اور خاکی وہ حیض ہے جب کہ تیرہ اور خاکی خون حیض ٹھہرا تو سرخ اور سیاہ اور زرد اور سبز بطریق اولی حیض ہوگا۔ سفیدی خالص کے سوا کہ وہی حیض نہیں ہے بعضوں نے کہا کہ بیاض خالص ایک چیز ہے سفید دھاگے کی مانند یعنی بعد اختتام حیض کے وہ گدی پر ظاہر ہوتا ہے لیکن تحقیق یہ ہے کہ بیاض خالص سے انقطاع مراد ہے۔

مسئلہ 296: وان ابتداءت مع البلوغ مستحاضۃ فحیضھاعشرۃ ایام من کل شھر والباقی استحاضۃ[2]

ترجمہ: اور اگر شروع ہوا بلوغت کے ساتھ ہی استحاضہ تو پہلے دس دن حیض کے اور باقی استحاضہ کے شمار ہوں گے ہر مہینہ میں۔

مسئلہ 297: ولو زاد الدم على عشرة ايام ولها عادة معروفة دونها ردت الى ايام عادتها والذي زاد استحاضۃ[3]

ترجمہ: اور اگر خون دس دن سے زیادہ ہوا اور اس کے اپنی عادت ہو اس سے کم تو اپنی عادت کو واپس کیا جائے گا اور جو زیادہ ہے وہ استحاضہ ہوگا۔

---

[1] الدرالمختار للحصفکی ص 44 محولہ بالہ

[2] الهداية في شرح بداية المبتدي ص 65ج1محولہ بالہ

[3] ایضا الھدایہ ص 66 ج1 محولہ بالہ

مسئلہ 298: اگرایک عورت ایسی ہو کہ کوئی خاص مقررہ عادت اس کی نہ ہو یعنی حیض کبھی پانچ روز ہو اور کبھی سات دن ہو۔ مثلا اسی طرح بدلتا رہے۔ اور پھر ایک مہینے میں پورے دس دن تک ہو جائے تو مذکورہ دس دن حیض کے شمار ہونگے۔ لیکن تب کہ پھر اس کے بعد کم سے کم پندرہ دن پاک رہے۔ اور اگر مذکورہ عورت کی مدت ناپاکی دس دن اور دس راتوں سے بھی بڑھ جائے۔ تو اسی مہینے سے پیشتر مہینے میں جتنے دن ماہواری رہی ہو۔ وہی دن ماہواری میں حساب ہوں گے اور باقی استحاضے کے دن تصور ہوں گے۔

مسئلہ 299: اگر کوئی جوان لڑکی ایسی ہو کہ اول بار اس کی ماہواری جاری ہو جائے اور پھر مہینوں تک جاری رہے۔ اور بند نہ ہو جائے تو جس روز کی پہلی بار وہ ماہواری کا خون دیکھ لئے ہو۔ تو اس دن سے دس دن اور دس راتیں پوری ہونے تک ایام حیض ہے۔ اور باقی بیس روز مہینے کے استحاضہ۔ اس طرح ہر ماہ کے دس دن حیض کے اور بقایا بیس دن استحاضہ کے تصور ہوں گے علی ھذاالقیاس۔

مسئلہ 298: (قَوْلُهُ وَالزَّائِدُ عَلَى اَكْثَرِهِ)۔۔۔ امَّا اذَا لَمْ يَتَجَاوَزْ الْاَكْثَرَ فِيهِمَا، فَهُوَ انْتِقَالٌ لِلْعَادَةِ فِيهِمَا، فَيَكُونُ حَيْضًا وَنِفَاسًا[1]

ترجمہ: اور یہ قول کہ اکثر مدت معتاد سے زائد۔۔۔ اور جو تجاوز نہ کریں اکثر حیض سے ان حیض کے ونوں میں تو یہ حیض ہوگا پس اس کی جو عادت تھی وہ اب منتقل ہوگئی ان دونوں میں اسی کا پس یہ زیادہ اس کی حیض و نفاس ہوگا۔

اور بحر میں ہے

لِانَّهُ لَوْ لَمْ يَكُنْ لَهَا عَادَةٌ مَعْرُوفَةٌ بِانْ كَانَتْ تَرَى شَهْرًا سِتًّا وَتَرَى شَهْرًا سَبْعًا فَاسْتَمَرَّ بِهَا الدَّمُ فَانَّهَا تَاخُذُ فِي حَقِّ الصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ وَالرَّجْعَةِ بِالْاقَلِّ وَفِي حَقِّ انْقِضَاءِ الْعِدَّةِ وَالْغَشَيَانِ بِالْاكْثَرِ فَعَلَيْهَا اذَا رَاتْ سِتَّةَ ايَّامٍ فِي الِاسْتِمْرَارِ انْ تَغْتَسِلَ فِي الْيَوْمِ السَّابِعِ لِتَمَامِ السَّادِسِ وَتُصَلِّي فِيهِ وَتَصُومُ انْ كَانَ دَخَلَ عَلَيْهَا شَهْرُ رَمَضَانَ؛ لِانَّهُ يَحْتَمِلُ انْ يَكُونَ السَّابِعُ حَيْضًا وَيَحْتَمِلُ انْ لَا يَكُونَ حَيْضًا فَوَجَبَ احْتِيَاطًا فَاذَا جَاءَ الثَّامِنُ فَعَلَيْهَا الْغُسْلُ ثَانِيًا وَتَقْضِي الْيَوْمَ الَّذِي صَامَتْهُ فِي السَّابِعِ لِاحْتِمَالِ كَوْنِهَا حَائِضًا فِيهِ وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ، وَانْ كَانَتْ عَادَتُهَا خَمْسَةً فَحَاضَتْ سِتَّةً، ثُمَّ حَاضَتْ اخْرَى سَبْعَةً، ثُمَّ حَاضَتْ اخْرَى سِتَّةً فَعَادَتُهَا سِتَّةٌ بِالْاجْمَاعِ حَتَّى يُبْنَى الِاسْتِمْرَارُ عَلَيْهَا؛ لِانَّ عِنْدَ ابِي يُوسُفَ يُبْنَى الِاسْتِمْرَارُ عَلَى الْمَرَّةِ الْاخِيرَةِ،[2]

ترجمہ: اگر اس کی کوئی عادت معلوم نہیں تھی کہ ایک مہینہ چھ دن اور دوسری ماہ سات دن پس اس عادت پر استمرار ہوا پس نماز اور روزہ اور رجعت کے بارے میں کم پر حکم کیا جائے گا اور عدت کے گذارنے میں اکثر پر جب چھ دن ہمیشہ خون دیکھے اگر ساتویں دن غسل کریں تا کہ چھٹا دن مکمل ہو جائے اور اس میں نماز پڑے اور روزہ رکھیں اگر اس پر رمضان کا مہینہ آجائے کیونکہ احتمال اس کا ہے کہ ساتواں حیض ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ حیض نہیں ہے پس احتیاط واجب ہوا جب آٹھویں دن آجائے تو اس پر غسل دوبارہ واجب ہوتا ہے اور ساتویں دن کا روزہ قضا لائیں بوجہ احتمال حیض کے اور نماز کی قضا نہ لائیں اور اگر عادت پانچ دن کی تھی تو چھٹا دن حیض ہوا پھر ساتوں دن حیض ہوا پھر چھ مسلسل دن پس اجماعاً اس کی عادت چھ دن ہے یہاں تک کہ استمرار اس پر ہوا کیونکہ امام ابی یوسفؒ کے نزدیک استمرار آخری مرتبہ پر ہوگا۔

---

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدرالمختارص524ج1محولہ بالہ
[2] ابن نجیم ،بحر الرائق ص 214ج1محولہ بالہ

مسئلہ 300: دوماہواریوں کے درمیان پاکی کا عرصہ کم سے کم پندرہ دن تک ہے۔اور زیادہ سے زیادہ عرصہ کی کوئی حد نہیں۔جتنے مہینے عورت خون کو نہ دیکھے وہ پاک ہی تصور ہو گی۔

مسئلہ 301: اگر تین دن اور تین رات ماہواری جاری رہے۔اور پھر پندرہ دن خون بند رہے۔پھر تین دن اور تین رات خون جاری ہو رہے تو درمیان کے پندرہ دن پاکی کے تصور ہوں گے۔اور مذکورہ اول اور آخر حیض تصور ہوں گے۔اور اگر ایسا ہو کہ ایک یا دو

مسئلہ 299: وَالْحَاصِلُ انَّ الْمُبْتَدَاةَ اذَا اسْتَمَرَّ دَمُهَا فَحَيْضُهَا فِي كُلِّ شَهْرٍ عَشَرَةٌ وَطُهْرُهَا عِشْرُونَ كَمَا فِي عَامَّةِ الْكُتُبِ، [1]

ترجمہ:اور حاصل کلام یہ کہ مبتداء کا جب خون جاری ہو اپس ہر مہینے میں اس کے حیض دس دن ہوں گے اور طہر (پاکی) بیس دن جیسا کہ عام کتب میں ہیں۔

مسئلہ 300: واقل الطهر خمسة عشر يوما " هكذا نقل عن ابراهيم النخعي وانه لا يعرف الا توقيفا "ولا غاية لاكثره " لانه يمتد الى سنة وسنتين فلا يتقدر بتقدير الا اذا استمر بها الدم فاحتيج الى نصب العادة ويعرف ذلك في كتاب الحيض [2]

ترجمہ:اور طہر کی کم مقدار پندرہ دن ہیں اسی طرح ابراہیم نخعی سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ نہیں پہچانتے مگر موافق اور اس کے اکثر کی انتہا نہیں ہے کیونکہ یہ ایک سال یا دو سال کو ممتد ہوتا ہے پس یہ اندازہ نہیں ہوتا مگر جس پر خون مستمر ہو پس عادت کے موافق شمار ہو گا اور یہ کتاب الحیض میں پہچانا جائیگا۔

اور تبیین میں ہے

(وَلَا حَدَّ لِاكْثَرِهِ) لِانَّهُ قَدْ يَمْتَدُّ الَى سَنَةٍ وَسَنَتَيْنِ وَقَدْ لَا يُرَى الْحَيْضُ اصْلًا فَلَا يُمْكِنُ تَقْدِيرُه [3]

ترجمہ:اور پاکی کی اکثریت کی کوئی حد نہیں کیونکہ یہ کبھی ایک سال یا دو سال تک ممتد ہوتا ہے اور کبھی اصلاً میں حیض نہیں دیکھا جاتا پس اس کا اندازہ کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

مسئلہ 301: ثُمَّ اعْلَمْ انَّ الطُّهْرَ الْمُتَخَلِّلَ بَيْنَ الدَّمَيْنِ اذَا كَانَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا فَاكْثَرَ يَكُونُ فَاصِلًا بَيْنَ الدَّمَيْنِ فِي الْحَيْضِ اتِّفَاقًا فَمَا بَلَغَ مِنْ كُلٍّ مِنْ الدَّمَيْنِ نِصَابًا جُعِلَ حَيْضًا، وَانَّهُ اذَا كَانَ اقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ ايَّامٍ لَا يَكُونُ فَاصِلًا وَانْ كَانَ اكْثَرَ مِنْ الدَّمَيْنِ اتِّفَاقًا [4]

ترجمہ: پھر جان لو کہ وہ طہر متخلل دو خون کے درمیان جب پندرہ دن ہو یا زیادہ پس یہ فصل کرنے والا ہو دو حیض کے خون میں اتفاقاً پس جب ہر خون میں سے ایک مقدار کو پہنچ جائے تو وہ حیض ہو گا اور یہ جب اس سے کم ہو گا تین دن سے پس

---

[1] ابن عابدین، رد المحتار على الدرالمختارص526ج1محولہ بالہ
[2] الهداية في شرح بداية المبتدي ص 64ج1محولہ بالہ
[3] تبین الحقائق لزیلعی ص 62ج 1محولہ بالہ
[4] ایضا ابن عابدین ص 531ج1 محولہ بالہ

دن خون آجائے پھر پندرہ دن تک بند رہے یا ایک دو دن خون آجائے تو اول اور آخر ہر دو بار کا خون حیض کا نہیں۔ بلکہ استحاضہ ہے۔ اور بیچ میں پندرہ دن عرصہ پاکی تصور ہوں گے۔

فائدہ" اگر کسی عورت کو ماہواری آئے لیکن تین دن اور تین راتوں سے کم ہو تو جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ وہ حیض نہیں ہے۔ لیکن تب کہ بعد میں کم سے کم پندرہ دن پاک رہ چکی ہو۔ اور اگر عرصہ پاکی کم ہو تو اس کے متعلق تفصیلی ذکر آگے آجائے گا"۔

مسئلہ 302: اگر دو ماہواریوں کے درمیان تین دن سے کم پاکی ہو۔ تو مذکورہ پاکی کا کوئی اعتبار نہیں۔ مثلاً ایام حیض میں اسے ایک دن خون آجائے اور پھر دو دن پاک رہی۔ چوتھے روز پھر خون آجائے تو مذکورہ چار دن حیض کے ہیں۔ اگر دو ماہواریوں کے بیچ عرصہ پاکی پندرہ دن رات سے کم ہو۔ اور تین دن سے زائد ہو یا تین دن اور تین رات ہو تو یہ پاکی حیض میں شمار ہو گی یا نہیں؟۔ اس باب میں چھ روایتیں ہیں۔ لیکن جو امام صاحب کا آخری قول ہے۔ اور اکثر متاخر علماء بھی اس پر فتویٰ صادر کر چکے ہیں۔ وہ قول امام ابو یوسفؒ کا یہ ہے کہ مذکورہ پاکیزگی نہیں ہے۔ بلکہ خون میں شامل عرصہ ہے۔ اور اگر ایک یا دو دن خون آجائے۔ اور پھر پندرہ دن سے کم پاک رہے۔ اور پھر ایک یا دو دن خون اجائے۔ تو اس قسم کی پاکیزگی کا کوئی اعتبار نہیں۔ بلکہ یہ سمجھا جائے گا۔ کہ اول سے اخر تک گویا خون جاری رہا۔ اب جتنے روز کی ماہواری کی عادت ہو اسے حیض تصور کیا جائے گا۔ اور باقی دن استحاضہ کے شمار کیے جائیں گے۔ مثلاً عادت یہ تھی کہ مہینے کی پندرھویں یا سولھویں اور سترھویں کو اس کا حیض جاری ہوتا ہو۔ اور پھر کسی ایک مہینے میں ایسا ہوا۔ کہ پندہورھویں تاریخ کو اسے خون آیا پھر چودہ دن وہ پاک رہی اور پھر ایک دن اسے خون آیا۔ تو ہم یہ کہیں گے کہ سولہ دن برابر خون جاری رہا۔ اس میں اول کے تین دن حیض کے ہیں۔ اور باقی تیرہ استحاضہ کے ہیں۔ اگر عادت اٹھارہ، انیس، بیس تاریخ حیض کی ہو۔ تو یہی تین دن حیض کے اور اس سے پیشتر کے تین دن اور بعد کے دس دن استحاضہ کے ہیں۔ اور اگر عادت نہ ہو۔ بلکہ پہلا حیض ہو تو اول دس دن حیض کے اور باقی چھ دن استحاضہ کے تصور ہوں گے۔

یہ فاصل نہ ہو گا اگر کہ دو خون سے زیادہ ہو اتفاقاً۔

مسئلہ 302: وَانَّهُ اذَا كَانَ اقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ ايَّامٍ لَا يَكُونُ فَاصِلًا وَانْ كَانَ اكْثَرَ مِنَ الدَّمَيْنِ اتِّفَاقًا. وَاخْتَلَفُوا فِيمَا بَيْنَ ذَلِكَ عَلَى سِتَّةِ اقْوَالٍ كُلُّهَا رُوِيَتْ عَنْ الْامَامِ اشْهُرُهَا ثَلَاثَةٌ:

الْاولَى - قَوْلُ ابِي يُوسُفَ: انَّ الطُّهْرَ الْمُتَخَلِّلَ بَيْنَ الدَّمَيْنِ لَا يَفْصِلُ، بَلْ يَكُونُ كَالدَّمِ الْمُتَوَالِي بِشَرْطِ احَاطَةِ الدَّمِ لِطَرَفَيْ الطُّهْرِ الْمُتَخَلِّلِ، فَيَجُوزُ بِدَايَةُ الْحَيْضِ بِالطُّهْرِ وَخَتْمُهُ بِهِ ايضًا، فَلَوْ رَاتْ مُبْتَدَاةٌ يَوْمًا دَمًا وَارْبَعَةَ عَشَرَ طُهْرًا وَيَوْمًا دَمًا فَالْعَشَرَةُ الْاولَى حَيْضٌ، وَلَوْ رَاتْ الْمُعْتَادَةُ قَبْلَ عَادَتِهَا يَوْمًا دَمًا وَعَشَرَةً طُهْرًا وَيَوْمًا دَمًا فَالْعَشَرَةُ الَّتِي لَمْ تَرَ فِيهَا الدَّمَ حَيْضٌ انْ كَانَتْ عَادَتَهَا وَالَّا رُدَّتْ الَى ايَّامِ عَادَتِهَا.

الثَّانِيَةُ: انَّ الشَّرْطَ احَاطَةُ الدَّمِ لِطَرَفَيْ مُدَّةِ الْحَيْضِ، فَلَا يَجُوزُ بِدَايَةُ الْحَيْضِ بِالطُّهْرِ وَلَا خَتْمُهُ بِهِ؛ فَلَوْ رَاتْ مُبْتَدَاةٌ يَوْمًا دَمًا وَثَمَانِيَةً طُهْرًا وَيَوْمًا دَمًا فَالْعَشَرَةُ حَيْضٌ؛ وَلَوْ رَاتْ مُعْتَادَةٌ قَبْلَ عَادَتِهَا يَوْمًا دَمًا وَتِسْعَةً طُهْرًا وَيَوْمًا دَمًا لَا يَكُونُ شَيْءٌ مِنْهُ حَيْضًا، وَكَذَا النِّفَاسُ عَلَى هَذَا الِاعْتِبَارِ.

الثَّالِثَةُ: قَوْلُ مُحَمَّدٍ انَّ الشَّرْطَ انْ يَكُونَ الطُّهْرُ مِثْلَ الدَّمَيْنِ اوْ اقَلَّ فِي مُدَّةِ الْحَيْضِ، فَلَوْ كَانَ اكْثَرَ فَصَلَ، لَكِنْ يُنْظَرُ انْ كَانَ فِي كُلٍّ مِنَ الْجَانِبَيْنِ مَا يُمْكِنُ انْ يُجْعَلَ حَيْضًا فَالسَّابِقُ حَيْضٌ، وَلَوْ فِي احَدِهِمَا فَهُوَ الْحَيْضُ وَالْاخَرُ استحاضةٌ، وَالَّا فَالْكُلُّ استحاضةٌ. وَلَا يَجُوزُ بَدْءُ الْحَيْضِ بِالطُّهْرِ وَلَا خَتْمُهُ بِهِ؛ فَلَوْ رَاتْ مُبْتَدَاةٌ يَوْمًا دَمًا وَيَوْمَيْنِ طُهْرًا وَيَوْمًا دَمًا فَالْارْبَعَةُ حَيْضٌ؛ لِانَّ الطُّهْرَ الْمُتَخَلِّلَ دُونَ ثَلَاثٍ وَهُوَ لَا يَفْصِلُ اتِّفَاقًا كَمَا مَرَّ؛ وَلَوْ رَاتْ يَوْمًا دَمًا وَثَلَاثَةً طُهْرًا وَيَوْمَيْنِ دَمًا فَالسِّتَّةُ حَيْضٌ لِلِاسْتِوَاءِ؛ وَلَوْ رَاتْ ثَلَاثَةً دَمًا وَخَمْسَةً طُهْرًا وَيَوْمًا دَمًا فَالثَّلَاثَةُ حَيْضٌ لِغَلَبَةِ الطُّهْرِ فَصَارَ فَاصِلًا وَالْمُتَقَدِّمُ امْكَنَ جَعْلُهُ حَيْضًا، هَذَا خُلَاصَةُ مَا فِي شُرُوحِ الْهِدَايَةِ وَغَيْرِهَا. وَقَدْ صَحَّحَ قَوْلَ مُحَمَّدٍ فِي الْمَبْسُوطِ وَالْمُحِيطِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى. وَفِي الْهِدَايَةِ الْاخْذُ بِقَوْلِ ابِي يُوسُفَ ايْسَرُ. اهـ وَكَثِيرٌ مِنَ الْمُتَاخِّرِينَ افْتَوْا بِهِ؛ لِانَّهُ اسْهَلُ عَلَى الْمُفْتِي وَالْمُسْتَفْتِي سِرَاجٌ،

....

وَهُوَ الْاوْلَى فَتْحٌ، وَهُوَ قَوْلُ ابِي حَنِيفَةَ الْاخِرُ نِهَايَةٌ.[1]

ترجمہ: اور اگر تین دن سے کم ہو تو یہ فاصل نہیں ہوتا اگر کہ دو خون سے زائد ہو اتفاقاً۔اور اختلاف کیا ہے جو اس میں ہے چھ اقوال پر مشتمل ہیں سب کے سب امام ابو حنیفہؒ سے منقول ہیں جن میں تین زیادہ مشہور ہیں۔

1: امام ابو یوسفؒ کا قول کہ طہر متخلل دو خون کے درمیان یہ فاصل نہیں بلکہ یہ پہلے خون کی طرح ہے اس شرط پر کہ طہر متخلل کے دونوں طرفوں کا خون احاطہ کرلے تو جائز ہے حیض کا شروع ہونا اور ختم ہونا طہر میں۔پس اگر مبتداء نے ایک دن خون دیکھا اور چودہ دن طہر اور پھر ایک دن خون تو پہلے دس دن حیض کے ہونگے اور اگر معتادہ نے اپنی عادت سے پہلے ایک دن خون دیکھ لیا اور دس دن طہر اور پھر ایک دن خون پس دس وہ دن جس میں خون نہیں دیکھا حیض ہے اگر اس کی عادت دس دن ہو ورنہ اس کو اپنی عادت کے طرف لوٹایا جائیگا۔

2: کہ شرط خون کا احاطہ دونوں اطراف حیض کے ہو یعنی اول اور اخر پس جائز نہیں حیض کا شروع ہونا طہر میں اور نہ ختم ہونا اس طہر میں پس اگر معتادہ نے ایک دن خون دیکھا اور آٹھ دن طہر اور پھر ایک دن خون پس یہ دس دن حیض کے ہیں اور اگر معتادہ نے اپنی عادت سے پہلے ایک دن خون دیکھا اور نو دن طہر اور ایک دن خون تو اس میں کوئی چیز حیض نہیں اور اسی طرح اس اعتبار پر نفاس بھی۔

3: وہ قول امام محمدؒ کا ہے کہ شرط طہر بھی دو خون کے مانند ہو اور یا کم ہو حیض کی مدت میں پس اگر اکثر ہو تو فاصل ہے لیکن دیکھا جائے گا کہ اگر ہر دو طرف سے اتنا ممکن ہو کہ حیض ہو جائے تو پس پہلا حیض ہے اگر کہ دونوں جانب میں ایک ہو تو وہ حیض ہوگا اور دوسری طرف استحاضہ ورنہ سب استحاضہ ہوگا اور جائز نہیں حیض کا شروع ہونا طہر پر اور نہ اس کا ختم ہونا طہر پر پس اگر مبتداء نے ایک دن خون دیکھا اور دو دن طہر اور ایک دن پھر خون پس چار دن اس کے حیض ہوگی کیونکہ طہر متخلل تین دن سے کم ہے اور یہ اتفاقاً فصل نہیں جیسا کہ بیان ہوا اور اگر ایک دن خون دیکھا اور تین دن طہر اور دو دن خون پس چھ دن حیض ہے برابری کی وجہ سے اور اگر تین دن خون دیکھا اور پانچ دن طہر اور ایک دن خون پس تین دن حیض ہوگے بوجہ غالب ہونے طہر کے پس وہ ایسا ہو کہ فاصل اور متقدم کو ممکن ہے کہ حیض ٹھہرایا جائے یہ خلاصہ ہے اس کا جو شرح ہدایہ میں ہے اور صحیح قرار پایا امام محمد کے قول کو مبسوط اور محیط میں اور اس پر فتویٰ ہے اور ہدایہ میں عمل قول ابو یوسفؒ پر ہے از روئے آسانی اور زیادہ تر متاخرین اسی پر فتویٰ دیتے ہیں کیونکہ یہ مفتی اور مستفتی دونوں کیلئے آسان ہے یہ سراج الوہاج میں ہے اور یہ بہتر ہے فتح القدیر اور یہ امام ابو حنیفہ کا آخری قول ہے یہ نہایہ میں لکھا ہے۔

آسانی کیلئے یہ نقشہ لکھا جاتا ہے

---

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدرالمختار ص531 ج1 محولہ بالہ

مبتداء	معتادہ
1: قول ابی یوسفؒ۔ خ ططططططططططططط خ دس دن حیض استحاضہ طہر ناقص کو دونوں طرف سے خون گھیرے خواہ ایک دن ہو یا زیادہ نیز دس دن کے اندر ہو یا باہر طہر متخلل حیض ہوگا اور اگر مبتداء ہے تو دس دن حیض اور اگر معتادہ ہے تو ایام عادت حیض ہو	خ طططططططططط خ ایام عادت حیض۔۔۔۔۔۔باقی استحاضہ
2: امام محمدؒ کی روایت: خ طططططططط خ کہ دس دن یا کم میں دونوں طرف سے خون محیط ہونگے تو دس دن حیض کے ہونگے مبتداء ہو یا معتادہ دونوں برابر ہے	خ طططططط خ پہلی اور دسویں کو خون اور باقی طہر یا ساتون تک طہر آٹھویں کو خون تو پہلے میں دس دن اور دوسرے میں آٹھ دن حیض ہوگا۔
3: امام محمدؒ سے ابن المبارک کی روایت: خ خ ططططططط خ دونوں طرف کا خون مجموعی طور پر اقل حیض کی مقدار ہو یعنی تین دن پس اگر پہلی اور دسویں کو خون اور باقی درمیان میں طہر تو کچھ نہ ہوگا اور اگر پہلے دو دن خون اور اخری دسواں دن خون اور درمیان میں طہر تو حیض ہوگا یا اس کے برعکس پہلا ایک دن اور آخر میں نویں اور دسویں دن خون۔ اس میں دونوں طرف کے خون مل کر حیض بن جاتا ہے	

یا مندرجہ ذیل نقشہ جس میں سارے اقوال آسانی سے ذہن میں آجاتے ہیں۔:

خ ططططططططططططط خ طططططططط خ   ططططط ط خ خ طططط خ ططط   خ طط خ

حیض بروایت ابویوسفؒ حیض بروایت امام محمد   برویت ابن المبارک   مذہب امام محمد   حیض بروایت حسن بن زیاد

اس میں ابویوسفؒ کے قول پر پہلا عشرہ اور چوتھی دہائی سات روز والے طہر میں سے ایک روز خون، تین دن طہر ایک دن خون پھر تین دن طہر کی مدت حیض شمار ہوگی، گویا چوتھی دہائی شروع بھی طہر سے ہوئی اور ختم بھی طہر پر ہوئی۔ امام محمدؒ کی روایت پر اول کے چودہ

مسئلہ 303: اگر حیض کی عادت دس دن کی ہو۔اور کسی مہینے میں مذکورہ عادت سے ایک روز قبل خون آجائے پھر دس دن بعد بند ہو ۔پھر ایک دن خون آجائے۔ تو امام ابویوسفؒ کے نزدیک درمیان کے دس روز حیض کے ہیں۔اور اول اور آخری خون استحاضہ کا ہے۔ اگر اس صورت میں عادت دس روز سے کم کی ہو۔ تو عادت کے مقررہ دن حیض کے ہیں اور باقی استحاضہ کے۔

مسئلہ 304: اگر کسی عورت کا حمل ہو اور اسے خون آجائے تو جتنے دن بھی جاری رہے۔ یہ حیض نہیں۔ بلکہ استحاضہ ہے اس لیے کہ دوران حمل حیض نہیں ہو سکتا۔ بلکہ بند رہتا ہے۔

دن طہر کے بعد جو دس دن ہیں جن میں دونوں طرف خون ہے حیض ہونگے اور ابن المبارک کی روایت پر سات روز جس کے اول میں ایک روز اور بعد میں دو روز خون ملاکر مجموعہ دس روز حیض ہیں اور امام محمدؒ کے مذہب پر دو دن آخر خون سے لے کر چھٹے خون تک بقول اصح چھ روز حیض کے ہونگے اور حسن بن زیاد کی روایت پر آخر کے چار روز صرف حیض اور باقی استحاضہ ہونگے۔[1]

مسئلہ 303: وَلَوْ رَاتْ الْمُعْتَادَةُ قَبْلَ عَادَتِہَا يَوْمًا دَمًا وَعَشَرَةً طُهْرًا وَيَوْمًا دَمًا فَالْعَشَرَةُ الَّتِي لَمْ تَرَ فِيهَا الدَّمَ حَيْضٌ انْ كَانَتْ عَادَتَہَا وَالَّا رُدَّتْ الَى ايَّامِ عَادَتِہَا.[2]

ترجمہ: اور، معتادہ نے خون کو اپنی عادت سے پہلے دیکھ لیا کہ ایک دن خون اور دس دن طہر پھر ایک دن خون تو دس دن جس میں خون نہیں دیکھا گیا حیض ہونگے اگر اس کی عادت دس دن ہو ورنہ اپنی عادت کے دنوں کو واپس کیا جائے گا۔

مسئلہ 304: و (حامل) ولو قبل خروج اکثر الولد (استحاضۃ.[3]

ترجمہ: اور جو خون کہ حاملہ عورت دیکھے اگرچہ وہ اکثر ولد کے نکلنے سے پہلے ہو یہ سب استحاضہ ہے۔

---

[1] حنیف گنگوہی معدن الحقائق شرح کنزالدقائق بحوالہ نورالدرایہ ص123 دارالاشاعت کراچی سن 2003

[2] ابن عابدین، رد المحتار علی الدرالمختار ص531ج1 محولہ بالہ

[3] الدرالمختار للحصفکی ص 43ج1محولہ بالہ

حیض کے احکام:

مسئلہ 305: حالت حیض میں نماز ادا کرنا اور روزے رکھنا صحیح نہیں۔ فرق اس قدر ہے کہ نماز بالکل معاف ہے۔ حیض ختم ہونے کے بعد دوبارہ قضا ادائیگی لازم نہیں۔ البتہ روزے کے متعلق یہ حکم ہے کہ حیض سے پاک ہونے کے بعد دوبارہ قضا شدہ روزے رکھے گی۔

مسئلہ 306: اگر نماز کا وقت ہو لیکن کوئی عورت نماز ادا نہ کرے اور ابھی وقت باقی ہو اور اس کا حیض جاری ہو جائے۔ تو مذکورہ وقت کی نماز کی ادائیگی بھی اس پر حیض بند ہونے کے بعد لازم نہیں معاف ہے۔

مسئلہ 305: (وَهُوَ) ايْ الْحَيْضُ (يَمْنَعُ الصَّلَاةَ وَالصَّوْمَ) لِلْاجْمَاعِ عَلَيْهِ (وَتَقْضِيهِ دُونَهَا) ايْ تَقْضِي الصَّوْمَ دُونَ الصَّلَاةِ لِمَا قَالَتْ عَائِشَةُ - رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا - «كُنَّا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - نَقْضِي صِيَامَ ايَّامِ الْحَيْضِ وَلَا نَقْضِي الصَّلَاةَ» وَلِانَّ الْحَيْضَ يَمْنَعُ وُجُوبَ الصَّلَاةِ وَصِحَّةَ ادَائِهَا وَلَا يَمْنَعُ وُجُوبَ الصَّوْمِ بَلْ يَمْنَعُ صِحَّةَ ادَائِهِ[1]

ترجمہ: اور یہ حیض نماز اور روزہ کو منع کرتے ہے اس پر اجماع امت ہے اور روزہ کا قضاء لائیں نہ کہ نماز کا یعنی روزہ کا قضا لائیں نہ کہ نماز کا کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا ہیں کہ " ہم عہد نبوی ﷺ میں روزہ کی قضا حیض کے دنوں میں کرتی تھی نماز کی قضا نہیں کرتی" کیونکہ حیض مانع ہے نماز کے واجب ہونے کے اور اس کی صحت ادا کا اور مانع نہیں وجوب روزہ کا بلکہ اس کی صحت ادا کو منع کرتا ہے۔

مسئلہ 306: وَلَوْ شَرَعَتْ تَطَوُّعًا فِيهِمَا فَحَاضَتْ قَضَتْهُمَا خِلَافًا لِمَا زَعَمَهُ صَدْرُ الشَّرِيعَةِ بَحْرٌ (قَوْلُهُ وَلَوْ شَرَعَتْ تَطَوُّعًا فِيهِمَا) ايْ فِي الصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ؛ امَّا الْفَرْضُ فَفِي الصَّوْمِ تَقْضِيهِ دُونَ الصَّلَاةِ وَانْ مَضَى مِنْ الْوَقْتِ مَا يُمْكِنُهَا ادَاؤُهَا فِيهِ؛ لِانَّ الْعِبْرَةَ عِنْدَنَا لِاخِرِ الْوَقْتِ كَمَا فِي الْمَنْبَعِ[2]

ترجمہ: اور اگر نفل نماز و روزہ شروع کر لیا پس اس عورت کو حیض آگیا تو اس نفل کی قضا اس پر لازم ہے یہ خلاف ہے اس کے جس کا گمان کیا ہے صدر الشریعہ نے یہ بحر میں ہے اور اس کا یہ قول کہ اگر نماز و روزہ نفل شروع کر لیا تو اگر فرض ہے تو فرض روزہ میں قضا لائیں اور نماز میں نہ اگرچہ اپنے وقت سے چلی گئی ہو جس میں ممکن ہو اس کا ادا کرنا کیونکہ ہمارے نزدیک اعتبار آخری وقت کا ہے۔ جیسا کہ منبع میں ہے۔ اور صاحب بحر نے لکھا ہے۔

وفی الخلاصۃ فان ادرکھا الحیض فی شئی من الوقت سقطت الصلاۃ عنھا ان افتتحھا[3]

ترجمہ: اور خلاصہ میں لکھا ہے کہ اگر کسی عورت کو حیض وقت کے کسی حصہ میں پیش آئے تو اس کی نماز ساقط ہو گی اگرچہ اس نے شروع کی ہو۔

---

[1] عبد الرحمن بن محمد بن سليمان المدعو بشيخي زاده, يعرف بداماد أفندي (المتوفى: 1078هـ) مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحرص79ج1 الناشر: دار إحياء التراث العربي الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ عدد الأجزاء: 2

[2] ابن عابدين، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي الحنفي (المتوفى: 1252هـ) رد المحتار على الدرالمختارص533ج1مكتبہ رشیدیہ کوئٹہ بدون التاریخ

[3] ابن نجیم البحرالرائق ص 205ج1 محولہ بالہ

مسئلہ 307: اگر کوئی عورت فرض نماز ادا کر رہی ہو اور اسی حالت میں اسے حیض شروع ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ مذکورہ نماز چھوڑ دے اس لیے کہ اس کی نماز ٹوٹ گئی۔ اور معاف بھی ہو چکی۔ حیض بند ہونے کے بعد اس پر قضا ادائیگی بھی واجب نہیں۔ اگر سنت یا نفل پر کھڑی ہو اور حیض شروع ہو جائے تو یہ نماز ٹوٹ گئی۔ لیکن حیض بند ہونے کے بعد یہی نماز بطور قضاء ادا کرے گی۔ اسی طرح اگر فرض یا نفل روزے رکھ چکی ہو اور حالت روزہ میں اسے حیض شروع ہو جائے تو روزہ ٹوٹ گیا لیکن حیض بند ہونے کے بعد مذکورہ روزہ دوبارہ رکھے گی یہ معاف نہیں۔

مسئلہ 307: وَلَوْ شَرَعَتْ تَطَوُّعًا فِيهِمَا فَحَاضَتْ قَضَتْهُمَا خِلَافًا لِمَا زَعَمَهُ صَدْرُ الشَّرِيعَةِ بَحْرٌ (قَوْلُهُ وَلَوْ شَرَعَتْ تَطَوُّعًا فِيهِمَا) ايْ فِي الصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ؛ امَّا الْفَرْضُ فَفِي الصَّوْمِ تَقْضِيهِ دُونَ الصَّلَاةِ وَانْ مَضَى مِنْ الْوَقْتِ مَا يُمْكِنُهَا ادَاؤُهَا فِيهِ؛ لِانَّ الْعِبْرَةَ عِنْدَنَا لِاخِرِ الْوَقْتِ كَمَا فِي الْمَنْبَعِ[1]

ترجمہ: اور اگر نفل نماز و روزہ میں شروع کر لینے کے بعد اس عورت کو حیض آگیا تو اس نفل کی قضا اس پر لازم ہے یہ خلاف ہے اس کے جس کا گمان کیا ہے صدر الشریعہ نے یہ بحر میں ہے اور اس کا یہ قول کہ اگر نماز و روزہ نفل میں شروع ہو گئی تو اگر فرض ہے تو فرض روزہ میں قضا لائیں اور نماز میں نہ اگرچہ اپنے وقت سے چلی گئی ہو جس میں ممکن ہو اس کا ادا کرنا کیونکہ ہمارے نزدیک اعتبار اخری وقت کا ہے۔ جیسا کہ منبع میں ہے۔

اور صاحب بحر لکھتے ہیں

وفی الخلاصة فان ادرکها الحیض فی شئی من الوقت سقطت الصلاة عنها ان افتتحها واجمعوا انها اذا طهرت وقد بقی من الوقت قدر ما لا یسع فیه التحریمة لا یلزمها قضاء هذه الصلاة واذا ادرکها الحیض بعد شروعها فی التطوع کان علیها قضاء تلک الصلاة اذا طهرت وکذا اذا شرعت فی صوم التطوع ثم حاضت فانه یلزمها قضاءوه فلا فرق بین الصلاة والصوم ذکر فی فتح القدیر من الصوم وکذا فی النهایة وکذا ذکره الاسبیجابیهنا فتبین انما فی شرح الوقایة من الفرق بینهما غیر صحیح [2]

ترجمہ: اور خلاصہ میں لکھا ہے کہ اگر کسی عورت کو حیض پیش آئے وقت کے کچھ حصہ میں تو نماز ساقط ہو گئی اس سے اگرچہ اس نے شروع کی ہو نماز اور اجماع کیا ہے اس بات پر کہ اگر کوئی عورت حیض سے پاک ہوئی اور وقت صرف اتنا باقی تھا کہ اس میں تحریمہ ادا ہوتا تھا تو اس پر اس نماز کی قضا لازم نہیں اور جب اس کو حیض پیش آئی نفل میں شروع ہونے کے بعد تو اس پر قضا لازم ہے اس نماز کی جب پاک ہو جاتے اور اسی طرح حکم ہے نفلی روزہ کا پس نفل نماز کی اور نفل روزہ میں کوئی فرق نہیں ہے یہ ذکر کیا ہے فتح القدیر میں روزہ کے بارے میں اور اسی طرح نہایہ میں اور اسی طرح ذکر کیا ہے اسبیجابیؒ نے پس واضح ہوا کہ جو شرح وقایہ میں ہے کہ اس کے درمیان فرق غیر صحیح ہے۔

---

[1] ایضا ابن عابدین 533ج1 محولہ بالہ

[2] ابن نجیم البحر الرائق ص 205ج1 محولہ بالہ

مسئلہ 308: اگر عورت کو حیض ہو تو اس کے خاوند کو چاہیئے کہ اس کے بدن کے ناف سے نیچے اور گھٹنوں سے اوپر کے درمیانی حصے کے ساتھ اپنے بدن کو "مس/ٹچ" نہ کرے۔ اگر درمیان میں کپڑے وغیرہ نہ ہوں تو مذکورہ حصہ بدن کے ساتھ بدن لگانا منع ہے۔ خواہ بغیر شہوت کے ہی کیوں نہ ہو۔ ہاں اگر بیچ میں کپڑہ وغیرہ حائل ہو پھر بدن کا لگانا جائز ہے۔ لیکن جماع حرام ہے۔ ہاں اس کے بدن کے ناف سے اوپر کے حصے کے ساتھ اور گھٹنوں سے نیچے حصے کے ساتھ اپنے جسم کو لگائے تو جائز ہے۔ خواہ کپڑا وغیرہ حائل بھی نہ ہو اسی طرح اس کے ساتھ سونا، اسے چومنا، ساتھ بیٹھنا اور ساتھ کھانا پینا یہ سب جائز ہیں۔

مسئلہ 308: (وَقُرْبَانُ مَا تَحْتَ ازَارٍ) يَعْنِي مَا بَيْنَ سُرَّةٍ وَرُكْبَةٍ وَلَوْ بِلَا شَهْوَةٍ، وَحَلَّ مَا عَدَاهُ مُطْلَقًا. (قَوْلُهُ وقُرْبَانُ مَا تَحْت ازَارٍ) وَيَمْنَعُ الْحَيْضُ قُرْبَانَ زَوْجِهَا مَا تَحْتَ ازَارِهَا كَمَا فِي الْبَحْرِ (قَوْلُهُ يَعْنِي مَا بَيْنَ سُرَّةٍ وَرُكْبَةٍ) فَيَجُوزُ الِاسْتِمْتَاعُ بِالسُّرَّةِ وَمَا فَوْقَهَا وَالرُّكْبَةِ وَمَا تَحْتَهَا وَلَوْ بِلَا حَائِلٍ، وَكَذَا بِمَا بَيْنَهُمَا بِحَائِلٍ بِغَيْرِ الْوَطْءِ وَلَوْ تَلَطَّخَ دَمًا،[1]

ترجمہ: اور جائز نہیں حالت حیض میں اس بدن کی قربت جو ناف اور گھٹنے کے درمیان ہے اگرچہ قربت بدون شہوت ہو یعنی جماع کرنا اور ران وہاں لگانا اور بدون شہوت کے ہاتھ لگانا سب حرام ہیں۔ اور مصنف کا یہ قول کہ قربان تحت ازار اور منع کرتا ہے شوہر کے ازار کے نیچے کو جیسا کہ بحر میں ہے اور یہ قول یعنی گھٹنے اور ناف کے درمیان پس جائز ہے ناف سے استمتاع حاصل کرنا اور جو اس سے اوپر ہے اور جو جگہ گھٹنے سے نیچے ہے اور اگرچہ حائل کے بغیر ہو اور اسی طرح جو ان کا درمیان ہے بغیر جماع حائل کے ساتھ کے اگرچہ خون ہو۔

مسئلہ 309: وَوَطْؤُهَا فِي الْفَرْجِ عَالِمًا بِالْحُرْمَةِ عَامِدًا مُخْتَارًا كَبِيرَةٌ لَا جَاهِلًا وَلَا نَاسِيًا وَلَا مُكْرَهًا فَلَيْسَ عَلَيْهِ الَّا التَّوْبَةُ وَالِاسْتِغْفَارُ وَهَلْ يَجِبُ التَّعْزِيرُ امْ لَا، وَيُسْتَحَبُّ انْ يَتَصَدَّقَ بِدِينَارٍ اوْ نِصْفِهِ وَقِيلَ بِدِينَارٍ انْ كَانَ اوَّلَ الْحَيْضِ وَبِنِصْفِهِ انْ وَطِئَ فِي اخِرِهِ كَانَّ قَائِلَهُ رَاى انْ لَا مَعْنَى لِلتَّخْيِيرِ بَيْنَ الْقَلِيلِ وَالْكَثِيرِ فِي النَّوْعِ الْوَاحِدِ وَمَصْرِفُهُ مَصْرِفُ الزَّكَاةِ كَمَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ وَقِيلَ: انْ كَانَ الدَّمُ اسْوَدَ يَتَصَدَّقُ بِدِينَارٍ، وَانْ كَانَ اصْفَرَ فَبِنِصْفِ دِينَارٍ، وَيَدُلُّ لَهُ مَا رَوَاهُ ابُو دَاوُد وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ «اذَا وَاقَعَ الرَّجُلُ اهْلَهُ وَهِيَ حَائِضٌ انْ كَانَ دَمًا احْمَرَ فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِينَارٍ، وَانْ كَانَ اصْفَرَ فَلْيَتَصَدَّقْ بِنِصْفِ دِينَارٍ»[2]

ترجمہ: اور کسی شخص کا وطی کرنا حائضہ کے فرج میں جو باخبر ہو اس کے حرام ہونے سے قصداً ہو یا اختیار سے ہو گناہ کبیرہ ہے۔ نہ کہ جاہل ہو یا بھول گیا ہو اور نہ زبردستی کرنے والا ہو کیونکہ اس پر صرف توبہ اور استغفار ہے اور کیا اس پر تعزیر واجب ہے یا نہ۔ تو مستحب یہ ہے کہ ایک یا آدھا دینار صدقہ کرلیں اور بعض نے کہا ہے کہ ایک دینار کو جب حیض کی ابتداء ہو اور آدھا دینار اگر حیض کا آخر ہو گویا کہ اس کے قائل نے اختیار دیا ہے تھوڑے اور زیادہ میں ایک قسم میں اور اس کا مصرف مصرف زکواۃ ہے جیسا کہ سراج الوہاج میں ہے اور بعض کے نزدیک اگر خون کالا تھا تو ایک دینار اور اگر زرد ہو تو آدھا دینار اور اس پر دلالت کرتا ہے جو ابوداود میں روایت کی ہے اور حاکم میں اور اس کو صحیح قرار دیا ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی سے مل جائے اور وہ حالت حیض میں ہو اگر اس کا خون سرخ

---

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدرالمختار ص534ج1محولہ بالہ

[2] ابن البحر الرائق شرح کنز الدقائق ص342ج1محولہ بالہ

مسئلہ 309: اگر عورت کے خاوند کو اس کے حیض کا علم ہو اور قصداً اس کے ساتھ جماع کرلے تو ناجائز ہے اور گناہ کبیرہ ہے۔ اسے چاہیئے کہ توبہ کرلے۔ زیادہ بہتر یہ ہے کہ ایک دینار یا نصف دینار (پاکستانی کرنسی کے مطابق جس کا ریٹ مختلف ہوتا ہے لہٰذا بوقت ضرورت مارکیٹ ریٹ رائج ہوگا) کو راہ خدا میں بطور صدقہ دے دیں۔ اگر حیض کے شروع میں یہ فعل کرچکا ہو۔ تو ایک دینار اور اگر آخر میں کرچکا ہوں تو نصف دینار صدقہ کرلے۔ ضروری ایک قول یہ بھی ہے کہ خون اگر سیاہ یا سرخ ہو تو ایک دینار اگر زرد ہو تو نصف دینار صدقہ کرنی چاہیئے۔

ہو تو ایک دینار صدقہ کریں اور اگر زرد ہو تو آدھا دینار صدقہ کرلیں۔

اور شامی میں ہے۔

(و)وطوءها(يكفر مستحله) كما جزم به غير واحد ، وكذا مستحل وطء الدبر قوله (ووطوها) اى الحائض--- ويندب تصدقه بدينار او نصفه، ومصرفه كزكاة، وهل على المرأة تصدق ؟ قال فى الضياء الظاهر لا۔ قوله ويندب الخ) لما رواه احمد وابو داود والترمذي والنسائي عن ابن عباس مرفوعا «في الذي ياتي امراته وهي حائض، قال: يتصدق بدينار او نصف دينار» ثم قيل ان كان الوطء في اول الحيض فبدينار او اخره فبنصفه، وقيل بدينار لو الدم اسود وبنصفه لو اصفر. قال في البحر: ويدل له ما رواه ابو داود والحاكم وصححه «اذا واقع الرجل اهله وهي حائض، ان كان دما احمر فليتصدق بدينار، وان كان اصفر فليتصدق بنصف دينار» . اهـ (قوله قال في الضياء الخ) اي الضياء المعنوي شرح مقدمة الغزنوي، واصل البحث للحدادي في السراج، ويؤيده ظاهر الاحاديث. وظاهرها ايضا انه لا فرق بين كونه جاهلا بحيضها او لا.[تتمة] تثبت الحرمة باخبارها وان كذبها فتح وبركوي. وحرر في البحر ان هذا اذا كانت عفيفة او غلب على الظن صدقها اما لو فاسقة ولم يغلب صدقها؛ بان كانت في غير اوان حيضها لا يقبل قولها اتفاقا.[1]

ترجمہ: اور کسی شخص کا وطی کرنا حالت حیض میں اگر اس کو حلال سمجھے تو کافر ہوتا ہے جیسا کہ اس پر بہت سے علمائے قول کیا ہے اور اسی طرح دبر میں وطی کا حلال سمجھنے والا یہ قول اور حائضہ سے وطی کرنے والا... اور مستحب ہے صدقہ کرنا ایک دینار یا نصف دینار اور اس کا مصرف مصرف زکواۃ ہے۔ اور کیا عورت پر بھی صدقہ لازم ہے؟ تو ضیاء میں ہے کہ ظاہر قول سے نہیں اور یہ قول کہ مستحب ہے جو کہ روایت بیان کی ہے احمد نے اور ابوداود اور ترمذی نے اور نسائی نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے مرفوع روایت کی ہے اس شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی کے ساتھ حالت حیض میں جماع کرے تو فرمایا کہ صدقہ کریں ایک دینار یا آدھا دینار" پھر کہا گیا کہ اگر وطیٔ حیض کے ابتدا میں ہو تو ایک دینار اور اگر حیض کے آخر میں ہو تو آدھا دینار، اور بعض نے کہا ہے ایک دینار جب خون کالا ہو اور جب زرد ہو تو نصف دینار بحر میں کہا گیا ہے اور اس پر دلالت کرتا ہے جو ابوداود اور حاکم نے روایت کیا ہے اور اسکو صحیح قرار دیا ہے" کہ جب کوئی شخص اپنی اہلیہ کے ساتھ حالت حیض میں جماع کریں اگر اس کا خون سرخ ہو تو ایک دینار صدقہ کریں اور اگر زرد ہو تو آدھا دینار۔ اور یہ قول کہ ضیاء میں کہا گیا ہے یعنی ضیاء معنوی میں جو شرح مقدمہ الغزنوی کا ہے۔ اور اصل بحث حدادی کا ہے سراج الوہاج میں اور تائید کرتا ہے احادیث ظاہرہ اور ظاہر حدیث میں یہ قید نہیں کہ جاہل ہو اس کے حیض سے یا نہ۔ تتمہ: ثابت ہوگی اس کی حرمت حائضہ کی خبر پر اگرچہ دروغ گوئی ہو یہ فتح اور برکوئی میں ہے اور بحر میں لکھا ہے کہ جب عورت عفیفہ ہو یا غالب ہو اس کی سچائی

---

[1] ایضا شامی ص542ج1 محولہ بالہ

مسئلہ 310: اگر عورت نیک چلن اور سچی ہو۔اور اس کے خاوند کو اس کی سچائی کا اعتماد ہو تو جب وہ خاوند سے کہے کہ مجھے حیض شروع ہو گیا تو خاوند کے لئے اس کے ساتھ جماع کرنا حرام ہو گیا۔ جب تک کہ وہ پاک نہ ہو جائے۔ لیکن اگر عورت ایسی ہو کہ بے شرم اور جھوٹی ہو اور اس پر خاوند کو بھی سچائی کا یقین نہ ہو اور حیض کی مدت بھی شروع نہ ہو تو محض اس کے کہنے سے خاوند کے لئے جماع حرام نہیں۔

مسئلہ 311: اگر مدت حیض کسی عورت کی دس دن سے کچھ روز کم کی ہر ماہ کے لئے ہو۔ مثلاً چھ دن اور پھر اسی مہینے میں بھی حسب عادت چھ دن حیض جاری رہا پھر بند ہوا تو اس کے ساتھ خاوند کا جماع تب جائز ہو گا کہ جب وہ غسل کرلے۔ اگر غسل کرنا نا ممکن ہو تو

اور اگر فاسقہ ہو اور اس کے بیان میں سچائی غالب نہ ہو اس طور پر کہ حیض کے علاوہ اوقات میں دروغ گوئی سے کام لیتی ہو تو اس کے قول کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

کرنسی	مقدار
ایک دینار	4.5 گرام خالص سونا جو کہ 72 جَو کے دانوں کے وزن کے برابر ہو
ایک درھم	3.15 گرام خالص چاندی
خالص سونا	24 کریٹ، حضرت جابرؓ نے حضور ﷺ سے اس کی مقدار / کوالٹی یہی 24 کریٹ بیان کی ہے (مقدمہ ابن خلدون)[1]

[2] درہم دینار[3]

مسئلہ 310: وَاِذَا اخْبَرَتْهُ بِالْحَيْضِ قَالَ بَعْضُهُمْ: انْ كَانَتْ فَاسِقَةً لَا يَقْبَلُ قَوْلَهَا، وَانْ كَانَتْ عَفِيفَةً يَقْبَلُ قَوْلَهَا وَتَرَكَ وَطْاهَا. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: انْ كَانَ صِدْقُهَا مُمْكِنًا بِانْ كَانَتْ فِي اوَانِ حَيْضِهَا قُبِلَتْ وَلَوْ كَانَتْ فَاسِقَةً كَمَا فِي الْعِدَّةِ وَهَذَا الْقَوْلُ احْوَطُ وَاقْرَبُ الَى الْوَرَعِ. اهـ.[4]

ترجمہ: اور جب کسی شخص کو اس کی بیوی خبر دیں حیض کے بارے میں تو بعض نے کہا ہے کہ اگر یہ عورت فاسقہ ہے تو اس کا قول قبول نہیں کیا جائے گا اور اگر پاکدامن ہو تو قبول کیا جائیگا۔اور اسکے ساتھ جماع کو چھوڑ دیا جائیگا۔اور بعض نے کہا ہے کہ اگر اس کا صدق ممکن ہو کہ وہ حیض کی حالت میں ہے تو قبول کیا جائیگا اور اگر فاسقہ ہو جیسا کہ عدت میں اور یہ قول زیادہ محتاط ہے اور تقویٰ کے زیادہ

---

[1] اسلامک بینکنگ اینڈ فنانس ائی ائی یو ملیشیا

[2] - ISLAMIC, Arab-Sasanian. al-Hajjaj bin Yusuf. 694-713 AD

[3] - Gold Dinar of Umayyad Caliph Abd al-Malik ibn Marwan minted at Damascus, Syria in AH 79 (= 697/98 CE) having weight of almost 4.25 grams.

[4] ابن نجم البحر الرائق شرح کنز الدقائق ص342ج1 محولہ بالہ

اسے چاہیئے کہ ایسا تیمم کرلے کہ جس سے فرض نماز پڑھی جاسکے۔اگرنہ تو غسل کر سکی اور نہ تیمم کر سکی تو اس عورت پر ایک فرض نماز کا وقت جب گزر جائے۔اس طرح کہ اس پر قضاء کی آدائیگی لازم ہو جائے۔تو تب اس کے ساتھ جماع جائز ہے۔اس سے قبل جائز نہیں۔مثال یہ ہے۔اگر ظہر کے اول وقت میں خون آنا بند ہو جائے اور غسل نہیں کیا اور تیمم اس کے لئے جائز نہ ہو تو جب ظہر کا وقت گزر جائے اور عصر کا وقت شروع ہو جائے تو اس پر نماز ظہر کی قضا کی ادائیگی لازم ہو چکی۔اب اس کے ساتھ صحبت جائز ہے۔

قریب ہے۔

مسئلہ 311:واذا انقطع دم الحيض لاقل من عشرة ايام لم يحل وطؤها حتى تغتسل " لان الدم يدر تارة وينقطع اخرى فلا بد من الاغتسال ليترجح جانب الانقطاع " ولو لم تغتسل ومضى عليها ادنى وقت الصلاة بقدر ان تقدر على الاغتسال والتحريمة حل وطؤها " لان الصلاة صارت دينا في ذمتها فطهرت حكما "[1]

ترجمہ:اور جب حیض کا خون دس روز سے کم پر منقطع ہوا تو اس عورت کے ساتھ وطی حلال نہیں ہے یہاں تک کہ وہ غسل کرلے کیونکہ خون کبھی بہتا اور کبھی منقطع ہو جاتا ہے پس غسل کرنا ضروری ہوا تا کہ انقطاع کی جانب راجح ہو جائے اور اگر عورت نے غسل نہ کیا اور اس پر نماز کا ادنیٰ وقت گذر گیا۔اتنی مقدار کہ عورت اس میں غسل کرکے تحریمہ باندھ سکتی تھی تو اس سے وطی حلال ہو گئی کیونکہ نماز اس کے ذمہ قرض ہو گئی تو وہ حکما پاک ہو گئی۔

اور شامی میں ہے :

(ويحل وطؤها اذا انقطع حيضها لاكثره) بلا غسل وجوبا بل ندبا.(وان) انقطع لدون اقله تتوضا وتصلي في اخر الوقت، وان (لاقله) فان لدون عادتها لم يحل، وتغتسل وتصلي وتصوم احتياطا؛ وان لعادتها، فان كتابية حل في الحال والا (لا) يحل (حتى تغتسل) او تتيمم بشرطه(او يمضي عليها زمن يسع الغسل) ولبس الثياب (والتحريمة) يعني من اخر وقت الصلاة لتعليلهم بوجوبها في ذمتها،[2]

ترجمہ:اور حلال ہے وطی کرنا اس عورت کے ساتھ جس کا حیض اکثر مدت پر بند ہوا۔بغیر غسل واجب کے بلکہ قبل جماع نہانا مستحب ہے اور اگر منقطع ہوا خون حیض کا اقل مدت سے کم تر میں یعنی تین دن و رات سے کم مدت میں بند ہوا تو عورت وضو کرے اور نماز پڑھے نماز کے آخری وقت میں اور اگر حیض بند ہوا اپنی اقل مدت کے بعد پھر اگر عادت سے کم مدت میں بند ہو گیا تو جماع حلال نہیں اگرچہ وہ غسل کر چکی ہو۔اور عورت مذکور غسل کرے اور نماز پڑھے اور روزہ رکھے احتیاط کی راہ سے اور اگر اقل مدت کے بعد عورت کی عادت پر حیض منقطع ہوا تو اگر وہ عورت اہل کتاب سے ہے تو اس کا جماع کرنا فی الحال حلال ہو گیا اور اگر عورت مذکورہ مسلمان ہو تو جماع حلال نہیں یہاں تک کہ غسل کرے یا تیمم کرے بدلے غسل کے تیمم کی شرط کے موافق یا انقطاع حیض کے بعد اس قدر زمانہ گذر جائے جو گنجائش رکھتا ہو نہانے اور کپڑے پہننے اور تحریمہ باندھنے کی یعنی نماز کے آخری وقت سے اس قدر زمانہ چاہیئے۔بوجہ نماز کے عورت کے ذمہ پر واجب ہونے کے۔

مسئلہ 312:لَوْ انْقَطَعَ دَمُهَا دُونَ عَادَتِهَا يُكْرَهُ قُرْبَانُهَا وَانْ اغْتَسَلَتْ حَتَّى تَمْضِيَ عَادَتُهَا وَعَلَيْهَا انْ تُصَلِّيَ وَتَصُومَ لِلِاحْتِيَاطِ . هَكَذَا فِي التَّبْيِينِ .[3]

---

[1] الهداية في شرح بداية المبتدي ص 63ج1محولہ بالہ

[2] شامی ص 537ج1محولہ بالہ

[3] ایضا فتاویٰ الھندیہ ص44ج 1محولہ بالہ

مسئلہ 312: اگرعادت حیض کسی عورت کی سات دن کی ہو لیکن خون اسے صرف پانچ روز آئے اور چھٹے روز ظہر کے وقت خون بند ہو جائے تو بند ہونے کے بعد اگر نماز ظہر کا وقت ابھی کافی ہو۔ تھوڑا صبر کریں اتنا نہیں کہ نماز کا وقت مکروہ ہو جائے تو اب اگر خون بالکل بند ہو چکا ہو تو اسے چاہیئے کہ غسل کر کے ظہر کی نماز پڑھ لے۔ کہ اب اس پر نماز اور وضو لازم ہیں۔ اگر مہینہ رمضان کا ہو۔ تو دوسرے روز سے روزے بھی رکھے گی۔ لیکن جب تک سات دن پورے نہ ہو جائے تو شوہر کے ساتھ صحبت جائز نہیں۔

مسئلہ 313: اگر حیض کی دس دن اور دس راتیں پوری ہو جائے تو اس کے ساتھ خاوند کی صحبت جائز ہے۔ اگرچہ غسل نہ کر چکی ہو اور نماز کا وقت بھی اس پر نہ گزرا ہو۔

مسئلہ 314: فرض کیجئے کہ کسی عورت کی عادت حیض پانچ روز کی ہو۔ اور اس مہینے میں دو دن اسے حیض ہوا پھر بند ہو گیا۔ اب اس پر غسل واجب نہیں۔ وضو کر لے اور نماز پڑھ لے۔ وقت کے آخری حصے میں نماز پڑھ لے جبکہ وقت مکروہ نہ ہو لیکن اس کے ساتھ جماع بھی جائز نہیں۔ اس کے بعد اگر پندرہ دن گزرنے سے پیشتر دوبارہ حیض دیکھ لے تو اب یہ معلوم ہو جائے گا کہ سابقہ دن حیض

ترجمہ: اور اگر منقطع ہوا اس کا خون اس کی عادت سے کم میں تو مکروہ ہے اس کے ساتھ جماع کرنا ہے اور اگر غسل کیا یہاں تک کہ اس کی عادت پوری ہو جائے تو اس پر ہے کہ نماز ادا کریں احتیاط کے ساتھ اور روزہ رکھیں یہ تبین میں ہے۔

اور شامی میں ہے

(وان) انقطع لدون اقله تتوضا وتصلي في اخر الوقت، وان (لاقله) فان لدون عادتها لم يحل، وتغتسل وتصلي وتصوم احتياطا؛ وان لعادتها، (قوله لدون اقله) اي اقل الحيض وهو ثلاثة ايام (قوله في اخر الوقت) اي وجوبا بركوي، والمراد اخر الوقت المستحب دون المكروه كما هو ظاهر سياق كلام الدرر وصدر الشريعة. قال ط: واهمل الشارح حكم الجماع، ويظهر عدم حله بدليل مسالة الانقطاع على الاقل وهو دون العادة.[1]

ترجمہ: اور اگر بند ہوا حیض کی خون اقل مدت سے کم تر میں یعنی تین رات دن سے کم مدت میں بند ہوا تو عورت وضو کرے اور نماز پڑھے نماز کے آخر وقت میں اور اگر حیض بند ہوا اپنی اقل مدت کے بعد پھر اگر عادت سے کم مدت میں بند ہو گیا تو جماع حلال نہیں اگر چہ وہ غسل کر چکی ہو اور عورت مذکورہ غسل کرے اور نماز پڑھے اور روزہ رکھے احتیاط کی راہ سے اور اگر اقل مدت کے بعد عورت کی عادت پر حیض بند ہوا یہ قول مصنف کہ اقل مدت سے کم میں یعنی اقل مدت حیض میں اور وہ تین دن ہے اور یہ قول کہ آخری وقت میں یعنی وجوباً یہ برکویہ میں ہے اور اس سے مراد آخری وقت مستحب ہے نہ کہ مکروہ جیسا کہ کلام سے ظاہر ہے درر اور صدر الشریعہ نے فرمایا کہ شارح نے حکم جماع مہمل کیا اور اس کی حرمت ظاہر ہے مسئلہ انقطاع کم مدت پر اور وہ عادت سے کم ہے۔

مسئلہ 313: (قَوْلُهُ: وَتُوطَا بِلَا غُسْلٍ بِتَصَرُّمٍ لِأَكْثَرِهِ) ايْ وَيَحِلُّ وَطْءُ الْحَائِضِ اذَا انْقَطَعَ دَمُهَا الْعَشَرَةَ بِمُجَرَّدِ الِانْقِطَاعِ مِنْ غَيْرِ تَوَقُّفٍ عَلَى اغْتِسَالِهَا ---وَيُسْتَحَبُّ لَهُ انْ لَا يَطَاهَا حَتَّى تَغْتَسِلَ،[2]

ترجمہ: اور یہ قول کہ اگر حیض اکثر مدت پر منقطع ہوا تو بغیر غسل کے وطی جائز ہے یعنی حائضہ کے ساتھ وطی جائز ہے جب اس کا خون دس دن پر منقطع ہو جائے پس مطلق انقطاع سے اور بغیر توقف کیے اغتسال پر وطی جائز ہے۔۔۔ اور مستحب یہی ہے کہ جب تک غسل نہ کیا ہو اس وقت تک وطی نہ کریں۔

---

[1] ایضا شامی ص 537ج1 محولہ بالہ

[2] ابن البحر الرائق شرح کنز الدقائق ص352ج1 محولہ بالہ

کے تھے۔اور ہم یہ کہہ سکیں گے کہ اس وقت سے لیکر اس وقت تک گویا خون جاری رہا۔اس لئے دو دن پہلے کے اور تین دن بعد کے یہ پانچ دن حیض کے ہیں۔اس کی نمازیں معاف ہیں اب اسے چاہیئے کہ غسل کر کے نماز پڑھے۔اور اگر پورے پندرہ دن گزر جائیں اور وہ حیض محسوس نہ کرے تو یہ معلوم ہو جائے گا کہ وہ دو دن کی ناپاکی استحاضہ کی تھی لہٰذا دو دن کی قضا شدہ نمازیں دوبارہ ادا کرے گی۔

مسئلہ 314: (وان کان) الانقطاع (دون عادتها) وفوق الثلاث (لایحل) وطوها ولا تزوجها ، (وان اغتسلت) حتی یمضی عادتها لان العود فی العادة غالب ولکن تغتسل ، وتصلی وتصوم احتیاط وان کان بدون الثلاثة تتوضو تصلی فی آخر الوقت[1]

ترجمہ: اور اگر منقطع ہونا اس کی عادت سے کم پر ہو اور تین دن سے زیادہ پر ہو تو اس کیلئے وطی جائز نہیں اور نہ اس کے شوہر کیلئے اور اگر غسل کیا یہاں تک کہ اس کی عادت ختم ہو جائے کیونکہ واپس ہونا عادت میں غالب ہے لیکن غسل کریں اور نماز پڑھے اور روزہ رکھیں احتیاطاً اور اگر تین سے کم پر منقطع ہو جائے تو وضو کریں اور نماز ادا کریں آخری وقت میں۔

اور شامی میں ہے

(وَانْ) انْقَطَعَ لِدُونِ اقَلِّهِ تَتَوَضَّا وَتُصَلِّي فِي اخِرِ الْوَقْتِ، (قَوْلُهُ لِدُونِ اقَلِّهِ) ايْ اقَلِّ الْحَيْضِ وَهُوَ ثَلَاثَةُ ايَّامٍ (قَوْلُهُ فِي اخِرِ الْوَقْتِ) ايْ وُجُوبًا بِرْكَوِيٌّ، وَالْمُرَادُ اخِرُ الْوَقْتِ الْمُسْتَحَبِّ دُونَ الْمَكْرُوهِ[2]---- ثُمَّ اعْلَمْ انَّ الطُّهْرَ الْمُتَخَلِّلَ بَيْنَ الدَّمَيْنِ اذَا كَانَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا فَاكْثَرَ يَكُونُ فَاصِلًا بَيْنَ الدَّمَيْنِ فِي الْحَيْضِ اتِّفَاقًا فَمَا بَلَغَ مِنْ كُلٍّ مِنْ الدَّمَيْنِ نِصَابًا جُعِلَ حَيْضًا، وَانَّهُ اذَا كَانَ اقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ ايَّامٍ لَا يَكُونُ فَاصِلًا وَانْ كَانَ اكْثَرَ مِنْ الدَّمَيْنِ اتِّفَاقًا.:[3]

ترجمہ: اور اگر منقطع ہوا خون حیض کی اقل مدت سے کم تر میں یعنی تین رات دن سے کم مدت میں تو عورت وضو کرے اور نماز پڑھے نماز کے آخر وقت میں اور اگر حیض منقطع ہوا اپنی اقل مدت کے بعد پھر اگر عادت سے کم مدت میں بند ہو گیا تو جماع حلال نہیں اگرچہ وہ غسل کر چکی ہو اور عورت مذکورہ غسل کرے اور نماز پڑھے اور روزہ رکھے احتیاط کی راہ سے اور اگر اقل مدت کے بعد عورت کی عادت پر حیض منقطع ہوا یہ قول مصنف کا کہ اقل مدت سے کم میں یعنی اقل مدت حیض میں اور وہ تین دن ہیں اور یہ قول کہ اخری وقت میں یعنی وجوباً یہ بر کو یہ میں ہے اور اس سے مراد آخری وقت مستحب ہے نہ کہ مکروہ... پھر سمجھو کہ وہ طہر متخلل دو خون کے درمیان جب پندرہ دن ہو یا زیادہ پس یہ فصل کرنے والا ہو دو حیض کے خون میں اتفاقاً پس جب ہر خون پہنچ جائے ایک مقدار کو تو وہ حیض ہو گا اور یہ جب تین دن سے کم ہو گا پس یہ فاصل نہ ہو گا اگرچہ دو خون سے زیادہ ہو اتفاقاً۔

مسئلہ 315: ایک عورت کی عادت حیض چار ایام کی ہو۔اور اس مہینے میں چار دن حیض کے ہوں گئے ہو اور حیض ابھی جاری رہے یعنی خون بند نہ ہوا۔اب اسے چاہیئے کہ غسل نہ کرے اگر پورے دس دن اور دس راتیں ہو جائیں یا اس سے کم دن ہو جائیں تو مذکورہ دنوں

---

[1] الدرالمنتقی ص 80ج1 محولہ بالہ

[2] ابن عابدین، رد المحتار علی الدرالمختارص537ج1محولہ بالہ

[3] ایضا ابن عابدین ص 531 ج1 محولہ بالہ

کی نمازیں اس پر معاف ہیں۔اس لیئے کہ یہ سب حیض کے دن ہیں ہم یہ کہیں گے کہ اس کی عادت حیض چار روز کی تھی، لیکن اب بدل گئی۔ہاں اگر گیارھویں دن بھی خون آجائے تو اسے چاہیئے کہ گیارھویں روز غسل کرلے اب ہم یہ کہیں گے کہ چار دن حیض کے ہیں۔ جن کی نمازیں معاف ہیں۔اور باقی چھ دن استحاضہ کے ہیں جن کی نمازیں قضاء ادا کرے گی۔

مسئلہ 316: اگر حیض دس دن سے کم جاری رہا اور خون ایسے وقت میں بند ہوا کہ نماز کا وقت ہو لیکن وقت بہت کم ہو۔یعنی اس قدر کم کہ وہ عورت تیاری کرے۔جلدی غسل کرے کپڑے پہن کر نماز کے لئے کھڑی ہو اور بمشکل تکبیر تحریمہ پڑھ سکتی ہو۔اس قدر ہی کم ہو تو اس صورت میں بھی نماز مذکورہ وقت کی پڑھنی لازم ہے۔اسے چاہیئے کہ یہ سرعت (تیزی) کے ساتھ تیاری کرکے نماز کے لئے کھڑی ہو۔اس کے بعد بحالت نماز اگر مذکورہ نماز کا وقت ختم بھی ہو جائے۔تو بھی اسے چاہیئے کہ نماز پوری کرلے۔لیکن نماز اگر صبح کی ہو اور سورج کی کرنیں ظاہر ہو گئیں تو نماز فوت ہو گئی۔لہٰذا دوبارہ مذکورہ نماز بطور قضاء ادا کرے گی۔لیکن ان سب کے برعکس اگر خون ایسے وقت بند ہو جائے کہ وقت اس سے بھی تنگ ہو۔یعنی بہ سرعت تمام تیاریاں کرنے کے بعد تکبیر تحریمہ پڑھنے کا وقت بھی اسے ہاتھ نہ آسکے۔تو ایسی صورت میں مذکورہ وقت کی نماز اس پر معاف ہے۔اور اگر حیض دس دن اور دس رات مکمل جاری رہے۔پھر خون ایسے وقت بند ہو جائے کہ کسی نماز کا وقت ہو۔لیکن وقت اس قدر کم ہو کہ وہ غسل نہ کرسکتی ہو۔صرف ایک بار اللہ اکبر کہہ سکتی ہو۔تو بھی مذکورہ وقت کی نماز اس پر لازم ہے اور قضاء ادا کرے گی۔

مسئلہ 315: (قَوْلُهُ وَالزَّائِدُ عَلَى اكْثَرِهِ) ايْ فِي حَقِّ الْمُبْتَدَاةِ، امَّا الْمُعْتَادَةُ فَمَا زَادَ عَلَى عَادَتِهَا وَيُجَاوِزُ الْعَشَرَةَ فِي الْحَيْضِ وَالْاربَعِينَ فِي النِّفَاسِ يَكُونُ استحاضةً كَمَا اشَارَ الَيْهِ بِقَوْلِهِ اوْ عَلَى الْعَادَةِ الَخْ. امَّا اذا لَمْ يَتَجَاوَزْ الْاكْثَرَ فِيهِمَا، فَهُوَ انْتِقَالٌ لِلْعَادَةِ فِيهِمَا، فَيَكُونُ حَيْضًا وَنِفَاسًا رَحْمَتِيٌّ[1]

ترجمہ:اور یہ قول کہ زائد اکثر مدت حیض پر یعنی مبتداء کے بارے میں۔اور معتادہ کے بارے جو زیادہ ہوا اس کی عادت سے اور تجاوز کیا دس سے حیض میں اور چالیس پر نفاس میں تو یہ استحاضہ بن جاتا ہے جیسا کہ اشارہ کیا ہے اپنے اس قول پر کہ یا اس کی عادت پر زیادہ ہو اور جب تجاوز نہ کریں اکثر سے ان دونوں حالت میں پس وہ عادت کا منتقل ہونا ہے ان دونوں میں پس یہ بھی حیض اور نفاس ہو گا جیسا کہ رحمتیؒ میں لکھا ہے۔

مسئلہ 316: (قَوْلُهُ وَلَوْ لِعَشَرَةٍ الَخْ) ايْ وَلَوْ انْقَطَعَ لِعَشْرَةٍ، فَتَقْضِي الصَّلَاةَ انْ بَقِيَ قَدْرُ التَّحْرِيمَةِ فَقَطْ. وَالْحَاصِلُ انَّ زَمَنَ الْغُسْلِ مِنْ الْحَيْضِ لَوْ انْقَطَعَ لِاقَلِّهِ؛ لِانَّهَا انَّمَا تَطْهُرُ بَعْدَ الْغُسْلِ، فَاذَا ادْرَكَتْ مِنْ اخَرِ الْوَقْتِ قَدْرَ مَا يَسَعُ الْغُسْلَ فَقَطْ لَمْ يَجِبْ عَلَيْهَا قَضَاءُ تِلْكَ الصَّلَاةِ؛ لِانَّهَا لَمْ تَخْرُجْ مِنْ الْحَيْضِ فِي الْوَقْتِ، بِخِلَافِ مَا اذا كَانَ يَسَعُ التَّحْرِيمَةَ ايْضًا؛ لِانَّ التَّحْرِيمَةَ مِنْ الطُّهْرِ فَيَجِبُ الْقَضَاءُ. وَامَّا اذا انْقَطَعَ لِاكْثَرِهِ فَانَّهَا تَخْرُجُ مِنْ الْحَيْضِ بِمُجَرَّدِ ذَلِكَ، فَيَكُونُ زَمَنُ الْغُسْلِ مِنْ الطُّهْرِ وَالَّا لَزِمَ انْ تَزِيدَ مُدَّةُ الْحَيْضِ عَلَى الْعَشَرَةِ، فَاذَا ادْرَكَتْ مِنْ اخِرِ الْوَقْتِ قَدْرَ التَّحْرِيمَةِ وَجَبَ الْقَضَاءُ وَانْ لَمْ تَتَمَكَّنْ مِنْ الْغُسْلِ؛ لِانَّهَا ادْرَكَتْ بَعْدَ الْخُرُوجِ مِنْ الْحَيْضِ جُزْءًا مِنْ الْوَقْتِ،[2]

مسئلہ 317: اگر کسی عورت کا خون ایسے جاری ہو کہ مہینے گزر جائیں لیکن خون بند نہ ہو تو اس صورت میں وہ عورت حیض کے مقررہ ایام میں نماز اور روزے سے مستثنیٰ ہے۔اور باقی ایام میں نماز پڑھے گی۔اگر اسے یہ علم ہو کہ حیض اسے مہینے میں ایک بار ہوتا رہا۔

---

[1] ابن عابدين، رد المحتار على الدرالمختارص524ج1محول بالہ

[2] ايضا ابن عابدين ص 542ج1 محول بالہ

لیکن یہ علم نہ ہو۔ کہ کن ایام میں ہوتا رہا۔ اور کتنے روز ہوتا رہا۔ تو اس کے لئے یہ حکم ہے۔ کہ غور و فکر کریں۔ اگر اسے غالب گمان ہو جائے کہ یہ دن پاکیزگی کے ہیں تو مذکورہ ایام میں نماز پڑھے گی اور وہ پاک تصور کی جائے۔ اگر اسے غالب گمان ہو کہ ایام حیض کے ہیں۔ تو نماز سے مستثنٰی اور پاک تصور ہو گی۔ اور اگر غور و فکر میں اس کے کچھ بھی گمان نہ آئے بجز تردد کے۔ اور تردد بھی یہ ہو کہ آیا اب میں حالت حیض میں ہوں یا ابھی حیض شروع ہوا۔ یا حالت پاکیزگی میں ہوں تو مذکورہ ایام میں ہر نماز کے لئے وہ تازہ وضو کرے گی اور نماز ادا کرے گی۔ اور اگر تردد اس میں ہو کہ آیا میں اب حالت حیض میں ہوں یا حالت پاکیزگی میں۔ یا اب پاک ہو چکی ہوں تو مذکورہ ایام میں ہر نماز کے لئے غسل کر کے نماز پڑھے گی۔ مثلاً عورت کو اس قدر یاد ہو کہ ماہواری ہر ماہ اسے ایک بار ہوتی رہی۔ اور آخری نصف میں بند ہو جاتی تھی۔ اس کے سوا اسے کچھ اور یاد نہ ہو۔ تو مہینے کے اول نصف ایام میں ہر نماز کے لئے تازہ غسل کر کے نماز ادا کرے گی۔ اور اگر مہینے کے آخری نصف ایام کی پاکیزگی بھی اسے یاد نہ ہو۔ بلکہ کچھ بھی اسے یاد نہ ہو۔ تو مہینے کے اول نصف اور آخری نصف ایام میں ہر دو حالتوں میں نماز کے لئے غسل کر لے۔ تو اس وقت سے پیشتر کی نماز جو کہ وہ باغسل ادا کر چکی ہو۔ احتیاطاً دوبارہ بطور قضاء پڑھے گی۔ اس کے بعد موجودہ وقت کی نماز پڑھے گی۔ مثلاً ظہر کی نماز غسل سے ادا کی تو پھر عصر کا وقت ہو گیا تو عصر کی نماز کے لئے بھی غسل کرے گی۔ اور غسل کے بعد ظہر کی نماز قضاء ادا کر لے گی۔ اور پھر عصر کی نماز ادا کرے گی۔ اور جب مغرب کا وقت ہو جائے تو مغرب کے لئے نیا غسل کرے اور نماز عصر کی قضاء بجالائے۔ اور نماز مغرب ادا کرے اسی طرح آخر تک یہ ترتیب رکھے۔

ترجمہ: مصنف کا قول کہ اگر کہ دس دن پر منقطع ہوا یعنی اگرچہ منقطع ہو جائے دس دن پر۔ پس نماز کی قضا لائیں اگر مقدار تحریمہ کے وقت میں باقی ہو اور حاصل یہ کہ اگر غسل کا زمانہ حیض میں اگر منقطع ہوا کم مدت میں کیونکہ وہ تو غسل کے بعد پاک ہو جاتی ہے پس جب اسے نماز کا آخری وقت مل جائے اتنا کہ اس میں صرف غسل ہو سکتا ہے تو اس پر اسی نماز کی قضاء لازم نہیں کیونکہ وہ حیض سے اس وقت میں نہیں نکل گئی اور اگر غسل کے بعد بقدر تحریمہ وقت مل جائے تو پھر قضا لازم ہے۔ اور اگر اکثر مدت پر حیض منقطع ہو جائے تو اب مطلق حیض سے نکلنے پر پاک ہوتی ہے تو غسل کا وقت طہر میں شمار ہوتا ہے ورنہ اگر ایسا نہ ہو تو پھر حیض کا وقت دس دن سے زیادہ ہو گا پس جب آخر وقت میں قدر تحریمہ کامل جائے تو قضا واجب ہو گی کہ تمکن غسل سے مل نہ جائے کیونکہ اس نے حیض سے نکلنے پر ایک وقت طہر کا پالیا۔

مسئلہ 317: وَمَنْ نَسِيَتْ عَادَتَهَا وَتُسَمَّى الْمُحَيَّرَةَ وَالْمُضَلَّةَ؛ وَاضْلَالُهَا امَّا بِعَدَدٍ اوْ بِمَكَانٍ اوْ بِهِمَا، كَمَا بُسِطَ فِي الْبَحْرِ وَالْحَاوِي وَحَاصِلُهُ انَّهَا تَتَحَرَّى، وَمَتَى تَرَدَّدَتْ بَيْنَ حَيْضٍ وَدُخُولٍ فِيهِ وَطُهْرٍ تَتَوَضَّا لِكُلِّ صَلَاةٍ، وَانْ بَيْنَهُمَا وَالدُّخُولِ فِيهِ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَتَتْرُكُ غَيْرَ مُؤَكَّدَةٍ وَمَسْجِدًا وَجِمَاعًا وَتَصُومُ رَمَضَانَ، ثُمَّ تَقْضِي عِشْرِينَ يَوْمًا انْ عَلِمَتْ بِدَايَتَهُ لَيْلًا وَالَّا فَاثْنَيْنِ وَعِشْرِينَ وقال ابن عابدين فى شرحه ''مَبْحَثٌ فِي مَسَائِلِ الْمُتَحَيِّرَةِ (قَوْلُهُ وَعَمَّ كَلَامُهُ الْمُبْتَدَاةَ الَخْ) قَالَ الْعَلَّامَةُ الْبِرْكَوِيُّ فِي رِسَالَتِهِ الْمُؤَلَّفَةِ فِي الْحَيْضِ: الْمُبْتَدَاةُ مَنْ كَانَتْ فِي اوَّلِ حَيْضٍ اوْ نِفَاسٍ. وَالْمُعْتَادَةُ: مَنْ سَبَقَ مِنْهَا دَمٌ وَطُهْرٌ صَحِيحَانِ اوْ احَدُهُمَا. وَالْمُضَلَّةُ وَتُسَمَّى الضَّالَّةُ وَالْمُتَحَيِّرَةُ: مَنْ نَسِيَتْ عَادَتَهَا، ثُمَّ قَالَ فِي الْفَصْلِ الرَّابِعِ فِي الِاسْتِمْرَارِ: اذَا وَقَعَ فِي الْمُبْتَدَاةِ فَحَيْضُهَا مِنْ اوَّلِ الِاسْتِمْرَارِ عَشَرَةٌ وَطُهْرُهَا عِشْرُونَ، ثُمَّ ذَلِكَ دَابُهَا وَنِفَاسُهَا ارْبَعُونَ ثُمَّ عِشْرُونَ طُهْرُهَا اذْ لَا يَتَوَالَى نِفَاسٌ وَحَيْضٌ، ثُمَّ عَشَرَةٌ حَيْضُهَا ثُمَّ ذَلِكَ دَابُهَا، وَانْ وَقَعَ فِي الْمُعْتَادَةِ فَطُهْرُهَا وَحَيْضُهَا مَا اعْتَادَتْ فِي جَمِيعِ الْاحْكَامِ انْ كَانَ طُهْرُهَا اقَلَّ مِنْ سِتَّةِ اشْهُرٍ، وَالَّا فَتَرُدُّ الَى سِتَّةِ اشْهُرٍ الَّا سَاعَةً وَحَيْضُهَا بِحَالِهِ، وَانْ رَاتْ مُبْتَدَاةٌ دَمًا وَطُهْرًا صَحِيحَيْنِ ثُمَّ اسْتَمَرَّ الدَّمُ تَكُونُ مُعْتَادَةً وَعَلِمْت حُكْمَهَا. مِثَالُهُ: مُرَاهِقَةٌ رَاتْ خَمْسَةً دَمًا وَارْبَعِينَ طُهْرًا ثُمَّ اسْتَمَرَّ الدَّمُ خَمْسَةً مِنْ اوَّلِ الِاسْتِمْرَارِ حَيْضٌ لَا تُصَلِّي وَلَا تَصُومُ وَلَا تُوطَا وَكَذَا سَائِرُ احْكَامِ الْحَيْضِ، ثُمَّ الْارْبَعُونَ طُهْرُهَا، تَفْعَلُ هَذِهِ الثَّلَاثَةَ وَغَيْرَهَا مِنْ احْكَامِ الطَّهَارَاتِ. ثُمَّ قَالَ فِي فَصْلِ الْمُتَحَيِّرَةِ: وَلَا يُقَدَّرُ طُهْرُهَا وَحَيْضُهَا الَّا فِي

....

حَقِّ الْعِدَّةِ فِي الطَّلَاقِ، فَيُقَدَّرُ حَيْضُهَا بِعَشَرَةٍ وَطُهْرُهَا بِسِتَّةِ اشْهُرٍ الَّا سَاعَةً، فَتَنْقَضِي عِدَّتُهَا بِتِسْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَعَشَرَةِ ايَّامٍ غَيْرِ ارْبَعِ سَاعَاتٍ. اهـ.

وَالْحَاصِلُ انَّ الْمُبْتَدَاةَ اذَا اسْتَمَرَّ دَمُهَا فَحَيْضُهَا فِي كُلِّ شَهْرٍ عَشَرَةٌ وَطُهْرُهَا عِشْرُونَ كَمَا فِي عَامَّةِ الْكُتُبِ، بَلْ نَقَلَ نُوحٌ افَنْدِي الِاتِّفَاقَ عَلَيْهِ، خِلَافًا لِمَا فِي الْامْدَادِ مِنْ انَّ طُهْرَهَا خَمْسَةَ عَشَرَ، وَالْمُعْتَادَةُ تُرَدُّ الَى عَادَتِهَا فِي الطُّهْرِ مَا لَمْ يَكُنْ سِتَّةَ اشْهُرٍ فَانَّهَا تُرَدُّ الَى سِتَّةِ اشْهُرٍ غَيْرَ سَاعَةٍ كَالْمُتَحَيِّرَةِ فِي حَقِّ الْعِدَّةِ فَقَطْ، وَهَذَا عَلَى قَوْلِ الْمَيْدَانِيِّ الَّذِي عَلَيْهِ الْاكْثَرُ كَمَا قَدَّمْنَاهُ. وَامَّا عَلَى قَوْلِ الْحَاكِمِ الشَّهِيدِ فَتُرَدُّ الَى شَهْرَيْنِ كَمَا ذَكَرَهُ الشَّارِحُ. وَظَهَرَ انَّ التَّقْدِيرَ بِالشَّهْرَيْنِ اوْ بِالسِّتَّةِ اشْهُرٍ الَّا سَاعَةً خَاصٌّ بِالْمُتَحَيِّرَةِ وَالْمُعْتَادَةِ الَّتِي طُهْرُهَا سِتَّةُ اشْهُرٍ. امَّا الْمُبْتَدَاةُ وَالْمُعْتَادَةُ الَّتِي طُهْرُهَا دُونَ ذَلِكَ فَلَيْسَا كَذَلِكَ. وَانَّ تَقْدِيرَ الطُّهْرِ فِي الْمُتَحَيِّرَةِ لِاجْلِ الْعِدَّةِ فَقَطْ. وَامَّا غَيْرُهَا فَلَمْ يُقَيِّدُوا طُهْرَهَا بِكَوْنِهِ لِلْعِدَّةِ، بَلْ الْمُصَرَّحُ بِهِ فِي الْمُعْتَادَةِ انَّ طُهْرَهَا عَامٌّ فِي جَمِيعِ الْاحْكَامِ كَمَا مَرَّ، وَهَذَا خِلَافُ مَا يُفِيدُهُ كَلَامُ الشَّارِحِ فَافْهَمْ

[تَتِمَّةٌ] لَمْ ارَ مَا لَوْ رَاتْ الْمُتَحَيِّرَةُ فِي الْعِدَدِ وَالْمَكَانِ اقَلَّ الطُّهْرِ ثُمَّ اسْتَمَرَّ بِهَا الدَّمُ وَالظَّاهِرُ انَّ حُكْمَهَا فِي الِاسْتِمْرَارِ حُكْمُ الْمُبْتَدَاةِ (قَوْلُهُ امَّا بِعَدَدٍ) ايْ عِدَدِ ايَّامِهَا فِي الْحَيْضِ مَعَ عِلْمِهَا بِمَكَانِهَا مِنْ الشَّهْرِ انَّهَا فِي اوَّلِهِ اوْ اخِرِهِ مَثَلًا. قَالَ فِي التَّتَارْخَانِيَّةِ: وَانْ عَلِمَت انَّهَا تَطْهُرُ فِي اخِرِ الشَّهْرِ وَلَمْ تَدْرِ عَدَدَ ايَّامِهَا تَوَضَّاتْ لِوَقْتِ كُلِّ صَلَاةٍ الَى الْعِشْرِينَ؛ لِانَّهَا تَتَيَقَّنُ الطُّهْرَ فِيهَا ثُمَّ فِي سَبْعَةٍ بَعْدَهَا تَتَوَضَّا كَذَلِكَ لِلشَّكِّ فِي الْحَيْضِ وَالطُّهْرِ، وَتَتْرُكُ الصَّلَاةَ فِي الثَّلَاثَةِ الْاخِيرَةِ لِتَيَقُّنِهَا بِالْحَيْضِ فِيهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ فِي اخِرِ الشَّهْرِ لِعِلْمِهَا بِالْخُرُوجِ مِنْ الْحَيْضِ فِيهِ، وَانْ عَلِمَت انَّهَا تَرَى الدَّمَ اذَا جَاوَزَ الْعِشْرِينَ وَلَمْ تَدْرِ كَمْ كَانَتْ ايَّامُهَا تَدَعُ الصَّلَاةَ ثَلَاثَةً بَعْدَ الْعِشْرِينَ ثُمَّ تُصَلِّي بِالْغُسْلِ الَى اخِرِ الشَّهْرِ.

اهـ وَمِثْلُهُ فِي رِسَالَةِ الْبِرْكَوِيِّ فَافْهَمْ (قَوْلُهُ اوْ بِمَكَانٍ) ايْ عَلِمَتْ عَدَدَ ايَّامِ حَيْضِهَا وَنَسِيَتْ مَكَانَهَا عَلَى التَّعْيِينِ، وَالْاصْلُ انَّهَا اذَا اضَلَّتْ ايَّامَهَا فِي ضِعْفِهَا اوْ اكْثَرَ فَلَا تَيَقُّنَ فِي يَوْمٍ مِنْهَا بِحَيْضٍ، بِخِلَافِ مَا اذَا اضَلَّتْ فِي اقَلَّ مِنْ الضِّعْفِ؛ مَثَلًا اذَا اضَلَّتْ ثَلَاثَةً فِي خَمْسَةٍ تَتَيَقَّنُ بِالْحَيْضِ فِي الثَّالِثِ فَانَّهُ اوَّلُ الْحَيْضِ اوْ اخِرُهُ.---- (قَوْلُهُ اوْ بِهِمَا) ايْ الْعِدَدِ وَالْمَكَانِ، بِانْ لَمْ تَعْلَمْ عَدَدَ ايَّامِهَا وَلَا مَكَانَهَا مِنْ الشَّهْرِ، وَحُكْمُهَا مَا ذَكَرَهُ بَعْدَهُ--- (قَوْلُهُ وَالَّا) ايْ عَلِمَتْ بِدَايَتَهُ نَهَارًا، وَذَلِكَ؛ لِانَّهُ انْ بَدَا نَهَارًا خُتِمَ نَهَارَ حَادِي عَشَرَ الْاوَّلِ، فَيَفْسُدُ احَدَ عَشَرَ يَوْمًا مِنْ صَوْمِهَا فِي رَمَضَانَ، وَمِثْلُهَا فِي الْقَضَاءِ ح. وَمِثْلُهُ مَا اذَا لَمْ تَعْلَمْ شَيْئًا كَمَا فِي الْخَزَائِنِ. ثُمَّ اعْلَمْ انَّ هَذَا انْ عَلِمَتْ انَّهَا تَحِيضُ فِي كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً، وَالَّا فَانْ لَمْ تَعْلَمْ انَّ ابْتِدَاءَ حَيْضِهَا بِاللَّيْلِ اوْ بِالنَّهَارِ، اوْ عَلِمَتْ انَّهُ بِالنَّهَارِ وَكَانَ رَمَضَانُ كَامِلًا قَضَتْ اثْنَيْنِ وَثَلَاثِينَ انْ قَضَتْ مَوْصُولًا بِرَمَضَانَ: ايْ فِي ثَانِي شَوَّالٍ وَانْ مَفْصُولًا فَثَمَانِيَةٌ وَثَلَاثِينَ، وَانْ كَانَ رَمَضَانُ نَاقِصًا تَقْضِي فِي الْوَصْلِ اثْنَيْنِ وَثَلَاثِينَ وَفِي الْفَصْلِ سَبْعَةً وَثَلَاثِينَ، وَانْ عَلِمَتْ انَّ ابْتِدَاءَهُ بِاللَّيْلِ. وَالشَّهْرُ كَامِلٌ تَقْضِي فِي الْوَصْلِ وَالْفَصْلِ خَمْسَةً وَعِشْرِينَ، وَانْ كَانَ نَاقِصًا فَفِي الْوَصْلِ عِشْرِينَ وَفِي الْفَصْلِ ارْبَعَةً وَعِشْرِينَ، وَتَمَامُ الْمَسَائِلِ فِي الْبِرْكَوِيَّةِ وَتَوْجِيهُهَا فِي شَرْحِنَا عَلَيْهَا، وَكَذَا فِي الْبَحْرِ، لَكِنْ فِيهِ تَحْرِيفٌ وَسَقْطٌ فَلْيُتَنَبَّهْ لَهُ.[1]

ترجمہ: اور وہ عورت جس کو اپنی عادت حیض بھول گئی اس کو محیرہ اور مضللہ کہتے ہیں۔ اور گم کرنا اور بھول جانا یا تو شمار ایام حیض کا بھولنا ہے کہ کون سے دن کو حیض آتا تھا یا مکان کا بھولنا ہے یعنی شمار ایام کا تو یاد ہے مگر تاریخ یاد نہیں۔ کہ اول یا دوسرے یا تیسرے عشرہ میں ہوتا ہے یا دونوں کو بھولنا ہے یعنی نہ شمار یاد ہے نہ تاریخ۔ جیسا کہ بحر الرائق اور حاوی میں اس پر بحث ہے اور حاصل یہ کہ متحیرہ ہے۔ اور جب عورت مذکورہ کو تردد واقع ہو حیض میں اور حیض کے آنے میں اور ظاہر ہونے میں تو ہر نماز کے واسطے وضو ہے اور اگر تردد ہو حیض اور طہر میں اور طہر کے داخل ہونے یعنی حیض سے خارج ہونے میں تو ہر نماز کے واسطے غسل کرے اس واسطے کہ شاید حیض سے خارج ہوئی اور طہر میں داخل ہوئی۔ اور چھوڑے نماز غیر موکدہ کو اور مسجد کے جانے کو اور جماع کو یعنی زوج کو اپنے اوپر قادر ہونے نہ دے شاید حیض میں جماع واقع ہو۔ اور سارے رمضان میں روزہ نہ رکھے پھر بیس دن قضا کرے اگر جانتی ہو شروع ہونا حیض کا اس بیماری سے پہلی رات کو ورنہ بائیس دن روزہ کے قضا کرے۔ اور ابن عابدین نے اپنی شرح میں کہا ہے اس بحث میں مسائل متحیرہ میں۔ اور مصنفؒ کا یہ قول کہ عام ہوا کلام مبتداء کے علامہ برکوی نے اپنے رسالہ جو حیض پر لکھا گیا ہے۔ مبتداء وہ ہے جو اول حیض یا نفاس میں ہوا اور معتادہ وہ ہے جس کو اس سے پہلے خون آیا اور پاک ہوئی دونوں سے یا ایک سے۔ اور مضلہ اور یہ مسمی کیا جاتا ہے ضالہ اور

....

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدرالمختارص526ج1محولہ بالہ

متحیرہ۔اور جس نے عادت کو بھول دیا مگر فصل رابع کے خون مستمرا میں فرمایاہے: پس جب مبتداءاول دن سے جاری ہو جائے پس اس کا حیض اول جاری ہونے سے دس دن ہےاور اس کا طہر بیس دن ہے پھر یہ اس کی عادت ہو گی اور اس کی نفاس چالیس دن ہو گی اور اس کی طہر بیس دن ہو گئی کیونکہ نفاس اور حیض دونوں ایک دوسرے کے متوالی نہیں ہوتے۔پھر دس اسکی حیض کے ہو گئے اور یہ اس کی عادت ہو گئی اور اگر معتادہ میں یہ واقع ہو جائے پس اس کی طہر اور حیض جو اس کی عادت ہو تمام احکام میں اگر اس کا طہر کم ہو چھ مہینے سے۔ورنہ اس کو واپس کیا جاتا ہے چھ مہینے کو اور ایک ساعت اور اس کا حیض اپنے حال پر ہو گیا اور اگر مبتداء خون دیکھ لے اور طہر کو کہ دونوں صحیح ہو پھر مستقر ہو خون تو یہ اس کی عادت ہو گی اور یہ معتادہ ہوئی اور معتادہ کا حکم بیان ہوا۔اس کی مثال یہ ہے کہ ایک نوجوان لڑکی نے پانچ دن خون دیکھا اور چالیس دن طہر پھر جاری ہوا خون پانچ دن اور جاری ہونے سے اول جاری ہونے سے تو یہ اس کی حیض ہے تو نہ نماز پڑھے اور نہ روزہ رکھیں اور نہ وطی کریں اور اسی طرح تمام احکام حیض کے پھر اس کی چالیس طہر ہو گی وہ کریگی یہ احکامات طہارت کی پھر فرمایا متحیرہ کے فصل میں۔اور مقدر نہ ہو گا اس کا طہر اور حیض مگر عدت طلاق میں پس اندازہ کیا جائے گا اس کی حیض دس دن پر اور اس کی طہر چھ ماہ پر مگر نہ تھوڑا وقت تو اس کی عدت ختم ہو گی نو مہینے اور دس دن اس چار وقتوں کے علاوہ۔

اور حاصل کلام یہ ہے کہ مبتداء جب اول دن سے اس کا خون جاری ہو جائے تو اس کے حیض کے دس دن ہوں گے اور طہر کے بیس دن ہوں گے جیسا کہ عام کتب فقہ میں ہے بلکہ نوح آفندی نے اس پر اتفاق نقل کیا ہے۔اس میں خلاف کیا ہے جو امداد میں ہے کہ اس کی طہر پندرہ دن ہو گا۔اور معتادہ کو واپس کیا جاتا ہے اپنی عادت کو طہر میں جب چھ مہینے نہ ہو۔کیونکہ یہ چھ مہینوں کو بغیر کسی ساعت کے واپس کیا جاتا ہے جیسا کہ متحیرہ عدت کے بارے میں۔اور یہ قول میدانی پر ہے وہ جس پر اکثر علماء کا فتویٰ ہے جیسا کہ بیان ہوا۔اور ہر کہ قول حاکم شہید کے مطابق ہے پس اس کو رد کیا جاتا ہے دو مہینوں کو جیسا کہ شارح نے ذکر کیا ہے۔اور ظاہر ہوا کہ اس کا مقدر کرنا دو مہینوں پر یا چھ مہینوں پر مگر نہ ایک ساعت یہ خاص ہے متحیرہ پر اور وہ معتادہ پر جس کی چھ ماہ طہر ہو۔اور مبتداء اور معتادہ جس کی طہر اسی طرح نہ ہو وہ اس میں سے نہیں اور متحیرہ میں طہر کا اندازہ کرنا سب احکام میں جیسا کہ گزر گیا ہے اور یہ مخالف ہے اس کالام کی جو شارح نے بیان کیا ہے۔

تتمہ: میں نے نہیں دیکھا وہ جو متحیرہ دیکھے عدد اور مکان میں طہر کے کم مقدار پھر اس پر خون جاری ہو گیا اور ظاہر یہ کہ حکم اس کی استمرار میں حکم مبتداء کے ساتھ۔یہ قول یا تو عدد سے کہ دن کے عدد سے حیض کے مع اس کی علم میں مکان پر ایک مہینہ میں کہ یہ اول میں ہو یا آخر میں تاتار خانیہ میں ہے اور اگر کسی عورت کو معلوم ہو کہ وہ مہینہ کے آخر میں پاک ہوتا اور دنوں کے عدد معلوم نہ ہو تو وہ ہر نماز کیلئے وضو کریگی بیس دن تک کیونکہ اس کو یقین ہو طہر اس وقت میں پھر سات دن آخر میں وہ وضو کریگی از روئی شک حیض اور طہر میں اور آخری تین دنوں میں یقین کے وجہ سے حیض پر نماز کو چھوڑ دیا جائے گا۔پھر مہینہ کے آخر میں غسل کریگی بوجہ اس کے

مسئلہ 318: جس عورت کے متعلق حکم بیان ہو چکا ہے۔ کہ ہر وقت کی نماز کے لئے غسل کرے گی اس کے لئے دوسرا حکم یہ بھی ہے کہ خاوند کو جماع کرنے نہ دیگی، قرآن پاک کو بھی ہاتھ نہ لگائے گی اور نفل روزے بھی نہ رکھے گی۔ اگر مذکورہ ایام میں کوئی پرانی قضاء شدہ نماز ادا کرے گی۔ تو اس دن کے گزرنے کے بعد وہی نماز دوبارہ ادا کریگی یعنی پندرہ دن سے پہلے پہلے۔

علم پر کہ اب حیض ختم ہوا۔ اور اگر اس کو معلوم ہو کہ اس نے خون دیکھی جب تجاوز کی بیس دن سے اور اسے پتہ نہیں کہ کتنا تھی اس کی ایام جس میں نماز کو چھوڑ دیتی تین دن بیس کے بعد تو پھر اس کے بعد نماز پڑھکر ہر نماز کیلئے غسل کے ساتھ تا آخر مہینہ تک۔ اور اس کی مثل رسالہ برکویہ میں ہے وہاں سے سمجھو۔ اور یہ قول کہ متحیرہ مکان میں ہو۔ اس کو معلوم ہو حیض کے ایام کی شمار اور اس کی مکان معین کرنا بھول گیا ہو اور اصل یہ ہے کہ اگر بھول دیا جائے اس کی دن بوجہ ضعف کے یا زیادہ ہونے کے پس وہ کسی دن پر یقین نہیں کریگا حیض پر۔ بخلاف اس کی جب وہ گم کریں کم میں جیسا کہ وہ بھول کریں تین پانچ میں تو حیض متیقین ہے پانچ میں سے تین پر پس یہ اور تین حیض ہے یا آخر تین۔... اور یہ قول کہ دونوں پر یعنی عدد اور مکان دونوں میں متحیرہ ہو کہ مہینے میں اس کی تعین نہ دن سے اور نہ وقت سے معلوم ہو اور اس کی حکم بیان ہوئی.... اور یہ قول کہ ورنہ یعنی اس کو معلوم ہو اس کی ابتدا دن کو ہوتی اور یہ کیونکہ اگر دن کو شروع ہو جائے تو دن کو ختم ہو گا تو دس دن اول ہو گا پس روزہ کے گیارہ دن فاسد کریگا اور اس کی مثال قضا میں ہو گی۔ اور اس کی مثال جب کوئی چیز نہیں پہچانتی جیسا کہ خزائن میں ہے پھر اتنا معلوم ہو کہ مہینہ میں ایک دن ہوتا اور اگر ایسا نہ ہو پس اگر نہیں جانتی کہ کہ رات کو حیض شروع ہوتا تھا یا دن کو اور یا معلوم ہو کہ دن کو ہوتا اور سارہ رمضان ہوتا تو بتیس روزے قضا لائیں اگر قضا لائیں رمضان کے ساتھ یعنی شوال کے دوسری دن سے اور اگر مفصول ہو تو پھر اڑتیس دن ہو گی۔ اور اگر رمضان ناقص تھی تو اس کے وصل میں بتیس روزے قضا لائیں اور فصل میں سینتیس۔ اور اگر اس کو معلوم ہو کہ اس کی ابتدارات کو ہوتی اور مہینہ کامل ہوتی تو وصل اور فصل کے حالت میں پچیس دن قضا لائیں۔ اور اگر ناقص ہو تو وصل میں بیس اور فصل میں چوبیس۔ اور اس متحیرہ کی تمام مسائل برکویہ میں ہے اور اس کی توجیہ ہمارے شرح کے اس میں ہے اور اسی طرح بحر الرائق میں ہے لیکن کچھ تحریف اور کچھ بھول کے ساتھ پس اس پر خبردار ہو جاؤ۔

مسئلہ 318: وَتَتْرُكُ غَيْرَ مُؤَكَّدَةٍ وَمَسْجِدًا وَجِمَاعًا۔۔ (قَوْلُهُ وَمَسْجِدًا وَجِمَاعًا) وَلَا تُمَكِّنُ زَوْجَهَا مِنْ جِمَاعِهَا، وَكَذَا لَا تَمَسُّ الْمُصْحَفَ وَلَا تَصُومُ تَطَوُّعًا، وَانْ سَمِعَتْ سَجْدَةً فَسَجَدَتْ لِلْحَالِ سَقَطَتْ؛ لِانَّهَا لَوْ طَاهِرَةً صَحَّ اداؤُهَا وَالَّا لَمْ تَلْزَمْهَا، وَانْ اخَّرَتْهَا اعَادَتْهَا بَعْدَ عَشْرَةِ ايَّامٍ لِلتَّيَقُّنِ بِالْاداءِ فِي الطُّهْرِ فِي احْدَى الْمَرَّتَيْنِ، وَانْ كَانَتْ عَلَيْهَا صَلَاةٌ فَائِتَةٌ فَقَضَتْهَا فَعَلَيْهَا اعَادَتُهَا بَعْدَ عَشْرَةِ ايَّامٍ قَبْلَ انْ تَزِيدَ عَلَى خَمْسَةَ عَشَرَ وَالَّا احْتُمِلَ عَوْدُ حَيْضِهَا تَتَارْخَانِيَّةٌ وَبِرْكَوِيَّةٌ وَبَحْرٌ[1]

ترجمہ: اور چھوڑ دے گی غیر موکد اور مسجد اور جماع کو... اور یہ قول کہ مسجد اور جماع کو کہ شوہر اس کی ساتھ جماع نہ کریں اور اسی طرح مس مصحف بھی نہ کریں اور نہ روزے رکھیں نفلی اور اگر آیت سجدہ سن لے پس اس نے سجدہ کیا تو سجدہ ساقط ہو گیا۔

---

[1] ایضا ابن عابدین ص 526ج1 محولہ بالہ

مسئلہ 319: مندرجہ بالا مسئلے میں جس عورت کے متعلق ذکر ہو چکا ہے۔ اگر اسے صرف اس قدر معلوم ہو کہ ماہواری مہینے میں صرف ایک بار ہو کرتی تھی اور رات کو شروع ہو جاتی تھی۔اس کے سوا اور اس کے کچھ یاد نہ ہو۔اور مہینہ اب رمضان کا ہو تو اب یہ عورت پورے فرض روزے رکھے گی۔ لیکن رمضان گزرنے کے بعد بیس روزے قضا بھی رکھے گی۔اور اگر مذکورہ عورت کو صرف اس قدر علم ہو (یاد ہو) کہ اس کی ماہواری دن کے وقت جاری ہو جایا کرتی تھی۔اس کے سوا کچھ اور معلوم نہ ہو۔تو اس صورت میں روزے تو سارے ہی رکھے گی لیکن بعد میں بائیس روزے قضا بھی رکھے گی۔

مسئلہ 320: شادی شدہ عورت کے لئے حالت حیض اور حالت پاکیزگی ہر دو صورتوں میں مقام خاص (اندام نہانی) میں قطنہ (روئی ،پیڈ وغیرہ) رکھنا بہتر ہے۔اور غیر شادی شدہ کے لئے حالت حیض میں قطنہ رکھنا بہتر ہے۔اور بعض کتابوں میں تو لکھا ہے کہ شادی شدہ عورت کے لئے حالت حیض میں قطنہ رکھنا سنت ہے۔اور حالت پاکیزگی میں مستحب یعنی احسن ہے۔

کیونکہ اگر وہ پاک ہوتی تو اس کی ادا صحیح ہوتی ورنہ اس پر لازم نہیں ہوتا اور اگر چھوڑ جاتی تو اس کا اعادہ کرتی دس دن کے بعد بوجہ ادا کے طہر میں ان دونوں میں ایک کی اور اگر اس پر نماز فوت شدہ ہو تو اس پر اسکی قضا لازم ہے دس دن کے بعد پہلے اس سے کہ ارادہ کرین پندرہ دن کی ورنہ احتمال ہو گا حیض کے لوٹ آنے کا ہونا یہ تتارخانیہ اور برکویہ میں ہے۔

مسئلہ 319: وَتَصُومُ رَمَضَانَ، ثُمَّ تَقْضِي عِشْرِينَ يَوْمًا انْ عَلِمَتْ بِدَايَتَهُ لَيْلًا وَالَّا فَاثْنَيْنِ وَعِشْرِينَ وَتَطُوفُ--- (قَوْلُهُ ثُمَّ تَقْضِي عِشْرِينَ يَوْمًا) ايْ لِاحْتِمَالِ انَّ الْحَيْضَ عَشَرَةُ ايَّامٍ فِي رَمَضَانَ وَعَشَرَةُ ايَّامٍ فِي الْعِشْرِينَ الَّتِي قَضَتْهَا. اهـ ح (قَوْلُهُ انْ عَلِمَتْ بِدَايَتَهُ لَيْلًا) ؛ لِانَّهُ انْ بَدَا لَيْلًا خُتِمَ لَيْلًا وَبَيْنَ اللَّيْلَتَيْنِ عَشَرَةٌ، فَلَمْ يَفْسُدْ مِنْ صَوْمِهَا سِوَى عَشَرَةِ ايَّامٍ فِي رَمَضَانَ وَعَشَرَةٍ فِي الْقَضَاءِ ح (قَوْلُهُ وَالَّا) ايْ عَلِمَتْ بِدَايَتَهُ نَهَارًا، وَذَلِكَ؛ لِانَّهُ انْ بَدَا نَهَارًا خُتِمَ نَهَارَ حَادِي عَشَرَ الْاوَّلِ، فَيَفْسُدُ احَدَ عَشَرَ يَوْمًا مِنْ صَوْمِهَا فِي رَمَضَانَ، وَمِثْلُهَا فِي الْقَضَاءِ ح. وَمِثْلُهُ مَا اذَا لَمْ تَعْلَمْ شَيْئًا كَمَا فِي الْخَزَائِنِ. ثُمَّ اعْلَمْ انَّ هَذَا انْ عَلِمَتْ انَّهَا تَحِيضُ فِي كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً، وَالَّا فَانْ لَمْ تَعْلَمْ انَّ ابْتِدَاءَ حَيْضِهَا بِاللَّيْلِ اوْ بِالنَّهَارِ، اوْ عَلِمَتْ انَّهُ بِالنَّهَارِ وَكَانَ رَمَضَانُ كَامِلًا قَضَتْ اثْنَيْنِ وَثَلَاثِينَ[1]

ترجمہ :اور متحیرہ عورت رمضان کے روزے رکھے۔ پھر بیس روزے قضا رکھے اگر اس کو معلوم ہو کہ ماہواری رات کو شروع ہوتی تھی اور اگر دن کو تو پھر بائیس روزے۔(اور یہ قول کہ پھر بیس دن روزے رکھیں) بوجہ احتمال اس کے کہ حیض دس دن ہوتا ہے رمضان میں اور دس روزے اور رکھیں بیس سے جو قضا ہوئے تھے۔اور یہ قول کہ اگر اس کو معلوم ہو کہ یہ رات سے شروع ہوتی ہے اس وجہ سے کہ یہ تو رات کو ختم ہوتی ہے اور دو راتوں میں دس راتیں. پس فاسد نہیں ہوا اس کا روزہ اس پر صرف دس روزے اور دس قضا ہیں ۔اور یہ قول اگر نہ تو پھر نہ یعنی معلوم ہو اس کی شروع دن سے اور یہ اس وجہ سے کہ اگر یہ شروع ہو جائے دن کو تو ضرور گیارواں دن کے اول کو ختم ہونگے۔ پس فاسد کرتا ہے گیارہ دن اس روزوں سے رمضان میں اور اس کی مثل قضاء میں۔اور اس کی مثل جب اس کو معلوم نہ ہو کوئی چیز یہ خزائن میں ہے پھر اگر اس کو معلوم ہو کہ اس کو مہینے میں صرف ایک مرتبہ حیض ہوتا ہے اور

---

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدرالمختار ص528ج1محولہ بالہ

مسئلہ 321: جس وقت خون فرج داخل (یعنی اندرونی حصہ) سے فرج خارج (یعنی بیرونی حصہ) کو نکل آئے اس وقت سے حیض کا حکم نافذ ہو گیا۔ خواہ فرج خارج سے خون خارج ہو یا نہ ہو۔ اس لیئے اگر عورت نے حیض کی ابتداء میں فرج داخل میں روئی، (پیڈ) وغیرہ رکھ دی ہو۔ اور اسی وجہ سے خون فرج خارج تک نہ آئے۔ تو حیض کا حکم اس پر صادر نہیں ہوتا۔ ہاں اگر فرج داخل سے باہر خون مذکورہ پنبے تک پہنچ جائے۔ یعنی داغ لگ جائے یا مذکورہ پنبے کو باہر نکال کر دیکھے کہ اس پر خون ہو تو اس پر حیض کا حکم صادر ہو جائے گا۔

مسئلہ 322: حیض سے پاک عورت نے اگر رات کو فرج میں روئی (پیڈ) وغیرہ رکھ دی۔ اور صبح اس پر حیض کا خون دیکھا تو جس وقت وہ خون دیکھ چکی ہے اسی وقت سے اس کی مدت حیض شروع ہوئی۔ اور اگر حیض جاری ہو ایسی صورت میں رات کو روئی (پیڈ) رکھے اور صبح کو اسے پاک پائے تو پاکیزگی کا حکم رات کو سونے کے وقت سے شروع ہو گا۔ اگر ایسے وقت وہ سو گئی ہو کہ عشاء کی نماز ادا نہ کر سکی ہو اور سونے کے وقت میں وقتِ عشاء باقی ہو تو ہر دو صورتوں میں عشاء کی نماز کی قضاء ادائیگی لازم ہے۔

اگر یہ بھی معلوم نہ ہو کہ رات کو شروع ہوتا یا دن کو اور یا معلوم ہو کہ دن کو شروع ہوتا اور رمضان کا مہینہ کامل ہوتا تو قضا بتیس دن کے رکھیں۔

مسئلہ 320: وَضْعُ الْكُرْسُفِ مُسْتَحَبٌّ لِلْبِكْرِ فِي الْحَيْضِ وَلِلثَّيِّبِ فِي كُلِّ حَالٍ، وَمَوْضِعُهُ مَوْضِعُ الْبَكَارَةِ، وَيُكْرَهُ فِي الْفَرْجِ الدَّاخِلِ. اهـ. وَفِي غَيْرِهِ انَّهُ سُنَّةٌ لِلثَّيِّبِ فِي الْحَيْضِ مُسْتَحَبٌّ فِي الطُّهْرِ، وَلَوْ صَلَّتَا بِدُونِهِ جَازَ. اهـ مُلَخَّصًا مِنْ الْبَحْرِ وَغَيْرِهِ.[1]

ترجمہ: اور روئی کا رکھنا مستحب ہے باکرہ کیلیئے حالت حیض میں اور ثیبہ کیلیئے ہر حال میں اور رکھنے کی جگہ بکارت کی جگہ ہے۔ اور مکروہ ہے فرج داخل میں اور اس کے علاوہ میں یہ سنت ہے ثیبہ کیلیئے حالت حیض میں اور مستحب ہے حالت طہر میں اور اگر اس کے بغیر نماز پڑھے تو جائز ہے۔ یہ تلخیص کے ساتھ لیا گیا بحر الرائق سے۔

مسئلہ 321: وَرُكْنُهُ بُرُوزُ الدَّمِ مِنْ الرَّحِمِ--- (قَوْلُهُ وَرُكْنُهُ بُرُوزُ الدَّمِ مِنْ الرَّحِمِ) ايْ ظُهُورُهُ مِنْهُ الَى خَارِجِ الْفَرْجِ الدَّاخِلِ، فَلَوْ نَزَلَ الَى الْفَرْجِ الدَّاخِلِ فَلَيْسَ بِحَيْضٍ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَبِهِ يُفْتَى قُهُسْتَانِيٌّ.[2]

ترجمہ: اور حیض کا رکن خون کا خارج ہونا ہے رحم سے اور مصنف کا یہ قول کہ حیض کا رکن خون کا خارج ہونا ہے رحم سے۔ یعنی اس کا ظاہر ہونا ہے رحم سے خارج ہو کر فرج داخل کو۔ پس اگر داخل ہوا فرج داخل کو یہ حیض نہیں ظاہر راویۃ میں اور اسی پر فتویٰ ہے قہستانی۔

مسئلہ 322: ولو وضعتہ لیلا فلما اصبحت رات الطہر تقتضی العشاء فلو کانت طاھرۃ فرات البلۃ حین اصبحت تقضیھا ایضا ان لم تکن

---

[1] ایضا ابن عابدین ص 530 ج1 محولہ بالا

[2] ایضا ابن عابدین ص 522 ج1 محولہ بالا

مسئلہ 323: اگرچہ مستورات (عورتوں) پر حالت حیض میں نماز اور وضو لازم نہیں۔ اور ایسا کرنا صحیح بھی نہیں۔ اس کے باوجود احسن یہی ہے۔ کہ ہر نماز کے وقت وضو کرے۔ اور جتنی دیر نماز میں صرف ہو سکے۔ اتنی دیر مصلے پر بیٹھ کر اللہ تعالی کو یاد کرے کہ نماز کی عادت بھول نہ جائے۔

(نوٹ) حیض اور نفاس کے کچھ احکام اس کتاب کے وضو اور غسل کے احکام (مسئلہ نمبر 104،103،101) میں بھی بیان ہو چکے ہیں۔

صلتها قبل الوضع انزالا لها طاهرة فی الصورة الاولی من حین وضعته وحائضا فی الثالنية حين رفعته اخذا بالا حتیاط فیها [1]

ترجمہ: اگر کسی نے رات کے ابتدا میں روئی رکھی پس جب صبح ہوئی تو طہر دیکھا تو یہ عشاء کی نماز کی قضا لائے گی پس اگر پاک تھی اور اس پر نمی دیکھی جب صبح ہوئی تو پھر بھی قضا لائیں عشاء کی اگر اس نے نہیں پڑھی روئی رکھنے سے پہلے بوجہ اس کے کہ یہ اس وقت پاک تھی اول صورت میں جب اس نے رکھی تھی اور دوسری صورت میں حائضہ تھی جب نکالی تھی اس پر عمل کیا جاتا ہے از روئے احتیاط کے۔

مسئلہ 323: وَيُسْتَحَبُّ لِلْحَائِضِ اذَا دَخَلَ وَقْتُ الصَّلَاةِ انْ تَتَوَضَّا وَتَجْلِس عِنْدَ مَسْجِدِ بَيْتِهَا تُسَبِّحُ وَتُهَلِّلُ قَدْرَ مَا يُمْكِنُهَا اداءَ الصَّلَاةِ لَوْ كَانَتْ طَاهِرَةً .[2]

ترجمہ: اور مستحب ہے حائضہ کیلئے جب نماز کا وقت ہو جائے کہ وضو کریں اور جائے نماز کے سامنے بیٹھ جائیں اور سبحان اللہ، الحمد للہ پڑھیں بقدر نماز کے وقت کے اگر پاک ہو۔

(نوٹ) حیض اور نفاس کے کچھ احکام اس کتاب کے وضو اور غسل کے احکام (مسئلہ نمبر 104،103،101) میں بھی بیان ہو چکے ہیں۔

---

[1] ابن نجیم ،البحر الرائق شرح کنز الدقائق ص332ج1 محولہ بالہ

[2] ایضاعالمگیریہ ص39ج2 محولہ بالہ

مبحث ششم نفاس کا بیان:

مسئلہ 324: وہ معروف خون جو بچے کے پیدا ہونے کے بعد کم وبیش چالیس دنوں تک نکلتا رہتا ہے اسے نفاس (چلّہ) کہتے ہیں۔ نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن کی ہے اور کم مدت کی کوئی حد نہیں۔ اگر تھوڑا وقت بھی خون بہے۔ تو یہ نفاس ہے۔

مسئلہ 325: اگر بچے کے بدن کا نصف حصہ نکلا ہو اور نصف نہیں نکلا یا نصف سے زائد نکلا ہو۔ اور ایسے میں خون نکلے یہ بھی نفاس ہی کا ہے تو اور وہ عورت وضو اور نماز سے مستثنٰی ہے۔ لیکن بچہ اگر نصف سے کم نکلا ہو اور اس صورت میں خون نکلے تو وہ خون استحاضہ کا ہے۔ اس لئے اگر نماز کا وقت ہو اور ہوش وحواس میں ہو تو نماز قضا نہیں کرنی چاہیئے، وضو کرلے۔ اگر وضو نہ ہو سکے تو تیمم کرے اور نماز پڑھ لے۔ اس کے لئے علماء نے یہ قاعدہ مقرر کیا ہے۔ کہ اس کے نیچے کٹوری رکھ دی جائے یا کوئی گڑھا سا کھودا جائے۔ تاکہ بچے کو تکلیف نہ ہو اور بیٹھے بیٹھے سجدہ اور رکوع کے ساتھ نماز پڑھی جائے۔ اگر سجدہ کرنے اور رکوع کرنے کی طاقت نہ ہو تو اشاروں سے نماز ادا کرے مگر قضا نہیں کرنی چاہیئے اگر قضا کرے ہو گی تو گنہگار ہو گی۔ لیکن اگر بچہ ضائع ہونے کا خدشہ ہو یا نقصان کا اندیشہ ہو تو نماز ترک کر سکتی ہے۔ جب وہ پاک ہو جائیگی تو قضا ادا کرے گی۔

مسئلہ 324:والنفاس لغة ولادة المراة وشرعا دم من الرحم يعقب الولد او اكثره فلو ولدت من سرتها فليس نفسا بل ذات جرح مالم يسل من الرهم ولو لم تر دما فالصحيح لزوم الغسل --- لا حد لاقله اتفاقا وان اكثره اربعون يوما عندنا [1]

ترجمہ: اور نفاس لغت میں عورت کے بچہ جنم دینے کو کہا جاتا ہے اور اصطلاح میں وہ خون جو رحم سے بچے کے پیدائش کے بعد یا اس کا زیادہ حصہ نکلنے کے بعد نکلتا ہے۔ پس اگر بچہ ناف سے پیدا ہوا تو یہ نفاس نہیں ہے بلکہ زخم کی وجہ سے ہے جب تک کہ رحم سے بہہ نہ جائے اور جب خون کو نہ دیکھے تو اس پر غسل کرنا لازم ہے... اس کے کم مقدار کیلئے کوئی حد نہیں اور اس کی اکثر مدت ہمارے علماء کے نزدیک چالیس دن ہے۔

مسئلہ 325: (وَالنِّفَاسُ)---(دَمٌ)--- (وَيَخْرُجُ) مِنْ رَحِمِهَا ---(عَقِبَ وَلَدٍ) اوْ اكْثَرِهِ وَلَوْ مُتَقَطِّعًا عُضْوًا عُضْوًا لَا اقَلِّهِ، فَتَتَوَضَّا انْ قَدَرَتْ اوْ تَتَيَمَّمُ وَتُومِئُ بِصَلَاةٍ وَلَا تُؤَخِّرُ، فَمَا عُذْرُ الصَّحِيحِ الْقَادِرِ (قَوْلُهُ وَتُومِئُ بِصَلَاةٍ) ايْ انْ لَمْ تَقْدِرْ عَلَى الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ. قَالَ فِي الْبَحْرِ عَنْ الظَّهِيرِيَّةِ: وَلَوْ لَمْ تُصَلِّ تَكُونُ عَاصِيَةً لِرَبِّهَا ثُمَّ كَيْفَ تُصَلِّي؟ قَالُوا يُؤْتَى بِقِدْرٍ فَيُجْعَلُ الْقِدْرُ تَحْتَهَا وَيُحْفَرُ لَهَا وَتَجْلِسُ هُنَاكَ وَتُصَلِّي كَيْ لَا تُؤْذِيَ وَلَدَهَا. اهـ.[2]

ترجمہ: اور نفاس---وہ خون جو عورت کے رحم سے نکلے پورہ لڑکا پیدا ہونے کے بعد یا اکثر یعنی نصف سے زیادہ نکلنے کے بعد اگرچہ تمام یا اکثر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نکلا ہو اور نفاس ثابت نہیں ہوتا کمتر نکلنے سے یعنی نصف سے کم تو وہ عورت اب وضو کریں اگر قادر ہو یا

---

[1] درالمنتقیٰ ص 82ج1 محولہ بالہ

[2] ایضا الدرالمختار للحصفکی ص 43 محولہ بالہ

مسئلہ 326: اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد خون بالکل بھی نہ بہے تو بھی نفاس کا غسل اس پر لازم ہے۔

مسئلہ 327: اگر حمل گر جائے اور ایک آدھ عضو مثلاً انگلی، ناخن، بال وغیرہ بن چکا ہو تو حمل گرنے کے بعد جو خون بہے گا وہ بھی نفاس ہے۔ اگر کوئی بھی عضو نہ بن چکا ہو تو اس وقت کا خون نفاس نہیں ہے۔ اس لئے مذکورہ خون حیض کا ہو گا۔ یعنی کم از کم تین دن ہو اور کم سے کم پندرہ دن پاک رہ سکتی ہو۔ تو مذکورہ خون حیض کا تصور ہو گا ورنہ استحاضہ ہو گا۔

مسئلہ 328: اگر خون چالیس دن سے زیادہ عرصہ جاری رہے۔ تو اگر پہلی زچگی ہو تو چالیس دن نفاس کے تصور ہوں گے اور باقی استحاضہ کے۔ اس لئے جب چالیس دن پورے ہو جائیں تو خون ٹھہرنے کا انتظار نہ کریں بلکہ چاہیئے کہ نہا دھو کر نماز ادا کرلے اور اگر نہانا اس کے لئے مضر ہو تو تیمم کرلے اور اگر یہ اس کی پہلی زچگی نہ ہو بلکہ اس سے پہلے بھی زچگی ہو گئی ہو۔ تو جتنے روز اس کی عادت ہو وہی دن نفاس کے ہوں گے اور باقی استحاضہ کے۔ اس لئے عادت سے چالیسواں دن گزرنے تک جس قدر زائد دن گزرے ہوں ان دنوں کی نمازوں کی ادائیگی مذکورہ عورت پر لازم ہے۔

تیمم کریں یا اشارے سے نماز پڑھے اور نماز میں تاخیر نہ کرے پس کیا عذر ہے صحیح قادر کا اور یہ قول کہ اشارہ سے نماز پڑھے۔ اگر رکوع اور سجدہ پر قادر نہ ہو۔ بحر میں کہا گیا ہے ظہیر یہ سے اگر نماز نہیں پڑھی تو گنہگار ہو گی پھر یہ کہ وہ کیسے نماز ادا کریگی فرمایا ہے اس کے نیچے ایک مٹکہ رکھ دے یا گڑھا کھودے اور بیٹھ کر نماز کریں تا کہ لڑکے کو تکلیف نہ ہو۔

مسئلہ 326: (وَالنِّفَاسُ) ---(دَمٌ) فَلَوْ لَمْ تَرَهُ هَلْ تَكُونُ نُفَسَاءَ؟ الْمُعْتَمَدُ نَعَمْ (قَوْلُهُ فَلَوْ لَمْ تَرَهُ) ايْ بِانْ خَرَجَ الْوَلَدُ جَافًّا بِلَا دَمٍ [1]

ترجمہ: اور نفاس لغت عرب میں عورت کا جننا ہے اور اگر عورت ولادت کے بعد خون دیکھے کیا وہ نفسا ہو گی یا نہیں جواب یہ ہے کہ ہاں معتمد قول یہی ہے کہ وہ زچہ ہے اور یہ قول مصنف کا کہ پس اگر خون نہ دیکھے یعنی کہ بچہ خشک بغیر خون کے نکل جائے۔

مسئلہ 327: (وَسِقْطٌ) مُثَلَّثُ السِّينِ: ايْ مَسْقُوطٌ (ظَهَرَ بَعْضُ خَلْقِهِ كَيَدٍ اوْ رِجْلٍ) اوْ اصْبُعٍ اوْ ظُفُرٍ اوْ شَعْرٍ، وَلَا يَسْتَبِينُ خَلْقُهُ الَّا بَعْدَ مِائَةٍ وَعِشْرِينَ يَوْمًا (وَلَدٌ) حُكْمًا (فَتَصِيرُ) الْمَرْاةُ (بِهِ نُفَسَاءَ [2]

ترجمہ: اور سقط یعنی جو پیٹ سے ایسا بچہ ناتمام گر پڑا جس کی بعض خلقت ظاہر ہو گئی چنانچہ ہاتھ یا پاؤں یا انگلی یا ناخن یا بال تو وہ بچہ ہے حکم شرع میں شارح نے کہا کہ سقط کے سین میں تینوں حرکات لغت میں جائز ہیں اور بمعنٰی مسقوط کے اور ظہور اعضاء نہیں ہوتا مگر ایک سو بیس دن کے بعد تو عورت اس کے سبب نفاس والی ٹھہرے گی۔

اور فتاوی ھندیہ میں زیادہ تفصیل ہے -

وَكَذَا لَوْ انْقَطَعَ فِيهَا وَخَرَجَ اكْثَرُهُ وَالسَّقْطُ انْ ظَهَرَ بَعْضُ خَلْقِهِ مِنْ اصْبُعٍ اوْ ظُفُرٍ اوْ شَعْرٍ وَلَدٍ فَتَصِيرُ بِهِ نُفَسَاءَ .هَكَذَا فِي التَّبْيِينِ وَانْ لَمْ يَظْهَرْ شَيْءٌ مِنْ خَلْقِهِ فَلَا نِفَاسَ لَهَا فَانْ امْكَنَ جَعْلُ الْمَرْئِيِّ حَيْضًا يُجْعَلُ حَيْضًا وَالَّا فَهُوَ استحاضةٌ [3]

ترجمہ: اور اس طرح اگر اس میں انقطاع آجائے اور اکثر باہر نکل آئے اگر بچہ کی تھوڑی خلقت ظاہر ہو گئی جیسے انگلی یا ناخن یا بال تو وہ بچہ ہے اس کے نکلنے سے عورت کو نفاس ہو گا یہ تبیین میں لکھا ہے اگر اس کی خلقت میں سے کچھ ظاہر نہیں ہوا تو نفاس نہ ہو گا اور جو

---

[1] ایضا الدرمختار ص44 محولہ بالہ

[2] الدرالمختار للحصفکی ص 43 محولہ بالہ

[3] ایضا فتاویٰ الھندیہ ص42ج 1 محولہ بالہ

مسئلہ 329: فرض کیجئے کہ ایک عورت کی عادت نفاس پچیس دن کی ہواب اس کے پچیس دن پورے ہو چکے ہوں۔ لیکن خون بند نہ ہوا ہو تو اسے چاہیئے کہ غسل نہ کرے۔ جب چالیس دن پورے ہو جائیں تو خون اگر بند ہو جائے تو ہم کہیں گے کہ یہ سب نفاس تھا۔ اور اس کی عادت بدل گئی۔ اب اسے چاہیئے کہ نہالے۔ گذشتہ چالیس دنوں کی نمازیں اس پر معاف ہیں۔ لیکن جریان خون اگر چالیس روز سے بھی زیادہ دنوں تک جاری رہے۔ تو اسے چاہیئے کہ نہالے۔ اس صورت میں پچیس دن تو نفاس کے حساب ہوں گے۔ جن کے نمازیں معاف ہیں۔ اور باقی آیام استحاضہ کہ ہیں۔ جن کی نمازیں وہ قضاء ادا کرے گی۔

مسئلہ 330: فرض کیجئے کہ کسی عورت کی عادت نفاس پچیس دن کی ہو۔ اب اس کے پچیس دن بھی پورے ہو چکے ہوں لیکن خون جاری ہے۔ اب اسے چاہیئے کہ غسل وغیرہ ابھی نہ کرے۔ اگر خون چالیس دن پورے ہونے سے قبل مثلاً تیسویں دن بند ہو جائے۔ اب اسے چاہیئے کہ نہا دھولے۔ گذشتہ تیس دنوں کی نمازیں اس پر معاف ہیں۔ ہم یہ کہیں گے کہ اس کی عادت نفاس بدل چکی ہے۔ پہلے پچیس دن تھی اب تیس دن ہو گئی ہے۔

کچھ نظر آیا ہے اگر ہو سکے گا تو حیض ہو گا ورنہ استحاضہ ہو گا۔

مسئلہ 328: (وَالزَّائِدُ) عَلَى اكْثَرِهِ (اسْتِحَاضَةٌ) لَوْ مُبْتَدَاةً؛ امَّا الْمُعْتَادَةُ فَتُرَدُّ لِعَادَتِهَا وَكَذَا الْحَيْضُ، (قَوْلُهُ لَوْ مُبْتَدَاةً)--- امَّا الْمُعْتَادَةُ فَتُرَدُّ لِعَادَتِهَا ايْ وَيَكُونُ مَا زَادَ عَنْ الْعَادَةِ استحاضةً، لَا مَا زَادَ عَلَى الْاكْثَرِ فَقَط[1]

ترجمہ: اور جو خون کہ زیادہ ہوا کثر نفاس یعنی چالیس دن سے وہ استحاضہ ہے اگر وہ عورت مبتداء ہے اور عادت والی تو اپنی عادت کی طرف پھیری جاوے گی اور اسی طرح حیض۔ یہ قول کہ اگر مبتداء ہے اور جو معتادہ ہے تو وہ اپنی عادت کی طرف پھیری جاوے گی یعنی جو اس کی عادت سے زیادہ ہوا استحاضہ ہو گا نہ کہ اکثر مدت پر زیادہ ہو فقط۔

مسئلہ 329: وَذَكَرَ فِي الرِّسَالَةِ انَّ الْاصْلَ فِيهِ انَّ الْمُخَالَفَةَ لِلْعَادَةِ انْ كَانَتْ فِي النِّفَاسِ، فَانْ جَاوَزَ الدَّمُ الْارْبَعِينَ فَالْعَادَةُ بَاقِيَةٌ تُرَدُّ الَيْهَا وَالْبَاقِي استحاضةٌ، وَانْ لَمْ يُجَاوِزْ انْتَقَلَتْ الْعَادَةُ الَى مَا رَاتْهُ وَالْكُلُّ نِفَاسٌ؛[2]

ترجمہ: اور ذکر کیا ہے رسالہ میں کہ اصل اس میں کہ مخالفت عادت کی ہے اگر یہ نفاس میں ہو گی اگر خون چالیس دن سے تجاوز کرے پس اس کی عادت باقی ہے جسکی طرف اس کو لوٹایا جائے گا اور باقی ایام استحاضہ کے ہوں گے ہے اور اگر تجاوز نہ کریں تو اس کی عادت اسی خون کی طرف منتقل ہو گی جو وہ دیکھتی ہے اور سارا نفاس ہو گا۔

مسئلہ 330: وَصُورَتُهُ فِي النِّفَاسِ كَانَتْ عَادَتُهَا فِي كُلِّ نِفَاسٍ ثَلَاثِينَ ثُمَّ رَاتْ مَرَّةً احْدَى وَثَلَاثِينَ ثُمَّ طُهْرًا ارْبَعَةَ عَشَرَ ثُمَّ رَاتْ الْحَيْضَ، فَانَّهَا تُرَدُّ الَى عَادَتِهَا وَهِيَ الثَّلَاثُونَ وَيُحْسَبُ الْيَوْمُ الزَّائِدُ مِنْ الْخَمْسَةَ عَشَرَ الَّتِي هِيَ طُهْرٌ[3]

ترجمہ: اور اس کی صورت نفاس میں اس کی عادت ہے ہر نفاس میں تیس دن پھر ایک نفاس میں اکتیس پھر چودہ دن طہر پھر حیض دیکھے۔ پس وہ اپنی عادت کو واپس ہو گی اور وہ تیس دن ہے اور پندرہ دن کو طہر حساب کیا جائے گا۔

---

[1] ایضا ابن عابدین ص 547ج1 محولہ بالہ

[2] ابن عابدین، رد المحتار علی الدرالمختارص548ج1محولہ بالہ

[3] ایضا ابن عابدین ص 548ج1 محولہ بالہ

مسئلہ 331: اگر نفاس کا خون چالیس روز سے قبل بند ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ خون بند ہونے کے بعد نہالے اور نماز ادا کرے ۔نماز قضاء نہیں کرنی چاہیئے اور اگر غسل اس کے لئے مضر صحت ہو تو پھر تیمم کرلے۔

مسئلہ 332: اگر چلہ کے اندر اندر کچھ دن وہ پاکیزگی پالے اول اور آخر دنوں میں خون جاری ہو۔ تو امام صاحب کے نزدیک مذکورہ پاکیزگی کا کوئی اعتبار نہیں وہ بھی نفاس میں شامل ہے چاہے کہ یہ پاکیزگی پندرہ دن کی ہو یا کم یا زیادہ مثلاز چگی کے اول روز اسے خون آیا پھر اڑتیس (۳۸) دن پاک رہی۔ پھر چالیسویں روز بھی خون آیا۔ تو نفاس کی مدت چالیس روز ہی حساب ہوگی۔

مسئلہ 333: حیض اور نفاس کے درمیان پاکیزگی کی مدت کم سے کم پندرہ دن کی ہے۔ لیکن اس صورت میں کہ یہ پاکیزگی وہی پاکیزگی نہ ہو کہ جس کا ذکر گذشتہ مسئلے میں ہو چکا ہے۔

مسئلہ 331: وَرَوَى الدَّارَقُطْنِيّ وَابْنُ مَاجَهْ عَنْ انَسٍ «انَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَقَّتَ لِلنُّفَسَاءِ ارْبَعِينَ يَوْمًا الَّا انْ تَرَى الطُّهْرَ قَبْلَ ذَلِكَ»[1]

ترجمہ: اور دار قطنی اور ابن ماجہ نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے وقت مقرر کیا ہے نفساء کیلئے چالیس دن مگر یہ کہ اس سے پہلے طہر دیکھے۔

اور فتاوی ھندیہ میں ذکر ہے

اقَلُّ النِّفَاسِ مَا يُوجَدُ وَلَوْ سَاعَةً وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى وَاكْثَرُهُ ارْبَعُونَ .كَذَا فِي السِّرَاجِيَّةِ .[2]

ترجمہ: اور نفاس کی کم مدت وہ جب موجود ہو جائے اگرچہ ایک گھڑی ہی کیوں نہ ہو اور اسی پر فتویٰ ہے اور اس کا اکثر چالیس دن ہے اسی طرح سراجیہ میں ہے۔

مسئلہ 332: (قَوْلُهُ بِخَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ) ؛ لِانَّهُ لَوْ قُدِّرَ بِاقَلَّ لَادَّى الَى نَقْضِ الْعَادَةِ عِنْدَ عَوْدِ الدَّمِ فِي الْارْبَعِينَ؛ لِانَّ مِنْ اصْلِ الْامَامِ انَّ الدَّمَ اذَا كَانَ فِي الْارْبَعِينَ فَالطُّهْرُ الْمُتَخَلِّلُ لَا يَفْصِلُ طَالَ اوْ قَصُرَ، حَتَّى لَوْ رَاتْ سَاعَةً دَمًا وَارْبَعِينَ الَّا سَاعَتَيْنِ طُهْرًا ثُمَّ سَاعَةً دَمًا كَانَ الْارْبَعُونَ كُلُّهَا نِفَاسًا وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى:[3]

ترجمہ: یہ قول کہ پچیس کیونکہ اگر یہ مقدر کیا جائے کم پر تو یہ اس کی عادت کی طرف واپس ہوگی جب خون چالیس دن تک پہنچ جائے ۔ کیونکہ امام سے اصل روایت یہ ہے کہ بے شک خون جب چالیس دن ہو پس طہر متخلل فصل نہیں کرتا جاری ہو یا کم یہاں تک کہ اگر دیکھ لے خون کو چالیس دن مگر نہ دو ساعتیں طہر کی پھر ایک ساعت خون ہو تو یہ چالیس دن نفاس کے ہوں گے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

مسئلہ 333: (وَاقَلُّ الطُّهْرِ) بَيْنَ الْحَيْضَتَيْنِ اوْ النِّفَاسِ وَالْحَيْضِ (خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا) وَلَيَالِيهَا اجْمَاعًا (وَلَا حَدَّ لِاكْثَرِهِ) (قَوْلُهُ اوْ النِّفَاسِ وَالْحَيْضِ) هَذَا اذَا لَمْ يَكُنْ فِي مُدَّةِ النِّفَاسِ؛ لِانَّ الطُّهْرَ فِيهَا لَا يَفْصِلُ عِنْدَ الْامَامِ سَوَاءٌ قَلَّ اوْ كَثُرَ، فَلَا يَكُونُ الدَّمُ الثَّانِي حَيْضًا[4]

---

[1] ایضا ابن عابدین ص 547ج1 محولہ بالہ

[2] فتاویٰ الھندیہ ص42ج 1 محولہ بالہ ۔

[3] ایضا ابن عابدین ص 546ج1 محولہ بالہ

[4] ابن عابدین،رد المحتار علی الدرالمختارص524ج1محولہ بالہ

مسئلہ 334: دو نفاس کے مابین پاکیزگی کی مدت کم سے کم چھ مہینے ہیں۔

مسئلہ 335: اگر چھ ماہ(یعنی پہلی زچگی کے بعد ابھی تک چھ ماہ پورے نہ ہوئے ہو اور دوسری زچگی ہو گئی) مہینے کے اندر اندر پے در پے(یکے بعد دیگرے) دو بچے پیدا ہوئے تو یہ حمل ایک ہی تصور ہو گا۔ مدت نفاس پہلے بچے کی پیدائش سے شروع ہو گی۔ دوسرے بچے کی پیدائش کے بعد اگر خون دیکھ لیں۔ اب اگر پہلے بچے کی پیدائش کے بعد ابھی تک چالیس دن نہ گزرے ہوں۔ تو یہ خون اسی نفاس کا ہے۔ اگر چالیس دن گزرے ہوں تو یہ خون استحاضہ کا ہے۔

ترجمہ: اور طہر کی کم مقدار دو حیضوں اور نفاس اور حیض کے درمیان پندرہ دن اور راتیں ہیں اجماعا اور اس کی اکثر مدت کی کوئی حد نہیں اور یہ قول کہ نفاس اور حیض یہ جب مدت نفاس میں نہ ہو کیونکہ اس کے درمیان میں طہر فاصل نہیں امام صاحب کے نزدیک برابر ہے کم ہو یا زیادہ پس دوسرا خون حیض نہیں ہو گا۔

اور بحر میں لکھا ہے

واقل الطهر خمسة عشرة يوما باجماع الصحابةؓ ولانه مدة اللزوم فصاركمدة الاقامة[1]

ترجمہ: اور طہر کی کم مقدار پندرہ دن ہے صحابہ کرام کے اجماع پر کیونکہ یہ مدت لزوم میں پس یہ ایسا ہوا جیسا کہ اقامۃ کی مقدار۔

مسئلہ 334: (قَوْلُهُ بَيْنَ الْحَيْضَتَيْنِ الَخْ) ايْ الْفَاصِلُ بَيْنَ ذَلِكَ، وَلَمْ يَذْكُرْ اقَلَّ الطُّهْرِ الْفَاصِلِ بَيْنَ النِّفَاسَيْنِ وَذَلِكَ نِصْفُ حَوْلٍ[2]

ترجمہ: اور یہ قول کہ دو حیضوں کے درمیان الخ یعنی فاصل ان دونوں کے درمیان اور بیان نہیں کیا کہ اقل طہر جو فاصل ہو دو نفاسوں کے درمیان اور یہ آدھا سال ہے۔

اور صاحب بحر لکھتے ہیں۔

وقيد بالتوامين لانه لو كان بينهما ستة اشهر فا اكثر فهما حملان ونفاسان [3]

ترجمہ: اور مقید کیا ہے توامین(جڑواں بچے) کو کیونکہ اگر اس کے درمیان چھ ماہ ہو یا اکثر میں تو یہ دو حمل اور دو نفاس ہونگے۔

مسئلہ 335: (وَالنِّفَاسُ لِامِّ تَوْامَيْنِ مِنْ الْاوَّلِ) هُمَا وَلَدَانِ بَيْنَهُمَا دُونَ نِصْفِ حَوْلٍ (قَوْلُهُ مِنْ الْاوَّلِ) وَالْمَرْئِيُّ عَقِيبَ الثَّانِي، انْ كَانَ فِي الْارْبَعِينَ فَمِنْ نِفَاسِ الْاوَّلِ وَالَّا فَاسْتِحَاضَةٌ[4]

ترجمہ: اور نفاس جڑواں بچوں کا اول بچہ کی پیدائش سے حساب ہو گا اور یہ دونوں جڑواں بچے جن میں وقفہ آدھے سال سے کم ہو یہ قول کہ اول بچہ سے اور جو دیکھا جاتا ہے دوسرے کی پیدائش کے بعد اگر چالیس میں ہو تو نفاس اول سے ورنہ استحاضہ شمار ہو گا۔

اور بحر میں ہے۔

---

[1] ابن نجیم البحرالرائق ص 208ج1محولہ بالہ

[2] ایضا محولہ بالہ

[3] البحرالرائق ص 220ج1 محولہ بالہ

[4] ایضا ابن عابدین ص 549ج1 محولہ بالہ

مسئلہ 336: حالت نفاس میں نماز اور روزوں کی ادائیگی صحیح نہیں۔ ایام نفاس کی نمازیں معاف ہیں روزے قضا رکھے گی۔ اس طرح نماز اور روزے اور جماع وغیرہ کے متعلق بسلسلہ حیض جو احکام بیان ہو چکے ہیں وہی احکام نفاس کے بھی ہیں۔
(نوٹ مسئلہ نمبر 305 سے 312 اور 314 سے 317 تک ملاحظہ کریں)

(قَوْلُهُ: وَنِفَاسُ التَّوَامَيْنِ مِنْ الْاَوَّلِ) وَهُمَا الْوَلَدَانِ اللَّذَانِ بَيْنَ وِلَادَتَيْهِمَا اقَلُّ مِنْ سِتَّةِ اشْهُرٍ وَهَذَا مَذْهَبُ ابِي حَنِيفَةَ وَابِي يُوسُفَ؛ لِانَّ بِالْوَلَدِ الْاَوَّلِ ظَهَرَ انْفِتَاحُ الرَّحِمِ فَكَانَ الْمَرْئِيُّ عَقِبَهُ نِفَاسًا وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ وَزُفَرَ نِفَاسُهَا مِنْ الثَّانِي وَالْاَوَّلُ اسْتِحَاضَةٌ وَافَادَ الْمُصَنِّفُ انَّ مَا تَرَاهُ عَقِبَ الثَّانِي انْ كَانَ قَبْلَ الْاَرْبَعِينَ فَهُوَ نِفَاسُ الْاَوَّلُ لِتَمَامِهَا وَاسْتِحَاضَةٌ بَعْدَ تَمَامِهَا عِنْدَ ابِي حَنِيفَةَ وَابِي يُوسُفَ فَتَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي كَمَا وَضَعَتْ الثَّانِي وَهُوَ الصَّحِيحُ، كَذَا فِي النِّهَايَةِ وَفِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ وَمِنْ فَوَائِدِ الِاخْتِلَافِ اذَا كَانَ عَادَتُهَا عِشْرِينَ فَرَاتْ بَعْدَ الْاَوَّلِ عِشْرِينَ وَبَعْدَ الثَّانِي احَدًا وَعِشْرِينَ فَعِنْدَ ابِي حَنِيفَةَ وَابِي يُوسُفَ الْعِشْرُونَ الْاولَى نِفَاسٌ وَمَا بَعْدَ الثَّانِي اسْتِحَاضَةٌ وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ وَزُفَرَ الْعِشْرُونَ الْاولَى اسْتِحَاضَةٌ تَصُومُ وَتُصَلِّي مَعَهَا وَمَا بَعْدَ الثَّانِي نِفَاسٌ وَلَوْ رَاتْ بَعْدَ الْاَوَّلِ عِشْرِينَ وَبَعْدَ الثَّانِي عِشْرِينَ وَعَادَتُهَا عِشْرُونَ فَالَّذِي بَعْدَ الثَّانِي نِفَاسٌ اجْمَاعًا وَالَّذِي قَبْلَهُ نِفَاسٌ ايْضًا عِنْدَهُمَا خِلَافًا لِمُحَمَّدٍ وَزُفَرَ وَقَيَّدَ بِالتَّوَامَيْنِ؛ لِانَّهُ لَوْ كَانَ بَيْنَهُمَا سِتَّةُ اشْهُرٍ فَاكْثَرَ فَهُمَا حَمْلَانِ وَنِفَاسَانِ، وَلَوْ وَلَدَتْ ثَلَاثَةَ اوْلَادٍ بَيْنَ الْاَوَّلِ وَالثَّانِي اقَلُّ مِنْ سِتَّةِ اشْهُرٍ وَكَذَا بَيْنَ الثَّانِي وَالثَّالِثِ وَلَكِنْ بَيْنَ الْاَوَّلِ وَالثَّالِثِ اكْثَرُ مِنْ سِتَّةِ اشْهُرٍ فَالصَّحِيحُ انَّهُ يُجْعَلُ حَمْلًا وَاحِدًا. وَاللَّهُ تَعَالَى اعْلَمُ.[1]

ترجمہ: اور یہ قول کہ جڑواں بچوں کا نفاس اول سے شروع ہوگا اور یہ دو بچے ہیں جن کے درمیان چھ مہینوں سے کم ہو اور یہ مذہب ابی حنیفہؒ اور ابی یوسفؒ کا ہے کیونکہ اول ولد سے خون کا رحم سے ظاہر ہونا پس اس کے بعد جو دیکھا جائے گا خون نفاس ہوگا اور امام محمدؒ کے اور زفرؒ کی نزدیک اس کی نفاس دوسرے بچے سے ہوگا اور اول بچہ کے بعد جو خون ہو وہ استحاضہ ہے اور فائدہ کیا ہے مصنفؒ نے کہ جو دیکھا جائے گا دوسرے کے بعد اگر چالیس کے بعد ہو تو نفاس ہے اول تو تمام سے اور استحاضہ ہے تمام کے بعد۔ امام ابو حنیفہؒ اور ابی یوسفؒ کے نزدیک وہ غسل کریگی اور نماز پڑھے گی جیسا کہ دوسرا پیدا ہو گیا اور یہ صحیح ہے اسی طرح نہایہ میں ہے اور سراج الوھاج میں۔ اور اس اختلاف کا فائدہ یہ ہے جب اسکی عادت بیس دن ہو پس اول بچہ کے بعد بیس دن خون دیکھے اور دوسرے کے بعد اکیس دن تو امام صاحبؒ کے نزدیک اور ابی یوسفؒ کے نزدیک بیس جو پہلے بچہ کے بعد تھے اور دوسرے بچہ کے بعد استحاضہ ہوگا اور امام محمدؒ و زفرؒ کے نزدیک پہلے بیس استحاضہ ہے روزہ رکھیں اور نماز پڑھیں اس کے ساتھ اور دوسرے کے بعد نفاس ہے۔ اور اگر دیکھے اول بچہ کے بعد بیس اور دوسری کے بعد بیس اور اس کی عادت صرف بیس ہو پس وہ جو دوسرے بچہ کے بعد ہو نفاس ہے اجماعاً اور جو اس سے پہلے ہے وہ بھی نفاس ہے شیخین کے نزدیک خلاف ثابت ہے امام محمدؒ اور زفرؒ کا اور مقید کیا ہے توامین پر۔ کیونکہ اگر یہ ان دونوں کے درمیان چھ مہینے ہو یا زیاد تو یہ دو حمل اور دو نفاس ہیں۔ اور اگر پیدا ہوئے تین بچے اول اور دوم کے درمیان چھ مہینوں سے کم ہو اور اسی طرح دوسرے اور تیسرے کے درمیان۔ لیکن اول اور تیسرے کے درمیان چھ مہینوں سے زیادہ ہے پس صحیح یہ ہے کہ یہ ایک حمل گنا جائے گا۔

مسئلہ 336: (مِنْهَا) انْ يَسْقُطَ عَنْ الْحَائِضِ وَالنُّفَسَاءِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقْضِي .هَكَذَا فِي الْكِفَايَةِ ---(وَمِنْهَا) انْ يَحْرُمَ عَلَيْهِمَا الصَّوْمُ فَتَقْضِيَانِهِ هَكَذَا فِي الْكِفَايَةِ اذَا شَرَعَتْ فِي صَوْمِ النَّفْلِ ثُمَّ حَاضَتْ يَلْزَمُهَا الْقَضَاءُ احْتِيَاطًا .هَكَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ .[2]

ترجمہ: اور منجملہ حیض و نفاس کے مناہیات سے نماز کا نہ کرنا ہے پس نماز کی قضا اس پر لازم نہیں۔ یہ کفایہ میں ہے... اور منجملہ حیض ے مناہیات میں روزہ رکھنا پس اس روزہ کے قضا بعد میں ان پر لازم ہے یہ کفایہ میں ہے اور جب نفل روزہ میں شروع کریں پھر حیض پیش آئے تو اس پر قضا لازم ہے احتیاطا اسی طرح ظہیریہ میں ہے۔

---

[1] البحرالرائق ص 220ج1 محولہ بالا

[2] ایضا فتاوىٰ الهندیہ ص42ج 1 محولہ بالہ

اور صاحب شرح تنویر الابصار نے یہ فرمایا ہے

. وَحُكْمُهُ كَالْحَيْضِ فِي كُلِّ شَيْءٍ الَّا فِي سَبْعَةٍ ذَكَرْتهَا فِي الْخَزَائِنِ وَشَرْحِي لِلْمُلْتَقَى: (قَوْلُهُ الَّا فِي سَبْعَةٍ) هِيَ الْبُلُوغُ وَالِاسْتِبْرَاءُ وَالْعِدَّةُ، وَانَّهُ لَا حَدَّ لِاقَلِّهِ، وَانَّ اكْثَرَهُ ارْبَعُونَ، وَانَّهُ يَقْطَعُ التَّتَابُعَ فِي صَوْمِ الْكَفَّارَةِ، وَانَّهُ لَا يَحْصُلُ بِهِ الْفَصْلُ بَيْنَ طَلَاقَيْ السُّنَّةِ وَالْبِدْعَةِ. اهـ فَقَوْلُهُ الْبُلُوغُ الَخْ؛ لِانَّهُ لَا يُتَصَوَّرُ بِهِ؛ لِانَّ الْبُلُوغَ قَدْ حَصَلَ بِالْحَبَلِ قَبْلَ ذَلِكَ.[1]

ترجمہ: اور نفاس کا حکم حیض کی طرح ہے ہر چیز میں مگر سات جگھوں میں جن کو میں نے خزائن میں ذکر کیا ہے اور اپنی شرح ملتقی میں۔ اور یہ قول مگر سات جگہ میں اور وہ بلوغ ہے، استبراء اور عدت اور یہ کہ اقل نفاس کی کچھ حد نہیں اور اکثر نفاس چالیس دن کا ہوتا ہے اور نفاس صوم کفارہ کے پے در پے ہونے کا قاطع ہے اور نفاس سے طلاق سنت اور طلاق بدعت میں فصل واقع نہیں ہوتا۔ پس یہ قول کہ بلوغ کیونکہ بلوغ سے پہلے یہ متصور نہیں کیونکہ بلوغ یہ تو حمل سے حاصل ہوتا ہے جو اس سے پہلے ہے۔

---

[1] ایضا ابن عابدین ص 546ج1 محولہ بالہ

مبحث ہفتم استحاضہ کے احکام:

مسئلہ 337: نماز اور وضو میں استحاضہ کے لئے بھی وہی احکام ہیں۔ جو معذور کے متعلق بیان ہو چکے ہیں۔(مسئلہ نمبر 282 سے 292 تک ملاحظہ فرمائیں) اس قسم کی عورت نماز اور وضو کرے گی اور روزے بھی رکھے گی۔ اور اس کے ساتھ خاوند کی صحبت بھی جائز ہے۔

مسئلہ 337: (ودم استحاضة) حكمه (كرعاف دائم) وقتا كاملا (لا يمنع صوما وصلاة) ولو نفلا (وجماعا) لحديث توضئي وصلي وان قطر الدم على الحصير[1].

ترجمہ: اور استحاضہ کے خون کا حکم نکسیر دائمی کے مانند ہے جو نماز کے پورے وقت میں جاری ہے یہ مانع صوم وصلوۃ نہیں اگرچہ نفل نماز ہو اور جماع کا مانع نہیں بدلیل اس حدیث کے کہ نبی کریمؐ نے حضرت فاطمہ بنت ابی جیش سے فرمایا کہ وضو کیا کر اور نماز پڑھا کر اگرچہ خون چٹائی پر ٹپکے۔

---

[1] الدرالمختار للحصفکی ص 44محولہ بالہ

باب پنجم

نجاست کے احکام

فصل اول: نجاست حقیقیہ دور کرنے کا بیان:

حقیقی نجاست دور کرنے کے متعلق بیان:

مسئلہ 338: نجاست ناپاکی کو کہتے ہیں۔اور ناپاکی دو قسم کی ہے۔ایک حکمی اور دوسری حقیقی ہے۔ حکمی وہ ہے کہ جو نظر نہ آئے۔ لیکن شریعت کا حکم اس پر ہو چکا ہو۔ مثلاً(چھوٹا بے وضو(وضو)اور بڑا بے وضو(غسل)۔ چھوٹے کو حدث اصغر اور بڑے کو حدث اکبر کہا جاتا ہے)'' حدث اصغر'' جس کی وجہ سے وضو ٹوٹ جائے۔'' حدث اکبر'' جس کی وجہ سے غسل فرض ہو جائے۔حدث اصغر دور کرنے کے لئے وضو مقرر ہے۔اور حدث اکبر کی دوری کے لئے غسل مقرر ہے۔اور اگر پانی کا استعمال ناممکن ہو۔ تو پھر تیمم ہے۔ جیسا کہ گذشتہ صفحات میں تفصیلا بیان ہو چکا ہے(مسئلہ 216تا236 ملاحظہ فرمائیں)۔ حقیقی ناپاکی سے وہ نجاست مراد ہے۔ جو کہ نظر آسکے ۔مثلاً پاخانہ، پیشاب وغیرہ پھر حقیقی ناپاکی بھی دو قسم کی ہے۔ایک غلیظہ اور دوسری خفیفہ۔ نجاست غلیظہ کی ناپاکی بڑی سخت ہے۔اور خفیفہ کی ناپاکی ہلکی(نرم) ہے۔

مسئلہ 338: (قوله: بفتحتين) كذا في العناية، ثم قال: وهو كل مستقذر...(قوله: يعم الحقيقي والحكمي) والخبث يخص الاول والحدث الثاني بحر،...(يجوز رفع نجاسة حقيقية عن محلها) ولو اناء او ماكولا علم محلها او لا (بماء لو مستعملا) به يفتى (وبكل مائع طاهر قالع) للنجاسة ينعصر بالعصر (كخل وماء ورد) هو كل ما يرى بعد الجفاف ولو من غيرها كخمر وبول اصابه تراب به يفتى بدلك يزول به اثرها (والا) جرم لها كبول (فيغسل ...الخ[1]

ترجمہ: یہ قول مصنفؒ کا کہ دو فتحوں کے ساتھ اسی طرح عنایہ میں ہے پھر فرمایا نجس ہر ناپاکی کو کہا جاتا ہے... اور یہ قول کہ ناپاکی عام ہے حقیقی ہو یا حکمی اور بڑی بے وضوئی اول کے ساتھ خاص ہے اور حدث دوسرے کے ساتھ یہ بحر الرائق میں ہے۔اور جائز ہے نجاست حقیقی کا دور کرنا اپنے محل سے اگر برتن ہو یا کھانے والی چیز ہو جس کی جگہ معلوم ہو یا نہ پانی سے اگرچہ مستعمل ہو اور اسی پر فتویٰ ہے اور ہر مائع پاک نجاست کو دور کرنے والا جو نچوڑ دیا جاتا ہے جیسا کہ سرکہ اور گلاب کا پانی اور وہ یہ جو خشک ہونے کے بعد دیکھا جائے گا اگر غیر کی وجہ سے ہو جیسا شراب،اور بول کہ اس کو مٹی پہنچ جائے اس پر فتویٰ ہے کہ ملنے سے اس کا اثر ختم ہوتا ہے اور اگر اس کا جسم ہو جیسا کہ پیشاب وغیرہ تو دھونے سے...الخ

اور کبیری میں ہے

النجاسة اى جسم نجس وهى على ضربين نجاسة غليظة اى شديدة فى منع جواز الصلوة ونجاسة خفيفة التاثير بالنسبة الى الغليظة --- كالعذرة وهى رجيع الانسان والبول اى بول مايوكل لحمه والدم المسفوح ونجو الكلب الخ---[2]

ترجمہ: نجاست یعنی جسم نجس اور یہ دو قسم پر ہیں ایک نجاست غلیظہ یعنی سخت ہے نماز کے منع کرنے میں اور دوسری نجاست خفیفہ ہے یہ غلیظہ کے نسبت کم ہے جیسا کہ گندگی اور یہ انسان کی گندگی اور پیشاب اس کا جس کا گوشت کھایا جاتا ہو اور خون بہہ جانے والا اور کتے کی نجاست...الخ

اور الفِقْهُ الاسلاميُّ وادلَّتُهُ میں لکھا ہے

وتنقسم النجاسة الى قسمين: حقيقية، وحكمية. فالنجاسة الحقيقية: هي لغة: العين المستقذرة كالدم والبول والغائط، وشرعا: هي مستقذر يمنع

---

[1] ابن عابدین ص 536ج1محولہ بالہ

[2] الکبیری ص 127 محولہ بالہ

مسئلہ 339: جو نجاست انسانی بدن سے خارج ہوتی ہے۔اور وضواس سے ٹوٹتا ہو۔ مثلاً پیشاب، پاخانہ، کسی حصہ بدن سے بہتا ہوا خون، پیپ وغیرہ۔ یہ سب نجاست غلیظہ ہیں۔اسی طرح شراب، مردار گوشت، کتے کا پیشاب اور گندگی، سوٗر کا گوشت اور اس کے بال، ہڈیاں بلکہ اس کی ہر چیز، گھوڑے، گدھے اور خچر کالید (پیشاب، گوبر) گائے اور بھینس کا گوبر،اونٹ اور بھیڑ بکریوں کی مینگنی، غرض یہ کہ ہر قسم کے جانور کا پاخانہ خواہ اس کا گوشت حلال ہو یا حرام، مرغابی، بطخ، مرغی وغیرہ کی بیٹ (پیشاب) گدھے اور خچر کے پیشاب یہ سب نجاست غلیظہ ہیں۔خون بھی نجاست غلیظہ ہے لیکن کسی شہید کا خون جب تک کہ کسی شہید کے بدن پر ہو پاک ہے۔اسی طرح مذبوحہ حیوان کی رگوں میں جو خون رہ گیا ہو ۔گوشت کاٹتے وقت اگرمذکورہ خون ہاتھ وغیرہ پر لگے۔ تو وہ نجس نہیں۔ اسی طرح مچھلی، پسو، مچھر، جوئیں کا خون بھی نجس نہیں۔اور نہ بہنے والا خون ہاتھ وغیرہ پر لگے تو وہ بھی نجس نہیں۔ لیکن جیسا کہ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے۔صفائی ہونی چاہیئے۔ جگر اور پتے کا خون بھی پاک ہے۔

من صحة الصلاة حيث لا مرخص.والنجاسة الحكمية: هي امر اعتباري يقوم بالاعضاء يمنع من صحة الصلاة حيث لا مرخص. ويشمل الحدث الاصغر الذي يزول بالوضوء، والحدث الاكبر (الجنابة) الذي يزول بالغسل. والنجاسة الحقيقية انواع: اما مغلظة او مخففة،[1]

ترجمہ:اور تقسیم کیا جاتا ہے نجاست کو دو قسموں میں ۔ایک حقیقی اور دوسری حکمی ۔پس نجاست حقیقی لغت میں ذات ناپاک کو کہا جاتا ہے جیسا کہ خون، بول و براز اور اصطلاح میں یہ ناپاکی ہے جو صحت نماز کو منع کرتی ہے جس میں کوئی رخصت نہ ہو۔اور نجاست حکمی وہ ایک امر اعتباری ہے جو اعضا پر قائم ہوتی ہے اور ان اعضا کو صحت نماز سے روکتی ہے کہ اس میں کوئی رخصت نہیں ہوتا اور یہ شامل ہے حدث اصغر کو وہ جو وضو کرنے سے زائل ہوتا ہے اور حدث اکبر یعنی جنابت جو غسل کرنے سے زائل ہوتا ہے اور نجاست حقیقی کی قسمیں ہے ایک مغلظ اور دوسری مخفف۔

مسئلہ 339: (فِي رَقِيقٍ مِنْ مُغَلَّظَةٍ كَعَذِرَةٍ) ادَمِيٍّ، وَكَذَا كُلُّ مَا خَرَجَ مِنْهُ مُوجِبًا لِوُضُوءٍ اوْ غَسْلٍ مُغَلَّظٍ(وَبَوْلِ غَيْرِ مَاكُولٍ وَلَوْ مِنْ صَغِيرٍ لَمْ يَطْعَمْ)--- (وَدَمٍ) مَسْفُوحٍ مِنْ سَائِرِ الْحَيَوَانَاتِ الَّا دَمَ شَهِيدٍ مَا دَامَ عَلَيْهِ وَمَا بَقِيَ فِي لَحْمٍ مَهْزُولٍ وَعُرُوقٍ وَكَبِدٍ وَطِحَالٍ وَقَلْبٍ وَمَا لَمْ يَسِلْ، وَدَمِ سَمَكٍ وَقَمْلٍ وَبُرْغُوثٍ وَبَقٍّ. زَادَ فِي السِّرَاجِ وَكَتَّانٍ وَهِيَ كَمَا فِي الْقَامُوسِ كَرُمَّانٍ: دُوَيْبَّةٌ حَمْرَاءُ لَسَّاعَةٌ، فَالْمُسْتَثْنَى اثْنَا عَشَرَ (وَخَمْرٍ) وَفِي بَاقِي الْاشْرِبَةِ رِوَايَاتُ التَّغْلِيظِ وَالتَّخْفِيفِ وَالطَّهَارَةِ. وَرَجَّحَ فِي الْبَحْرِ الْاوَّلَ. وَفِي النَّهْرِ الْاوْسَطَ.(وَخُرْءِ) كُلِّ طَيْرٍ لَا يَذْرِقُ فِي الْهَوَاءِ كَبَطٍّ اهْلِيٍّ (وَدَجَاجٍ) امَّا مَا يَذْرِقُ فِيهِ، فَانْ مَاكُولًا فَطَاهِرٌ وَالَّا فَمُخَفَّفٌ (وَرَوْثٍ وَخِثْيٍ) افَادَ بِهِمَا نَجَاسَةَ خُرْءِ كُلِّ حَيَوَانٍ غَيْرِ الطُّيُورِ. وَقَالَا: مُخَفَّفَةٌ. (قَوْلُهُ: وَرَوْثٍ وَخِثْيٍ) قَدَّمْنَا فِي فَصْلِ الْبِئْرِ انَّ الرَّوْثَ لِلْفَرَسِ وَالْبَغْلِ وَالْحِمَارِ، وَالْخِثْيُ بِكَسْرٍ فَسُكُونٍ لِلْبَقَرِ وَالْفِيلِ، وَالْبَعْرَ لِلْابِلِ وَالْغَنَمِ، وَالْخُرْءَ لِلطُّيُورِ، وَالنَّجْوَ لِلْكَلْبِ، وَالْعَذِرَةَ لِلْانْسَانِ. (قَوْلُهُ: افَادَ بِهِمَا نَجَاسَةَ خُرْءِ كُلِّ حَيَوَانٍ) ارَادَ بِالنَّجَاسَةِ الْمُغَلَّظَةَ؛ لِانَّ الْكَلَامَ فِيهَا وَلِانْصِرَافِ الْاطْلَاقِ الَيْهَا كَمَا يَاتِي، وَلِقَوْلِهِ وَقَالَا مُخَفَّفَةٌ، وَارَادَ بِالْحَيَوَانِ مَا لَهُ رَوْثٌ اوْ خِثْيٌ: ايْ: سَوَاءٌ كَانَ مَاكُولًا كَالْفَرَسِ وَالْبَقَرِ، اوْ لَا كَالْحِمَارِ وَالَّا فَخُرْءُ الْادَمِيِّ وَسِبَاعِ الْبَهَائِمِ مُتَّفَقٌ عَلَى تَغْلِيظِهِ كَمَا فِي الْفَتْحِ وَالْبَحْرِ وَغَيْرِهِمَا فَافْهَمْ.[2]

ترجمہ:اور قعر کف دست اندر ہے انگلیوں کے جوڑوں کا غلیظ نجاست سے جیسے آدمی کا گوہ اور اسی طرح جو چیز کہ آدمی کے بدن سے نکلے وضو یا غسل کی موجب ہو کر وہ نجاست غلیظہ ہے۔اور چنانچہ جان دار غیر ماکول کا پیشاب آدمی ہو یا غیر آدمی اگرچہ بچے کا پیشاب ہو مگر چمگادڑ کا پیشاب اور اس کی بیٹ پاک ہے۔اور اسی طرح چوہے کا پیشاب پاک ہے یعنی معاف ہے بسبب نہ ہو سکنے بچاؤ کے اس سے اور اسی پر فتویٰ ہے چنانچہ تاتار خانیہ میں ہے۔اور نجاست غلیظہ ہے خون رواں تمام حیوانات کا مگر شہید کا خون پاک ہے جب تک اس کے جسم پر ہے۔اور جو خون کہ دبلے گوشت اور رگوں اور کلیجی اور تلی اور دل میں باقی رہا یعنی ذبح کے بعد اور جو خون کہ جاری نہیں اور مچھلی اور جوں اور پسو اور مچھر کا خون کہ یہ سب پاک ہیں۔اور سراج الوہاج میں ہے اور خون کتان بر وزن رمان ہے جیسا کہ

---

[1] وَهْبَة الزُّحَيْلِيّ (1932م،)الفِقْهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ الشَّامل للأدلّة الشَّرعيَّة والآراء المذهبيَّة وأهمّ النَّظريَّات الفقهيَّة وتحقيق الأحاديث النَّبويَّة وتخريجها ص 301ج 1 دار الفكر - سوريَّة – دمشق الطبعة : الطَّبعة الرَّابعة عدد الأجزاء : 10

[2] ابن عابدين، رد المحتار على الدرالمختارص573ج1محولہ بالہ

مسئلہ 340: شیر خوار بچے(جوماں کا دودھ پیتاہو) کا پاخانہ اور پیشاب بھی نجاست غلیظہ ہیں۔

مسئلہ 341: بلی کا پاخانہ اور پیشاب بھی نجاست غلیظہ ہیں۔ لیکن بعض علماء کہتے ہیں کہ پاکی کے برتن کے علاوہ کسی دوسری چیز مثلا کپڑے وغیرہ پر لگ جائے۔ تو بوجہ ضرورت معاف ہے۔ لیکن قول اول ظاہر روایت ہے اور احتیاط کی بات ہے۔

قاموس میں ہے چھوٹا سا کیڑا ہے سرخ رنگ بسیار گزندہ تو حیوانات سے بارہ خون مذکورہ مستثنیٰ ہیں کہ وہ ناپاک نہیں۔ اور شراب انگوری کہ وہ نجس مغلظ ہے اور باقی مسکر شرابوں میں تغلیظ اور تخفیف اور طہارت کی روایات مختلف ہیں بحر الرائق میں اول یعنی تغلیظ کی روایت کی ترجیح ہے اور نہر الفائق میں درمیان یعنی تخفیف کو ترجیح ہے۔ اور نجاست غلیظہ جیسے پنجال ہر ایک اس پرندہ کی جو ہوا میں نہیں اڑتا چنانچہ خانگی پالتو بط اور مرغی لیکن جو پرندہ کہ ہوا میں اڑا کرتا ہے تو اگر وہ حلال ہے جیسے کبوتر کنجشک تو اس کی بیٹ پاک ہے اور اگر حرام ہے تو اس کی پنچال ناپاک بنجاست خفیفہ ہے چنانچہ باز اور شکرا اور چیل لیکن ان کی بیٹ سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا عموم بلوی کی جہت سے اور نجاست غلیظہ جیسے لید اور گوبر مصنف نے لید اور گوبر کے لفظ سے ہر حیوان کے فضلے کی نجاست کو جتادیا سوائے چڑیوں کے اور صاحبین نے کہا کہ لید اور گوبر نجس بنجاست خفیفہ ہیں۔ اور یہ قول مصنفؒ کا کہ لید اور گوبر ہم نے کنویں کے فصل میں بیان کیا ہے کہ لید گھوڑے، خچر اور گدھے کیلئے اور خثی گسہ اور سکون گائے اور ہاتھی کیلئے اور بعر اونٹ اور بھیڑ بکریوں کیلئے اور بیٹ پرندوں کیلئے اور نجو کتے کیلئے اور عذرہ انسان کی نجاست کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ اور یہ قول کہ اس سے فائدہ کیا نجاست اور گندگی ہر حیوان کے یہاں نجاست سے مراد نجاست مغلظہ ہے کیونکہ کلام اس میں اور اس کا انصراف اس پر اطلاق ہے جیسا کہ اگے ائے گا اور اس وجہ سے کہا کہ صاحبین نے مخفف ہے اور زاد کیا حیوان سے وہ جس کیلئے لید اور گوبر ہو یعنی برابر ہے کہ ماکول اللحم ہو جیسا کہ گائے اور گھوڑا اور یا غیر ماکول کبوتر اور انسان کے قازورات اور درندوں حیوانات جس کی مغلظ ہونے پر اتفاق کیا گیا ہے جیسا کہ فتح اور بحر وغیرہ میں ہے سمجھو۔

مسئلہ 340: (في رقيق من مغلظة كعذرة) ادمي، وكذا كل ما خرج منه موجبا لوضوء او غسل مغلظ (وبول غير ماكول ولو من صغير لم يطعم)[1]

ترجمہ: اور قعر کف دست انگلیوں کے جوڑوں کا اندر ہے غلیظ نجاست سے جیسے آدمی کا پاخانہ اور اسی طرح جو چیز کہ آدمی کے بدن سے نکلے وضو یا غسل کا موجب ہو کر وہ نجاست غلیظہ ہے اور چنانچہ جان دار غیر ماکول کا پیشاب آدمی ہو یا غیر آدمی اگرچہ بچے کا پیشاب ہو جو ابھی کھانا نہیں کھاتا۔

اور شامی میں ہے

(وَبَوْلِ غَيْرِ مَاكُولٍ وَلَوْ مِنْ صَغِيرٍ لَمْ يَطْعَمْ) (قَوْلُهُ: لَمْ يَطْعَمْ) بِفَتْحِ الْيَاءِ اَيْ: لَمْ يَاكُلْ فَلَا بُدَّ مِنْ غَسْلِهِ،[2]

ترجمہ: اور چنانچہ جان دار غیر ماکول کا پیشاب آدمی ہو یا غیر آدمی اگرچہ بچے کا پیشاب ہو جو ابھی کھانا نہیں کھاتا یہ قول مصنف کا کہ جس نے خوراک ابھی شروع نہیں کی ہو یا کے فتحہ کے ساتھ یعنی شیر خوار ہو تو اس کے بول کا دھونا بھی لازم ہے۔

مسئلہ 341: (قَوْلُهُ: وَكَذَا بَوْلُ الْفَارَةِ الخْ) اعْلَمْ انَّهُ ذَكَرَ فِي الْخَانِيَّةِ انَّ بَوْلَ الْهِرَّةِ وَالْفَارَةِ وَخُرْاهَا نَجِسٌ فِي اظْهَرِ الرِّوَايَاتِ يُفْسِدُ الْمَاءَ وَالثَّوْبَ. وَلَوْ طُحِنَ بَعْرُ الْفَارَةِ مَعَ الْحِنْطَةِ وَلَمْ يَظْهَرْ اثَرُهُ يُعْفَى عَنْهُ لِلضَّرُورَةِ. وَفِي الْخُلَاصَةِ: اذَا بَالَتْ الْهِرَّةُ فِي الْانَاءِ اوْ عَلَى الثَّوْبِ تَنَجَّسَ، وَكَذَا بَوْلُ الْفَارَةِ، وَقَالَ الْفَقِيهُ ابُو جَعْفَرٍ: يَنْجُسُ الْانَاءُ دُونَ الثَّوْبِ. اهـ. قَالَ فِي الْفَتْحِ: وَهُوَ حَسَنٌ لِعَادَةِ تَخْمِيرِ الْاوَانِي، وَبَوْلُ الْفَارَةِ فِي رِوَايَةٍ لَا بَاسَ بِهِ، وَالْمَشَايِخُ عَلَى انَّهُ نَجِسٌ لِخِفَّةِ الضَّرُورَةِ بِخِلَافِ خُرْئِهَا، فَانَّ فِيهِ ضَرُورَةً فِي الْحِنْطَةِ. اهـ.وَالْحَاصِلُ انَّ ظَاهِرَ الرِّوَايَةِ نَجَاسَةُ الْكُلِّ. لَكِنَّ الضَّرُورَةَ

---

[1] الدرالمختار للحصفکی ص 47 محولہ بالہ

[2] ایضا ابن عابدین ص 574ج1 محولہ بالہ

مسئلہ 342: پرندے جو کہ حرام ہیں ان کا اور جو جانور حلال ہیں ان کا پیشاب اور اس طرح گھوڑے کا پیشاب یہ سب نجاست خفیفہ ہیں۔

مسئلہ 343: جن پرندوں (اُڑنے والے) کا گوشت کھانا جائز ہو ان کا پاخانہ (بیٹ) اور چمگادڑ (چمگادڑ انڈے نہیں دیتی بلکہ بچے دیتی ہے اور دودھ دیتی ہے) کا پیشاب اور پاخانہ پاک ہے مگر بعض علماء کہتے ہیں کہ چمگادڑ کا پاخانہ اور پیشاب نجس تو ہیں لیکن بوقت ضرورت پاک ٹھہرایا گیا ہے

مُتَحَقِّقَةٌ فِي بَوْلِ الْهِرَّةِ فِي غَيْرِ الْمَائِعَاتِ كَالثِّيَابِ، وَكَذَا فِي خُرْءِ الْفَارَةِ فِي نَحْوِ الْحِنْطَةِ دُونَ الثِّيَابِ وَالْمَائِعَاتِ.[1]

ترجمہ: اور مصنف کا یہ قول کہ اور اسی طرح چوہے کا بول۔ جان لو کہ خانیہ میں ذکر کیا ہے کہ بلی اور چوہے کا بول اور براز نجس ہے ظاہر روایت میں اور پانی و کپڑوں کو نجس کرتا ہے اور اگر پسوگئی گندم کے ساتھ اور اس کا اثر ظاہر نہیں ہوا تو ضرورت کی وجہ سے معفوا ہے اور خلاصہ میں لکھا ہے کہ جب بلی کسی برتن میں پیشاب کرے یا کپڑوں میں تو یہ نجس کرتا ہے۔ اور اسی طرح حکم ہے چوہے کے بول کا۔ اور فقیہ ابو جعفر نے فرمایا ہے برتن کو نجس کرتا ہے نہ کہ کپڑوں کو اور فتح القدیر میں کہا گیا ہے یہ صحیح ہے بوجہ برتن کے کھلے رکھنے کے اور ایک روایت میں بول چوہے کا اس میں کوئی باک نہیں اور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ نجس مخفف ہے علاوہ اس کے پیشاب کے۔ کیونکہ گندم کے دانوں میں اس کی مینگنیوں ضرور ہوتا ہے اور حاصل کلام یہ ہے کہ ظاہر الروایۃ سب کے نجاست پر ہے لیکن ضرورت کی وجہ سے مخفف کہا گیا ہے بلی کے بول میں غیر مائعات میں جیسا کہ کپڑے اور اسی طرح حکم ہے چوہے کے بیٹ میں گندم میں نہ کہ کپڑوں اور مائعات میں۔

مسئلہ 342: (قَوْلُهُ: وَمَا دُونَ رُبْعِ الثَّوْبِ مِنْ مُخَفَّفٍ كَبَوْلِ مَا يُؤْكَلُ وَالْفَرَسِ وَخُرْءِ طَيْرٍ لَا يُؤْكَلُ) اَيْ عُفِيَ مَا كَانَ مِنَ النَّجَاسَاتِ اَقَلَّ مِنْ رُبْعِ الثَّوْبِ الْمُصَابِ اِذَا كَانَتْ النَّجَاسَةُ مُخَفَّفَةً؛ لِاَنَّ التَّقْدِيرَ فِيهَا بِالْكَثِيرِ الْفَاحِشِ لِلْمَنْعِ--- وَمَثَّلَ الْمُصَنِّفُ لِلْمُخَفَّفَةِ بِثَلَاثَةٍ الْاَوَّلُ بِبَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ وَهُوَ مُخَفَّفٌ--- وَالثَّالِثُ خُرْءُ طَيْرٍ لَا يُؤْكَلُ، وَقَدْ اخْتَلَفَ الْاِمَامَانِ الْهِنْدُوَانِيُّ وَالْكَرْخِيُّ فِيمَا نَقَلَاهُ عَنْ اَئِمَّتِنَا فِيهِ فَرَوَى الْهِنْدُوَانِيُّ اَنَّهُ مُخَفَّفٌ عِنْدَ الْاِمَامِ مُغَلَّظٌ عِنْدَهُمَا وَرَوَى الْكَرْخِيُّ اَنَّهُ طَاهِرٌ عِنْدَهُمَا مُغَلَّظٌ عِنْدَ مُحَمَّدٍ وَقِيلَ اَنَّ اَبَا يُوسُفَ مَعَ اَبِي حَنِيفَةَ فِي التَّخْفِيفِ اَيْضًا فَاتَّفَقُوا عَلَى اَنَّهُ مُغَلَّظٌ عِنْدَ مُحَمَّدٍ، وَاَمَّا اَبُو يُوسُفَ فَلَهُ ثَلَاثُ رِوَايَاتٍ الطَّهَارَةُ وَالتَّغْلِيظُ وَالتَّخْفِيفُ، وَاَمَّا اَبُو حَنِيفَةَ فَرِوَايَتَانِ التَّخْفِيفُ وَالطَّهَارَةُ، وَاَمَّا التَّغْلِيظُ فَلَمْ يُنْقَلْ عَنْهُ وَصَحَّحَ قَاضِي خَانْ فِي شَرْحِ الْجَامِعِ الصَّغِيرِ--- وَالْاَوْلَى اعْتِمَادُ التَّصْحِيحِ الْاَوَّلُ لِمُوَافَقَتِهِ لِمَا فِي الْمُتُونِ[2]

ترجمہ: اور یہ قول کہ کپڑے کے ایک چوتھائی سے کم نجاست مخفف میں جیسا کہ بول ماکول اللحم کے اور گھوڑے اور غیر ماکول پرندوں کے بیٹ کے یعنی عفی کیا گیا ہے وہ جو نجاسات میں ہے ایک چوتھائی سے کم میں کپڑا کے جس کو نجاست لگی ہو۔ جب نجاست مخفف ہو کیونکہ مقدر کرنا اس میں زیادہ پر منع کیا گیا ہے اور مثال دی ہے مصنفؒ نے اس کیلئے تین مثالوں سے اول یہ کہ کہ بول ماکول اللحم کا اور یہ مخفف ہے.....

---

[1] ایضا ابن عابدین ص 571ج1 محولہ بالہ

[2] البحرالرائق الابن نجیم ص 245ج1محولہ بالہ

مسئلہ 344: نجاست غلیظہ کی وہ قسم جو کہ بہنے والی نرم ہو مثلاآدمی کا پیشاب وغیرہ تواس قسم کی نجاست غلیظہ اگر بدن یا کپڑے وغیرہ پر لگ جائے۔ تو اگر اس کی ناپاک کردہ جگہ شرعی روپیہ کے برابر ہو۔ یعنی بیچ ہتھیلی کی گہرائی کے برابر یا اس سے کم ہو(جو مقدار درہم کے زکواۃ میں معتبر ہے وہ اس سے علیحدہ ہے) ۔اور نماز پڑھ لی تو۔ مذکورہ مقدار برابر ناپاکی معاف ہے یعنی نماز ادا ہو گئی اس سے نماز ہو سکتی ہے۔ لیکن اسے دھونا لازم ہے۔ یونہی چھوڑ دینا نہیں چاہیئے۔ اگر اسے مذکورہ ناپاکی کا علم ہو۔ جو کہ روپیہ برابر ہو۔ اور اس کے دھونے پر بھی قادر ہو تو دھونا واجب ہے۔ اگر اس کے ساتھ نماز ادا کرلے تو نماز واجب الاعادہ ہے(نماز کی دوبارہ ادائیگی ضروری ہے)۔ لیکن اس مقدار سے کم ہو تو اس کا دھونا سنت ہے۔ لیکن اس کی تفصیل میں اختلاف بھی ہے۔ اگر ناپاکی مذکورہ مقدار سے زیادہ ہو ۔ تو اس کا دھونا فرض ہے۔ کہ اس کے سمیت نماز ادا نہیں ہوتی۔ اور اگر نجاست غلیظہ کی وہ قسم جو کہ گاڑھی ہو مثلا پاخانہ یا گوبر وغیرہ تو وہ اگر وزن میں شرعی روپیہ برابر یعنی ساڑھے چار ماشے ہو۔ یا اس سے کم یعنی چار، تین دو، ایک ماشہ ہو تو اس قدر نجاست غلیظہ معاف ہے۔ اور اگر ساڑھے چار ماشے وزن سے نجاست غلیظہ زیادہ ہو مثلا پانچ، چھ، سات ماشے تو پھر معاف نہیں۔ اسے ضرور دھونا چاہیئے۔ اور اگر بغیر دھوئے اس کے ساتھ نماز ادا کی گئی۔ تو اس کی نماز ادا نہ ہوئی دوبارہ ادا کرے گا۔

مسئلہ 343: وبول الخفافيش وخرءها لا يفسد لتعذر الاحتراز عنہ--- وفى الظهيرية وبول الخفافيش ليس بنجس للضرورت ---- وقيد بہ لان خرءالطيور التى تذوق فى الهواء نوعان : فما يو كل لحمہ كا لحمام والعصفورة فقد تقدم فى بحث الابار انہ طاهر [1]

ترجمہ: اور چمگارڈ کا بول اور اس کا پیشاب مفسد نہیں کیونکہ اس سے احتراز مشکل ہے.... اور ظہیریہ میں ہے اور چمگادڑ کا بول ضرورت کی وجہ سے نجس نہیں... اور مقید کیا ضرورت کے ساتھ کیونکہ جو پرندیں ہوا میں اُڑتے ہیں دو قسم کے ہیں ایک جسکا گوشت کھانے والا ہے جیسا کبوتر اور چڑیا پس کنویں کے بحث میں گزر گیا کہ یہ پاک ہے۔

مسئلہ 344: (وَعَفَا) الشَّارِعُ (عَنْ قَدْرِ دِرْهَمٍ) وَانْ كُرِهَ تَحْرِيمًا، فَيَجِبُ غَسْلُهُ، وَمَا دُونَهُ تَنْزِيهًا فَيُسَنُّ، وَفَوْقَهُ مُبْطِلٌ فَيُفْرَضُ،--- (وَهُوَ مِثْقَالٌ) عِشْرُونَ قِيرَاطًا (فِي) نَجِسٍ (كَثِيفٍ) لَهُ جِرْمٌ (وَعَرْضِ مُقَعَّرِ الْكَفِّ) وَهُوَ دَاخِلُ مَفَاصِلِ اصَابِعِ الْيَدِ (فِي رَقِيقٍ مِنْ مُغَلَّظَةٍ كَعَذِرَةٍ) ادَمِيٍّ، فَفِي الْمُحِيطِ: يُكْرَهُ انْ يُصَلِّيَ وَمَعَهُ قَدْرُ دِرْهَمٍ اوْ دُونَهُ مِنْ النَّجَاسَةِ عَالِمًا بِهِ لِاخْتِلَافِ النَّاسِ فِيهِ. زَادَ فِي مُخْتَارَاتِ النَّوَازِلِ قَادِرًا عَلَى ازَالَتِهِ [2]

ترجمہ: اور صاحب شرع نے نجاست بقدر درہم معاف کردی ہے اگرچہ اس کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے تو بقدر درہم کے نجاست کا دھونا واجب ہے۔ اور مکروہ تنزیہی ہے درہم سے کم نجاست تو اس کا دھونا مسنون ہے نہ واجب نہ فرض۔ اور درہم سے زیادہ نجاست نماز کو باطل کرتی ہے تو اس کا دھونا فرض ہے... اور درہم بوزن ایک مثقال کے ہے یعنی 20 قیراط کی گاڑھی نجاست جرم دار میں اور بقدر چوڑائی قعر کف دست کے ہے پتلی نجاست میں اور قعر کف دست اندر ہے انگلیوں کے جوڑوں کا غلیظ نجاست سے جیسے آدمی کا گوہ تو محیط میں ہے کہ مکروہ ہے کہ نماز ادا کریں اور اس کے ساتھ ایک درہم یا اس سے کم مقدار نجاست ہو اور وہ اس سے باخبر ہو بوجہ عوام کے اختلاف کے اس میں اور مختارات النوازل میں زیادہ کیا ہے کہ جب وہ اس کے ازالہ پر قادر ہو۔

اور صاحب بحر لکھتے ہیں۔

---

[1] ابن نجیم البحر الرائق شرح کنز الدقائق ص399ج1محولہ بالہ

[2] ابن عابدین، رد المحتار علی الدرالمختارص571ج1محولہ بالہ

(قَوْلُهُ: وَعُفِيَ قَدْرُ الدِّرْهَمِ كَعَرْضِ الْكَفِّ مِنْ نَجَسٍ مُغَلَّظٍ كَالدَّمِ وَالْبَوْلِ وَالْخَمْرِ وَخُرْءِ الدَّجَاجِ وَبَوْلِ مَا لَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ وَالرَّوْثُ وَالْخِثْيِ) ؛ لِانَّ مَا لَا يَاخُذُهُ الطَّرَفُ كَوَقْعِ الذُّبَابِ مَخْصُوصٌ مِنْ نَصِّ التَّطَهُّرِ اتِّفَاقًا فَيَخُصُّ ايْضًا قَدْرَ الدِّرْهَمِ بِنَصِّ الِاسْتِنْجَاءِ بِالْحَجَرِ ؛ لِانَّ مَحَلَّهُ قَدْرُهُ وَلَمْ يَكُنْ الْحَجَرُ مُطَهِّرًا حَتَّى لَوْ دَخَلَ فِي قَلِيلِ مَاءٍ نَجَّسَهُ اوْ بِدَلَالَةِ الْاجْمَاعِ عَلَيْهِ وَالْمُعْتَبَرُ وَقْتُ الْاصَابَةِ فَلَوْ كَانَ دُهْنًا نَجِسًا قَدْرَ دِرْهَمٍ فَانْفَرَشَ فَصَارَ اكْثَرَ مِنْهُ لَا يَمْنَعُ فِي اخْتِيَارِ الْمَرْغِينَانِيِّ وَجَمَاعَةٍ وَمُخْتَارُ غَيْرِهِمْ الْمَنْعُ فَلَوْ صَلَّى قَبْلَ اتِّسَاعِهِ جَازَتْ وَبَعْدَهُ لَا وَبِهِ اخَذَ الْاكْثَرُونَ كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ وَلَا يُعْتَبَرُ نُفُوذُ الْمِقْدَارِ الَى الْوَجْهِ الْاخَرِ اذَا كَانَ الثَّوْبُ وَاحِدًا؛ لِانَّ النَّجَاسَةَ حِينَئِذٍ وَاحِدَةٌ فِي الْجَانِبَيْنِ فَلَا يُعْتَبَرُ مُتَعَدِّدًا بِخِلَافِ مَا اذَا كَانَ ذَا طَاقَيْنِ لِتَعَدُّدِهَا فَيَمْنَعُ وَعَنْ هَذَا فُرِّعَ الْمَنْعُ لَوْ صَلَّى مَعَ دِرْهَمٍ مُتَنَجِّسِ الْوَجْهَيْنِ لِوُجُودِ الْفَاصِلِ بَيْنَ وَجْهِهِ وَهُوَ جَوَاهِرُ سُمْكِهِ وَلِانَّهُ مِمَّا لَا يَنْفُذُ نَفْسُ مَا فِي احَدِ الْوَجْهَيْنِ فِيهِ فَلَمْ تَكُنْ النَّجَاسَةُ مُتَّحِدَةً فِيهِمَا، ثُمَّ انَّمَا يُعْتَبَرُ الْمَانِعُ مُضَافًا الَيْهِ فَلَوْ جَلَسَ الصَّبِيُّ الْمُتَنَجِّسُ الثَّوْبِ وَالْبَدَنِ فِي حِجْرِ الْمُصَلِّي وَهُوَ يَسْتَمْسِكُ اوْ الْحَمَامُ الْمُتَنَجِّسُ عَلَى رَاسِهِ جَازَتْ صَلَاتُهُ؛ لِانَّهُ الَّذِي يَسْتَعْمِلُهُ فَلَمْ يَكُنْ حَامِلَ النَّجَاسَةِ بِخِلَافِ مَا لَوْ حَمَلَ مَنْ لَا يَسْتَمْسِكُ حَيْثُ يَصِيرُ مُضَافًا الَيْهِ فَلَا يَجُوزُ، كَذَا فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ وَلَوْ حَمَلَ مَيِّتًا انْ كَانَ كَافِرًا لَا يَصِحُّ مُطْلَقًا، وَانْ كَانَ مُسْلِمًا لَمْ يُغَسَّلْ فَكَذَلِكَ، وَانْ غُسِّلَ، فَانْ اسْتَهَلَّ صَحَّتْ وَالَّا فَلَا، وَمُرَادُهُ مِنْ الْعَفْوِ صِحَّةُ الصَّلَاةِ بِدُونِ ازَالَتِهِ لَا عَدَمُ الْكَرَاهَةِ لِمَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ وَغَيْرِهِ انْ كَانَتْ النَّجَاسَةُ قَدْرَ الدِّرْهَمِ تُكْرَهُ الصَّلَاةُ مَعَهَا اجْمَاعًا، وَانْ كَانَتْ اقَلَّ وَقَدْ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ نُظِرَ انْ كَانَ فِي الْوَقْتِ سَعَةٌ فَالْافْضَلُ ازَالَتُهَا وَاسْتِقْبَالُ الصَّلَاةِ، وَانْ كَانَتْ تَفُوتُهُ الْجَمَاعَةُ، فَانْ كَانَ يَجِدُ الْمَاءَ وَيَجِدُ جَمَاعَةً اخَرِينَ فِي مَوْضِعٍ اخَرَ فَكَذَلِكَ ايْضًا لِيَكُونَ مُؤَدِّيًا لِلصَّلَاةِ الْجَائِزَةِ بِيَقِينٍ، وَانْ كَانَ فِي اخِرِ الْوَقْتِ اوْ لَا يُدْرِكُ الْجَمَاعَةَ فِي مَوْضِعٍ اخَرَ يَمْضِي عَلَى صَلَاتِهِ وَلَا يَقْطَعُهَا. اهـ.

وَالظَّاهِرُ انَّ الْكَرَاهَةَ تَحْرِيمِيَّةٌ لِتَجْوِيزِهِمْ رَفْضَ الصَّلَاةِ لِاجْلِهَا وَلَا تُرْفَضُ لِاجْلِ الْمَكْرُوهِ تَنْزِيهًا وَسَوَّى فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ بَيْنَ الدِّرْهَمِ وَمَا دُونَهُ فِي الْكَرَاهَةِ وَرَفْضِ الصَّلَاةِ، وَكَذَا فِي النِّهَايَةِ وَالْمُحِيطِ وَفِي الْخُلَاصَةِ مَا يَقْتَضِي الْفَرْقَ بَيْنَهُمَا فَانَّهُ قَالَ: وَقَدْرُ الدِّرْهَمِ لَا يَمْنَعُ وَيَكُونُ مُسِيئًا، وَانْ كَانَ اقَلَّ فَالْافْضَلُ انْ يَغْسِلَهَا وَلَا يَكُونُ مُسِيئًا اهـ.

وَارَادَ بِالدِّرْهَمِ الْمِثْقَالَ الَّذِي وَزْنُهُ عِشْرُونَ قِيرَاطًا وَعَنْ شَمْسِ الْائِمَّةِ انَّهُ يُعْتَبَرُ فِي كُلِّ زَمَانٍ دِرْهَمُهُ وَالْاوَّلُ هُوَ الصَّحِيحُ، كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ وَافَادَ بِقَوْلِهِ كَعَرْضِ الْكَفِّ انَّ الْمُعْتَبَرَ بَسْطُ الدِّرْهَمِ مِنْ حَيْثُ الْمِسَاحَةُ وَهُوَ قَدْرُ عَرْضِ الْكَفِّ وَصَحَّحَهُ فِي الْهِدَايَةِ وَغَيْرِهَا وَقِيلَ مِنْ حَيْثُ الْوَزْنُ وَالْمُصَنِّفُ فِي كَافِيهِ وَوَفَّقَ الْهِنْدُوَانِيُّ بَيْنَهُمَا بِانَّ رِوَايَةَ الْمِسَاحَةِ فِي الرَّقِيقِ كَالْبَوْلِ وَرِوَايَةَ الْوَزْنِ فِي الثَّخِينِ وَاخْتَارَ هَذَا التَّوْفِيقَ كَثِيرٌ مِنْ الْمَشَايِخِ وَفِي الْبَدَائِعِ وَهُوَ الْمُخْتَارُ عِنْدَ مَشَايِخِ مَا وَرَاءَ النَّهْرِ وَصَحَّحَهُ الشَّارِحُ الزَّيْلَعِيُّ وَصَاحِبُ الْمُجْتَبَى وَاقَرَّهُ عَلَيْهِ فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ؛ لِانَّ اعْمَالَ الرِّوَايَتَيْنِ اذَا امْكَنَ اوْلَى خُصُوصًا مَعَ مُنَاسَبَةِ هَذَا التَّوْزِيعِ.الخ [1]

ترجمہ: اور یہ قول مصنف گا کہ معاف کر دی ہے شارع نے درہم کی مقدار جیسا کہ عرض کف (ہتھیلی کی مقدار) نجاست مغلظہ سے جیسا کہ خون اور بول، شراب اور مرغی کی بیٹ اور بول ماکول اللحم کی اور لید و گوبر۔ کیونکہ جو طرف نہیں رکھتا جیسے کہ مچھر کا واقع ہونا اور یہ پاکی کی نص سے اتفاقا ثابت ہے پس اس طرح مقدار درہم بھی ثابت ہے نص استنجا کا پتھر سے۔ کیونکہ اس کا محل اس کی مقدار ہے اور پتھر صفائی والی نہیں یہاں تک کہ اگر تھوڑی نجس پانی میں داخل ہوئی یا دلالت اجماع کے اس پر اور اس میں اعتبار نجاست کے پہنچنے کا ہے پس اگر تیل ناپاک ہو مقدار درہم کے پس پھیل گیا اور درہم سے زیادہ ہو گیا تو یہ مانع صلاۃ نہیں جیسا کہ ہدایہ اور ایک علماء کے ایک گروہ نے اختیار کیا ہے اور مختار قول اس کے علاوہ منع کا قول ہے اور اس کے پھیل جانے سے پہلے نماز پڑھی تو جائز ہے اور اس کے بعد جائز نہیں اور اس پر اکثر علماء نے عمل کیا ہے اسی طرح سراج الوہاج میں ہے۔

اور کوئی اعتبار نہیں اسی مقدار کا دوسری طرف ہو جب کپڑے کی تہہ ایک ہو۔ کیونکہ نجاست دونوں طرفوں میں ایک حساب ہو گی پس یہ دو معتبر نہیں۔ بخلاف یہ کہ دو تہہ کپڑا ہو بوجہ اس کے متعدد ہونے کے پس یہ نماز کو منع کرتا ہے۔ اس بنا بر اس پر تفریع کی گئی ہے کہ اگر نماز ادا کی ایسے درہم میں جو نجس ہو دونوں اطراف پر اور اس کے درمیان فاصل بھی کیونکہ یہ جوہر ہے اس کا اثر دوسری طرف نہیں پہنچتا کیونکہ یہ نجاست کو جذب نہیں کرتی پس اس میں نجاست ایک نہیں ہوتی بلکہ علیحدہ ہو گی۔ پھر مانع مضاف ہے اس کو اگر کوئی بچہ جو نجس ہو کپڑا اور بدن سے اور وہ بیٹھ جائے کسی نمازی کے گود میں اور اس نے اس کو پکڑا یا حمام نجس اس کے اوپر ہو تو اس میں نماز جائز ہے کیونکہ وہ حامل نجاست نہیں بخلاف اس کے اگر کسی کو گود میں لیا جو استمساک نہیں کرتا تو اس کی اضافت اس کی

---

[1] البحرالرائق لابن نجیم ص 228ج1 محولہ بالہ

....

طرف ہوئی تو جائز نہیں۔ایسا فتح القدیر میں ہے۔اور اگر مردہ کو لیا اگر کافر ہو تو صحیح نہیں مطلقا اور اگر مسلمان ہو اور غسل نہ کیا ہو پس وہ بھی اسی طرح کافر کی طرح ہے اور اگر غسل دیا ہو پس اگر اواز کیا ہو تو جائز ورنہ نہیں اور عفو سے مراد صحت نماز ہے اس کے ازالہ کے بغیر نہ کہ کراہت ہے کہ سراج الوہاج میں ہے اور اگر نجاست کی مقدار ایک درہم کے برابر ہو تو اجماعا اس کے ساتھ نماز جائز نہیں اور اگر اس سے کم ہو اور نماز میں داخل ہو گیا تو دیکھا جائے گا کہ اگر وقت میں فراخی ہو پس اس کا ازالہ بہتر ہے اور نماز میں شروع کرنا۔اور اگر اس سے جماعت کو فوت کرتا ہو تو اگر جماعت کو حاضر ہوا اور پانی کو حاصل کیا ہو تو اس جگہ میں نماز کو واپس کریگا پس اسی طرح ہو گا ۔تاکہ وہ نماز کو ادا کرنے والا ہو جائے جو جائز ہو یقین کے ساتھ اور اگر وقت اخری ہو گا یا جماعت کو نہیں پالیا دوسری جگہ میں تو نماز کو ادا کرے اور اس کو قطع نہیں کریگا۔

اور ظاہر کہ یہاں کراہت سے ، مراد کراہت تحریمی ہے اور نماز جائز ہو گی اور اسی طرح نہایہ اور محیط میں اور خلاصہ میں ہے کہ کیا تقاضہ کرتا ہے فرق اس کے درمیان میں پس کیا گیا اور درہم کے مقدار وہ مانع صلوٰۃ نہیں اور اس سے گنہگار ہوتا ہے۔اور اگر کم ہو تو بہتر یہ کہ اس کو دھولے اور گنہگار نہیں ہو گا۔

اور جس کا وزن بیس قیراط ہے زیادہ کیا وہ مقدار درہم میں۔ اور شمس الائمہ سے کہ اس کا اعتبار ہر زمانہ میں ہو گا کہ ہر قوت کا اپنا درہم ہو گا اور پہلا قول صحیح ہے اسی طرح سراج الوہاج میں ہے اور فائدہ کیا اس قول پر کہ ہتھیلی کی عرض کے حساب سے کہ درہم کی عرض کے حساب سے اور یہ قدر عرض کف سے اور اس کی تصحیح کی ہے ہدایہ میں اور بعض نے وزن کا اعتبار کیا ہے اور مصنف نے کافی میں اور ہندوانی نے اس میں موافقت کی ہے کی مساحت کی روایت نرم میں جیسا کہ بول اور وزن کا اعتبار سخت میں۔اور اس موافقت کو مختار کیا ہے بہت سے علماء نے اور بدائع میں اور وہ ماوراء النہر کے مشائخ کے نزدیک مختار ہے اور اسے کنز کے شارح زیلعی نے صحیح کیا ہے اور صاحب المجتبیٰ نے اور اس پر اقرار کیا ہے فتح القدیر میں کیونکہ اعمال دو روایتوں میں ہیں جب مناسبت کے ساتھ ممکن ہو خصوصا۔

نوٹ:۔

وزن	مساوی/برابر
1تولہ	12 گرام
1تولہ	12ماشہ
1ماشہ	1 گرام
1تولہ	96رتی
1رتی	(PMR)100 پوائنٹ

مسئلہ345: ہتھیلی کی گہرائی سے مراد صرف درمیانی ہتھیلی ہے۔اس کی مقدار معلوم کرنے کا بہتر طریقہ یہ ہے۔کہ آدمی چُلو میں پانی لے لیں پھر انگلیاں سیدھی کردے اب جس قدر پانی کہ بیچ کی ہتھیلی میں رہ جائے یہی مقدار ہتھیلی کی گہرائی کی ہے۔

مسئلہ345: (قولہ وعفی قدرالدھم) کعرض الکف لانہ یشعر بان الاعتبار للمساحۃ وقد قیل بکل ووفق الفقیہ الھندوانی یحمل اعتبار الوزن علی الجامدۃ والمساحۃ علی المائعۃ وصححہ الزیلعی وسوی فی الفتح بین الدرھم وما دونہ فی الکراھۃ ورفض --[1]

ترجمہ:اور یہ قول کی عفیٰ کیا گیاہے درہم کی مقدار جیسا کہ ہتھیلی کی مقدار عرض میں کیونکہ ان کے نزدیک اعتبار تو مساحت کی ہےاور کہا گیاہے ہر ایک کے موافقت پر ہندوانیؒ نے کہ وزن کا اعتبار جامد میں اور پیمانہ کا اعتبار مائع میں اور اس کی تصحیح زیلعی نے کی ہےاور برابر کیاہے فتح لقدیر میں کہ درہم اور اس سے کم میں کراہیت کو اور عدم اولیت کو۔

قطر24ملی میٹر[2]

اور شامی میں ہے

(وَعَرْضِ مُقَعَّرِ الْكَفِّ) وَهُوَ دَاخِلُ مَفَاصِلِ اصَابِعِ الْيَدِ (قَوْلُهُ: وَهُوَ دَاخِلُ مَفَاصِلِ اصَابِعِ الْيَدِ) قَالَ مُنْلَا مِسْكِينٍ: وَطَرِيقُ مَعْرِفَتِهِ انْ تَغْرِفَ الْمَاءَ بِالْيَدِ ثُمَّ تَبْسُطَ، فَمَا بَقِيَ مِنْ الْمَاءِ فَهُوَ مِقْدَارُ الْكَفِّ.[3]

ترجمہ:اور درہم کی مقداری پیائش میں ہتھیلی کے برابر ہے اور وہ ہاتھ کی انگلیوں کے بند سے اندر اور یہ قول کہ کہ انگلیوں کے بندوں کے اندر تو ملا مسکین نے کہاہے اور اس کے پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کے ایک ہاتھ میں پانی لے پھر ہاتھ کو پھلائیں پس جتنا پانی رہ گیا اس میں پس وہ مقدار کف ہوا۔

---

[1] ملامسکین معین الدین الھروی ملامسکین شرح کنز الدقائق ص 127ج1 مکتبہ ازھریہ مصر بدون التاریخ

[2] 1 Dirham. Year: AH1425 (2005). Weight: 6.40g.Metal: Copper-Nickel. Diameter: 24 mm. Edge: Reeded.Alignment: Medal. Mint: Royal Canadian Mint. Obverse:Arab tea pot in the center.
http://www.chiefacoins.com/Database/Countries/Khalifa_Al-Nahayan.htm

[3] ایضا ابن عابدین ص 573ج1 محول بالہ

مسئلہ 346: اگر نجاست خفیفہ بدن یا کپڑوں پر لگ جائے تو جس حصے پر لگی ہو۔ کہ اگر اس کے چوتھائی حصے سے کم ہو۔ تو اس کے ساتھ نماز پڑھنی جائز ہے۔ اور معاف ہے۔ اگر پوری چوتھائی ہو یا اس سے زائد ہو تو پھر نماز ادا نہیں ہو سکتی۔ یہ نجاست معاف نہیں۔ (اسمیں اور بھی اقوال ہیں) مطلب یہ ہے کہ آستین وغیرہ پر لگی ہو تو آستین کے چوتھائی حصے کو دیکھ لیں۔ اگر دامن پر لگی ہو تو دامن کے چوتھائی کو اگر بغلی پر لگی ہو تو اس کے چوتھائی حصہ کو اور اس طرح اگر بدن میں ہاتھ پر لگی ہو تو ہاتھ کے چوتھائی حصہ کو دیکھیں گے اور اگر پاؤں پہ لگی ہو تو اس کے چوتھائی کو دیکھ لیں۔ غرضیکہ خاص خاص حصوں کا چوتھائی حصہ معتبر ہے۔

مسئلہ 346: (وَمَا دُونَ رُبْعِ الثَّوْبِ مِنْ مُخَفَّفٍ كَبَوْلِ مَا يُؤْكَلُ وَالْفَرَسِ وَخَرْءِ طَيْرٍ لَا يُؤْكَلُ) ثُمَّ اخْتَلَفُوا فِي كَيْفِيَّةِ اعْتِبَارِهِ فَقِيلَ رُبُعُ جَمِيعِ ثَوْبٍ عَلَيْهِ وَعَنْ ابِي حَنِيفَةَ رُبُعُ ادْنَى ثَوْبٍ تَجُوزُ فِيهِ الصَّلَاةُ كَالْمِئْزَرِ وَقِيلَ رُبُعُ طَرَفٍ اصَابَتْهَالنَّجَاسَةُ كَالذَّيْلِ وَالْكُمِّ وَالدِّخْرِيصِ وَعَنْ ابِي يُوسُفَ شِبْرٌ فِي شِبْرٍ وَعَنْهُ ذِرَاعٌ فِي ذِرَاعٍ وَمِثْلُهُ عَنْ مُحَمَّدٍ وَرَوَى هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍانَّ الْكَثِيرَ الْفَاحِشَ انْ يَسْتَوْعِبَ الْقَدَمَيْنِ، وَرُوِيَ عَنْ ابِي حَنِيفَةَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - انَّهُ كَرِهَ انْ يَحُدَّ لِذَلِكَ حَدًّا، وَقَالَ: انَّ الْفَاحِشَ يَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ طِبَاعِ النَّاسِ فَوَقَفَ الْأَمْرُ فِيهِ عَلَى الْعَادَةِ كَمَا هُوَ دَابُهُ،[1]

ترجمہ: اور کپڑے کے ایک چوتھائی سے کم نجاست مخففہ میں جیسا کہ بول ماکول اللحم کے اور گھوڑے کے اور پرندوں غیر ماکول اللحم کی بیٹ۔ پھر اختلاف کیا ہے کیفیت میں پس بعض نے کہا ہے کہ سارے کپڑے کا چوتھائی حصہ اور امام صاحبؒ سے کہ کم تر کپڑے کا چوتھائی تو اس میں نماز جائز ہے جیسا دھوتی اور بعض نے نجاست جس کپڑے کو پہنچی ہے اس کا چوتھائی(1/4) جیسا آستین اور دامن وغیرہ اور ابویوسفؒ سے ایک شبر ہر طرف اور اس سے ایک روایت میں گز ہر طرف میں اور اس کے مثل امام محمدؒ سے اور ہشام نے امام محمدؒ سے روایت کیا ہے کہ کثیر فاحش کی مقدار یہ کہ دونوں قدموں کو گھیر دیں اور امام ابو حنیفہؒ سے راویت ہے کہ مکروہ ہے کہ اس کیلئے مقدار مقرر کیا جائے اور فرمایا کہ فاحش تو عوام کی طبیعتوں سے مختلف ہوتے ہیں پس امر اس میں رہ گیا یہ عوام کی عادت کے موافق جیسا کہ اس کی عادت ہے۔

اور صاحب بدایع الصنائع نے لکھا ہے

وَذَكَرَ الْحَاكِمُ فِي مُخْتَصَرِهِ عَنْ ابِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ: الرُّبُعَ، وَهُوَ الْاصَحُّ؛ لِانَّ لِلرُّبْعِ حُكْمُ الْكُلِّ فِي احْكَامِ الشَّرْعِ فِي مَوْضِعِ الِاحْتِيَاطِ، وَلَا عِبْرَةَ بِالْكَثْرَةِ وَالْقِلَّةِ حَقِيقَةً، الَا تَرَى انَّ الدِّرْهَمَ جُعِلَ حَدًّا فَاصِلًا بَيْنَ الْقَلِيلِ وَالْكَثِيرِ شَرْعًا مَعَ انْعِدَامِ مَا ذَكَرَ، الَّا انَّهُ لَا يُمْكِنُ التَّقْدِيرُ بِالدِّرْهَمِ فِي بَعْضِ النَّجَاسَاتِ؛ لِانْحِطَاطِ رُتْبَتِهَا عَنْ الْمَنْصُوصِ عَلَيْهَا، فَقُدِّرَ بِمَا هُوَ كَثِيرٌ فِي الشَّرْعِ فِي مَوْضِعِ الِاحْتِيَاطِ وَهُوَ الرُّبْعُ، وَاخْتَلَفَ الْمَشَايِخُ فِي تَفْسِيرِ الرُّبْعِ قِيلَ: رُبْعُ جَمِيعِ الثَّوْبِ؛ لِانَّهُمَا قَدَّرَاهُ بِرُبْعِ الثَّوْبِ، وَالثَّوْبُ اسْمٌ لِلْكُلِّ وَقِيلَ: رُبْعُ كُلِّ عُضْوٍ وَطَرَفٍ اصَابَتْهُ النَّجَاسَةُ مِنْ الْيَدِ، وَالرِّجْلِ وَالذَّيْلِ، وَالْكُمِّ وَالدِّخْرِيصِ؛ لِانَّ كُلَّ قِطْعَةٍ مِنْهَا قَبْلَ الْخِيَاطَةِ كَانَ ثَوْبًا عَلَى حِدَةٍ، فَكَذَا بَعْدَ الْخِيَاطَةِ وَهُوَ الْاصَحُّ، ،[2]

ترجمہ: اور حاکم نے اپنی مختصر میں امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ سے اس کا اندازہ ایک چوتھائی حصہ نقل کیا ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ اس لئے کہ اکثر شرعی احکام میں احتیاط چوتھائی حصہ کل شی کے قائم مقام متصور ہوتا ہے اور یہاں حقیقی طور پر کثرت اور قلت کا اعتبار کرنا جائز نہیں ہے، چنانچہ اسی بناپر مذکورہ قلت و کثرت کی عدم موجودگی کے باوجود بھی درہم کی مقدار کو قلیل و کثیر کے مابین حد فاصل قرار دیا گیا ہے۔ البتہ چونکہ یہ نجاستیں منصوص واصل حدیث میں وارد شدہ نجاستوں کی نسبت فروتر ہیں اس لئے ایک درہم سے ان کا اندازہ مقرر کرنا درست نہ ہوگا لہٰذا یہاں پر وہی اندازہ مقرر کیا گیا ہے جو شریعت میں احتیاط پر ملحوظ رکھا جاتا ہے

---

[1] تبین الحقائق لزیلعی ص 73ج1 محولہ بالہ

[2] البدایع الصنائع ص 80ج1 محولہ بالہ

مسئلہ 347: اگر پانی یا اس طرح کی کسی اور چیز میں نجاست غلیظہ پڑ جائے۔ تو مذکورہ پانی وغیرہ بھی نجس اور غلیظ ہو جائے گا۔ اور اگر نجاست خفیفہ پڑ جائے تو نجس خفیف ہو جائے گا۔ اس میں چوتھائی حصے وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ اگر مذکورہ پانی پھر بدن یا کپڑوں پر لگ جائے تو اگر نجاست غلیظہ ہو تو روپیہ برابر مقدار کا اعتبار کیا جائیگا۔ اور اگر نجاست خفیفہ ہو تو جس حصے پر لگی ہو اس کے حصہ چہارم کا اعتبار کیا جائے گا۔

مسئلہ 348: اگر کپڑوں کے کسی حصے پر تیل لگ جائے۔ اور وہ از قسم نجاست غلیظہ ہو اور یہ تیل لگتے وقت تو شرعی روپیہ کے برابر جگہ کو تر کر گیا۔ لیکن پھر نماز کے وقت زیادہ حصے پر پھیل گیا۔ یعنی پھیلنا شرعی روپیہ سے زیادہ ہو گیا۔ اب سوال پیدا ہوا کہ لگتے وقت جو مقدار تھی اسی کا اعتبار کیا جائے گا۔ یا نماز کے وقت کی زائد مقدار کا اعتبار کیا جائے گا؟۔ بعض علماء تو اول الذکر مقدار کا اعتبار کرتے ہیں۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ نماز کے وقت جو مقدار ہو اسی کا اعتبار کیا جائے۔ اگر وہ شرعی روپیہ کی مقدار سے زیادہ ہو تو نماز اس کے ساتھ پڑھنا درست نہیں۔ لیکن اگر کم ہو تو معاف ہے۔

اور وہ ایک چوتھائی حصہ ہے پھر مشائخ کے مابین ایک چوتھائی حصے کی تعیین میں اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ پورے کپڑے کا چوتھائی حصہ مراد ہے اس لئے کہ ائمہ کرامؒ نے پورے کپڑے کا ایک چوتھائی حصہ اندازہ کیا ہے کپڑا کل حصے کا نام ہے جب کہ دوسرا قول یہ ہے کہ کپڑے کے ہر عضو کا چوتھائی حصہ اور وہ کنارہ مراد ہے کہ جسے نجاست لگی ہو مثلاً ہاتھ، پاؤں، دامن، آستین اور کرتے کی کل کلی وغیرہ۔ اس لئے کہ ہر ٹکڑا سلائی سے قبل ایک علیحدہ کپڑا ہوتا ہے اسی طرح وہ سلائی کے بعد بھی علیحدہ کپڑا ہی شمار ہو گا اور یہی قول زیادہ صحیح ہے۔

مسئلہ 347: ثُمَّ الْخِفَّةُ انَّمَا تَظْهَرُ فِي غَيْرِ الْمَاءِ فَلْيُحْفَظْ۔۔۔ (قَوْلُهُ: ثُمَّ الْخِفَّةُ انَّمَا تَظْهَرُ فِي غَيْرِ الْمَاءِ) --- وَالْحَاصِلُ انَّ الْمَائِعَ مَتَى اصَابَتْهُ نَجَاسَةٌ خَفِيفَةٌ اوْ غَلِيظَةٌ وَانْ قَلَّتْ تَنَجَّسَ وَلَا يُعْتَبَرُ فِيهِ رُبْعٌ وَلَا دِرْهَمٌ، نَعَمْ تَظْهَرُ الْخِفَّةُ فِيمَا اذَا اصَابَ هَذَا الْمَائِعُ ثَوْبًا اوْ بَدَنًا فَيُعْتَبَرُ فِيهِ الرُّبْعُ كَمَا افَادَهُ الرَّحْمَتِيُّ،[1]

ترجمہ: پھر نجاست خفیفہ کا ظہور غیر پانی والے میں ہوتا ہے اس کو یاد کر... یہ قول کہ پھر نجاست خفیفہ کا اعتبار غیر پانی والے میں... اور حاصل یہ کہ مائع کو جب نجاست پہنچ جائے نجاست خفیفہ یا غلیظہ اگرکہ کم ہو یہ نجس ہوتا ہے اور کوئی اعتبار نہیں اس میں ربع ثوب (1/4) کا اور نہ درہم کا۔ ہاں نجاست خفیفہ پاک ہوتا ہے مائع جس کپڑے یا بدن کو پہنچ جائے تو اس میں ربع کا اعتبار کیا جائے گا جیسا کہ رحمتی نے فائدہ کیا ہے۔

مسئلہ 348: (قَوْلُهُ: وَالْعِبْرَةُ لِوَقْتِ الصَّلَاةِ) ايْ: لَوْ اصَابَ ثَوْبَهُ دُهْنٌ نَجِسٌ اقَلُّ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ ثُمَّ انْبَسَطَ وَقْتَ الصَّلَاةِ فَزَادَ عَلَى الدِّرْهَمِ، قِيلَ: يَمْنَعُ. وَبِهِ اخَذَ الْاكْثَرُونَ كَمَا فِي الْبَحْرِ عَنْ السِّرَاجِ. وَفِي الْمُنْيَةِ وَبِهِ يُؤْخَذُ،--- وَقِيلَ: لَا يَمْنَعُ اعْتِبَارُ الْوَقْتِ الْاصَابَةَ. قَالَ الْقُهُسْتَانِيُّ: وَهُوَ الْمُخْتَارُ، وَبِهِ يُفْتَى. وَظَاهِرُ الْفَتْحِ اخْتِيَارُهُ ايْضًا. وَفِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ الْاشْبَهُ عِنْدِي، وَالَيْهِ مَالَ سَيِّدِي عَبْدُ الْغَنِيِّ[2]

---

[1] ایضا ابن عابدین ص 579ج1 محولہ بالہ

[2] ایضا ابن عابدین ص 572ج1 محولہ بالہ

مسئلہ 349: اگر کپڑے یا بدن کے کسی حصے پر نجاست خفیفہ اور غلیظہ دونوں لگ جائیں۔ مثلا بکری اور انسان دونوں کا مشترک پیشاب لگ جائے تو اب یہ نجاست نجاستِ غلیظہ تصور ہوگا۔ اب اسکی پھیلاوٹ روپیہ سے زیادہ ہو تو معاف نہیں۔ اور اگر بدن کپڑے کے ایک حصے پر نجاست غلیظہ لگی ہو۔ اور دوسرے پر نجاست خفیفہ لگی ہو۔ اور ہر ایک اس مقدار سے کم ہو جو کہ معاف ہے۔ تو دونوں نجاستوں کو جمع کیا جائے گا۔ اگر غلیظ خفیف سے زیادہ ہو یا دونوں برابر ہو تو یہ سب نجاست غلیظہ تصور ہو گا اب اگر ان دونوں کی مقدار روپیہ سے زیادہ ہوتی جا رہی ہو تو معاف نہیں، نماز ادا نہ ہو گی

ترجمہ: یہ قول مصنف کا کہ اعتبار وقت کی نماز کا ہے یعنی اگر کپڑا کو پہنچ جائے تیل نجس جو درہم سے کم ہو پھر یہ وقت نماز کے وقت پہنچ گیا تو یہ درہم سے زیادہ ہو گیا تو بعض نے کہا ہے کہ یہ نماز سے مانع ہے اور اس پر اکثر علماء کا قول ہے جیسا کہ بحر میں سراج سے منقول ہے اور منیہ میں ہے کہ اس پر عمل کیا جاتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ مانع نہیں اعتبار پہنچنے کا وقت قہستانی نے کہا ہے کہ یہ صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور فتح کی ظاہر بھی یہی ہے اور حلیہ میں ہے کہ یہ زیادہ مشابہ ہے اور اسی طرف میری سید عبد الغنی کا ہے۔
اب اگر خفیفہ، غلیظہ سے زیادہ ہو تو یہ پوری نجاست نجاستِ خفیفہ تصور ہو گی۔ اب وہ اس حصے کے حصہ چہارم 1/4 کے برابر ہو تو معاف نہیں ہے۔

مسئلہ 349: (وَلَوْ اصَابَهُ مِنْ) نَجَاسَةٍ (غَلِيظَةٍ وَ) نَجَاسَةٍ (خَفِيفَةٍ جُعِلَتْ الْخَفِيفَةُ تَبَعًا لِلْغَلِيظَةِ) احْتِيَاطًا كَمَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ، (قَوْلُهُ: كَمَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ) وَنَصُّهَا عَلَى مَا فِي الْبَحْرِ: وَانْ اصَابَهُ بَوْلُ الشَّاةِ وَبَوْلُ الْادَمِيِّ تُجْعَلُ الْخَفِيفَةُ تَبَعًا لِلْغَلِيظَةِ. اهـ. وَظَاهِرُهُ وَلَوْ الْخَفِيفَةُ اكْثَرَ مِنْ الْغَلِيظَةِ كَمَا قَالَهُ ط.
قُلْت: لَكِنْ فِي الْقُهُسْتَانِيِّ: تُجْمَعُ النَّجَاسَةُ الْمُتَفَرِّقَةُ فَتُجْعَلُ الْخَفِيفَةُ غَلِيظَةً اذَا كَانَتْ نِصْفًا اوْ اقَلَّ مِنْ الْغَلِيظَةِ كَمَا فِي الْمُنْيَةِ. اهـ. وَنَحْوُهُ مَا فِي الْقُنْيَةِ: نِصْفُ النَّجَاسَةِ الْخَفِيفَةِ وَنِصْفُ الْغَلِيظَةِ يُجْمَعَانِ. اهـ. وَيُمْكِنُ انْ يُقَالَ: مَعْنَى الْاوَّلِ انَّهُ اذَا اخْتَلَطَتْ الْخَفِيفَةُ بِالْغَلِيظَةِ جُعِلَتْ تَبَعًا لِلْغَلِيظَةِ، فَاذَا زَادَتْ عَلَى الدِّرْهَمِ مَنَعَتْ الصَّلَاةَ كَمَا لَوْ اخْتَلَطَتْ الْغَلِيظَةُ بِمَاءٍ طَاهِرٍ؛ وَمَعْنَى الثَّانِي انَّهُ اذَا كَانَ كُلٌّ مِنْهُمَا فِي مَوْضِعٍ وَلَمْ يَبْلُغْ كُلٌّ مِنْهُمَا بِانْفِرَادِهِ الْقَدْرَ الْمَانِعَ، فَتُرَجَّحُ الْغَلِيظَةُ لَوْ كَانَتْ اكْثَرَ اوْ مُسَاوِيَةً لِلْخَفِيفَةِ، فَاذَا زَادَ مَجْمُوعُهُمَا عَلَى الدِّرْهَمِ مَنَعَ، وَلَوْ كَانَتْ الْخَفِيفَةُ اكْثَرَ تَرَجَّحَتْ فَاذَا بَلَغَ مَجْمُوعُهُمَا رُبْعَ الثَّوْبِ مَنَعَ.وَالْحَاصِلُ انَّهُ انْ اخْتَلَطَا تُرَجَّحُ الْغَلِيظَةُ مُطْلَقًا وَالَّا فَانْ تَسَاوَيَا اوْ زَادَتْ الْغَلِيظَةُ فَكَذَلِكَ وَالَّا تُرَجَّحُ الْخَفِيفَةُ، فَاغْتَنِمْ هَذَا التَّحْرِيرَ.[1]

ترجمہ: اور اگر بدن یا کپڑے کو نجاست غلیظہ اور نجاست خفیفہ لگ گئی تو خفیفہ تابع غلیظہ کے ٹھہرائی جاوے گی احتیاط کی راہ سے چنانچہ ظہیر یہ میں ہے یہ قول کہ ظہیر یہ میں ہے اور اس کی نص جو بحر میں ہے اگر کسی کے بدن کو بکری اور انسان کے بول پہنچ جائے تو خفیفہ کو غلیظہ کا تابع قرار پایا جائے گا۔ اور ظاہرا گرکہ خفیفہ زیادہ ہو غلیظہ سے جیسا کہ کہا۔ میں کہتا ہوں لیکن قہستانی میں ہے کہ نجاست کو جمع کیا جائے گا پس خفیفہ کو غلیظہ شمار کیا جائے گا جب آدھا یا اس سے کم ہو غلیظ جیسا کہ منیہ میں ہے اور اس کی مثل قنیہ میں ہے کہ آدھا غلیظہ اور آدھا خفیفہ جمع ہو جاتا ہے۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ کہا جائے اول کا معنیٰ کہ جب مختلط ہو جائے خفیفہ غلیظہ کے ساتھ تو خفیفہ غلیظہ کے تابع ہو گا اور جب یہ درہم سے زیادہ ہو گا تو نماز کے لئے مانع ہو گی جیسا کہ اگر نجاست غلیظہ خلط ہو جائے پاک پانی کے ساتھ اور دوسرا کا مطلب یہ ہے کہ جب ہر ایک اس میں سے اپنی جگہ میں ہو اور ہر ایک اس مقدار کو نہ پہنچ جائے علیحدہ قدر مانع کے تو غلیظہ راجح ہو گا اگر اکثر یا مساوی ہو خفیفہ کی

---

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدرالمختارص577ج1محولہ بالہ

مسئلہ 350:   اگر ناپاکی لگتے وقت روپیہ کی مقدار سے زیادہ ہو لیکن خشک ہونے کے بعد کم رہ جائے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ دھونا لازمی ہے۔

مسئلہ 351:   اگر کسی کپڑے کے کسی حصے پر ناپاکی لگ گئی۔ اور اس طرح کہ جس رُخ لگی ہو اور وہ اس کے دوسرے رخ کو نکل جائے۔ اب ایک طرف کی ناپاکی اس مقدار کے برابر ہے کہ جتنی معاف ہے۔ لیکن دونوں اطراف کی ناپاکی مجموعا اس سے زیادہ ہو۔ تو اس دوسری طرف کا اعتبار نہیں کیا جائیگا۔ ہاں اگر مذکورہ کپڑا دو تہہ ہو۔ اور سیا گیا ہو اور ناپاکی ایک تہہ سے دوسرے تہہ تک بھی پہنچ چکی ہو۔ تو بقول امام محمدؒ صاحب اس کا اعتبار کیا جائیگا۔ لیکن بقول امام ابو یوسف اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ امام ابو یوسف کے قول میں آسانی ہے اور احتیاط امام محمد صاحبؒ کے قول میں ہے اور بعض علماء یہ فیصلہ کر چکے ہیں۔ کہ مذکورہ کپڑے کی دونوں تہوں کی سلائی ایسی ہو کہ وہ ایک ہی کپڑا یعنی ایک تہہ بن چکا ہو۔ تو امام ابو یوسف کے قول پر عمل کیا جائے۔ اگر ایسا نہ ہو۔ تو امام محمد صاحبؒ کے قول پر عمل کیا جائے گا۔

پس جب زیادہ ہو جائے اس کی مجموعا درہم سے زیادہ مقدار میں تو نماز کا مانع ہو گا اور اگر خفیفہ اکثر ہو تو پھر وہی راجح ہو گا اور جب اس کا مجموعہ ربع ثوب 1/4 کو پہنچ جائے تو نماز کے مانع ہو گا۔ اور حاصل یہ کہ مطلق اگر خلط ہو جائے تو غلیظہ راجح ہو گی اور اگر مساوی ہو یا زیادہ ہو غلیظہ تو پھر بھی غلیظہ اور اگر خفیفہ راجح ہو گی تو خفیفہ۔ اس تحریر کو غنیمت سمجھو۔

مسئلہ 350: (قَوْلُهُ: وَالْعِبْرَةُ لِوَقْتِ الصَّلَاةِ) ---فَلَوْ كَانَتْ ازْيَدَ مِنْ الدِّرْهَمِ وَقْتَ الْاصَابَةِ ثُمَّ جَفَّتْ فَخَفَّتْ فَصَارَتْ اقَلَّ مَنَعَتْ [1]

ترجمہ: اور یہ قول کہ اعتبار نماز کے وقت کا ہو گا... پس اگر یہ درہم سے زیادہ ہو نجاست پہنچتے وقت پھر خشک ہوئی اور ہلکی ہوئی پس درہم سے کم ہوئی تو نماز کی مانع ہو گی۔

مسئلہ 351: ثوب مبطن اصابہ فی طہارتہ نجاسۃ اقل من قدر الدرہم فنفدت الی بطانتہ فصار النجس باعتبار القدر الذی فی البطانۃ مع القدر الذی فی الطہارۃ اکثر من قدر الدہم یمنع ذالک النجس جواز الصلوۃ عند محمد لان البطانۃ فی حکم ثوب آخر فصار کما لو کان فی جبۃ اقل من درہم وفی قمیصہ کذالک ولو جمعا زاد ا علی قدر الدرہم وعند ابی یو سف لا یمنع لان البطاقۃ مع الطہارۃ فی حکم ثواب واحد فصار کما لو اصاب النجس وجہ الثوب وہو اقل من الدرہم فنفذالی وجہہ الآخر بحیث لو اعتبر الوجہان زاد علی قدر الدرہم فانہ لا یمنع علی ما اختارہ قاضی خان فکذا ہذا وقیل ان کان الثوب مضربا لایمنع بالاتفاق قال قاضی خان وقول ابی یوسفؒ اوسع وقول محمد احوط انتہٰی والاوجہ ان یفصل ففی غیر المضرب یوخذ بقول محمدؒ وفی المضرب بقول ابی یوسف لان التضریب یجعلہ ثوابا واحدا بالاتصال التام بخلاف غیر المضرب فان الاتصال فیہ غیر تام[2]

ترجمہ: دو تہہ والے کپڑا کو اس کی طہارت میں نجاست پہنچ جائے جو ایک درہم سے کم ہو پس وہ دوسری تہہ کو پہنچ گئی پس وہ اپنی مقدار

---

[1] ایضا ابن عابدین ص 572ج1 محولہ بالہ

[2] الحلبی ، غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی ص 173 محولہ بالہ

فائدہ:۔" حقیقی ناپاکی دو قسم کی ہیں۔ایک وہ ہے کہ وجود رکھتی ہو۔اور دوسری وہ ہے کہ وجود نہ رکھتی ہو۔وجود رکھنے والی سے مراد یہ ہے۔یعنی خشک ہونے کے بعد بھی نظر آئے۔مثلاپاخانہ اور خون وغیرہ۔اور وجود نہ رکھنے والی سے مراد یہ ہے کہ خشک ہونے کے بعد نظر نہ آئے مثلاپیشاب وغیرہ"۔

مسئلہ 352: چمڑے کے موزوں یاجوتوں یابوٹ وغیرہ پر اگر جسم رکھنے والی ناپاکی لگ جائے۔اور پھر سوکھ جائے۔مثلاخون، پاخانہ ، منی، گوبر(لید) وغیرہ۔تواسے زمین سے اچھی طرح گھسا کرَ ملے۔اسی طرح کہ وہ نجاست دور ہو جائے۔تواس سے بھی پاک ہو جاتا ہے۔اس طرح اگرانگلی یاکسی تنکہ وغیرہ سے اس طرح کھرچ لے۔کہ وہ پلید گی دور ہو جائے تو بھی پاک ہو جاتی ہیں اور اگر مذکورہ ناپاکی خشک نہ ہو چکی ہو۔اس حالت میں کسی چیز سے رگڑ کر دور کی جائے۔لیکن اب اس کا نشانی رہ جائے۔تو بھی پاک ہو چکی ہے۔

کی وجہ سے نجس ہو گئی اس اعتبار پر جو اس کی استر میں تھی اور جو اُس کی پاکی میں ایک درہم سے زیادہ ہو تو یہ مقدار امام محمدؒ کے نزدیک جواز صلوۃ کے مانع ہے۔کیونکہ استر حکم بھی دوسرے کپڑے کا ہے پس ایسا ہوا کہ کسی جبہ میں درہم سے کم ہو اور قمیص میں بھی اسی طرح اور اگر دونوں کو جمع کیا جائے تو درہم کی مقدار سے زیادہ ہوتا ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مانع نہیں کیونکہ استر طہارت کے ساتھ ایک کپڑا کے حکم میں ہے۔پس ایسا ہوا کہ اگر کپڑا کو نجاست پہنچ گئی اور وہ ایک درہم سے کم ہو تو دوسری طرف کو سرایت کی اسی طرح کہ دونوں طرفوں کو جمع کیا جائے تو درہم سے زیادہ ہو گا پس یہ مانع نہیں ۔اسی وجہ سے کہ قاضی خان نے اختیار کیا ہے پس اسی طرح یہ بھی ہے اور بعض نے کہا کہ اگر کپڑا دو تہہ کا ہو تو مانع نہیں اتفاقا قاضی خان نے کہا ہے کہ ابی یوسفؒ کے قول میں وسعت ہے اور امام محمدؒ کے قول میں احتیاط ہے اور وجہ یہ کہ اس میں فصل لایا جائے تو غیر مضروب میں قول محمدؒ اور مضروب میں قول ابی یوسفؒ پر عمل کیا جاتا ہے کیونکہ ضرب بھی اس کو ایک کپڑا بناتا ہے متصل تام کے ساتھ بخلاف غیر مضروب کے کیونکہ اتصال اس میں ناتمام ہے۔

اور شامی میں ہے

(ولا بين ثوب)ولوجديدا او مبطنا في الاصح[1]

ترجمہ:اور نہ دو کپڑوں کے درمیان اگرچہ نیئے ہو یا دو تہہ والے ہوں صحیح روایت میں۔

فائدہ:۔ثُمَّ الْفَاصِلُ بَيْنَهُمَا انَّ كُلَّ مَا يَبْقَى بَعْدَ الْجَفَافِ عَلَى ظَاهِرِ الْخُفِّ كَالْعَذِرَةِ وَالدَّمِ وَنَحْوِهِ فَهُوَ جِرْمٌ وَمَا لَا يُرَى بَعْدَ الْجَفَافِ فَلَيْسَ بِجِرْمٍ[2]

ترجمہ: پھر فاصل اس کے درمیان کہ سب جب خشک ہونے کے بعد باقی رہ جائے موزہ کے ظاہر پر جیسا کہ گندگی اور خون یا اس کے مانند پس وہ جسم ہے اور جو خشک ہونے کے بعد نہیں دیکھی جائے وہ جسم نہیں۔

---

[1] ایضا ابن عابدین شامی ص 567ج1 محولہ بالہ

[2] تبین الحقائق لزیلعی ص71ج1 محولہ بالہ

اگر چمڑے کے موزوں یا جوتے پر ایسی ناپاکی لگ جائے جو جسم نہ رکھتی ہو بلکہ بہنے والی ہو مثلاً پیشاب وغیرہ جو کہ ملنے یا رگڑنے سے پاک نہ ہو سکے۔ تو اس کا دھونا ضروری ہے۔ ایک مرتبہ دھولے۔ پھر اتنی دیر چھوڑ دے کہ پانی اس سے نہ ٹپکے۔ پھر اس کے بعد دوبارہ دھولے۔ پھر رکھ دے۔ غرضیکہ اس طریقے سے تین بار دھولے تب پاک ہوں گے۔

مسئلہ 353: جو چیز آئینے کی طرح ہموار ہو جیسے ناخن یا ہڈی کی بنی ہوئی کوئی چیز سونے یا چاندی کے زیور، لوہے، تانبے اور پیتل کے برتن، چینی کے برتن اس قسم کی چیزوں میں سے کسی برتن وغیرہ کو ناپاکی لگ جائے۔ تو مٹی وغیرہ سے اس طرح ملنے سے ناپاکی کے اثرات دور ہو جائیں۔ تب بھی پاک ہو جاتا ہے۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ پلیدی اگر خشک ہو اور جسم رکھنے والی ہو۔ اسے کھرچ لے پھر

مسئلہ 352: ((وَ) يَطْهُرُ (الْخُفُّ انْ تَنَجَّسَ بِنَجَسٍ لَهُ جِرْمٌ بِالدَّلْكِ الْمُبَالَغِ انْ جَفَّ) انَّمَا خُصَّ الْخُفُّ بِالذِّكْرِ؛ لِانَّ الثَّوْبَ لَا يَطْهُرُ الَّا بِالْغَسْلِ الَّا فِي الْمَنِيِّ كَمَا سَيَاتِي انْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى وَانَّمَا قَيَّدَ بِالْجُرْمِ لِانَّ مَا لَا جُرْمَ لَهُ اذَا اصَابَ الْخُفَّ لَا بِالدَّلْكِ وَانْ جَفَّ الَّا اذَا الْتَصَقَ بِهِ مِنْ التُّرَابِ فَجَفَّ بَعْدَ ذَلِكَ فَمَسَحَهُ يَطْهُرُ هُوَ الصَّحِيحُ، وَانَّمَا قَيَّدَ بِالْجَفَافِ؛ لِانَّ مَا لَهُ جِرْمٌ مِنْ النَّجَسِ اذَا اصَابَ الْخُفَّ، وَلَمْ يَجِفَّ لَا يَطْهُرُ بِالدَّلْكِ عِنْدَ الطَّرَفَيْنِ وَانَّمَا قَيَّدَ بِالدَّلْكِ؛ لِانَّهُ بِالْغَسْلِ يَطْهُرُ اتِّفَاقًا ثُمَّ الْفَاصِلُ بَيْنَ مَا لَهُ جِرْمٌ وَمَا لَا جِرْمَ لَهُ هُوَ انَّ كُلَّ مَا يُرَى بَعْدَ الْجَفَافِ عَلَى ظَاهِرِ الْخُفِّ كَالْعُذْرَةِ وَالدَّمِ وَنَحْوِهِ فَهُوَ ذُو جِرْمٍ، وَمَا لَا يُرَى بَعْدَ الْجَفَافِ لَيْسَ بِذِي جِرْمٍ، وَانَّمَا قَيَّدَ بِالْمُبَالَغِ، وَانْ لَمْ يَكُنْ فِي سَائِرِ الْمُتُونِ احْتِيَاطًا؛ لِانَّ الْمَقَامَ مَقَامُ الِاحْتِيَاطِ (خِلَافًا لِمُحَمَّدٍ) فَانَّ عِنْدَهُ لَا يَطْهُرُ بِالدَّلْكِ اصْلًا، وَهُوَ قَوْلُ زُفَرَ.(وَكَذَا انْ لَمْ يَجِفَّ عِنْدَ ابِي يُوسُفَ وَبِهِ يُفْتِي) ايْ جَوَازِ الدَّلْكِ فِي رَطْبٍ ذِي جِرْمٍ فَانَّهُ لَا يُشْتَرَطُ الْجَفَافُ وَلَكِنْ يُشْتَرَطُ ذَهَابُ الرَّائِحَةِ وَعَلَيْهِ اكْثَرُ الْمَشَايِخِ لِعُمُومِ الْبَلْوَى.(وَانْ تَنَجَّسَ بِمَائِعٍ فَلَا بُدَّ مِنْ الْغَسْلِ) ؛ لِانَّ اجْزَاءَ النَّجَاسَةِ تَتَشَرَّبُ فِي الْخُفِّ فَلَا يَخْرُجُ مِنْهُ الَّا بِالْغَسْلِ..[1]

ترجمہ: اور موزہ اگر نجس ہو اایسی نجاست سے جس کے جرم ہو تو زیادہ رگڑنے سے صاف ہوتا ہے۔ یہاں موزہ کو رگڑنے سے خاص کیا کیونکہ کپڑا صاف نہیں ہوتا مگر دھونے سے مگر نہ کہ منی میں جیسا کہ اس کے بارے میں بحث آئیگی۔ اور اس کو مقید کیا جرم کے ساتھ کیونکہ وہ نجاست جس کا جرم نہ ہو جب موزہ کو پہنچ جائے تو رگڑنے سے صاف نہیں ہوتا اگرچہ خشک ہو مگر اگر اس کے ساتھ مٹی پیوست ہو پس اس کے بعد خشک ہو جائے پس اس کو رگڑ دیا اور پاک ہوا اور یہ صحیح ہے۔ اور مقید کیا خشک ہونے کے ساتھ کہ جرم والے جب موزے کو پہنچ جائے اور خشک نہ ہوا ہو تو رگڑنے سے صاف نہیں ہوتا طرفین کے نزدیک اور مقید کیا رگڑنے کے ساتھ کیونکہ غسل سے تو اتفاقاً پاک ہوتا ہے اور پھر جدا کیا جرم اور غیر جرم والے میں۔ پس جو خشک ہونے کے بعد دیکھا جائے موزہ کے ظاہر پر جیسا گندگی اور خون وغیرہ پس وہ جرم یعنی بدن والے ہے اور جو خشک ہونے کے بعد نہ دیکھا جائے وہ جرم والے نہیں اور مقید کیا مبالغہ کے ساتھ اگرکہ تمام متون میں یہ نہیں مگر از روئے احتیاط یہ کہا کیونکہ یہ مقام احتیاط کا ہے خلاف ثابت ہے امام محمدؒ کو۔ پس اس کے نزد رگڑنے سے صاف نہیں ہوتا اصل میں اور یہ قول امام زفرؒ کے بھی ہے۔ اور اسی طرح رگڑنے سے صاف نہیں ہوتا اگر خشک نہ ہو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اور اسی پر فتویٰ ہے۔ یعنی جواز رگڑنے کا اس تازہ میں جو جرم والے ہو پس اس میں خشک کو ناشرط نہیں کیا جاتا لیکن بو کے اثر کا جانا شرط کیا جاتا ہے اور اسی پر اکثر مشائخ ہے عموم بلوی کی وجہ سے اور نجس ہوا مائع کے ساتھ پس اس میں دھونا ضروری ہے کیونکہ نجاست کے اجزا موزہ میں داخل ہوئے ہیں پس وہ دھونے کے بغیر زائل نہیں ہوتا۔

---

[1] مجمع الانھر شرح ملتقی البحر ص 58ج1 محولہ بالہ

گیلا کپڑا اوپر مل لیں۔ تا کہ ناپاکی کے اثرات بالکل زائل ہو جائیں۔ اگر ناپاکی خشک ہو چکی ہو۔ لیکن جسم رکھنے والی نہ ہو مثلاً پیشاب وغیرہ لگ چکا ہو اور پھر خشک ہو چکا ہو تو گیلا کپڑا لیکر مل دے۔ اچھی طرح کہ پاک ہو جائے۔ اگر ناپاکی خشک نہ ہو تو کوئی چیز اچھی طرح مل دی جائے کہ اثرات دور ہو جائیں تو یہی کافی ہے۔ لیکن دھونا بہر صورت بہتر ہے۔ اگر اس برتن وغیرہ میں نقش و نگار ہوں یا زنگ لگا ہو تو پھر اسے دھونا چاہیئے۔

مسئلہ 354: اگر ناپاکی ایسی ہو کہ کئی بار دھونے کے باوجود اس کی بُو یا داغ باقی رہے۔ تو بھی کپڑا پاک ہو چکا۔ صابن یا کسی دوسری چیز سے داغ دور کرنا ضروری نہیں۔ اگر دور کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

مسئلہ 353: وَ يَطْهُرُ (صَقِيلٌ) لَا مَسَامَّ لَهُ (كَمِرْآةٍ) وَظُفْرٍ وَعَظْمٍ وَزُجَاجٍ وَانِيَةٍ مَدْهُونَةٍ اوْ خِرَاطِي وَصَفَائِحَ فِضَّةٍ غَيْرِ مَنْقُوشَةٍ بِمَسْحٍ يَزُولُ بِهِ اثَرُهَا مُطْلَقًا بِهِ يُفْتَى. (قَوْلُهُ: مُطْلَقًا) ايْ: سَوَاءٌ اصَابَهُ نَجَسٌ لَهُ جِرْمٌ اوْ لَا، رَطْبًا كَانَ اوْ يَابِسًا عَلَى الْمُخْتَارِ لِلْفَتْوَى شُرُنْبُلَالِيَّةٌ عَنْ الْبُرْهَانِ. قَالَ فِي الْحِلْيَةِ: وَالَّذِي يَظْهَرُ انَّهَا لَوْ يَابِسَةً ذَاتَ جِرْمٍ تَطْهُرُ بِالْحَتِّ وَالْمَسْحِ بِمَا فِيهِ بَلَلٌ ظَاهِرٌ مِنْ خِرْقَةٍ اوْ غَيْرِهَا حَتَّى يَذْهَبَ اثَرُهَا مَعَ عَيْنِهَا، وَلَوْ يَابِسَةً لَيْسَتْ بِذَاتِ جِرْمٍ كَالْبَوْلِ وَالْخَمْرِ فَبِالْمَسْحِ بِمَا ذَكَرْنَاهُ لَا غَيْرُ، وَلَوْ رَطْبَةً ذَاتَ جِرْمٍ اوْ لَا فَبِالْمَسْحِ بِخِرْقَةٍ مُبْتَلَّةٍ اوْ لَا.[1]

ترجمہ: اور پاک ہوتا ہے گھونٹ والا جس میں مسام نہیں چنانچہ آئینہ، ناخن، ہڈی، شیشہ اور روغنی برتن چنانچہ رکابی اور پیالہ چینی اور خرادی سخت لکڑی چکنی اور بے نقش چاندی کے پتھر پونچھنے سے اس طرح کہ اثر نجاست کا باقی نہ رہے خواہ نجاست تر ہو یا خشک اسی کا فتویٰ دیا جاتا ہے۔ اور یہ قول کہ مطلقاً یعنی اگر اس کو نجاست جرم والا پہنچے یا غیر جسم والا گیلی ہو یا خشک مختار روایت میں فتویٰ کیلئے یہ شرنبلالی نے برحان سے نقل کیا ہے۔ حلیہ میں کہا گیا ہے اور وہ جو ظاہر ہوتا ہے اور اس کا جسم ہو اور خشک ہو تو رگڑنے اور مسح کرنے سے صاف ہوتا ہے جس کپڑا میں گیلی ظاہر ہو سے یا کپڑا کے علاوہ یہاں تک کہ اس کا اثر ذات کے ساتھ ختم ہو جائے۔ اور اگر خشک ہو جسم والا نہ ہو جیسا بول و شراب پس مسح سے اور اگر تازہ اور جسم والی ہو یا نہ ہو تو گیلے کپڑے کے مسح کرنے کے ساتھ یا نہیں۔

مسئلہ 354: (ولا يضر بقاء اثر) كلون وريح (لازم) فلا يكلف في ازالته الى ماء حار او صابون ونحوه، بل يطهر ما صبغ او خضب بنجس بغسله ثلاثا والاولى غسله الى ان يصفو الماء،[2]

ترجمہ: اور طہارت میں نجاست کے اثر کا باقی رہنا مضر نہیں یعنی جس نجاست کا اثر زائل کرنا دشوار ہے جیسا کہ رنگ اور بو۔ تو بندہ اس کے اثر کو دور کرنے میں گرم پانی یا صابون اور اس کے مانند اور چیز کی استعمال طرف مکلف نہیں، بلکہ وہ جو رنگا گیا ناپاک مہندی، کسم یا ناپاک چیز سے وہ پاک ہو جاتا ہے اس کے تین بار دھو ڈالنے سے اور بہتر ہے اس کا دھونا یہاں تک کہ دھونے کا پانی صاف بے رنگ نکلے۔

مسئلہ 355: "و" يطهر محل النجاسة "غير المرئية بغسلها ثلاثا" وجوبا وسبعا مع الترتيب ندبا في نجاسة الكلب خروجا من الخلاف "والعصر كل مرة" تقديرا لغلبة الظن في استخراجها في ظاهر الرواية وفي رواية يكتفي بالعصر مرة وهو اوفق ووضعه في الماء الجاري يغني عن التثليث والعصر كالاناء اذا وضعه فيه فامتلا وخرج منه طهر اذا غسله في اوان فهي والمياه متفاوتة فالاولى تطهر وما تصيبه بالغسل ثلاثا والثانية باثنتين[3]

ترجمہ: اور پاک ہوتا ہے محل نجاست جو دیکھنی نہ ہو اس کے دھونے سے تین بار وجوباً اور سات بار مستحباً مٹی کے ساتھ کتے کی نجاست

---

[1] ایضا ابن عابدین ص 562ج1 محولہ بالہ

[2] الدرالمختار للحصفکی ص 48ج1 محولہ

[3] مراقي الفلاح شرح متن نور الإيضاح ص 67محولہ بالہ

مسئلہ 355: اگر ناپاکی وجود رکھنے والی نہ ہو۔پیشاب وغیرہ اور کپڑے کو لگ جائے۔تو تین بار (اصل میں دھونا اس وقت تک ہے کہ پاکی کا غالب گمان آجائے۔فقہاء اس لئے تین بار کا کہتے ہیں کہ اس سے پاکی آتی ہے اور وسوسہ کا دور ہوتا ہے) اسے دھونا چاہیئے۔اور ہر بار دھونے کے بعد نچوڑ دیا جائے۔تیسری بار پوری طاقت سے نچوڑ لے۔جب نچوڑنے وغیرہ سے کوئی قطرے وغیرہ نہ ٹپکیں تو یہی کافی ہے۔پاک ہو گیا یاد رہے کہ ہر شخص کی اپنی قوت ہی مراد ہے۔مثلاً زید نے اپنی پوری قوت صرف کر کے نچوڑ لیا۔قطرے نہ ٹپکے اب اگر بکر نچوڑے اور قطرے ٹپک جائیں تو بھی کوئی بات نہیں۔کہ زید کے حق میں وہ پاک ہی تصور ہو گا۔

مسئلہ 356: اگر نجاست حقیقی کو پانی سے نہ دھوئے بلکہ مثل پانی کسی اور چیز مثلاً عرق گلاب یا سرکہ وغیرہ سے دھولے تو اس سے بھی پاک ہو جاتی ہے۔لیکن بغیر ضرورت کے نہیں دھونا چاہیئے۔اور جس چیز میں چکنائی (مرغن ہو) ہو مثلاً دودھ، تیل، گھی وغیرہ تو ان کے ساتھ دھلائی جائز نہیں۔کیونکہ ان سے پاکیزگی نہیں آتی۔

میں کہ خلاف سے نکل جائے اور ہر مرتبہ اس کو نچوڑنا تاکہ غالب گمان اس کے نکلنے پر آجائے اور ایک روایت میں اکتفا صرف ایک دفعہ نچوڑنے پر کیا گیا ہے اور یہ زیادہ موافق ہے اور اس کا رکھنا جاری پانی میں تثلیث اور نچوڑنے کی جگہ ہے جیسا کہ برتن جاری پانی میں رکھ دیا پس بھر گیا اور اس سے پانی نکل گیا تو صاف ہوا جب اسی وقت دھوئے اور پانی مختلف قسم پر ہے پس بہتر یہ کہ جو صاف ہوتا ہے دھونے سے تین مرتبہ اور دوسری قسم جو دو دفعہ سے پاک ہوتا ہے۔

اور در مختار میں ہے

(وقدر) ذلك لموسوس (بغسل وعصر ثلاثا) او سبعا (فيما ينعصر) مبالغا بحيث لا يقطر، ولو كان لو عصره غير قطر طهر بالنسبة اليه دون ذلك الغير،[1]

ترجمہ:اور یہ دھونا وسواس والے کے حق میں اندازہ کیا گیا ہے ساتھ دھونے اور نچوڑنے کے تین بار یا سات بار اس چیز میں جو نچوڑ سکتی ہے بحالت مبالغہ اس طرح پر کہ پھر نچوڑنے سے قطرے نہ ٹپکے۔اور اگر یہ حال ہو کہ اگر دھونے والے کے سوا غیر شخص اس کو نچوڑے تو وہ ٹپکے تو وہ پاک ہو گیا دھونے والے کی نسبت نہ غیر شخص کی نسبت۔

مسئلہ 356:وكما تجوز ازالتهابالما المطلق فكذا تجوز بالما المقيد وبكل مائع طاهريمكن ازالتها به كالخل والعصير ونحوه واحترز به عن نحو العسل السمن فانه لا يمكن ازالتها به لان تدبيقه ودسومته لا تزول بالعسر والجفاف وقوله كاللبن الخ[2]

ترجمہ: اور جیسا کہ اس کا ازالہ جائز ہے مطلق پانی سے پس اس طرح جائز ہے ہر مقید پاک مائع سے جس سے ازالہ ممکن ہو۔جیسا سرکہ اور نچوڑ کیا یعنی رس اور اس کے مثل۔اور احتراز کیا اس پر سے جیسا کہ گھی اور شہد پس اس سے ازالہ ممکن نہیں کیونکہ اس کی چکناہٹ اور دسومت نچوڑنے سے نہیں جاتی اور خشک ہونے سے اور یہ قول کہ دودھ کی طرح۔

---

[1] الدرالمختار للحصفكی ص 48ج1 محولہ

[2]الکبیری ص 77 محولہ بالہ

مسئلہ 357: ایسی چیز نجس ہوئی کہ وہ نچوڑی نہ جاسکے۔ مثلا لکڑی کا تختہ ، قالین۔ چٹائی۔ چمڑے کا مصلے، یا اسی طرح کوئی اور چیز۔ تو اس کے لئے حکم یہ ہے۔ کہ ایک بار اسے دھولے پھر رکھ دے۔ جب پانی ٹپکنا بند ہو جائے۔ پھر دھولے اور پھر رکھ دے۔ اسی طریقے سے تین بار اسے دھولے تو پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ 358: اگر بڑی دری ناپاک ہو گئی تو اسے اگر ایک رات جاری پانی میں رکھ دیا جائے اور خوب پانی بہے تو اس سے پاک ہو جائے گی۔

مسئلہ 359: اگر مٹی کا برتن ناپاک ہو جائے اور بہت دنوں سے زیر استعمال ہو تو تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا۔ اگر وہ نیا اور خشک ہو تو تب پاک ہو گا۔ جب تین بار اسے دھویا جائے۔ اور ہر بار دھلائی کے بعد رکھ دیں۔ اور پانی اس سے ٹپک جائے۔ جیسا کہ گذشتہ مسائل میں طریقہ بیان ہو چکا ہے۔(لیکن بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ حکم تب ہے کے نجاست لگنے کہ وقت گیلا ہو اور اگر خشک اور بغیر چکنائی تو حکم بحکم نیا ہے)

مسئلہ 357: (وَالَّا) وَانْ لَمْ يُمْكِنْ الْعَصْرُ كَالْحَصِيرِ وَنَحْوِهِ (فَيَطْهُرُ بِالتَّجْفِيفِ، كُلُّ مَرَّةٍ يَنْقَطِعُ التَّقَاطُرُ) وَلَا يُشْتَرَطُ الْيُبْسُ،[1]

ترجمہ: اور اگر ایسانہ ہو اور اگر ممکن نہ ہو اس کا نچوڑنا جیسا کہ دری وغیرہ پس یہ پاک ہوتی ہے خشک ہونے سے ہر دفعہ کہ پانی ٹپکنا بند ہو جائے اور اس میں خشک ہونا شرط نہیں۔

مسئلہ 358: فيطہر البساط النجس اذا القى فى الما الجارى فجرى عليہ الما ليلۃ يطہر[2]

ترجمہ: پس بڑی دری جب جاری پانی میں ڈال دی جائے اور اس پر پانی بہہ جائے ایک رات تو پاک ہو گئی۔

مسئلہ 359: وفى النوازل اذا اصابت الخزف او الآجر اى غير المفروش نجاسۃ ان كان ذالک الخزف او الآجر قديما اى مستعملا يطهر بالغسل ثلاثا سواء جفف او لم يجفف ---وان كان حديثا غير مستعمل بحيث يتشرب النجاسة فلا بد ان يجفف كل مرة حتى ينقطع التقاطر قال الشيخ كمال الدين بن الهمام : ينبغى تقييد القديم بما اذا تنجس وهو رطب اما لو ترک بعد الاستعمال حتى جف فهو كا لجديد[3]

ترجمہ: اور نوازل میں ہے کہ جب مٹی کے برتن اور پکی اینٹ جو فرش میں نہیں لگی ہو پر نجاست لگ جائے اگر یہ دونوں مستعمل ہوا ہوں تو تین دفعہ دھونے سے پاک ہوتے ہیں برابر ہے کہ خشک ہوا ہو یا نہ... اور اگر نیا ہو اور مستعمل نہ ہو اسی طرح کی نجاست کو جذب کرتا ہو پس ضروری ہے کہ ہر مرتبہ خشک ہو جائے یہاں تک کہ پانی ٹپکنا بند ہو جائے۔ شیخ کمال الدین ابن ہمام نے کہا ہے مناسب ہے کہ پرانی کی قید اس سے جو نجس گیلی ہو اور جو استعمال کے بعد چھوڑ کر یہاں تک کہ خشک ہو جائے پس وہ نئے کی حکم میں ہے۔

---

[1] مجمع الانهر وملتقىٰ البحر ص 60ج1 محولہ بالہ

[2] ايضا فتاوى قاضى خان ص 13ج 1 محولہ بالہ

[3] الحلبى، غنيۃ المستملى شرح منيۃ المصلى ص 186 محولہ بالہ

مسئلہ 360: اگر زمین (گھر کے صحن وغیرہ) پر ناپاکی لگ جائے۔اور پھر وہ مقام دھوپ یا آگ یا ہوا لگنے کی وجہ سے خشک ہو جائے۔اور ناپاکی کے نشانات بھی باقی نہ رہیں۔اور نہ ہی اس کی بو اور رنگ باقی رہے تو اب وہ مذکورہ زمین پاک ہو گئی۔اس پر نماز ادا کی تو جائز ہے لیکن تیمم جائز نہیں۔اگر اینٹ اور پتھر وغیرہ چونے یا سیمنٹ سے زمین کے ساتھ یوں مضبوطی کے ساتھ لگائے ہوں کہ اب بغیر کھدائی کہ نہ اکھڑ سکتے ہوں۔اور ایک جگہ سے دوسری جگہ آنا لیجانا بھی ناممکن ہو۔اور یا سیمنٹ کا فرش ہو تو اس کے متعلق بھی یہی حکم ہے۔جو کہ زمین کے متعلق ہے۔

مسئلہ 360: (وَمِنْهَا) الْجَفَافُ وَزَوَالُ الْأَثَرِ الْأَرْضُ تَطْهُرُ بِالْيُبْسِ وَذَهَابِ الْأَثَرِ لِلصَّلَاةِ لَا لِلتَّيَمُّمِ .هَكَذَا فِي الْكَافِي وَلَا فَرْقَ بَيْنَ الْجَفَافِ بِالشَّمْسِ وَالنَّارِ وَالرِّيحِ وَالظِّلِّ .كَذَا فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ وَيُشَارِكُ الْأَرْضَ فِي حُكْمِهَا كُلُّ مَا كَانَ ثَابِتًا فِيهَا كَالْحِيطَانِ وَالْأَشْجَارِ وَالْكَلَإِ وَالْقَصَبِ مَا دَامَ قَائِمًا عَلَيْهَا فَإِذَا انْقَطَعَ الْحَشِيشُ وَالْخَشَبُ وَالْقَصَبُ وَاصَابَتْهُ النَّجَاسَةُ لَا يَطْهُرُ إلَّا بِالْغُسْلِ .كَذَا فِي الْجَوْهَرَةِ النَّيِّرَةِ . الْآجُرَّةُ إذَا كَانَتْ مَفْرُوشَةً فَحُكْمُهَا حُكْمُ الْأَرْضِ تَطْهُرُ بِالْجَفَافِ وَإِنْ كَانَتْ مَوْضُوعَةً تُنْقَلُ وَتُحَوَّلُ لَا بُدَّ مِنْ الْغَسْلِ هَكَذَا فِي الْمُحِيطِ وَكَذَا الْحَجَرُ وَاللَّبِنَةُ .[1]

ترجمہ:اور ان کے خشک ہونااور اثر دور ہونا ہے زمین خشک ہونے سے اور نجاست کا اثر دور ہونے سے نماز کے واسطے پاک ہو جاتی ہے تیمم کے واسطے پاک نہیں ہوتی یہ کافی میں ہے دھوپ سے خشک ہونے میں اور آگ سے خشک ہونے میں اور ہوا سے خشک ہونے میں اور سایہ میں خشک ہونے میں کچھ فرق نہیں یہ بحر الرائق میں لکھا ہے زمین کے اس حکم میں وہ سب چیزیں شامل ہیں جو زمین میں قائم ہیں جیسے کہ دیواریں اور درخت اور گھاس اور نرکل جب تک وہ زمین میں کھڑے ہیں پس اگر گھاس اور لکڑی اور بانس کٹ جائیں اور پھر ان پر نجاست لگے تو بے دھوئے پاک نہ ہونگے یہ جوہرہ المنیرہ میں ہے اینٹیں اگر زمین میں بطور فرش بچھی ہوئی ہوں تو ان کا زمین کا حکم ہے خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہیں اور اگر زمین پر رکھی ہوئی ہے جو ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل ہوتی ہوں تو دھونا ضروری ہے یہ محیط میں لکھا ہے اور یہی حکم ہے پتھر کا اور کچی اینٹ کا.

اور فتح القدیر میں ہے

(وَإِنْ أَصَابَتْ الْأَرْضَ نَجَاسَةٌ فَجَفَّتْ بِالشَّمْسِ وَذَهَبَ أَثَرُهَا جَازَتْ الصَّلَاةُ عَلَى مَكَانِهَا)--- (وَ) لِهَذَا (لَا يَجُوزُ التَّيَمُّمُ بِهِ) (قَوْلُهُ فَجَفَّتْ بِالشَّمْسِ) اتِّفَاقِيٌّ لَا فَرْقَ بَيْنَ الْجَفَافِ بِالشَّمْسِ وَالنَّارِ أَوْ الرِّيحِ، وَالْمُرَادُ مِنْ الْأَثَرِ الذَّاهِبِ: اللَّوْنُ أَوْ الرِّيحُ. وَحَدِيثُ ذَكَاةِ الْأَرْضِ يُبْسُهَا ذَكَرَهُ بَعْضُ الْمَشَايِخِ أَثَرًا عَنْ عَائِشَةَ، وَبَعْضُهُمْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ، وَكَذَا رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْهُ، وَرَوَاهُ أَيْضًا عَنْ أَبِي قِلَابَةَ. وَرَوَى عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْهُ: جُفُوفُ الْأَرْضِ طَهُورُهَا، وَرَفَعَهُ الْمُصَنِّفُ، وَذَكَرَهُ فِي الْمَبْسُوطِ: أَيُّمَا أَرْضٍ جَفَّتْ فَقَدْ ذَكَتْ. حَدِيثًا مَرْفُوعًا،[2]

ترجمہ:اور اگر زمین کو نجاست پہنچ جائے پس سورج سے خشک ہوئی اور نجاست کا اثر ختم ہوا تو اس پر نماز جائز ہے---اور اس پر تیمم جائز نہیں یہ قول مصنف کا کہ سورج سے خشک ہوئی یہ اتفاقی ہے کہ سورج سے خشک ہونے اور آگ سے اور ہوا سے خشک ہونے میں کوئی فرق نہیں اور اثر سے مراد رنگ اور بو ہے اور حدیث جو زمین کے بارے میں ہے کہ زمین کی صفائی اس کا خشک ہونا ہے اور بعض مشائخ نے تو یہ اثر حضرت عائشہؓ قرار دیا ہے اور بعض نے محمد ابن حنفیہ کے اور اس طرح روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے اور روایت کی ہے ابن ابی قلابہ سے اور عبد الرزاق نے اس سے کہ زمین کی صفائی اس کا خشک ہونا ہے اور اس کو مصنف نے مرفوع کیا ہے اور ذکر کیا ہے مبسوط میں ہے کہ ہر زمین جب خشک ہو جائے تو پاک ہو گی یہ حدیث مرفوع ہے۔

---

[1] ایضا فتاویٰ الھندیہ ص49ج 1 محولہ بالہ ۔

[2] كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي المعروف بابن الهمام (المتوفى: 861هـ) فتح القدير ص199ج1 الناشر: دار الفكر الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ عدد الأجزاء: 10

مسئلہ 361: اینٹ جو زمین پر یوں ہی پڑی ہو اور فرش میں نہ لگی ہو اگر اس پر کوئی ناپاکی لگ گئی۔ تو خشک ہونے سے پاک نہیں ہوتی۔ دھونا اس کا ضروری ہے۔ اگر تین بار اسے دھویا گیا اور ہر بار رکھ کر قطرے گرنا بند ہو جائے۔ تو ظاہری حصہ پاک ہو گیا نماز اس پر ہو سکتی ہے۔

مسئلہ 362: اگر زمین کا کوئی حصہ ناپاک پانی سے گیلا ہو اور اس پر پاک چادر بچھادی جائے اور پھر چادر بھی نمی حاصل کر لے لیکن اتنی نہ ہو کہ نچوڑنے سے پانی اس سے ٹپکے تو اس سے ناپاک نہیں ہوتا پاک ہے۔ اور اس طرح اگر گیلی چادر جو پاک ہو کسی ناپاک خشک جگہ پر بچھائی جائے اور چادر کی نمی اس جگہ تک پہنچے لیکن نمی سے کپڑے پر ناپاکی کے اثرات ظاہر نہ ہوں۔ تو اس سے بھی مذکورہ کپڑا ناپاک نہیں ہوتا۔

مسئلہ 363: فرض کیجئے کہ دو چادریں ہیں۔ ایک پاک اور خشک ہے اور دوسری ناپاک اور گیلی ہے۔ اب اس آدمی نے یوں کیا کہ گیلی چادر خشک میں لپیٹی یا یوں ہی ساتھ رکھ دی۔ اب اس کی کچھ نمی اس خشک اور پاک چادر میں ظاہر ہو گئی۔ لیکن ناپاکی کی بو یا نشانات اسمیں ظاہر نہ ہوں۔ اس صورت میں اگر وہ پاک چادر اس قدر نم آلود ہو کہ نچوڑنے سے اس سے پانی وغیرہ ٹپکے یا صرف ایک دو قطرے ہی ٹپکیں۔ تو یہ پاک چادر بھی ناپاک ہو چکی ہے۔ اگر اس قدر گیلی نہ ہو تو پاک ہے اور اگر اس مسئلہ میں یہ دوسری چادر، پیشاب یا اسی طرح کسی اور نجاست سے گیلی ہو۔ اور اس مسئلے میں اگر وہ ناپاک چادر تک نمی بھی پہنچے تو بھی ناپاک ہو چکی۔

مسئلہ 361: وفی النوازل اذا اصابت الخزف او الآجر ای غیر المفروش نجاسۃ ان کان ذالک الخزف او الآجر قدیما ای مستعملا یطھر بالغسل ثلاثا سواء جفف او لم یجفف[1]

ترجمہ: اور نوازل میں ہے کہ جب مٹی کے برتن اور پکی اینٹ جو فرش میں نہیں لگی ہو پر نجاست لگ جائے اگر یہ دونوں مستعمل ہوا ہوں تو تین دفعہ دھونے سے پاک ہوتے ہیں برابر ہے کہ خشک ہوا ہو یا نہ۔

مسئلہ 362: وکذا حکم الثوب الیابس ایضا اذا بسط علی ارض نجسۃ رطبۃ بالماء فظھرت رطوبتھا فیہ لکن لا یقطر لو عصر فانہ لا یتنجس لما قلنا وکذا لو نشر الثوب المبلول الطاھر علی مکان یابس نجس فابتل منہ لکن لم یظھر عین النجاسۃ فی الثوب [2]

ترجمہ: اور اسی طرح حکم ہے خشک کپڑے کا جب وہ تر نجس زمین پر بچھادی جائے اور اس کی تری اس میں ظاہر ہو جائے لیکن اس سے نہیں ٹپکتا اگر نچوڑ دیا جائے تو نجس نہیں ہوتی جو کہ ہم نے بیان کیا ہے اور اسی طرح اگر تر کپڑے کو خشک نجس زمین پر بچھادیا پس زمین اس سے تر ہوئی لیکن نجاست کا اثر کپڑے میں نہیں دکھائی دیتا تو بھی نجس نہیں ہوتا۔

---

[1] ایضا کبیری ص 186 محولہ بالہ

[2] الحلبی، غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی ص 186 محولہ بالہ

مسئلہ 364: اگر وضو کر چکا ہو پھر گیلے پاؤں ناپاک زمین پر رکھ دیئے۔ زمین پر پاؤں کے نشانات تو پڑ گئے لیکن مٹی وغیرہ پاؤں سے نہ لگی اور پاؤں پر کچھ نشانات ناپاکی کے بھی ظاہر نہ ہوئے تو اس سے پاؤں ناپاک نہیں ہوتے۔

مسئلہ 365: اگر ناپاک بچھونے پر کوئی سو گیا۔ اور پھر اسے اتنا پسینہ آ جائے کہ بچھونے کو نمی پہنچ جائے۔ تو محض اس وجہ سے بدن اور کپڑے ناپاک نہیں ہوتے۔ ہاں اگر زیادہ پسینے سے بچھونا اس قدر گیلا ہو جائے کہ اس بچھونے کا گیلا پن اس کے کپڑوں یا بدن کو لگ جائے تو پھر ناپاک ہو جائے گا۔

مسئلہ 363: ولو بسطا المصلی ای السجادة علی شیءنجس رطب۔۔او لف الثوب الیابس الطاهرفی ثوب نجس رطب فاثرت الرطوبۃ النجسۃ فی ثوبہ فی الصورتین الاخریین او اثرت فی مصلاہ فی الصورة الاولی ینظران کان تاءثیرالرطوبۃ بحال لوعصر الثوب او المصلی یتقاطر منہ شیء ینتجس الثوب والمصلی والا ای وان لم یکن التاءثیر بذالک الحال فلا یتنجس وقد قدمنا فی فصل الاسار فی مثلہ ان هذا اذا کانت الرطوبۃ من الماء النجس لا عین النجاسۃ کالبول مثلا وایضا یشترط ان لا یو جد اثر النجاسۃ من لون او ریح علی ما حققناہ ثمۃ[1]

ترجمہ: اور اگر نمازی نے قالین کو کسی شے گیلا نجس پر بچھا دیا... یا لپیٹ دیا خشک پاک کپڑوں کو نجس تر کپڑوں میں تو اس کی صورت اس کپڑے میں ظاہر ہو گئی دوسری صورت میں یا پہلی صورت میں اس کا اثر اس مصلی میں ظاہر ہوا تو دیکھا جائے گا کہ اگر اس کا اثر تر اسی حال پر ہو کہ اگر نچوڑ دیا جائے یا اس مصلیٰ سے پانی ٹپکے تو دونوں صورتوں میں پلید ہو گیا اور ہم نے جوٹھوں کے بیان میں کہا ہے کہ جب رطوبت نجس پانی میں ہو نہ عین نجاست جیسا کہ بول وغیرہ اور اسی طرح شرط ہے کہ نجاست کا اثر پایا نہ جائے رنگ و بو سے اس پر جس کی ہم نے تحقیق کی ہے وہاں پر۔

مسئلہ 364: وکذا ان مشی علی ارض نجسۃ بعد ما غسل رجلیہ فابتلت الارض من بلل رجلیہ واسود وجہ الارض ای بالنسبۃ الی لو نہ الاول لکن لم یظهر اثر البلل المتصل بالارض فی رجلہ لم تتنجس رجلہ [2]

ترجمہ: اور اسی طرح اگر کوئی نجس زمین پر پاؤں کے دھونے کے بعد چلا تو اس کے پاؤں کی وجہ سے زمین تر ہو گئی اور زمین کالی ہو گئی اپنے پہلے رنگ کی نسبت لیکن زمین پر پاؤں کی وجہ سے اثر تر ظاہر نہیں ہوا تو اس کے پاؤں نجس نہیں ہوئے۔

مسئلہ 365: وکذا نام علی فراش نجس فعرق وابتل الفراش من عرقہ فانہ ان لم یصب بلل الفراش بعد ابتلالہ بالعرق جسدہ لا یتنجس جسدہ [3]

ترجمہ: اور اسی طرح اگر نجس بستر پر سو گیا اور اس کے پسینہ سے بستر تر ہوا پس اگر اس کے پسینہ کے بعد بستر ے کی تری اس کو نہیں پہنچی تو اس کا بدن نجس نہیں ہوا۔

---

[1] ایضا الحلبی ص 203محولہ بالہ

[2] ایضا الحلبی ص 175محولہ بالہ

[3] ایضا الحلبی ص 174محولہ بالہ

مسئلہ 366: بدن کے کسی مقام پر سینگی لگائی ہو (جراحی کا ایک عمل) اسی مقام سے یا کسی اور جگہ جو خون یا پیپ سے ناپاک ہو۔ اس پر تین بار گیلا کپڑا پھیرنے سے وہ جگہ پاک صاف ہو گئی۔

مسئلہ 367: اگر کسی کی انگلی یا دوسری جگہ پر کچھ ناپاکی لگی ہو۔ اور وہ بے شرم اسے تین بار مثلِ سگ (کتے کی طرح) چاٹ لے تو انگلی اسکی پاک ہو گئی لیکن ایسا کرنا منع ہے۔ اگر بچہ پستان چوستا ہو۔ اور اس پر قئے کر جائے اور پھر اسے چوس لے لئے اور کم از کم کئی بار چوس لے۔ تو اس سے بھی وہ پاک ہو گیا.

مسئلہ 368: اگر چھری خون آلودہ ہو یا ذبح شدہ بکری کا سر خون آلودہ ہو۔ آگ میں اسے رکھ دیا جائے۔ کہ خون جل جائے۔ تو پاک ہو گیا۔ اس طرح اگر مٹی یا لوہے یا تانبے کا کوئی ناپاک برتن اگر آگ میں رکھ دیا جائے تو پاک ہو گیا۔ اسی طرح اگر مٹی یا لوہے یا تانبے کا کوئی برتن اگر آگ میں رکھ دیا جائے تا کہ ناپاکی کے اثرات اس سے دور ہو جائیں، تو وہ بھی پاک ہو جاتا ہے۔

مسئلہ 366: اذا مسح موضع المحجمۃ بثلاث خرقات رطاب نظاف اجزاءہ عن الغسل لانہ یعمل عمل الغسل کذا فی المحیط السرخسی [1]

ترجمہ: جب حجامہ کی جگہ کو تین گیلی صاف کپڑوں سے صاف کیا تو اب یہ دھونے کی مانند ہے کیونکہ اس کے ساتھ دھونے کا عمل کیا گیا اسی طرح محیط سرخسی میں ہے۔

مسئلہ 367: فَتَطْهُرُ اصْبُعٌ وَثَدْيٌ تَنَجَّسَ بِلَحْسٍ ثَلَاثًا (قَوْلُهُ: فَتَطْهُرُ اصْبُعٌ الَخْ) عِبَارَةُ الْبَحْرِ: وَعَلَى هَذَا فَرَّعُوا طَهَارَةَ الثَّدْيِ اذَا قَاءَ عَلَيْهِ الْوَلَدُ ثُمَّ رَضَعَهُ حَتَّى زَالَ اثَرُ الْقَيْءِ، وَكَذَا اذَا لَحِسَ اصْبُعَهُ مِنْ نَجَاسَةٍ حَتَّى ذَهَبَ الْاثَرُ [2]

ترجمہ: اور نجس انگلی اور پستان تین مرتبہ چوسنے سے پاک ہوتے ہیں یہ قول کہ انگلی پاک ہوتی ہے یہ عبارت بحر کی ہے اور اس پر طہارت پستان کو قیاس کیا جب اس پر بچہ نے قے کیا پھر اس کا اثر چوسنے سے زائل ہو گیا اور اسی طرح جب انگلی کو چوسا نجاست سے یہاں تک کہ اس کا اثر ختم ہوا۔ تو بھی پاک ہوتی۔

مسئلہ 368: وکذا تجوز ازالتہا بالنار او بالتراب لان المقصود قلع اثرہا فاذا حصل بالنار او بالتراب اجزاء وحصول ذلک فی مواضع منہا اذا تلطخ السکین ونحوہ بالدم او تلطخ راس الشدۃ مثلا بہ ثم ادخل ذلک المتلطخ النار فاحترق الدم وزال اثرہ طہر الرءس والسکین ونحوہما بالنار لحصول المقصود [3]

---

[1] ایضا فتاویٰ الھندیہ ص49ج 1 محولہ بالہ ۔

[2] ابن عابدین، رد المحتار علی الدرالمختارص561ج1محولہ بالہ

[3] الحلبی، غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی ص 177 محولہ بالہ

ترجمہ: اور اس طرح اس کا ازالہ جائز ہے آگ یا مٹی سے کیونکہ اس میں مقصود نجاست کا دور کرنا ہے جب یہ آگ یا مٹی سے حاصل ہو جائے تو جائز ہے اور اس کا حصول بہت سے مواضع میں جس میں ایک جب چھری دم آلود ہو جائے یا سر خون آلود ہو جائے پھر اس

مسئلہ 369: اگر تندور میں ناپاکی کے چھینٹے پڑ جائیں۔ یا کوئی بچہ اس میں پیشاب کر جائے۔ یا کوئی گیلا کپڑا (جھاڑن) جو کہ پلید ہو اس میں پھیر دیا جائے تو مذکورہ تنور میں جب آگ جلائی جائے۔ تو آگ سے نجاست کے اثرات جل جائیں گے لہٰذا یہی جلانا کافی ہے۔ تندور پاک ہو گیا۔

مسئلہ 370: اگر پانی اور مٹی ملا دیئے جائیں۔ اور دونوں میں ایک ناپاک ہو۔ تو صحیح بات یہ ہے کہ مذکورہ مرکب مٹی ناپاک ہے۔

مسئلہ 371: اگر مٹی ناپاک ہو۔ اور اس سے کوئی برتن کوزہ، گھڑا وغیرہ بنا جائے۔ اور پھر اسے اگ میں رکھ کر پختہ کیا جائے۔ تو ناپاکی کے اثرات زائل ہو جائیں گے۔ اور مذکورہ برتن پاک ہو جائے گا۔

کو آگ میں داخل کیا اور خون جل گیا اور اس کا اثر ختم ہوا سر اور چھری سے بوجہ مقصود کے حاصل ہو جانے پر آگ سے تو دونوں پاک ہو گئے۔

مسئلہ 369: كَتَنُّورٍ رُشَّ بِمَاءٍ نَجِسٍ لَا بَاسَ بِالْخَبْزِ فِيهِ (قَوْلُهُ: رُشَّ بِمَاءٍ نَجِسٍ) ايْ: اوْ بَالَ فِيهِ صَبِيٌّ اوْ مُسِحَ بِخِرْقَةٍ مُبْتَلَّةٍ نَجِسَةٍ حِلْيَةٌ. (قَوْلُهُ: لَا بَاسَ بِالْخَبْزِ فِيهِ) ايْ: بَعْدَ ذَهَابِ الْبَلَّةِ النَّجِسَةِ بِالنَّارِ وَالَّا تَنَجَّسَ كَمَا فِي الْخَانِيَّةِ.[1]

ترجمہ: وہ تنور جو ناپاک پانی سے چھڑ کا گیا اس میں روٹی پکانے کا کچھ ڈر نہیں یہ قول کہ نجس پانی سے چھڑ کا جائے یعنی یا اس میں بچہ بول کرے اور یا نجس تر کپڑا اسے مسح کرے حلیہ میں ہے۔ اور یہ قول کہ اس میں روٹی پکانے میں کوئی حرج نہیں یعنی اس کے اثر کے جانے کے بعد ورنہ نجس ہو گا جیسا کہ خانیہ میں ہے۔

مسئلہ 370: الما والتراب اذااختلطا وكان احدهما نجسا فالطين نجس و قيل العبرة للما وقيل للتراب وقيل للغالب .[2]

ترجمہ: پانی اور مٹی جب خلط ہو جائے اور اس میں ایک نجس ہو تو یہ مرکب نجس ہے اور بعض کے نزدیک اعتبار پانی کا ہے اور بعض کے نزدیک مٹی کا اور بعض کے نزدیک جو غالب ہو اس کا اعتبار کیا جائے گا۔

اور قاضی خان میں ہے

التراب الطاہر اذا جعل طينا بالماءالنجس او على العكس الصحيح ان الطين نجس ايهاكان نجسا [3]

ترجمہ: پاک مٹی کو جب گیلا کیا جائے نجس پانی میں یا نجس مٹی اور پاک پانی تو صحیح یہ ہے کہ مٹی نجس ہے اور ان میں سے جو بھی نجس تھا۔

مسئلہ 371: (كَطِينٍ تَنَجَّسَ فَجُعِلَ مِنْهُ كُوزٌ بَعْدَ جَعْلِهِ عَلَى النَّارِ) يَطْهُرُ انْ لَمْ يَظْهَرْ فِيهِ اثَرُ النَّجَسِ بَعْدَ الطَّبْخِ ذَكَرَهُ الْحَلَبِيُّ.[4]

---

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدرالمختار ص571 ج1 محولہ بالہ

[2] منیۃ المصلی للکاشغری ص 119 محولہ بالہ

[3] ایضا قاضی خان ص 13 ج1 محولہ بالہ

[4] ایضا ابن عابدین ص 571 ج1 محولہ بالہ

ترجمہ: چنانچہ اس ناپاک مٹی کی طرح ہے جس سے کوزہ بنایا گیا آگ میں ڈالنے کے بعد تو وہ پاک ہو جاتا ہے اگر اس میں نجاست کا اثر پکانے کے بعد ظاہر نہیں ہوا ایسا ذکر کیا ہے حلبی نے۔

مسئلہ 372: اگر تیل ناپاک ہو اور کسی کے سر کے بالوں میں کوئی لگادے یا بدن کی کسی اور جگہ پر مل دیا جائے۔ یا ناپاک گھی میں انگلی ڈبودے یا کسی کپڑے کو لگ جائے۔ تو مطابق قاعدہ تین بار دھونے سے پاک ہو جاتا ہے۔ اگرچہ چکنائی کا اثر باقی ہو۔ تو بھی خیر ہے۔ کیونکہ صابن سے دھونا اور مذکورہ اثرات زائل کرنا واجب نہیں۔

مسئلہ 373: اگر تیل ناپاک ہو اور اس سے صابن بنایا جائے۔ تو جس قدر تیل صابن میں صرف ہو جائے تو وہ پاک ہو گیا۔

مسئلہ 374: اگر ناپاک مہندی ہاتھوں کو لگائی جائی۔ یا کسی دوسرے جگہ پر لگائی جائی۔ یا ناپاک رنگ سے کپڑے رنگے جائیں تو اگر تین بار باقاعدہ دھویا جائے۔ تو وہ پاک ہو گیا۔ اگرچہ رنگ نہ بھی جائے بس اس قدر دھلائی ضروری ہے۔ کہ اس سے صاف پانی (شفاف خود رنگ پانی) ٹپک جائے۔

مسئلہ 372: وان اصاب الدهن النجس الجلد وتشرب ای سری الدهن فی الجلد او ادخل الرجل یده فی السمن النجس او غیر ہ من الادهان النجسة --- ثم غسل ثلث مرات طهر الجلد والثوب والبدن وان بقی الثر الدهن --- فهو عفو[1]

ترجمہ: اور اگر تیل نجس کو کسی نے چمڑا پر لگایا اور وہ جذب ہوا یا کسی نے نجس گھی میں ہاتھ کو داخل کیا یا دوسرے نجس تیل میں... پھر تین مرتبہ ہاتھ کو دھولیا تو اس کی جلد، کپڑے اور بدن پاک ہوئی اگرکہ تیل کا اثر باقی رہا... پس وہ عفو ہے۔

مسئلہ 373: (و) یطهر (زیت) تنجس (بجعله صابونا) به یفتی للبلوی،[2]

ترجمہ: اور پاک ہو جاتا ہے ناپاک تیل اس سے صابن بنا ڈالنے سے اسی قول پر فتویٰ ہے عام استعمال کے وجہ سے۔

مسئلہ 374: اوالمرءة اختضبت بالحناء النجس او غیر ہ من الخضابات النجسة او الثوب اذا صبغ بالصبغ بالکسر النجس ثم غسل ---- ثلث مرات طهر الجلد --- والثوب من الصبغ النجس والید ---- وان بقی --- واثر الصبغ فی الثوب واثر الخضاب فی الید لان الاثر الذی یشق زواله لا یضر بقاءوه[3]

ترجمہ: یا عورت جب نجس مہندی یا اور کوئی رنگ نجس لگادیں یا کپڑا جب نجس رنگ سے رنگا جائے پھر دھویا جائے... تین مرتبہ تو جلد پاک ہوئی... اور کپڑا نجس رنگ سے اور ہاتھ... اگر وہ اس میں باقی رہ جائے اور رنگ کا اثر کپڑوں میں اور مہندی کا اثر ہاتھ میں کیونکہ جو اثر اس سے لیا گیا ہے اس کا باقی رہنا مضر نہیں۔

---

[1] ایضا الحلبی ص 172 محولہ بالہ

[2] ایضا الدرمختار ص47 محولہ بالہ

[3] الحلبی ، غنیة المستملی شرح منیة المصلی ص 172 محولہ بالہ

اور در مختار میں ہے

مسئلہ 375: اگر پاخانہ یا گوبر (لید) وغیرہ جل کر راکھ ہو جائے۔ تو مذکورہ راکھ پلید نہیں۔ اگر اس پر نماز بھی پڑھی جائے تو جائز ہے۔ مسئلہ 376: اگر سوٗر یا گدھا یا کتا یا اس قسم کا کوئی اور حیوان نمک کی کان میں گرپڑے اور نمک ہو جائے۔ تو مذکورہ نمک ناپاک نہیں۔ اس کا کھانا جائز ہے۔ کیونکہ اس کی حقیقت بدل گئی۔ لیکن اس میں بعض لوگوں کا اختلاف بھی ہے۔
مسئلہ 377: اگر کھڑی ہوئی گھاس پر ناپاکی لگ جائے۔ تو جب وہ سوکھ جائیگی پلید گی کے اثرات اس پر سے زائل ہو جائیں۔ لہٰذا پاک ہو جائیگی۔ لیکن اگر وہ گھاس کاٹی گئی ہو۔ تو پھر پاک نہیں ہوئی۔ اسکی دھلائی ضروری ہے۔

بل یطھر ما صبغ او خضب بنجس بغسلہ ثلاثا والاولیٰ غسلہ الی ان یصفو الماء،[1]

ترجمہ: بلکہ پاک ہو جاتا ہے وہ جو رنگ کیا گیا ناپاک چیز سے چنانچہ مہندی اور کسم ناپاک ہیں اس کے تین بار دھوڈالنے سے۔

مسئلہ 375: (وَمِنْهَا) الْاحْرَاقُ السِّرْقِينُ اذَا احْرِقَ حَتَّى صَارَ رَمَادًا فَعِنْدَ مُحَمَّدٍ يُحْكَمُ بِطَهَارَتِهِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى .هَكَذَا فِي الْخُلَاصَةِ وَكَذَا الْعَذِرَةُ .هَكَذَا فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ .[2]

ترجمہ: ان میں سے گوبر جلانا ہے اگر جل کر راکھ ہو جائے تو امام محمدؒ کے نزدیک اس کی طہارت کا حکم ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہے یہ خلاصہ میں لکھا ہے اور یہی حکم ہے پائخانہ کا یہ بحر الرائق میں لکھا ہے۔

اور شامی میں ہے

(لا) یکون نجسا (رماد قذر) والا لزم نجاسۃ الخبز في سائر الامصار (قولہ: قذر) بفتح القاف والذال المعجمۃ، والمراد بہ العذرۃ والروث کما عبر في المنیۃ. (قولہ: والا) اي: وان لا نقل انہ لا یکون نجسا، وظاھرہ ان العلۃ الضرورۃ، وصریح الدرر وغیرھا ان العلۃ ھي انقلاب العین کما یاتي، لکن قدمنا عن المجتبی ان العلۃ ھذہ وان الفتوی علی ھذا القول للبلوی، فمفادہ ان عموم البلوی علۃ اختیار القول بالطھارۃ المعللۃ بانقلاب العین فتدبر.[3]

ترجمہ: ناپاک نہیں ہوتی نجاست کی راکھ چنانچہ گوبر اور لید اور گندگی آدمی کی ورنہ لازم آوے ناپاک ہونا روٹی کا اکثر شہروں میں یعنی جہاں لکڑی میسر نہیں یہ قول کہ قذر قاف کے فتحہ اور ذال معجمہ اور مراد اس سے گوبر اور لید ہے جیسا کہ منیہ میں ہے اور یہ قول کہ اور یہ منقول نہیں کہ یہ نجس نہیں ہوتا اور ظاہر ہے کہ علت اس میں ضرورت ہے اور تصریح کی ہے درر وغیرہ میں کہ علت انقلاب عین کا ہے لیکن ہم نے مجتبیٰ سے بیان کیا ہے کہ علت یہ ہے اور فتویٰ اس پر عموم بلوی کی وجہ سے ہے پس اس کا فائدہ یہ کہ عموم بلویٰ ایک علت اختیار کردہ ہے کہ قول طہارت پر جس میں علت ہو انقلاب عین کی وجہ سے اس میں سوچ کر۔

مسئلہ 376: یکون طاہر۔۔۔اومات الحمار فی الملحۃ وکذا ان وقع فیھا برد موتہ وکذا الکلب والخنزیر لو وقع فیھا فصار ملحا .[4]

ترجمہ: وہ پاک ہوتا ہے… یا گدھا نمک کے کان گرپڑے اور اسی طرح اگر اس میں کتا یا خنزیر گرپڑے اور اس سے نمک بن جائے تو یہ پاک ہے۔

مسئلہ 377: الْأَرْضُ تَطْهُرُ بِالْيُبْسِ وَذَهَابِ الْأَثَرِ لِلصَّلَاةِ لَا لِلتَّيَمُّمِ .هَكَذَا فِي الْكَافِي وَلَا فَرْقَ بَيْنَ الْجَفَافِ بِالشَّمْسِ وَالنَّارِ وَالرِّيحِ وَالظِّلِّ .كَذَا

[1] درمختار ص48محولہ بالہ
[2] ایضا فتاویٰ الھندیہ ص49ج 1 محولہ بالہ ۔
[3] ایضا شامی ص586ج1 محولہ بالہ
[4] ایضا الکبیری ص 165 محولہ بالہ

مسئلہ 378: اگر کپڑوں یابدن میں کوئی حصہ ناپاک ہو جائے اور اسے یاد نہ رہے کہ وہ کونسی جگہ ہے جو ناپاک ہو چکی ہے، لیکن وہ اندازے کے مطابق اتنی جگہ دھوتا ہو لیکن اسے یہ علم نہ ہو کہ وہ ناپاک جگہ یہ ہے یا کوئی اور ہے تو بھی خیر ہے وہ پاک ہو گیا۔ لیکن بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ بطور احتیاط پورا دھونا چاہیئے۔ اسی طرح اگر روئی میں سے کچھ ناپاک ہو چکی ہو اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ کتنی اور کونسی ناپاک ہو چکی۔ اب روئی دھننے کے لئے ننداف کو دی گئی۔ اور دھنائی سے کچھ روئی اڑ گئی تو اب بقایا روئی کو ناپاک نہیں کہا جائے گا۔ بلکہ پاک تصور ہو گی۔ لیکن اگر یہ معلوم ہو کہ ناپاک روئی مٹھی بھر تھی تو جو اڑ چکی ہیں وہ کم از کم مُٹھی بھر ہونا ضروری ہے اور اگر باقی معلوم نہ ہو تو وہ اور بات ہے۔ اس طرح اگر گاہ کرتے وقت بیل وغیرہ غلّے کے دانوں پر پیشاب کر جائیں تو جس قدر دانے پیشاب آلود ہو جائیں کم سے کم اس مقدار کے برابر دانے دھولیں۔ یا کسی کو خیرات دے دیں۔ یا عشر میں دے دے یا فروخت کر دے۔ یا کوئی اور تصرف بیچ میں ہو جائے۔ تو اب سارے دانے پاک ہو گئے۔ اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ کونسے دانے پیشاب آلود ہو چکے ہیں اور کس قدر ہیں تو بھی مذکورہ تصرف سے پاک ہو چکے۔

فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ وَيُشَارِكُ الْاَرْضَ فِي حُكْمِهَا كُلُّ مَا كَانَ ثَابِتًا فِيهَا كَالْحِيطَانِ وَالْاَشْجَارِ وَالْكَلَا وَالْقَصَبِ مَا دَامَ قَائِمًا عَلَيْهَا فَاذَا انْقَطَعَ الْحَشِيشُ وَالْخَشَبُ وَالْقَصَبُ وَاصَابَتْهُ النَّجَاسَةُ لَا يَطْهُرُ الَّا بِالْغُسْلِ .كَذَا فِي الْجَوْهَرَةِ النَّيِّرَةِ .[1]

ترجمہ: زمین کو خشک ہونے سے اور نجاست کا اثر دور ہونے سے نماز کے واسطے پاک ہو جاتی ہے۔ تیمم کے واسطے پاک نہیں ہوتی یہ کافی میں لکھا ہے دھوپ سے خشک ہونے میں اور آگ سے خشک ہونے میں اور ہوا سے خشک ہونے میں اور سایہ سے خشک ہونے میں کچھ فرق نہیں یہ بحر الرائق میں لکھا ہے زمین کے اس حکم میں وہ سب چیزیں شامل ہیں جو زمین میں قائم ہیں جیسے کہ دیواریں اور درخت اور گھاس اور نرکل جب تک زمین میں کھڑے ہیں پس اگر گھاس اور لکڑی اور بانس کٹ جائیں اور پھر ان پر نجاست لگے تو بے دھوئے پاک نہ ہونگے یہ جوہرۃ النیرہ میں لکھا ہے۔

اور شامی میں ہے

(وشجر وكلا قائمين في ارض كذلك) اي: كارض، فيطهر بجفاف وكذا كل ما كان ثابتا فيها لاخذه حكمها باتصاله بها فالمنفصل يغسل لا غير، الا حجرا خشنا كرحى فكارض. (قوله: وكلا) بوزن جبل. قال في المغرب: هو اسم لما يرعاه الدواب رطبا كان او يابسا. (قوله: وكذا الخ) ومثله الحصى اذا كان متداخلا في الارض كما في المنية. وفي التتارخانية: اما اذا كان على وجه الارض لا يطهر. اهـ. والظاهر ان التراب لا يتقيد بذلك، والا لزم تقييد الارض التي تطهر باليبس بما لا تراب عليها تامل.[2]

ترجمہ: وہ درخت اور گھاس جو زمین پر جما ہوا ہے اسی طرح کا ہے یعنی زمین کے مانند ہے کہ یہ سب چیزیں نجاست کے خشک ہو جانے سے پاک ہو جاتی ہیں اور اسی طرح وہ چیز جو زمین پر ثابت اور قائم ہے خشک ہونے سے طاہر ہو جاتی ہیں چنانچہ دہلیز اس واسطے کہ اس کے فصل ہونے سے زمین کے ساتھ اس نے زمین کا حکم پیدا کیا تو جو چیز کہ زمین سے جدا ہے۔ چنانچہ غیر مفروش اینٹ وغیرہ تو وہ دھونے سے پاک ہوتی ہے نہ اس کے غیر سے مگر کھردار پتھر چنانچہ چکی وہ زمین کے مانند خشک ہونے سے پاک ہوتی ہے۔ اور یہ قول کہ گھاس بوزن جبل کے مغرب میں کہا گیا ہے یہ نام ہے جس میں چوپائے گھاس کھاتے ہے خشک ہو یا تر اور یہ قول کہ اسی طرح اور اس کی مثال سنگریزکی ہے جب وہ زمین میں داخل ہو جیسا کہ منیہ میں ہے اور تاتار خانیہ میں ہے اور زمین کے اوپر ہو تو وہ پاک نہیں ہوتا۔ اور ظاہر یہی

[1] ایضا ھندیہ ص 49محولہ بالہ

[2] ایضا ابن عابدین شامی ص 565ج1 محولہ بالہ

ہے کہ مٹی اسی طرح مقید نہیں کیا جائے گا ورنہ لازم آئیگا زمین کا مقید ہونا جو خشک ہونے سے پاک ہوتی ہے جس پر مٹی نہ ہو اس میں سوچ کر۔

مسئلہ 379: اگر شہد یا دودھ ناپاک ہو جائیں تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اتنی مقدار برابر اس میں پانی ملا دیا جائے۔ اور پھر آگ پر رکھ کر جوش دیا جائے کہ مذکورہ پانی خشک ہو جائے۔ پھر دوبارہ یہی عمل کیا جائے۔ تو پاک ہو جائے گا۔ اگر تیل یا گھی یا اس طرح کوئی اور چیز ناپاک ہو جائے۔ تو اس میں پانی ڈال کر آگ پر رکھ دیا جائے۔ جس وقت وہ جوش کھائے گا۔ تو گھی وغیرہ پانی کے اوپر آجائے گا۔ پھر کسی طریقے سے اسے پانی سے جدا کیا جائے۔ پھر اس میں اور پانی ڈال دیا جائے۔ اس طرح تین بار ایسا کیا جائے۔ تو وہ پاک ہو جائے گا۔ اور بعض معتبر کتب میں لکھا گیا ہے۔ کہ اس کو پاک کرنے کے لئے آگ پر رکھنا اور جوش دینا شرط نہیں۔ مثلاً تیل میں پانی ڈالنے کے بعد بغیر آگ پر رکھے کسی طریقے سے تیل پانی سے علیحدہ کیا جائے۔ اور یہ عمل تین بار کرنے سے وہ پاک

مسئلہ 378: اذَا تَنَجَّسَ طَرَفٌ مِنْ اطْرَافِ الثَّوْبِ وَنَسِيَهُ فَغَسَلَ طَرَفًا مِنْ اطْرَافِ الثَّوْبِ مِنْ غَيْرِ تَحَرٍّ حُكِمَ بِطَهَارَةِ الثَّوْبِ هُوَ الْمُخْتَارُ فَلَوْ صَلَّى مَعَ هَذَا الثَّوْبِ صَلَوَاتٍ ثُمَّ ظَهَرَ انَّ النَّجَاسَةَ فِي الطَّرَفِ الْاخَرِ يَجِبُ عَلَيْهِ اعَادَةُ الصَّلَوَاتِ الَّتِي صَلَّى مَعَ هَذَا الثَّوْبِ كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ وَالِاحْتِيَاطُ انْ يَغْسِلَ جَمِيعَ الثَّوْبِ ۔۔۔الْمَحْلُوجُ النَّجِسُ اذَا نُدِفَ انْ كَانَ الْكُلُّ اوْ النِّصْفُ نَجِسًا لَا يَطْهُرُ وَانْ كَانَ يَسِيرًا بِحَيْثُ يَحْتَمِلُ انْ يَذْهَبَ بِهَذَا الْفِعْلِ يُحْكَمُ بِطَهَارَتِهِ كَالْكُدْسِ اذَا تَنَجَّسَ فَقُسِّمَ بَيْنَ الدِّهْقَانِ وَالْعَامِلِ يُحْكَمُ بِطَهَارَتِهِ .كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ . الْحِنْطَةُ تُدَاسُ بِالْحُمُرِ تَبُولُ وَتَرُوثُ وَيُصِيبُ بَعْضَ الْحِنْطَةِ وَيَخْتَلِطُ مَا اصِيبَ مِنْهَا بِغَيْرِهِ قَالُوا : لَوْ عَزَلَ بَعْضَهَا وَغَسَلَ ثُمَّ خَلَطَ الْكُلَّ ابِيحَ تَنَاوُلُهَا وَكَذَلِكَ لَوْ عَزَلَ وَوَهَبَهُ مِنْ انْسَانٍ اوْ تَصَدَّقَ بِهِ عَلَيْهِ كَذَا فِي الذَّخِيرَةِ .[1]

ترجمہ: اگر پاک کپڑے کا کوئی کنارہ نجس ہو جائے اور اس کو بھول گیا اور بغیر سوچے گمان غالب سے اس کپڑے کے کسی کنارے کو دھولیا تو اس کپڑے کے پاک ہونے کا حکم کیا جائے گا یہی مختار ہے اگر اس کپڑے سے بہت سی نمازیں پڑھیں پھر ظاہر ہو گیا کہ دھوہ اور طرف اور نجاست اور طرف تھی تو جس قدر نمازیں اس کپڑے سے پڑھیں ان کا اعادہ واجب ہے یہ خلاصہ میں ہے اور احتیاط یہ ہے کہ سارہ کپڑہ دھولے۔۔۔ روئی نجس جب دھننے گئے تو اگر کل یا نصف نجس ہو تو دھنی گئی سے پاک نہیں ہوتی اور اگر کم ہو کہ دھننے سے وہ اثر ختم ہو گا تو اس کی طہارت کا حکم کیا جائے گا۔ جیسا کہ کدس جب دہقان اور عامل کے درمیان بانٹا جائے تو اس کی طہارت کا حکم کیا جائے گا۔ اسی طرح خلاصہ میں ہے۔ اسی طرح گاہ کرتے وقت دانوں میں بیل وغیرہ بول و براز کرتے ہیں اور بعض دانوں کو پہنچ جاتا ہے اور وہ دوسروں میں خلط ہو جاتے ہیں تو کہا گیا ہے کہ اگر اس سے کچھ علیحدہ کیا جائے اور اس کو دھویا جائے اور باقی میں خلط کیا جائے تو سب پاک ہو گئے اس کا کھانا جائز ہے اور اسی طرح کہ کچھ حصہ کو علیحدہ کیا اور کسی کو صدقہ کیا تو پاک ہو گئے یہ ذخیرہ میں ہے۔

اور شامی میں ہے۔

وانما يجوز الانتفاع لوقوع الشك في بقاء النجاسة في الموجود وكذا الندف، ومن عده شرط كون النجس مقدارا قليلا يذهب بالندف والا فلا يطهر كما في البزازية. اهـ[2]

ترجمہ: اور جائز ہے فائدہ اٹھانا شک ہونے کی وجہ سے کہ نجاست باقی ہے موجودہ میں اور اسی طرح نداف کے دھننے سے اور اس کے علاوہ یہ شرط کہ یہ نجس ہو تھوڑی مقدار تو دھننے سے ختم ہوتی ہے اور اگر زیادہ ہو تو پاک نہیں ہوتی جیسا کہ بزازیہ میں ہے۔

---

[1] ایضا هندیه ص50،48محوله باله

[2] ابن عابدين شامی ص 552ج1 محوله باله

مسئلہ 379: وَيَطْهُرُ لَبَنٌ وَعَسَلٌ وَدِبْسٌ وَدُهْنٌ يُغْلَى ثَلَاثًا (قَوْلُهُ: وَيَطْهُرُ لَبَنٌ وَعَسَلٌ الخْ) قَالَ فِي الدُّرَرِ: لَوْ تَنَجَّسَ الْعَسَلُ فَتَطْهِيرُهُ انْ يُصَبَّ فِيهِ مَاءٌ بِقَدْرِهِ فَيُغْلَى حَتَّى يَعُودَ الَى مَكَانِهِ، وَالدُّهْنُ يُصَبُّ عَلَيْهِ الْمَاءُ فَيُغْلَى فَيَعْلُو الدُّهْنُ الْمَاءَ فَيُرْفَعُ بِشَيْءٍ هَكَذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اھ وَهَذَا عِنْدَ ابِي يُوسُفَ خِلَافًا لِمُحَمَّدٍ، وَهُوَ اوْسَعُ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى كَمَا فِي شَرْحِ الشَّيْخِ اسْمَاعِيلَ عَنْ جَامِعِ الْفَتَاوَى. وَقَالَ فِي الْفَتَاوَى الْخَيْرِيَّةِ: ظَاهِرُ كَلَامِ

ہو جائے گا۔ اگر گھی جم گیا ہو تو پانی ڈالنے کے بعد پگھلانا ضروری ہے اور اگر گھی میں ناپاکی پڑ جائے مثلاً چوہا اس میں گر کر مر جائے تو چوہا جہاں گرا ہو اس مقام اور اس کے ارد گرد گھی نکال دیا جائے باقی پاک ہو گیا۔

الْخُلَاصَةِ عَدَمُ اشْتِرَاطِ التَّثْلِيثِ، وَهُوَ مَبْنِيٌّ عَلَى انَّ غَلَبَةَ الظَّنِّ مُجْزِئَةٌ عَنْ التَّثْلِيثِ وَفِيهِ اخْتِلَافُ تَصْحِيحٍ، ثُمَّ قَالَ: انَّ لَفْظَةَ: فَيُغْلَى ذُكِرَتْ فِي بَعْضِ الْكُتُبِ. وَالظَّاهِرُ انَّهَا مِنْ زِيَادَةِ النَّاسِخِ، فَانَّا لَمْ نَرَ مَنْ شَرَطَ لِتَطْهِيرِ الدُّهْنِ الْغَلَيَانَ مَعَ كَثْرَةِ النَّقْلِ فِي الْمَسْالَةِ وَالتَّتَبُّعِ لَهَا الَّا انْ يُرَادَ بِهِ التَّحْرِيكُ مَجَازًا، فَقَدْ صَرَّحَ فِي مَجْمَعِ الرِّوَايَةِ وَشَرْحِ الْقُدُورِيِّ انَّهُ يُصَبُّ عَلَيْهِ مِثْلُهُ مَاءً وَيُحَرَّكُ فَتَامَّلْ. اھ. اوْ يُحْمَلُ عَلَى مَا اذَا جَمَدَ الدُّهْنُ بَعْدَ تَنَجُّسِهِ. ثُمَّ رَايْت الشَّارِحَ صَرَّحَ بِذَلِكَ فِي الْخَزَائِنِ فَقَالَ: وَالدُّهْنُ السَّائِلُ يُلْقَى فِيهِ الْمَاءُ، وَالْجَامِدُ يُغْلَى بِهِ حَتَّى يَعْلُوَ الخْ. ثُمَّ اشْتِرَاطُ كَوْنِ الْمَاءِ مِثْلَ الْعَسَلِ اوْ الدُّهْنِ مُوَافِقٌ لِمَا فِي شَرْحِ الْمَجْمَعِ عَنْ الْكَافِي، وَلَمْ يَذْكُرْهُ فِي الْفَتْحِ وَالْبَحْرِ. وَذَكَرَ الْقُهُسْتَانِيُّ عَنْ بَعْضِ الْمُفْتِينَ الِاكْتِفَاءَ فِي الْعَسَلِ وَالدِّبْسِ بِالْخُمُسِ[1]

ترجمہ: اور دودھ، شہد، شیرہ خرما اور تیل تین بار کے جوش دینے سے پاک ہوتا ہے۔ یہ قول کہ پاک ہوتا ہے دودھ اور شہد درر میں کہا گیا ہے۔ اگر نجس ہوا شہد پس اس کی پاکی یہ ہے کہ اس میں پانی ڈالی جائے اس شہد کے مقدار پس اس کو آگ پر رکھ کر جوش دیا جائے یہاں تک کہ اپنی حالت پر آجائے۔ اور تیل میں پانی ڈال کر جوش دیکر وہ سر پر آئے پس کسی چیز کے واسطے ہٹادیا جائے گا اور اس طرح تین مرتبہ کیا جائے گا۔ اور یہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک امام محمدؒ کا خلاف ثابت ہے، اور اس کا قول زیادہ وسیع ہے اور اس پر فتویٰ ہے جیسا کہ شرح شیخ اسماعیل میں جامع الا فتاوی سے نقل ہے۔ اور فتاوی خیریہ میں کہا گیا ہے ظاہر کلام خلاصہ کا تین مرتبہ دھونے کی شرط عدم ہے اور یہ ظن مبتلا پر ہے پھر کہا کہ لفظ پس جوش دیا جائے بعض کتب میں ذکر کیا ہے اور صحیح یہ کہ یہ لفظ ناسخ کی زیادۃ کی وجہ سے ہے پس ہم نہیں دیکھا اس میں شرط جوش دینے کے باوجود کثرت نقل کا اسی مسئلہ میں اور اس کے تابع میں مگر کہ اس سے مراد لیا جائے تحریک مجازاً پس تصریح کی ہے مجمع الروایۃ میں اور شرح قدوری میں کہ اس پر اس کی مثل پانی ڈالا جائے اور پھر حرکت دی جائے تاکہ مل کر جب تیل پانی پر جم جائے تو کسی شئے سے اٹھایا جائے پھر میں نے شارح کو خزاین میں اسی طرح کی تصریح پر دیکھا ہے۔ پس فرمایا اور بہہ جانے والے تیل میں پانی ڈالا جائے اور جامد میں اس کو پانی میں جوش دیا جائے یہاں تک کہ اوپر آجائے پھر اس میں کہ پانی اس کے مثل شہد یا تیل ہو یہ موافق ہے اس کے جو شرح مجمع میں کافی سے نقل کیا ہے اور اس کا ذکر فتح اور بحر میں نہیں کیا ہے اور قہستانی نے بعض مفتین سے نقل کیا ہے کہ شہد اور دبس پانچویں حصہ پر اکتفا کیا ہے۔

اور ہندیہ میں ہے

---

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدرالمختار ص597ج1محولہ بالہ

الفارة لو ماتت فی السمن ان کان جامداقورا ما حولہ ورمی بہ والباقی طاھر یوکل وان کان مائعا لم یوکل وینتفع من غیرجھۃ الاکل مثل استصباح ودبغ الجلد ھکذا فی الخلاصۃ[1]

ترجمہ: اگرچوہا گھی میں مر جائے اگر گھی جامد ہو تواس کے ارد گرد کو دور کر کے پھینک دیا جائے اور باقی پاک ہے بس کھایا جائے اور مائع

مسئلہ 380: اگر کنواں ناپاک ہو جائے۔ اور اب اس سے پانی نکالنا ضروری ہو جائے اور پھر وہی پانی زمین میں جذب ہو جائے تو کنواں پاک ہو گیا۔

مسئلہ 381: جس پانی سے ناپاک چیز دھوئی جائے تو وہ پانی ناپاک ہو گیا۔ لیکن فرق اس قدر ہے کہ ناپاک کپڑے اول مرتبہ جس پانی سے دھوئے جایئے۔ اگراسی پانی سے کوئی اور کپڑا ناپاک ہو چکا ہو۔ تو یہ مؤخر الذکر تب پاک ہو گا۔ جب تین بار دھو یا جائے۔ اگر پہلے کپڑا دوسری بار دھلائی والے پانی سے ناپاک ہو چکا ہو۔ تو دو بار دھلائی سے پاک ہو گا۔ اور اگر تیسری بار کی دھلائی والے پانی سے ناپاک ہو جائے۔ تو صرف ایک بار دھونے سے ہی پاک ہو جائے گا۔ لیکن تین مرتبہ دھونا زیادہ احسن ہے۔

ہو تو کھانے کے علاوہ اور چیزے جیسے دباغت وغیرہ کے کام میں لایا جائے اسی طرح خلاصہ میں ہے۔

مسئلہ 380: وکذا البئراذا تنجست فغارت ثم عاد ماوھا فی روایۃ تعود نجسۃ وفی روایۃ لا وذکر فی فتاوی قاضی خان ان الاظھر فی البئر ان یعود نجسا المذکور فیھا فی فصل البئر الصحیح انہ طاھر ویکون ذالک بمنزلۃ النزح ، وذکر فی المحیط الاظھر ان لا یعود نجسا لان الزائل لایعود بلا سبب جدید والماء العائد غیر معلوم انہ عین الاول بل الغالب انہ غیرہ فلا یکون نجسا [2]

ترجمہ: اسی طرح اگر کنواں نجس ہو گیا اور اس کا پانی زیادہ ہو کر باہر نکل گیا اور پھر اپنی حالت کو واپس ہو گیا تو ایک روایۃ میں پاک ہوا اور ایک روایت میں نجس اور قاضی خان نے ذکر کیا ہے کہ مذکورہ کنواں نجس ہے جو کہ اس نے فصل مافی البئر میں ذکر کیا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ یہ پاک ہے اور یہ ایسا ہوا جیسا کہ پانی نکالنا اور محیط میں ذکر کیا ہے کہ یہ نجس نہیں ہے کیونکہ اس کا زائل ہونا بغیر نئے سبب کے نہیں ہوتا اور واپس ہونے والا پانی معلوم نہیں ہے کہ یہ وہی پانی ہے یا اور بلکہ غالب یہ ہے کہ یہ اور پانی ہے پس وہ نجس نہیں ہوتا۔

اور شامی میں ہے

وكذا كل ما حكم بطهارته بغير مائع --- (قوله: بغير مائع) اي: كالدلك في الخف، والجفاف في الارض، والدباغة الحكمية في الجلد، وغوران الماء في البئر[3]

ترجمہ: اور اسی طرح ہر وہ جس کی طہارت پر حکم کیا جاتا ہے بغیر مائع کے.... یہ قول کہ بغیر مائع کے جیسا کہ موزہ کا رگڑنا اور زمین کا خشک ہونا اور حکمی دباغت چمڑا میں اور کنویں کا پانی باہر آنا وغیرہ۔

---

[1] ایضا ہندیہ ص 45ج1 محولہ بالہ

[2] ایضاالحلبی غنیۃ شرح منیہ ص 156محولہ بالہ

[3] ایضا شامی ص 568ج1محولہ بالہ

مسئلہ 381:والمیاۃ الثلاثۃ نجسۃ متفاوتۃ فالاول اذا اصاب شیاء یطھر بالثلاث والثانی بالمثنی والثالث بالواحد کذا فی المحیط السرخسی[1]

مسئلہ 382:اگر ناپاکی پانی میں گر پڑے جسکی وجہ سے چھینٹے اچھل کر کسی پر لگ جائیں۔ مثلاً اگر کسی نے پانی میں گوبر پھینک دیا اور پانی کی چھینٹے کسی کے کپڑوں پر لگ گئے۔ اگر کپڑوں پر ناپاکی کے اثرات نظر آئیں۔ تو کپڑے ناپاک ہوں گے ورنہ نہیں۔

مسئلہ 383: اگر کوئی کپڑا دو تہہ ہو۔ ایک تہہ پاک ہو اور دوسری ناپاک۔ تو اس صورت میں اگر دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ملحق سی دیے ہوں تو دونوں ناپاک تصور ہوں گے۔ اگر اس کا ناپاک حصہ بوقت نماز پاؤں کے نیچے یا سجدے کے مقام پر آئے۔ تو اس کپڑے پر نماز کی ادائیگی جائز نہیں اگر سیئے ہوئے نہ ہو۔ لیکن اس صورت میں کہ کپڑا اس قدر موٹا ہو کہ دوسری ناپاک تہہ کی ناپاکی رنگ یا بو کی شکل میں اس پر ظاہر نہ ہو۔

ترجمہ: اور پانی کے نجس ہونے کی بھی متفاوت تین قسمیں ہیں ایک وہ جو کسی شئے کو پہنچ جائے تو تین مرتبہ دھونے سے پاک ہوتا ہے اور دوسری یہ کہ دو بار سے اور تیسری یہ کہ ایک مرتبہ سے اسی طرح محیط سرخسی میں لکھا ہے۔

مسئلہ 382:حمار بال فی الماء فخرج منہ رشاش فاصاب من ذالک الرش ثوب انسان لا یمنع ذالک الرش جواز الصلوۃ بذالک الثوب وان کثر حتی یستیقن انہ ای ذلک الرش بول و کذا رمیت العذرۃ فی الماء فخرج منھا رشاش فاصاب ثوبا ان ظھر اثرھا فیہ تنجیس والا فلا ھذا ھوالمختار[2]

ترجمہ: گدھے نے پانی میں بول کیا اور اس سے چھینٹیں کسی انسان کے کپڑوں کو پہنچ گئے تو یہ مانع نماز نہیں ہے اگر کہ زیادہ ہو یہاں تک کہ اس کا یقین آ جائے کہ یہ چھینٹیں پیشاب ہے اور اسی طرح پانی میں پھینکی ہوئی نجاست پس اس سے چھینٹیں نکل آئے اور کپڑے پر لگ گئے اگر نجاست کا اثر اس میں ظاہر ہو تو نجس ہوتا ہے ورنہ نہیں اور یہ مختار قول ہے۔

اور شامی میں ہے

لكن فيه ايضا عن الكرماني ان هذا ما لم ير على الثوب والا وجب غسله اذا صار بالجمع اكثر من قدر الدرهم. اهـ. وكذا نبه عليه في شرح المنية فقال: والتقييد بعدم ادراك الطرف ذكره المعلى في نوادره عن ابي يوسف.[3]

ترجمہ: لیکن اس میں بھی کرمانی سے نقل کیا ہے یہ اس وقت جب کپڑوں پر اس کا اثر نہ دیکھا جائے ورنہ اس کا دھونا لازم ہے جب سب جمع ہو کر ایک درہم کی مقدار سے زیادہ ہو جائے۔ اور اسی طرح اس پر تنبیہ کی ہے منیہ کی شرح میں پس فرمایا اور مقید کرنا کہ کونسی طرف میں ہے یہ ذکر کیا ہے معلی نے اپنے نوادر میں ابی یوسفؒ سے۔

---

[1] ایضا ہندیہ ص 42ج1 محولہ بالہ
[2] الحلبی، غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی ص 189محولہ بالہ
[3] ایضا شامی ص 580ج1 محولہ بالہ

مسئلہ 383: ولو صلی علی شئ مبطن فی باطنہ قذر ای فی باطنہ قذر ای فی بطانتہ نجاسۃ مانعۃ ینظر ان کان ذلک المبطن مخیطا ای مضربا لا تجوز صلاتہ اذا کانت النجاسۃ تحت موضع قیامہ لان البطانۃ حینئذ مع الظہار فی حکم ثوب واحد --- وان لم یکن ذلک المبطن

مسئلہ 384: اگر زمین پر ناپاکی ہو اور اس مقام کو کھود کر اس پر مٹی ڈال کر چھپا دیا جائے۔ اس طرح کہ بدبو بالکل ختم ہو جائے۔ تو اس صورت میں اس مقام پر نماز کی ادائیگی جائز ہے۔ اگر کوئی اور ناپاکی اس پر نہ ہو۔

مسئلہ 385: اگر لکڑی کا تختہ ہو اور اس کا ایک طرف پاک ہو اور دوسرا ناپاک ہو اور اس قدر موٹائی اس کی ہو۔ کہ آرے کے ساتھ اس کی چیرائی ہو سکتی ہو۔ یعنی پاک اور ناپاک دونوں اطراف علیحدہ ہو سکتے ہوں۔ تو اس تختے کی پاک طرف پر نماز کی ادائیگی جائز ہے۔ اور اگر اس قدر موٹائی نہ بھی ہو۔ تو پھر پاک طرف پر نماز پڑھنی ناجائز ہے۔ لیکن بعض کتابوں میں لکھا گیا ہے۔ کہ صحیح بات یہ ہے کہ پاک طرف پر ہر دو صورتوں میں نماز کی ادائیگی جائز ہے۔

مخیطا جاز صلاتہ لانہ فی حکم ثوبین بسط الطاہر منہما علی النجس فکان بمنزلۃ ما لو بسط الثوب الطاہر علی ارض نجسۃ وحینئذ یشترط ان تکون الطہارۃ بحیث لا یظہر منہا لون النجاسۃ ولا ریحہا کما فی البسط علی الارض النجسۃ[1]

ترجمہ: اگر نماز ادا کی ایسے کپڑے پر جس کی دو تہہ ہوں اور باطن والی میں نجاست لگ گئی ہو جو مانع نماز ہو تو دیکھا جائے گا اگر یہ تہہ اس کے ساتھ سی گئی ہو تو پھر نماز جائز نہیں جب نجاست اس کے کھڑے ہونے کی جگہ کے نیچے ہو کیونکہ اب یہ ظاہر میں ایک کپڑے کے حکم میں ہے۔... اور اگر یہ سیا گیا نہیں ہو تو نماز جائز ہے کیونکہ یہ دو علیحدہ کپڑوں کے حکم میں ہے۔ کہ پاک کو نجس پر بچھایا ہے پس ایسا ہوا کہ پاک کپڑے کو نجس زمین پر بچھایا جائے پس اگر نجاست ایسی ہو جس سے ظاہر نہیں ہوتی نجاست کی رنگ اور نہ بو جیسا کہ نجس زمین پر بچھایا جائے۔

مسئلہ 384: وان کبسہا بتراب القاء علیہا فلم یو جد ریح النجاسۃ جازت الصلوۃ علیہا ایضا [2]

ترجمہ: اور اگر اس نجاست کو مٹی سے چھپا کر اس طرح ہو جائے کہ اس کی بو نہ آئے تو اس پر نماز جائز ہے۔

مسئلہ 385: اذاحلت النجاسۃ بخشبۃ فقلبہا وصلی علی الوجہ الطاہر فانہ ان کان غلظ الخشبۃ بحیث تقبل القطع ای یمکن ان ینشر نصفین فیما بین الوجہ الذی فیہ النجاسۃ والوجہ الآخر تجوز الصلوۃ علیہا حینئذ والا فلا لانہا بمنزلۃ اللبنۃ فی الوجہ الاول وبمنزلۃ الثوب فی الوجہ الثانی[3]

---

[1] ایضا الحلبی شرح منیہ المصلی ص 199 محولہ بالہ

[2] ایضا الحلبی شرح منیہ المصلی ص 187 محولہ بالہ

[3] ایضا الحلبی شرح منیہ المصلی ص 202 محولہ بالہ

ترجمہ :اور جب کسی لکڑی کو نجاست پہنچ جائے اور اس نے الٹا کر کے اس کی پاک طرف پر نماز ادا کی تو اگر لکڑی اتنی موٹی تھی کہ درمیان سے کاٹی جاسکتی ہو تو نماز جائز ہے اس پر اور اگر درمیان سے نہیں کاٹا جاسکتی تو پھر ناجائز کیونکہ پہلی صورت میں وہ اینٹ کی طرح ہے اور دوسری صورت میں وہ کپڑ کی طرح ہے۔

مسئلہ 386: مشرک کے ہاتھوں کا ذبح حرام ہے۔اور اس کے برتنوں میں بغیر دھوئے کھانا پینا مکروہ ہے۔ہاں اگر کسی ذریعے سے یہ معلوم ہو کہ وہ ناپاک ہیں تو جب تک دھو نہ لیں ۔ تو اس میں کھانا پینا حرام ہے۔ اگر کسی ذریعہ سے معلوم ہو سکتا ہو ۔ کہ کافر کی شلوار ناپاک ہے۔ تو اس میں نماز کی ادائیگی جائز نہیں۔ جب تک اس کو دھویا نہ جائے اگر ناپاکی کا علم نہ بھی ہو۔ تب بھی اس میں نماز کی ادائیگی مکروہ ہے۔ چاہیئے کہ اسے دھویا جائے۔

مسئلہ 387: اگر گوشت یا سالن یا کوئی اور خوردنی چیز خراب ہو کر بدبودار ہو جائے۔ تو اس کو کھانا جائز نہیں۔ اس وجہ سے نہیں۔ گویا وہ نجس ہے۔ بلکہ اسی وجہ سے کہ وہ نقصان دہ ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی غیر نقصان دہ چیز مثلاً دودھ وغیرہ ہو تو کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

مسئلہ 386: قَالَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَيُكْرَهُ الْأَكْلُ وَالشُّرْبُ فِي اَوَانِي الْمُشْرِكِينَ قَبْلَ الْغَسْلِ وَمَعَ هَذَا لَوْ اَكَلَ اَوْ شَرِبَ فِيهَا قَبْلَ الْغَسْلِ جَازَ وَلَا يَكُونُ اٰكِلًا وَلَا شَارِبًا حَرَامًا وَهَذَا اِذَا لَمْ يَعْلَمْ بِنَجَاسَةِ الْاَوَانِي فَاَمَّا اِذَا عَلِمَ فَاِنَّهُ لَا يَجُوزُ اَنْ يَشْرَبَ وَيَاْكُلَ مِنْهَا قَبْلَ الْغَسْلِ وَلَوْ شَرِبَ اَوْ اَكَلَ كَانَ شَارِبًا وَاٰكِلًا حَرَامًا وَهُوَ نَظِيرُ سُؤْرِ الدَّجَاجَةِ اِذَا عَلِمَ اَنَّهُ كَانَ عَلَى مِنْقَارِهَا نَجَاسَةٌ فَاِنَّهُ لَا يَجُوزُ التَّوَضُّؤُ بِهِ وَالصَّلَاةُ فِي سَرَاوِيلِهِمْ نَظِيرُ الْاَكْلِ وَالشُّرْبِ مِنْ اَوَانِيْهِمْ اِنْ عَلِمَ اَنَّ سَرَاوِيلَهُمْ نَجِسَةٌ لَا تَجُوزُ الصَّلَاةُ فِيهَا وَاِنْ لَمْ يَعْلَمْ تُكْرَهُ الصَّلَاةُ فِيهَا وَلَوْ صَلَّى يَجُوزُ وَلَا بَاسَ بِطَعَامِ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى كُلِّهِ مِنْ الذَّبَائِحِ وَغَيْرِهَا وَيَسْتَوِي الْجَوَابُ بَيْنَ اَنْ يَكُونَ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى مِنْ اَهْلِ الْحَرْبِ اَوْ مِنْ غَيْرِ اَهْلِ الْحَرْبِ وَكَذَا يَسْتَوِي اَنْ يَكُونَ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى مِنْ بَنِي اِسْرَائِيلَ اَوْ مِنْ غَيْرِهِمْ كَنَصَارَى الْعَرَبِ وَلَا بَاسَ بِطَعَامِ الْمَجُوسِ كُلِّهِ اِلَّا الذَّبِيحَةَ ، فَاِنَّ ذَبِيحَتَهُمْ حَرَامٌ[1]

ترجمہ :اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ مشرکین کے برتنوں میں کھانا پینا دھونے سے پہلے مکروہ ہے اور اگر کسی نے کھایا پیا تو جائز ہے اور وہ حرام کھانے والا نہیں ہے اور یہ اس صورت میں جب اس برتن کی نجاست کی کوئی معلومات نہ ہو اور اگر معلوم ہو کہ یہ نجس ہے تو پھر جائز نہین کہ اس میں کھائے پیئے دھونے سے پہلے اور اگر کھایا پیا تو وہ حرام کھانے والا ہو گا اور یہ مرغی کے جھوٹے کی مانند ہے کہ اگر معلوم ہو کہ اس کے چونچ پر نجاست ہے تو اسکے جھوٹے پانی سے وضو ناجائز ہے اور مشرکین کے سراویل میں نماز بھی اس کے برتنوں کی مانند ہے اگر معلوم ہو کہ اس کی شلوار نجس ہے تو اس میں نماز جائز نہیں اور اگر معلوم نہ ہو تو مکروہ ہے اور اگر نماز ادا کی تو جائز ہے اخری صورت میں اور یہود و نصریٰ کی خوراک اور ان کا ذبیحہ جائز ہے خواہ اہل حرب ہو یا غیر اہل حرب اور اسی طرح برابر ہے کہ یہود و نصرانی بنی اسرائیل سے ہو یا غیر سے جیسا کہ نصاریٰ عرب کے اور کوئی گناہ نہیں مجوسیوں کا کھانا کھانے میں مگر اس کا ذبیحہ پس کہا گیا ہے کہ اس کا ذبیحہ حرام ہے۔

مسئلہ 387: يَحْرُمُ اَكْلُ لَحْمٍ اَنْتَنَ لَا نَحْوُ سَمْنٍ وَلَبَنٍ.(قَالَ ح: اَيْ: لِاَنَّهُ يَضُرُّ لَا لِاَنَّهُ نَجِسٌ. وَاَمَّا نَحْوُ اللَّبَنِ الْمُنْتِنِ فَلَا يَضُرُّ ذَكَرَهُ الشُّرُنْبُلَالِيُّ فِي شَرْحِ كَرَاهِيَةِ الْوَهْبَانِيَّةِ. اهـ.)[2]

---

[1] ایضا فتاویٰ الھندیہ 426ج5(کتاب الکراہیۃ) محولہ بالہ

[2] ابن عابدین، رد المحتار علی الدرالمختارص620ج1محولہ بالہ

ترجمہ:اور حرام ہے بدبودار گوشت کا کھانا نہ کہ گھی اور دودھ کا کہا ہے کیونکہ یہ گوشت مضر صحت ہے نہ کہ نجس اور دودھ بدبودار پس وہ ضرر بھی نہیں دیتا اس کو بیان کیا ہے الشرنبلالیہ نے شرح کراھیۃ الوھبانیہ میں۔

مسئلہ 388: اگر پھل (میوہ) ایسا ہو کہ اس میں کیڑے ہوں تو وہ پاک تو ہے لیکن اسے کھانا جائز نہیں ہے جبکہ وہ کیڑے زندہ ہوں ۔اگر غالب گمان یا یقین کے طور پر کسی کو علم نہ ہو کہ میوے مثلاً انجیر یا ناشپاتی میں کیڑے ہیں اور انہیں کھا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔
مسئلہ 389: مشک پاک ہے اور حلال بھی اسی طرح ان کے نافہ ''تھیلی''(خشک) بھی پاک ہے۔
مسئلہ 390: حالتِ خواب میں کسی کے منہ سے جو لعاب بہتا ہے تو وہ پاک ہے۔اور اس سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوئی۔اگر کسی مردہ شخص کے منہ سے لعاب بہے وہ نجس ہے۔

مسئلہ 388: عن ابن عمرؓ مرفوعا نهى ان يفتش التمر عما فيه فالنهى محمول على التمر الجديد دفعا للوسوسة او فعله محمول على بيان الجواز انتهٰى قلت اذاكره اكل الديدان فاذا كان غلبة الظن على وجود الديدان فى الثمر لايجوز اكله اما اذا لم يغلب على الظن وجودهايجوزاكلها فاما اذا كان قطعى الوجود حرم اكله للنص فلا معنى لحمله على التنزيه وبيان الجواز [1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر سے مرفوع روایت ہے کہ منع کیا ہے حضور ﷺ نے کھجور کے اندر کیڑہ تالاش کرنے سے پس یہاں نہی محمول ہے نئے کھجور میں تاکہ وسوسہ ختم ہو جائے یا یہ بیان جواز کیلئے ہے۔میں کہتا ہوں کہ کیڑے کا کھانا تب مکروہ ہے جب غالب گمان ہو اس کے موجود ہونے پر میوہ میں تو اس کا کھانا جائز نہیں اور جب غالب گمان نہ ہو تو پھر اس کا بغیر تلاش کے کھانا جائز ہے پس اگر اس کا موجود ہونا قطعی ہو تو پھر اس کا کھانا حرام ہے نص کی وجہ سے پس کوئی معنی نہیں اس کو مکروہ تنزیہی اور بیان جواز پر محمول کرنے کا۔

شامی میں ہے

دُودُ لَحْمٍ وَقَعَ فِي مَرَقَةٍ لَا يُنَجِّسُ وَلَا تُؤَكَلُ الْمَرَقَةُ انْ تَفَسَّخَ الدُّودُ فِيهَا اهـ ايْ: لِانَّهُ مَيْتَةٌ وَانْ كَانَ طَاهِرًا. قُلْت: وَبِهِ يُعْلَمُ حُكْمُ الدُّودِ فِي الْفَوَاكِهِ وَالثِّمَارِ.[2]

ترجمہ:اور گوشت کا کیڑا جب شوربا میں گر جائے تو شوربہ نجس نہیں ہوتا اور اگر کیڑا اس میں ریزہ ریزہ ہو گیا ہو تو وہ شوربا نہیں کھایا جائے گا۔کیونکہ یہ مردار کی مانند ہے اگرچہ یہ کیڑا پاک ہے۔میں کہتا ہوں کہ اس سے پھل اور میوہ کیڑے کا حکم میں معلوم ہوتا ہے۔
مسئلہ 389: (والمسك طاهر حلال) فيؤكل بكل حال(وكذا نافجته) طاهرة (مطلقا على الاصح) فتح،[3]

---

[1] مولانا خليل احمد سهارنبورى بذل المجهود فى حل ابى داؤد ص 265ج5 مكتبه قاسميه ملتان بدون التاريخ
[2] ايضا ابن عابدين محوله باله
[3] ايضا الدرالمختار للحصفكى ص 34ج1محوله باله

ترجمہ:اور مشک پاک اور حلال ہے پس یہ ہر حال میں کھایا جاتا ہے اور اسی طرح اس کا نافہ صحیح روایت کے مطابق مطلقا پاک ہے فتح القدیر۔

مسئلہ 390: لُعَابُ النَّائِمِ طَاهِرٌ سَوَاءٌ كَانَ مِنْ الْفَمِ اوْ مُنْبَعِثًا مِنْ الْجَوْفِ عِنْدَ ابِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللَّهُ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى وَامَّا لُعَابُ الْمَيِّتِ فَقَدْ قِيلَ انَّهُ نَجِسٌ .هَكَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ .[1]

مسئلہ 391: سانپ کا اتارا ہوا پوست پاک ہے۔ لیکن اس کا چمڑا ناپاک ہے۔

مسئلہ 392: اگر چوہے کی مینگنیاں دانوں کے ساتھ پیس کر آٹے میں مل ہو جائیں اور آٹے میں کوئی اثرات اس کے ظاہر نہ ہوں۔ تو یہ بھی معاف ہے۔ اس لئے کہ عموما اس سے بچنا مشکل ہے۔

مسئلہ 393: نجاست جو جلائی جاتی ہے۔ اس کا دھواں پاک ہے۔ اگر مذکورہ دھوئیں سے کوئی چیز بنائی جائے۔ تو وہ بھی پاک ہے۔ جیسا کہ نوشادر ہوتا ہے۔ جس کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ وہ نجاست کہ دھوئیں سے بنتا ہے -

---

ترجمہ: سوئے ہوئے انسان کا لعاب پاک ہے خواہ کہ منہ سے ہو یا پیٹ سے طرفین کے نزدیک اور مردہ انسان کی لعاب نجس ہے اسی طرح سراج الوہاج میں ہے۔

مسئلہ 391: جِلْدُ الْحَيَّةِ نَجِسٌ وَانْ كَانَتْ مَذْبُوحَةً ؛ لِانَّهُ لَا يَحْتَمِلُ الدِّبَاغَةَ .هَكَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ . قَمِيصُ الْحَيَّةِ الصَّحِيحُ انَّهُ طَاهِرٌ .كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ[2]

ترجمہ: سانپ کا چمڑا نجس ہے اگرچہ سانپ ذبحہ کیا گیا ہو کیونکہ یہ دباغت کا احتمال نہیں رکھتا اسی طرح ظہیریہ میں ہے اور سانپ کا اتارا گیا پوست پاک ہے صحیح قول کے مطابق اسی طرح خلاصہ میں ہے۔

مسئلہ 392: وَكَذَا بَوْلُ الْفَارَةِ لِتَعَذُّرِ التَّحَرُّزِ عَنْهُ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى كَمَا فِي التَّتَارْخَانِيَّةِ وَلَوْ طُحِنَ بَعْرُ الْفَارَةِ مَعَ الْحِنْطَةِ وَلَمْ يَظْهَرْ اثَرُهُ يُعْفَى عَنْهُ لِلضَّرُورَةِ. وَفِي الْخُلَاصَةِ:[3]

ترجمہ:اور اسی طرح پاک ہے چوہے کا بول کیونکہ اس سے بچنا مشکل ہوتا ہے اور اسی قول پر فتویٰ ہے جیسا کہ تتارخانیہ میں ہے اور اگر چوہے کی مینگنیاں دانوں کے ساتھ چکی میں پیس جائیں اور اس کا اثر اس میں ظاہر نہ ہو تو ضرورت کی وجہ سے یہ عفو ہے اور یہ خلاصہ میں ہے۔

اور منیہ میں ہے

بخلاف ما لو وقع بعر الفارة فی الحنطة فطحنت حیث لاینجس مالم یظهر اثره فی الدقیق اذاالضرورة هناک اشد حتی ان کثیرا ما یفرخ فیها والاحتراز عنه متعذر[4]

---

[1]ایضا هندیه ص 52 ج1 محوله باله

[2]ایضا هندیه ص 51 ج1 محوله باله

[3]ایضاابن عابدین ص575ج1 محوله باله

[4] ایضا شرح منیه ص 131محوله باله

ترجمہ: بخلاف اس کے کہ اگر چوہے کی مینگنیاں دانوں کے ساتھ پیس جائیں تو جب تک اس کا اثر ظاہر نہ ہو آٹے میں تو نجس نہیں کیونکہ ضرورت وہاں پر زیادہ ہے کہ یہ اکثر دانوں میں ہوتا ہے اور اس سے احتراز ممکن نہیں۔

مسئلہ 393: وَامَّا النُّوشَادِرُ الْمُسْتَجْمَعُ مِنْ دُخَانِ النَّجَاسَةِ فَهُوَ طَاهِرٌ كَمَا يُعْلَمُ مِمَّا مَرَّ،[1]

مسئلہ 394: پاخانہ سے جو بخار سا اٹھتا ہے۔ اگر وہ کپڑے پر لگ جائے تو وہ پاک ہے۔ اس سے کوئی کپڑا پلید نہیں ہوتا۔ اس طرح گوبر سے جو گرد اڑ کر لگے تو اس سے بھی ناپاک نہیں ہوتا۔ جب تک کہ نجاست کے اثرات ظاہر نہ ہو۔ اور اگر گوبر (اوپلوں) کا دھواں بھی روٹی وغیرہ پر لگ جائے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ اس سے پاکیزگی میں فرق نہیں آتا۔

مسئلہ 395: اگر کتا آٹے میں منہ ڈال گیا۔ تو اس کا جھوٹا آٹے سے نکال دیا جائے۔ اور باقی آٹا سنبھال کر رکھا جائے وہ پاک ہے۔

مسئلہ 396: صحیح بات یہ ہے کہ کتّا بذات خود ناپاک نہیں۔ بلکہ اس کا لعاب ناپاک ہے۔ اس لئے اگر کتّا کسی کے بدن یا کپڑوں سے لگ جائے تو اس سے وہ ناپاک نہیں ہو جاتا، چاہے کتے کا بدن خشک ہو یا پانی آلودہ۔ اگر کتے کا بدن پانی آلودہ ہو اور وہ تر ہو ایسے میں پانی کی چھینٹے کپڑوں کو لگ جائیں تو وہ بھی ناپاک نہیں ہیں۔ ہاں اگر کتے کے بدن پر کوئی ناپاکی لگی ہو۔ تو وہ الگ بات ہے۔

ترجمہ: اور نوشادر جو نجس دھوئیں سے بنایا جاتا ہے تو وہ پاک ہے جیسا کہ پہلے معلوم ہوا ہے۔

مسئلہ 394: وَبُخَارُ نَجِسٍ، وَغُبَارُ سِرْقِينٍ، (قَوْلُهُ: وَبُخَارُ نَجِسٍ) فِي الْفَتْحِ مَرَّتْ الرِّيحُ بِالْعَذِرَاتِ وَاصَابَ الثَّوْبَ، انْ وُجِدَتْ رَائِحَتُهَا تَنَجَّسَ، لَكِنْ نَقَلَ فِي الْحِلْيَةِ انَّ الصَّحِيحَ انَّهُ لَا يَتَنَجَّسُ؛ وَمَا يُصِيبُ الثَّوْبَ مِنْ بُخَارَاتِ النَّجَاسَةِ، قِيلَ يُنَجِّسُهُ، وَقِيلَ لَا وَهُوَ الصَّحِيحُ.[2]

ترجمہ: اور ناپاک چیز کی بھاپ اور گوبر کا بخار اور یہ قول کہ ناپاک چیز کا بھاپ فتح کے ساتھ یعنی گندگی پر ہوا چلی اور کپڑوں تک پہنچ گئی اگر اس کی بو کپڑوں میں پائی جائے تو نجس ہے لیکن حلیہ میں نقل کیا ہے کہ صحیح قول یہ کہ نجس نہیں ہوتا اور جو بخارات نجاست سے کپڑوں کو پہنچ جائے تو ایک قول میں نجس ہے اور ایک قول میں نجس نہیں اور یہ صحیح ہے۔

مسئلہ 395: سؤر الكلب والخنزير وسباع البهائم نجس كذا في الكنز [3]

ترجمہ: اور کتے و خنزیر اور درندوں حیوان کا جھوٹا نجس ہے اسی طرح کنز میں ہے۔

مسئلہ 396: وَاعْلَمْ انَّهُ (لَيْسَ الْكَلْبُ بِنَجِسِ الْعَيْنِ) عِنْدَ الْامَامِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى وَانْ رَجَّحَ بَعْضُهُمْ النَّجَاسَةَ كَمَا بَسَطَهُ ابْنُ الشِّحْنَةِ، فَيُبَاعُ وَيُؤَجَّرُ وَيُضْمَنُ، وَيُتَّخَذُ جِلْدُهُ مُصَلًّى وَدَلْوًا، وَلَوْ اخْرِجَ حَيًّا وَلَمْ يُصِبْ فَمُهُ الْمَاءَ لَا يَفْسُدُ مَاءُ الْبِئْرِ وَلَا الثَّوْبُ بِانْتِفَاضِهِ وَلَا بِعَضِّهِ مَا لَمْ يَرَ رِيقُهُ وَلَا

---

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدرالمختار ص584ج1محولہ بالہ
[2] ایضا ابن عابدین ص 583ج1 محولہ بالہ
[3] ایضا فتاویٰ الھندیہ ص27ج1 محولہ بالہ ۔

صَلَاةُ حَامِلِهِ وَلَوْ كَبِيرًا، وَشَرَطَ الْحَلْوَانِيُّ شَدَّ فَمِهِ. وَلَا خِلَافَ فِي نَجَاسَةِ لَحْمِهِ وَطَهَارَةِ شَعْرِهِ. (قَوْلُهُ وَلَا خِلَافَ فِي نَجَاسَةِ لَحْمِهِ) وَلِذَا اتَّفَقُوا عَلَى نَجَاسَةِ سُؤْرِهِ الْمُتَوَلِّدِ مِنْ لَحْمِهِ؛[1]

ترجمہ: اور خوب جان لو کہ کتا نجس عین نہیں ہے امام صاحب کے نزدیک اور اس پر فتویٰ ہے اگرچہ بعض نے اسے نجس راجح کیا ہے جیسا کہ ابن شحنہ نے۔ پس یہ کتا بیعہ کیا جاتا ہے اور اجرت میں دیا جاتا ہے اور تاوان لیا جاتا ہے اور اس کے چمڑے سے مصلیٰ اور ڈول

مسئلہ 397: منی، مذی، ودی، حیض اور نفاس کا خون یہ سب نجاست غلیظہ ہیں۔

مسئلہ 398: اگر کپڑوں یا بدن پر منی لگ جائے۔ اور گیلی ہو تو بغیر دھوئے پاکیزگی نہیں آسکتی۔ اور اگر خشک ہو چکی ہو تو اچھی طرح کھرچنے یا ملنے سے جب وہ دور ہو جائے۔ تو پاک ہو گیا، لیکن اگر حشفہ چھوٹے پیشاب سے ناپاک ہو جائے۔ اور پھر پانی سے استنجاء نہ کریں ۔ اور اس کے بعد منی نکل کر اس پر خشک ہو جائے تو اس صورت میں بھی دھوئے بغیر پاکیزگی نہیں آتی۔

مسئلہ 399: اگر بدن یا کپڑوں پر کوئی ناپاکی لگ جائے خواہ مجسم یا غیر مجسم ہو تو وہ کھرچنے سے پاک نہیں ہوتی بلکہ ان کا دھونا ضروری ہے۔ اگر منی لگ کر خشک ہو چکی ہو جیسا کہ بیان ہو چکا ہے تو علیحدہ بات ہے۔

بنایا جاتا ہے۔ اور اگر کنویں سے زندہ نکل گیا کہ اس کا منہ پانی تک نہیں پہنچا تو کنویں کا پانی بھی فاسد نہیں ہوتا اور نہ اس کے جھڑکنے سے کپڑا نجس ہوتا ہے اور نہ اس کے منہ میں کپڑے پکڑنے سے جب تک اس پر لعاب کے اثر ظاہر نہ ہو اور نماز نہیں ہوتی اس کے لینے والے کی اگرچہ بڑا ہو اور شرط کیا ہے حلوانی نے کہ اس کی منہ بند کیا ہوا ہو اور کوئی خلاف نہیں اس کے گوشت کے نجاست میں اور بالوں کے پاک ہونے میں اور یہ قول کہ کوئی خلاف نہیں اس کے گوشت کے نجاست میں اور اس وجہ سے سب نے اس کے جھوٹے کی نجاست پر اتفاق کیا ہے جو اس کے گوشت سے پیدا ہوتا ہے۔

مسئلہ 397: كُلُّ مَا يَخْرُجُ مِنْ بَدَنِ الْانْسَانِ مِمَّا يُوجِبُ خُرُوجُهُ الْوُضُوءَ اوْ الْغُسْلَ فَهُوَ مُغَلَّظٌ كَالْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَالْمَنِيِّ وَالْمَذْيِ وَالْوَدْيِ وَالْقَيْحِ وَالصَّدِيدِ وَالْقَيْءِ اذَا مَلَا الْفَمَ .كَذَا فِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ .وَكَذَا دَمُ الْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ وَالِاسْتِحَاضَةِ هَكَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ[2]

ترجمہ: ہر وہ چیز جو انسان کے بدن سے نکلتی ہے اور موجب وضو ہے یا غسل کے پس وہ مغلظ ہے جیسے بول، منی، مذی، ودی، قیح، زرد پانی اور قے جب منہ بھر کر ہو اسی طرح بحر الرائق میں ہے اور اسی طرح حیض اور نفاس کا خون اور استحاضہ کا یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے۔

در مختار میں ہے

وكذا كل ما خرج منہ موجبا لوضوء اوغسل مغلظ[3]

ترجمہ: اور اسی طرح ہر وہ چیز جو وضو یا غسل کا موجب ہو یہ مغلظ ہے۔

مسئلہ 398: (وَيَطْهُرُ مَنِيٌّ) اي: مَحَلُّهُ (يَابِسٌ بِفَرْكٍ) وَلَا يَضُرُّ بَقَاءُ اثَرِهِ (انْ طَهُرَ رَاسُ حَشَفَةٍ) كَانْ كَانَ مُسْتَنْجِيًا بِمَاءٍ. وَفِي الْمُجْتَبَى اوْلَجَ فَنَزَعَ فَانْزَلَ لَمْ يَطْهُرْ الَّا بِغَسْلِهِ لِتَلَوُّثِهِ بِالنَّجَسِ انْتَهَى (قَوْلُهُ: كَانْ كَانَ مُسْتَنْجِيًا بِمَاءٍ) اي: بَعْدَ الْبَوْلِ، وَاحْتَرَزَ عَنْ الِاسْتِنْجَاءِ بِالْحَجَرِ؛ لِانَّهُ مُقَلِّلٌ لِلنَّجَاسَةِ لَا قَالِعٌ لَهَا كَمَا مَرَّ فِي مَسْالَةِ الْبِئْرِ. قَالَ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ: وَلَوْ بَالَ وَلَمْيَسْتَنْجِ بِالْمَاءِ، قِيلَ لَا يَطْهُرُ الْمَنِيُّ الْخَارِجُ بَعْدَهُ بِالْفَرْكِ[4]

ترجمہ: اور خشک منی کا مکان پاک ہوتا ہے مل ڈالنے (کھرچنے) سے اور اس کے اثر کا باقی رہنا کچھ ضرر نہیں کرتا بشرطیکہ سر ذکر پاک ہو اس طور پر کہ پانی سے استنجا کیا ہو اور مجتبیٰ میں ہے کہ ذکر فرج میں داخل ہوا پھر خارج کیا پھر انزال ہوا تو یہ خشک منی طاہر نہ ہو گی بدون

---

[1] ایضا ابن عابدین ص 401ج1 محولہ بالہ

[2] ایضًا ھندیہ ص 51ج1 محولہ بالہ

[3] ایضا درمختار ص 42 محولہ بالہ

[4] ایضا ابن عابدین ص 565ج1 محولہ بالہ

دھونے کے بسب بھر جانے ذکر کے نجاست سے یہ قول کہ گویا وہ پانی سے استنجا کرنے والا ہو بول کے بعد اور یہاں احتراز کیا پتھر سے استنجا کے کیونکہ یہ نجاست کو کم کرنے والا ہے نہ ختم کرنے والا جیسا کہ کنویں کے مسائل میں گذر گیا۔ شرح منیہ میں کہا گیا اگر بول کیا اور پانی سے استنجا نہیں کیا بعض نے کہا کہ منی نکلنے کے بعد فرک کے بغیر پاک نہیں ہوتی۔

مسئلہ 400: اگر غسل اچھی طرح سے کر لیا ہو پھر اس کے بعد کوئی اپنے حشفے پر منی کی سفیدی دیکھ لے تو خیر ہے۔ اس سے پاکیزگی میں فرق نہیں آتا بلکہ اچھی صفائی ضروری ہے۔

مسئلہ 399: وَيَطْهُرُ مَنِيٌّ) ايْ: مَحَلُّهُ (يَابِسٌ بِفَرْكٍ) وَلَا يَضُرُّ بَقَاءُ اثَرِهِ (انْ طَهُرَ رَاسُ حَشَفَةٍ) كَانْ كَانَ مُسْتَنْجِيًا بِمَاءٍ.وَفِي الْمُجْتَبَى اوْلَجَ فَنَزَعَ فَانْزَلَ لَمْ يَطْهُرْ الَّا بِغَسْلِهِ لِتَلَوُّثِهِ بِالنَّجِسِ انْتَهَى ايْ: بِرُطُوبَةِ الْفَرْجِ، فَيَكُونُ مُفَرَّعًا عَلَى قَوْلِهِمَا بِنَجَاسَتِهَا، امَّا عِنْدَهُ فَهِيَ طَاهِرَةٌ كَسَائِرِ رُطُوبَاتِ الْبَدَنِ جَوْهَرَةٌ (وَالَّا) يَكُنْ يَابِسًا اوْ لَا رَاسُهَا طَاهِرًا (فَيُغْسَلُ) كَسَائِرِ النَّجَاسَاتِ وَلَوْ دَمًا عَبِيطًا عَلَى الْمَشْهُورِ (بِلَا فَرْقٍ بَيْنَ مَنِيِّهِ) وَلَوْ رَقِيقًا لِمَرَضٍ بِهِ (وَمَنِيِّهَا) وَلَا بَيْنَ مَنِيِّ ادَمِيٍّ وَغَيْرِهِ كَمَا بَحَثَهُ الْبَاقَانِيُّ (وَلَا بَيْنَ ثَوْبٍ) وَلَوْ جَدِيدًا اوْ مُبَطَّنًا فِي الْاصَحِّ (وَبَدَنٍ عَلَى الظَّاهِرِ) مِنْ الْمَذْهَبِ،[1]

ترجمہ: اور خشک منی کا مکان پاک ہوتا ہے مل ڈالنے سے اور اس کے اثر کا باقی رہنا کچھ ضرر نہیں کرتا بشرطیکہ سر ذکر پاک ہو گویا کہ پانی سے استنجا کیا ہو اور مجتبیٰ میں ہے کہ ذکر فرج میں داخل ہوا پھر خارج کیا پھر انزال ہوا تو یہ خشک منہ طاہر نہ ہوگا بدون دھونے کے بسب مل جانے نجاست ذکر کے ساتھ۔ تو یہ قول متفرع ہوا صاحبین کے قول پر کہ رطوبت ناپاک ہے لیکن امام اعظمؒ کے نزدیک تو وہ پاک ہے جیسے بدن کی باقی رطوبات یہ جوہرہ میں ہے اور اگر منی خشک نہ ہو یا سر حشفہ پاک نہ ہو تو دھوئی جائے جیسے باقی ناپاک چیزیں دھوئی جاتی ہیں۔ خشک ہو یا ترا گرچہ تازہ خون ہو بموجب قول مشہور کے بدون فرق کے درمیان منی مرد کے اگرچہ وہ بیماری سے پتلی ہوگئی ہو اور درمیان منی عورت کے اور بدون فرق کے درمیان منی آدمی کے اور غیر آدمی کے چنانچہ باقانی نے بیان کیا ہے۔ اور نہ درمیان کپڑے کے اگرچہ کپڑا نیا یا دوہرا ہو صحیح تر قول میں اور درمیان بدن کے بنا بر ظاہر مذہب کے۔

مسئلہ 400: (ويطهر مني) اي محله (يابس بفرك) ولا يضر بقاء اثره (ان طهر راس حشفة) كان كان مستنجيا بماء[2]

ترجمہ: اور خشک منی کا مکان پاک ہوتا ہے مل ڈالنے سے (رگڑنے) اور اس کے اثر کا باقی رہنا کچھ ضرر نہیں کرتا بشرطیکہ سرِ ذکر پاک ہوا اس طرح پر کہ پانی سے استنجا کیا ہو۔

---

[1] ابن عابدین، ص566ج1محولہ بالہ

[2] ایضا الدرالمختار للحصفکی ص46ج1 محولہ بالہ

فصل دوم دباغت کا بیان:

مسئلہ 401: چمڑا جو کہ قابل دباغت ہو چاہے جس حیوان کی کھال ہو دباغت کے بعد پاک ہو جاتا ہے۔ ماسوا سوٗر کے چمڑے کے۔ اس لئے کہ سوٗر نجس العین ہے یعنی اس کی ذات ناپاک ہے اور سوائے انسانی چمڑے کے اس لئے کہ انسان میں شرافت ہے۔ اور انسانی کھال کی دباغت یا رنگائی مناسب نہیں۔ اگر انسانی کھال رنگنے سے پاک بھی ہو جائے تو بھی اس کا استعمال حرام ہے۔

مسئلہ 402: چوہے اور چھوٹے سانپ (جو خون رکھتا ہو) کی کھال بھی دباغت سے پاک نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ یہ دباغت کے قابل نہیں ہیں۔

مسئلہ 403: جس حیوان کی کھال دباغت سے پاک ہوتی ہے۔ اگر وہ باقاعدہ ذبح کیا جائے۔ تو اس سے بھی اس کا چمڑا پاک ہو جاتا ہے۔ لیکن اتنی بات ہے کہ وہ حیوان اگر اس قسم کا ہو کہ اس کا گوشت حرام ہو مثلاً شیر، گیدڑ، بندر وغیرہ تو ذبح کرنے سے اس کا چمڑا تو پاک ہو جاتا ہے۔ لیکن گوشت پاک نہیں ہوتا۔ اس گوشت کو کھانا جائز نہیں۔ اب اس مسئلے کی تفصیل یوں ہے۔ کہ حیوان اگر اس قسم کا

مسئلہ 401: (وَكُلُّ اهَابٍ)... (دُبِغَ) وَلَوْ بِشَمْسٍ (وَهُوَ يَحْتَمِلُهَا طَهُرَ)لِتَقَيُّدِهِمَا بِمَا يَحْتَمِلُهُ (خَلَا) جِلْدِ (خِنْزِيرٍ) فَلَا يَطْهُرُ، وَقُدِّمَ؛ لِانَّ الْمَقَامَ لِلْاهَانَةِ (وَادَمِيٍّ) فَلَا يُدْبَغُ لِكَرَامَتِهِ، وَلَوْ دُبِغَ طَهُرَ وَانْ حَرُمَ اسْتِعْمَالُهُ،[1]

ترجمہ: اور جو کچا چمڑا دباغت کیا جائے یعنی پکایا جائے اگرچہ دھوپ میں ڈال کر اور وہ دباغت کے لائق ہو تو وہ دباغت سے پاک ہو گا اور چمڑے کے مانند دباغت قبول کرنے میں پھکنا اور اوجھڑی ہے اور جو چمڑا وغیرہ دباغت پذیر نہیں وہ پاک نہ ہو گا جیسے کہ سانپ اور چوہے کی کھال پاک نہیں ہوتی ذبح کرنے سے اس واسطے کہ دباغت اور ذبح میں احتمال اور لیاقت کی قید ہے یعنی دباغت سے پاک ہو جاتی ہے وہ کھال جو دباغت کی لیاقت رکھتی ہے اور ذبح کرنے سے اس جانور کی کھال پاک ہوتی ہے جو اس لائق ہو سوا چمڑا خنزیر کے پس اس کو پہلے ذکر کیا اور انسان اس واسطے کے یہ ذلت وخواری کا مقام ہے اور انسان کی کھال کرامۃ کی وجہ سے دباغت نہیں دی جاتی اور اگر دباغت کی گئی تو پاک ہے مگر استعمال حرام ہے۔

مسئلہ 402: (فَلَا يَطْهُرُ جِلْدُ حَيَّةٍ) صَغِيرَةٍ ذَكَرَهُ الزَّيْلَعِيُّ، امَّا قَمِيصُهَا فَطَاهِرٌ (وَفَارَةٍ) كَمَا انَّهُ لَا يَطْهُرُ بِذَكَاةٍ لِتَقَيُّدِهِمَا بِمَا يَحْتَمِلُهُ[1]

---

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدرالمختار ص393 ج1 محولہ بالہ

ترجمہ: تو پاک نہ ہو گی دباغت سے چھوٹے سانپ کی کھال ایساذکر کیا ہے زیلعی نے لیکن سانپ کی کیچلی تو پاک ہے اور پاک نہیں ہوتی چوہے کی کھال یعنی عدم دباغت سے جیسے کے سانپ اور چوہے کی کھال پاک نہیں ہوتی ذبح کرنے سے اس واسطے کہ دباغت اور ذبح میں احتمال اور لیاقت کی قید ہے۔

ہو۔ کہ جس کی گوشت خوری حلال ہو تو ذبح کرنے سے اس کا چمڑااور گوشت دونوں پاک ہو جاتے ہیں۔اور اگر اس کا گوشت حلال نہ ہو اگر وہ نجس العین ہو جیسا کہ سوًر تو ذبح کرنے سے بھی اس کی کوئی چیز پاک نہیں ہوتی۔اور اگر نجس العین نہ ہو تو اس کا چمڑا اگر قابل دباغت نہ بھی ہو جیسا کہ چوہاوغیرہ تو بھی یہ حکم ہے کہ نہ اس کا چمڑاپاک ہوتا ہے اور نہ گوشت۔اور اگر چمڑا قابل دباغت ہو تو ذبح کرنے سے چمڑا تو پاک ہو جاتا ہے لیکن گوشت نہیں (بعض کا اس میں اختلاف ہے)۔اس ضمن میں انسان کے لئے بوجہ اشرف المخلوقات ہو نے کے وہی حکم ہے جو کہ سوًر کے لئے ہے۔

مسئلہ 404: جو چمڑاملک کفار سے درآمد کیا جاتا ہے تو اس کے متعلق اگر یہ معلوم ہو کہ اسکی دباغت پاک چیزوں سے ہوئی ہے۔تو پاک تصور ہو گا اگر یہ معلوم ہو کہ ناپاک چیزوں سے اس کی دباغت ہوئی ہے تو وہ ناپاک تصور ہو گا اس پر نماز کی ادائیگی جائز نہیں۔جب تک کہ اسے دھویا نہ جائے۔اور اگر کچھ معلوم نہ ہو بلکہ شک ہو تو اس صورت میں بھی یہی بہتر ہے۔کہ اسے دھوڈالیں۔

مسئلہ 403: (وَمَا) ايْ اهَابٌ (طَهُرَ بِهِ) بِدِبَاغٍ (طَهُرَ بِذَكَاةٍ) عَلَى الْمَذْهَبِ (لَا) يَطْهُرُ (لَحْمُهُ عَلَى) قَوْلِ (الْاَكْثَرِ انْ) كَانَ (غَيْرَ مَاكُولٍ) هَذَا اصَحُّ مَا يُفْتَى بِهِ وَالْحَاصِلُ انَّ ذَكَاةَ الْحَيَوَانِ مُطَهِّرَةٌ لِجِلْدِهِ وَلَحْمِهِ انْ كَانَ الْحَيَوَانُ مَاكُولًا، وَالَّا فَانْ كَانَ نَجِسَ الْعَيْنِ فَلَا تُطَهِّرُ شَيْئًا مِنْهُ، وَالَّا فَانْ كَانَ جِلْدُهُ لَا يَحْتَمِلُ الدِّبَاغَةَ فَكَذَلِكَ؛ لِانَّ جِلْدَهُ حِينَئِذٍ يَكُونُ بِمَنْزِلَةِ اللَّحْمِ، وَالَّا فَيَطْهُرُ جِلْدُهُ فَقَطْ.[2]

ترجمہ: اور جو کھال کہ پاک ہوتی ہے دباغت کرنے سے وہ پاک ہو جاتی ہے جانور کے ذبح ہونے سے مذہب صحیح پر پاک نہیں ہوتا اس کا گوشت اکثر علماء کے نزدیک اگر وہ جانور جس کو ذبح کیا غیر ماکول اللحم ہے مفتٰی بہ قول میں۔اور حاصل یہ کہ حیوان کا ذبح اس کے چمڑے اور گوشت دونوں کیلئے پاکی ہے اگر حیوان ماکول اللحم ہو۔اور اگر ماکول اللحم نہ ہو تو اگر نجس العین ہو پس اس سے کوئی چیز پاک نہیں ہوتی اور اگر اس کا چمڑادباغت کا احتمال نہیں رکھتا تو وہ بھی پاک نہیں ہوتا کیونکہ چمڑااس وقت گوشت کے مانند ہے وگرنہ اس کا چمڑا صرف پاک ہو گا۔

مسئلہ 404: مَا يَخْرُجُ مِنْ دَارِ الْحَرْبِ كَسِنْجَابٍ انْ عَلِمَ دَبْغَهُ بِطَاهِرٍ فَطَاهِرٌ، اوْ بِنَجِسٍ فَنَجِسٌ، وَانْ شَكَّ فَغَسْلُهُ افْضَلُ. (قَوْلُهُ فَنَجِسٌ) ايْ فَلَا تَجُوزُ الصَّلَاةُ فِيهِ مَا لَمْ يُغْسَلْ مُنْيَةٌ[3]

---

[1] ایضا ابن عابدین ص 394ج1 محولہ بالہ

[2] ایضا ابن عابدین ص 396ج1 محولہ بالہ

[3] ایضا ابن عابدین ص 398ج1 محولہ بالہ

ترجمہ: جو چمڑا کہ کفار کے ملک سے نکلتا ہے اور دار السلام میں آتا ہے چنانچہ سنجاب اگر اس کی دباغت پاک چیز سے معلوم ہو جائے تو وہ چمڑا پاک ہے یعنی اس کو پہن کر نماز درست ہے اور اگر اس کی دباغت ناپاک چیز سے مثلاً مردار کی چربی سے معلوم ہو تو ناپاک ہے اور اگر شک ہو یعنی معلوم نہ ہو کہ پاک چیز سے دباغت ہوئی یا ناپاک سے تو اس کو دھونا بہتر ہے یعنی واجب نہیں۔ اور یہ قول کہ نجس ہے پس اس میں نماز صحیح نہیں جب تک کہ اس کو دھو یا نہ ہو جائے۔

مسئلہ 405: (وَشَعْرُ الْمَيْتَةِ) غَيْرُ الْخِنْزِيرِ عَلَى الْمَذْهَبِ (وَعَظْمُهَا وَعَصَبُهَا) عَلَى الْمَشْهُورِ (وَحَافِرُهَا وَقَرْنُهَا) الْخَالِيَةُ عَنْ الدُّسُومَةِ (قَوْلُهُ عَلَى الْمَذْهَبِ)--- وَلَوْ وَقَعَ فِي مَاءٍ قَلِيلٍ نَجَّسَهُ،[1]

مسئلہ 405: سوائے سوًر کے ہر حیوان کے بال، سینگ، ہڈیاں اور دانت پاک ہیں۔ اگر پانی میں گر پڑیں تو اس سے پانی خراب نہیں ہوتا ۔لیکن اگر ہڈی یا دانت وغیرہ پر مذکورہ مردار حیوان کی چکنائی، چربی وغیرہ لگی ہو تو پھر وہ ناپاک ہے۔ اور اس سے تھوڑا پانی جو کہ بہتا پانی نہ ہو ناپاک ہو جائے گا (کم سے مراد یہ ہے کہ پانی جاری نہ ہو اور نہ جاری کے حکم میں ہو) ۔

مسئلہ 406: انسان کے تراشے ہوئے بال اور ہڈیاں بھی پاک ہیں۔ لیکن ان کا استعمال ناجائز ہے۔ مناسب یہی ہے کہ احترام کے ساتھ دفنائے جائیں۔

مسئلہ 407: اگر انسانی چمڑے یا گوشت کا کچھ ٹکڑا تھوڑے پانی (رکے ہوئے) میں گر پڑے اور وہ کم سے کم ناخن کے برابر ہو۔ تو اس سے پانی خراب ہو جاتا ہے اور اگر معمولی ٹکڑا یا پوست کا پڑ جائے تو اس سے کچھ نہیں ہوتا اس لئے کہ یہ پاک ہے۔

مسئلہ 408: انسانی بال جو جڑوں کے ساتھ اکھیڑ دئے گئے ہوں تو ان کی جڑیں ناپاک ہیں۔ اور جن کے ساتھ بدن کی روغنائی لگی ہو۔ لیکن گذشتہ مسئلے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بالوں کی جڑوں کی چکنائی اگر ناخن برابر مقدار سے کم ہو۔ اور تھوڑے پانی میں پڑ جائے تو پانی خراب نہیں ہوتا۔ فکر کرنی چاہیئے۔

ترجمہ: اور مردار جانور کے بال پاک ہیں سوائے خنزیر کے مذہب صحیح میں اور اس کی ہڈی اور پٹھا پاک ہے مذہب کے مشہور قول پر اور مردار کے کھر و سینگ جو چکنائی سے خالی ہوں پاک ہیں اور یہ قول کہ مذہب مشہور... اگر تھوڑے پانی میں ڈالا جائے تو اس پانی کو نجس کرتا ہے۔

مسئلہ 406: (وَشَعْرُ الْانْسَانِ) غَيْرُ الْمَنْتُوفِ (وَعَظْمُهُ) وَسِنُّهُ مُطْلَقًا عَلَى الْمَذْهَبِ.[2]

ترجمہ: اور انسان کا جو بال اکھاڑا نہیں پاک ہے اور آدمی کی ہڈی اور دانت مطلقا پاک ہے مذہب درست پر۔

مسئلہ 407: وَيَفْسُدُ الْمَاءُ بِوُقُوعِ قَدْرِ الظُّفْرِ مِنْ جِلْدِهِ لَا بِالظُّفْرِ (قَوْلُهُ وَيَفْسُدُ الْمَاءُ) ايْ الْقَلِيلُ (قَوْلُهُ مِنْ جِلْدِهِ) ايْ اوْ لَحْمِهِ مُخْتَارَاتُ النَّوَازِلِ. زَادَ فِي الْبَحْرِ عَنْ الْخُلَاصَةِ وَغَيْرِهَا: اوْ قِشْرِهِ وَانْ كَانَ قَلِيلًا مِثْلُ مَا يَتَنَاثَرُ مِنْ شُقُوقِ الرِّجْلِ وَنَحْوُهُ لَا يُفْسِدُ الْمَاءَ[3]

---

[1] ایضا ابن عابدین ص 398ج1 محولہ بالہ
[2] ایضا ابن عابدین ص 400ج1 محولہ بالہ
[3] ایضا ابن عابدین ص 401ج1 محولہ بالہ

ترجمہ: اور ناپاک ہوتا ہے قلیل پانی بقدر ناخن کے آدمی کی کھال کے گرنے سے نہ ناخن کے گرنے سے اور یہ قول کہ پانی ناپاک ہوتا ہے یعنی تھوڑا اور یہ قول کہ انسان کا چمڑا اور گوشت سے یہ مختارات النوازل میں ہے اور بحر میں زیادہ کیا ہے خلاصہ سے یا انسان کی پوست اگر چہ تھوڑی ہو جیسا کہ انسان کے شقوق سے گرتا ہے اور اس کی مثل پانی کو فاسد نہیں کرتا۔

مسئلہ 408: (وَشَعْرُ الْانْسَانِ) غَيْرُ الْمَنْتُوفِ (قَوْلُهُ غَيْرُ الْمَنْتُوفِ) امَّا الْمَنْتُوفُ فَنَجِسٌ بَحْرٌ، وَالْمُرَادُ رُءُوسُهُ الَّتِي فِيهَا الدُّسُومَةُ.اقُولُ: وَعَلَيْهِ فَمَا يَبْقَى بَيْنَ اسْنَانِ الْمُشْطِ يُنَجِّسُ الْمَاءَ الْقَلِيلَ اذَا بُلَّ فِيهِ وَقْتَ التَّسْرِيحِ، لَكِنْ يُؤْخَذُ مِنْ الْمَسْالَةِ الْاتِيَةِ كَمَا قَالَ ط انَّ مَا خَرَجَ مِنْ الْجِلْدِ مَعَ الشَّعْرِ انْ لَمْ يَبْلُغْ مِقْدَارَ الظُّفْرِ لَا يُفْسِدُ الْمَاءَ تَامَّلْ[1]

ترجمہ: اور انسان کا بال جو اکھاڑا نہیں پاک ہے اور یہ قول کہ اکھاڑا نہیں پاک ہے یعنی اکھاڑے بال ناپاک ہیں بحر اور مراد اسکی بیچ میں دسومت ہے اور میں کہتا ہوں اور بنا بر اس قول کے جو بال کنگھی کے دانتوں کے بیچ میں پھس جائے تو تھوڑے پانی کو نجس کرتا ہے جب اس میں ترے ہو لیکن اس ایک آنے والا مسئلے سے لیا جاتا ہے جیسا کہ کہا گیا ہے جس بال کے ساتھ چمڑا نکل جائے اگر ناخن کی مقدار کو نہ پہنچ سکے تو پانی پلید نہیں کرتا۔

[1] ایضا ابن عابدین ص 400ج1 محولہ بالہ

فصل سوم وضو توڑنے کے آداب اور استنجاء کا بیان:

وضوء توڑنے کے آداب:

مسئلہ 409: سورج اور چاند کے بالمقابل بیٹھ کر پیشاب اور پاخانہ کرنا جائز نہیں۔اسی طرح پانی میں اور حوض میں، نہر اور کنویں کے کنارے بیٹھ کر پیشاب اور پاخانہ کرنا مناسب نہیں۔ہاں اگر ضرورت ہو یا مجبوری ہو۔ مثلاآدمی کشتی یا بحری جہاز میں جا رہا ہو تو پھر خیر ہے۔جس درخت کے سائے سے لوگ جائز فائدہ حاصل کرتے ہو وہاں اور سردی میں دھوپ میں بھیٹنے کی جگہ ،اور مسجد کے نزدیک، راستہ/شارع اور شارع عام کے کنارے، مقبرے میں اور جس طرف سے ہوا چل رہی ہو نیز اسی طرف کو منہ کر کے قضاء حاجت کرنا درست نہیں۔چوہے، سانپ اور چیونٹیوں کے بلوں میں، مویشیوں کے پاس اور عام لوگوں کی نشست و برخاست کی جگہ، میوہ دار درخت اور پھول دار پودے(پھلدار ااور پھولدار) کے نیچے۔ان سب مقامات پر پیشاب اور پاخانہ نہیں کرنا چاہیئے۔

مسئلہ 410: اونچی جگہ پر چڑھائی کی طرف منہ کر کے پیشاب نہیں کرنا چاہیئے۔کیونکہ اس سے چھینٹیں بدن پر لگ جائیں گی اور واپس اس کی طرف ہی آئے گا۔

مسئلہ 409: (وَاسْتِقْبَالُ شَمْسٍ وَقَمَرٍ لَهُمَا) ايْ: لِاجْلِ بَوْلٍ اوْ غَائِطٍ (وَبَوْلٌ وَغَائِطٍ فِي مَاءٍ وَلَوْ جَارِيًا) فِي الْاصَحِّ وَفِي الْبَحْرِ انَّهَا فِي الرَّاكِدِ تَحْرِيمِيَّةٌ، وَفِي الْجَارِي تَنْزِيهِيَّةٌ (وَعَلَى طَرَفِ نَهْرٍ اوْ بِئْرٍ اوْ حَوْضٍ اوْ عَيْنٍ اوْ تَحْتَ شَجَرَةٍ مُثْمِرَةٍ اوْ فِي زَرْعٍ اوْ فِي ظِلٍّ) يُنْتَفَعُ بِالْجُلُوسِ فِيهِ (وَبِجَنْبِ مَسْجِدٍ وَمُصَلَّى عِيدٍ، وَفِي مَقَابِرَ، وَبَيْنَ دَوَابَّ، وَفِي طَرِيقِ) النَّاسِ (وَ) فِي (مَهَبِّ رِيحٍ وَجُحْرِ فَارَةٍ اوْ حَيَّةٌ اوْ نَمْلَةٍ وَثَقْبٍ) يَنْبَغِي انْ يُسْتَثْنَى مِنْ ذَلِكَ مَا اذَا كَانَ فِي سَفِينَةٍ فِي الْبَحْرِ، فَلَا يُكْرَهُ لَهُ الْبَوْلُ وَالتَّغَوُّطُ فِيهِ لِلضَّرُورَةِ [1]

---

[1] ابن عابدین،رد المحتار علی الدرالمختارص610ج1محولہ بالہ

ترجمہ: سورج وچاند کے سامنے پیشاب یا پاخانہ کرنااور جاری پانی میں بول و براز کرنا صحیح تر قول میں مکروہ ہے اور بحر الرائق میں ہے کہ کھڑے پانی میں کراہیت تحریمی اور جاری پانی میں اور بول یا براز نہر یا کنویں یا حوض یا چشمہ کے کنارے پر یا پھلدار درخت کے نیچے یا کھیت میں یا اس سایہ میں جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں اس میں بیٹھ کر اور مسجد اور عید گاہ کے آس پاس اور قبرستان میں اور چوپایوں کے درمیان اور لوگوں کی راہ میں اور ہوا چلنے کے مکان میں اور چوہے یا سانپ یا چیونٹی کے بلاور ہر سوراخ میں مکرہ تنزیہی ہے۔اور مناسب ہے کہ اس سے مستثنیٰ کیا جائے جب کشتی دریا میں ہو پس اس کیلئے بول و براز اس میں مکروہ نہیں۔

مسئلہ 410: وَفِي اسْفَلِ الْارْضِ الَى اعْلَاهَا، (قَوْلُهُ: وَفِي اسْفَلِ الْارْضِ الَخْ) ايْ: بِانْ يَقْعُدَ فِي اسْفَلِهَا وَيَبُولَ الَى اعْلَاهَا فَيَعُودَ الرَّشَاشُ عَلَيْهِ.[1]

ترجمہ :اور پشت زمین پر بیٹھ کر بلند زمین کی طرف پیشاب کرنا مکروہ ہے یعنی عود نجاست کی وجہ سے۔اور یہ قول کہ پشت زمین پر اس

مسئلہ 411: کعبے کی سمت پیشاب اور پاخانہ کرنا مکروہِ تحریمی ہے۔اس طرح اگر عورتیں کعبے کی جانب بچوں کو پیشاب وغیرہ کے لئے بٹھائیں تو یہ بھی مکروہ تحریمی ہے۔

<u>فائدہ:</u> "کعبے کی طرف پاؤں پھیلانا مکروہ تحریمی ہے۔ایک پاؤں کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ہاں اگر کوئی عذر رکھتا ہوں یا بھول کر ایسا کر جائے تو خیر ہے۔اس طرح قرآن شریف، تفسیر اور کتب احادیث وغیرہ کی طرف پاؤں پھیلانا منع ہے۔ہاں اگر یہ کتابیں اونچی ہوں اور پاؤں کی برابری پر آتی ہوں تو خیر ہے۔لیکن احتیاط بہتر ہے"۔

مسئلہ 412: پیشاب اور پاخانہ کرتے وقت(قضاء حاجت کے وقت)بات چیت نہیں کرنی چاہیئے۔اور بغیر معقول عذر کھانسنا بھی نہیں چاہیئے۔اور بے ضرورت گلا بھی تازہ نہیں کرنا چاہیئے۔آیت، حدیث اور کوئی متبرک کلام بھی نہیں پڑھنا چاہیئے۔بغیر ضرورت کے کھڑے ہو کر یا لیٹے لیٹے یا بالکل برہنہ ہو کر پیشاب وغیرہ نہیں کرنا چاہیئے۔اور دائیں ہاتھ سے ڈھیلا لیکر مقام استنجاء یا آلہ تناسل یا خود کو خشک بھی نہیں کرنا چاہیئے۔البتہ اگر بایاں ہاتھ معذور ہو تو پھر خیر ہے۔اور جس چیز پر آیت قرآن یا حدیث یا کوئی اور متبرک کلام تحریر ہو تو بوقت پیشاب پاس نہیں رکھنا چاہیئے۔لیکن اگر وہ کپڑے وغیرہ میں لپٹا ہوا ہو تو خیر ہے۔

طرح بیٹھ جائے نیچے اور بلند جگہ کی طرف بول کریں اور اس کی چھینٹیں اس کی طرف واپس ہو جائیں۔

مسئلہ 411: (كَمَا كُرِهَ) تَحْرِيمًا (اسْتِقْبَالُ قِبْلَةٍ وَاسْتِدْبَارُهَا لِ) اجْلِ (بَوْلٍ اوْ غَائِطٍ) --- (وَكَذَا يُكْرَهُ) هَذِهِ تَعُمُّ التَّحْرِيمِيَّةَ وَالتَّنْزِيهِيَّةَ (لِلْمَرْاةِ امْسَاكُ صَغِيرٍ لِبَوْلٍ اوْ غَائِطٍ نَحْوَ الْقِبْلَةِ)[2]

---

[1] ایضا ابن عابدین ص 612 ج1 محولہ بالہ

[2] ایضا ابن عابدین ص 608ج1 محولہ بالہ

ترجمہ: جیسے مکروہ تحریمی ہے قبلہ کا سامنا اور اس کی طرف پیٹھ کرنا پیشاب یا پاخانہ کرتے وقت...اور اسی طرح مکرہ ہے اور یہ تحریمی اور تنزیہی دونوں کو شامل ہے عورت کیلئے بچہ کے رو با قبلہ بول و براز میں پکڑنا۔

فائدہ: وَيُكْرَهُ مَدُّ الرِّجْلَيْنِ الَى الْكَعْبَةِ فِي النَّوْمِ وَغَيْرِهِ عَمْدًا ، وَكَذَلِكَ الَى كُتُبِ الشَّرِيعَةِ ـــ مَدُّ الرِّجْلَيْنِ الَى جَانِبِ الْمُصْحَفِ انْ لَمْ يَكُنْ بِحِذَائِهِ لَا يُكْرَهُ ، وَكَذَا لَوْ كَانَ الْمُصْحَفُ مُعَلَّقًا فِي الْوَتَدِ وَهُوَ قَدْ مَدَّ الرِّجْلَ الَى ذَلِكَ الْجَانِبِ لَا يُكْرَهُ ، كَذَا فِي الْغَرَائِبِ .[1]

ترجمہ: اور مکروہ ہے قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا حالت نیند میں یا عام حالت میں عمداً اور اسی طرح اسلامی کتب کو...اور مصحف کی طرف پاؤں پھیلانا اور اگر اس کے کناروں پر نہ ہو تو مکروہ نہیں اور اسی طرح جب مصحف کیل وغیرہ سے باندھا ہو تو اس کی طرف مکروہ نہیں جب پاؤں کے برابری پر آتی ہو اسی طرح غرائب میں ہے۔

مسئلہ 412: ویکرہ دخول المخرج ای الخلاءوفی اصبع خاتم فیہ شیء من القران او من اسمائہ تعالی لما فیہ من ترک ترک التعظیم وقیل

مسئلہ 413: جو کوئی وضو توڑنا چاہے (پیشاب وغیرہ کی حاجت ہو) تو اسے چاہیئے کہ ننگے سر نہ جائے سر کو ٹوپی وغیرہ سے ڈھانپ کر بیت الخلاء وغیرہ میں جائے۔ اگر ہاتھ میں ایسی انگوٹھی ہو کہ جس پر نام الٰہی یا کوئی اور متبرک اسم کندہ ہو تو اسے اتارنا چاہیئے۔ اور بیت الخلاء وغیرہ میں داخل ہونے سے پیشتر کلمہ شریف پڑھے۔ اس کے بعد بسم اللہ پڑھ کر یہ دُعا پڑھے " اللھم انی اعوذبک من الخبث والخبائث" اس کے بعد داخل ہوتے وقت بایاں پاؤں پہلے اندر کرے۔ بعد میں دایاں پاؤں اور جب تک بیٹھا نہ ہو۔ کھڑے کھڑے خود کو برہنہ نہیں کرنا چاہیئے۔ اور پھر بیٹھ کر اپنے مخصوص مقامات کو بھی نہ دیکھیں۔ اور جو کچھ خارج ہو پاخانہ وغیرہ اس کو بھی بغیر ضرورت نہ دیکھے۔ اس میں تھوکنا بھی منع ہے۔ اگر اس حالت میں چھینک آئے تو دل میں الحمد للہ پڑھے۔ زبان سے نہیں۔ اور آلہ تناسل سے بھی نہ کھیلے۔ بغیر ضرورت کے زیادہ دیر نہ بیٹھے تو اچھا ہے۔ سر اٹھا کر آسمان کو بھی دیکھنا منع ہے۔ باحیا طریقے سے فراغت حاصل کرنی چاہیئے۔ فراغت کے بعد مٹی کے ڈھیلوں سے خود کو پاک کرنا چاہیئے۔

لایکرہ ان جعل فصہ الی باطن الکف ولو کان ما فیہ شیء من القرآن او من اسمائہ تعالی فی جیبہ لا باءس بہ وکذا لو کان ملفوفا فی شیء والتحرز اولی[2]

ترجمہ: اور مکروہ ہے کہ بیت الخلا کو داخل ہو جائے اور اس کی انگوٹھی میں انگوٹھا ہو جس پر قران لکھا ہو یا اسمائے حسنیٰ ہو کیونکہ اس میں ترک تعظیم ہے اور بعض نے کہا ہے کہ مکروہ نہیں ہے اگر اس کا نگینہ باطن کف کی طرف ہو اور اگر اس کے جیب میں قرآن مجید یا اسمائے تعالی سے کوئی ہو تو کوئی حرج نہیں اور اسی طرح اگر مذکور کو کسی شئ میں لپیٹ گیا ہو لیکن احتیاط بہتر ہے۔

مسئلہ 413: يَجِبُ الِاسْتِبْرَاءُ بِمَشْيٍ اوْ تَنَحْنُحٍ اوْ نَوْمٍ عَلَى شِقِّهِ الْايْسَرِ، وَيَخْتَلِفُ بِطِبَاعِ النَّاسِ. (قَوْلُهُ: يَجِبُ الِاسْتِبْرَاءُ الَخْ) هُوَ طَلَبُ الْبَرَاءَةِ مِنْ الْخَارِجِ بِشَيْءٍ مِمَّا ذَكَرَهُ الشَّارِحُ حَتَّى يَسْتَيْقِنَ بِزَوَالِ الْاثَرِ. وَامَّا الِاسْتِنْقَاءُ هُوَ طَلَبُ النَّقَاوَةِ: وَهُوَ انْ يُدَلِّكَ الْمَقْعَدَةَ بِالْاحْجَارِ اوْ

---

[1] ایضا فتاویٰ الھندیہ ص394ج5 محولہ بالہ ۔

[2] الحلبی، غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی ص 66محولہ بالہ

بِالْاَصَابِعِ حَالَةَ الِاسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ. وَامَّا الِاسْتِنْجَاءُ: فَهُوَ اسْتِعْمَالُ الْاحْجَارِ اوْ الْمَاءِ، هَذَا هُوَ الْاَصَحُّ فِي تَفْسِيرِ هَذِهِ الثَّلَاثَةِ كَمَا فِي الْغَزْنَوِيَّةِ. وَفِيهَا انَّ الْمَرْاةَ كَالرَّجُلِ الَّا فِي الِاسْتِبْرَاءِ فَانَّهُ لَا اسْتِبْرَاءَ عَلَيْهَا، بَلْ كَمَا فَرَغَتْ تَصْبِرُ سَاعَةً لَطِيفَةً ثُمَّ تَسْتَنْجِي،--- [تَتِمَّةٌ]

اذَا ارَادَ انْ يَدْخُلَ الْخَلَاءَ يَنْبَغِي انْ يَقُومَ قَبْلَ انْ يَغْلِبَهُ الْخَارِجُ وَلَا يَصْحَبَهُ شَيْءٌ عَلَيْهِ اسْمٌ مُعَظَّمٌ وَلَا حَاسِرَ الرَّاسِ وَلَا مَعَ الْقَلَنْسُوَةِ بِلَا شَيْءٍ عَلَيْهَا، فَاذَا وَصَلَ الَى الْبَابِ يَبْدَا بِالتَّسْمِيَةِ قَبْلَ الدُّعَاءِ هُوَ الصَّحِيحُ فَيَقُولُ: بِسْمِ اللَّهِ «اللَّهُمَّ انِّي اعُوذُ بِكَ مِنْ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ» ، ثُمَّ يَدْخُلُ بِالْيُسْرَى وَلَا يَكْشِفُ قَبْلَ انْ يَدْنُوَ الَى الْقُعُودِ، ثُمَّ يُوَسِّعُ بَيْنَ رِجْلَيْهِ وَيَمِيلُ عَلَى رِجْلِهِ الْيُسْرَى، وَلَا يُفَكِّرُ فِي امْرِ الْاخِرَةِ كَالْفِقْهِ وَالْعِلْمِ، فَقَدْ قِيلَ: انَّهُ يَمْنَعُ مِنْهُ شَيْءٌ اعْظَمُ مِنْهُ وَلَا يَرُدُّ سَلَامًا وَلَا يُجِيبُ مُؤَذِّنًا، فَانْ عَطَسَ حَمِدَ اللَّهَ تَعَالَى بِقَلْبِهِ، وَلَا يَنْظُرُ الَى عَوْرَتِهِ وَلَا الَى مَا يَخْرُجُ مِنْهُ، وَلَا يَبْزُقُ فِي الْبَوْلِ، وَلَا يُطِيلُ الْقُعُودَ فَانَّهُ يُوَلِّدُ الْبَاسُورَ، وَلَا يَمْتَخِطُ، وَلَا يَتَنَحْنَحُ، وَلَا يُكْثِرُ الِالْتِفَاتَ وَلَا يَعْبَثُ بِبَدَنِهِ، وَلَا يَرْفَعُ بَصَرَهُ الَى السَّمَاءِ وَيُنَكِّسُ رَاسَهُ حَيَاءً مِمَّا ابْتُلِيَ بِهِ وَيَدْفِنُ الْخَارِجَ، وَيَجْتَهِدُ فِي الِاسْتِفْرَاغِ مِنْهُ، فَاذَا فَرَغَ يَعْصِرُ ذَكَرَهُ مِنْ اسْفَلِهِ الَى الْحَشَفَةِ، ثُمَّ يَمْسَحُ بِثَلَاثَةِ احْجَارٍ ثُمَّ يَسْتُرُ عَوْرَتَهُ قَبْلَ انْ يَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ يَخْرُجُ بِرِجْلِهِ الْيُمْنَى وَيَقُولُ: «غُفْرَانَكَ، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي اذْهَبَ عَنِّي مَا يُؤْذِينِي، وَامْسَكَ عَلَيَّ مَا يَنْفَعُنِي» ثُمَّ يَسْتَبْرِئُ فَاذَا اسْتَيْقَنَ بِانْقِطَاعِ اثَرِ الْبَوْلِ يَقْعُدُ لِلِاسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ مَوْضِعًا اخَرَ،[1]

ترجمہ: واجب ہے استبراء یعنی پیشاب کے بعد خوب پاکیزگی اور صفائی حاصل کرنا پیادہ پاچل کر اور کھنکھار کر اور بائیں پہلوں پر لیٹ کر اور استبراء مختلف ہوتا ہے لوگوں کے مختلف طبائع کے سبب سے۔اور یہ قول کہ استبرء واجب ہے۔استبراء کا معنٰی طلب براءت ہے باہر سے ایسی اشیاء پر جو شارح نے ذکر کی ہیں یہاں تک کہ اس کا یقین آجائے نجاست کے زائل ہونے پر۔اور جو استنقاء

اور کھڑے ہونے سے پیشتر خود کو ڈھانپ لے۔اور بیت الخلاء سے نکلتے وقت دایاں پاؤں باہر رکھے اور ساتھ ہی یہ دعا پڑھے" غفرانک الحمدللہ الذی اذهب عنی مایؤذینی وامسک علی ما ینفعنی" پھر اس کے بعد استبراء کرے استبرا یہ ہے کہ بندہ فراغت کے بعد قطرہ بند ہونے تک خود کو خشک کریں۔(ڈھیلے وغیرہ سے آلہ تناسل کو خشک کریں)اور چند قدم جائے اور کھانسے یا بائیں طرف لیٹ جائے۔ طبیعتوں میں اختلاف ہوتا ہے۔کسی کی صفائی جلد ہوتی ہے اور کسی کی دیر سے۔جس وقت یہ معلوم ہو جائے۔کہ قطرے خشک ہو گئے ہیں،اس کے بعد پانی سے استنجاء کرے۔اور اس باب میں عورت کے لئے بھی حکم مثل مرد کے ہے۔صرف یہ فرق ہے کہ عورت کے لئے استبراء نہیں۔بلکہ عورت جب فارغ ہو جائے تھوڑا صبر کرلیں پھر ڈھیلے سے خود کو پاک کرے۔یہ کافی ہے۔اس کے بعد استنجاء کر سکتی ہے۔

ہے تو اس کا معنٰی ہے کہ مقعد کو پتھروں سے پاک کر کے یا انگلیوں سے حالت استنجا میں پانی سے۔اور جو استنجاء ہے تو وہ استعمال پانی یا پتھر کو کہتے ہیں اور یہ مذکورہ اس کی تفسیر میں اصح اقوال ہیں جیسا کہ غزنویہ میں ہے اور اس میں کہ عورت بمثل آدمی ہے مگر استبراء عورت پر نہیں بس وہ فراغت کے بعد قدرے انتظار کر کے پھر استنجا کریں... تتمہ: اور جب ارادہ کریں کہ بیت الخلا میں داخل ہو جائے تو مناسب ہے کہ اس سے پہلے کھڑا ہو جائے کہ اس کے پاس کوئی چیز تو نہیں جس پر اسمائے معظمہ لکھا ہو اور نہ برھنہ سر ہو اور نہ ٹوپی جس پر کوئی اور ساتر نہ ہو پس جب دروازہ کو پہنچ جائے تو تسمیہ سے ابتداء کرے دعا سے پہلے اور یہ صحیح ہے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھیں" شروع اللہ کے نام سے اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیرے واسطہ شیاطین نرومادہ سے" پھر بائیں پاؤں کو داخل کریں اور ستر کو بیٹھنے سے پہلے برہنہ نہ کریں پھر دونوں پاؤں کے درمیان فاصلہ رکھیں اور بائیں پاؤں پر ذرہ زیادہ زور کریں۔اور اس دوران اخرت اور فقہ وعلم میں سوچ نہ کریں۔اور بعض نے کہا ہے کہ اس میں منع ہے کہ سلام کا جواب دیں اور نہ مؤذن کا جواب۔اگر چھینک کریں تو الحمداللہ دل میں پڑھیں نہ عورت کو اور نہ فضلہ کو دیکھ لیں۔اور نہ بول میں تھوک مارے۔اور نہ زیادہ بیٹھ جائے کیونکہ یہ بواسیر کا سبب ہے۔اور نہ تھوک کریں اور نہ گلہ تازہ کریں اور نہ زیادہ نظر کریں اور نہ بدن سے کھیل جائے اور نہ آسمان کی طرف نظر کریں اور نظر کو

---

[1] ابن عابدین، ص614ج1محولہ بالہ

حیا کے وجہ سے نیچے رکھیں۔اور فضلہ کو دفن کریں اور کوشش کریں اس سے فارغ ہونے میں جب فراغ ہو جائے توذکر کو نیچے سے اوپر کی طرف خشک کریں پھر تین پتھروں سے صاف کریں پھر برابر کھڑا ہونے سے پہلے ستر کو خوب چھپائیں۔ پھر دائیں پاؤں کو اگے کر کے باہر نکل جائے اور یہ دعا پڑھیں" اے اللہ تجھ سے مغفرت مانگتا ہو تمام تعریفیں اس ذات کیلئے ہیں جس نے مجھ سے مضر اشیاء کو دور کیا اور سلامت رکھا اس پر جو مجھ کو فائدہ دیتے ہیں" پھر استبراء کریں پس جب اسے یقین آجائے بول کے اثر دور ہونے پر تو استنجاء کیلئے بیٹھ جائے دوسری جگہ پر پانی سے۔

مسئلہ 414: مندرجہ ذیل اشیاء سے استبراء اور رفع حاجت کے بعد خود کو پاک کرنا منع ہے۔ بعض سے منع۔اور بعض سے مکروہ ہے۔ ہڈی، کھانے کی چیزیں، لید، پلید چیز اور جس پتھر سے ایک بار کوئی خود کو پاک کر چکا ہو۔اس کے ناپاک کنارے سے۔ پختہ اینٹ سے، پکی مٹی، شیشے سے، کوئلے سے، لوہے سے، اور زرّ(سونا چاندی) وغیرہ سے اور وہ چیزیں جو مویشیوں کی خوراک ہوں۔ مثلاً گھاس، بھوس وغیرہ اور قیمت رکھنے والی چیزیں اور وہ جن کے دھونے سے پھر قیمت میں فرق آئے مثلاً ریشمی کپڑا وغیرہ۔اس طرح انسانی اجزاء مثلاً بال، ہڈیاں اور گوشت وغیرہ اور مسجد کی مستعمل گھاس اور خَس وخشاک، درختوں کے پتے، کاغذ خواہ سادہ ہوں یا لکھے ہوئے ہوں۔ زم زم کا پانی اور وہ چیز جو کسی اور کی ملکیت ہو۔اس کے ساتھ مالک کی اجازت کے بغیر غرضیکہ جو چیز انسان یا مویشی کے لئے مفید ہو۔اور یا جس سے صفائی نہ ہو سکے۔ تو اس سے استبرا نہیں کرنا چاہیئے۔ لیکن اگر کوئی کر گیا۔اور صفائی بھی ہو گئی۔ تو ہو چکی لیکن کراہت ضرور ہے۔اور استنجے کے ثواب سے بھی محروم رہا۔

مسئلہ 414: (وَكُرِهَ) تَحْرِيمًا (بِعَظْمٍ وَطَعَامٍ وَرَوْثٍ)--- يَابِسٍ كَعَذِرَةٍ يَابِسَةٍ وَحَجَرٍ اسْتُنْجِيَ بِهِ الَّا بِحَرْفٍ اخَرَ (وَاجُرٍّ وَخَزَفٍ وَزُجَاجٍ وَ) شَيْءٍ مُحْتَرَمٍ (كَخِرْقَةِ دِيبَاجٍ وَيَمِينٍ) وَلَا عُذْرَ بِيُسْرَاهُ،--- (وَفَحْمٍ وَعَلَفِ حَيَوَانٍ) وَحَقِّ غَيْرٍ وَكُلِّ مَا يُنْتَفَعُ بِهِ (فَلَوْ فَعَلَ اجْزَاهُ) مَعَ الْكَرَاهَةِ لِحُصُولِ الْانْقَاءِ، (قَوْلُهُ: وَشَيْءٍ مُحْتَرَمٍ) ايْ: مَا لَهُ احْتِرَامٌ وَاعْتِبَارٌ شَرْعًا، فَيَدْخُلُ فِيهِ كُلُّ مُتَقَوِّمٍ الَّا الْمَاءَ كَمَا قَدَّمْنَاهُ. وَالظَّاهِرُ انَّهُ يَصْدُقُ بِمَا يُسَاوِي فَلْسًا لِكَرَاهَةِ اتْلَافِهِ كَمَا مَرَّ، وَيَدْخُلُ فِيهِ جَزْءُ الْادَمِيِّ وَلَوْ كَافِرًا اوْ مَيِّتًا وَلِذَا لَا يَجُوزُ كَسْرُ عَظْمِهِ، وَصَرَّحَ بَعْضُ الشَّافِعِيَّةِ بِانَّ مِنْ الْمُحْتَرَمِ جَزْءُ حَيَوَانٍ مُتَّصِلٍ بِهِ وَلَوْ فَارَةً، بِخِلَافِ الْمُنْفَصِلِ عَنْ حَيَوَانٍ غَيْرِ ادَمِيٍّ. اهـ. وَيَنْبَغِي انْ يَدْخُلَ فِيهِ كُنَاسَةُ مَسْجِدٍ، وَلِذَا لَا تُلْقَى فِي مَحَلٍّ مُمْتَهَنٍ، وَدَخَلَ ايْضًا مَاءُ زَمْزَمَ كَمَا قَدَّمْنَاهُ اوَّلَ فَصْلِ الْمِيَاهِ، وَيَدْخُلُ ايْضًا الْوَرَقُ. قَالَ فِي السِّرَاجِ: قِيلَ: انَّهُ وَرَقُ الْكِتَابَةِ، وَقِيلَ: وَرَقُ الشَّجَرِ وَايُّهُمَا كَانَ فَانَّهُ مَكْرُوهٌ اهـ. وَاقَرَّهُ فِي الْبَحْرِ وَغَيْرِهِ، وَانْظُرْ مَا الْعِلَّةُ فِي وَرَقِ الشَّجَرِ، وَلَعَلَّهَا كَوْنُهُ عَلَفًا لِلدَّوَابِّ اوْ نُعُومَتُهُ فَيَكُونُ مُلَوِّثًا غَيْرَ مُزِيلٍ، وَكَذَا وَرَقُ الْكِتَابَةِ لِصِقَالَتِهِ وَتَقَوُّمِهِ، وَلَهُ احْتِرَامٌ ايْضًا لِكَوْنِهِ الَةً لِكِتَابَةِ الْعِلْمِ، [1]

ترجمہ: اور مکروہ تحریمی ہے استنجاء کرنا ہڈی اور کھانے کی چیز اور خشک لید سے جیسے مکروہ ہے آدمی کے خشک پاخانہ سے اور اس ڈھیلے سے جس سے ایک بار استنجا کیا گیا مگر اس کی دوسری نوک سے کہ آلودہ نجاست سے نہیں اور مکروہ تحریمی ہے پکی اینٹ اور ٹھیکری اور کانچ اور حرمت والی چیز جیسے ریشمی کپڑے سے اور داہنے ہاتھ سے اس حالت میں کہ اس کے بائیں ہاتھ میں کچھ عذر نہیں۔اور مکروہ تحریمی ہے

---

[1] ابن عابدین، ص605ج1محولہ بالہ

کوئلے سے اور جانوروں کے چارے سے اور غیر شخص کے حق سے اور جو چیز جو قابل انتفاع ہو اس سے پھر اگر ہڈی وغیرہ سے استنجا کیا تو کفایت کرتا ہے کراہت تحریمی کے ساتھ بسب حاصل ہو جانے صفائی کے۔اور یہ قول کہ ایک محترم شے ہر اس چیز کیلئے شریعت میں احترام اور اعتبار ہے پس اس میں ہر مال متقوم داخل ہوتا ہے مگر نہ پانی جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ جو رقم کے مساوی ہو اس کا اعتبار کیا جائے تو صدقہ کیا جائے اور اس میں انسان کی بدن کا حصہ شامل ہے اگرچہ کافر یا میت کا ہو اس وجہ سے کہ اس کی ہڈیوں کا توڑنا جائز نہیں۔اور تصریح کی ہے بعض شوافع نے کہ محترم میں سے حیوان کے بدن کے اجزاء ہیں جو اس کے ساتھ متصل ہو اگرچہ چوہا کیوں نہ ہو۔نہ منفصل ہو حیوان کہ انسان کے علاوہ ہو اور یہ بھی مناسب ہے کہ اس میں مسجد کے باہر دیوار داخل ہو جائے اور اس وجہ سے یہ اہانت کی جگہ میں نہیں پھینکا جائے گا۔اور اس طرح زمزم کا پانی جیسا کہ ہم نے بیان کیا اول فصل میاہ میں اور داخل ہوتا ہے اس میں اوراق سراج میں کہا گیا ہے کہ بعض نے کتابت کے اوراق لئے ہیں اور بعض نے درختوں کے اور مسئلہ 415: مٹی کا ڈھیلا ،مٹی پتھر بے قیمت کپڑا اور ہر وہ چیز جو کہ پاک ہو اور جس سے صفائی ہو س کے اور کوئی قدر و قیمت نہ ہو تو ان سب سے استبراء اور صفائی جائز ہے۔ان میں کوئی کراہت نہیں۔

مسئلہ 416: ڈھیلے اور پتھر وغیرہ سے بڑا استنجاء کرنے کا طریقہ بعض علماء یہ بتلاتے ہیں۔کہ گرمی کے موسم میں پہلا ڈھیلا آگے سے پیچھے کی طرف ملا جائے۔اور دوسرے ڈھیلے کو پھر پیچھے سے آگے کی طرف اور پھر تیسرے ڈھیلے کو آگے سے پیچھے کی طرف سردی کی موسم میں پہلا اور تیسرا ڈھیلہ پیچھے سے آگے کی طرف اور دوسرا ڈھیلہ آگے سے پیچھے کی طرف۔لیکن مسنون امر یہ ہے کہ صفائی اچھی طرح حاصل ہو جائے۔جس طریقے سے بھی ہو اور جس قدر ڈھیلوں سے بھی ہو۔لیکن احسن یہی ہے کہ طاق ہو۔

ہر ایک اس میں سے مکروہ ہے اور اس کا اقرار کیا ہے بحر وغیرہ میں۔اور اس میں نظر ہے درختوں کے پتوں پر صدور علت یہ کہ یہ چوپایوں کا چارہ ہے کہ یہ صفائی لانے والے نہیں بلکہ گندہ کرنی والے ہیں اور لکھنے کے اوراق صقیل ہونے اور مال متقوم کی وجہ سے اور اس احترام کی وجہ سے بھی کہ آلہ ہے کتابت علم کا۔

مسئلہ 415: (بِنَحْوِ حَجَرٍ) مِمَّا هُوَ عَيْنٌ طَاهِرَةٌ قَالِعَةٌ لَا قِيمَةَ لَهَا كَمَدَرٍ (مُنَقٍّ) ؛ (قَوْلُهُ: مِمَّا هُوَ عَيْنٌ طَاهِرَةٌ الَخْ) قَالَ فِي الْبَدَائِعِ: السُّنَّةُ هُوَ الِاسْتِنْجَاءُ بِالْأَشْيَاءِ الطَّاهِرَةِ مِنْ الْأَحْجَارِ وَالْأَمْدَادِ وَالتُّرَابِ وَالْخِرَقِ الْبَوَالِي اهـ۔[1]

ترجمہ:استنجا سنت ہے پتھر جیسی چیز سے جو نجاست کو دور کرنے والی ہو اور جو قیمتی نہ ہو چنانچہ صاف ڈھیلہ اور یہ قول کہ جس کا عین پاک ہو بدائع میں کہا گیا ہے کہ سنت یہ کہ استنجا کریں کسی چیز پاک سے پتھروں ،ڈھیلے، مٹی اور پرانے کپڑے وغیرہ سے۔

مسئلہ 416: قال فی فتاوی قاضی خان وغیرہ فی کیفیۃ الاستنجاء بالاحجار یدبر بالحجر الاول ویقبل بالثانی ویدبر بالثالث ان کان فی الصیف وفی الشتاء یقبل الرجل بالحجر الاول وید بر بالثانی ویقبل بالثالث لان فی الصیف خصیتاہ مدلیتان فلو اقبل بالاول یتلطخان ولا

---

[1] ایضا ابن عابدین ص 601ج1 محولہ بالہ

كذالک فی الشتاء والمراءة تفعل ما یفعل الرجل فی الشتاء فی الاوقات کلها قال فی الخلاصة وھذا لیس بشرط بل یفعل علی وجہ یحصل بہ المقصود یعنی الانقاء واکذا قال کمال الدین بن الھمام عند قول صاحب الھدایة لان المقصود ھو الانقاء --- وفی المجتبی المقصودالانقاء فیختار ما ھوالابلغ والاسلم عن زیادة التلویث[1]

ترجمہ: فتاویٰ قاضی خان وغیرہ میں پتھروں سے استنجا کی کیفیت کے بارے میں کہا گیا ہے کہ پہلے ڈھیلے سے آگے اور دوسرے سے پیچھے سے آگے اور تیسرے سے آگے سے پیچھے اگر موسم گرما ہو اور اگر سردی ہو تو پیچھے سے آگے اور دوسرے پر آگے سے پیچے اور تیسرے پر پیچھے سے آگے کیونکہ گرمی میں خصیتین ڈھیلے ہوتے ہیں پس اگر پہلے سے پیچھے سے آگے کی طرف کریں تو یہ گندھا ہو جائے گا۔

....

....

۔اور یہ سردی میں ایسے نہیں ہوتے اور عورت تو ہمیشہ مرد کی سردی کے موسم کی طرح پیچھے سے آگے استنجا کریں۔اور خلاصہ میں کہا گیا ہے اور یہ شرط نہیں بلکہ مقصود حاصل کریں خواہ کیسا بھی ہو اور اسی طرح ابن الہمام نے کہا ہے ہدایہ کے اس قول پر کہ مقصود تو صفائی ہے... اور مجتبیٰ میں ہے کہ مقصود تو صفائی ہے جس میں مبالغہ زیادہ ہو اور جو گندھا ہونے سے زیادہ سالم ہو۔

[1] الحلبی ، غنیة المستملی شرح منیة المصلی ص 30محولہ بالہ

استنجے کا بیان:

مسئلہ 417: جو ناپاکی پیشاب اور پاخانہ کے مقامات سے خارج ہو تو اس سے پاکی حاصل کرنے کے لئے استنجاء کرنا سنت ہے۔اس لئے اگر صرف پیشاب کر جائے۔تو چھوٹا استنجاء (آلہ تناسل کا دھونا) کریگا۔اور مکمل وضو کریگا اور اگر پاخانہ کر جائے تو پاخانہ کا استنجاء کر کے مکمل وضو کریگا۔ محض ہوا خارج ہونے سے استنجاء نہیں ہے بلکہ مکمل وضو کریں گے۔

مسئلہ 418: اگر ڈھیلے وغیرہ سے استنجاء کیا جائے۔اس کے بعد پانی سے استنجاء کرنا بھی سنت ہے۔ لیکن اگر ناپاکی مخرج (خارج ہونے کی خاص جگہ ہے)ارد گرد پھیل جائے۔اور اسکی پھیلاوٹ ایک شرعی روپیہ سے زیادہ ہو تو دھلائی اس کی ضروری ہے۔ نماز اس کے ساتھ ادا نہیں ہوتی۔ اگر ناپاکی مخرج کے ارد گرد نہ لگی ہو تو اس صورت میں صرف ڈھیلہ وغیرہ سے استنجاء کرلے تو یہی کافی ہے۔ اگر پانی سے استنجاء نہ کرے صرف مکمل وضو کرے۔تو بھی نماز ادا ہوسکتی ہے۔ لیکن ایسا کرنا سنت کے خلاف ہے۔ہاں اگر پانی نہ ہو یا پھر کم ہو یا کوئی اور ضرورت ہو تو اس صورت میں خیر ہے۔

مسئلہ 417: ازَالَةُ نَجَسٍ عَنْ سَبِيلٍ فَلَا يُسَنُّ مِنْ رِيحٍ وَحَصَاةٍ وَنَوْمٍ وَفَصْدٍ (وَهُوَ سُنَّةٌ) مُؤَكَّدَةٌ مُطْلَقًا،[1]

ترجمہ: استنجا دور کرتا ہے نجاست کو نجاست کی راہ سے یعنی قبل اور دبر سے تو استنجاء کرنا مسنون نہیں ریح، پتھر، نیند اور فصد کے خون سے اور استنجا سنت موکدہ ہے ہر حال میں (خواہ نجاست حسب عادت ہو یا نہ ہو تر ہو یا خشک پانی سے ہو یا ڈھیلوں سے بے وضو کریں یا جنبی یا حائضہ)۔

مسئلہ 418: (وَ) نَجَسٌ (خَارِجٌ) مِنْ احَدِ السَّبِيلَيْنِ، وَكَذَا لَوْ اصَابَهُ مِنْ خَارِجٍ وَانْ قَامَ مِنْ مَوْضِعِهِ عَلَى الْمُعْتَمَدِ (وَمَخْرَجٌ) دُبُرٌ اوْ قُبُلٌ (بِنَحْوِ حَجَرٍ) مِمَّا هُوَ عَيْنٌ طَاهِرَةٌ قَالِعَةٌ لَا قِيمَةَ لَهَا كَمَدَرٍ (مُنَقٍّ) ؛ لِانَّهُ الْمَقْصُودُ، فَيَخْتَارُ الْابْلَغَ وَالْاسْلَمَ عَنْ التَّلْوِيثِ، وَلَا يَتَقَيَّدُ بِاقْبَالٍ وَادْبَارٍ

---

[1] ابن عابدین، رد المحتار علی الدرالمختار ص599ج1محولہ بالا

شِتَاءً وَصَيْفًا (وَلَيْسَ الْعَدَدُ) ثَلَاثًا (بِمَسْنُونٍ فِيهِ) بَلْ مُسْتَحَبٌّ (وَالْغَسْلُ) بِالْمَاءِ الَى انْ يَقَعَ فِي قَلْبِهِ انَّهُ طَهُرَ مَا لَمْ يَكُنْ مُوَسْوِسًا فَيُقَدَّرُ بِثَلَاثٍ كَمَا مَرَّ (بَعْدَهُ) ايْ: الْحَجَرِ (بِلَا كَشْفِ عَوْرَةٍ) عِنْدَ احَدٍ، امَّا مَعَهُ فَيَتْرُكُهُ كَمَا مَرَّ؛ فَلَوْ كَشَفَ لَهُ صَارَ فَاسِقًا لَا لَوْ كَشَفَ لِاغْتِسَالٍ اوْ تَغَوُّطٍ كَمَا بَحَثَهُ ابْنُ الشِّحْنَةِ (سُنَّةٌ) مُطْلَقًا بِهِ يُفْتَى سِرَاجٌ (وَيَجِبُ) ايْ: يُفْرَضُ غَسْلُهُ (انْ جَاوَزَ الْمَخْرَجَ نَجَسٌ) مَائِعٌ وَيُعْتَبَرُ الْقَدْرُ الْمَانِعُ لِصَلَاةٍ (فِيمَا وَرَاءَ مَوْضِعِ الِاسْتِنْجَاءِ) وَالْحَاصِلُ انَّ مَا جَاوَزَ الْمَخْرَجَ انْ زَادَ عَلَى الدِّرْهَمِ فِي نَفْسِهِ يُفْتَرَضُ غَسْلُهُ اتِّفَاقًا، وَانْ زَادَ بِضَمِّ مَا عَلَى الْمَخْرَجِ الَيْهِ لَا يُفْرَضُ عِنْدَهُمَا بِنَاءً عَلَى انَّ مَا عَلَى الْمَخْرَجِ فِي حُكْمِ الْبَاطِنِ عِنْدَهُمَا فَيَسْقُطُ اعْتِبَارُهُ مُطْلَقًا حَتَّى لَا يُضَمَّ الَى مَا عَلَى بَدَنِهِ مِنْ النَّجَسِ. وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ يُفْرَضُ غَسْلُهُ بِنَاءً عَلَى انَّ مَا عَلَى الْمَخْرَجِ فِي حُكْمِ الظَّاهِرِ عِنْدَهُ فَلَا يَسْقُطُ اعْتِبَارُهُ وَيُضَمُّ؛ لِانَّ الْعَفْوَ عَنْهُ لَا يَسْتَلْزِمُ كَوْنَهُ فِي حُكْمِ الْبَاطِنِ بِدَلِيلِ وُجُوبِ غَسْلِهِ فِي الْجَنَابَةِ وَالْحَيْضِ، وَفِيمَا لَوْ اصَابَهُ نَجَسٌ مِنْ غَيْرِهِ عَلَى الصَّحِيحِ. اهـ. نُوحٌ عَنْ الْبُرْهَانِ. وَالصَّحِيحُ قَوْلُهُمَا قَاسِمٌ.
قُلْت: وَعَلَيْهِ الْكُنْزُ وَالْمُصَنِّفُ، وَاسْتَوْجَبَهُ فِي الْحِلْيَةِ قَوْلُ مُحَمَّدٍ، وَايَّدَهُ بِكَلَامِ الْفَتْحِ حَيْثُ بَحَثَ فِي دَلِيلِهِمَا، وَبِقَوْلِ الْغَزْنَوِيِّ فِي مُقَدِّمَتِهِ قَالَ اصْحَابُنَا: مَنْ اسْتَجْمَرَ بِالْاحْجَارِ وَاصَابَتْهُ نَجَاسَةٌ يَسِيرَةٌ لَمْ تَجُزْ صَلَاتُهُ؛ لِانَّهُ اذَا جُمِعَ زَادَ عَلَى الدِّرْهَمِ. اهـ. وَقَدَّمْنَا عَنْ الِاخْتِيَارِ انَّهُ الْاحْوَطُ،وَعَلَيْهِ فَالْوَاجِبُ لَيْسَ غَسْلَ الْمُتَجَاوِزِ بِعَيْنِهِ وَلَا الْجَمِيعِ، بَلْ الْمُتَجَاوِزِ اوْ مَا عَلَى الْمَخْرَجِ كَمَا حَرَّرَهُ فِي الْحِلْيَةِ ايْ: لِانَّهُ لَوْ تُرِكَ احَدُهُمَا وَهُوَ دِرْهَمٌ اوْ اقَلُّ كَانَ عَفْوًا، ثُمَّ قَالَ: انَّ قَوْلَهُمْ بِوُجُوبِ غَسْلِ قَدْرِ الدِّرْهَمِ لِقُرْبِهِ مِنْ الْفَرْضِ وَهُوَ الزَّائِدُ عَلَى قَدْرِ الدِّرْهَمِ الظَّاهِرُ انَّهُ مِنْ تَصَرُّفَاتِ بَعْضِ الْمَشَايِخِ، وَانَّهُ غَيْرُ مَاثُورٍ عَنْ اصْحَابِ الْمَذْهَبِ؛ لِانَّ الْحُكْمَ الشَّرْعِيَّ لَا يَثْبُتُ بِمُجَرَّدِ الرَّايِ. اهـ. وَقَدَّمْنَا عَنْهُ فِي الْانْجَاسِ نَحْوَ ذَلِكَ.[1]

ترجمہ :اوراسی طرح استنجا مسنون ہے اگراحد السبیلین کو باہر سے لگ جائے اگر وہ شخص قضائے حاجت کے مکان سے اٹھ کھڑا ہو قول معتمد میں ۔ قبل یا دبر نجاست نکلنے کا مقام ہے، پتھر یعنی ایسی چیز سے جو چیز پاک ہو نجاست کو دور کرنے والی ہو جس کی کچھ قیمت نہ ہو چنانچہ صاف کرنے والا ڈھیلا سے استنجاسنت ہے اس لئے کہ یہی پاک صاف کرنا استنجا کرنے سے مقصود ہے تو استنجا کرنے کو وہ چیز

....

....

اختیار کرے جو بہت پاک صاف کرنے والی اور الودہ کرنے سے نہایت سلامت رکھنے والی ہو اور اقبال واد بار کے ساتھ استنجا مقید نہیں سردی اور گرمی میں اور تین ڈھیلوں کا شمار استنجا میں مسنون نہیں بلکہ مستحب ہے ۔۔ مر دار پانی سے دھونا یہاں تک کہ استنجا کرنے والے کے دل میں یہ گمان حاصل ہو کہ موضع استنجا کا پاک صاف ہو گیا یہ حد اس کے حق میں ہے جو شخص شکی مزاج نہ ہو تو شکی مزاج کے حق میں تین بار کا دھونا ٹھہرایا جائے جیسا کہ نجاست غیر مرئیہ میں پانی سے دھونا ڈھیلوں کے بعد بدون شرمگاہ کھولنے کے کسی کے روبرو یعنی اس شخص کے روبرو جس سے جماع مستنجی کو حرام ہے ۔اور کسی کے سامنے کشف عورت کے ساتھ تو پھر دھونے کو ترک کرے چنانچہ غسل کی سنتوں سے پہلے مذکور ہو چکا ۔اگر دھونے کے واسطے اس نے بدن کھولا تو گنہگار ہو جائے گا گنہگار نہ ہو گا اگر غسل واجب یا ہگنے کے واسطے شرمگاہ کھولی چنانچہ ابن شحنہ شارع وہبانیہ نے بیان کیا ہے ۔ڈھیلوں کے بعد پانی سے دھونا سنت ہے ہر زمانے میں اسی کا فتویٰ ہے یہ سراج میں ہے ۔اور واجب یعنی فرض ہے محل استنجا کا دھونا اگر مخرج سے تجاوز کر گئی ہو وہ نجاست جو نماز کی مانع ہے یعنی اگر قدر درہم سے زائد ہے مخرج عام ہے قبل یا دبر ۔اور مانع نماز کی مقدار نجاست ماورائے موضع استنجا میں معتبر ہے اس واسطے کہ جو نجاست کہ مخرج پر ہے وہ شرعاً ساقط الاعتبار ہے اگرچہ وہاں بکثرت ہو یعنی درہم سے زیادہ ہو لہٰذا اس نجاست کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ نہیں ۔اور حاصل یہ کہ جو نجاست مخرج سے تجاوز کرے اگر ایک درہم سے زیادہ ہو تو اس کا دھونا فرض ہے اور اگر جو مخرج کے

---

[1] ایضا ابن عابدین ص 600 وما بعد ج1 محولہ بالہ

ساتھ ہو تو صاحبین کے نزدیک اس کا دھونا فرض نہیں حکم باطن میں ہے۔ پس اس کا اعتبار مطلقا یہاں تک کہ یہ ضم نہیں ہوتا جو اس کے بدن میں نجاست ہو اور امام محمدؒ کے نزدیک اس کا دھونا فرض ہے بنا اس پر کہ جو نکل جائے مخرج سے یہ ظاہر کے حکم میں ہے پس اس کا اعتبار ساقط نہیں ہوتا اور پیوست ہوتا ہے کیونکہ عفویٰ عنہ لازم نہیں کہ اس کا ہونا ہو باطن کے حکم میں وجوب غسل کے دلیل پر جنابت اور حیض ہے۔ اور اس میں کہ جس کو نجاست پہنچ جائے اس کے علاوہ میں صحیح روایت کے مطابق یہ نوح افندی نے برھان سے لیا ہے۔ اور صحیح قول صاحبین کا ہے یہ قاسم میں ہے۔ میں کہتا ہوں اور اس پر صاحب کنز اور مصنفؒ بھی ہے اور جواب دیا ہے حلیہ میں قول محمدؒ سے اور مؤید کیا ہے فتح کے کلام پر جہاں بحث کی ہے اس کے دلیل میں اور غزنوی نے مقدمہ میں لکھا ہے کہ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ جس نے احجار سے استنجا کیا اور اس تھوڑی نجاست پہنچا یا جائے تو اس کی نماز جائز نہیں۔ کیونکہ کہ اگر اس کو جمع کیا جائے تو زیاد ہوتا ہے ۔اور پہلے ہم نے بیان کیا کہ اختیار کے قول میں احتیاط ہے اور اسی پر پس جائز نہیں کہ اس کا دھونا واجب نہیں اور نہ اس کا عین کا بلکہ جو اس سے تجاوز کیا ہو یا مبنی ہو مخرج پر جیسا کہ حلیہ میں لکھا ہے کہ اگر چھوڑا جائے ایک کو کہ وہ مقدار درہم ہو یا اس سے کم پھر کہا کہ اس کا قول کہ وجوب مقدار غسل مقدار درہم کے بوجہ قریب ہونے کے فرض کے اور یہ زائد ہے درہم کے مقدار میں اور ظاہر یہ کہ بعض متصرفات بعض مشائخ کے ہے اور یہ اصحاب مذہب سے منقول نہیں کیونکہ حکم شرعی مطلق رائی سے ثابت نہیں ہوتا اور ہم نے انجاس کے بحث میں اس کی مانند بیان کیا ہے۔

مسئلہ 419: اگر ناپاکی مخرج کے ارد گرد پھیل چکی ہو۔ تو اب جو اندازہ لگایا جائیگا۔ کہ وہ ناپاکی روپیہ برابر محیط ہے یا نہیں۔ تو اس کے ساتھ مخرج کا حصہ بھی حساب ہو گا کہ نہیں۔ اس میں اختلاف ہے شیخین کہتے ہیں کہ حساب نہ ہو گا اور امام محمدؒ صاحب کا کہنا ہے کہ حساب ہو گا اور اسمیں احتیاط ہے۔

مسئلہ 420: پانی سے بڑا استنجاء (مخرج پاخانہ کی دھلائی وغیرہ) کرنے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ دائیں طرف قبلہ کے بیٹھے، قبلہ کی طرف منہ کر کے نہیں بیٹھنا چاہیئے۔ اور نہ ہی پیٹھ کر کے بیٹھنا چاہیئے۔ کیونکہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔ خود کو برہنہ کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لیں پھر دونوں ہاتھ کلائیوں تک تین دفعہ دھولے۔ پھر چھوٹا استنجاء کر لے۔ اس کے بعد بڑا استنجاء کر لے۔ بڑا استنجاء کرتے وقت اسے چاہیئے کہ خود کو ڈھیلا چھوڑ دے۔ دائیں ہاتھ سے پانی ڈالتا رہے۔ اور بائیں ہاتھ سے مل لیں۔ اور جب دل میں محسوس کر لے کہ صفائی ہو چکی تو اٹھ جائے۔ اور اگر آدمی شکی ہو تو تین بار یا سات بار دھولینا کافی ہے۔ اسے شک نہیں کرنا چاہیئے۔

مسئلہ 419: وَالثَّانِي اذَا تَجَاوَزَتْ مَخْرَجَهَا يَجِبُ عِنْدَ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللَّهُ قَلَّ اوْ كَثُرَ وَهُوَ الْاحْوَطُ وَعِنْدَهُمَا يَجِبُ اذَا تَجَاوَزَ قَدْرَ الدِّرْهَمِ ؛ لِانَّ مَا عَلَى الْمَخْرَجِ سَقَطَ اعْتِبَارُهُ لِجَوَازِ الِاسْتِجْمَارِ فِيهِ فَيَبْقَى الْمُعْتَبَرُ مَا وَرَاءَهُ [1]

ترجمہ: اور دوسرا یہ کہ اگر نجاست مخرج سے تجاوز کریں امام محمدؒ کے نزدیک زیادہ ہو یا کم اور یہ محتاط ہے اور صاحبین کے نزدیک واجب ہے جب تجاوز کریں درہم کے مقدار سے کیونکہ جو مخرج میں ہو تو اس کا اعتبار ساقط ہوا بوجہ استجمار کے پس جو باقی رہ جائے اس کا اعتبار کیا جائے گا۔

---

[1] ایضا فتاویٰ الهندیه ص56ج1 محوله بالا

مسئلہ 420: وان یجلس للاستنجاء۔۔۔ الی یمین القبلۃ او الی یسارھا کیلا یستقبل القبلۃ او یستدبرھا حال کشف العورۃ فاستقبالھا او استدبارھا حالۃ الاستنجاء ترک ادب و مکروہ کراھۃ تنزیہ ۔۔۔ متفرجا۔۔۔ الا ان یکون صائما۔۔۔ والصحیح انہ مفوض الیہ فیغسل حتی یقع فی قلبہ انہ قد طھر الا ان یکون مو سوسا فیقدر فی حقہ بالثلث کما فی کل نجاسۃ غیر مرئیۃ وقیل بسبع [1]

ترجمہ: اور یہ کہ استنجا کیلئے بیٹھ جائے... قبلہ کے دائیں طرف یا بائیں طرف یا پیٹھ پشت کرے قبلہ کو کشف عورت کے وقت پس اس کا استقبال اور استدبار استنجا کی حالت میں ہو۔ یہ ترک ادب اور مکروہ تنزیہی ہے... کھلا بیٹھے... مگر اگر روزہ دار ہو تو پھر بیٹھنا جائز نہیں... اور صحیح کہ اس کو مفوض ہوا ہے پس اس کو دھوئے یہاں تک کہ اس کے دل میں پڑ جائے کہ اب صاف ہوا مگر اگر وسوسہ والے ہو پس مقدر کیا جاتا ہے تین دفعہ پر جیسا کہ تمام نجاست میں ہے جو غیر مرئیہ ہو اور بعض نے سات دفعہ کہا ہے۔

اور شامی میں ہیں -

وَيَبْدَا بِغَسْلِ يَدَيْهِ ثَلَاثًا .وَيَقُولُ قَبْلَ كَشْفِ الْعَوْرَةِ: «بِسْمِ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى دِينِ الْاسْلَامِ. اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنْ التَّوَّابِينَ، وَاجْعَلْنِي مِنْ الْمُتَطَهِّرِينَ الَّذِينَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ» ، ثُمَّ يُفِيضُ الْمَاءَ بِالْيُمْنَى عَلَى فَرْجِهِ، وَيُعْلِي الْانَاءَ، وَيَغْسِلُ فَرْجَهُ بِالْيُسْرَى، وَيَبْدَا بِالْقُبُلِ ثُمَّ الدُّبُرِ، وَيُرْخِي مَقْعَدَتَهُ ثَلَاثًا، [2]

ترجمہ: اور ابتدا کریں ہاتھوں کے دھونے سے تین مرتبہ اور شرمگاہ کو برھنہ کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھیں " شروع اللہ کے نام سے جو عظیم ہے اور اس کے حمد سے۔ اور تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں دین اسلام پر اے اللہ ہم کو توبہ کرنے والوں میں سے ٹھہرائے اور ہم کو متطہرین میں سے ٹھہرادیں وہ جن پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غم زدہ ہوں گے " پھر دائیں ہاتھ سے

مسئلہ 421: روزے کی حالت میں جب استنجا کرے تو اسے چاہیئے کہ زیادہ مبالغہ نہ کرے اپنے آپ کو سمیٹیں، جب کہ خود کو کپڑا وغیرہ سے خشک کرلیں۔۔اور اس صورت میں خیال کرنا چاہیئے کہ پانی پیٹ تک پہنچ کر روزہ توڑنے کا باعث نہ بنے۔

مسئلہ 422: اگر استنجے کے لئے کوئی جائے پناہ نہ ملے اور بے پردگی کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں اگر پانی سے استنجاء نہ بھی کرے تو خیر ہے ڈھیلے وغیرہ سے خود کو پاک کرلینا کافی ہے۔

مسئلہ 423: حدیث شریف میں اتا ہے " کہ جب کوئی شخص نیند سے اٹھے تو جب تک کہ وہ ہاتھوں کو نہ دھولے۔ پانی وغیرہ میں ہاتھ نہ ڈالے۔ اس لیئے کہ یہ معلوم نہیں۔ کہ حالت خواب میں اس کے ہاتھ کہاں کہاں پہنچے ہیں" حدیث کا مضمون ختم ہو گیا۔

پانی کو مقعد پر ڈالیں اور برتن کو اوپر کریں اور مقعد کو بائیں ہاتھ سے دھولے اور ابتدا میں قبل کو پھر دبر کو اور مقعد میں کچھ فراخی کریں۔

مسئلہ 421: وَيُبَالِغُ فِيهِ مَا لَمْ يَكُنْ صَائِمًا فَيُنَشِّفُ بِخِرْقَةٍ قَبْلَ انْ يَجْمَعَهُ كَيْ لَا يَصِلَ الْمَاءُ الَى جَوْفِهِ فَيُفْطِر [3]

ترجمہ: اور مبالغہ کریں استنجاء میں جب تک روزہ دار نہیں پس کپڑے سے خشک کریں جمع کرنے سے پہلے تا کہ اس کے جوف بدن کو پانی نہ پہنچ جائے پس اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

---

[1] الحلبی، غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی ص 28محولہ بالہ

[2] ابن عابدین، ص616ج1محولہ بالہ

[3] ایضا ابن عابدین ص616 ج1 محولہ بالہ

مسئلہ 422: (وَالْغَسْلُ) بِالْمَاءِ الَى انْ يَقَعَ فِي قَلْبِهِ (بِلَا كَشْفِ عَوْرَةٍ) عِنْدَ احَدٍ، امَّا مَعَهُ فَيَتْرُكُهُ كَمَا مَرَّ؛ فَلَوْ كَشَفَ لَهُ صَارَ فَاسِقًا (قَوْلُهُ: فَيَتْرُكُهُ) ايْ: الِاسْتِنْجَاءَ بِالْمَاءِ وَانْ تَجَاوَزَتْ الْمَخْرَجَ وَزَادَتْ عَلَى قَدْرِ الدِّرْهَمِ وَلَمْ يَجِدْ سَاتِرًا اوْ لَمْ يَكُفُّوا بَصَرَهُمْ عَنْهُ بَعْدَ طَلَبِهِ مِنْهُمْ، فَحِينَئِذٍ يُقَلِّلُهَا بِنَحْوِ حَجَرٍ وَيُصَلِّي. وَهَلْ عَلَيْهِ الْاعَادَةُ؟ الْاشْبَهُ نَعَمْ،[1]

ترجمہ: اور پانی سے دھونا یہاں تک کہ اس کے دل میں اطمنیان ہو جائے شرمگاہ کے برھنہ کے لئے بغیر کسی کے سامنے اگر کوئی اس کے پاس ہو تو چھوڑدے جیسا کہ گزر گیاہے پس اگر کسی کے سامنے برہنہ کیا تو فاسق ہوااور یہ قول کہ استنجا کو چھوڑیں یعنی استنجا کو پانی سے اگر کہ تجاوز ہو مخرج سے اور درہم کے مقدار سے زیادہ ہو اور کوئی مستور جگہ نہ پائے اور ان کی نظروں کو اس سے دوسری طرف نہ پھیر سکے مطالبہ کے بعد تو اس وقت ڈھیلا وغیرہ پر اکتفا کریں اور نماز پڑھیں اور کیا اس نماز کا اعادہ اس پر لازم ہے تو اشباہ میں ہے کہ نہیں۔

مسئلہ 423: 162 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ [ص:44] بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: اخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ ابِي الزِّنَادِ، عَنِ الاعْرَجِ، عَنْ ابِي هُرَيْرَةَ انَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «اذَا تَوَضَّا احَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي انْفِهِ، ثُمَّ لِيَنْثُرْ، وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ، وَاذَا اسْتَيْقَظَ احَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلْيَغْسِلْ يَدَهُ قَبْلَ انْ يُدْخِلَهَا فِي وَضُوئِهِ، فَانَّ احَدَكُمْ لا يَدْرِي ايْنَ بَاتَتْ يَدُهُ»[2]

اگر پانی کسی چھوٹے برتن یعنی لوٹے وغیرہ میں ہو تو چاہیئے کہ بائیں ہاتھ سے اس کو پکڑے اور دائیں ہاتھ پر پانی انڈیل دے۔ اور تین بار کلائیوں تک دھولے۔ پھر دائیں ہاتھ سے پکڑ کر بائیں ہاتھ پر پانی انڈیل دے اسے بھی کلائی تک تین بار دھولے اور اگر پانی بڑے برتن میں ہو مثلاً مٹکہ یا دیگ وغیرہ تو گلاس یا پیالی وغیرہ سے اس سے پانی نکالے۔ لیکن انگلیاں پانی میں نہ ڈبوئیں اور اگر پانی نکالنے کے لئے برتن وغیرہ نہ ہو۔ اور جس برتن میں پانی ہو اس سے انڈیل لینا ناممکن ہو۔ تو بائیں ہاتھ کے چلو سے پانی لے لیکن خیال رہے کہ انگلیاں ضرورت سے زیادہ پانی میں نہ ڈوبیں۔ جب پانی بائیں چلو میں اٹھائے۔ تو دائیں ہاتھ کو اس سے دھولے۔ اور پھر دائیں ہاتھ پانی میں ڈال کر پانی اٹھالیں، اور بایاں ہاتھ دھولیں لیکن یہ طریقہ اس صورت میں اختیار کرنا چاہئے۔ کہ یہ معلوم نہ ہو کہ ہاتھ ناپاک ہے۔ اور اگر یہ معلوم ہو تو پھر پانی میں انگلیاں نہیں ڈالنی چاہیئے۔ اس صورت میں کسی دوسرے کو کہے کہ وہ چلو میں پانی لیکر اس کے ہاتھوں پر ڈالتا جائے۔ اگر کوئی دوسرا بھی موجود نہ ہو اور اگر ہو مگر اس کے ہاتھ پاک نہ ہو۔ تو اس صورت میں پاک رومال وغیرہ اس پانی میں تر کردے اور نکالیں۔ پھر دائیں ہاتھ کو دھولے پھر دائیں ہاتھ سے پانی نکالے اور کام پورا کریں۔ غرضیکہ مناسب طریقے سے کام لینا چاہیئے۔ (*)

ترجمہ: حضرت ابی ہریرہؓ حضور ﷺ سے روایت فرماتے ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا" جب کوئی شخص تم میں سے وضو کرنا چاہے تو ناک میں پانی ڈالا جائے پھر اس کو صاف کریں اور جو استنجا کریں تو تین سے کریں اور جب کوئی نیند سے بیدار ہو جائے پس دونوں ہاتھوں کو برتن میں داخل کرنے سے پہلے دھولے پس اس کو پتہ نہیں کہ اس کے ہاتھ نے اس کے بدن میں کہاں رات گذاری ہے"

---

[1] ایضا ابن عابدین ص 603ج1 محول بالہ

[2] محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري ص 28ج1 الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)الطبعة: الأولى، 1422هـ عدد الأجزاء: 9

(*) (وَ) الْبُدَاءَةُ (بِغَسْلِ الْيَدَيْنِ) الطَّاهِرَتَيْنِ ثَلَاثًا قَبْلَ الِاسْتِنْجَاءِ وَبَعْدَهُ، وَقَيْدُ الِاسْتِيقَاظِ اتِّفَاقِيٌّ؛ وَلِذَا لَمْ يَقُلْ قَبْلَ ادْخَالِهِمَا الْانَاءَ لِئَلَّا يُتَوَهَّمَ اخْتِصَاصُ السُّنَّةِ بِوَقْتِ الْحَاجَةِ لِانَّ مَفَاهِيمَ الْكُتُبِ حُجَّةٌ،--- ثُمَّ انْ لَمْ يُمْكِنْ رَفْعُ الْانَاءِ ادْخَلَ اصَابِعَ يُسْرَاهُ مَضْمُومَةً وَصَبَّ عَلَيْهَا الْيُمْنَى لِاجْلِ التَّيَامُنِ.--- وَلَوْ لَمْ يُمْكِنْهُ الِاغْتِرَافُ بِشَيْءٍ وَيَدَاهُ نَجِسَتَانِ تَيَمَّمَ وَصَلَّى وَلَمْ يُعِدْ. (قَوْلُهُ: وَلَوْ لَمْ يُمْكِنْهُ الِاغْتِرَافُ الَخْ) فِي الْبَحْرِ وَالنَّهْرِ عَنْ الْمُضْمَرَاتِ: لَوْ يَدَاهُ نَجِسَتَانِ امَرَ غَيْرَهُ بِالِاغْتِرَافِ وَالصَّبِّ. فَانْ لَمْ يَجِدْ ادْخَلَ مِنْدِيلًا فَيَغْسِلُ بِمَا تَقَاطَرَ مِنْهُ،[1]

ترجمہ: اور استنجا سے پہلے اور بعد دونوں ہاتھوں کے دھونے سے تین مرتبہ شروع کریں۔اور مقید کیا بیداری کو یہ قید اتفاقی ہے اور نہیں کہا کہ برتن میں داخل کرنے سے پہلے کیونکہ سنت کے خاص ہونے کا وہم پیدا نہ ہو جائے قضائے حاجت کے وقت کیونکہ کتابوں کے مفاہیم حجت ہوتے ہیں ...پھر اگر برتن کو اُٹھایا تو بائیں ہاتھ کی انگلی پیوست کرے اور اس سے دائیں ہاتھ پر ڈالے بوجہ تیامن کے...اور اگر ممکن نہ ہو اغتراف کسی چیز پر اور دونوں ہاتھ نجس ہو تیمم کرے گا اور نماز ادا کریگا اور نماز کا اعادہ نہیں کریگا۔اور یہ قول کہ ممکن نہ ہو اغتراف تو بحر اور نہر میں مضمرات سے نقل کیا ہے کہ اگر

....

اس کے دونوں ہاتھ نجس ہوں تو دوسرے کو حکم کریں کہ اس کے ہاتھوں پر پانی ڈالیں۔پس اگر کوئی بھی نہ ہو تو رومال کو اس میں داخل کریں اور اس کے متاقطر پانی سے ہاتھوں کو دھولیں۔

[1] ابن عابدين، ص243ج1محولہ بالہ

خلاصۃ البحث

خلاصہ تحقیق:

باب اول: اس باب میں سوات کی مذہبی تاریخ بیان کی گئی ہے پہلے وادی سوات کا تعارف بیان کیا گیا ہے کہ یہ جنت نظیر وادی 3756 مربع کلومیٹر رقبہ میں پھیلی ہوئی ہے اور قدرت کے تمام حسن وجمال کی خوبصورتی اس قطعہ اراضی میں سمٹ گئی ہے۔اسی طرح اس علاقے کے عوام بھی ظاہری وباطنی خوبیوں سے مالامال ہیں خوش اخلاقی، ملنساری اور مہمان نوازی ان کی وراثت ہے۔

اس کے بعد سوات کی مذہبی تاریخ کی حیثیت سے تعارف کرتے ہے کہ یہ وادی 2500 سال قدیم تاریخ کی داستان رکھتی ہے۔ 326 ق م میں سکندر اعظم یونان سے ایران اور کابل، باجوڑ کو پار کرکے سوات آئے اور اس دور میں یہ علاقہ مذہبی لحاظ سے بدھ مت تھا اس کے بعد 304 ق م میں ان کے جرنیل سیلوکس نے ہندوستان پر حملہ کرکے اس علاقے کو راجہ چندر گپت کے حوالہ کیا اس کے بعد 45ء کو یہ وادی بدھ مت بادشاہ راجہ کنشک کی بادشاہی کا حصہ بن گئی اور سیر و تفریح کیلئے وہ سوات آتے جاتے تھے۔اس کے بعد رام راجہ اور 200ء میں وارٹھ اور اس کے بعد راجہ ہوڈی اور 1100ء تک آکری بدھ راجہ گیرہ نے حکومت کی۔1100ء میں سلطان محمود غزنویؒ نے یہ علاقہ فتح کیا اور اسلام اس علاقے میں داخل ہوا۔گذشتہ بات کی تصدیق کے لئے چند مشہور سیاح کا ذکر کرتے ہیں کہ فاہین 403ء میں ہندوکش کے راستہ سے سوات آئے اور اس کے بعد سنگ یوں 519ء اور اس کے بعد ھیون سانگ 630ء اور بعد میں 742ء کو وکنگ آئے اور سب اس بات پر متفق ہیں کہ سوات میں دہرم شالے (ان کی مخصوص عبادت گاہ) ہیں اور مذہبی لحاظ سے یہ لوگ بدھ مت ہیں۔حضرت عثمانؓ کے دور میں سارا خراساں فتح ہوا مگر سوات، دیر، چترال اور کوہستان رہ گئے۔پھر سوات کے اصل نام پر بحث کی کہ یاتو اودیانہ کولہ سنسکرت میں گلستان یا سویتا بمعنی سفید وشفاف پانی یا صوت بمعنی آواز اور گونج کے اور ہر ایک لفظ

اس خطہ میں اپنی معنی میں صادق ہے اور آخر خوشحال خان نے اس کا نام سوات رکھا۔ اس کے بعد 1400ء میں یوسفزی خاندان نے سوات پر قبضہ کیااور 1505ء میں سلطان اویس کو بادشاہی سے محروم کیااور اس کے بعد 1518ء میں مغل خاندان کا دور آیااور 1530ء میں شیخ ملی بابا کی تقسیم اراضی اور جلال الدین اکبر بادشاہ کا دور آیا 1586ء میں زین خان نے سوات پر حملہ کیالیکن 1592ء تک کوئی نتائج برامد نہ ہوسکے اس کے بعد پیر روخان اور سید علی ترمذیؒ المعروف پیر بابااور علامہ عبدالرشید صاحب المعروف با اخوند درویزہ بابا کے کارنامے بیان کیے گئے ہیں۔ جہانگیر اور عالمگیر کے دور کے بعد 1667ء کو یوسفزی کی آمد 1748ء کو احمد شاہ اور ان کے بعد 1821ء میں سکھوں کا دور پھر 1823ء کو سید احمد شہید اور سیدو بابا کے سکھوں کے خلاف جہاد اس کے بعد سیدو بابا کے حالات زندگی اور سیاسی اور مذہبی خدمات بیان کی گئی۔ جنہوں نے سوات میں 1849ء میں اکبر شاہ کو دارالامارات شرعیہ کا امیر بنا کر اسلامی حکومت بنائی۔ اس کے بعد مبارک شاہ اور پھر سیدو بابا کے بڑے بیٹے میاں گل عبدالحنان اور پھر میاں گل عبدالخالق کا دور بھی بیان کیا 1892ء کو سیدو بابا کے نواسہ میاں گل عبدالودود کی تکیہ نشینی بیان کی ہے اور 1897ء کو سرتور فقیر (سعد اللہ خان) کی سربراہی میں انگریزوں کے خلاف پشاور سے نکلنے والی تحریک اور 19 اگست 1897 کو انگریزوں کا منگورہ میں داخل ہونا اس کے بعد 1913ء کو عبدالجبار شاہ کو بادشاہ سوات مقرر کرنا اور پھر 2 ستمبر 1917 ء کو انکی معزولی اور میاں گل عبدالودود کی تاج پوشی بیان کی گئی ہے۔ 1922ء میں سوات سٹیٹ کے مختلف علاقوں میں پرائمری سکول اور اس کے بعد مڈل اور 1940ء میں ہائی سکول اور ساتھ ہی مختلف علاقوں میں گرلز سکول بھی بنائے گئے اور دور دراز علاقوں میں مدرسین کو تنخواہ پر مقرر کر کے عوام کو عصری اور مذہبی تعلیم سے آگاہ کرنا شروع کیا۔ اس کے بعد سوات کے اسلامی قوانین پر بحث کی اسی طرح 1943ء میں ایک دارالعلوم اسلامیہ کی بنیاد رکھی گئی اور 1946ء میں بادشاہ صاحب کا علمی ذوق پیدا ہونا اور اس کے بعد 12 دسمبر 1949ء کو حکومت کے تمام تر ذمہ داریاں والی صاحب کے حوالہ کرنا اور پھر عہد جہانزیب میں تعلیم اور صحت کے ساتھ ساتھ زندگی کے تمام شعبہ میں برق رواں ترقی بیان کی الغرض والی صاحب سوات کو پیرس بنانا چاہتے تھے لیکن منظور رب نہیں تھا۔ اور اس کے بعد دوسری فصل میں فتاوی ودودیہ کا باعث تالیف، ضرورت اور اہمیت پر بحث کی گئی۔ چونکہ ریاست میں عصری علوم کا زور وشور رواں دواں تھا تو بادشاہ صاحب نے علماء کرام کے مشورہ سے ایک کتاب مرتب کرنے کی تجویز دیدی۔ کہ ہر خواندہ بوقت ضرورت اس سے مسائل نکال سکے۔ اور یہ کتاب شاہی دربار سے ہر خواندہ کو مفت ملتی تھی۔ اس کے بعد فتاوی ودودیہ کے مؤلف اور نگران کمیٹی کی حالات زندگی بیان کی گئی پہلے میاں گل عبدالودود اور پھر عبدالحق جہانزیب کی خدمات اور حالات زندگی بیان کی گئیں اور اس کے بعد تیسری فصل میں مؤلف اور نگران کمیٹی کی حالات زندگی بیان کی گئی ہیں، پہلے مولانا محمد ابراہیم جو مؤلف کتاب ہیں اور اس کے بعد مولانا عبدالمجید اور اس کے بعد خان بہادر مولانا صاحب، محمد نذیر چکیسری، عنایت اللہ، عبدالحلیم، شیر زادہ، سید محب اللہ، عزیز الرحمان، محمد عالم گل اور مولانا عبدالخالق صاحبؒ کی حالات زندگی، علمی اسفار اور خدمات بیان کی گئیں ہیں۔

خلاصہ باب دوم:

اس باب سے مؤلف کی اصل کتاب شروع ہوتی ہے پہلے علماء کرام کی تقاریظ اور بعد میں والی صاحب کی حکومت کے چند کارنامے بیان کیے گئے یہ حکومت عوام کے لئے چشمہ ہدایت اور کامیابی تھی اور ریاست سوات میں اس وقت تک کی گئی کاموں کا مختصر جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

دوسری فصل میں علم دین کی ضرورت اور باعث تالیف اور کتاب کے متعلق چند ضروری ہدایات بیان کی گئیں ہیں۔ اس کے بعد کتاب کے حوالہ جات بیان کئے گئے ہیں کہ اس کتاب کے مسائل ان کتب سے لئے گئے ہیں جو کہ فقہ حنفی کی معتبر کتب ہیں۔ جو بنیادی، ثانوی اور ثالثی مصادر ہیں۔

تیسری فصل میں احکام شریعت اور فقہائے احناف کا تعارف کیا گیا ہے پہلے احکام کی مختصر تعریف کی ہے ،فرض ،واجب، سنت، مستحب، حرام، مکروہ تحریمی مکروہ تنزیہی اور مباح۔ اس کے بعد ائمہ اربعہ فقہائے احناف کی زندگی کی مختصر حالات بیان کی ہیں اور پھر اصلاحات :(صاحبین، شیخین اور طرفین) کی تشریح کی ہے۔

باب سوم:

وضوء اور غسل اور پانی کے احکامات کے بارے میں بیان کی ہے فصل اول میں وضوء کے احکام جسمیں وضوء اور غسل کی فضیلت اور گذشتہ امتوں میں اس کے متعلق بیان لکھا گیا ہے۔ پھر احادیث مبارکہ سے اس کے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد فرائض وضو پر بحث کی گئی کہ ایک بار پورہ چہرا، دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت، دونوں پاوں ٹخنوں سمیت دھونا اور سر کے چوتھائی حصہ کا مسح کرنا اور اس کے بعد اس سے متعلق جزئیات بالتفصیل بیان کی گئی ہے۔ اس کے بعد وضو کی سنتیں بیان کی گئی ہیں وضو کی چودہ سنتیں یہ ہیں : ا۔ نیتِ وضو ۔۲ ۔شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا ۔ ۳۔پہلے دونوں پاک ہاتھ کلائیوں تک دھونا (اگر نجس ہو تو دھونا واجب ہے) ۔۴ ۔تین مرتبہ نئے پانی سے کلی کرنا ۔ ۵ ۔مسواک کرنا ۔ ٦ ۔تین مرتبہ پانی سے استنشاق یعنی نتھنوں (ناک)میں پانی ڈالنا ۔ ۷ ۔وضو میں جن اعضاء کا دھونا فرض ہے ان پر تین مرتبہ کافی پانی ڈالنا ۔ ۸ ۔داڑھی کا خلال کرنا ۔ ۹ ۔ایک مرتبہ تمام سر کا مسح کرنا ۔ ۱۰ ۔کانوں کا مسح کرنا ۔ ۱۱ ۔ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال کرنا ۔۱۲ ۔پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا ۔۱۳ ۔ترتیب سے وضوء کرنا ۔ ۱۴ ۔ولاء یعنے پے درپے وضوء کرنا (اس کے علاوہ ہر اندام کے لئے نیا پانی لینا اور دائیں ہاتھ سے ڈالنا بھی سنت ہے) اور اس کے بعد متعلق جزئیات بیان کی ہیں ۔

مبحث چہارم میں وضوء کے مستحبات اور مکروہات بیان کئے ہیں ۔ کہ وضومیں یہ پندرہ امور مستحبات میں سے ہیں ۔ا ۔بوقت وضو قبلہ رُخ ہونا ۔۲ ۔اونچی جگہ بیٹھنا۔ ۳ ۔ناک بائیں ہاتھ سے صاف کرنا ۔۴ ۔ اگرڈھیلی انگوٹھی ہاتھ میں ہو تو اسے گھمانا ۔۵ ۔سردی کے موسم میں اعضاء دھونے سے پہلے گیلا ہاتھ پھیرنا ۔٦ ۔جس عضو کو دھوئے

اسے خوب ملنا (بعض کہتے ہیں کہ یہ سنت ہے) ۔ ۷ ۔بغیر ضرورت کے دنیاوی باتیں نہ کرنا ۔ ۸ ۔ اگرعذر خاص نہ ہو تو خود وضو کرنا ۔ ۹ ۔وضو اطمینان سے کرنا ۔ ۱۰ ۔دھونے میں دائیں عضو کو اولیت دینا ۔ ۱۱ ۔گردن کا مسح ۔ ۱۲ ۔کانوں کا مسح کرتے وقت کانوں کے سوراخوں میں چھوٹی انگلی(چھنگلی انگلی) گیلی کرکے داخل کرنا ۔ ۱۳ ۔پاؤں بائیں ہاتھ سے دھونا لیکن پانی دائیں سے ڈالنا ۔۱۴ ۔پاؤں کی انگلیوں میں بائیں ہاتھ کی چھنگلی سے خلال کرنا۔ ۱۵ ۔ہر عضو دھوتے وقت بسم اللہ اور کلمہ شہادت پڑھنا اور جو دعائیں منقول ہیں وہ پڑھنا . اس کے بعد جزئیات ومتعلقات مسائل کا بیان ہے۔

اس کے بعد وضوء کرنے کا مسنون طریقہ بیان کیا ہے اس کے بعد جزئیات ومتعلقات مسائل بیان کئے ہیں ۔
فصل دوم میں غسل کے احکامات بیان کیے گئے ۔ پہلے غسل کی اقسام بیان کی ہیں کہ فرض،واجب اور مستحب اور پھر ہر ایک کی تفصیل لکھی ہے۔ اس کے بعد مبحث دوم میں جنابت کا بیان لکھا گیا ہے۔ کہ جنابت کے لئے دوسبب ہیں ایک دخول حشفہ کسی مشتہی انسان زندہ کے فرج یا مقعد میں حشفہ داخل ہونا یا جماع کرنا اگرچہ منی نہیں نکلی ہو اس کے بعد اس کے متعلق تمام جزئیات بیان کیے گئے ہیں۔ اس کے بعد غسل کا طریقہ اور متفرق مسائل پر خوب بحث کی ہے اس کے بعد غسل کی سنت بیان کی اور پھر چھوٹے اور بڑے وضوء سے بے وضوئی کے احکامات بیان کیں اور آخر میں متفرق مسائل جوکہ تتمہ اور تکمیل کی جگہ پر ہیں بیان کئے گئے ہیں۔
پھر پانی کے احکام بیان کیے کہ کونسے پانی سے وضوء اور غسل جائز اور کونسے پانی سے ناجائز ۔ اس میں تمام تر متعلقہ مسائل بالتفصیل بیان کیے گئے ۔ پھر کنویں کے اندر گندگی گرنے کے متعلق احکامات بیان کیے ہیں۔
پھر مبحث سوم میں جھوٹے کا بیان کیا گیا ہے کہ کونسے حیوان کا جھوٹا پاک اور کونسے کا ناپاک اور اس کی پاکی کا کیا حکم ہے سب مسائل تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں ۔

باب چھارم

اس باب میں تیمم ، مسح اور معذور کے احکامات بیان کیے گئے ہیں مبحث اول میں تیمم کے مسائل ، پانی وغیرہ نہ ملنے اور اس پر قدرت نہ پانے کی صورت میں درپیش مسائل بیان کیے گئے ۔ اس کے بعد موزوں پر مسح کا بیان کیا گیا ہے۔ کہ چمڑے کے موزوں پر مسح جب سالم پاوں ٹخنوں تک اس میں چھپے ہو ۔ تین چار منزل ان میں چلا جا سکتا ہو ۔ اس کے بعد موزوں کے مسائل تفصیلاً بیان کیے ہیں اور تمام جزئیات کو بھی بیان کیا گیا ہے ۔ پھر زخم یا پٹی پر مسح کو بیان کیا ہے اور اس کے بعد تما م جزئیات بیان کیے ہیں اس کے بعد معذور کے مسائل شروع کیے ہیں۔
اس میں حیض واستحاضہ اور نفاس کے احکامات تفصیل سے بیان کی گئی ہے۔

باب پنجم نجاست کابیان

اس باب میں نجاست حقیقیہ دور کرنے کا بیان ہےاور پھر مقدار نجاست ،قسم نجاست وغیرہ کے مسائل بیان ہوئے ہیں ۔ اس کے بعد نجاست حقیقی کی اقسام بیان کی ہیں کہ ایک وجود رکھنے والی اور دوسری وجود نہ رکھنے والی جیسے

مسائل کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اس کے بعد دباغت کے احکامات بیان کیے گئے ہیں ۔ یعنی کونسا چمڑہ دباغت سے پاک اور قابل استعمال ہوتا ہے اور کونسا دباغت سے پاک نہیں اور ناقابل استعمال ہوتا ہے۔

آخری مبحث میں وضوتوڑنے کے آداب بیان کیے اور استنجاء کے مسائل کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ کہ کس پانی سے یا ڈھیلے سے استنجاء کرنا جائز ہےاور کس طریقے سے ناجائز اور اس کے مکمل آداب ومسائل کو بیان کیا گیاہے ۔

نتائج البحث:

1. فتاویٰ ودودیہ کی مکمل کتاب الطہارت کے اردو ترجمہ تخریج اور تحقیقی مطالعہ کیا گیا۔
2. جہاں ضرورت محسوس کی وہاں مفید حواشی قائم کئے گئے۔
3. فتاویٰ ودودیہ کے مروجہ متن کے اصل نسخہ سے موازنہ کیا گیااور جہاں کمی بیشی پائی گئی،اس کی تصحیح کردی گئی۔
4. تخریج میں ان سب مصادر سے استفادہ کیا گیا جن کو مؤلفؒ نے کتاب کے مقدمہ میں اجمالااور پھر ہر مسئلہ کے نیچے حواشی میں بطور نام ذکر کیاہے مثلاشامی ،منیہ ،شرح منیہ ،کنزوغیرہ تاہم بوقت ضرورت مسئلہ کی زیادہ وضاحت کے لئے بعض جگہ دوسرے مصادر سے بھی استفادہ کیا گیا۔
5. اکثر مسائل میں مولفؒ نے دو یا تین مصادر سے حوالہ دیاہے اور چند مسائل میں تو بیشتر مصادر سے حوالہ دیاہے۔ انتہائی کوشش سے متعلقہ مصادر تک پہنچ کران سے تخریج کرکے لکھی گئی۔
6. بعض مسائل ایسے ہیں کہ مؤلفؒ نے ان کاحوالہ دیاہے لیکن باوجود کوشش کے وہ مسائل ان مصادر میں نہیں پائے گئے جیسا کہ مسئلہ 37،55،56،185،199،245،248،262،268،325،385،395،396

7. اکثر مسائل دو تین مصادر کے حوالہ سے بیان کیے گئے لیکن چند مسائل میں وہ ایک مصدر میں موجود اور دوسرے یا تیسرے مصدر میں نہیں مل سکے جیسا کہ مسئلہ 185، 199، 248، 268،

8. بعض مقام پر مؤلف نے عبارت میں تساہل سے کام لیا ہے جس سے زیادہ معنی واضح نہیں ہوتا۔ اس کی تصحیح کی گئی جیسا کہ مسئلہ 34

9. بعض مقامات پر مولف ؒ نے مصادر کے حوالہ مختلف دیتے ہیں لیکن اس میں بعض سے مذکورہ مسئلہ واضح نہیں اور دوسرا مصدر اسکی توضیح کرتا ہے جیسا کہ مسئلہ 8

10. مؤلف ؒ نے بعض مصادر کا حوالہ دیا ہے لیکن وہ مصادر اب کوشش کے باوجود نہیں مل سکتے جیسا کہ مسئلہ 65 تنویر الابصار ،مسئلہ 245 ذخیرہ،

تجاویز اور سفارشات

1. مرتبہ مقالوں سے حوالہ جاتی کتب کا ایک اشاریہ مرتب کیا جائے۔ تاکہ تحقیقی کام ایک ہی نوعیت کا سامنے آجائے۔

2. جن مقالہ نگاروں نے اس پراجیکٹ پر اچھا کام کیا ہے، ان کو اس کتاب کی تدوین و ترتیب اور تہذیب و تصویب کے منصوبہ میں شامل کرنا چاہیے تاکہ اردو خواں طبقہ تک نہایت عمدہ اور اچھا کام پہنچے۔

3. اس پراجیکٹ کے مقالہ نگاروں سے ہارڈ اور سافٹ کاپی لی جائے تاکہ طباعت کا کام جلد مکمل ہو سکے۔

آخر میں، میں اللہ تعالی سے دعا گو ہوں کہ اس سعی کو شرف قبولیت عطا فرمایئے اور اس کو میرے لئے، میرے والدین اور اساتذہ کے لیے توشہ آخرت بنائے اور اس سے ہر تشنہ علم کو فیضیاب فرمائے۔ آمین

مر اد ما نصیحت بود گفتیم

باحوالہ خدا کردیم ورفتیم

فہرس الآیات القرآن الکریم

اطراف الاحادیث والآثار

اشاریہ

نام صفحہ

مصادر و مراجع

1. http://www.chiefacoins.com/Database/Countries/Khalifa_Al-Nahayan.htm

2. ابراهيم بن محمد بن ابراهيم الحَلَبي الحنفي (المتوفى: 956هـ) ملتقى الابحر الناشر: دار الكتب العلمية - لبنان/ بيروت

3. ابن ساعاتی الحنفی الامام مظفرالدین احمد بن علی بن ثعلب (م۶۹۴ھ)مجمع البحرین وملتقی النیرین فی الفقہ الحنفی دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان الطبعۃ الاولیٰ ۲۰۰۵م

4. ابن عابدين، محمد امين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي الحنفي (المتوفى: 1252هـ) رد المحتار على الدرالمختارمکتبہ رشیدیہ کوئٹہ بدون التاریخ

5. ابو البركات عبد الله بن احمد بن محمود حافظ الدين النسفي (المتوفى: 710هـ) كنز الدقائق ص144ج1الناشر: دار البشائر الاسلامية، دار السراج الطبعة: الاولى، 1432هـ - 2011م عدد الاجزاء: 1

6. ابو السعود العمادي محمد بن محمد بن مصطفى (المتوفى: 982هـ) تفسير ابي السعود = ارشاد العقل السليم الى مزايا الكتاب الكريم, الناشر: دار احياء التراث العربي – بيروت

7. ابو داود سليمان بن الاشعث بن اسحاق بن بشير بن شد اد بن عمرو الازدي السِّجِسْتاني (المتوفى: 275هـ) سنن ابي داود الناشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت

8. ابو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي (المتوفى: 676هـ)تهذيب الاسماء واللغات عنيت بنشره وتصحيحه والتعليق عليه ومقابلة اصوله: شركة العلماء بمساعدة ادارة الطباعة المنيرية يطلب من: دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان عدد الاجزاء: 4

9. احمد بن علي بن المثنى ابو يعلى الموصلي التميمي- مسند ابي يعلى -الناشر : دار المامون للتراث – دمشق الطبعة الاولى ، 1984 – 1404

10. احمد بن محمد بن اسماعيل الطحطاوي الحنفي - توفي 1231 ه حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الايضاح - الناشر: دار الكتب العلمية بيروت – لبنان ،الطبعة: الطبعة الاولى 1418هـ - 1997م ،عدد الاجزاء: 1

11. احمد عبد الكريم نجيب ،موسوعہ الرد على الصوفیہ الطرق الصوفية وانتشار البدع باب الطرق الصوفیۃوالبونستوالہرمسک مکتبہ شاملہ

12. اسلامک بینکنگ اینڈ فنانس ملائسیا

13. اوزجندی حسن بن المنصور بن محمود فتاوی قاضی خان المطبع العالی الواقع فی اللکنو بدون التاریخ

14. البخاری ،الفقیہ الامجد طاہربن عبدالرشید خلاصۃ الفتاوی مکتبۃ القران والسنۃ محلہ جنگی پشاور بدون الطبع والتاریخ

15. البنبانی محمد یعقوب (م 1308ھ)الحاشیہ لمولینا محمد یعقوب البنبانی المشهور بمولوی الحسامی درمطبع پریس ہند وباہتمام پیاری لال کوٹ وارث وزیر آباد (سن 1310ھ)طبع اول

16. حسام الدین محمدابن محمد الاخسیثی حسامی -مکتبہ مجیدیہ ملتان بدون التاریخ

17. حسن بن عمار بن علي الشرنبلالي المصري الحنفي (المتوفى: 1069هـ) مراقي الفلاح شرح متن نور الايضاح ،الناشر: المكتبة العصرية الطبعة: الاولى، 1425 هـ - 2005 م عدد الاجزاء: 1

18. حسن بن عمار بن علي الشرنبلالي المصري الحنفي (المتوفى: 1069هـ) نور الايضاح ونجاة الارواح في الفقه الحنفي الناشر: المكتبة العصرية الطبعة: الاولى، 1425 هـ - 2005 م عدد الاجزاء: 1

19. الحلبی الشیخ ابراھیم شرح منیہ غنیۃ المستملی المعروف بالکبیری سھیل اکیڈمی لاہور

20. ڈاکٹر ابراہیم سلیم صاحب فاضل طب و الجراحت طیبہ کالج سے انٹرویو(2016/1/20)

21. راہی فضل ربی سوات سیاحوں کا جنت شعیب سنز پبلیشرز اینڈ بکسلرز مینگورہ سوات ایڈیشن سوم مئی 2012

22. روخان فضل محمود مارتونگ باباکی کہانی خود ان کی زبانی طبع دوم 2007 شعیب سنز منگورہ سوات، ماہ نامہ الحق اکوڑہ خٹک (دار العلوم حقانیہ) شمارہ نمبر2، 3 جلد نمبر 8 شوال المکرم/ذیقعدہ 1392ھ بمطابق نومبر، دسمبر 1972ء(باختصار کثیر)

23. روزنامہ جدّت پشاور 18 جون 1987 تحریر سلیم خان منگورہ

24. ریاست سوات(پی ایچ ڈی مقالہ)از ڈاکٹر سلطان روم ترجمہ پروفیسر احمد فواد صاحب شعیب سنز منگورہ سوات طبع اول سن 2013ء،

25. زين الدين بن ابراهيم بن محمد، المعروف بابن نجيم المصري (المتوفى: 970هـ) البحر الرائق شرح كنز الدقائق الناشر: دار الكتاب الاسلامي الطبعة: الثانية - بدون تاريخ عدد الاجزاء:8

26. سعد الدين مسعود بن عمر التفتازاني (المتوفى: 793هـ) مكتبة صبيح بمصر بدون تاريخ عدد الاجزاء: 2 توضیح تلویح مکتبہ رحمانیہ -

27. سید عنایت اللہ عرف روری سے انٹرویو(22 دسمبر 2015 بمقام قمبر)

28. الشَّيْخُ عُثْمَانُ الزَّيْلَعِيُّ(تَبْيِينُ الْحَقَائِقِ شَرْحُ كَنْزِ الدَّقَائِقِ)التاریخ 1315ھ

29. الشیخ محمد بن علی بن محمد الحصنی المتوفی (١٠٨٨ھ) الدرالمنتقیٰ فی شرح الملتقیٰ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان بدوب التاریخ

30. الشیخ نظام وجماعۃ من علماء الھند الاعلام فتاویٰ العالمگیریہ المعروف بالفتاویٰ الھندیہ مکتبہ الرشیدیہ کوئٹہ بدون التاریخ۔

31. طاہر ابن عبد الرشید البخاری خلاصۃ الفتاویٰ ص34ج1 مکتبۃ القران والسنۃ محلہ جنگی پشاور بدون التاریخ

32. الطبعة: الاولى، 1419هـ - 1998م ،عدد الاجزاء: 4

33. عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى: 911هـ) الدرر المنتثرة في الأحاديث المشتهرة الناشر: عم ادة شؤون المكتبات - جامعة الملك سعود، الرياض عدد الأجزاء: 1

34. عبد الرحمن بن محمد بن سليمان المدعو بشيخي ز اده, يعرف بدام اد افندي (المتوفى: 1078هـ) مجمع الانهر في شرح ملتقى الابحر الناشر: دار احياء التراث العربي-الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ-عدد الاجزاء: 2

35. عبد الحئی صاحب برخوردار باباجی سے انٹرویو(21 دسمبر 2015 مولانا صاحب کے رہائش گاہ بمقام اوڈیگرام)

36. عثمان بن علي بن محجن البارعي، فخر الدين الزيلعي الحنفي (المتوفى: 743 هـ) تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشِّلْبِيِّ الناشر: المطبعة الكبرى الاميرية - بولاق، القاهرة الطبعة: الاولى، 1313 هـ

37. علاء الدين، ابو بكر بن مسعود بن احمد الكاساني الحنفي (المتوفى: 587هـ) بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الثانية، 1406هـ - 1986م ،عدد الاجزاء: 7

38. علي بن (سلطان) محمد، ابو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري (المتوفى: 1014هـ) مرقاة المفاتيح شرح مشكوٰة المصابيح مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ بدون التاریخ۔

39. علي بن ابي بكر بن عبد الجليل الفرغاني المرغيناني، ابو الحسن برهان الدين (المتوفى: 593هـ) الهداية في شرح بداية المبتدي الناشر: دار احياء التراث العربي - بيروت – لبنان عدد الاجزاء: 4

40. ***قاضی غفران الدین صاحب کوکاری کی انٹرویو ۔بحیثیت قاضی از 1949ء تا1998ء و فاضل مدرسہ فتح پوری دہلی ہندوستان***

41. كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي المعروف بابن الهمام (المتوفى: 861هـ) فتح القدير الناشر: دار الفكرالطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ عدد الاجزاء: 10

42. الکاشغری العلامۃ الشیخ سدید الدین المنیۃ المصلی حاجی فضل احد تاجران کتب پشاور بدون التاریخ

43. الکیرانوی الشیخ محمد نظام الدین کشف الاستار علی ھامش الدرالمختار للحصفکی الناشر ایچ ۔ایم سعید کمبنی ادب منزل باکستان چوک کراتشی (س۔ن 1913)

44. محمد انور شاه بن معظم شاه الكشميري الهندي (المتوفى: 1353هـ) العرف الشذي شرح سنن الترمذي الناشر: دار التراث العربي -بيروت، لبنان الطبعة: الاولى، 1425 هـ - 2004 م

45. محمد بن احمد بن ابي سهل شمس الائمة السرخسي (المتوفى: 483هـ) المبسوط الناشر: دار المعرفة - بيروت الطبعة: بدون طبعة تاريخ النشر: 1414هـ - 1993م-عدد الاجزاء: 30

46. محمد بن اسماعيل ابو عبدالله البخاري الجعفي الجامع المسند الصحيح المختصر من امور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وايامه = صحيح البخاري الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية باضافة ترقيم ترقيم محمد فؤ اد عبد الباقي)الطبعة: الاولى، 1422هـ عدد الاجزاء: 9

47. محمد بن علی بن محمد الحصنی المعروف بالقدا الحصکفی المتوفی ۱۰۸۸ھ الدرالمنتقیٰ فی شرح الملتقیٰ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

48. محمد بن علي بن محمد الحِصْني المعروف بعلاء الدين الحصكفي الحنفي (المتوفى: 1088هـ) الدر المختار شرح تنوير الابصار وجامع البحار الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الاولى، 1423هـ- 2002م عدد الاجزاء:1

49. محمد بن محمد بن محمود، اكمل الدين ابو عبد الله ابن الشيخ شمس الدين ابن الشيخ جمال الدين الرومي البابرتي (المتوفى: 786هـ) العناية شرح الهداية الناشر: دار الفكرالطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ عدد الاجزاء: 10

50. ***محمد اصف خان تاریخ ریاست سوات و سوانح بانئ ریاست سوات میانگل گل شہزادہ عبدالودود خان بادشاہ صاحب سن 27 ستمبر 1958 میں شاہی دربار سے شائع شدہ۔***

51. محمود بن احمد بن الصدر الشهيد النجاري برهان الدين مازه الميحط البرهاني الناشر : دار احياء التراث العربي عدد الاجزاء : 11 بدون التاريخ

52. مسلم بن الحجاج ابو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261هـ)الصحيح المسلم الناشر: قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی بدون التاریخ۔

53. مشكوة المصابيح المكتبة العصرية الطبعة: 1246 هـ- 2005 م عدد الاجزاء: 1

54. ملاجیون شیخ احمد (م ۱۱۳۰)نورالانوار مبحث الاحکام المشروعۃ فصل المشروعات علی النوعین مکتبہ کلام کمپنی کراچی بدون تاریخ

55. ملامسکین معین الدین الھروی ملامسکین شرح کنز الدقائق ص 127ج1 مکتبہ ازھریہ مصر بدون التاریخ

56. ملتقی الابحر لامام ابراھیم ابن محمد ابن ابراھیم الحلبی المتوفی ۹۵۶ھ دارالکتب العلمیہ لبنان

57. مولانا خلیل احمد سہارنپوری بذل المجھود فی حل ابی داؤد مکتبہ قاسمیہ ملتان بدون التاریخ

58. نٹوی احسان الحق علماء شانگلہ طبع اول سن 2014 مکتبہ صدیقیہ منگورہ سوات

59. وَهْبَة الزُّحَيْلِيّ (1932م،)الفِقْهُ الاسلاميُّ و ادلَّتُهُ الشَّامل للادلّة الشَّرعيَّة والاراء المذهبيَّة واهمّ النَّظريَّات الفقهيَّة وتحقيق الاحاديث النَّبويَّة وتخريجها ص 301ج 1 دار الفكر - سوريَّة – دمشق الطبعة : الطَّبعة الرَّابعة عدد الاجزاء : 10

60. سکروڈھوی مولانا جمیل احمد استاد دیوبند اشرف الہدایہ اردو ترجمہ وشرح ہدایہ دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان

61. مولانا خرم علی ومولانا محمد حسن صدیقی نانوتوی غایۃ الاوطار اردو شرح درالمختار وردالمحتار المعروف فتاوی شامی ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی سن ط(1406)

62. مولانا سید امیر علیؒ مترجم فتاوی عالمگیری مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور

63. مفتی وسیم احمد قاسمی انوار الایضاح شرح اردو نور الایضاح دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان۔

64. اردو ترجمہ منیۃ المصلی قدیمی کتب خانہ کراچی

65.

بادشاہ صاحب میاں گل عبدالودود، والی سوات میاں گل عبدالحق جہانزیب
مولانا خان بہادر مارتو نگ باباجی، مولانا محمد نظیر چکیسری، مولانا عنایت اللہ
مولانا عبدالمجید، مولانا عبدالحلیم، قاضی شیر زادہ، قاضی سید محبّ اللہ، قاضی عزیز الرحمٰن
قاضی محمد عالم گل، مولانا محمد ابراہیم فتاوی ودودیہ کے کمیٹی کے ممبران ومولف

تیار کردہ: خلیل الرحمٰن حقانی کوکاری **0345-9239897**